Title - AL NABUWAT FI AL ISLAM.

Author - Mohd. Ali.

Publisher - Ahmadiya Steam Press (Lahore).

Date - 1915.

Pages - 322 + 198.

Subjects -

# النبوة فی الاسلام

مصنفہ

امیر جماعت احمدیہ حضرت مولٰینا مولوی محمد علی صاحب

(ایم۔اے۔ایل ایل۔بی)

جسکو

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے ماہ دسمبر

سنہ ۱۹۱۵ء

میں

مطبع احمدیہ سٹیم پریس لاہور میں چھپوا کر شائع

کیا

تعداد اشاعت ایک ہزار (۱۰۰۰) قیمت فی جلد ایک روپیہ (عہ)

نوٹ:۔ کتاب کے ساتھ ایک ضمیمہ دو سو صفحات کا لگادیا گیا ہے۔ جس میں حضرت مسیح موعود کی تحریروں سے حق الوسع کل حوالجات متعلق نبوت دے دیئے گئے ہیں اور ہر ایک حوالہ کا خلاصہ بھی سہولت کے لیئے حاشیہ پر دیدیا گیا ہے۔

ترجمۃ القرآن کا کام ... سے ...

پہلے ختم ہو جائے۔ سو الحمد للہ کہ وہ کام تکمیل کو پہنچ گیا۔ اور مسودہ طبع میں جانا شروع ہو گیا۔ تو میں نے مناسب سمجھا۔ کہ اب اس کام کو بھی پورا کردوں۔ سو ۷ دسمبر کو میں نے اس کتاب کو شروع کیا اور محض خدا کے فضل اور احسان سے بہت سی مصروفیتوں کے اندر یہ کام بھی تکمیل کو پہنچ گیا فالحمد للہ علی ذالک۔ میں نے اس کتاب میں اصولی بحث کو مدنظر رکھا ہے۔ اور چونکہ غالباً اسکے جواب کی بھی کوشش کیجائیگی۔ اسلیئے اس قدر میری درخواست ہے کہ جو شخص اسکا جواب لکھنے کا ارادہ کرے وہ اگر اصولی رنگ میں بحث کو اُٹھائے تو اس سے کوئی مفید نتیجہ پیدا ہو سکتا ہے۔ یہ طرز کہ اصول کو چھوڑ کر چھوٹی چھوٹی باتوں میں تو تو میں میں کی جائے نتیجہ خیز نہیں ہو سکتی۔ میں نے اصول قائم کیئے ہیں ان اصول پر بحث کی جائے۔ اگر تحقیق حق مطلوب ہے تو بحث کو اصولی رنگ میں لانا چاہیئے۔ کیونکہ اصل غرض تو یہ ہے۔ کہ اس مسئلہ کے مختلف پہلوؤں پر روشنی پڑ جائے۔

اس کتاب کو میں نے کسی قدر جلدی میں ختم کیا ہے۔ اور اسلیئے ممکن ہے کہ بعض لوگوں کو خیال ہو کہ ہمارے فلاں اعتراض کا جواب نہیں دیا گیا۔ لیکن میں نے بحث ایسے رنگ میں کی ہے۔ کہ اُسکے اندر سارے اعتراضوں کے جوابات خود ہی آجاتے ہیں بایں ہمہ چاہتا ہوں کہ اگر ساری کتاب کو پڑھکر کوئی اعتراض کسی شخص کے دل میں پیدا ہو جسکا حل اس کتاب کے اندر اسے نہ ملے تو میں ایسے سارے اعتراضات کے جوابکو ایک مکمل رسالہ کی صورت میں نکالدوں۔ اسلیئے میری اپنے احباب سے خواہ وہ میرے خیالات سے اتفاق رکھتے ہوں یا نہ رکھتے ہوں یہ درخواست ہے کہ تحقیق حق کی خاطر اگر کسی اعتراض کا رفع وہ چاہیں تو اپنے اعتراضات کو مختصر طور پر لکھ کر میرے پاس بھیج دیں۔

اس اعتراض کا جواب کہ میری کسی تحریر میں پہلے حضرت مسیح موعود کے متعلق لفظ نبی کا لکھا گیا ہے۔ میں نے کتاب کے اندر اسلیئے نہیں دیا کہ میری بحث اصولی ہے۔ اصولی بحث میں ہم پہلے قرآن شریف اور حدیث کو لیں گے۔ اور ان کے ماتحت ائمہ اسلام اور حضرت مسیح موعود کی تحریروں کو میری یا زید یا بکر کی تحریر کوئی حجت شرعی نہیں۔ بایں ہمہ یہ کہنا چاہتا ہوں کہ میں نے کبھی بھی مرزا صاحب کو کامل نبی نہ سمجھا نہ لکھا۔ ان کی نبوت کو ویسی ہی سمجھتا رہا ہوں جیسا اس کتاب کے اندر میں نے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے پس اگر لفظ نبی یا نبوت کا کہیں لکھا ہے تو اسی معنے میں لکھا ہے۔ اور اسکا عملی ثبوت یہ ہے کہ میری تحریر میں آج تک یہ کوئی نہیں دکھا سکتا۔ کہ میں نے سوائے احمدیوں کے کل مسلمانوں کو کافر یا خارج از دائرہ اسلام قرار دیا ہو۔ بلکہ انکو مسلمان ہی سمجھا ہے اور لکھا ہے۔ اگر نبوت کے مسئلہ میں میرا وہ مسلک ہوتا۔ جو معترض میری طرف منسوب کرتے ہیں۔ تو اہل قبلہ کے تکفیر کا بار گراں بھی گردن پر اُٹھا لیا ہوتا۔ مگر خدا کا شکر ہے کہ اُس نے ان ہر دو مسائل میں میرا قدم جادۂ صواب سے نہیں پھیرا اور یہی دعا میں اب بھی کرتا ہوں۔ ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب

خاکسار محمد علی احمدیہ بلڈنگس لاہور ۲۵۔ دسمبر ۱۹۱۵ء۔

کتبہ خاکسار محمد اکبر

کتاب ال[illegible]

چونکہ اسوقت جماعت احمدیہ میں ایک بڑا بھاری اختلاف محض اس وجہ سے رونما ہو رہا ہے اور ایک فریق کا یہ اعتقاد ہے کہ جب تک حضرت مسیح موعود کو حقیقی طور پر نبی نہ سمجھا جائے اور آپکو کامل نبی نہ مانا جائے اس وقت تک آپ کو مسیح موعود ماننا بھی چنداں مفید نہیں۔ برخلاف اس کے دوسرے فریق کا یہ اعتقاد ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد حقیقی طور پر یعنی حقیقت نبوت کو اپنے اندر رکھتے ہوئے کسی کامل نبی کا آنا خلاف قرآن خلاف حدیث خلاف اجماع امت خلاف تحریرات حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہے۔ پھر اسی مسئلہ نبوت پر مسئلہ تکفیر اہل قبلہ کی بھی بنیاد ہے پس ہر ایک احمدی کا فرض ہے کہ وہ بطور خود اس مسئلہ کے مختلف پہلوؤں پر غور کرے جس قوم نے اس وقت دوسرے مسلمانوں سے ایک امر حق کی خاطر علیحدگی اختیار کر لی ہے۔ اس کا فرض ہے کہ وہ اب اس مسئلہ پر وہی جرأت ایمانی دکھائیں جو پہلے دکھائی ہے۔ اللہ تعالے نے ہر ایک انسان کو سمجھ دی ہے فہم دیا ہے۔ اور اس لیئے یہ ہر شخص کا بجائے خود فرض ہے کہ ایسے معاملات میں جن کا تعلق اُس کے ایمان سے ہے پوری تحقیق کر کے ایک راہ کو اختیار کرے۔ آپ لوگوں نے حقیقۃ النبوت کو پڑھ لیا ہے۔ اور اس کے دلائل کو بھی دیکھ لیا ہے۔ اب آپکا فرض ہے کہ اس مسئلہ کے دوسرے پہلو کو بھی دیکھیں جن کو اس کتاب النبوۃ فی الالہام میں واضح کیا گیا ہے۔ آپ ان لوگوں کی باتوں پر نہ جائیں جو دوسری طرف کی تحریریں پڑھنے سے آپ کو روکتے ہیں۔ یہ کوشش غیر احمدی علماء نے حضرت مسیح موعود کے خلاف بھی کی تھی مگر آپ نے یہ بہادری دکھائی۔ کہ دوسروں کی باتوں پر بھروسہ کرنیکی بجائے خود تحقیقات کی اور ایک امر حق کو پا لیا۔ یہ خدا کا احسان تھا جس نے آپکو اس حق تک پہنچایا۔ اب خدا تعالیٰ اس احسان کا شکریہ تم سے چاہتا ہے لئن شکرتم لازیدنکم اس کا شکریہ یہ ہے کہ اسوقت اس اختلاف میں آپ کم از کم اس نبوت کے مسئلہ کو خود زیر تحقیق لا دیں۔ اور ایک طرف دُعا سے بھی کام لیں اور دوسری طرف اس مسئلہ کے مختلف پہلوؤں پر غور کریں یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ جب آپ میں الذین جاھدوا فینا کی کیفیت دیکھے گا تو اپنی طرف سے لنھدینھم سبلنا کا اجر دیگا۔ کم از کم اللہ تعالیٰ کے حضور جو آپکی ذمہ داری ہے۔ اس سے آپ عہدہ برآ ہو جائیں گے۔

...کی زندگی میں خود ...

کے متعلق ہیں نہ کسی دوسرے کے منہ سے یہ لفظ سُنے کہ حضرت صاحب کی کوئی تحریر مسئلہ نبوت کے متعلق منسوخ بھی ہے۔ تو پس اب جب حضرت صاحب کی تحریرات کو منسوخ بتایا جاتا ہے۔ حالانکہ حضرت مسیح موعود نے خود کبھی اُن کو منسوخ نہیں کہا۔ اور ان تحریروں میں خطرناک اختلاف بتایا جاتا ہے۔ حالانکہ قرآن کریم نے ایک معیار دیا ہے لو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافاً کثیراً۔ تو آپ کا فرض ہے اور ہر ایک احمدی کا پہلا فرض ہونا چاہیئے کہ وہ اِس الزام کو حضرت مسیح موعود سے دور کرنے کی کوشش کرے۔ اسلئے آپ مسیح موعود کو منہ دکھانے کے قابل نہ ہونگے اگر آپ نے مسئلہ کے دوسرے پہلو پر غور کئے بغیر ہی یہ الزام حضرت صاحب پر قبول کر لئے۔ علاوہ ازیں حقیقۃ النبوۃ نے مسئلہ آپ کو سکھایا ہے کہ مسیح موعود نے اپنا عقیدہ نبوت سنہ ۱۹۰۱ء میں تبدیل کر لیا تھا۔ یہ بھی حضرت صاحب پر ایک الزام ہے کیونکہ یہ تو ظاہر ہے کہ نہ حضرت صاحب نے چھ ہزار صفحات کی تحریروں میں کبھی یہ لکھا۔ نہ اتنے سالوں میں کبھی یہ زبانی کہا کہ میں نے اپنا عقیدہ نبوت تبدیل کر لیا ہے نہ ہم میں سے کسی نے کبھی ایسا انقلاب عظیم کو آپ کی زندگی میں محسوس کیا کہ آپ نے اپنا عقیدہ نبوت تبدیل کر لیا ہو تو پس یہ بھی ظاہر ایک الزام ہے اور ہر ایک احمدی کی یہ کوشش ہونی چاہیئے کہ وہ دیکھے کہ آیا یہ الزام حضرت صاحب سے دور ہو سکتا ہے یا نہیں۔ النبوۃ فی الاسلام نے حضرت مسیح موعود کی ساری تحریروں میں تطبیق کر کے دکھائی ہے۔ خدا کے نزدیک آپ کا یہ فرض ہے کہ آپ اختلاف کو قبول کرنے سے پہلے تطبیق کو دیکھ لیں۔

علاوہ ازیں اس کتاب کے ساتھ ایک ضمیمہ دو سو صفحات کا ہے جس میں مسئلہ نبوت کے متعلق حضرت مسیح موعود کی تحریروں سے شروع سے لیکر آخر تک جتنے حوالجات مسئلہ نبوت کے متعلق تھے جمع کر دیئے گئے ہیں۔ اور وہ دونوں قسم کے حوالجات ہیں یعنی جن کو ایک یا دوسرا فریق پیش کرتا ہے۔ اور ہر ایک حوالہ کا خلاصہ حاشیہ پر دیدیا گیا ہے اس طرح یہ کتاب مسئلہ نبوت پر ایک انسائیکلوپیڈیا کا کام دیگی۔ اور یہ پھر بتا دینا میں ضروری سمجھتا ہوں کہ اسمیں بحث اصولی رنگ میں کی گئی ہے۔ اور بہت کم بحث ہے۔ جیسا کہ فہرست مضامین سے آپ دیکھ سکتے ہیں۔ قیمت باوجود چھ سو صفحات کے صرف ایک روپیہ رکھی گئی ہے۔ مبائعین صاحبان سے ۱۲/ قیمت لیجائیگی۔ جو ہمارے خاص احباب میں سے خرید کر مفت مبائعین صاحبان کے مریدین میں تقسیم کرنا چاہیں ان سے بھی یہی قیمت لیجائیگی۔ والسلام

محمد علی

لاہور۔ احمدیہ بلڈنگس
۲۵ - دسمبر سنہ ۱۹۱۵ء

ملنے کا پتہ ۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور احمدیہ بلڈنگس

## باب اول

## باب نہم

### حقیقۃ النبوۃ کے دلائل مسیح موعود کی نبوت پر



## باب دہم

# النبوۃ فی الاسلام

## تمہید

جناب میاں محمود احمد صاحب کے القول الفصل میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کے متعلق بعض خیالات پر میں نے نبوت کاملہ تامہ اور جزئی نبوت میں فرق دکھا کر یہ بتایا تھا کہ حضرت مسیح موعود کی تمام تحریروں کے مطابق اسلام میں صرف جزئی نبوت کا دروازہ کھلا ہے اور یہ دروازہ تا قیامت کھلا رہیگا۔ اور درحقیقت یہی مذہب تمام اولیائے امت کا ہے۔ اور آپ کی پہلی اور آخری تحریر کا مقابلہ کر کے دکھایا تھا۔ کہ دونوں میں ایک ہی مذہب پایا جاتا ہے۔ اور یہ مطالبہ کیا تھا۔ کہ جس صورت میں آپ نے کھلے طور پر اپنے لئے نبوت کاملہ کی نفی کی ہے اور نبوت جزئی کا دعویٰ کیا ہے۔ اور اس نبوت جزئی میں فضیلت یا بعض خصوصیات کے سوال کو الگ چھوڑ کر اس امت کے اولیاء کو اسی طرح انعام نبوت ملنے کا اقرار کیا ہے جس طرح اپنے آپ کو تو بس اس نبوت کے سوائے کسی اور قسم کی نبوت کا دعویٰ آپکی طرف منسوب کرنے سے پہلے ہمیں وہ اعلان دکھانا چاہئے جس میں آپ نے اپنے پہلے خیالات کو غلط یا منسوخ قرار دیکر بعد میں اپنے لئے نبوت کاملہ کا ادعا کیا ہو۔ یا دوسرے اولیائے امت کے لئے جزئی نبوت کا انکار کیا ہو۔ جب تک کوئی ایسا اعلان نہ دکھایا جاوے۔ اس وقت تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت وہی جزئی نبوت قرار پائیگی جس میں اس امت کے دوسرے اولیاء بھی شریک ہیں۔ نہ وہ نبوت کاملہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یا آپ کے پہلے انبیاء کو ملی گو نبوت جزئی رکھتے ہوئے آپ کو بعض وہ خصوصیات حاصل ہوں جو دوسرے مجددین علیہم الرحمۃ کو نہیں جس طرح خود ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی نبوت میں بعض خصوصیات دوسرے انبیاء علیہم السلام پر حاصل ہیں ۔

اس کے جواب میں جناب میاں صاحب کی طرف سے ایک کتاب حقیقت النبوۃ ... صفحات

تمام تحریریں منسوخ ہو چکی ہیں۔ وہ محض کتاب تریاق القلوب کی تاریخ تصنیف پر بحث چھڑ جانے کے خلاف کی وجہ سے قبول کر لیا گیا تھا۔ ورنہ حقیقت یہ ہے۔ کہ سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے کی حضرت مسیح موعود کی تحریریں جن میں اپنی جزئی نبوت کا اقرار یا اپنے آپ کو دیگر محدثین میں شامل کرنے کا اقرار اور اپنی نبوت کاملہ کا انکار ہے وہ سب منسوخ ہیں۔ اور اس منسوخی کا پہلا اعلان اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" ہے اور کہ **نبوت صرف کثرت مکالمہ اور مخاطبہ** کا نام ہے اور کثرت مکالمہ و مخاطبہ سوائے حضرت مسیح موعود کے اس امت میں کسی کو حاصل نہیں ہوئی پہلے نبیوں کو حاصل ہوا کرتی تھی۔ اس لئے آپ پہلے نبیوں میں شامل ہیں۔ اور اس طرح پر گویا یہ ثابت کرنا چاہا ہے۔ کہ آپکا انکار ویسا ہی ہے۔ جیسے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم یا آپ سے پہلے کسی دوسرے نبی کا۔ اس کے ثبوت میں ذیل کے حوالے حقیقت النبوت سے کافی ہونگے ۔

"اس سے معلوم ہوا۔ کہ نبوت کا مسئلہ آپ پر سنہ ۱۹۰۰ء یا سنہ ۱۹۰۱ء میں کھلا ہے اور چونکہ ایک غلطی کا ازالہ سنہ ۱۹۰۱ء میں شائع ہوا ہے جس میں آپ نے نبوت کا اعلان بڑے زور سے کیا ہے اس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ سنہ ۱۹۰۱ء میں آپ نے اپنے عقیدہ میں تبدیلی کی ہے پس . . . . . . یہ بات ثابت ہی کہ سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے کے وہ حوالے جن میں آپ نے نبی ہونے سے انکار کیا ہے۔ اب منسوخ ہیں اور اُن سے حجت پکڑنی غلط" صفحہ ۱۲۱

"اور سنہ ۱۹۰۱ء کی بعد کی کتب میں سے ایک کتاب میں بھی اپنی نبوت کو جزئی قرار نہیں قرار دیا۔ اور نہ ناقص اور نہ نبوت محدثیت اور نہ صاف الفاظ میں کہیں لکھا ہے کہ میں نبی نہیں" صفحہ ۱۲۰

"اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ کہ ما نرسل المرسلین الا مبشرین و منذرین ہم رسولوں کو جو بھیجتے ہیں تو اُن کا کام ہی یہ ہوتا ہے۔ کہ وہ بشرات اور منذرات لاتے ہیں۔ اب کیسے تعجب کی بات ہے۔ کہ جس بات کو اللہ تعالیٰ عین نبوت قرار دے اسی کو نبوت کے انکار کی دلیل قرار دیا جائے" صفحہ ۱۰۹

بھی پیدا ہوگا۔ اسی لئے بھی وہ نبی کہا جاتا ہے۔ اسا سے صدیقوں کی کمالی اسی قرار دیتے
وجہ سے اپنے اس درجہ میں سب نبیوں کو شامل خیال کرتے تھے" صفحہ ۱۲۹

"لیکن اپنا یہ حال ہے کہ ہزاروں آدمیوں کو ...... نبی قرار دیتے ہیں۔ شاید وہ کہیں
کہ ہم جزوی نبی کہتے ہیں۔ سو یاد رہے کہ قرآن کریم کی کس آیت سے یہ ثابت ہو کہ بغیر خدائے تعالیٰ
کے اذن کے اور بغیر کسی قرینہ کے کسی کو جزوی نبی کہنا جائز ہے؟" صفحہ ۱۳۰ (حاشیہ)

اسکی تردید آپ خود ہی یوں فرماتے ہیں

"لیکن کسی قدر کمی اور کسی قدر نقص کی وجہ سے وہ درجہ نبوت پانے سے روکا جاتا ہے۔ ورنہ اس
حد تک پہنچا ہوا ہوتا ہے۔ کہ قریب ہے کہ وہ نبی ہو ہی جائے۔ **بلکہ جزوی نبوت اُسے مل جاتی**
ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اس سے تجدید دین کا کام لیتا ہے ........ اور ایسے آدمی پر اللہ
تعالیٰ اپنے کلام کی بارش نازل کرتا ہے۔ اور یہ محدث کا آخری درجہ ہوتا ہے۔ اور یہ درجہ
**امت محمدیہ میں سینکڑوں ہزاروں لوگوں نے پایا**" صفحہ ۱۵۲ و ۱۵۳

"اس سے ثابت ہے۔ کہ امور غیبیہ پر کثرت سے اطلاع پانا غیر نبی میں پایا ہی نہیں جاتا" صفحہ ۰

"گو اس امت کے بعض افراد ملہم ہیں لیکن نبی وہ ہوتا ہے جس پر بکثرت امور غیبیہ کا اظہار
ہو اور حضرت مسیح موعود اس بات کے مدعی ہیں۔ کہ مجھ پر امور غیبیہ کثرت سے ظاہر کئے جاتے ہیں
**پس آپ دوسرے مامور ملہموں میں شامل نہیں بلکہ نبیوں میں شامل ہیں**" صفحہ ۹۹ (حاشیہ)

ان حوالوں سے جو کچھ میں نے اوپر لکھا ہے بخوبی ثابت ہے۔ میں اس مختصر تمہید میں صرف یہ
دکھانا چاہتا ہوں۔ کہ میرے مطالبہ کا اس کتاب میں درحقیقت کوئی جواب نہیں۔ اور جو جواب
دینے کی کوشش کی ہے۔ اس پر جناب میاں صاحب نے بھی کافی تدبر نہیں کیا۔

سب سے اول میں ایک غلطی کے ازالہ کو لیتا ہوں۔ صورت واقعات یہ ہے۔ کہ ایک شخص
مسیح ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور اس دعویٰ کو پیش کرتے وقت مخالفوں کی جانب سے یہ اعتراض

کا ایک شرف رکھتا ہے۔ امور غیبیہ اس پر ظاہر کیے جاتے ہیں۔ اور رسولوں اور نبیوں کی وحی کی طرح اسکی وحی کو بھی دخل شیطان سے منزہ کیا جاتا ہے۔ اور مغز شریعت اس پر کھولا جاتا ہے۔ اور بعینہٖ انبیاء کی طرح مامور ہو کر آتا ہے۔ اور انبیاء کی طرح اس پر فرض ہوتا ہے۔ کہ اپنے تئیں با آواز بلند ظاہر کرے۔ اور اس سے انکار کرنیوالا ایک حد تک مستوجب سزا ٹھیرتا ہے۔ اور نبوت کے **معنے بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ امور متذکرہ بالا اس میں پائے جائیں۔**

اور اگر یہ عذر پیش ہو۔ کہ باب نبوت مسدود ہے۔ اور وحی جو انبیاء پر نازل ہوتی ہے۔ اس پر مہر لگ چکی ہے میں کہتا ہوں۔ **نہ من کل الوجوہ باب نبوت مسدود ہوا ہے نہ ہر ایک طور سے وحی پر مہر لگائی گئی ہے۔ بلکہ جزی طور پر وحی اور نبوت کا اس امت مرحومہ کے لئے ہمیشہ دروازہ کھلا ہے۔**" (توضیح مرام صفحہ ۹ دوسری ایڈیشن)، اور اسکی تائید میں حدیث لم یبق من النبوۃ الا المبشرات پیش فرمائی ہے۔ جسکے معنے یہ کئے ہیں کہ لم یبق من انواع النبوۃ الا نوع واحد وھی المبشرات یعنی نبوت کی قسموں میں سے صرف ایک ہی قسم باقی رہ گئی ہے۔ اور وہ مبشرات ہیں (حالانکہ جناب میاں صاحب فرماتے ہیں۔ کہ مبشرات عین نبوت ہیں دیکھو صفحہ ۱۰۵ حقیقت النبوت "ہم رسولوں کو جو بھیجتے ہیں۔ تو ان کا کام ہی یہ ہوتا ہے کہ وہ مبشرات اور منذرات لاتے ہیں۔ اب کیسے تعجب کی بات ہے۔ کہ جس بات کو اللہ تعالیٰ عین نبوت قرار دے۔ اسی کو نبوت کے انکار کی دلیل قرار دیا جائے۔" گویا جناب میاں صاحب کے اجتہاد کی رو سے حدیث کے یہ معنے ہوئے۔ لم یبق من النبوۃ الا عین النبوۃ یعنی نبوت میں سے کچھ باقی نہیں رہا۔ سوائے اس کے کہ عین نبوت باقی رہ گئی ہے اور اسی علم و فضل پر جا بجا نہ صرف بیجے بلکہ ایک طرح سے خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو قرآن سے عاری بتایا گیا ہے) غرض دعویٰ مسیحیت کے ساتھ نبوت کا دعویٰ اس حد تک کیا ہے جس حد تک امت محمدیہ کیلئے یہ دروازہ کھلا ہے۔ اور اس کا نام جزی نبوت قرار

[illegible]

مکالمہ مخاطبہ کو ہم نبوت کہتے ہیں۔ پس ہم میاں صاحب کی بات مانیں [illegible] کا نام لیا انہیں خود بھی دعویٰ ہے [illegible] حضرت مسیح موعود [illegible] [illegible] سے مراد جزئی نبوت لیتے ہیں۔

پھر ازالہ اوہام میں صفحہ ۴۲۱ پر سوال ہے کہ آپنے رسالہ فتح اسلام میں نبوت کا دعویٰ کیا ہے جس کا جواب دیا ہے "نبوت کا دعویٰ نہیں بلکہ محدثیت کا دعویٰ ہے جو خدائے تعالیٰ کے حکم سے کیا گیا ہے" (حالانکہ جناب میاں صاحب حقیقت النبوت کے صفحہ ۲۲ پر تحریر فرماتے ہیں۔ کہ حضرت صاحبؑ اپنے اجتہاد سے ایک عقیدہ رکھتے تھے۔ خدائے تعالیٰ نے آپکو بتلایا کہ یہ عقیدہ درست نہیں" اب کیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریر کو درست مانیں جو فرماتے ہیں کہ محدثیت کا دعویٰ خدا کے حکم سے کیا گیا۔ یا میاں صاحب کی تحریر کو جو فرماتے ہیں۔ کہ خدا نے آپ کو بتایا تھا کہ محدثیت کا عقیدہ درست نہیں) اور پھر فرماتے ہیں "اور اس میں کیا شک ہے۔ کہ محدثیت بھی ایک شعبہ قویہ نبوت کا اپنے اندر رکھتی ہے جس حالت میں رویائے صالحہ نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔ تو محدثیت جو قرآن شریف میں نبوت کیساتھ اور رسالت کے ہم پہلو بیان کی گئی ہے جس کیلئے صحیح بخاری میں حدیث بھی موجود ہے اسکو اگر ایک مجازی نبوت قرار دیا جائے۔ یا ایک شعبہ قویہ نبوت کا ٹھہرایا جائے تو کیا اس سے نبوت کا دعویٰ لازم آگیا" (جزئی نبوت یا ایک شعبہ نبوت قویہ کو یہاں مجازی نبوت قرار دیا ہے۔ اسی سے سمجھ لو۔ کہ حقیقت الوحی میں جو یہ لکھا۔ کہ سمیت نبیا من اللہ علی طریق المجاز لا علی وجہ الحقیقۃ (الاستفتاء صفحہ ۶۵) یعنی میرا نام نبی مجازی رنگ میں رکھا گیا نہ حقیقی طور پر سو جب حضرت مسیح موعود نے خود مجازی نبوت کے معنے بتا دیئے کہ وہ جزئی نبوت یا ایک شعبہ نبوت قویہ کا ہے۔ تو جناب میاں صاحب کی اس ساری مولویانہ بحث کی جس میں آپ نے حقیقت اور مجاز کا گورکھ دھندا تین

پھر اسی کتاب ازالہ اوہام میں صفحہ ۵۳۴ پر تحریر فرماتے ہیں ”کیونکہ ممکن تھا۔ کہ خاتم النبیین کے بعد کوئی اور نبی اسی مفہوم تام اور کامل کے ساتھ جو نبوت تامہ کی شرائط میں سے ہے آسکتا کیا یہ ضروری نہیں کہ ایسے نبی کی نبوت تامہ کے لوازم جو وحی اور نزول جبرئیل ہے۔ اس کے وجود کے ساتھ لازم ہونی چاہئے۔ کیونکہ حسب تصریح قرآن کریم رسول اس کو کہتے ہیں جس نے احکام و عقاید دین جبرئیل کے ذریعہ سے حاصل کئے ہوں لیکن وحی نبوت پر تو تیرہ سو برس سے مہر لگ گئی ہے۔ کیا یہ مہر اس وقت ٹوٹ جائیگی۔ اور اگر کہو کہ مسیح ابن مریم نبوت تامہ سے معزول کرکے بھیجا جائیگا۔ تو اس سزا کی کوئی وجہ بھی تو ہونی چاہئے۔“ (جناب میاں صاحب کا یہ دعویٰ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود ۱۹۰۱ء سے پہلے جو رسول اور نبی کی تعریف کرتے رہے۔ اس کے لئے قرآن کریم کی سند پیش نہیں کی۔ اور حضرت صاحب رسول کی تعریف کو حسب تصریح قرآن کریم فرماتے ہیں)

اور پھر صفحہ ۵۶۹ پر تحریر فرماتے ہیں:۔

”صاحب نبوت تامہ ہرگز امتی نہیں ہو سکتا۔ اور جو شخص کامل طور پر رسول اللہ کہلاتا ہے۔ وہ کامل طور پر دوسرے نبی کا مطیع اور امتی ہو جانا نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کی رو سے بکلی ممتنع ہے۔ اللہ جل شانہٗ فرماتا ہے۔ وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ یعنی ہر ایک رسول مطاع اور امام بنانے کے لئے بھیجا جاتا ہے اس غرض سے نہیں بھیجا جاتا۔ کہ کسی دوسرے کا مطیع اور تابع ہو۔ ہاں محدث جو مرسلین میں سے ہے امتی بھی ہوتا ہے اور ناقص طور پر نبی بھی۔ امتی وہ اس وجہ سے کہ وہ بکلی تابع شریعت رسول اللہ اور مشکوٰۃ رسالت سے فیض پانے والا ہوتا ہے اور نبی اس وجہ سے کہ خدا تعالیٰ نبیوں والا معاملہ اس سے کرتا ہے“۔

اور پھر صفحہ ۵۷۵ پر تحریر فرماتے ہیں:۔

[illegible]

بباعث اتباع اور فنا فی الرسول ہونے کے جناب ختم المرسلین کے وجود میں ہی داخل ہے جیسے جز کل میں داخل ہوتی ہے"

[illegible]

"محدث من وجہ نبی ہوتا ہے۔ مگر وہ ایسا نبی ہے جو نبوت محمدیہ کے چراغ سے روشنی حاصل کرتا ہے۔ اور اپنی طرف سے براہ راست نہیں بلکہ اپنے نبی کی طفیل سے علم پاتا ہے۔" اور پھر صفحہ ۱۶۱ پر لکھتے ہیں +

"قرآن کریم بعد خاتم النبیین کے کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا۔ خواہ وہ نیا رسول ہو یا پرانا ہو۔ کیونکہ رسول کو علم دین بتوسط جبرئیل ملتا ہے۔ اور باب نزول جبرئیل بہ پیرایۂ وحی رسالت مسدود ہے۔ اور یہ بات خود ممتنع ہے۔ کہ دنیا میں رسول تو آوے مگر سلسلہ وحی رسالت نہ ہو۔"

(جناب میاں صاحب کو نبی اور رسول کے صحیح مفہوم کے جاننے کا بڑا دعویٰ ہے اور دنیا میں اور کوئی شخص تو ان کے نزدیک اصل مفہوم سے واقف ہی نہیں ہوا۔ کاش کہ وہ اپنی سب سے بڑھی ہوئی فضیلت کا اعلان کرنے سے پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریروں کو ایک دفعہ پڑھ جاتے یا واقعات پر ہی غور کرتے۔ ان کے نزدیک سوائے مبشرات اور منذرات کے نبوت اور کچھ چیز نہیں۔ یہ بحث اپنے موقعہ پر ہوگی لیکن اس قدر میں بتا دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ اس بارے میں جناب میاں صاحب نے سخت ٹھوکر کھائی ہے۔ اور ان کی ساری حقیقت نبوت بناتے فاسد علی الفاسد کی مصداق ہے حضرت صاحب نے یہاں وحی رسالت کا ایک امتیاز بتایا ہے۔ کاش اس امتیاز کو آپ حضرت مسیح موعود میں ثابت کر دکھاتے۔ کیا آپ کے دینی علوم اجتہاد کے رنگ میں تھے یا وحی کے رنگ میں۔ یعنی جب آپ پر کوئی اعتراض ہوا ہو۔ یا کوئی مشکل پیش کی گئی ہو۔ تو کیا

ایک غلطی کے ازالہ" پر توجہ کرنے سے پہلے یہ دیکھنا ضروری ہے

ازالہ کیا گیا۔ اور اس لئے میں نے چند حوالے حضرت مسیح موعود کی ابتدائی تحریروں سے دے دیئے ہیں۔ تا معلوم ہو کہ حضرت اقدس کا اصل عقیدہ کیا تھا۔ اور اس کے متعلق کیا غلطی ہوئی جس کا ازالہ کرنا ضروری ہوا تھا۔ اگر میں سارے حوالجات ۱۹۰۱ء سے پہلے کے یہاں جمع کروں۔ تو یہ تمہید حد سے بڑھ جائیگی۔ ہاں اپنے اپنے موقعہ پر ایسے حوالجات جہاں ضروری ہوں گے۔ دے دئے جائینگے۔ مگر جو چند حوالجات صرف دو کتابوں سے دئے گئے ہیں۔ اُن سے کم از کم اتنا معلوم ہو گیا ہوگا۔ کہ حضرت مسیح موعود اپنے لئے ایک قسم کی نبوت اور رسالت کے مدعی تھے۔ جیسے وہ جزئی نبوت۔ مجازی نبوت۔ ناقص نبوت۔ مبشرات اور مکالمات محدثیت ان ناموں سے موسوم کرتے تھے۔ اور نبوت کاملہ اور نبوت تامہ اصلی نبوت کا دروازہ مسدود یقین کرتے تھے۔ گویا اپنے لئے ایک قسم کی نبوت کا اقرار تھا۔ اور ایک قسم کی نبوت کا انکار تھا۔ محض انکار نہ تھا۔ اور نہ بلا شرط اقرار تھا۔ پھر یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ دعویٰ اس قسم کی نبوت کا حکم الٰہی کے ماتحت کیا گیا تھا۔ اور جس قسم کی نبوت سے انکار کیا۔ وہ بھی حکم الٰہی کے ماتحت تھا۔ جیسا کہ ازالہ اوہام کے صفحہ ۴۲۱ و ۴۲۲ والے حوالہ سے ظاہر ہے پھر نہ صرف حکم الٰہی ہی اس دعویٰ اور انکار کی بنا تھا۔ بلکہ قرآن اور حدیث سے اسکی کھلی کھلی شہادتیں پیش کی گئیں۔ اور دکھایا گیا۔ کہ مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کا دروازہ جو جزئی یا مجازی نبوت ہے قیامت تک کھلا ہے۔ مگر وہی نبوت جس کا آنا نبوت کاملہ تامہ کے لئے ضروری ہے۔ وہ بکلی مسدود اور اس کا ایک دفعہ آنا بھی ممتنع ہے یہی دعویٰ بار بار ساری کتابوں میں دہرایا گیا۔ کسی کتاب میں ایک قسم کی نبوت یعنی جزئی نبوت سے انکار نہیں۔ نہ کسی میں نبوت کاملہ تامہ کا دعویٰ ہے ؛

اب اگر ایک غلطی کے ازالہ کی چند ابتدائی سطور کو ہی دیکھ لیا جائے۔ تو اس سے فیصلہ ہو جائیگا۔ کہ آیا حضرت

[illegible] وہ یہ ہے کہ آپ کا اشتہار [illegible] ایک

غلطی کا ازالہ اس طرح سے شروع ہوتا ہے:

" ہماری جماعت میں سے بعض صاحب جو ہمارے دعوے اور دلائل سے کم واقفیت رکھتے ہیں جن کو نہ بغور کتابیں دیکھنے کا اتفاق ہوا اور نہ وہ ایک معقول مدت تک صحبت میں رہ کر اپنی معلومات کی تکمیل کر سکے وہ بعض حالات میں مخالفین کے کسی اعتراض پر ایسا جواب دیتے ہیں کہ جو سراسر واقعہ کے خلاف ہوتا ہے۔ اس لئے باوجود اہل حق ہونے کے ان کو ندامت اٹھانی پڑتی ہے۔ چنانچہ چند روز ہوئے کہ ایک صاحب پر ایک مخالف کی طرف سے یہ اعتراض پیش ہوا کہ جس سے تم نے بیعت کی ہے وہ نبی اور رسول ہونے کا دعوےٰ کرتا ہے۔ اور اس کا جواب محض انکار کے الفاظ سے دیا گیا۔ حالانکہ ایسا جواب صحیح نہیں ہے۔ حق یہ ہے کہ خدا تعالےٰ کی وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے۔ اس میں ایسے لفظ رسول مرسل اور نبی کے موجود ہیں نہ ایک دفعہ بلکہ صدہا دفعہ پھر کیونکر یہ جواب صحیح ہو سکتا ہے کہ ایسے الفاظ موجود نہیں۔"

غلطی کے ازالہ کی ان ابتدائی سطور سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ اس میں حضرت صاحبؑ کسی اپنے غلط خیال کی تردید نہیں کر رہے ہیں بلکہ ایک ایسے شخص کے غلط خیال کی تردید کر رہے ہیں۔ جو آپ کے دعوے اور دلائل سے کم واقفیت رکھتا تھا۔ جس نے آپ کی وہ کتابیں جن میں یہ دعوے مذکور تھا۔ بغور نہیں پڑھی تھیں۔ اور نہ وہ صحبت میں رہ کر اپنی معلومات کی تکمیل کر سکا تھا۔ اور اس نے نبوت کے دعوے کے متعلق ایسا جواب دیا تھا جس سے نتیجہ نکلتا تھا۔ کہ گویا نبی اور رسول کا لفظ آپ کے الہامات میں موجود ہی نہیں۔ اور نہ آپ کو کسی قسم کی نبوت اور رسالت کا دعوےٰ ہے۔ اپنی ابتدائی کتابوں کو دیکھنے سے جن میں سے چند حوالجات اوپر درج کئے گئے ہیں۔

ہیں نبی اور رسول کا لفظ موجود ہے ... ہیں

میں محض انکار تھا۔ اس نے درحقیقت غلطی کی اور اسی غلطی کا ازالہ اس اشتہار میں کیا گیا۔ اگر جیسا کہ جناب میاں صاحب کا خیال ہے۔ اس اشتہار کا منشاء یہ ہوتا۔ کہ اپنے کسی سابقہ عقیدہ کی غلطی کا اظہار کیا جائے۔ تو اشتہار کی تمہید بجائے الفاظ مندرجہ بالا کے ایسے الفاظ میں ہونی چاہئے تھی۔ کہ ہمارے احباب ہمارے سابقہ دعوے اور دلائل سے خوب واقفیت رکھتے ہیں۔ اور انہوں نے ہماری پہلی کتابوں کو بغور دیکھا ہوا ہے۔ اور ایک معقول مدت تک صحبت میں رہ کر اپنی معلومات کی تکمیل بھی کر لی ہے۔ مگر چونکہ ان کتابوں میں ہم نے خود نبوت کی تعریف صحیح نہیں لکھی۔ اور نہ ہمارا عقیدہ اپنی نبوت کے متعلق آج تک درست تھا۔ اور ہم کو اس بارے میں غلطی لگی رہی۔ اس لئے اب آئندہ مخالفین کے کسی اعتراض کا جواب دیتے وقت اس بات کو مدنظر رکھنا چاہیئے۔ کہ ہماری ساری سابقہ کتابوں میں جہاں جہاں نبوت اور رسالت کا انکار ہے وہ ہماری اپنی غلطی ہے۔ ایسے ہمارے انکار کو منسوخ سمجھا جائے اور آئندہ ان کتابوں کو بالکل سند میں پیش نہ کیا جائے۔ نہ ان کے دلائل پر اعتبار کیا جائے۔ کیونکہ جو کچھ ہم نے آج تک اپنی کتابوں میں اپنا دعوے نبوت کے متعلق لکھا۔ وہ محض ایک اجتہاد تھا جس میں ہم سے غلطی ہوتی رہی۔ اب آئندہ کے لئے ہمارا دعوے یہ ہے۔ اور خدا نے اب ہم پر ظاہر کر دیا ہے کہ ہمارا پہلا خیال اپنے دعوے کے متعلق درست نہ تھا۔ مگر یہ کیا غضب ہو گیا۔ کہ میاں صاحب تو فرماتے ہیں۔ کہ اس اعلان میں حضرت صاحب نے اپنے پہلے عقیدہ کی غلطی کو ظاہر کیا۔ اور اس اعلان سے آپ کی پہلی کتابیں دعوے نبوت کے متعلق منسوخ ہو گئیں۔ مگر حضرت صاحب اس اعلان میں افسوس ظاہر کرتے ہیں کہ بعض لوگ ہماری ان کتابوں کو پڑھتے نہیں۔ جناب میاں صاحب نے مجھے بہت نصیحت کی ہے۔ کہ میں خدا کا خوف کروں۔ بے شک میں

[illegible] صاحب نبی سے مستثنیٰ قرار دیتے ہیں حالانکہ
حضرت صاحبان کا اسی طرح بڑھنا ضروری قرار دیتے ہیں۔ اور آپ کے سابقہ عقیدہ
کو غلط قرار دیتے ہیں حالانکہ وہ اسی دعوے اور اس کے دلائل سے زیادہ واقفیت
پیدا کرنے کی نصیحت کرتے ہیں۔ کس قدر خوف خدا سے کام لیا ہے۔ پھر آگے دیکھیے:

"سو اگر یہ کہا جائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو خاتم النبیین ہیں پھر آپ کے بعد اور نبی کس طرح آسکتا ہے۔ اس کا جواب یہی ہے کہ بے شک اس طرح سے تو کوئی نبی نیا ہو یا پرانا نہیں آسکتا۔ جس طرح سے آپ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آخری زمانہ میں اتارتے ہیں۔ اور پھر اسی حالت میں ان کو نبی بھی مانتے ہیں۔ بلکہ چالیس برس تک سلسلہ وحی نبوت کا جاری رہنا۔ اور زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بڑھ جانا۔ آپ لوگوں کا عقیدہ ہے۔ بے شک ایسا عقیدہ تو معصیت ہے اور آیت ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین اور حدیث لا نبی بعدی اس عقیدہ کے کذب صریح ہونے پر کامل شہادت ہے۔ لیکن ہم اس قسم کے عقاید کے سخت مخالف ہیں ........... اللہ تعالیٰ اس آیت میں فرماتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پیشگوئیوں کے دروازے قیامت تک بند کر دیے گئے اور ممکن نہیں کہ اب کوئی ہندو یا یہودی یا عیسائی یا کوئی رسمی مسلمان نبی کے لفظ کو اپنی نسبت ثابت کر سکے نبوت کی تمام کھڑکیاں بند کی گئیں مگر ایک کھڑکی سیرت صدیقی کی کھلی ہے یعنی فنا فی الرسول کی پس جو شخص اس کھڑکی کی راہ سے خدا کے پاس آتا ہے۔ اس پر ظلی طور پر وہی نبوت کی چادر پہنائی جاتی ہے۔ جو نبوت محمدی کی چادر ہے۔"

اب اس عبارت کا ازالہ اوہام کی اس عبارت سے مقابلہ کرو۔

"اور یہ بھی ظاہر خاتم النبیین ہونا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی دوسرے نبی

اس حدیث سے ظاہر ہے کیونکہ وہ بہ ثبت نبی

کے جناب ختم المرسلین کے وجود میں ہی داخل ہے۔ جیسے جزو کل میں
داخل ہوتی ہے تو دونوں عبارتوں کا ایک ہی مطلب ہے اور ادنیٰ تغیر الفاظ
کے ساتھ مفہوم وہی ہے۔ گویا ازالہ اوہام اور غلطی کے ازالہ میں ایک ہی قسم کی
نبوت کا ادعا ہے۔ اور اس نبوت کا انکار ہے جس میں وحی نبوت کے
آنے کی ضرورت ہو۔ پھر یہ بھی اسی غلطی کے ازالہ میں تحریر فرمایا ہے کہ "نبی
کے معنے لغت کے رو سے یہ ہیں کہ خدا کی طرف سے اطلاع پا کر غیب
کی خبر دینے والا پس جہاں یہ معنے صادق آئیں گے نبی کا لفظ بھی صادق آئیگا
اور پھر لکھا ہے کہ "جس کے ہاتھ پر اخبار غیبیہ منجانب اللہ ظاہر ہونگے۔ بالضرور
اس پر مطابق آیت لا یظہر علی غیبہ کے مفہوم نبی کا صادق آئے گا" پھر حاشیہ میں لکھا
ہے "یہ ضرور یاد رکھو کہ اس امت کے لئے وعدہ ہے۔ کہ وہ ہر ایک ایسے
انعام پائے گی، جو پہلے نبی اور صدیق پا چکے پس منجملہ ان انعامات کے وہ نبوتیں
اور پیشگوئیاں ہیں جن کی رو سے انبیاء علیہم السلام نبی کہلاتے رہے۔
لیکن قرآن کریم بجز نبی بلکہ رسول ہونے کے دوسروں پر علوم غیب کا دروازہ
بند کرتا ہے۔ جیسا کہ آیت لا یظہر علی غیبہ احداً الا من ارتضیٰ من رسول سے
ظاہر ہے پس مصفی غیب کے پانے کے لئے نبی ہونا ضروری ہوا اور آیت
انعمت علیہم گواہی دیتی ہے کہ اس مصفی غیب سے یہ امت محروم نہیں۔ اور
مصفی غیب حسب منطوق آیت نبوت اور رسالت کو چاہتا ہے اور وہ طریق
براہ راست بند ہے۔ اس لئے ماننا پڑتا ہے کہ اس موہبت کے لئے محض
بروز اور ظلیت اور فنافی الرسول کا دروازہ کھلا ہے"۔

اب اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ یہاں ایسی نبوت اور رسالت کا

کے لئے غلطی کے ازالہ کے ان الفاظ کا کتاب ضرورت الامام
سے جو ۱۸۹۸ء میں طبع شدہ ہے اور بھی واضح ہوتا ہے کہ کس طرح حضرت مسیح موعود
کا مذہب اس بارے میں ہمیشہ ایک ہی رہا ہے۔ چنانچہ وہاں صفحہ ۱۲ پہ تحریر فرماتے ہیں
"اور امام الزمان کی الہامی پیشگوئیاں اظہار علی الغیب کا مرتبہ رکھتی ہیں۔ یعنی
غیب کو ہر ایک پہلو سے اپنے قبضہ میں کر لیتی ہیں۔ جیسا کہ چابک سوار گھوڑے
کو قبضہ میں کرتا ہے اور یہ قوت اور انکشاف اس لئے ان کے الہام کو دیا جاتا ہے
کہ تا ان کے پاک الہام شیطانی الہامات سے مشتبہ نہ ہوں اور تا دوسروں
پر حجت ہو سکیں" غرض غلطی کے ازالہ میں ایک لفظ بھی ایسا نہیں جس سے صراحتاً
یا اشارتاً یہ نتیجہ نکلتا ہو کہ لکھنے والا اپنے پرانے عقیدہ کو ترک کر کے اس کی
بجائے کوئی نیا عقیدہ سکھا رہا ہے اور اس اشتہار کو تبدیلی دعوے کی شہادت
میں پیش کرتے ہیں۔ جناب میاں صاحب نے نہایت ہی قابل تدبیر سے کام لیا ہے
مگر یہ تنکوں کا سہارا بچا نہیں سکتا۔ حضرت مسیح موعود نے کبھی یہ اعلان نہیں کیا
کہ میرا پرانا عقیدہ درباره نبوت غلط تھا۔ میرے دوستو! مجھے شریر اور فتنہ پرداز
فاسق منافق اور ابلیس کا خطاب دینے والو آؤ خدا کی قسم کھا کر کہہ دو۔ کہ حضرت
مسیح موعود کی زندگی میں تم نے کبھی یہ خیال کیا تھا۔ کہ حضرت مسیح موعود کا عقیدہ
درباره نبوت تبدیل ہو گیا اور آپ کی بعض کتابیں منسوخ ہو گئیں۔ میں تو اس
ایک بات پر بھی فیصلہ کرنے کو تیار ہوں۔ اگر واقعی تم سب نے تو حضرت مسیح موعود
کی زندگی میں یہ جان لیا تھا۔ اور یقین کر لیا تھا۔ کہ آج حضرت مسیح موعود کا عقیدہ
بدل گیا۔ آج ان کی سابقہ تحریریں منسوخ ہو گئیں۔ آج ان کے قرآن اور حدیث
کے دلائل جن سے سینکڑوں صفحے پر ہیں۔ ردی کی طرح ہو گئے۔ تو خدا کی قسم اٹھا کر

[illegible] نہیں ہوا۔ اور یہ حضرت مسیح موعود پر افترا ہے۔ کہ انہوں نے اپنا عقیدہ دوبارہ نبوت تبدیل کر لیا تھا۔

میرے دوستو! یہ صرف افترا ہی نہیں بلکہ اس میں حضرت مسیح موعود کی وہ ہتک ہے کہ ایسی ہتک کبھی کسی مخالف نے بھی نہ کی ہوگی۔ اگر تم دوست ہو۔ تو خطرناک نادان دوست ہو۔ حقیقی اور کامل نبی بناتے بناتے تم نے تو حضرت صاحب کو ایک معمولی انسان کے مرتبہ سے بھی گرا دیا۔ کسی پیشگوئی میں اجتہادی غلطی ہو جانا اور امر ہے۔ مگر کسی شخص کا اپنے دعوے کو ہی نہ سمجھنا اور دس سال تک یا پندرہ سال تک نہ صرف اس غلط دعوے کا اعلان کرتے رہنا بلکہ نعوذ باللہ من ذالک جھوٹے طور پر قرآن اور حدیث سے اس کی تائید میں استدلال کرتے رہنا۔ اور دلائل لکھ کر سینکڑوں صفحے پر کر دینا۔ اور مخالفوں کے خلاف بڑے زور سے ان باتوں کا لکھتے جانا حالانکہ یہ سب بالکل جھوٹ تھا۔ نعوذ باللہ من ذالک کیا یہ باتیں مسیح موعود کی طرف منسوب کرتے ہو۔ تم اس عہدہ دار کو کیا کہو گے جس کو اس کے افسروں نے ایک عہدہ پر مامور کر کے بھیجا۔ اور وہ پندرہ سال تک یہ سمجھا ہی نہیں کہ میرا عہدہ کیا ہے ایک تھانہ میں سب انسپکٹر کو بھیجا اور وہ خیال کرتا رہا کہ میں کانسٹیبل ہوں۔ کیا ایسے شخص کو مجنون کہو گے یا کچھ اور۔ پھر تم خدا کا خوف کرو کس طرح یہ لفظ تمہارے منہ سے نکل سکتے ہیں۔ کہ ۱۸۸۴ء سے ۱۹۰۱ء تک یعنی پندرہ سال ایک ایسے عظیم الشان کو جسے اصلاح خلق کے لئے مامور کیا گیا تھا۔ یہ الہام ہوتے رہے۔ کہ تو نبی اور رسول ہے۔ مگر وہ یہ بھی نہ سمجھا کہ نبی اور رسول کسے کہتے ہیں۔ اور نہ صرف [illegible] رہا۔ جن کی بنیاد اسلام میں، قرآن کریم میں، لغت میں کوئی نہ تھی۔ بلکہ [illegible]

[illegible] اپنا نبی بنایا [illegible]

کسی اور نبی کا پتہ بھی بتا سکتے ہو جس کو خدا تو کہتا رہے کہ تو نبی ہے مگر
وہ پندرہ سال تک یہی کہتا چلا جائے کہ میں نبی نہیں اور خدا کے حکم کے
خلاف دلائل دیتا چلا جائے۔ اور پھر اس قدر عرصہ متواتر وحی الٰہی بھی
اُسے ہوتی رہی ہو۔ لیکن اپنے دشمنوں کے بالمقابل اپنے نبی نہ ہونے کے
دلائل بھی پیش کرتا چلا جائے۔ بعض پیشگوئیوں میں اجتہادی غلطیوں
کی مثالیں تو عظیم الشان سے عظیم الشان نبی کی زندگی میں بھی ملتی ہیں لیکن
اپنے دعوے کو نہ سمجھنے اور باوجود وحی کے غلطی پر اس طرح اصرار کرتے
چلے جانے۔ اور اس غلط عقیدہ کے دلائل پر دلائل دیتے چلے جانے کی
ادنیٰ سے ادنیٰ نبی میں مجھے مثال دکھا دو۔ تو میں اس اپنی ساری تحریر
کو جلا دونگا۔ اے غلو تیرا ستیاناس ہو ایک قوم نے اپنے پیشوا کو خدا
بنا کر تین دن تک دوزخ میں ڈالا تھا۔ آج ایک قوم پیدا ہوئی ہے۔
جو اپنے پیشوا کو حقیقی اور کامل نبوت کا مرتبہ دینے کے لئے اسے پلید سے
پلید اور کند ذہن سے کند ذہن اور ناقابل اعتبار انسان بلکہ پندرہ سال
تک غلط دلائل دے کر اور صفحوں کے صفحوں ان غلط دلائل سے پر کر کے
دنیا کو دھوکہ دینے والا قرار دیتی ہے۔ ہائے خدا تو اس قوم کی حالت پر رحم کر۔

میرا مطالبہ بڑا نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اپنی کوئی
تحریر دکھا دو کہ میرا عقیدہ اپنی نبوت کے بارے میں جس کو میں دلائل
دیتا رہا ہوں۔ غلط تھا۔ پہلے کسی نبی کی نظیر بتا دو۔ کہ ایسی غلطی اس
سے بھی واقع ہوئی کہ خدا نے اسے نبی بنایا تھا۔ مگر ایک مدت تک وہ
ایسی غلطی میں مبتلا رہا۔ خود قسم کھا کر کہہ دو کہ واقعی ہم نے حضرت

...ن نہ کرو۔ مسیح موعود کو...

موعود کی تحریروں سے اس کے دلائل سے امن نہ اٹھاؤ۔ کیا یہ بات حضرت مسیح موعود کی تحریروں کے لئے کوئی وقعت باقی چھوڑتی ہے۔ کہ پندرہ سال تک اپنا دعوے غلط بیان کرتے رہے۔ پھر اس غلطی کے دلائل دیتے رہے۔ قرآن اور حدیث پیش کرتے رہے۔ بلکہ یہاں تک بھی کہتے رہے۔ کہ خدا کے حکم سے میں یہ دعوے کرتا ہوں۔ اور وہ سب کچھ جھوٹ تھا۔ کیا اس قسم کا انسان دنیا میں کسی اعتبار کے قابل ہے۔ مسیح موعود کو تو چھوڑو۔ یہ تو معمولی مجتہد کے مرتبہ سے بھی گرا ہوا انسان تم نے بنا دیا۔ کیا حکم ایسے ہوا کرتے ہیں۔ جو پہلے اپنے ہی دعوے کا فیصلہ نہ کر سکیں اور پندرہ سال تک غلط فیصلہ پر اڑے رہیں اور اس کی حمایت بڑے زور سے کرتے رہیں۔ اور سچ تو وہ ہو۔ جو ان کے مخالف کہیں۔ کیونکہ مخالف تو کہتے تھے کہ مسیح موعود حقیقی اور کامل نبی اللہ ہونا چاہئیے۔ مگر حکم آ کر یہ فیصلہ دے کر نہیں۔ مسیح موعود امتی اور نبی یا جزئی نبی ہونا چاہئیے۔ نہ وہ صرف نبی کہلا سکتا ہے۔ نہ کامل نبی +

غلطی کے ازالہ کا صرف ایک فقرہ ہے جس پر اس قدر شور مچایا گیا ہے۔ کہ اس سے حضرت مسیح موعود کی پندرہ سال کی تحریریں منسوخ اور باطل ہو گئیں۔ اور وہ فقرہ یہ ہے۔ "اگر خدا تعالےٰ سے غیب کی خبریں پانے والا نبی کا نام نہیں رکھتا۔ تو پھر بتلاؤ کہ کس نام سے اس کو پکارا جائے۔ اگر کہو کہ اس کا نام محدث رکھنا چاہئیے۔ تو میں کہتا ہوں کہ تحدیث کے معنے کسی لغت کی کتاب میں اظہار غیب نہیں ہے۔ مگر نبوت کے معنے اظہار امر غیب ہے" اب اس فقرہ کو پہلی تحریروں

غیب دیا جاتا ہے۔ بلکہ صرف یہ کہا ہے۔ کہ محدثیت کے معنے لغت کی رو سے
میں اظہار غیب نہیں اور یہ بالکل سچ ہے۔ مگر باایں اس بات کو سنہ ۱۹۰۱ء سے
پہلے اور سنہ ۱۹۰۱ء کے بعد یکساں تسلیم کیا ہے۔ کہ محدث کو علم غیب بلکہ اظہار
علے الغیب کا مرتبہ دیا جاتا ہے۔ اس پر پوری بحث تو اپنے موقع پر آئے گی۔
مگر صرف نمونہ کے طور پر میں ایک چھوٹی سی کتاب تحفہ غزنویہ سے جو اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ء
کی چھپی ہوئی ہے۔ دو مقامات کا حوالہ دیتا ہوں۔ جہاں محدث کو علم غیب کا دیا
جانا تسلیم کیا ہے۔ "اب ظاہر ہے۔ کہ خدائے تعالےٰ جو عذاب دینے کا ارادہ
کرتا ہے۔ اگر اپنے اس ارادہ پر کسی نبی یا رسول یا محدث کو مطلع کر دے
تو اس صورت میں وہی ارادہ پیشگوئی کہلاتا ہے"۔ (صفحہ ۶) "اگر اپنے دعوے
میں سچے ہو ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ تو اپنے ان علماء سے جو دین سے کچھ خبر
رکھتے ہیں یہ فتوے لو کہ کیا خدا پر یہ حق واجب ہے۔ کہ جب اس کے کسی نبی
یا محدث یا رسول سے کوئی فرقہ کفار اور بے ایمانوں کا خود تراشیدہ نشان مانگے
تو وہ نشان اس کو دکھلا دے" (صفحہ ۲۰) اور خود حقیقت الوحی کو دیکھ لو جہاں
لکھا ہے۔ "جس بلا سے اللہ تعالےٰ بذریعہ کسی نبی یا رسول یا محدث کے اطلاع
دیتا ہے۔ وہ ایسی بلا سے زیادہ رد ہونے کے لائق ہوتی" محدث کو علم غیب دیا جانے
سے کبھی انکار نہیں کیا بلکہ صرف اس کے لغوی معنے کی طرف توجہ دلائی ہے کہ لغوی
معنے کی رو سے ایسے شخص کو جسے غیب کی خبریں دی جائیں۔ نبی ہی کہہ سکتے ہیں
اور یہی آپ شروع سے کہتے رہے کہ بوجہ مبشرات کے بوجہ کثرت مکالمات و مخاطبات
کے میرا نام نبی رکھا گیا ہے۔ مگر اس نبوت سے مراد وہ نبوت نہیں جو پہلے انبیاء کو دی
جاتی تھی بلکہ یہ ایک جزوی نبوت ہے۔ جس کا وعدہ اس امت کے لئے اس حدیث میں

حاشیہ : غرض نہ غلطی کے ازالہ میں نہ ہی اس کے بعد

...ہے۔ ان دونوں باتوں میں اس قدر فرق ہے کہ میں نہیں سمجھتا کہ ایک بچہ بھی اس فرق کو محسوس نہ کرے۔ (۱) حضرت عیسٰے علیہ السلام کے آسمان سے نزول کے عقیدہ میں حضرت مسیح موعود نے اپنی غلطی کو کھلے الفاظ میں تسلیم کیا ہے۔ دربارہ نبوت کبھی یہ تسلیم نہیں کیا کہ میں اپنے آپ کو جو جزئی نبی کہتا تھا۔ وہ ایک غلطی تھی۔ (۲) حضرت عیسٰے کے دوبارہ آنے کا عقیدہ ایک پرانا عقیدہ چلا آتا تھا جس کو آپ نے اسی طرح لکھ دیا۔ کیونکہ آپ کو خدا کی طرف سے کوئی اطلاع نہ ملی تھی کہ حضرت عیسٰے علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں۔ یا آپ ہی آنے والے مسیح ہیں۔ براہین احمدیہ کے الہامات کو پڑھ کر دیکھ لو کہ ان میں کوئی ایسا الہام نہیں ہے۔ جو صراحت سے اس بات پر دلالت کرتا ہو کہ آپ آنے والے مسیح ہیں۔ حالانکہ محدثیت یا جزئی نبوت کا دعوے اور نبوت کاملہ کا انکار حکم الٰہی کے ماتحت ہے "سوال۔ رسالہ فتح اسلام میں نبوت کا دعوٰے کیا ہے جواب نبوت کا دعوے نہیں بلکہ محدثیت کا دعوے ہے جو خدائے تعالےٰ کے حکم سے کیا گیا ہے۔ اور اس میں کیا شک ہے کہ محدثیت بھی۔ ایک شعبہ قویہ نبوت کا اپنے اندر رکھتی ہے جس حالت میں رؤیا صالحہ نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔ تو محدثیت جو قرآن شریف میں نبوت کے ساتھ اور رسالت کے ہم پہلو بیان کی گئی ہے۔ جس کے لئے صحیح بخاری میں حدیث بھی موجود ہے۔ اس کو اگر ایک مجازی نبوت قرار دیا جائے یا ایک شعبہ قویہ نبوت کا ٹھیرایا جائے۔ تو کیا اس سے نبوت کا دعوے لازم آگیا (ازالہ اوہام صفحہ ۴۲۱ و ۴۲۲) اب یہ تو بالکل درست ہے کہ ایک نبی اس وقت تک جو اسے خدا کی طرف سے اطلاع دی جائے۔ بعض پرانی باتوں کو خود بخود ترک نہیں کرتا مگر کبھی نہیں ہوا کہ خدا کا حکم اسے کچھ ہو اور وہ کچھ کہے اور صریح خدا کے حکم کی مخالفت کرے اور جو شخص یہ خیال کرتا ہے کہ براہین احمدیہ میں کوئی صریح الہام موجود ہے جس طرح [illegible] نبوت اور رسالت کے الہامات

وہ بھی حضرت مسیح موعود کے تحریروں سے عدم واقفیت کا نتیجہ ہے۔ [illegible] اربعین نمبر ۴ میں صفحہ ۴ پر حضرت

صاحب نے حضرت عیسٰے علیہ السلام کو صاف الفاظ میں حقیقی نبی لکھا ہے۔ حالانکہ میاں صاحب کے اصطلاح کے رو سے انہیں مجازی [illegible]

[illegible] حقیقی نبی کے معنے حضرت صاحب کی تحریر میں صرف صاحب شریعت نبی کے لئے ہیں۔ اور اسی معنے پر حقیقت نبوت کے بنیاد رکھی ہے۔

عقیدہ در بارہ نبوت اور رسالت میں
بارہ کیا گیا کہ جس کے خلاف بہ باب اشارہ
... مان ... ابراہیم آدم ... کیا ... کی تصنیف نہ ... 

پس جس طرح ان الفاظ سے صرف ایک رنگ کے مشابہت ان انبیا علیہم السلام سے نسبت کی ایک گونہ مشابہت مراد ہوسکتی تھی اور اگر بعض الہامات سے پایا جاتا ہو کہ تیرے آنے کی خبر خدا اور رسول نے دی تھی تو اس سے بھی صراحت سے نتیجہ نہیں نکل سکتا تھا کہ آپ مسیح موعود ہیں کیونکہ مجدد دین کے آنے کی خبر بھی تو خدا اور رسول نے دی تھی۔ غرض جب تک کوئی صریح الہام٭ نہ ہوا جیسا کہ المسیح ابن مریم (ازالہ اوہام صفحہ ۳۷۵) تو پھر آپ نے نہ کوئی تاویل کی نہ انتظار کیا بلکہ پہلے عقیدہ کو جو الہام کی بنا پر نہ تھا۔ بلکہ عوام الناس کا عقیدہ تھا ترک کر دیا لیکن اس کے بالمقابل جو نبوت اور رسالت کے لئے الہامات تھے جن کی بنا پر آج نبوت کاملہ تامہ کا دعویٰ آپ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے وہ نہایت کھلے اور صریح الفاظ میں تھے۔ ان سے صاف سمجھ آسکتا تھا کہ آپ کو کیا بنا گیا ہے۔ اگر ان الہامات کا وہی مطلب ہوتا جو آج بتایا جاتا ہے تو کیا وجہ ہے کہ آپ اس کے خلاف دعوے کرتے خدائے تعالیٰ کا نبی کو کسی پرانے عقیدہ کی غلطی پر اطلاع دیدینا اور امر ہے۔ اور نبی ایسی اطلاع پانے پر اصلاح کرلیتا ہے مگر یہاں تو یہ کہا جاتا ہے کہ خدا کچھ حکم دے رہا تھا۔ نبی کچھ اور سمجھ رہا تھا بلکہ عین اس حکم کے خلاف اعلان کر رہا تھا۔ اور پندرہ سال تک یونہی اللہ تعالیٰ کے احکام کی مخالفت کرتا چلا گیا حالانکہ خدا بھی ادھر وحی پر وحی کرتا چلا جاتا تھا۔ مگر ادھر مسیح موعود بھی اس حکم کے خلاف دلیل پر دلیل دیتا چلا جاتا تھا۔ اے جماعت احمدیہ کے عقلمندو کچھ غور کرو اور انصاف کرو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نام کو دنیا میں بدنام نہ کرو غلو کا نتیجہ بڑا خطرناک ہوا کرتا ہے۔ وہاں سے جب آدمی گرتا ہے تو پھر نہایت خطرناک مقام پر پہنچتا ہے مسیح موعود کے دعوے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بارے میں ایک ہی صاف الہام جیسا کہ المسیح ابن مریم ایک پرانے عقیدہ کی غلطی کو دور کرنے کا ذریعہ ہو جاتا ہے۔ مگر نبوت اور رسالت کے بارے میں تو تم مسیح موعود کو

٭ [illegible] الہام [illegible] اور جب آپ کو الہام

...دیبا کے دعوے...

...دعوے کے ساتھ جو یہ سمجھا جائے کہ دوسرے مجددوں سے الگ قسم کی رسالت یا نبوت ہے بلکہ مجددیت کے ساتھ اس رسالت کے ملنے سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ وہی رسالت تھی جو مجددوں کو ہمیشہ ملتی چلی آئی تھی۔ مگر یہ بحث مفصل آگے چل کر آئیگی (۳) پھر تیسرا فرق یہ ہے کہ حضرت عیسے علیہ السلام کے نزول کے عقیدہ پر سوائے اس ایک سطر کے جو براہین احمدیہ میں اتفاقاً آگئی ہے کوئی بحث موجود نہیں۔ کوئی دلائل آپ نے نہیں دیئے کوئی زور اس بات پر نہیں دیا قرآن اور حدیث کو اس کی تائید میں پیش نہیں کیا یہ نہیں کہا کہ خدا نے مجھے بتایا ہے کہ عیسے بن مریم آسمان سے آئیگا۔ حالانکہ نبوت اور رسالت کے عقیدہ کے متعلق دس بارہ سال تک برابر دلیل پر دلیل دیتے چلے گئے اپنی تائید میں قرآن اور حدیث کو پیش کرتے رہے مخالفوں کو کھول کھول کر جواب دیتے رہے اور سینکڑوں صفحات ان دلائل سے بھر دیئے۔ حالانکہ جناب میاں صاحب کے عقیدہ کے رو سے اسوقت مخالف حق پر تھے۔ کیونکہ وہ نبوت کاملہ کا دعوے آپ کی طرف منسوب کرتے تھے پس نزول مسیح کے غلط خیال کو نبوت اور رسالت کے عقیدہ محکم کے ساتھ ملانا جن میں سے ایک محض ایک دل میں گذرتا ہوا خیال ہے جو پہلے بعض مجددین کو بھی تھا مگر دوسرا ایک مضبوط عمارت کی طرح ہے جس کو ہر طرف سے مضبوط کیا گیا ہے۔ دوستو ایک شخص کے ہاتھ سے ایک اینٹ کہیں غلطی سے گر جائے تو کیا اس دوسرے شخص سے اس کی مثال دوگے جس نے پندرہ سال ایک عمارت کے بنانے پر لگا دیئے۔ پہلے اس کی بنیادوں کو خوب مضبوط کیا ہر طرح سے دلائل پر دلائل دیئے پھر اس عمارت کی ساری ضروریات کو ہر طرح سے ٹھیک اور آراستہ کیا اور کوئی نقص اس عمارت میں باقی نہ رہنے دیا۔ اور جب یہ عمارت جس کی مضبوط بنیادیں پانی تک پہنچی ہوئی تھیں اور جو اوپر آسمان سے باتیں کرتی تھی اور جس کی ہر طرح سے حفاظت کر دی گئی تھی کہ اسکو زمانہ کا کوئی حادثہ نقصان نہ پہنچا سکے اور آندھیوں طوفانوں زلزلوں کا مقابلہ کر سکے مکمل ہو چکی تو معلوم ہوا کہ یہ ساری عمارت

[illegible] عقیدہ دربارہ نبوت اور رسالت میں پیش
[illegible] کفارہ کیا۔ کہ اس کے خلاف برابر اٹھارہ
[illegible] قرآن اور حدیث کو پیش کیا۔ اور کوئی تصنیف نہ چھوڑی جس
میں صاف طور پر پیش کر دیا کہ یہ عقیدہ غلط بلکہ اسلام کے لئے خطرناک ہے۔ کوئی مجلس نہ تھی
جس میں آپ نے اس عقیدہ کی غلطی کو ظاہر نہ کیا ہو۔ کوئی تصنیف نہ تھی جس میں اس پر
تنقید نہ کی ہو اور کھلے الفاظ میں اسے غلط نہ کہا لیکن اس کے مقابل نبوت کے عقیدہ
کے معاملہ میں کیا کیا۔ جاؤ ساری تحریروں کو تلاش کر لو۔ ایک دفعہ بھی یہ لفظ کہیں نہ لکھے
کہ میرا پہلا عقیدہ جزی نبوت کا غلط تھا۔ نہ اس کے خلاف کوئی دلایل پیش کئے نہ کسی مجلس
میں یہ اعلان کیا۔ بلکہ اگر کیا تو بار بار وہی کہا۔ جو پہلے کہتے رہے تھے۔ میں یہ اپنے موقعہ پر
ثابت کرونگا۔ اور پہلے بھی کتاب چشمہ معرفت کی عبارات کا کتاب توضیح مرام کی عبارات
سے بطور مثال مقابلہ کر کے دکھایا تھا۔ کہ حضرت مسیح موعود کا دعویٰ ایک ہی تھا۔ اور ایک
ہی رہا۔ مگر اس جگہ میں صرف اس قدر کہتا ہوں۔ کہ جب حضرت صاحب کی کتابوں میں جزی
نبوت کا اقرار اور نبوت کاملہ تامہ کا انکار کھلے الفاظ میں پایا جاتا ہے۔ تو جو شخص اب ان کی طرف
جزئی نبوت کا انکار اور نبوت کاملہ تامہ کا دعویٰ منسوب کرتا ہے۔ اس کا فرض ہے۔ کہ وہ عبارت
پیش کرے جس میں حضرت مسیح موعود نے یہ لکھا ہو کہ **میری نبوت جزی نہیں یا مجھے
نبوت کاملہ دی گیئ**۔ اور جبتک ایسی کوئی عبارت پیش نہ کی جائے۔ اور میاں
صاحب نے اپنی ساری کتاب حقیقت النبوت میں ایسی کوئی عبارت پیش نہیں کی۔ اس
وقت تک آپ کے لئے جزی نبوت کا انکار اور کاملہ نبوت کا اقرار ایک بے دلیل دعویٰ ہے
جس پر حقیقت النبوت کے تین سو صفحات سے خاک بھی روشنی نہیں پڑتی ہیں تو پہلے
اعلان میں بھی لکھ چکا ہوں۔ کہ صرف لفظ **نبوت** یا **نبی** سے کوئی استدلال پیدا نہیں
ہوتا۔ کیونکہ یہ لفظ حضرت مسیح موعود نے پہلے بھی استعمال کئے ہیں۔ بلکہ کتاب توضیح مرام
میں بھی کئے ہیں۔ دکھانا تو یہ چاہیئے۔ کہ جس نبوت جزی کا پہلے اقرار بلکہ خدا کے حکم نیچے
دعویٰ کیا ہے۔ اور جس نبوت کاملہ کا پہلے انکار کیا۔ بلکہ اس کے خلاف دلایل دیئے ہیں

۱۹۰۱ء کے بعد اس نبوت جزی کا ت
کا دعوی کیا ہو۔ بیشک اس مقدمہ کو کسی

ایک شخص اپنے لئے ایک منصب کا مدعی ہے۔ اور ایک دوسرے منصب کا ...
دعوی اور انکار پر مسلسل اور لگاتار پندرہ سال تک دلایل دیتا چلا جاتا ہے۔ پھر جب تک وہ کھلے الفاظ میں پہلے منصب کا انکار اور دوسرے کا اقرار نہ کرے۔ اس وقت تک اسے دوسرے منصب کا حقدار یا پہلے سے بری الذمہ قرار دیا جا سکتا ہے۔ بلکہ اس سے بھی بڑھکر یہ بات ہے کہ وہی لفظ جو وہ پہلے اپنے پہلے منصب کے متعلق استعمال کرتا ہے۔ وہی اور انہی کے ہم معنے الفاظ بعد میں بھی استعمال کرتا رہتا ہے۔ مثلاً ازالہ اوہام میں بھی لکھا ہے۔ کہ مسیح موعود ایسا شخص ہو سکتا ہے۔ جو امتی بھی ہو اور نبی بھی بعد میں بھی یہی لکھتے رہے۔ کہ میں صرف نبی نہیں کہلا سکتا بلکہ امتی بھی ہوں اور نبی بھی۔ دیکھو ازالہ اوہام صفحہ ۵۶۹ "صاحب نبوت تامہ ہرگز امتی نہیں ہو سکتا۔ اور جو شخص کامل طور پر رسول اللہ کہلاتا ہے۔ وہ کامل طور پر دوسرے کا مطیع اور امتی ہو جانا نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کی رو سے بکلی ممتنع ہے۔ ...... **ہاں محدث جو مرسلین میں سے ہے امتی بھی ہوتا ہے اور ناقص طور پر نبی بھی** امتی اس وجہ سے کہ وہ بکلی تابع شریعت رسول اللہ اور مشکوۃ رسالت سے فیض پانیوالا ہوتا ہے۔ اور نبی اس وجہ سے کہ خدا تعالی اس کے ساتھ نبیوں کا سا معاملہ کرتا ہے" اور یہ لفظ اپنے متعلق کہ میں **نبی بھی ہوں اور امتی بھی** آخر تک چلے جاتے ہیں پس جہاں اپنے لئے لفظ **امتی** لکھا ہے۔ وہاں درحقیقت اپنی **نبوت کاملہ تامہ** کی نفی کی ہے کیونکہ کامل رسول کا **کامل طور پر امتی** ہونا از نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کی رو سے بکلی ممتنع ہے۔" پھر اگر پہلے اپنی نبوت کو جزئی کہا ہے تو ساتھ ہی جزئی کے ہم معنے لفظ مجازی بھی رکھا ہے۔ دیکھو ازالہ اوہام صفحہ ۴۲۲ جسکی عبارت پہلے نقل کی جا چکی ہے۔ پس جب آخر تک اپنے لئے لفظ مجازی استعمال کرتے رہے تو ثابت ہوا کہ جزی نبوت کا اپنے لئے اقرار کرتے رہے۔ خوب یاد رکھو کہ مجازی نبوت کے معنے حضرت مسیح موعود نے خود کر دئے ہیں۔ اور کسی دوسرے شخص کو اب تاویلات کی گنجایش نہیں رہی۔ پس ان تمام باتوں سے ثابت ہے کہ حضرت

[illegible] پہلے حضرت مسیح موعود مبعوث ہوئے تھے
[illegible] ت سے دوسریکو منسوخ قرار دیدیا اور ایسی
[illegible] بقت یہ عقیدہ درست نہ تھا سو حضرت مسیح
[illegible] ملا ہو رہے ہو۔ تم پہلی اور پچھلی تحریروں کو
[illegible] رہ میں ناسخ و منسوخ کے بیہودہ خیال کو ترک کرو

اور پھر سب تحریروں کو تطبیق دو۔ یاد رکھو کہ ۱۹۰۱ء سے پہلے کی تحریروں کو منسوخ قرار دیکر بھی تمہارا چھٹکارا نہیں ۱۹۰۱ء کے بعد بھی وہی لفظ پائے جاتے ہیں جن میں سے کچھ میں نے بطور نمونہ لکھ دیا ہے حضرت صاحب کے دعویٰ رسالت و نبوت میں اس وقت سے لیکر جب آپکو مبعوث کیا گیا۔ اور رسول اور نبی کا لفظ آپکے الہامات میں آیا۔ آخر تک کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ نہ کوئی آپکی تحریر جسکی بنا وحی الٰہی ہو منسوخ ہے اور خود دعویٰ کے متعلق یہ کہنا تو پرلے درجہ کی بے ادبی آنجناب کی ہے نبوت کاملہ آپ کی طرف منسوب کرکے سوائے اسکے کچھ تمہارے ہاتھ میں نہیں آئیگا۔ کہ آپکی بیعت میں جو لوگ شامل نہیں ہیں وہ کافر بن جائینگے مگر یاد رکھو کہ ان کو کافر بنا کر تم پھر خود بھی کفر کے فتویٰ سے بچ نہیں سکتے۔ بیشک ہم پر پہلے بھی کفر کے فتوے لگے مگر ان میں ہم حق پر تھے دوسرے ظالم تھے۔ اب تم خود دوسروں پر کفر کا فتویٰ لگا کر آپ اپنے لئے کفر کا فتویٰ خریدتے ہو۔ اور قابل معافی نہیں ہو پہلے ظالم دوسرے تھے۔ اب ظلم اور زیادتی تمہاری طرف سے ہوگی۔ کامل نبوت اور جزئی نبوت میں فرق صرف اسی قدر ہے۔ ان کو کامل نبی مان کر بھی تم اُن کو مرتبہ اس سے زیادہ کوئی نہیں دیتے ہو۔ جو مرتبہ ہم ان کو جزی نبی مان کر دیتے ہیں۔ انکے الہامات جس حد تک تم حجت تسلیم کرتے ہو۔ اسی حد تک ہم تسلیم کرتے ہیں بلکہ عملاً ہم زیادہ تسلیم کرتے ہیں۔ انکی پیشینگوئیوں اور وحی کو نبوت کاملہ سے کوئی تعلق نہیں اگر تعلق ہوتا۔ تو ۱۹۰۱ء سے پہلے اور ۱۹۰۱ء سے بعد کی وحی میں وہ ظاہر ہوتا مسیح موعود تم بھی مانتے ہو ہم بھی مانتے ہیں۔ اگر کوئی فرق پڑتا ہے تو صرف اس قدر کہ تم انہیں کامل نبی کہکر ان نبیوں میں داخل کرنا چاہتے ہو۔ جنکے انکار سے انسان دایرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ ورنہ کیا کامل نبی کہکر تم آپکے الہامات کو کوئی نیا مرتبہ دیتے ہو۔ انکو نماز میں پڑھنا جایز سمجھتے ہو جس طرح حضرت مسیح موعود نے

له فضیلت سے جو نبوت کاملہ کا نتیجہ نکالا جاتا ہے۔ وہ بالکل غیر متعلق امر ہے۔ یہ تفضیل یا ہمسری کا دعویٰ ۱۹۰۲ء سے نہیں بلکہ ہمیشہ سے ہے۔ ازالہ اوہام کے الہامی قصیدہ میں ہے۔ غیور ہے خدا بسرش کردہ ہمسرم۔ اور سراج منیر میں جو مئی ۱۸۹۷ء کا شائع شدہ ہے۔ صفحہ ۴ پر [illegible] فضل من بعض الانبیاء حالانکہ اس وقت تو آپ اپنے آپکو جزی نبی مانتے تھے۔ اسپر مفصل بحث انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ ہوگی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دوبارہ آمد کے خلاف اس ام
کو نمازیں پڑھیں اب اگر تم انکو ویسا ہی کامل نبی سمجھ
کیلئے بھی وہی مرتبہ تجویز کرو۔ ورنہ ناحق ایک ایسے امر ... علیہ ... یہ
کی پندرہ سال کی تحریروں پر پانی پھر جائے اور آپکے تمام دلایل سے امن اٹھ جائے اور آپکا حکم ہونا ایک ہنسی کی بات بن جائیگی۔ اب بھی کچھ نہیں گیا اٹھو اور غور کرو ورنہ اس فخر میں نہ رہو کہ ہم بہت ہیں غلطی نہیں کر سکتے پہلے مسیح کے ساتھ کیا معاملہ ہوا تھا وہ کس طرح خدا بن گیا اور موحد فرقہ قریباً معدوم ہی ہو گیا۔

یہ تمہید زیادہ کی گنجایش نہیں رکھتی۔ میں اصل کتاب میں مفصل سب امور کو بیان کرونگا۔ مگر ایک بات کو خوب یاد رکھو کہ وحی نبوت کے مسدود ہونے پر آخر تک حضرت مسیح موعود کا اعتقاد تھا اور میں یہ بات انکی کتابوں سے ثابت کر کے دکھاؤنگا۔ اس وقت آپکی سب سے آخری تقریر کا ایک فقرہ درج کرتا ہوں جو ۲۴ مئی ۱۹۰۸ء کے بدر میں چھپ چکی ہے۔ "فرمایا ہم نے ان معنوں میں کوئی دعویٰ رسالت نہیں کیا جیسا کہ ملاں لوگ لوگوں کو بھڑکاتے ہیں اور جو کچھ ہمارا دعویٰ ملہم اور منذر ہونیکا ہے اور آنحضرت صلعم کی شریعت کی متابعت کا ہے وہی ہمیشہ سے ہے۔ آج کوئی نئی بات نہیں ۲۴ سال سے یہ الہام ہے جری اللہ فی حلل الانبیاء" کیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کبھی آپنے دعویٰ تبدیل بھی کیا تھا یا یہ کہ ۲۴ سال سے جب سے آپکے الہام نبوت ہوتے ایک ہی دعویٰ پر آپ قایم رہے۔ حضرت مسیح موعود کی تحریروں کی ایک ایک لفظ میں تطبیق دیکر میں دکھاؤنگا مگر اس خام خیال کو چھوڑو کہ دعویٰ کبھی تبدیل ہوا یا پہلی کتابیں منسوخ ہوئیں۔

پھر دیکھو تمہارا اپنا عقیدہ کل تک کیا تھا۔ سو ضرور یہ ہے جناب مولانا مولوی محمد احسن صاحب کا اعتقاد دربارہ جزئی نبوت حضرت مسیح موعود میں پہلے پیش کر چکا ہوں اسی کتاب کے صفحہ ۲۰ پر کثرت مکالمہ کا نام جزئی نبوت رکھا ہے اور سب سے آخر مولانا موصوف کا وہ مضمون جو اکتوبر ۱۹۱۳ء کے تشحیذ الاذہان میں "امت محمدیہ میں نبوت" کے عنوان سے چھپا ہے اور تازہ ترین اعلان ہے اسے پڑھو۔ "ہاں سلاطین و خلفاء کے علاوہ صاحب الہام نبی اور اولیاء ملہم اس امت میں کثرت سے واقع ہوئے۔ گو انہوں نے کسی مصلحت سے دعویٰ نبوت نہ کیا ہو۔ اور یہ وہی مبشرات والی نبوت ہے جس کا دوسرا نام جزئی نبوت مولانا موصوف نے اسی مضمون میں لکھا ہے

---

ا جناب میاں صاحب نے گو یہ دعویٰ کیا ہے۔ کہ میں نے مخالف اور موافق سب حوالے کتاب حقیقت النبوت میں جمع کر دئے ہیں۔ مگر یہ بھی غلط ہے۔ بہت سے حوالے ہیں جن سے صفائی سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دعویٰ نبوت شروع سے ایک ہی تھا۔ مگر میاں صاحب نے وہ نہیں دئے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم          نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

# اعلان

"القول الفصل" کی مختصر تمہید کو میں احباب کے فائدہ کے لئے شائع کرتا ہوں کیونکہ مجھے
اس قدر فرصت تو نہیں کہ سارا وقت اسی کتاب کے لکھنے پر دے سکوں اور مکمل کتاب جلد
شائع کر سکوں اور اس لئے ممکن ہے کہ چند ماہ اسکی تکمیل میں لگ جائیں۔ سردست احباب کو تمہید
سے اس قدر معلوم ہو جائیگا کہ جناب میاں صاحب نے کیا غلطی کھائی ہے جسکی وجہ سے انکی ساری
کتاب حقیقۃ النبوۃ بیکار محض ہے کیونکہ جس کتاب کو یہ فرض کر کے شروع کیا گیا ہے کہ حضرت مسیح
موعود کے پندرہ سال کی تصانیف مسئلہ نبوت پر بالکل غلط دلائل سے پر ہیں اور صرف سات
سال کی تصانیف قابل اعتبار ہیں اس نے نبوت کی حقیقت پر کیا روشنی ڈالنی ہے۔ مجھے رہ
رہ کر تعجب آتا ہے کہ یہ کیا مذہب جناب میاں صاحب نے نکالا ہے۔ اپنے دعوے کے متعلق
غلطی لگے رہنا پندرہ سال تک اس غلطی کا سلسلہ چلنا۔ اسی غلط خیال کے مطابق سینکڑوں
صفحے لکھ دینا۔ قرآن اور حدیث سے اس کی تائید کرتے جانا۔ خدا کی وحی کو بھی اسی کا مؤید
بنانا۔ میرے تو یہ وہم و گمان میں بھی نہیں آ سکتا۔ دعویٰ تو ایک بڑی بات ہے۔ دیگر
اہم مسائل میں سے جن کا تعلق مذہب اسلام سے ہے کسی میں حضرت مسیح موعود نے کوئی ایسی
غلطی نہیں کھائی کہ اس طرح پر ایک غلطی پر قائم ہو کر اسکی تائید میں دلائل پر دلائل دیتے
چلے گئے ہوں براہین احمدیہ سے لیکر چشمہ معرفت تک سب کتابوں کو پڑھ جاؤ کیا کسی اہم
اسلامی مسئلہ کے متعلق اس طرح غلطی کھائی ہے کہ اس غلطی کے دلائل پر دلائل دیتے چلے گئے
ہوں ہاں چھوٹے چھوٹے مسائل میں یا پیشگوئیوں میں اجتہاد میں غلطی کا ہو جانا اور امر ہے
اگر میرے دلائل کو کافی نہیں سمجھتے تو دیکھو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کیا لکھتے ہیں:
"اصل بات یہ ہے کہ جس یقین کو نبی کے دل میں اسکی نبوت کے بارے میں بٹھایا
جاتا ہے وہ دلائل تو آفتاب کی طرح چمک اٹھتے ہیں اور اسقدر تواتر سے جمع ہوتے
ہیں کہ وہ امر بدیہی ہو جاتا ہے۔ اور پھر بعض دوسری جزئیات میں اگر اجتہادی غلطی بھی

تو وہ اس یقین کو مقرر نہیں ہوتی جیسا کہ جو چیزیں انسان کے نزدیک لائی جاتی ہیں اور آنکھوں کے قریب کی جاتی ہیں تو انسان کی آنکھ انکے پہچاننے میں غلطی نہیں کھاتی اور قطعاً حکم دیتی ہے کہ فلاں چیز ہے اور اس نقطہ کی سے وہ حکم صحیح ہوتا ہے اور ایسی بصارت کی شہادت کو عدالتیں قبول کرتی ہے لیکن اگر کوئی چیز قریب لائی جائے اور مثلاً نصف میل یا آدھ میل سے کسی انسان کو پوچھا جائے کہ وہ سفید شے کیا چیز ہے تو ممکن ہے کہ وہ سفید کپڑے والا انسان کو ایک سفید گھوڑا خیال کرے یا ایک سفید گھوڑے کو انسان سمجھ لے پس ایسا ہی نبیوں اور رسولوں کا ان کے دعوے کے متعلق اور انکی تعلیموں کے متعلق بہت نزدیک سے دکھایا جاتا ہے اور اس میں اس قدر تواتر ہوتا ہے جس میں کچھ شک باقی نہیں رہتا لیکن بعض جزوی امور جو اہم مقاصد میں سے نہیں ہوتے انکو [illegible] دور سے دکھائی دیتی ہے اور ان میں کچھ تواتر نہیں ہوتا اسلئے کبھی انکی تشخیص میں وہ [illegible] کھا لیتے ہیں" اعجاز احمدی صفحہ ۲۶

مگر افسوس کہ یہاں حضرت صاحب مسیح موعود کو اپنے ہی دعوے میں پندرہ سال تک غلطی پر رہنا پڑتا ہیں بلکہ ان پندرہ سال کے بیشمار دلائل کو رد کی کا ذخیرہ ٹھہراتے ہیں یا شاید آدھ میل پر نہیں رکھتے بلکہ ہزاروں میلوں سے بھی پرے رکھتے ہیں کی دوسری طرف سے جا کھڑا کرتے ہیں۔ شاید کسی کو خیال ہو کہ شاید یہ عبارت بھی منسوخ شدہ ہو تو اسے یاد رکھنا چاہئے کہ اعجاز احمدی کا ۱۵ نومبر ۱۹۰۲ء کو لکھا جانا یعنی ایک غلطی کے ازالہ سے ایک سال بعد [illegible] پھر اسی کتاب میں صفحہ ۷ پر عربی قصیدہ جسکا اردو ترجمہ ساتھ ہے کیسی صفائی سے [illegible] تشبیہ کیا ہے کہ آپ کا منصب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کی حیثیت سے [illegible] جو [illegible] امت کو [illegible] دیا گیا۔

[illegible] محمد - فما اننا الا آلہ لمنتخب

[illegible] صلی اللہ علیہ وسلم کے [illegible] اس کی آل برگزیدہ ہوں جسکو ورثہ پہنچ گئی

[illegible] علی زعم شانئہ و فی ابتر

[illegible] صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] جیسا کہ دشمن بدگو کا [illegible]

[illegible] لمشلنا ولدا لی یوم بحشر

[illegible] صلی اللہ علیہ وسلم کے [illegible] اور بھی بیٹے ہیں [illegible]

[illegible] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] نہیں کرتے مسیح موعود [illegible] آپ کی طرح آنحضرت کے اور بھی بیٹے ہوں [illegible]

[illegible] آپ صاحب ایک ہی کو [illegible]

پھر اس غلطی کے ازالہ کی تشریح تو جناب مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب انہی ایام میں کر چکے ہیں۔ چنانچہ آپ
کا ایک لمبا خط الحکم مورخہ ۲۴ رنومبر ۱۹۰۱ء میں چھپا ہوا ہے جس کے بہت سے مقامات سے صاف پایا جاتا ہے کہ غلطی کے ازالہ سے
یہ مطلب نہ سمجھا گیا تھا کہ اس سے کوئی پرانا عقیدہ غلط ٹھیرایا گیا ہے۔ یا کوئی کتاب منسوخ کر دی گئی ہے۔
منسوخی کا لفظ ایک ہی دفعہ نہیں اس سے پہلے کسی بزرگ کی تحریر میں دکھایا جائے۔ مولانا نے پہلے
حافظ محمد یوسف صاحب امرتسری کو ملزم کرتے ہوئے فرماتے ہیں "یا اب وہی حافظ صاحب ہیں جو ابھی
قدیم مسائل مسلمہ اور فیصلہ شدہ پر ہماری ملاقات کے وقت ... فرماتے تھے حالانکہ مخالفین اسلام عیسائی و
آریہ وغیرہ مسلمات سے رغبت تمام رکھتے ہیں" میرے اس حوالہ کے لینے سے یہ غرض نہیں کہ آج ہمارے مولانا
خود اسی الزام کے نیچے ہیں جس کا مرتکب دوسروں کو انہوں نے قرار دیتے تھے بلکہ یہ ایک غلطی کے ازالہ والے
مسائل کو مولانا صاحب "قدیم مسائل مسلمہ اور فیصلہ شدہ" فرماتے ہیں۔ گویا اس میں کوئی نئی بات نہیں
چنانچہ آگے چل کر وہ لکھتے ہیں کہ "یہ مسئلہ اسی طرح کتاب تحذیر المومنین میں بیان کیا گیا ہے۔ پھر اسکے بعد مولانا
نے انہیں مقامات اسی غلطی کے ازالہ میں سے وہ پیش کئے ہیں جن کے متعلق لکھا ہے "ایک حضرت جس اشتہار
کے حوالہ سے آپ فرماتے ہیں کہ مرزا صاحب نے دعویٰ نبوت کا کیا ہے۔ اس اشتہار میں حسب ذیل عبارتیں موجود
ہیں جن میں صاف صریح اس دعویٰ سے انکار بھی کیا ہے"

پھر آگے چل کر فرماتے ہیں "کہ جب آپ نے حضرت مرزا صاحب کو مجدد مان لیا۔ تو مبعوث من جانب اللہ بھی
مان لیا اور جبکہ مبعوث تسلیم کر لیا تو ظلی رسول بھی مان لیا کیونکہ رسول اور مبعوث دونوں الفاظ
مترادفہ ہیں" اور پھر لکھتے ہیں "جبکہ آپ حضرت مرزا صاحب کو مان چکے تھے کہ وہ کمالات الٰہیہ ظلی طور سے
ان کو نصیب حاصل ہیں تو آپ نے ان کو ظلی نبی بھی مان لیا" پھر اسی خط میں کئی جگہ جزئی اور ظلی نبوت
حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور دیگر مجددین کیلئے تسلیم کی ہے۔ چنانچہ ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں "...
یہ سوال کہ جبکہ جزئی نبوت اور ظلی رسالت اور استمرار تو مدعی کو بھی حاصل ہو سکتی ہے پھر خلفائے
راشدین اور تابعین خیر القرون کے افراد نے لفظ نبی اور رسول کا اطلاق اپنے اوپر کیوں نہیں کیا" پھر اسکے بعد اسی کا
جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں "امر دوم جو اس مراد ... عالم علی الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جزئی نبوت
کا ثبوت و استمرار ہی ہو دوسرے لفظوں میں ظلی نبوت اور جزئی رسالت یا بروز محمدی اس کا نام ہے"
پھر لکھتے ہیں "لہٰذا بزیدہ احتیاط کل افراد خیر القرون کو ایسا کوئی الہام الٰہی نہ ہوا کہ وہ اپنے اوپر لفظ نبی یا

با وجود اس مطالبت کہ اطلاق کرتے با وجودیکہ فوق خاتم النبیین ہے جسکو ظلی نبوت کہتے ہیں وہ
بھی [illegible] ہے

ان تمام حوالجات سے صاف ظاہر ہے کہ جزئی نبوت اور ظلی نبوت اور جزوی نبوت [illegible] اور ظلی بروزی
کو مترادف اور ہم معنی الفاظ ہی کے استعمال کیا جاتا تھا۔ یہی حضرت مسیح موعود کرتے ہیں [illegible]
کہتے ہیں ظلی ہے [illegible] اگر اس بات کو غلط سمجھا [illegible]
صاحب ہی اس اعلان کا مطالبہ [illegible] کہ وہ [illegible]
حضرت صاحب جزئی نبوت کا انکار کرتے ہیں۔ ہم ۴ نومبر کو پھر [illegible] جزئی نبوت کا اقرار اور جزئی اور ظلی نبوت
کے الفاظ ایک دوسرے کی جگہ استعمال ہوتے ہیں حضرت مسیح موعود کو کبھی تبدیل [illegible] اور یہی ظاہر [illegible]
ہوتا ہے۔ اور سب سے بڑھکر تعجب یہ ہے کہ اس وقت صاحبزادہ صاحب بھی خاموش رہے کم از کم ان کو
تو پتہ تھا کہ جزئی نبوت منسوخ ہو چکی اب ظلی نبوت اور جزئی نبوت ہم معنی الفاظ نہیں رہے اور
اگر اس وقت ان کو بھی ایسی منسوخی کا علم نہ تھا۔ اور یہ عقیدہ آج ہی تراشا گیا ہے۔ تو میں کچھ نہیں کہتا
اپنے قلب سے آپ ہی فتویٰ لیں۔ غرض اگر حضرت مسیح موعود نے جزئی نبوت اور مجازی نبوت کو
ہم معنی قرار دیا تو مولانا سید محمد احسن صاحب نے جزئی نبوت اور ظلی نبوت کے الفاظ حضرت مسیح
موعود کی تحریرات میں پائے جاتے ہیں۔ آپ ایسی جزئی نبوت کا انکار کرنا خطرناک مخالفت حکم الٰہی کی ہے
کیونکہ میں تم کو پکار کر کہتا ہوں کہ کوئی اعلان تبدیلی عقیدہ یا منسوخی کا تھا یا دعویٰ
کو نیا طور پر پیش کرنے کا پہلے دکھاؤ تب ہماری بحث کسی بنیاد پر ہو سکتی ہے۔ مگر جب بنیاد
ہی کوئی نہیں۔ تو میں سمجھتا ہوں تین ہزار صفحات لکھ ڈالو۔ بلکہ تین لاکھ اس سے بڑھکر [illegible]
کی نبوت کا ثبوت نہ ہوسکے جس طرح عیسائیوں نے کروڑہا اوراق پہلے مسیح کی خدائی [illegible]
[illegible] حقیقت الوحی کے چند متشابہ فقرات سے ہرگز [illegible] نہیں ہو سکتا [illegible]
[illegible] حقیقت الوحی کے دوسرے مقامات صاف الفاظ میں مجازی نبوت [illegible]
[illegible] ہیں۔ اے قوم اب بھی کچھ نہیں گیا اپنے عقیدہ کو [illegible]

والسلام

خاکسار محمد علی

۱۱ مارچ [illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

# باب اوّل

## نبوّت اور رسالت کی اصل غرض

نبوت و رسالت کی اصل غرض کو سمجھنے کی ضرورت

قبل اس کے کہ ہم اس سوال پر بحث کریں۔ کہ آیا اسلام میں سلسلۂ نبوّت جاری ہے یا نہیں۔ اگر نہیں تو اس کے وجوہات کیا ہیں اگر ہے تو وہ کس رنگ کا سلسلہ ہے۔ آیا اس میں کوئی شخص مستثنےٰ بھی ہو سکتا ہے۔ یا نہیں۔ یہ بتانا ضروری ہے کہ نبوّت اور رسالت کی اصل غرض و غایت کیا ہے۔ کیونکہ جب تک ایک شئے کی اصل غرض کو نہ سمجھا جائے۔ اس کی حقیقت پر پوری روشنی نہیں پڑ سکتی۔ اور اگر ہم کو یہ معلوم ہو جائے۔ کہ سلسلۂ نبوّت کے دُنیا میں قایم کرنے سے منشائے الٰہی کیا تھا۔ تو پھر نبوت کے حقیقی مفہوم کو اور اُس کی حقیقت کو ہم آسانی سے سمجھ سکتے ہیں۔ اور اس حقیقت کو سمجھنے کے بعد یہ فیصلہ کرنا آسان ہوگا۔ کہ کون شخص اس حقیقت کی رُو سے نبی کہلا سکتا ہے۔ کیونکہ ایک ایسے معاملہ میں جہاں ہمارا واسطہ ایک شرعی اصطلاح سے پڑتا ہے۔ ایک لفظ کے صرف لغوی معنے کو جان لینے سے ہم اس کی اصل حقیقت تک نہیں پُہنچ سکتے۔ بسا اوقات ہوتا ہے۔ کہ لُغت کے اندر ایک وسعت ہوتی ہے۔ اور اصطلاح میں آکر اس لفظ کے معنے میں وُہ وسعت نہیں رہتی۔ مثلاً صلوٰۃ کے معنے لُغت میں دُعا کے ہیں۔ لیکن اصطلاح شرعی میں صلوٰۃ کے معنے نماز ہیں اور نماز بھی وُہ جو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلّم نے خود پڑھ کر دکھا دی۔ اور اس بات سے بھی دھوکا کھانا نہیں چاہیئے۔ کہ قرآن کریم میں ایک لفظ کن کن معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ کیونکہ

قرآن کریم الفاظ کو اپنے لغوی معنوں کی رُو سے استعمال کرتا ہے۔ مثلاً یہودیوں کی نماز وُہ نہ تھی جو ہماری نماز ہے۔ ایسا ہی نصاریٰ کی نماز وُہ نہ تھی جو ہماری نماز ہے۔ یا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے جو انبیاء گذرے ہیں اُن کی صلوٰۃ وُہ نہ تھی جو ہماری صلوٰۃ ہے نہ یہ طرز نماز کے ادا کرنے کی تھی نہ بعینہٖ یہ اذکار اس میں تھے اور نہ ہی یہ اوقات تھے۔ مگر جب ان کی نماز کا ذکر آئے گا تو اُس پر بھی لفظ صلوٰۃ ہی بولا جائے گا۔ مگر ہماری شریعت نے ایک اصطلاح کے طور پر صلوٰۃ کی تعیین اور تحدید کر دی ہے۔ اسی طرح پر اگر یہ دیکھنا ہو کہ عرش سے کیا مراد ہے۔ تو صرف لغت کو تلاش کر لینا کافی نہیں۔ کہ چونکہ وہاں عرش کے ایک خاص معنے لکھے ہیں۔ اس لیئے بعینہٖ وُہی مراد ہے۔ یا اگر قرآن کریم میں اسی لغوی وسعت کو نظر رکھتے ہوئے یہ لفظ اور طرح بھی استعمال ہو گیا ہے۔ مثلاً رفع ابویہ علی العرش۔ یا قیل اھکذا عرشک تو اس سے عرش کے مفہوم کا فیصلہ نہیں ہو جاتا۔ اور یہ نہیں کہا جائے گا کہ چونکہ خدا تعالےٰ نے اپنے کلام میں عرش کا لفظ اس معنے میں استعمال کیا ہے۔ اس لیئے یہی حقیقی مفہوم عرش کا ہے۔ اور یہی حقیقت عرش کی ہے۔ یا مثلاً رسول کا لفظ ہے جس کے معنے لغت میں ہر ایک بھیجے ہوئے کے ہیں۔ اور قرآن کریم نے بھی لفظ رسول کو ان وسیع معنوں میں استعمال فرمایا ہے۔ فلما جاءہ الرسول۔ جاعل الملئکۃ رسلا۔ انا الیکم لمرسلون لیکن اصطلاح شرعی میں جب اس لفظ کا استعمال ہوگا۔ تو لغوی وسعت کو نظر انداز کرنا پڑیگا پس ایک لفظ کے صحیح اور حقیقی مفہوم کو جس مفہوم کے لحاظ سے وہ ایک خاص اصطلاح کا کام دیتا ہے۔ سمجھنے کے لیئے صرف اس قدر دیکھ لینا کافی نہیں کہ لغت میں اس کا مفہوم کیا ہے۔ نہ ہی یہ کافی ہے کہ دیکھ لیا جائے۔ کہ خدا تعالےٰ کی کلام میں یا الہام الٰہی میں اسکا استعمال کس طرح پر ہوا ہے۔ بلکہ سُنت سے دیگر امور پر غور کر کے اس اصطلاح شرعی کا مفہوم قائم ہو سکتا ہے۔ نبوت اور رسالت چونکہ ایک کیفیت ہے۔ اس لیئے اُس کا مفہوم سمجھنے کیلیئے یہ ضروری ہے۔ کہ سب سے پہلے یہ دیکھا جائے۔ کہ انسانوں کے اندر اس کیفیت کے پیدا کرنے سے اللہ تعالےٰ کا منشاء کیا ہے۔ اور پھر یہ کہ یہ کیفیت کس طرح پیدا ہوتی ہے۔ انہیں سے سوال اول کا جواب میں سب سے پہلے دیتا ہوں۔

**قرآن اور حدیث صحیح موجود اور ائمہ کے اقوال پر مقدم ہونگے**

ایک اور امر یاد رکھنے کے قابل یہ ہے۔ کہ ان تمام مباحث میں ہمارے لیئے مقدم قرآن کریم اور حدیث صحیح ہے

اور اس کے بعد اور اس کے ماتحت حضرت مسیح موعود کی تحریریں اور اقوال و اجتہاد ائمہ اُمت علیہم السلام یہی ترتیب طبعی ہے۔ کہ سب سے پہلے ہم قرآن کریم کو دیکھیں گے۔ کہ وہ کسی خاص معاملہ پر کیا فرماتا ہے۔ اور اُس کے بعد حدیث صحیح کو پھر اس کے بعد اور اقوال مسئلہ نبوت سے متعلق اقوال ائمہ بھی اصل مسئلہ پر بہت روشنی ڈالتے ہیں۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود نے اس بات کو قبول کیا ہے۔ کہ آپ کا مذہب اس مسئلہ میں جمہور اہل اسلام اور ائمہ سلف سے الگ نہیں۔ بلکہ وہی مذہب ہے۔ اگر کوئی اختلاف ہے تو وہ محض لفظی اختلاف ہے۔ ورنہ حقیقتاً آپ کا مذہب مسئلہ نبوت میں علیحدہ نہیں ہے۔ پس جو امر قطعی اور یقینی طور پر قرآن وحدیث سے صحیح ثابت ہو حضرت مسیح موعود کی تحریر میں اگر کہیں بفرض محال اس کے ساتھ اختلاف نظر آوے۔ تو حضرت صاحب کی تحریر کی وہ تاویل کرنی پڑے گی جس سے آپ کی تحریر کے معنے قرآن وحدیث صحیح کے مطابق ہو جائیں۔

**وعدہ الٰہی کہ تکمیل نفوس انسانی کیلئے اپنی جانب سے ہدایت بھیجوں گا**

پس نبوت اور رسالت کی غرض و غایت کو سمجھنے کے لیے سب سے پہلے ہم قرآن کریم کے اس موقعہ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ جہاں ابتدائے آفرینش انسان کا ذکر ہے۔ اور جس میں انسان کی فطرت کا نقشہ کھینچا گیا ہے۔ اور فطرت انسانی کو کمال تک پہنچانے کی راہ بتائی گئی ہے۔ یہ تذکرہ حضرت آدم علیہ السلام کا ہے۔ جو قرآن کریم میں متعدد موقعوں پر آیا ہے۔ اور جس کا ذکر قرآن کریم کے شروع میں سورہ بقرہ کے چوتھے رکوع میں ہے۔ حضرت آدمؑ کا ذکر کرکے اور اُن کی لغزش کا ذکر فرما کر اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ فاما یأتینکم منی ھدی فمن تبع ھدای فلا خوف علیھم ولا ھم یحزنون۔ والذین کفروا وکذبوا بآیٰتنا اولٰئك اصحٰب النار ھم فیھا خالدون ۝ سو ضرور میری طرف سے تمہارے پاس ہدایت آئے گی سو جو شخص میری ہدایت کی پیروی کرے گا اُن پر کوئی خوف نہ ہوگا۔ نہ وہ غمگین ہونگے۔ اور جو لوگ انکار کریں گے اور میری آیات کو جھٹلائیں گے وہ آگ والے ہونگے اس میں وہ پڑیں گے۔ ان آیات کریمہ میں اللہ تعالےٰ نے یہ بتایا ہے۔ کہ چونکہ انسان خود بخود اس مقصد عالی کو نہیں پا سکتا۔ جس کا ذکر قرآن کریم نے ہمیشہ ان الفاظ میں فرمایا ہے کہ لاخوف علیھم ولا ھم یحزنون اس لیئے اللہ تعالےٰ نے اپنی ربوبیت کاملہ سے یہ انتظام فرمایا ہے کہ وہ اپنی طرف سے وقتاً فوقتاً ہدایت بھیجتا رہے گا۔ اور جو لوگ اس ہدایت کی پیروی کرنے والے ہونگے

وُہ کمال انسانی کو حاصل کرتے رہیں گے +

> سب انبیاء منجانب اللہ ہدائیت لاتے رہے تا کہ تکمیل نفوس انسانی ہو۔

پس حضرت آدم کے استشہاد سے اور اُس کے آخر پر ان آیات کریمہ کے لانے سے یہ بتایا ہے کہ اللہ تعالےٰ انسان کو اُس کے کمال تک پہنچانے کے لیئے جس کی مقتضی اس کی صفت ربوبیت ہے ہدایت بھیجتا رہے گا۔ اور یہی نبوت کی اصلی غرض و غائیت ہے کہ انبیاء اللہ تعالےٰ کی ہدائیت کے ذریعہ سے انسانوں کو اُن کے کمال تک پہنچاتے رہیں۔ چنانچہ قرآن کریم کو جب شروع فرمایا تو اس کی غرض و غائیت کو بھی ان الفاظ میں بیان فرمایا ذالک الکتاب لاریب فیہ ھدی للمتقین کہ یہ عظیم الشان کتاب اسمیں کوئی شک نہیں متقیوں کے لیئے ہدایت ہے۔ گویا اس ہدایت کی طرف اشارہ فرمایا ہے جس کا وعدہ حضرت آدم سے یا آپ کی ذریت سے فرمایا تھا کہ فاما یاتینکم منی ھدی چونکہ ہمارے لیئے قرآن کے اندر ہی ساری کتب اور بنی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے کمالات میں ہی سارے انبیاء کے کمالات جمع ہیں۔ اس لیئے جو غرض نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو بھیجنے کی فرمائی وہی غرض درحقیقت کل انبیاء کی بعثت کی قرار دیجائے گی +

> حضرت موسیٰ اور اُن سے پہلے اور پچھلے نبی سب منجانب اللہ ہدائیت لاتے

اسی طرح یہ اور اسی ابتدائی وعدہ الٰہی کی طرف اشارہ کرنے کو ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی کتاب کو بھی ھدی کے لفظ سے یاد فرمایا۔ بلکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پہلے جو نبی آئے تھے۔ اور ایسا ہی حضرت موسےٰ علیہ السلام کے بعد جو نبی بنی اسرائیل میں آئے۔ ان سب کے بھی ہدائیت دیکر بھیجے جانے کا ذکر فرمایا۔ جیسا کہ سورۃ الانعام کی اُن ایات سے ظاہر ہے جہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ذکر کے بعد حضرت اسحٰق و یعقوب و نوح و داؤد و سلیمان وایوب و یوسف و موسیٰ و ہارون و زکریا و یحییٰ و عیسےٰ والیاس و اسمٰعیل و الیسع و یونس و لوط علیھم الصلوٰۃ والسلام یعنی کل اٹھارہ نبیوں کا ذکر کرکے جن میں حضرت نوح اور حضرت ابراہیم و دیگر انبیاء قبل از حضرت موسےٰ کا بھی ذکر ہے۔ اور حضرت موسیٰ اور ہارون کا بھی ذکر ہے۔ اور اُن کے بعد کے اُن انبیاء کا بھی ذکر ہے جو سلسلہ بنی اسرائیل میں آئے گو وہ نئی شریعت نہیں لائے۔ اِن سب کے متعلق فرمایا واجتبینٰھم وھدینٰھم الی صراط مستقیم ۰ ذالک ھدی اللہ یھدی بہ من یشاء من عبادہ یعنی ان کو تو ہم نے خود برگزیدہ کیا۔ اور خود ہی بطور موہبت اُن کو اپنی جناب سے ہدائیت عطا فرمائی

یہ اللہ کی ہدائیت تھی۔ اور اسی ہدایت کے ذریعہ جو اُن انبیاء پر نازل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں میں سے جس کو چاہا ہدایت دی۔ گویا انبیاء کو خود ہدائیت فرما کر پھر ان کے ذریعہ سے دوسری مخلوق کو ہدایت کی۔ پھر اسی ہدائیت کی مزید تشریح کرتے ہوئے فرمایا اولٰئک الذین آتینٰھم الکتاب والحکم والنبوّۃ کہ ان لوگوں کو ہم نے کتاب بھی عطاء فرمائی اور حکم اور نبوّت بھی۔ کتاب درحقیقت اسی ہدایت کے مجموعہ کا نام ہے۔ جو ہر ایک نبی کو عطا فرمایا۔ تاکہ اُس کے ذریعہ سے وہ لوگوں کی تکمیل کرے اور اُن کو راہ راست پر لاوے اس پر مفصّل بحث آگے چل کر ہوگی۔ لیکن یہاں یہ یاد رکھنا ضروری ہے۔ کہ ایک طرف وہ چیز جو اُن انبیاء کو عطا فرمائی اس کا نام ھدیٰ رکھا ہے۔ دوسری طرف اسی کا نام کتاب رکھا ہے۔ اور اس کے بھی سب نبیوں کو دیا جانے کا ذکر فرمایا ہے۔ یہ بعینہٖ ایسا ہی ہے جیسا ابتدائے قرآن کریم میں قرآن کو اوّل کتاب فرمایا۔ پھر اُسی کا نام ہدایت رکھا۔ اور پھر سورۃ انعام میں آگے چل کر فرمایا اولٰئک الذین ھدی اللہ فبھدٰھم اقتدہ یہ وہ ہیں جن کو اللہ نے ہدائیت دی۔ سو ان کی ہدائیت کی تم بھی پیروی کرو٭ (سورۃ الانعام۔ ۸۵ سے ۹۱)۔ گویا یہ بتادیا ہے کہ اصل غرض ہر ایک نبی کے بھیجنے کی خواہ وہ شریعت لایا یا نہیں۔ ہدائیت لانا اور اس ہدائیت پر لوگوں کو چلانا تھا۔ یعنی بالفاظ دیگر تکمیل نفوس انسانی جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے پہلے سے وعدہ فرمایا تھا فاما یاتینّکم منی ھدی پس اس ہدایت کو مختلف انبیاء کے ذریعہ سے وہ وقتاً فوقتاً بھیجتا رہا۔

**اصل غرض نبوّت تزکیہ نفوس ہے**

نبوّت و رسالت کی اصل غرض کو سمجھنے کے لئے ہمارے لیئے یہ کافی ہے کہ ہم دیکھ لیں کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے مبعوث فرمانے کی کیا غرض تھی۔ اس کا ذکر قرآن کریم نے متعدد موقعوں پر فرمایا ہے۔ جیسا مثلاً پہلے سپارہ کے آخر میں حضرت ابراہیم و اسمٰعیل علیہما السّلام کی دُعا کے ذکر میں ربنا وابعث فیھم رسولاً منھم یتلوا علیھم اٰیٰتک ویعلمھم الکتٰب والحکمۃ ویزکیھم۔ پھر دوسرے پارہ کے شروع میں اثبات قبلہ میں اسی دُعا کی قبولیت کا ذکر فرماتے ہوئے یعنی خانہ کعبہ

٭ بعض لوگ اعتراض میں جلد بازی کرکے کہدیتے ہیں۔ کہ نبوّت موہبت ہو تو پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پیروی کے لئے کیوں فرمایا۔ اِس جگہ صرف اسی قدر بتا دینا کافی ہے۔ کہ یہ حکم تو بہرحال نبوّت کے ملنے کے بعد کا ہے۔ اس لئے اس سے نبوّت کے موہبت ہونے پر اور بلا اکتساب حاصل ہونے پر کچھ اثر نہیں پڑتا۔

کو قبلہ مقرر کرنا اِس لیئے ضروری ہؤا۔ کہ یہ رسول اس دُعا کو پُورا کرنے والا ہے جو اس گھر کے بنانے والوں نے کی تھی کما ارسلنا فیکم رسولا منکم یتلوا علیکم اٰیٰتنا و یزکیکم و یعلمکم الکتٰب والحکمۃ پھر چوتھے پارہ کے نصف میں اس امر کا ذکر فرماتے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ مومنوں کو ہر نقص سے پاک کر کے کامل کرنے کا ارادہ فرما چکا ہے۔ جیسا کہ فرمایا لقد من اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیھم رسولا من انفسھم یتلوا علیھم اٰیٰتہ و یزکیھم و یعلمھم الکتٰب والحکمۃ اور پھر سورہ جمعہ میں اس بات کا ذکر فرماتے ہوئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ تکمیل نفوس فرمانا عرب پر ہی ختم نہیں ہو جائے گا۔ بلکہ یہ سلسلہ بعد میں بھی چلے گا۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کی بھی تکمیل فرماتے رہیں گے۔ جو ابھی پیدا نہیں ہوئے اور بعد میں آتے رہیں گے۔ جیسا کہ فرمایا۔ ھو الذی بعث فی الامیین رسولا منھم یتلوا علیھم اٰیٰتہ و یزکیھم و یعلمھم الکتٰب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلٰل مبین و اٰخرین منھم لما یلحقوا بھم۔ یہ عجیب بات ہے کہ ان چاروں موقعوں پر ایک ہی غرض آپ کی بعثت کی بیان فرمائی ہے۔ اور اس میں چار ہی چیزوں کو رکھا ہے تلاوت آیات الٰہیہ۔ تعلیم کتاب۔ تعلیم حکمت۔ تزکیہ۔ اور در حقیقت یہی چاروں کام ہر نبی اپنے اپنے رنگ میں کرتا رہا۔ مگر چونکہ ان میں سے اوّل الذکر تینوں وُہ ذرائع ہیں۔ جن سے تزکیہ نفس ہوتا ہے اور تزکیہ نفس جس کو دُوسرے الفاظ میں تکمیل نفس انسانی کہا جاتا ہے۔ اصل غرض ہے اِس لیئے میں یہاں صرف تزکیہ کا ہی ذکر کرتا ہوں۔ اور باقی امور کو دوسرے باب کے لیئے چھوڑتا ہوں۔

**تزکیہ سے مراد تکمیل ہے**

تزکیہ کیا ہے۔ عربی زبان میں یہ کمال اور یہ خوبی ہے۔ کہ ایک لفظ کے معنے اور مفہوم میں ایک خاص حکمت ہوتی ہے۔ یعنی وُہ لفظ اپنے معنے پر ایک دلیل اپنے اندر رکھتا ہے۔ اور یہ بعینہٖ اسی طرح ہے۔ جیسے قرآن کریم اپنے ہر ایک ادعا میں ایک دلیل بھی اپنے ساتھ رکھتا ہے۔ یعنی بسا اوقات دلیل کو برنگ دلیل نہیں دیا جاتا۔ بلکہ وُہ دلیل خود اس دعوے سے ہی پیدا ہوتی ہے۔ اور اس دعوے کے اندر موجود ہوتی ہے۔ جس طرح جان جسم کے اندر ہوتی ہے۔ پس جو خصوصیت کتب الٰہی میں قرآن کریم کو ہے وہی خصوصیت تمام زبانوں میں عربی زبان کو ہے۔ اسی لیئے اللہ تعالےٰ نے اپنی حکمت کاملہ سے عربی زبان کو قرآن کے لیئے مخصوص رکھا۔ اب تزکیہ کا لفظ زکا سے مشتق ہے۔ جس کے اصل معنے نمو یعنی بڑھنے کے ہیں۔ چنانچہ امام لغت راغب اپنے مفردات میں لکھتا ہے۔ زکا۔ اصل الزکاۃ النمو الحاصل

عن برکۃ اللہ تعالیٰ ویعتبر ذالک بالامور الدنیویۃ والاخرویۃ یقال زکا الزرع اذا حصل منہ نمو و برکۃ ... ومنہ الزکوۃ لما یخرج الانسان من حق اللہ تعالیٰ الی الفقراء و تسمیتہ بذالک لما یکون فیہا من رجاء البرکۃ او لتزکیۃ النفس ای تنمیتہا بالخیرات والبرکات او لہما جمیعا فان الخیرین موجودان فیہا۔ یعنی زکا کے معنے کی تشریح یوں ہے کہ زکوۃ کا اصل مفہوم وہ نمو یعنی بڑھنا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی برکت سے حاصل ہو۔ ہے۔ اور یہ امور دنیوی کے لحاظ سے بھی ہوتا ہے۔ اور باعتبار امور اخروی بھی۔ چنانچہ کہا جاتا ہے۔ زکا الزرع یعنی کھیتی کے متعلق زکا کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ جب اس میں نمو اور برکت حاصل ہو...... اور اسی سے زکوۃ ہے بسبب اس کے جو نکالتا ہے انسان اللہ تعالےٰ کے حق کو فقراء کی طرف اور اس کا نام زکوۃ رکھنا اس لحاظ سے ہے کہ اس میں برکت کی امید ہوتی ہے۔ یا اس لیئے کہ تزکیہ نفس ہوتا ہے۔ یعنی بڑھنا اس کا بذریعہ نیکیوں اور برکات کے یا ان دونوں کے لیئے۔ کیونکہ دونوں نیکیاں اس کے اندر موجود ہیں۔ تو گویا تزکیہ نفس اپنے اصلی معنوں کے رو سے نفس کے نمو پر دلالت کرتا ہے۔ یا بالفاظ دیگر اس کا بڑھنا اور مراتب اور کمالات عالیہ کو حاصل کرنا۔ پس درحقیقت تزکیہ میں دونوں امور شامل ہیں۔ یعنی ان امور کا دور کرنا اور ان نقائص کا رفع کرنا جو کسی چیز کے نمو میں حائل ہو سکتے ہیں۔ اور ان اوصاف کا حاصل کرنا جن سے اسکے نمو میں مدد مل سکتی ہے۔ کیونکہ جب تک پہلے نقصوں سے پاک نہ کیا جائے گا۔ اس وقت تک نمو کی حالت پیدا نہیں ہو سکتی۔ مگر صرف نقصوں سے پاک ہونا بھی کافی نہیں جب تک وہ اسباب جمع نہ ہوں جن سے انسان ترقی کر سکتا ہے۔ غلطی سے تزکیہ کے لفظ کو صرف اس حد تک محدود سمجھ لیا گیا ہے۔ کہ اس سے مراد صرف کمزوریوں اور نقصوں کا دور ہونا ہے۔ حالانکہ یہ درست نہیں ہے اس کی عمدہ مثال وہی کھیتی والی مثال ہے۔ زکا الزرع کھیتی کے بڑھنے کے لیئے پہلے یہ بات بکار ہے کہ زمین کو ہر قسم کے نقصوں سے صاف کیا جائے۔ اس کی سختی کو دور کیا جائے گھاس پتھر وغیرہ کو اس میں سے نکالا جائے۔ مگر یہی کافی نہیں۔ اس زمین میں بیج بڑھانے کی طاقت و دیگر اسباب ہونے چاہئیں جن سے بیج نشو و نما پا سکتا ہے۔ اسی لیئے اللہ تعالےٰ نے مومنوں کی مثال قرآن کریم میں کھیتی سے دی ہے۔ کزرع اخرج شطأہ فازرہ فاستغلظ فاستوی علی سوقہ یعجب الزراع لیغیظ بہم الکفار وعد اللہ الذین اٰمنوا وعملوا الصلحت منہم مغفرۃ واجرا عظیما۔ یعنی ان کی مثال ایک کھیتی کی ہے جو پہلے اپنی سوئی نکالتی ہے

پھر اسے قوی کرتی ہے۔ پھر وہ موٹی ہوتی جاتی ہے۔ پھر اپنے ساق پر بالکل ٹھیک یعنی مکمل ہو جاتی ہے۔ کھیتی والوں کو اچھی لگتی ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کفار کو اُن کی وجہ سے غیظ میں لاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان میں سے ان لوگوں سے جو ایمان لائیں اور اچھے عمل کریں مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ کرتا ہے یہاں بھی اللہ تعالےٰ نے مومنوں کو کھیتی سے مثال دے کر دو ہی باتوں کو بیان فرمایا۔ ایک مغفرت جس کے معنی حفاظت کے ہیں یعنی نقصوں سے بچانا اور دوسرے اجر عظیم یعنی کمالات۔

غرض تزکیہ کے اصل معنے کمال تک پہنچانا ہے۔ اور لغت کے علاوہ اور قرآن کریم کی شہادت مذکورہ بالا کے علاوہ اور بھی شہادت قرآن کریم سے اس پر ملتی ہے۔ چنانچہ ایک جگہ فرمایا قد افلح من زکّٰھا اور دوسری جگہ قد افلح من تزکّٰی۔ اب فلاح حقیقی کامیابی کو کہتے ہیں جیساکہ قرآن کریم کے شروع میں ہی سارے اصول کو بیان فرماکر اور ایمان اور اعمال صالحہ کے اصول عظیمہ کا ذکر کرکے فرمایا۔ کہ جو لوگ ان پر چلتے ہیں اولٰئک علیٰ ھدی من ربھم واولٰئک ھم المفلحون وہ اپنے رب کی طرف سے ہدائیت پر یعنی ایک سیدھی سڑک پر چل پڑے۔ اور وہ کمال انسانی کے حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ سو یہی مراد قد افلح من زکّٰھا میں ہے۔ یعنی جو شخص تزکیہ نفس کرتا ہے۔ اور اُس کو اُس کے کمال تک پہنچاتا ہے وہی کامیاب ہوتا ہے۔ پس تزکیہ نفس جو درحقیقت تکمیل نفس کے ہم معنی ہے اس تک انسانوں کو پہنچانا یہی اصل غرض و غایت نبوت کی ہے۔

**ہدائیت کا آنا کمال انسانی کے لیئے ضروری ہے۔**

پس مذکورہ بالا بحث کا خلاصہ یہ ہوا کہ قرآن کریم نے انسان کے کمال تک پہنچنے کے لیئے کسی ہدایت کا آنا ضروری قرار دیا ہے۔ اور کوئی شخص حقیقی کمال انسانی تک نہیں پہنچ سکتا۔ جب تک کہ اس ہدایت پر عامل نہ ہو۔ اللہ تعالےٰ کے سارے نبی ہدایت لے کر آئے۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بھی ہدائیت لیکر آئے۔ حضرت موسےٰ علیہ السلام بھی ہدائیت لے کر آئے۔ جو نبی حضرت موسےٰ سے پہلے گذر چکے تھے وہ بھی ہدائیت لے کر آئے تھے۔ جو نبی سلسلہ بنی اسرائیل میں حضرت موسےٰ کے بعد آئے۔ وہ بھی ہدائیت لے کر آئے۔ بلکہ اللہ تعالےٰ کا کلام تو ایسے عالمگیر اصول کو چند ناموں تک محدود نہیں کرتا جس طرح ابو البشر سے وعدہ فرمایا تھا۔ فاما یأتینکم منی ھدی کہ ضرور میری طرف سے تمہارے پاس ہدائیت آئے گی۔ اسی طرح فرمایا ولکل قوم ھاد یعنی خدا کا قانون بنی اسرائیل یا بنی اسمٰعیل تک محدود نہیں رہا۔ ہر ایک قوم کے لیئے کوئی نہ کوئی ہدایت لانے والا گذرا ہے جیسا وعدہ

عام تھا۔ ویسا ہی اس کا ایفار بھی عام ہوا۔ آدم کی ساری اولاد سے وعدہ تھا۔ اس لیئے ہر ایک قوم کے ساتھ اس کے ایفار کا بھی ذکر فرمایا۔ ہاں سب سے آخر وہ کامل ہادی آیا جو سب سے اوّل

**سب سے کامل اور سب سے آخری ہادی محمد رسول اللہ صلعم ہیں**

بھی تھا اور آخر بھی۔ جیساکہ فرمایا ان اوّل بیت وضع للناس للذی ببکۃ مبارکا و ھدی للعالمین یعنی سب سے پہلا گھر جو لوگوں کی بھلائی کے لیئے مقرر کیا گیا وہی ہے جو مکے میں ہے۔ وہ برکت والا بھی ہے (یعنی ہمیشہ کے لیئے رہے گا۔ کیونکہ مبارک عربی زبان میں اس کو کہتے ہیں جس کی خیر منقطع نہیں ہوتی تو اس طرح پر زمانہ کے لحاظ سے اس گھر کا دامن ہمیشہ تک پھیلا ہوا ہے) اور ساری قوموں کیلیئے ہدائیت ہے۔ (اس طرح مکان اور انسانوں کے لحاظ سے اس کی وسعت عام ہوئی) اور جیسے یہ گھر اوّل بھی ہے اور آخر بھی۔ اسی طرح پر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے نبی بھی ہیں اور آخری بھی۔ جیسے حدیث میں فرمایا کنت اول النبیین فی الخلق و اخرھم فی البعث یعنی پیدائیش میں مَیں سب سے پہلا نبی ہوں۔ (جیساکہ خانہ کعبہ اوّل بیت وضع للناس ہے) اور بعثت میں سب سے آخر۔ یعنی آپ کے بعد کوئی نبی مبعوث نہیں ہوگا۔ جیساکہ کعبہ سب سے آخری قبلہ ہے۔ جو لوگوں کے لیئے مقرر کیا گیا۔

**ہدائیت کا مفہوم شریعت سے وسیع ہے**

یہ امر بھی یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ ہدائیت کا لفظ بہت وسیع ہے۔ اور شریعت کے ہم معنے نہیں۔ بلکہ درحقیقت شریعت بھی اسی ہدایت کا ایک حصّہ ہے۔ جو حسب ضرورت وقتاً فوقتاً کم یا بیش نازل ہوتا رہا۔ مگر ہدایت کا لانا ہر نبی کے لیئے ضروری ہوا۔ کیونکہ یہی انبیاء کی بعثت کی علت غائی تھی۔ اگر ایک قرآن کریم کو ہی دیکھا جائے جو بوجہ تحریف اور تغیر و تبدّل سے محفوظ ہونے کے ہمارے لیئے ہر معاملہ میں حقیقی رہنما اب ہو سکتا ہے۔ تو معلوم ہوگا کہ اس میں اوامر و نواہی کا حصّہ محض ایک چھوٹا سا حصّہ ہے۔ ہاں اس کا ایک ایک لفظ انسان کی ہدایت کا موجب ہے۔ اس لیئے ساری کتاب کو ھدی کہا اور اوامر و نواہی جیساکہ ظاہر ہے صرف ایک حصّہ کتاب کا ہیں۔ بیشک اللہ تعالےٰ نے قوموں کو شرائع بھی دیں۔ جیساکہ فرماتا ہے لکل جعلنا منکم شرعۃ و منھاجا۔ تم میں سے ہر ایک (قوم) کے لیئے ایک شریعت اور ایک راہ مقرر کیا۔ مگر ہر نبی اپنے ساتھ ہدایت لاتا ہے۔ خواہ وہ شریعت لائے یا نہ لائے۔ اسی لیئے قرآن کریم یا احادیث صحیحہ میں نبوت تشریعی و غیر تشریعی کی کوئی تقسیم نہیں اور یہی اشارہ الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی سے بھی مستنبط ہوتا ہے یعنی

شریعت کو بھی کامل کر دیا۔ اور ہدایت کی نعمت بھی پوری پوری دیدی۔ اب آئندہ نہ کوئی تغیر و تبدل شریعت میں ہو سکتا ہے اور نہ کوئی اور ہدایت اصلاح مخلوق کے لیئے نازل ہو گی۔ اس امتیاز کو مدنظر رکھتے ہوئے اس آیت کے معنے پر بھی کوئی اعتراض وارد نہیں ہوتا۔ جہاں توریت کے متعلق فرمایا یحکم بھا النبیون یعنی نبی اس کے مطابق فیصلہ کرتے تھے۔ جسکا مطلب صرف اس قدر ہے۔ کہ بنی اسرائیل کے جھگڑوں میں فیصلہ شریعت توریت کے مطابق دیا جاتا تھا۔ گو بعض وقت جیساکہ آئندہ دکھایا جائے گا۔ شریعت میں بھی تغیر تبدل بعض انبیاء کے ذریعہ ہوتا رہا۔ کیونکہ وہ شرائع کامل نہ تھیں۔ مگر بہرحال توریت کے مطابق فیصلہ دینے سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ ان انبیاء پر منجانب اللہ کوئی ہدایت نازل نہ ہوئی تھی۔ کیونکہ ایسا نتیجہ صراحتاً قرآن کریم کے خلاف ہے ؂

**تزکیہ نفوس کو اللہ تعالےٰ انبیاء اور کوشش انسانی کی طرف منسوب کرنے کی وجہ**

پس یہی وہ ہدائیت منجانب اللہ تھی۔ جس کے ذریعہ سے انبیاء علیہم السلام جب جب تشریف لائے تزکیہ نفوس اور تکمیل نفوس انسانی فرماتے رہے۔ اب جب ہم قرآن کریم کو دیکھتے ہیں تو اس سے مزید تصریح اسی امر کی پائی جاتی ہے۔ کیونکہ اوّل تو تزکیہ کے فعل کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب فرمایا۔ جیسے فرمایا بل اللہ یزکی من یشاء یعنی اللہ ہی جس کا چاہتا ہے تزکیہ فرماتا ہے۔ کیونکہ حقیقی فاعل اللہ تعالےٰ ہی ہے۔ پھر دوسری جگہ قد افلح من زکٰیھا میں جہاں فرمایا۔ کہ وہ انسان کامیاب ہوا۔ جس نے تزکیہ نفس کیا۔ تزکیہ کے فعل کو انسان کی کوشش کیطرف منسوب کیا۔ کیونکہ انسان اکتساباً تزکیہ کو حاصل کرتا ہے۔ اور اس کی کوشش بھی ضروری ہے تیسری جگہ تزکیہ کے فعل کو انبیاء علیہم السلام کی طرف منسوب فرمایا۔ جیسے یزکیکم اور یزکیھم میں ان چار موقعوں پر۔ جہاں نبی صلے اللہ علیہ وسلّم کے آنے کی غرض بتائی گئی ہے۔ کہ وہاں اُمت کے تزکیہ کو نبی کی طرف منسوب کیا۔ پس خدا تعالیٰ تو فاعل حقیقی ہے (کہ وہی تزکیہ نفس یا تکمیل نفس فرماتا ہے اور اس لحاظ سے بھی اللہ تعالیٰ کی طرف تزکیہ منسوب ہوتا ہے۔ کہ اسی نے انسان کو وہ طاقتیں دیں وہ موقع دیا۔ اور وہ توفیق دی جن سے وہ تکمیل نفس کو حاصل کر سکتا ہے۔ اور اسی نے انبیاء کو مبعوث فرمایا۔ جو انسانوں کا تزکیہ نفس کرتے ہیں) اور انسان اکتساب کرتا ہے۔ اور کوشش کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے انبیاء وہ واسطہ ہوتے ہیں۔ جن کے ذریعہ سے تزکیہ نفس یا تکمیل نفس ہوتی ہے؂

**انسانوں کے تین گروہ۔ مکمل۔ کامل۔ ناقص**

پس اس لحاظ سے کل انسان تین گروہوں

میں تقسیم ہوتے ہیں۔ ایک وہ جو اپنی اُمتوں کا تزکیہ نفس کرتے اور اُن کو کمال انسانی تک پہنچاتے ہیں۔ یہ انبیاء کا گروہ ہے۔ دُوسرا وہ گروہ ہے جو اکتساب کرتا ہے۔ کوشش کرتا ہے۔ انبیاء کی ہدایت پر چلتا ہے۔ یہ مفلح یا کامل لوگ ہیں۔ تیسرا گروہ وُہ ہے جو اس کمال کو حاصل نہیں کرتا۔ یہ ناقصین کا گروہ ہے۔ اس تیسرے گروہ میں پھر اس سے اُتر کر دُوسرے گروہ میں اور پھر کسی قدر پہلے گروہ ہیں۔ پھر درجات اور فرق مراتب ہوتا ہے۔ مگر موٹی تقسیم یہی ہے ایک وُہ جو دُوسروں کو کامل کریں دُوسرے وہ جو ان کامل کرنے والوں کے اتباع سے فائدہ اُٹھا کر کامل ہو جائیں۔ تیسرے وُہ جو اس کمال کے حاصل کرنے سے محرُوم رہ جائیں ❊

**قرآن اور حدیث کی شہادت کہ مکملین بذریعہ اکتساب اور کوشش کے کامل نہیں ہوتے بلکہ خدا اپنے ہاتھ سے اُنکو کامل کرتا ہے**

اب یہ ظاہر ہے۔ کہ گروہ اوّل یعنی انبیاء کا گروہ جو اپنی اُمتوں کی تکمیل کے لیئے آتا ہے۔ وُہ خود کاملین کا گروہ ہے۔ مگر اُن کو کمال تک پہنچانیوالا خود اللہ تعالےٰ ہوتا ہے۔ وہ کسی دوسرے کی پیروی سے کمال تک نہیں پہنچتے۔ بلکہ صرف موہبت الٰہی سے کمال کو پاتے ہیں۔ اسی کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ اس آیت کریمہ میں اللہ اعلم حیث یجعل رسلتہ۔ کیونکہ یہ جواب ہے کفار کے اس مطالبہ کا کہ لن نؤمن حتیٰ نؤتی مثل ما اوتی رسل اللہ یعنی اُنھوں نے کہا تھا۔ کہ ہم نہیں مانتے۔ جب تک ہم پر خود اس جیسی چیز نہ اُترے جو رسولوں کو دی جاتی ہے۔ تو اس کا جواب یہ فرمایا۔ کہ تم اس قابل نہیں ہو کہ تمہیں رسالت دیجائے۔ اللہ تعالےٰ جہاں رسالت کا منصب عطا فرماتا ہے وُہ جانتا ہے کہ وُہ اس قابل بھی ہے کہ رسالت کا کام اُس کے سپرد کیا جائے۔ (الانعام-۱۲۵) ایسا ہی دُوسری جگہ فرمایا۔ جہاں یہ اعتراض تھا۔ لولا نزل ھذا القرآن علی رجل من القریتین عظیم۔ کہ دو قریوں (یعنی مکہ اور طائف) کے کسی بڑے آدمی پر یہ قرآن کیوں نازل نہ کیا گیا۔ تو جواب میں فرمایا اھم یقسمون رحمت ربک نحن قسمنا بینھم معیشتھم فی الحیٰوۃ الدُنیا ورفعنا بعضھم فوق بعض درجٰت لیتخذ بعضھم بعضا سخریا ورحمت ربک خیر مما یجمعون (الزخرف-۳۱) کیا وُہ تیرے رب کی رحمت کی تقسیم کرتے ہیں۔ (یعنی یہ ایک رحمت ہے جو ہم نے تم کو دی ہے۔ بندوں کا یہ حق نہیں۔ کہ وُہ سوال کریں کہ فلاں کو کیوں دی گئی۔ فلاں کو کیوں نہیں دی گئی) دُنیا کی زندگی میں جو اُنکا سامان زندگی ہے۔ وُہ بھی تو ہم نے ہی اُن کے درمیان تقسیم کیا ہے۔ اور اُن میں سے بعض کو بعض

کے اُوپر کیا ہے۔ تاکہ بعض بعض کو محکوم بنائیں اور تیرے رب کی رحمت (یعنی رسالت اور نبوت) اس (مال دُنیا) سے جو وُہ جمع کرتے ہیں بہتر ہے۔ (پس جب دُنیا کے بعض فوائد بھی اللہ تعالیٰ کی تقسیم سے ملتے ہیں تو نبوت کے منصب پر یہ کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ کہ فلاں شخص کو کیوں نہیں ملا۔ اور یہ کہاں سے ضروری ہے کہ وہ رجل عظیم جس کو دُنیا کا مال زیادہ دیا گیا ہے۔ وہ دُوسرے قسم کے انعام کے پانے کا بھی حقدار ہے۔ جو نبوت ہے۔ جو جس چیز کے قابل ہے وہی اُس کو دیجاتی ہے ایسا ہی آیت قرآنی یلقی الروح من امرہ علی من یشاء من عبادہ بھی اسی پر شاہد ہے یعنی اللہ تعالےٰ اپنے امر سے اپنا کلام جس پر چاہتا ہے القا کرتا ہے۔ ایسا ہی احادیث سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے کہ نبوت موہبت ہے۔ اکتساب سے نہیں ملتی۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کنت نبیا و ادم بین الماء والطین یعنی آدم کی پیدائش سے بھی پہلے میں نبی تھا۔ ایسا ہی اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔ جہاں فرمایا کنت اول النبیین فی الخلق پیدائش میں مَیں نبیوں میں سب سے پہلا ہوں۔ پس نبوت کا اکتساب یا کسی کی پیروی سے حاصل ہونا ان تمام آیات قرآنی اور احادیث کے صاف مفہوم کے خلاف ہے۔

**انبیاء کا خالق اور مخلوق کے درمیان واسطہ ہونا بھی اس بات کا مقتضی ہے۔ کہ ان کا کمال اکتسابی نہ ہو**

پس ایک طرف اگر قرآن شریف اور حدیث سے یہ ثابت ہے۔ کہ نبوت کبھی بذریعہ اکتساب نہیں بلکہ ہمیشہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے بطور موہبت ملتی ہے۔ تو دُوسری طرف یہ بھی ظاہر ہے۔ کہ وہ انسان جو دُوسروں کو کامل کر سکتا ہے وُہ پہلے خود کامل ہونا چاہیئے۔ اور اگر اس کا کمال بھی اکتسابی ہو۔ تو وہ خدائے تعالیٰ اور انسان کے درمیان بطور واسطہ نہیں ہو سکتا۔ حالانکہ انبیاء علیہم السلام کی بعثت کی اصل غرض یہی ہے۔ کہ وُہ خدا اور مخلوق کے درمیان بطور واسطہ ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ کی رضا کی راہوں کو مخلوق پر ظاہر کریں۔ اللہ تعالےٰ کی ذات وراء الوراء ہے۔ اور وُہ پاکی اور قدوسیت کا سرچشمہ ہے۔ لیکن لوگ عام طور پر طرح طرح کی ناپاکیوں میں گرفتار اور طرح طرح کی ظلمتوں میں پھنسے ہوئے ہوتے ہیں پس خود بخود اس چشمۂ قدوسیت تک ان کا پہنچنا مشکل ہوتا ہے۔ اس غرض کے لیئے اللہ تعالےٰ نے اپنی ربوبیت سے ایک گروہ انبیاء کا پیدا کیا۔ جس کا وجود دُنیا کی ہر قوم میں پایا جاتا ہے۔ اُن کی فطرت ہی اللہ تعالےٰ نے ایسی بنائی۔ کہ وہ ہر قسم کے گناہ اور ناپاکیوں سے دُور رہیں۔ اس طرح پر اللہ تعالےٰ کی ذات سے ایک حقیقی تعلق اُن لوگوں کا پیدا ہوتا ہے

دوسری طرف مخلوق کی ہمدردی بھی اعلیٰ درجہ کی اُن کی فطرت کے اندر مرکوز ہوتی ہے۔ پس جب اُن کی فطرت میں یہ دونوں رنگ موجود ہوتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی محض موہبت سے دوسرے دینی امور کی طرح شروع سے ہی ان کے اندر ہوتے ہیں۔ تو پس یہ لوگ مخلوق اور خالق کے درمیان واسطہ کا کام دیتے ہیں۔ یہ تو ظاہر ہے۔ کہ ہر ایک انسان بطور موہبت اس کمال کو حاصل نہیں کر سکتا۔ بلکہ خدائے تعالیٰ کی کتابوں سے۔ اور اس کی اس سنت مستمرہ سے جس کے مطابق وہ انبیاء علیہم السّلام کو بھیجتا رہا ہے۔ یہ ثابت ہے کہ بطور موہبت اس کمال کو حاصل کرنے والا ایک خاص گروہ رہا ہے جو انبیاء علیہم السّلام کا گروہ ہے۔ اور دوسرے تمام لوگ بطور اکتساب انبیاء سے اسے حاصل کرتے رہتے ہیں۔ اور یہ بھی ظاہر ہے۔ کہ اگر انبیاء بھی اسے بطور اکتساب لینے والے ہوں۔ تو ان میں اور ان لوگوں میں جن کی تکمیل کے لیئے وُہ آئے ہیں۔ کوئی امتیاز باقی نہیں رہتا۔ اور علاوہ ازیں جہاں سے نبی نے بطور اکتساب اس کمال کو حاصل کیا ہے۔ وہیں سے دوسرا شخص بطور اکتساب حاصل کر سکتا ہے۔ حالانکہ خدا اور انسان کے درمیان واسطہ ہونا اور پھر اللہ تعالیٰ کا انسانوں کے تزکیہ اور تکمیل کے فعل کو انبیاء کی طرف منسوب کرنا صاف بتاتا ہے کہ وُہ دونوں ایک مقام پر نہیں ہو سکتے۔ ایک معلّم ہے تو دُوسرے متعلّم ہیں۔ معلّم ایک علم کو سرچشمہ ربوبیت سے حاصل کرتے۔ اور یہ حاصل کرنا صرف بطور موہبت الٰہی ہے۔ دوسروں تک اس علم کو پہنچاتا ہے۔ اور دوسرے اس معلّم سے بطور اکتساب اس علم کو حاصل کرتے ہیں۔ اور اسی نبی کی ہدایات منزلہ سے اور اسی کی توجّہ اور ہمّت سے اور اسی کی قوّت قدسی سے وُہ پاک کیئے جاتے ہیں۔ پس جب تک نبی کو خدا اور انسان کے درمیان واسطہ سمجھا جائے گا۔ اور اگر ہم ایسا نہ سمجھیں تو نبوّت کا منصب ایک بے معنی امر ہو جاتا ہے۔ اس وقت تک یہ ماننا پڑے گا۔ کہ نبی وہ ہے جس کی تکمیل خدا خود اپنے ہاتھ سے کرتا ہے۔ اور وہ اُس شخص سے جس نے نبی کے ذریعہ سے تکمیل حاصل کی ہو ایک امتیاز رکھتا ہے۔ یہ دوسرا شخص جو کمال کو بذریعہ اکتساب نبی سے حاصل کرتا ہے ولی کہلاتا ہے یا محدّث کہلاتا ہے۔ جس پر مفصّل بحث آگے چل کر ہو گی۔ یہاں ہم کو صرف اس قدر امتیاز دکھانا مقصود ہے۔ کہ نبی صرف وہی کہلا سکتا ہے جس کو خدا کے ہاتھ نے اصلاح خلق کے لیئے خود مکمّل کیا ہو۔ اور اس کو کمال بذریعہ اکتساب حاصل نہ ہُوا ہو۔ اور وُہ شخص جس کو خود خدا کے ہاتھ نے مکمّل نہیں کیا۔ بلکہ اُس نے کسی نبی کے ذریعہ سے تکمیل نفس کی ہے۔ وہ خدا اور

مخلوق کے درمیان حقیقی معنے میں واسطہ نہیں کہلا سکتا۔ اس لیئے ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ جس کو خدا بطور موہبت بلا اکتساب آپ کامل کرتا ہے۔ وُہ نبی ہوتا ہے۔ اور جو شخص اُس نبی کی پیروی سے اور اُس کی محبت میں فنا ہو کر اکتساب اور کوشش سے کمال کو حاصل کرتا ہے وہ ولی ہوتا ہے۔ فرق یہ ہے کہ انسان سے انسان بذریعہ اکتساب ہی حاصل کر سکتا ہے۔ لیکن خدا کے وہاب سے انسان بہت چیزوں کو بطور موہبت حاصل کرتا ہے۔ انہی چیزوں میں سے ایک نبوّت ہے۔

**پس بذریعہ اکتساب کمال کو حاصل کرنے والا نبی نہیں کہلا سکتا۔**

اس بات کو سمجھ لینے کے بعد یہ جان لینا آسان ہے کہ نبوّت وہی ہے جو براہِ راست خدا سے ملتی ہے کسی انسان کی پیروی سے یا اکتساباً جو چیز ملے۔ خواہ وہ کتنا بھی نبوّت کے ہمرنگ ہو۔ مگر حقیقی طور پر ہم اُسے نبوّت نہیں کہہ سکتے۔ جس کو خدا کے ہاتھ نے کامل کیا ہے۔ صرف وہی نبی ہو گا۔ اِس لیئے کہا جاتا ہے کہ نبوّت براہِ راست خدا سے ملتی ہے۔ جس کا تزکیہ کسی انسان کی پیروی سے ہوا ہے۔ اُس میں چونکہ اکتساب کا رنگ آگیا ہے۔ اس لیئے اُسے نبی نہیں کہہ سکتے۔ تمام انبیاء علیہم السّلام انہی معنوں میں نبی کہلائے۔ کہ وہ خدا اور مخلوق کے درمیان واسطہ تھے۔ ان کو خدائے تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے کامل کیا۔ اور اُن کو اس مقام پر کھڑا کیا کہ وہ دوسروں کی تکمیل بطور خود کریں۔ اور گو ایک نبی کے بعد معاً بھی دوسرا نبی ہو گیا ہو۔ بلکہ ایک نبی کے ساتھ بھی دوسرا ہو گیا ہو۔ مگر اُس کے نبوّت پانے میں اس پہلے نبی کو کوئی دخل نہ تھا۔ کیونکہ یہ ضروری تھا۔ کہ جسے نبی بنایا جائے وہ خدا کے ہاتھ سے محض اللہ تعالےٰ کی موہبت سے تکمیل کی حالت کو پہنچا ہو۔ نہ کسی انسان کی پیروی سے۔ اور دوسرے لوگ خود اُسکی پیروی کریں اور جس راہ پر وہ اُنھیں چلائے اُس پر چلیں اور اُس کی ہمّت اور توجّہ سے اور اُس کی قوّت قدسی سے اور اُس کی ہدایات پر عمل کر کے تزکیہ نفس کریں اور پھر اُسی سے روشنی حاصل کریں۔ وہ نُور جو بطور موہبت ہے وہ آفتاب کی طرح اصلی نُور ہے۔ اس سے دوسرے بطور مستعار حاصل کر سکتے ہیں۔ اور جو خود بطور مستعار حاصل کرے۔ اور اُس کا نور آفتاب کے نور کی طرح اصلی نہ ہو۔ بلکہ وُہ خود عکس ہو۔ جیسے چاند کا نُور۔ اس سے روشنی تو ملجاتی ہے مگر اِس نُور سے عکس کے طور پر نُور پیدا نہیں ہوتا۔ اِس لیئے وُہ نبی نہیں کہلا سکتا۔

اب ہم دکھاتے ہیں۔ کہ یہی مذہب اُمّت کا اجماعی طور پر رہا ہے۔ سب سے پہلے خود حضرت مسیح موعود کو لو۔ ضمیمہ براہین احمدیہ حصّہ پنجم صفحہ ۱۹۲ پر فرماتے ہیں:۔

**مسیح موعود کا مذہب کہ تمام انبیاءؑ پر الگ الگ ہدایتیں نازل ہوئیں**

"پس میں اپنے مخالفوں کو یقیناً کہتا ہوں کہ حضرت عیسٰےؑ اُمّتی ہرگز نہیں ہیں۔ گو وہ بلکہ تمام انبیاءؑ آنحضرت صلّے اللہ علیہ وسلم کی سچائی پر ایمان رکھتے تھے۔ مگر وہ ان ہدایتوں کے پیرو تھے جو اُن پر نازل ہوئی تھیں۔ اور براہ راست خدا نے اُن پر تجلّی فرمائی تھی۔ یہ ہرگز نہیں تھا کہ آنحضرت صلّے اللہ علیہ وسلّم کی پیروی۔ اور آنحضرت صلّے اللہ علیہ وسلم کی رُوحانی تعلیم سے وُہ نبی بنے تھے تا وُہ اُمّتی کہلاتے۔ اُن کو خدا تعالےٰ نے الگ کتابیں دی تھیں۔ اور اُن کو ہدائیت تھی کہ ان کتابوں پر عمل کریں اور کراویں۔ جیساکہ قرآن شریف اس پر گواہ ہے"

پھر ست بچن صفحہ ۸۶ پر فرماتے ہیں :۔

**مسیح موعود کا مذہب کہ انبیاءؑ کا تزکیہ نفس فِطرتی طور پر اور خدا کے ہاتھ سے ہوتا ہے نہ اکتساب سے**

"لہٰذا خدا تعالیٰ کی پاکی بھی انسان کے پاک بنانے کے لئے ہے۔ جس طرح دریا میں بار بار غسل کرنے سے کِسی کے بدن پر میل باقی نہیں رہ سکتی۔ اِسی طرح جو لوگ خدا تعالیٰ کے ہی ہو جاتے ہیں۔ اور اُس کے سچّے فرمانبردار بن کر دریائے رحمت الٰہی میں داخل ہو جاتے ہیں۔ بلاشبہ وُہ بھی پاک ہو جاتے ہیں۔ مگر ایک اور قوم بھی ہے جو مچھلیوں کی طرح اِس دریا میں ہی پیدا ہوتی ہے۔ اور اس دریا میں ہی ہمیشہ رہتی ہے۔ اور ایک دم بھی اِس دریا کے بغیر جی نہیں سکتی۔ وہ وہی لوگ ہیں جو پیدائشی پاک ہیں اور ان کی فطرت میں عصمت ہے۔ انھیں کا نام نبی اور رسول اور پیغمبر ہے"

**مسیح موعود کا مذہب کہ پُورے معصُوم صِرف انبیاءؑ ہی ہیں**

کرامات الصّادقین صفحہ ۵ پر تحریر فرماتے ہیں :۔

"لیکن افسوس کہ بٹالوی صاحب نے یہ نہ سمجھا۔ کہ نہ مجھے اور نہ کِسی انسان کو بعد انبیاء علیہم السّلام کے معصُوم ہونیکا دعوےٰ ہے" اس حوالہ سے صاف ظاہر ہے کہ سوائے انبیاءؑ علیہم السّلام کے جن کو فطرتًا معصُوم پیدا کیا جاتا ہے۔ ہر ایک انسان اِس مرتبہ کو بذریعہ اکتساب ہی حاصل کر سکتا ہے۔ پس جو شخص بذریعہ اکتساب اس مرتبۂ معصومیّت کو جو کمال کی پہلی سیڑھی ہے پاتا ہے۔ وہ نبی نہیں ہو سکتا ؞

پھر حقیقت الوحی صفحہ ۵۹ پر فرماتے ہیں :۔

**حضرت مسیح موعود کا مذہب کہ معرفت الٰہی صرف نبیوں کی معرفت ملتی ہے**

"پس سوال یہ ہے کہ مسیح نے رُوحانی کمالات کے حاصل کرنے کے لئے کون سا کفارہ دیا۔ انسان خدا تعالےٰ تک پہنچنے کے لئے دو چیزوں کا محتاج ہے۔ اوّل بدی سے پرہیز کرنا۔ دوم نیکی کے اعمال کو حاصل کرنا۔ اور محض بدی کو چھوڑنا کوئی ہنر نہیں ہے پس اصل بات یہ ہے۔ کہ جب سے انسان پیدا ہوا ہے۔ یہ دونوں قوتیں اُس کی فطرت کے اندر موجود ہیں ایک طرف تو جذبات نفسانی اُس کو گناہ کی طرف مائل کرتے ہیں۔ اور دُوسری طرف محبّت الٰہی کی آگ جو اُس کی فطرت کے اندر مخفی ہے۔ وُہ اس گناہ کے خس وخاشاک کو اس طرح پر جلا دیتی ہے۔ جیسا کہ ظاہری آگ ظاہری خس وخاشاک کو جلاتی ہے۔ مگر اس رُوحانی آگ کا برافروختہ ہونا جو گناہوں کو جلاتی ہے معرفت الٰہی پر موقوف ہے۔ کیونکہ ہر ایک چیز کی محبّت اور عشق اُس کی معرفت سے وابستہ ہے۔ جس چیز کی حسن اور خوبی کا تمھیں علم نہیں تم اس پر عاشق نہیں ہو سکتے۔ پس خدائے عزّوجل کی خوبی اور حُسن وجمال کی معرفت اُس کی محبت پیدا کرتی ہے۔ اور محبّت کی آگ سے گناہ جلتے ہیں۔ مگر سنت اللہ اسی طرح پر جاری ہے۔ کہ وُہ معرفت عام لوگوں کو نبیوں کی معرفت ملتی ہے۔ اور اُن کی روشنی سے وُہ روشنی حاصل کرتے ہیں۔ اور جو کچھ اُن کو دیا گیا۔ اُن کی پیروی سے سب کچھ پا لیتے ہیں۔"

اُس سے صاف ثابت ہوتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود کے نزدیک انسانوں کو خدا تک پہنچانے کا ذریعہ یا خدا اور مخلوق کے درمیان واسطہ اور انسان کو اُس کے کمال تک پہنچانے والی قوم صرف انبیاء علیہم السّلام ہوئی ہے۔ اور کہ انبیاء کے پیرو اُن کی پیروی سے یعنی اکتسابًا اس کمال کو حاصل کر لیتے ہیں۔ جو نبیوں کو پہلے سے حاصل ہوتا ہے۔ گویا نبی کی مثال سُورج کی ہے۔ اور پیرو کی مثال جو کمال حاصل کرے چاند یا سیّارہ کی ہے۔ جو اس کے گرد پھرتا اور اُس کے نُور سے نُور حاصل کرتا ہے۔ اُس کا نُور اصلی نہیں ہوتا۔ بلکہ بطور مستعار لیا ہوا ہوتا ہے۔ پھر حاشیہ حقیقت الوحی صفحہ ۹۷ پر فرماتے ہیں:۔

**حضرت مسیح موعود کا مذہب کہ اسرائیلی انبیاء کی نبوّت اکتساب یعنی حضرت موسیٰ کی پیروی سے نہ تھی**

"اور بنی اسرائیل میں اگرچہ بہت نبی آئے۔ مگر اُنکی نبوّت موسےٰ کی پیروی کا نتیجہ نہ تھا۔ بلکہ وُہ نبوّتیں براہِ راست خدا کی ایک موہبت تھیں۔ حضرت موسےٰ کی پیروی کا

اس میں ایک ذرہ کچھ دخل نہ تھا"

اور حقیقۃ الوحی تتمہ صفحہ ۹۹ پر تحریر فرماتے ہیں :-

**حضرت مسیح موعود کا مذہب کہ تزکیہ نفس کمال انسانی ہے**

"اور انتہائی کوشش انسان کی تزکیہ نفس ہے اور اسی پر تمام سلوک ختم ہو جاتا ہے۔ اور دوسرے لفظوں میں یہ ایک موت ہے۔ جو تمام اندرونی آلائشوں کو جلا دیتی ہے"

**شاہ ولی اللہ کا مذہب کہ نبی وہی ہے۔ جو کسی امام کی اتباع کے بغیر ناقصوں کو کامل کرے**

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب حجۃ اللہ البالغہ میں تحریر فرماتے ہیں۔ باب اختلاف النّاس فی السّعادۃ

فکذلک یختلفون فی ھذا الخلق الذی علیہ مدار سعاداتھم ...... ومنھم الذی رکب فیہ الخلق اجمالا و یترشح منہ تارۃ الا انہ یحتاج فی التفصیل وتمھید الھیئات علی ما یناسب الخلق فی کثیر مما ینبغی الی امام وفیہ قولہ تعالی یکاد زیتھا یضیئ ولو لم تمسسہ نار وھم السباق ومنھم الانبیاء یتأتی لھم الخروج الی کمال ھذا الخلق واختیار ھیئات مناسبۃ لہ وکیفیۃ تحصیل الغائب منہ وابقاء الحاضر واتمام الناقص من غیر امام ولا دعوۃ فینتظم من جریانھم فی مقتضی جبلتھم سنن یتذکرھا الناس ویتخذونھا دستورا۔

یعنی اسی طرح لوگوں میں اختلاف ہوتا ہے۔ اس خلقی حالت میں جس پر انکی سعادت کا مدار ہے........ اور بعض لوگوں میں اجمالی طور پر خلق کی حالت موجود ہوتی ہے ان سے اس خلق کے اثر ظاہر ہوتے ہیں لیکن وہ محتاج ہوتے ہیں کسی امام کے تفصیل میں اور اس خلق کے مناسب اکثر حالتوں کے درست کرنے میں اور اسی کے مطابق ہے۔ اللہ تعالے کا قول یکاد زیتھا یضیئ ولو لم تمسسہ نار۔ یعنی قریب ہے کہ اس کا تیل جل اٹھے گو اسے آگ بھی نہ چھوئے۔ ان لوگوں کو سابق کہتے ہیں۔ اور لوگوں میں ایک طبقہ انبیاء کا ہے۔ وہ اس خلق کے کمالات کو مرتبہ فعلیہ میں لا سکتے ہیں۔ اس کی مناسب حالتوں کو اختیار کرتے ہیں۔ اس خلق کے متعلق جو چیز کم ہو اُس کے حاصل کرنے کی

اور جو موجود ہو اُس کے باقی رکھنے کی کیفیت کو اختیار کرتے ہیں۔ اور بغیر کسی امام اور کسی کی دعوت کے وہ ناقص کو پُورا کرتے ہیں۔ اور بمقتضائے فطرت جیسا جیسا کہ عمل کرتے رہتے ہیں ان کے اس عملدرآمد سے ایسے قانون منتظم طور پر مرتب ہو جاتے ہیں۔ جو لوگوں میں یادگار رہتے ہیں۔ اُن کو لوگ اپنا دستور العمل کر لیتے ہیں۔"

اِس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء وہی ہیں۔ جن کی فطرت میں ہی اللہ تعالیٰ نے کمال رکھدیا ہے۔ اور اس لیئے وہ کسی امام کسی پیشرو کسی ہادی کے محتاج نہیں ہوتے

> امام ابن حزم کا مذہب۔ کہ نبوّت وہی ہے جو بلا اکتساب حاصل ہو اور اس میں درجہ بدرجہ ترقّی نہیں ہوتی (برخلاف اکتساب کے)

امام ابن حزم ملل ونحل میں فرماتے ہیں:۔

فصح ان النبوت فی الامکان وھی بعثة قوم قد خصصھم اللہ تعالی بالفضیلة لا بعلة الا انه شاء ذلک فعلمھم اللہ العلم بدون تعلم ولا تنقل فی مراتبه ولا طلب له ومن ھذا الباب مایراہ احدنا فی الرؤیا فیخرج صحیحا۔ ترجمہ:۔ پس یہ صحیح ہے کہ نبوت امکان میں ہے۔ اور نبوت ایک گروہ کا مبعوث کرنا ہے جن کو اللہ تعالےٰ نے فضیلت کے ساتھ مخصوص کر دیا ہے۔ نہ کسی وجہ سے بلکہ اِس لیئے کہ وہ ایسا چاہتا ہے سو اللہ تعالےٰ اُن کو علم سکھاتا ہے۔ بغیر تعلّم* کے یعنی سیکھنے کے اور بغیر درجہ بدرجہ ترقی کرنے کے اور بغیر اُس کی تلاش کے اور اسی قسم سے وہ رؤیا ہے جو ہم میں سے ایک دیکھتا ہے تو وہ سچ نکل آتا ہے۔

اُس سے ثابت ہوتا ہے کہ نبوّت میں شرط ہے کہ بلا تعلّم سیکھے جس کو بالفاظ دیگر براہ راست حاصل کرنا یا موہبت کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

> امام رازی کا مذہب کہ انبیاء خود کامل ہوتے اور ناقصوں کو کامل کرتے ہیں

امام رازی مطالب عالیہ میں کل انسانوں کو تین قسم پر منقسم کرتے ہیں۔ جن میں سے قسم ثالث میں انبیاء ہیں۔ جن کے متعلق لکھتے ہیں الذین یکونون کاملین فی ھذین المقامین ویقدرون ایضًا علی معالجة الناقصین ویمکنھم السعی فی نقل الناقصین من حضیض النقصان الی اوج الکمال وھؤلاء ھم الانبیاء علیھم السلام۔ یعنی وہ جو ان دونوں مقاموں یعنی معرفت اور اعمال میں کامل ہوتے ہیں۔ اور وہ ناقصوں کے علاج کی بھی طاقت رکھتے ہیں۔ اور ان کو سعی اِس بات پر قادر کرتی ہے۔ کہ ناقصوں کو نقصان کی

* حضرت مسیح موعود کا الہام ہے۔ کل برکة من محمد صلی اللہ علیہ وسلم فتبارک من علم وتعلم۔ گویا آپ نے سکھانے سے سیکھا ہے + الاستفتاء صفحہ ۱۲۱ -

پستی سے کمال کے اوج کی طرف منتقل کردیں اور یہ انبیاء علیہم السلام ہیں +

**امام غزالی کا مذہب کہ نبوت اکتساب سے نہیں محض عطائے الٰہی ہے**

اور ایسا ہی امام غزالی معارج القدس میں نبوت ورسالت کی بحث میں فرماتے ہیں :- بیان ان الرسالۃ خطوۃ مکتبۃ ام اثرۃ ربانیۃ فنقول اعلم ان الرسالۃ اثرۃ علویۃ وحظوۃ ربانیۃ وعطیۃ الٰھیۃ لا یکتسب بجھد ولا ینال بکسب اللّٰہ اعلم حیث یجعل رسالتہ۔ ترجمہ۔ اس بیان میں کہ آیا رسالت کوئی اکتسابی امر ہے یا ربّانی اثر ہے سو ہم کہتے ہیں۔ کہ یہ جان لو کہ رسالت ایک علوی اثر ہے اور ایک ربّانی امر اور ایک الٰہی عطیّہ ہے۔ نہ تو یہ کوشش سے حاصل کیا جا سکتا ہے۔ اور نہ کسب سے پایا جا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اللّٰہ اعلم حیث یجعل رسالتہ

**امام غزالی کا مذہب کہ خدا کا امر مخلوق کو پہنچانے کے لئے نبی واسطہ ہے۔**

ایسا ہی دوسری جگہ اس کتاب میں امام غزالی فرماتے ہیں :- النبی متوسط الامر کما ان الملک متوسط الخلق والامر ..... وکما اوحی فی کل سماء امرھا بواسطۃ ملک کذلک اوحی فی کل زمان امرہ بواسطۃ نبی فذلک ھو التقدیر وھذا ھو التکلیف۔ یعنی۔ نبی اللہ تعالےٰ کا امر پہنچانے میں واسطہ ہوتا ہے۔ جیسے ملک یعنی فرشتہ خلق اور امر میں واسطہ ہوتا ہے ..... اور جس طرح ملک کی وساطت سے ہر آسمان میں اس کے امر کی وحی کی۔ اسی طرح ایک نبی کی وساطت سے ہر زمانہ میں اپنے امر کی وحی کی۔ پس وُہ پہلی وحی تقدیر ہے اور یہ دوسری تکلیف۔

**نبی کے لیئے دو شرائط۔ (۱) تکمیل نفوس انسانی کے لیئے منجانب اللہ ہدایت لائے (۲) اکتساب اور تعلم یا کسی کی پیروی کا اُس میں دخل نہ ہو +**

اس سارے مضمون کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ نبوت کی اصلی غرض ہے کسی ہدایت کا لانا۔ تاکہ تکمیل نفوس انسانی یا تزکیہ نفوس کیا جائے۔ نبی خالق اور مخلوق کے درمیان بطور واسطہ ہوتا ہے اس کا کمال محض موہبت الٰہی سے ہوتا ہے۔ دوسرے سب لوگوں کا کمال نبی کی پیروی سے یعنی اکتسابی ہوتا ہے۔ وہ براہِ راست خدا سے پاتا ہے۔ دوسرے لوگ اُس کے نور سے نور حاصل کرتے ہیں۔ اور جو کچھ پاتے ہیں اُس کی پیروی سے پاتے ہیں۔ نبی کسی کی پیروی سے نہیں پاتے۔ جو پیروی سے پاتے ہیں۔ وہ حقیقت میں نبی نہیں۔ اور ان جملہ نتائج +

قرآن کریم کی شہادت۔ حدیث کی شہادت۔ اقوال ائمہ۔ حضرت مسیح موعود کی تحریریں شاہد ہیں پس نبوت کی اصل غرض و غایت پر غور کرنے سے ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں۔ کہ اصطلاح شرعی میں جس پر قرآن کریم۔ حدیث اور ساری امت اسلامی متفق ہے (اور یاد رہے کہ امت اسلامی سے مراد عوام الناس اور جہلاء نہیں۔ بلکہ ایسا کہنا بڑی جرأت اور بے باکی ہے اور خود مسیح موعود بھی اسی امت اسلامی میں داخل ہیں) نبی حقیقتاً وہی کہلا سکتا ہے جس میں یہ دو شرائط پائی جائیں۔ اول یہ کہ وہ انسانوں کی تکمیل اور ہدایت کے لئے منجانب اللہ کوئی ہدایت لائے۔ دوسرے یہ کہ اس کی اپنی تکمیل اور ہدایت موہبت الٰہی کا نتیجہ ہو۔ نہ اکتساب یعنی کسی کی پیروی کا۔ جس میں یہ دونوں باتیں نہ پائی جاتی ہوں۔ اسپر حقیقتاً نبی کے لفظ کا اطلاق نہیں ہو سکتا۔ ہاں مجاز اور استعارہ کے رنگ میں کسی لفظ کا استعمال ہونا دوسری بات ہے۔ یا محض لغوی وسعت کے لحاظ سے کسی کا کوئی نام پا جانا دیگر شے ہے۔ جس پر بحث آگے ہوگی۔ مگر ان دو نتائج سے کسی طرح گریز نہیں ہو سکتا۔ کہ جو تکمیل انسانی کے لئے ہدایت نہیں لاتا وہ نبی نہیں اور نبی صرف براہ راست بطور موہبت اور بدون اکتساب بدون تعلم محض تعلیم الٰہی سے اور صرف عطائے خداوندی سے کمال پاتا ہے۔ اکتساب و تعلم اور نبوت حقیقی ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے۔ چنانچہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا الرحمن علم القرآن رحمن نے قرآن سکھایا۔ اب رحمن وہ ذات ہے جو بدون استحقاق عطا فرماتی ہے پس نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو قرآن کا سکھانا بطور موہبت ہوا۔ اب اس میں صرف نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم ہی مخصوص رہیں گے۔ دوسرے لوگ بھی آپ کی اتباع کامل سے قرآن کے حقائق اللہ تعالیٰ سے سیکھتے ہیں۔ مگر ان کے لئے شرط ہے کہ وہ پہلے اکتساب کریں اور الذین جاھدوا فینا کے ماتحت عمل کریں تو اللہ تعالیٰ لنھدینھم سبلنا پر ان کی ہدایت فرماتا ہے۔ یہ کہا جاتا ہے۔ کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے توریت کو سبقاً سبقاً پڑھا تھا۔ گو یہ سچ ہو مگر یہ تعلیم بھی محض ظاہری طور پر پڑھنے کا ہی نام ہوگا۔ کیونکہ قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ ویعلمہ الکتب والحکمۃ والتوراۃ والانجیل۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ توریت کی تعلیم بھی محض اللہ تعالےٰ کی طرف سے حضرت مسیح کو دی گئی۔ گویا یہ بھی موہبت کا رنگ تھا۔

# باب دوم

# نبوت ورسالت کی وحی

## اور

## اُس کے امتیازی نشان

**وحی کیا ہے** پہلے باب میں مَیں دکھا چکا ہوں کہ نبی ورسول درحقیقت خالق اور مخلوق کے درمیان ایک واسطہ ہے اور سلسلہ نبوت ورسالت کی اصل غرض تزکیہ نفوس انسانی یا تکمیل نفوس انسانی ہے اس باب میں مَیں یہ دکھانا چاہتا ہوں کہ رسالت ونبوت کی موہبت بھی ایک ایسے ممتاز طریقہ پر ہوتی ہے جس میں نبی اور غیر نبی کے اندر ایک فرق بیّن نظر آجاتا ہے۔ چونکہ نبوت ورسالت کی اصل غرض منجانب اللہ کسی ہدایت کو بندوں تک پہنچانا ہے۔ تو اس کا مطلب بالفاظ دیگر یہ ہوا کہ نبی اور رسول اللہ تعالیٰ سے ایک ہدایت حاصل کرتا ہے اور وہاں سے حاصل کرکے دوسرے انسانوں تک پہنچاتا ہے۔ اب جہاں تک دوسرے تک پہنچانے کا سوال ہے وہ تو ایک سیدھی بات ہے۔ کیونکہ ہر ایک شخص ان ذرائع سے واقف ہے جن سے ایک انسان اپنی بات دوسروں تک پہنچاتا ہے۔ ساری بحث اس امر پر آرہی ہے کہ نبی خود اللہ تعالیٰ سے کس طرح ایک ہدایت کو حاصل کرتا ہے۔ نبی ایک انسان ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات غیب الغیب اور وراء الوراء ہے پھر اس تک کس طرح انسان کی رسائی ہو۔ اور کس طرح بعض ہدایات کو اس سے حاصل کرے۔ اللہ تعالیٰ جس طریق پر اپنے بندوں سے کلام کرتا ہے اس کا نام دنیا کی مقدس تاریخ میں وحی یا الہام رکھا گیا ہے۔ اور یہی لفظ قرآن کریم نے بھی اختیار فرمایا ہے۔ قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی انما الٰھکم الٰہ واحد یعنی کہہ دو کہ میں بھی تمہاری طرح ایک بشر ہوں۔ میری طرف یہ وحی کی جاتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے۔ پس یہاں عام بشریت اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم میں یہ فرق بتایا ہے کہ آپ کو وحی ہوتی ہے۔ گویا وحی ایک چیز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دوسرے انسانوں سے

ممتاز کرنے والی ہے۔ اور اسی وحی کے ذریعہ سے ہی آپ پر منشائے الٰہی کا اظہار کیا گیا۔ جیسے فرمایا ان اتبع الا ما یوحی الی۔ میں تو اسی کی پیروی کرتا ہوں جو میری طرف وحی کی جاتی ہے۔

**وحی کی مختلف اقسام** اب جب ہم قرآن کریم کو غور سے پڑھتے ہیں۔ تو وحی کا لفظ امتیازی نشان معلوم نہیں ہوتا کیونکہ ایک جگہ تو زمین کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ بان ربک اوحی لھا۔ گویا تیرے رب نے اس کو وحی کی تو اس طرح پر ایک بے جان چیز کی طرف بھی خدا کی وحی ہو سکتی ہے۔ دوسری جگہ حیوانات میں سے ایک نہایت چھوٹے سے حیوان کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا واوحی ربک الی النحل یعنی تیرے رب نے شہد کی مکھی کو وحی کی اور آگے یہ بھی بتایا۔ کہ وہ وحی یہ تھی۔ کہ تو اس طرح گھر بنا اور اس طرح اپنے رب کی راہوں پر چل۔ اور پھر آسمان کے متعلق فرمایا واوحیٰ فی کل سماء امرھا۔ یعنی ہر ایک آسمان میں اس کے امر کی وحی کی اور پھر ملائکہ کے متعلق فرمایا اذ یوحی ربک الی الملٰئکۃ انی معکم تیرا رب فرشتوں کو وحی کرتا تھا۔ کہ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ تو یہ چار قسم کی وحی تو غیر انسان کے لیئے ہے۔ مگر خود انسانوں میں غیر نبی کو بھی وحی کا ہونا لکھا ہے اور نبی کو بھی۔ غیر نبی کی وحی کی دو مثالیں بالصراحت قرآن کریم میں موجود ہیں۔ اوّل حضرت موسےٰ کی ماں کی طرف وحی کا کرنا جہاں فرمایا واوحینا الی ام موسیٰ ان ارضعیہ فاذا خفت علیہ فالقیہ فی الیم ولا تخافی ولا تحزنی انا رادوہ الیک وجاعلوہ من المرسلین۔ یعنی ہم نے موسےٰ کی ماں کی طرف وحی کی کہ اس کو دودھ پلا۔ پھر جب اس کے متعلق خوف ہو تو اس کو دریا میں ڈال دے اور نہ خوف کر اور نہ غم کر ہم ضرور اُسے تیری طرف لوٹا دینگے۔ اور اسے مرسلوں میں سے بنائیں گے (القصص ۷)۔ اور ایسا ہی فرمایا اذ اوحیت الی الحواریین ان اٰمنوا بی وبرسولی۔ یعنی جب میں نے حواریوں کی طرف وحی کی کہ مجھ پر اور میرے رسول پر ایمان لاؤ۔ یہاں دونوں جگہ انسانوں کیطرف وحی کا ذکر ہے۔ اور باوجود وحی پانے کے بلکہ یقینی اور قطعی وحی پانے کے وہ نبی نہ تھے۔ نہ ہی حضرت موسےٰ کی ماں نبی تھیں اور نہ ہی حواری نبی تھے۔ اور اگر وحی کے لفظ کو چھوڑ دیں تو ذوالقرنین مریم۔ لقمان کے ساتھ بھی کلام کا ذکر ہے۔ پس اگر زمین کی وحی کو زبان حال سے اور آسمان کی وحی کو تقدیر سے اور شہد کی مکھی کی وحی کو فطرت سے بھی تعبیر کر لیا جائے تاہم انسانوں میں نبیوں اور غیر نبیوں دونوں کی وحی موجود ہے پس یہ کسی طرح قابل تسلیم نہیں۔ کہ محض وحی سے انسان نبی بن جاتا ہے۔ ایک شخص کو قطعی اور یقینی وحی بھی ہوتی ہے اور اس پر اس کو

عمل کرنے کا حکم بھی ہوتا ہے۔ اور وُہ عمل کر بھی لیتا ہے۔ مگر تاہم وہ نبی نہیں کہلاتا۔

**اللہ تعالیٰ انسان کیساتھ کیس کس طرح کلام کرتا ہے**

پس یہ دیکھنا ضروری ہُوا۔ کہ آیا نبی اور غیر نبی کی وحی میں قرآن کریم نے کوئی امتیاز بتایا ہے۔ اس کے لیئے پہلے اس آیت پر غور کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے جس میں اللہ تعالےٰ نے یہ بتایا ہے کہ وہ اپنے بندوں سے کلام کرنا چاہے تو کس کس طریق پر اس کا کلام ہوتا ہے۔ وہاں ایک حصر بھی کر دیا ہے۔ کہ تین طرح پر ہی اللہ تعالےٰ اپنے حقیقی منشاء سے اپنے بندوں کو آگاہ کرتا یا اُن سے کلام فرماتا ہے۔ چنانچہ فرمایا ماکان لبشر ان یکلمہ اللہ الا وحیا او من وراء حجاب او یرسل رسولا فیوحی باذنہ مایشاء۔ یعنی کسی بشر کے لیئے یہ نہیں ہو سکتا۔ کہ اللہ اُس سے کلام کرے۔ سوائے اس کے کہ وحی یعنی اشارہ کے طور پر یا پردہ کے پیچھے سے یا اپنے رسُول کو بھیجے۔ پس اپنے حکم سے جو چاہے وحی کرے۔ مفسرین اور علماء نے ان تین قسموں کی مختلف توجیہات کی ہیں۔ چونکہ ہماری خاص غرض صرف قسم سوئم کی وحی ہے۔ اس لیئے باقی دو پر بحث کو طول دینے کی ضرورت نہیں۔ چونکہ وحی کا لفظ اصل میں اشارہ سریعہ کے لیئے آتا ہے اس لیئے الا وحیًا میں جو لفظ وحی آیا ہے وہاں مراد رؤیا ہے۔ کیونکہ رؤیا بھی تعبیر طلب ہوتا ہے اور اس میں کلام اشارہ کے طور پر ہوتا ہے۔ کشف بھی رؤیا کی ایک لطیف صُورت ہے۔ کہ اُس میں حواس اس طرح پر معطّل نہیں ہوتے۔ جیسے نیند کی حالت میں۔ ایسا ہی وحی خفی یا وحی غیر متلو بھی اُس کے اندر شامل ہو سکتی ہے۔ کیونکہ وحی خفی میں کلام صراحت سے نہیں۔ بلکہ اشارہ کے طور پر یا دل میں ایک امر ڈال کر ہوتا ہے۔ جیسے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلّم نے بھی فرمایا ان روح القدس نفث فی روعی۔ دوسری صورت کلام کی من وراء حجاب فرمائی۔ اس میں ایک تو مکاشفہ کی صورت بھی داخل ہو سکتی ہے۔ یا وہ صُورت جس میں تمثل کے طور پر کوئی چیز سامنے آجائے یا لکھا ہُوا کاغذ یا آواز ہو یا زبان پر لفظ جاری ہو جاویں مگر ان تمام صورتوں میں ملک یعنی جبرئیل کسی معیّن صورت میں کسی وحی کو لے کر نہیں آتا۔ بلکہ اُسکا ذکر تیسری قسم میں ہے۔ جہاں فرمایا او یرسل رسولا فیوحی باذنہ مایشاء یہ وہ صورت ہے جس میں اللہ تعالیٰ اپنے خاص رسول یعنی حضرت جبرئیل علیہ السّلام کو اپنا کلام دیکر بھیجتا ہے کہ تا وہ اُس کو اس کے رسول پر پڑھے۔ یہ نبی کی وہ وحی متلو ہے۔ جو جبرئیل حفاظت ملائکہ میں لے کر رسول پر نازل ہوتا ہے اور یہی وحی اعلےٰ قسم کی یا وحی اکبر ہے۔ جو تمام قسم کی وحیوں

کی غلطی کو دور کر سکتی ہے۔ کیونکہ اُس کی حفاظت کا سامان اللہ تعالےٰ نے خاص طور پر فرمایا ہے چنانچہ راغب نے اس کی تشریح میں لکھا ہے وتبلیغ جبریل فی صورۃ معینۃ دل علیہ قولہ او یرسل رسولا فیوحی یعنی جبرئیل کا ایک معین صورت میں پیغام لے کر آنا اسپر دلالت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا قول او یرسل رسولا فیوحی (یا وہ بھیجتا ہے رسول کو سو وہ وحی کرتا ہے) اور یہ بھی اسی کی تشریح میں لکھا ہے۔ وذلک اما برسول مشاھد تری ذاتہ ویسمع کلامہ کتبلیغ جبریل علیہ السلام للنبی فی صورۃ معینۃ۔ یعنی وحی کی ایک طرز یہ ہے کہ وہ رسول کے ذریعہ سے ہو۔ جو حاضر کیا گیا ہے اُسکی ذات دیکھی جائے اور اُس کا کلام سنا جائے۔ جیسے پیغام پہنچانا جبریل علیہ السلام کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو صورت معینہ میں۔

**وحی قرآنی جبرئیلی نزول سے ہوئی**

اس امر پر کہ سارا قرآن شریف جبرئیل کی معرفت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا۔ احادیث صحیحہ متواترہ کی شہادت پیش کرنے سے پہلے میں قرآن کریم کو پیش کرتا ہوں۔ فرمایا قل من کان عدوا لجبریل فانہ نزلہ علےٰ قلبک باذن اللہ۔ کہو جو شخص جبریل کا دشمن ہے سو یقیناً اُسی نے اُتارا اس کو تیرے دل پر اللہ کے اذن سے یعنی جبرئیل نے قرآن کو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے دل پر اُتارا۔ اسی کے ہم معنی وہ الفاظ ہیں جہاں فرمایا نزل بہ الروح الامین علےٰ قلبک۔ یعنی رُوح امین اُس کو یعنی قرآن کے ساتھ تیرے دل پر نازل ہوا۔ یہاں رُوح امین سے مراد حضرت جبرئیل علیہ السلام ہیں۔ اور سورہ تکویر میں فرمایا انہ لقول رسول کریم ذی قوۃ عند ذی العرش مکین مطاع ثمّ امین۔ یعنی یہ قرآن اُس رسول کریم کا قول ہے جو ذوالعرش کے نزدیک مرتبہ والا مطاع اور امین ہے۔ یہاں بھی رسول کریم سے جبرئیل علیہ السلام ہی مراد ہیں۔ جیسا کہ تفاسیر میں بالاتفاق تسلیم کیا گیا ہے۔ یہاں رسول کا لفظ اختیار کر کے وحی کی اُس تیسری طرز کی طرف اشارہ کیا ہے۔ جہاں فرمایا فیرسل رسولا۔ پس یہ تینوں مقام اس امر پر قطعی شاہد ہیں۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر قرآن کریم جبرئیل نے اُتارا۔ اور سارا قرآن کریم اس ایک ہی رنگ میں یعنی جبرئیل کے ذریعہ یا اس تیسری طرز وحی پر (او یرسل رسولا فیوحی باذنہ مایشاء) نازل ہوا۔ گویا قرآن کریم میں جس قدر وحی نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ وہ یرسل رسولا کے ماتحت کل کی کل

حضرت جبرئیل امین کے ذریعہ نازل ہوئی ہے ۔ دوسری دو اقسام میں سے نہیں ہے یا بالفاظ دیگر چونکہ یہ امر مسلّم ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم کو بعثت سے پہلے رویائے صادقہ بھی آتے تھے اور بھی الہامی آوازیں آپ کے کان میں پہنچتی تھیں ۔ جیساکہ احادیث سے دکھایا جائیگا ۔ اور پھر آپ کو وحی خفی بھی دی گئی تھی ۔ جیسے کہ ما ینطق عن الھوی کے ماتحت آپ کے سارے فرمان وحی الہٰی سے ہی تھے ۔ مگر قرآن کریم کی وحی ایک خاص طرز کی وحی ہے جو یرسل رسولا کے ماتحت بذریعہ حضرت جبرئیل امین نازل ہوئی ۔ اور قرآن کا ایک ایک حرف اسی طرز پر نازل ہوا ۔ اور کوئی دوسری قسم کی وحی اس کتاب یعنی قرآن کریم کے اندر نہیں ہے ۔ اور یہی وجہ تھی ۔ جیساکہ آگے دکھایا جائے گا ۔ کہ حضرت جبرئیل صرف وحی قرآنی کا دور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ ہر رمضان میں فرمایا کرتے تھے ۔

**سب انبیاء پر حضرت جبرئیل ہی وحی لاتے تھے**

اب دوسرا سوال یہاں یہ پیدا ہوتا ہے ۔ کہ آیا نزول جبرئیل کی خصوصیت صرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم سے ہی تھی یا دیگر انبیاء کی وحی بھی اسی رنگ کی تھی ۔ گو قوّت اور کمال میں فرق ہو ۔ اب گو یہ امر اُمّت میں مسلّم ہے ۔ کہ حضرت جبرئیل ہی سب انبیاء پر وحیٔ نبوّت لے کر نازل ہوتے رہے ۔ اور سوائے ان لوگوں کے جنھوں نے وحی کو محض انسان کے دل کے خیالات کا جو ایک ربودگی کی حالت میں پیدا ہوئے اثر قرار دیا ہے ۔ کل اُمّت اس پر متفق ہے ۔ جیساکہ امام رازی انہ لقول رسول کریم کی تفسیر میں حضرت جبرئیل کے متعلق فرماتے ہیں انہ رسول ولا شک انہ رسول اللہ الی الانبیاء فھو رسول وجمیع الانبیاء امتہ ۔ وہ یعنی جبرئیل رسول ہیں ۔ اور اسمیں شک نہیں ۔ کہ وہ انبیاء کی طرف رسول ہے ۔ پس وہ رسول ہے اور سارے نبی اُسکی اُمّت ہیں ۔ تاہم خود قرآن کریم بھی اس پر شاہد ہے ۔ اس طرح پر کہ جیساکہ میں دکھا چکا ہوں ۔ قرآنی وحی ساری کی ساری حضرت جبرئیل کے ذریعہ سے نازل ہوئی ۔ اور جو کچھ جبرئیل کے ذریعہ نازل ہوا وہ سب قرآن کریم میں ہے ۔ اب دوسری طرف اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ۔ انا اوحینا الیک کما اوحینا الی نوح والنبین من بعدہ واوحینا الی ابراھیم واسمٰعیل واسحٰق ویعقوب والاسباط وعیسیٰ وایوب ویونس وھٰرون وسلیمٰن واٰتینا داوٗد زبورا ورسلا قد قصصنٰھم علیک من قبل و رسلا لم نقصصھم علیک وکلم اللہ موسیٰ تکلیما رسلا مبشرین ومنذرین

لئلا یکون للناس علی اللہ حجۃ بعد الرسل۔ ترجمہ:۔ بے شک ہم نے تیری طرف وحی کی۔ اُسی طرح جس طرح وحی کی نوح کی طرف اور اس کے بعد نبیوں کی طرف اور ہم نے وحی کی ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب اور یعقوب کی اولاد اور عیسےٰ اور ایوب اور یونس اور ہارون اور سلیمان کی طرف اور داؤد کو ہم نے زبور دی۔ اور رسول جن کا ہم پہلے تم پر ذکر کر چکے ہیں۔ اور رسول جن کا ذکر تجھ پر نہیں کیا۔ اور موسےٰ سے اللہ نے کلام کیا کلام کرنا۔ رسول خوشخبری دیتے ہوئے اور ڈراتے ہوئے تاکہ رسولوں کے بعد لوگوں کے لیئے اللہ پر کوئی حجت نہ رہے (النساء۔ ۱۶۳ و ۱۶۴) اب اس آیت سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وحی کو اس رنگ کی اور اسی طرز کی وحی قرار دیا ہے۔ جیسے حضرت نوح علیہ السلام اور دیگر انبیاء کی وحی کو جو نوح کے بعد آئے چونکہ قرآن کریم میں غیر نبیوں کی وحی کا بھی ذکر تھا۔ جیسا کہ فرمایا و اوحینا الی ام موسےٰ۔ یا۔ و اذ اوحیت الی الحواریین یعنی موسےٰ کی ماں کو بھی ہم نے وحی کی تھی۔ اور حواریوں کو بھی وحی کی تھی تو پس خالی وحی کا لفظ نبی اور غیر نبی میں کوئی فرق نہ کر سکتا تھا۔ مگر یہاں پر یہ تخصیص فرما کر کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وحی اس قسم کی ہے۔ جیسے نوح علیہ السلام اور دیگر انبیاء کی وحی جو اُن کے بعد ہوئے۔ اور پھر ان بعد والوں میں کسی غیر نبی کا نام بھی نہیں لیا۔ البتہ نبیوں میں جو لوگوں نے تشریعی اور غیر تشریعی کی تقسیم کی ہے۔ اِس تقسیم کو یہاں بھی تسلیم نہیں کیا۔ کیونکہ جب انبیاء کی وحی کو ایک قسم کا فرمایا۔ جیسے وحی حضرت نوح کی ہے ویسے ہی حضرت ابراہیم کی ویسے ہی حضرت موسےٰ کی ویسے ہی داؤد اور عیسےٰ کی۔ ویسے ہی ہارون اور سلیمان کی اور یونس کی صلوات اللہ وسلام علیہم اجمعین۔ ہاں یہ فرمادیا کہ سب رسولوں کا ذکر بھی ہم نے نہیں کیا۔ بعض کا ذکر کر دیا ہے بعض کا نہیں کیا۔ پس اِس طرح پر یہ بتایا۔ کہ سب نبیوں کی وحی ایک قسم کی تھی۔ اور چونکہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی کے متعلق قرآن کریم میں تخصیص فرمادی کہ وہ وُہ وحی ہے جو بذریعہ ملک رسول جبرئیل علیہ السلام اتاری گئی۔ پس معلوم ہوا۔ کہ نبی اور غیر نبی کی وحی میں یہ فرق ہے۔ کہ غیر نبی پر وحی جبرئیل علیہ السلام لے کر نہیں آتے۔ اور نبی کی وُہ وحی متلو جو اُسکی کتاب کہلاتی ہے۔ جو بطور اصل کے لوگوں کی ہدائیت کے لیئے اس پر نازل ہوتی ہے وہ صرف وہی وحی ہوتی ہے۔ جو بذریعہ جبرئیل علیہ السلام اس پر اتاری جاتی ہے پس یہی

ایک حدفاصل ہے جو نبی اور غیر نبی کی وحی میں امتیاز قائم کرتی ہے ٭

**نبی کریم کی وحی اسی رنگ کی ہے۔ جیسے دوسرے انبیاء کی**

امام بخاری علیہ السلام نے اسی نکتہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے جب یہ باب اپنی کتاب کے ابتداء میں باندھا۔ کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم کی طرف وحی کس طرح شروع ہوئی۔ تو معًا ساتھ ہی قرآن کریم کی جس آیت کو بطور شہادت لائے۔ کہ وہ وحی کس قسم کی تھی۔ وہ یہی آیت قرآنی ہے۔ جیسا کہ فرماتے ہیں وقول اللہ عزّ وجلّ۔ انا اوحینا الیک کما اوحینا الی نوح والنبیین من بعدہ۔ یعنی تمہاری طرف ہم نے اسی طرح وحی کی جس طرح نوح اور اس کے بعد نبیوں کی طرف وحی کی تھی۔ امام بخاری نے باب کے عنوان میں اس آیت کو ساتھ رکھ کر یہ بتا دیا ہے۔ کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلّم کی وہ خاص وحی جس کا وہ ذکر کرنا چاہتے ہیں یعنی قرآن کریم کی وحی وہ اسی رنگ کی وحی ہے جیسے سب انبیاء کو ہوتی رہی۔ اور اس طرح پر آپ نے گویا اپنی کتاب کی ابتداء میں ہی نبی اور غیر نبی کی وحی میں ایک حدفاصل مقرر کر دی ہے۔ اور انبیاء کی وحی کو ایک قسم قرار دیا ہے ٭

**آنحضرت کی وحی قبل از بعثت**

احادیث اگرچہ اس بارے میں بہت ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآنی وحی کو حضرت جبرئیل ہی لے کر نازل ہوتے تھے لیکن ہم صرف صحیح بخاری اور مسلم کی چند احادیث پر اکتفا کرتے ہیں۔ سب سے پہلے قابل ذکر اور جو درحقیقت وحی نبوّت کا فیصلہ کرتی ہے۔ حضرت عائشہ والی وہ طویل حدیث ہے۔ جو متفق علیہ ہے۔ اور جو اس طرح پر شروع ہوتی ہے۔ اوّل ما بدیٔ بہ رسول اللہ صلّے اللہ علیہ وسلّم من الوحی الرؤیا الصالحۃ فی النّوم فکان لایریٰ رؤیا الاجاءت مثل فلق الصبح۔ یعنی سب سے پہلے جو وحی کی قسم سے رسول اللہ صلّے اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ ابتداء کی گئی وہ رویائے صالحہ تھیں۔ جو آپ حالت خواب میں دیکھتے تھے۔ پس آپ کوئی رؤیا نہ دیکھتے تھے۔ مگر اُسکی صداقت اس طرح پر روشن ہوتی تھی۔ جیسے صبح کی روشنی نمودار ہوتی ہے۔ یہاں ان سچی خوابوں کو بھی حضرت عائشہ صدّیقہ نے وحی ہی کہا ہے۔ جو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلّم قبل از بعثت دیکھتے تھے لیکن گو یہ وحی تھی۔ مگر وہ وحیٔ نبوّت نہ تھی جو دُنیا کے لیئے ہدایت

لاتی ہے۔ اس لیئے باوجود اس وحی کے آپ ابھی مقام نبوت پر کھڑے نہ ہوئے تھے۔ نہ یہ وحی قرآن کریم کا حصہ ہے۔ جس سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ساری وحی بھی ایک قسم کی نہ تھی۔ اور جس وحی کا نام کتاب اور ہدائیت ہے وہ خاص وحی تھی اور خاص طرز پہ آتی تھی۔ ورنہ کیا وجہ ہے۔ کہ آپ نے باوجود یہ وحی رویائے صادقہ کی صورت میں پانے کے جو معلوم ہوتا ہے۔ کہ ایک لمبے عرصہ تک جاری رہی نہ اپنے آپ کو مقام نبوت پر کھڑا ہوا سمجھا۔ نہ مامور سمجھا نہ اس وحی کے کسی حصہ نے قرآن کریم میں دخل پایا۔ ایسا ہی ایک حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ اس کے بعد اور قبل از بعثت آپ حالت بیداری میں روشنی دیکھتے تھے۔ اور آواز سنتے تھے۔ اور پتھر آپ پر سلام کرتے تھے۔ ظاہر ہے کہ یہ بھی مکاشفات اور الہامات تھے۔ مگر ان الہامات نے بھی نہ قرآن میں دخل پایا نہ اُن کی بنا پر آپ اپنے آپ کو نبی اور مامور سمجھتے تھے۔

**وحی نبوت کا انقلاب عظیم** پھر اس کے بعد حضرت عائشہ حدیث مذکور میں فرماتی ہیں کہ پھر آپ خلوت کو بہت پسند کرنے لگے۔ اور غار حرا میں عبادت الٰہی کے لیئے جاتے اور کئی کئی رات وہاں رہتے۔ پھر گھر واپس آتے۔ پھر کچھ دنوں کا سامان خوراک وغیرہ ساتھ لے کر وہیں تشریف لے جاتے۔ اور آپ اس طرح پر کرتے رہے۔ حتی جاءہ الحق وھو فی غار حراء فجاءہ الملک فقال اقرأ۔ یہاں تک کہ آپ پر وحی آ پہنچی اور اس وقت آپ غار حرا میں تھے۔ پس فرشتہ آپ کے پاس آیا اور کہا پڑھ۔ یہاں اس وحی نبوت کو دوسری سے ممتاز کرنے کے لیئے الحق کے نام سے ممتاز کیا۔ اور یہ وہ وحی ہے جو جبرئیل لاتے ہیں۔ جیسا کہ ان الفاظ سے ظاہر ہے کہ فرشتہ آیا۔ یہی اقرأ والی وحی ہے جو بالاتفاق سب سے پہلی وحی ہے۔ صرف ایک حدیث میں ہے۔ کہ یاایھا المدثر پہلی وحی ہے۔ مگر وہاں معلوم ہوتا ہے۔ کہ کسی راوی کو غلطی لگی ہے۔ کیونکہ یاایھا المدثر فترۃ الوحی کے بعد کی پہلی وحی ہے۔ اور ویسے پہلی وحی بالاتفاق اقرء باسم ربک الذی خلق ہی ہے۔ اور یہی وہ وحی ہے جو حضرت جبرئیل سب سے پہلے لائے ہیں۔ اسی کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ایک انقلاب عظیم پیدا ہوتا ہے۔ حالانکہ اس سے پہلے آپکو رویا بھی آتے تھے الہام بھی ہوتے تھے۔ مگر اس وحی کے آنے پر آپ کی طبیعت پر ایک

عظیم الشان بوجھ آپڑا۔ یہاں تک کہ اسی بوجھ کا خیال کر کے آپ نے فرمایا لقد خشیت علی نفسی مجھے تو اپنی جان کا بھی خوف ہؤا۔ یہ خوف اس منصب جلیل پر کھڑا کیا جانے کی وجہ سے تھا۔ جس کے اُٹھانے کے لیئے ایک اکیلا انسان ضروری تھا۔ کہ متفکر ہوتا کہ شاید میں اِس بوجھ کو اُٹھا نہ سکوں۔ اور جان پر بن جائے۔ یا مخالفت کا خطرہ ہؤا جس کا نتیجہ جان کا جانا ہو۔ بہرحال آپ کو اس وحی میں نہ تو یہ کہا گیا کہ آپ نبی ہیں۔ نہ یہ کہا گیا کہ لوگوں کو تم دعوت دو۔ نہ یہ کہا گیا کہ آپ پر شریعت نازل ہوگی۔ نہ یہ کہا گیا کہ آپ دنیا جہان کیطرف مبعوث کیئے جاتے ہیں۔ نہ کہا گیا کہ آپ لوگوں کی اصلاح کے لیئے مامور ہیں۔ نہ کثرت وحی ہوئی۔ نہ عظیم الشان اور اہم امور ہیں جو قوموں سے تعلق رکھتے ہوں کوئی تبشیر و انذار ہؤا۔ مگر یہ کوئی اس قسم کی باتیں اور ممتاز روشنی تھی۔ کوئی ایسی طاقتور آواز تھی۔ کوئی ایسا اثر اس کے اندر تھا کچھ ایسے علوم کا دروازہ اُس نے کھول دیا۔ ایسے انکشافات کر دیئے کہ آپ صرف ان پانچ آیات سے یہ سب باتیں سمجھ گئے اقرا باسم ربك الذی خلق۔ خلق الانسان من علق۔ اقرا و ربك الاکرم الذی علم بالقلم۔ علم الانسان مالم یعلم۔ پڑھ اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا انسان کو ایک لوتھڑے سے پیدا کیا۔ پڑھ اور تیرا رب بڑا صاحب کرم ہے۔ وہ جس نے قلم سے سکھایا انسان کو وہ کچھ سکھایا جو وہ نہیں جانتا تھا۔ انہی آیات سے آپ پر سب کچھ منکشف ہوگیا۔ آپ کو یہ بھی علم ہوگیا۔ کہ آپ اصلاح خلق کے لیئے مبعوث ہوئے ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوگیا۔ کہ آپ کل دُنیا کی طرف بھیجے گئے ہیں۔ یہی وجہ تھی کہ آپ نے خشیت علی نفسی فرمایا یعنی یہ اس قدر بوجھ تھا۔ کہ آپ کو اپنی جان پر خوف ہؤا۔ اور یہ کچھ تعجب نہیں۔ نبوت کا بار کوئی چھوٹی سی چیز نہیں۔ حضرت موسےٰ کو جب یہ منصب ملا تو عرض کیا واجعل لی وزیرا من اھلی۔ کوئی بوجھ اُٹھانے والا میرے ساتھ کیجیئے۔ حالانکہ حضرت موسےٰ کی نبوت کا دایرہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مقابل کس قدر محدود۔ موسوی شریعت اس شریعت کے مقابل کس قدر ہلکی۔ کیونکہ وقتی اور قومی ضروریات پر محدود تھی۔ پھر بعد میں بھی نبی تکمیل کے لیئے آنے والے تھے۔ مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات پر اکیلے ہی یہ سارا بوجھ ڈالا گیا۔ آپ پر یہ سب کچھ کھل گیا۔ کہ آپ نبوت کی آخری اینٹ ہیں اور نبوت کی عمارت کی تکمیل کے لیئے آئے ہیں۔ اسود و احمر آپ کی قوم ہے۔ چنانچہ بخاری میں ایک حدیث کتاب التفسیر میں آئی ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں

قلت یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا فقلتم کذبت وقال ابو بکر صدقت۔
میں نے کہا اے لوگو میں تم کل کے کل کی طرف رسول ہوں۔ مگر تم نے کہا تو جھوٹ کہتا ہے۔ اور ابو بکر نے کہا تو سچا ہے۔ اب ظاہر ہے کہ یہ حدیث حضرت ابو بکر کے اوّل مومن ہونے کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ اور چونکہ حضرت ابو بکر نے پیغام نبوی سُن کر ایک لحہ کے لیئے بھی شک نہیں کیا اس لیئے یہ واقعہ اوائل ایّام نبوت کا ہے۔ اس وقت بھی رسول اللہ صلّے اللہ علیہ وسلم کو علم تھا کہ آپ سب کی طرف مبعوث ہوئے ہیں۔

**مقام نبوت پر کھڑا ہونے کے لیئے جبرئیل کا وحی لانا ضروری ہے**

پھر اُسی حضرت عائشہ والی حدیث میں آگے چل کر ہے کہ حضرت خدیجہ نبی کریم صلّے اللہ علیہ وسلم کو ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں تو یہ باتیں سن کر ورقہ نے کہا ھذا الناموس الذی انزل اللہ علی موسیٰ یا لیتنی فیھا جذعًا یا لیتنی اکون حیا اذ یخرجک قومک فقال رسول اللہ صلّے اللہ علیہ وسلّم او مخرجی ھم قال نعم لم یات رجل قط بمثل ماجئت بہ الا عودی وان یدرکنی یومک انصرک نصرا مؤزرا۔
ورقہ نے کہا یہ وہ صاحب سر ملک ہے (یعنی جبرئیل) جو اللہ تعالےٰ نے موسیٰ پر اُتارا اے کاش میں اس وقت جوان ہوتا۔ کاش میں اس وقت تک زندہ رہوں جب تیری قوم تجھ کو نکال دے گی۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہا کیا وُہ مجھے نکال دینگے اُسنے کہا ہاں۔ کبھی کوئی شخص اس کی مثل لے کر نہیں آیا جو آپ لائے ہیں۔ مگر اس کے ساتھ ضرور عداوت کی گئی ہے۔ اور اگر میں اُس دن تک جیتا رہا تو تمہاری پوری مدد کرونگا پس اس جبرئیلی پیغام سے جس میں نبوت کے منصب کا کوئی ذکر نہ تھا۔ نہ صرف نبی کریم صلّے اللہ علیہ وسلم ہی سمجھ گئے۔ کہ آپ کو کس منصب پر کھڑا کیا جاتا ہے۔ بلکہ ایک اہل کتاب میں سے بھی اس کو سمجھ گیا۔ کہ آپ پر وہی جبرئیل فرشتہ نازل ہوُا ہے جو حضرت موسیٰ پر ہوُا تھا۔ ورقہ کا خاص طور پر حضرت موسےٰ علیہ السّلام کا نام لینا۔ حالانکہ وُہ عیسائی تھا بتاتا ہے کہ یہودیوں اور عیسائیوں کو یکساں مثیل موسےٰ کے آنے کا انتظار تھا۔ اور ورقہ نے اس بات کو بھی سمجھ لیا۔ کہ چونکہ آپ مقام نبوت پر کھڑے کیئے گئے ہیں۔ اور نبیوں کے ساتھ یہی سنّت اللہ ہے۔ کہ اُن کی ابتداء میں اس قدر مخالفت ہو۔ کہ اُن کو دُکھ دیا جائے۔ اور گھروں سے نکالا جائے۔ اور سخت ایذائیں پہنچائی جائیں۔ اس لیئے آپ کے

ساتھ بھی ایسا ہی سلوک ہوگا۔ غرض گو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو وحی پہلے بھی ہوتی تھی۔ مگر ایک ہی جبرئیلی پیغام نے اس بات کا فیصلہ کر دیا کہ آپ اصلاح خلق کے لیئے کھڑے کیئے جاتے ہیں۔ اور مقام نبوت پر آپ کو مامور کیا جاتا ہے۔ پس ہم اس حدیث سے بھی اس قطعی اور یقینی نتیجہ پر پہنچتے ہیں۔ کہ نبوت کے مقام پر کھڑے ہونے کیلئے جبرئیل کا وحی لانا ضروری ہے۔ اور جس پر جبرئیل اللہ کی وحی کو لائے گا۔ وہ مقام نبوت پر اسی دن سے کھڑا ہو جائے گا جس دن جبرئیل اس پر وحی لایا۔ اور جبرئیل کا وحی لانا ایک ایسا خاص اور ممتاز امر ہے کہ نبی سب سے بڑھ کر اس بات کو محسوس کرتا ہے۔ اور وہ اس کی زندگی میں ایک عظیم الشان انقلاب کا دن ہوتا ہے۔ کیونکہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم باوجودیکہ وحی پہلے بھی پاتے تھے۔ مگر ایک ہی جبرئیلی وحی نے آپ کی زندگی کا سارا نقشہ ہی پلٹ دیا۔

پھر ایک اور حدیث جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ جبرئیل ہی آپ پر قرآنی وحی لاتے تھے۔ اور کہ قرآنی وحی کے سوائے وحی کے رنگ میں جبرئیل اور کچھ نہیں لائے۔ ذیل کی حدیث ہے جو صحیح بخاری میں ہے عن ابن عباس رضی اللہ عنہما۔ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجود الناس وکان اجود ما یکون فی رمضان حین یلقاہ جبرئیل وکان یلقاہ فی کل لیلۃ من رمضان فیدارسہ القرآن۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سب لوگوں سے بڑھ کر سخی تھے۔ اور رمضان میں جب جبرئیل آپ سے ملتے۔ آپ بہت ہی سخی ہو جاتے تھے۔ اور جبرئیل رمضان کی ہر رات میں آپ سے ملتے تھے۔ اور قرآن کا دور آپ کے ساتھ کیا کرتے تھے ؛

**انبیاء کی وحی میں جبرئیل کا خاص نزول**

اس مقام پر میں اس بحث میں نہیں پڑنا چاہتا۔ کہ نزول جبرئیلی کی جب جبرئیل آپ پر وحی لے کر آتے تھے۔ کیا کیفیت تھی۔ اور آیا آپ کے رویا اور وحی خفی وغیرہ کس قسم کی جبرئیلی تاثیرات سے تھے۔ اور غیر نبی جو وحی منجانب اللہ پاتے ہیں وہ کس قسم کی جبرئیلی تاثیرات کا نتیجہ ہوتی ہے۔ یہ ایک علیحدہ بحث ہے۔ مگر اس میں کسی کو شبہہ نہیں۔ اور ساری اُمت کا اس پر اتفاق ہے۔ اور قرآن اور حدیث بھی اس کے مؤید ہیں۔ کہ انبیاء علیہم السلام پر جبرئیل کا وحی لانا۔ جو وحی نبوت کہلاتی ہے۔ وہ ایک خاص نزول ہے۔ جس میں کوئی غیر نبی شریک نہیں ہو سکتا۔ اور وہ

وحی جب نبی پر نازل ہوتی ہے۔ تو وہ اپنے آپ کو اس وحی کے ذریعہ ایک خاص منصب پر مامور سمجھتا ہے۔ اور یہ وحی اس کی زندگی میں ایک انقلاب پیدا کردیتی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ ہر ایک وحی جبرئیلی تاثیرات سے ہی ہوتی ہے۔ کیونکہ وحی وکلام الٰہی یا دُنیا کی رُوحانی زندگی کا تعلق حضرت جبرئیل سے ہی سمجھا گیا ہے۔ مگر ان جبرئیلی تاثیرات اور وحی نبوت کے ساتھ نزول جبرئیل میں ایک بیّن امتیاز ہے۔ اور وہ بیّن امتیاز سب سے بڑھ کر ہم کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں نظر آتا ہے۔ کہ آپ کو پہلے بھی رویائے صالحہ کی صورت میں وحی الٰہی پاتے تھے۔ اور بعض الہامات کا ہونا بھی پایا جاتا ہے۔ مگر جبرئیل کے ایک ہی نزول نے ایک نیا عالم آپ کے سامنے کھول دیا۔ وہ جبرئیلی نزول کیا تھا۔ گویا دُنیا کی اصلاح کا ایک نقشہ مجمل رنگ میں آپ کے سامنے رکھ دیا گیا جسکی تفصیلاً سے آئندہ تدریجاً آپ کو واقف کیا جاتا تھا۔ کیونکہ ہدایت اور شریعت کا نزول تدریجاً ہی ہونا ضروری تھا۔ اس جبرئیلی نزول نے آپ کو یہ بتادیا۔ کہ آپ دنیا کی ہدایت کے لیئے مامور ہوئے ہیں۔ مگر چونکہ اس نزول کی اصل کیفیت بھی آپ کے قلب مبارک کو ہی معلوم ہوگی۔ اس لیئے ہم اس نزول کے متعلق صرف ظاہری نشانات سے ہی اس قدر بتا سکتے ہیں کہ وہ ایک خاص قسم کا نزُول تھا۔ جس کو مجدّد الوقت حضرت مسیح موعود نے بھی لکھا ہے۔ چنانچہ ان لوگوں کے خیالات کی تردید فرماتے ہوئے جو یہ خیال کرتے تھے کہ جبرئیل کا حضرت عیسےٰ علیہ السّلام کے ساتھ ایک خاص معاملہ تھا۔ کہ آپ کے ساتھ تو جبرئیل بچپن سے لے کر آخر وقت تک رہا۔ آپ آئینہ کمالات اسلام میں تحریر فرماتے ہیں:-

" ان مولویوں کا تو یہ اعتقاد تھا۔ کہ جبرئیل وحی لے کر آسمان سے نبیوں پر وقتاً فوقتاً نازل ہوتا تھا۔ اور تبلیغ وحی کرکے پھر بلاتوقف آسمان پر چلا جاتا تھا۔ اب مخالف اس عقیدہ کے حضرت عیسےٰ کی نسبت ایک نیا عقیدہ تراشا گیا اور وہ یہ کہ حضرت عیسےٰ کی وحی کیلئے جبرئیل آسمان پر نہیں جاتا تھا۔ بلکہ وحی خود بخود آسمان سے گر پڑتی تھی۔ اور جبرئیل ایک طرفۃ العین کے لیئے بھی حضرت عیسےٰ سے جدا نہیں ہوتا تھا۔ اسی دن آسمان کا مونھ جبرئیل نے بھی دیکھا۔ جب حضرت عیسےٰ آسمان پر تشریف لے گئے ورنہ پہلے اس سے تینتیس ۳۳ برس تک برابر دن رات زمین پر رہے۔ اور ایک دم کے لیئے بھی حضرت عیسےٰ سے جدا نہیں ہوئے ...... اور تینتیس برس تک جو حضرت عیسےٰ کو وحی پہنچاتے رہے۔ اس کی طرز بھی سب انبیاء

سے نازل کی ۔ کیونکہ بخاری نے اپنی صحیح میں اور ایسا ہی ابوداؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے اور ایسا ہی مسلم نے بھی اس پر اتفاق کیا ہے ۔ کہ نزول جبرئیل کا وحی کے ساتھ انبیاء پر وقتاً فوقتاً آسمان سے ہوتا ہے ۔ (یعنی وہ تجلی جس کی ہم تصریح کر آئے ہیں)"

پس یہ ہر طرح سے ثابت ہے اور اس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں کہ انبیاء کی وحی میں ایک خاص نزول جبرئیل کا ہوتا ہے ۔ جس کی صحیح کیفیت کو ہم آگے چل کر بیان کریں گے اور کسی غیر نبی یعنی امتی کی وحی میں وہ نزول نہیں ہوتا ۔ اور یہ ایک امتیازی نشان ہے جس سے نبی اور امتی کی وحی میں فرق کیا جا سکتا ہے ۔

**مریم کی وحی وحی نبوت نہ تھی** اب یہاں یہ سوال پیدا ہوگا ۔ کہ جب غیر نبی پر نزول جبرئیل وحی کے ساتھ نہیں ہوتا ۔ تو حضرت مریم صدیقہ کے متعلق جو قرآن کریم میں آیا ہے ۔ فارسلنا الیہا روحنا فتمثل لہا بشرا سویا قالت انی اعوذ بالرحمن منک ان کنت تقیا ۔ قال انما انا رسول ربک لاھب لک غلاما زکیا ۔ قالت انی یکون لی غلام ولم یمسسنی بشر ولم اک بغیا ۔ قال کذلک قال ربک ھو علی ھین ولنجعلہ آیۃ للناس ورحمۃ منا وکان امرا مقضیا ۔ جس کا ترجمہ یہ ہے ۔ کہ پھر ہم نے اسکی (یعنی مریم کی) طرف اپنی روح بھیجی ۔ پس متمثل ہوا اس کے لیئے ایک اچھے آدمی کی شکل میں (مریم نے) کہا میں تجھ سے رحمن کے ساتھ پناہ مانگتی ہوں ۔ اگر تو پرہیزگار ہے ۔ اس نے کہا میں تیرے رب کا رسول ہوں تاکہ تجھے ایک زکی لڑکا دوں (مریم نے) کہا کس طرح ہوگا میرے لڑکا اور مجھے انسان نے چھوا نہیں اور نہ میں بدکار ہوں ۔ اس نے کہا اسی طرح تیرے رب نے کہا وہ مجھ پر آسان ہے اور تاکہ ہم اسے لوگوں کے لیئے ایک نشان اور اپنی طرف سے رحمت بنائیں اور یہ ایک امر ہے جس کا فیصلہ ہو چکا ۔

اب چونکہ یہاں عام طور سے روحنا سے مراد وہی روح الامین یعنی جبرئیل علیہ السلام لیئے گئے ہیں ۔ تو اس لیئے اعتراض یہ پیدا ہوتا ہے ۔ کہ مریم تو نبیہ نہ تھی ۔ مگر اس پر جبرئیل نازل ہوا اور اس کے ساتھ کلام بھی کی ۔ پس جبرئیل کا وحی کے ساتھ نزول انبیاء کے ساتھ خاص نہ رہا ۔ غیر نبی یعنی امتی پر بھی جبرئیل نازل ہو سکتا ہے اور اس سے کلام کر سکتا ہے ۔

اب اول تو یہ سمجھنا چاہیئے ۔ کہ یہاں یعنی مریم کے تذکرہ میں روحنا سے کیا مراد ہے ۔ اس پر روشنی ڈالنے کے لئے میں قرآن کریم کی ایک دوسری آیت نقل کرتا ہوں جس طرح ہمد

یہاں مریم کی طرف روحنا (ہماری روح) کے آنے کا ذکر ہے۔ اسی طرح حضرت مسیح کو دوسری جگہ روح منہ کے لفظ سے یاد کیا گیا ہے۔ انما المسیح عیسے ابن مریم رسول اللہ وکلمتہ القٰھا الی مریم وروح منہ۔ مسیح ابن مریم صرف اللہ کے رسول ہیں۔ اور اس کی کلام جو اس نے مریم کی طرف القا کی۔ اور اس کی طرف سے ایک روح۔ اب لفظ روح کے معنے قرآن شریف میں کلام بھی آئے ہیں۔ جیسے فرماتا ہے وکذٰلک اوحینا الیک روحًا من امرنا اسی طرح ہم نے تیری طرف اپنے امر سے ایک روح وحی کی اور صاف ظاہر ہے۔ کہ روح سے مراد کلام ہے۔ اب حضرت مریم اور مسیح کے تذکرہ میں ایک جگہ تو ذکر ہے۔ کہ ہم نے اپنی روح مریم کی طرف بھیجی اور دوسری جگہ ذکر ہے۔ کہ مسیح ہماری طرف سے ایک روح ہے۔ ان دونوں کو اگر تطبیق دی جائے تو صرف ایک ہی صورت ہے۔ کہ روح سے مراد کلام الٰہی لی جاوے۔ یہ بھی ٹھیک ہے۔ کہ مریم کی طرف کلام الٰہی آئی۔ اور یہ بھی ٹھیک ہے۔ کہ مسیح منجانب اللہ ایک بشارت یا کلام تھے۔ پس اس صورت میں ارسلنا الیہا روحنا کے معنے ہونگے۔ ہم نے اپنا کلام مریم کی طرف بھیجا یعنی وحی کی۔ اور وہ کلام رویا میں ایک بشر کے رنگ میں متمثل ہو کر مریم سے ہمکلام ہوا تھا۔

**جبرئیل کا بدون وحی الٰہی آنا یا غیر نبی پر آنا**

لیکن اگر اس کو بھی تسلیم کر لیا جائے۔ کہ روحنا سے مراد حضرت جبرئیل ہی ہیں تو بھی کوئی ہرج نہیں۔ جو خصوصیت وحی نبوت کی ہیں نے بتائی ہے۔ اس کے یہ معنے نہیں کہ جبرئیل کا نزول مطلقًا سوائے وحی نبوت لانے کے ہوتا ہی نہیں۔ کیونکہ یہ تو ثابت ہے۔ کہ نزول جبرئیل مومنوں کی تائید کے لیئے بھی ہوتا ہے۔ اور پھر رویا میں تو اللہ تعالیٰ کو بھی انسان دیکھ لیتا ہے۔ اس لیئے جبرئیل کا دیکھنا محالات سے کیوں ہو گیا۔ اور اگر رویا میں اللہ تعالےٰ سے بھی انسان ہمکلام ہو سکتا ہے تو جبرئیل سے ہمکلام ہونا کس طرح باطل ہوا۔ اب مریم کے تذکرہ میں حضرت جبرئیل کا آنا صاف طور پر ایک رویا یا ایک مکاشفہ ہے۔ جس میں ایک فرشتہ متمثل ہو کر آتا ہے۔ اور رویا میں ہی مریم صدیقہ سے کلام کرتا ہے۔ یہ رویا کا معاملہ ایک بالکل الگ معاملہ ہے۔ قرآن کریم میں کہیں نہیں لکھا۔ کہ جبرئیل کلام الٰہی لے کر مریم پر نازل ہوئے تھے۔ ہماری بحث وحی نبوت کے بارے میں صرف اس قدر ہے۔ کہ جبرئیل جب وحی الٰہی لے کر نازل ہوتے ہیں تو یہ نزول ان کا صرف انبیاء سے مخصوص ہے۔ اور غیر نبی اور اُمتی پر جو وحی نازل ہوتی ہے

اس میں جبرئیل وحی لے کر نازل نہیں ہوتے۔ بلکہ وہ وحی کی دوسری دو اقسام میں سے کوئی قسم ہوتی ہے۔ جن کا ذکر اس آیت میں ہے جو اُوپر لکھی جا چکی ہے ماکان لبشر ان یکلمہ اللہ الا وحیا او من وراء حجاب۔ باقی رہا نزول جبرئیل۔ سو وہ مومنوں کی تائید کے لیئے بھی ہوتا ہے۔ جیسے قرآن کریم میں بھی ہے وایدھم بروح منہ اور حدیث میں صاف لفظ آتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسان کے لیئے دُعا کی تھی ھاجھم وجبرئیل معک یعنی کفار کی ہجو کا جواب دے۔ اور جبرئیل تیرے ساتھ ہے۔ بلکہ خود جبرئیل کا نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کلام کرنا صحیح حدیثوں سے ثابت ہے۔ حالانکہ وُہ کلام قرآن کا جُزو نہیں۔ کیونکہ وہ درحقیقت وحی کے ساتھ نزول نہیں جیسا کہ جبرئیل کا وہ سوال و جواب ہے۔ جس کا ذکر بخاری کتاب الایمان میں ہے۔ کہ ایک شخص آیا اور اُس نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے پُوچھا۔ کہ ایمان کیا ہے۔ پھر پُوچھا کہ اسلام کیا ہے۔ پھر پُوچھا کہ احسان کیا ہے۔ پھر پوچھا قیامت کب ہوگی اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے جواب سُن کر چلا گیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ یہ جبرئیل تھے۔ جو تمھیں تمہارا دین سکھانے آئے تھے۔ لیکن باوجودیکہ جبرئیل آئے اور اُنھوں نے باتیں بھی کیں۔ مگر وُہ باتیں درحقیقت وحی الٰہی نہ تھیں جو جبرئیل لے کر آئے ہوں۔ اسی طرح پر ایک اور حدیث میں ہے۔ جو متفق علیہ ہے۔ کہ حضرت عائشہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ کہ کیا اُحد کے دن سے کوئی زیادہ تکلیف کا دن آپ پر گذرا ہے۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ وہ دن بڑی تکلیف کا تھا جب میں نے عبد یا لیل سے بات کرنی چاہی۔ مگر اُس نے میری بات کو رد کیا۔ سو میں واپس آیا۔ اور میں بحت مغموم تھا۔ پھر میں قرن ثعالب میں آکر ٹھیرا فاذا انا بسحابۃ قد اظلتنی فنظرت فاذا فیھا جبریل فنادانی فقال ان اللہ قد سمع قول قومک وماردوا علیک وقد بعث الیک ملک الجبال لتامرہ بما شئت فیھم قال فنادانی ملک الجبال فسلم علی ثم قال یامحمد ان اللہ قد سمع قول قومک وانا ملک الجبال وقد بعثنی ربک الیک لتامرنی بامرک ان شئت ان اطبق علیھم الاخشبین فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بل ارجو ان یخرج اللہ من اصلابھم من یعبد اللہ وحدہ لایشرک بہ شیئا۔ یعنی میں نے ناگاہ

دیکھا کہ بادل ہے جس نے مجھ پر سایہ کیا۔ سو میں نے دیکھا تو اُس میں جبرئیل تھے۔ انھوں نے مجھے پکارا اور کہا اے محمدؐ اللہ نے تیری قوم کی بات سُنی ہے۔ اور جو کچھ اُنھوں نے تجھ پر لوٹایا ہے۔ اور پہاڑوں کے فرشتے کو تیری طرف بھیجا ہے۔ تاکہ اُن کے بارہ میں تو جس طرح چاہے اُسے حکم دے۔ فرمایا پھر ملک الجبال نے مجھے پکارا۔ مجھ پر سلام کہا اور کہا۔ اے محمدؐ اللہ نے تیری قوم کی بات کو سُنا ہے۔ اور میں پہاڑوں کا فرشتہ ہوں۔ اور تیرے رب نے مجھے تیری طرف بھیجا ہے۔ کہ اگر تو چاہے تو مجھے حکم دے تا میں ان پر اخشبین (دو پہاڑوں) کو گرا دوں۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بلکہ میں امید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کی پشتوں سے ان لوگوں کو پیدا کرے گا۔ جو اللہ کی عبادت کریں گے۔ اور اسکے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھیرائیں گے۔ (آپ کیسے رحمتہ للعالمین تھے سخت سے سخت مصیبت جو آپ کو اپنی زندگی میں یاد ہے۔ ابھی اپنی قوم سے دیکھ چکے ہیں۔ اس کے نشان ابھی تازہ ہیں۔ ہم و غم سے پریشان ہیں۔ اُن کی ایذا سے بھاگتے بھاگتے بمشکل آکر دم لیا ہے۔ مگر خیال بھی اس طرف نہیں جاتا۔ کہ اس قوم پر عذاب نازل ہو۔ بلکہ جب خارجی طور پر ایک امر وقوع میں آتا ہے۔ تب بھی یہی فرماتے ہیں کہ میں نہیں چاہتا۔ کہ یہ ہلاک ہوں۔ اُن کی پشتوں سے نیک لوگ پیدا ہونگے۔ کس قدر آپ کا ایمان تھا۔ کہ جو پیغام آپ لائے ہیں وہ ضرور دُنیا میں کامیاب ہو کر رہے گا۔) اس حدیث سے صاف ثابت ہے کہ جبرئیل نے آپ سے کلام کیا۔ بلکہ یہاں تک بھی کہا کہ خدا نے ایسا کہا ہے۔ اور گو اس میں شک نہیں کہ اُس کو بھی ہم ایک قسم کی وحی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سمجھتے ہیں۔ مگر یہ جبرئیل کا نزول وحی الٰہی کے ساتھ نہ تھا۔ اس لیئے اس کا کوئی حصہ ہم قرآن کریم میں نہیں پاتے اسی طرح پر احادیث میں اور بہت سی مثالیں ہیں۔ حدیث معراج میں جبرئیل کا آپ کے ساتھ ہونا۔ اور آپ سے کلام کرنا ثابت ہے۔ غزوہ احزاب کے بعد جب آپ ہتھیار اُتارنے لگے ہیں تو اُس وقت جبرئیل کا آنا اور آپ کے ساتھ کلام کرنا ثابت ہے۔ پھر بخاری کی ایک حدیث میں ہے۔ جب ایک شخص نے آپ سے چند سوالات کیئے اشراط السّاعتہ کیا ہیں۔ وغیرہ تو آپ نے فرمایا اخبرنی بھن جبرئیل انفا۔ ان باتوں کی خبر ابھی جبرئیل نے مجھے دی ہے۔ مگر ان میں سے کوئی بات قرآن کریم میں مذکور نہیں پس یہ بھی وحی خفی ہے۔

**قبل از وحی نبوت جبرئیل کا آنحضرت کے ساتھ رہنا**

علاوہ ازیں یہ بھی امر مسلم ہے کہ بعثت سے پہلے بھی ملائک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور در حقیقت ہر ایک نبی کے ساتھ ہونے چاہئیں۔ کیونکہ جب اللہ تعالیٰ نبی کو شروع سے ایسا بناتا ہے کہ وہ ہر قسم کی برائی سے محفوظ رہے اور عصمت کے حصول کے لیئے وہ اکتساب کا محتاج ہی نہیں ہوتا۔ بلکہ نبی پیدا ہی نبی ہوتا ہے۔ ہاں منصب نبوت پر اس کا کھڑا کیا جانا دعوت خلق کے لیئے مامور ہونا بیشک بعد میں ہوتا ہے۔ تو یہ ماننا پڑتا ہے۔ کہ نیکی کے ملائک یا روح القدس یعنی جبرئیلی تاثیرات اس کے ساتھ ہوں چنانچہ حضرت مسیح موعود اس مسئلہ کے متعلق آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۱۱۷ پر فرماتے ہیں:۔

"در بالآخر ہم چند اقوال پر اس مضمون کو ختم کرتے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ سلف صالح کا ہرگز یہ عقیدہ نہ تھا کہ روح القدس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر خاص خاص وقتوں پر نازل ہوتا تھا۔ اور دوسرے اوقات میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اس سے نعوذ باللہ بکلی محروم ہوتے تھے۔ از انجملہ وہ قول ہے۔ جو شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے اپنی کتاب مدارج النبوۃ کے صفحہ ۴۴ میں لکھا ہے جس کا ماحصل یہ ہے کہ ملائک وحی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دائمی رفیق اور قرین ہیں ........ پس اسرافیل ہمیشہ اور ہر وقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس رہتا تھا۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عمر کا گیارھواں مقلل پورا ہونے تک یہی حال تھا۔ مگر اسرافیل بجز کلمہ دو کلمہ کے اور کوئی بات وحی کے طور پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دل میں نہیں ڈالتا تھا۔ ایسا ہی میکائیل بھی آنحضرت کا قرین رہا۔ پھر بعد اس کے حضرت جبرئیل کو حکم ہوا اور وہ پورے انتیس سال قبل از وحی ہر وقت قرین اور مصاحب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تھے۔ پھر بعد اس کے وحی نبوت شروع ہوئی"۔

**وحی نبوت کی مزید تصریح حدیث سے**

غرض وحی نبوت ایک خاص نزول جبرئیل ہے۔ جو کلام الہی کے ساتھ ہوتا ہے۔ کہ تا وہ کلام کسی ایسے بندے کو پہنچایا جائے جسے منصب نبوت پر کھڑا کیا گیا ہے۔ اور گو یہ امر اچھی طرح ثابت ہو چکا ہے۔ کہ قرآن کریم کی ساری وحی اسی نزول جبرئیلی سے ہوئی ہے۔ مگر پھر بھی ممکن ہے کہ کسی کے دل میں یہ خیال گذرے۔ کہ بخاری کی ایک حدیث میں وحی کے کسی اور طرح پر آنے کا ذکر ہے۔ عن عائشۃ ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان الحارث بن ھشام سأل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

فقال یارسول اللہ کیف یاتیک الوحی فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احیاناً یاتینی مثل صلصلۃ الجرس وھو اشدہ علی فیفصم عنی و قد وعیت عنہ ما قال و احیانا یتمثل لی الملک رجلا فیکلمنی فاعی ما یقول۔ یعنی حضرت عائشہ صدیقہ اُم المومنین سے روایت ہے۔ کہ حارث بن ہشام نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ کہ آپ پر وحی کس طرح آتی ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ کبھی تو مجھ کو گھنٹے کی جھنکار کی طرح آتی ہے۔ اور وُہ مجھ پر سب سے زیادہ شدید ہوتی ہے پھر اس کی مجھ سے علیحدگی ہو جاتی ہے۔ اور میں اس سے یاد رکھتا ہوں جو اس نے کہا۔ اور کبھی فرشتہ میرے لئے ایک مرد کی شکل میں متمثل ہوتا ہے۔ پھر وہ مجھ سے کلام کرتا ہے میں و میں محفوظ رکھتا ہوں جو وہ کہتا ہے۔ اب اس حدیث سے یہ ہرگز مراد نہیں کہ پہلی وحی بغیر ملک کے آتی ہے۔ بلکہ وہ بھی درحقیقت ملک کے ساتھ ہی ہوتی ہے۔ صرف اُس کی کیفیت میں زیادتی شدت کا ذکر ہے۔ یعنی بعض کیفیات میں شدت زیادہ ہوتی ہے بعض میں کم۔ اور الفاظ قد وعیت عنہ ما قال میں اس سے محفوظ کر لیتا ہوں۔ جو وہ کہتا ہے صاف بتاتے ہیں کہ ملک یعنی جبرئیل سے یاد کر لینے کا ذکر ہے۔ اور کہنے والا بھی وہی ملک ہے۔ درحقیقت اس حدیث کے ذکر میں حضرت عائشہ کا مطلب بھی صرف اسی قدر معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ اس شدت کا ذکر کرتی ہیں۔ جو شدت کیفیت وحی کے نزول کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم محسوس کرتے تھے۔ کیونکہ حارث کے سوال اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے جواب کا ذکر کرنے کے بعد فرماتی ہیں ولقد رایتہ ینزل علیہ الوحی فی الیوم الشدید البرد فیفصم عنہ وان جبینہ لیتفصد عرقا۔ تحقیق میں نے آپ کو دیکھا کہ سخت سردی کے دن میں آپ پر وحی اُترتی تھی۔ پھر جب آپ سے وہ حالت الگ ہو جاتی تھی تو آپ کی پیشانی پر پسینہ بہہ رہا ہوتا تھا۔ اور بھی روایتیں آئی ہیں جن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ نزول وحی کے وقت آپ کی حالت بالکل بدل جاتی تھی۔ ایک صحابی نے لکھا ہے کہ آپ پر اس حالت میں وحی نازل ہوئی۔ کہ آپ کی ران میری ران پر تھی تو مجھے اس قدر بوجھ معلوم ہوا کہ میری ران نیچے دبی جاتی تھی۔ غرض اس وحی نبوت کی یہ ظاہری علامات میں سے ہے کہ اس میں شدت بہت ہوتی ہے۔ لیکن وحی خفی کے وقت یا اور جبرئیل کی ملاقاتوں کے وقت جیسا کتاب الایمان والی حدیث میں صاف معلوم ہوتا ہے۔ آپ کی

حالت میں کوئی ایسا تغیر نہ آتا تھا۔ غرض وہ صلصلۃ الجرس والی حالت بھی نزول ملک ہی کی ہے۔ نہ بغیر ملک کے۔

**حضرت موسےٰ کی وحی بھی نزول جبرئیل سے تھی۔**

اس جگہ ایک اور شبہ کا ازالہ کرنا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ آیا حضرت موسےٰ کی وحی کسی اور قسم کی تھی۔ گو بیشک قرآن کریم سے یہ دکھایا ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وحی کے متعلق صاف طور پر فرمایا کہ یہ انبیاء والی وحی ہے۔ اور وہاں بعض نبیوں کے نام لے کر بھی بتا دیا ہے۔ جن میں حضرت موسےٰ بھی شامل ہیں۔ مگر چونکہ وہاں لفظ کلّم اللہ موسےٰ تکلیما ہیں۔ اس لیئے بعض لوگ اس کے یہ معنے کر لیتے ہیں۔ کہ موسےٰ سے خدا نے خود باتیں کیں۔ یہ ایک بڑی غلط فہمی ہے۔ جو وحی الہٰی کے متعلق پیدا ہوئی ہے۔ وحی تو کہتے اسی کو ہیں جو خدا باتیں کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی باتیں کرنا بشر سے مطابق تصریح قرآن کریم تین ہی طرح پر ہوتا ہے یہاں تک کہ خواب کے ذریعہ کسی بات کا بتا دینا بھی اللہ تعالےٰ کا کلام کرنا ہے۔ یا دل میں ڈال کر بتا دینا بھی اللہ تعالےٰ کا کلام کرنا ہی ہے۔ گو اس کے ساتھ ہی یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ اللہ تعالےٰ کے جس قدر کام ہیں وہ بوساطت ملائکہ ہی ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ ظاہری دُنیا میں بھی تمام امور بوساطت ملائکہ ہی انجام پاتے ہیں۔ تو بس اگر حضرت موسیٰ سے اللہ تعالےٰ نے خود کلام کیا۔ تو وہ بھی بوساطت ملائکہ ہی ہو سکتا ہے۔ ہاں مختلف قسم کی تجلّیات ہیں۔ اور کلام الہٰی کی سب سے اعلےٰ تجلّی وہی ہے جس کو فیرسل رسولا میں بیان فرمایا۔ اور جس طرز پہ قرآن کریم کا نزول ہوا۔ کیونکہ یہ ماننا پڑے گا۔ کہ قرآن کریم کا نزول بذریعہ جبرئیل ہی ہوا ہے۔ پس یہی اعلےٰ سے اعلےٰ صورت نزول وحی کی ہے اور حضرت موسےٰ پہ اگر ذات الہٰی کی اعلےٰ تجلّی ہوئی ہے۔ اور آپ کو کوئی عظیم الشان پیغام پہنچایا گیا ہے۔ جیسا کہ ہم مانتے ہیں تو وہ بھی اسی طرز پہ ہو سکتا ہے۔ اور اسکی کھلی کھلی شہادت حضرت عائشہ والی حدیث میں موجود ہے۔ یہاں ورقہ نے کہا هذا الناموس الذی انزل اللہ علےٰ موسےٰ۔ یہ وہی صاحب راز فرشتہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے موسےٰ پہ اُتارا تھا جس سے صاف معلوم ہوا۔ کہ حضرت موسےٰ پر بھی حضرت جبرئیل ہی وحی لاتے تھے۔ اور اس کی ایک خاص وجہ ہے۔ کہ کیوں اللہ تعالےٰ وحی نبوت کے لیئے نزول جبرئیل کو ضروری ٹھیراتا ہے جس کا ابھی ذکر ہوگا۔

**مسیح موعود کی شہادت کہ نبی بغیر نزول جبرئیل نہیں ہو سکتا اور اُمتی پر نزول جبرئیل بہ پیرایہ وحی نہیں ہو سکتا :۔**

انبیاء پر وحی نبوت جبرئیل کا لے کر آنا۔ اور غیر نبی یا اُمتی پر نزول جبرئیل نہ ہونا اُمت محمدیہ میں ایک مسلّم امر ہے۔ جیسا کہ میں نے اوپر امام رازی کا قول نقل کیا ہے۔ میں یہاں صرف چند اقوال سب سے آخری مجدّد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نقل کرتا ہوں :۔

اوّل۔ ازالہ اوہام کے صفحہ ۵۳۴ پر حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے واپس آنے کے خلاف لکھتے ہوئے فرماتے ہیں :"اور کیونکر ممکن تھا کہ خاتم النبیین کے بعد کوئی اور نبی اسی مفہوم تام اور کامل کے ساتھ جو نبوت تامہ کے شرائط میں سے ہے آسکتا۔ کیا یہ ضروری نہیں کہ ایسے نبی کی نبوت تامہ کے لوازم جو وحی اور نزول جبرئیل ہے۔ اس کے وجود کے ساتھ لازم ہونی چاہیئے۔ کیونکہ حسب تصریح قرآن کریم نبی اسی کو کہتے ہیں جس نے احکام و عقائد دین جبرئیل کے ذریعہ سے حاصل کئے ہوں۔ لیکن وحی نبوت پر تو تیرہ سو برس سے مُہر لگ گئی ہے۔ کیا یہ مہر اس وقت ٹوٹ جائے گی"؟

اس حوالہ سے دو نوں باتیں ثابت ہیں۔ اوّل یہ کہ نبوت تامہ بغیر اس کے متحقق نہیں ہو سکتی کہ وحی الٰہی بہ نزول جبرئیل ہو۔ اور کوئی شخص نبی کہلا نہیں سکتا جب تک کہ علوم دین بذریعہ جبرئیل نہ سیکھے اور اس کی صراحت پر قرآن کریم کو شاہد قرار دیا ہے۔ دُوسرے یہ کہ اُمتی پر نزُول جبرئیل بہ پیرایہ وحی بکلی ممتنع ہے۔ اور یہی دو نوں باتیں ہیں جو نبی کو اُمتی سے ممیّز کرتی ہیں۔ نبی بغیر اسکے ہو نہیں سکتا۔ کہ جبرئیل اس پر وحی لائے۔ اُمتی پر یا غیر نبی پر۔ جبرئیل وحی نہیں لا سکتا۔ یہ ایک قطعی اور یقینی نشان وحی نبوت کا ہے ؛

دوئم۔ پھر اسی کتاب ازالہ اوہام کے صفحہ ۵۷۵ پر ہے :۔

"لیکن مسیح ابن مریم جس پر انجیل نازل ہوئی۔ جس کے ساتھ جبرئیل کا بھی نازل ہونا ایک لازمی امر سمجھا گیا ہے"

سوئم۔ اور صفحہ ۵۷۶ پر :۔

"کوئی رسول دُنیا میں مطیع اور محکوم ہو کر نہیں آتا۔ بلکہ وہ مطاع اور صرف اپنی

اس وحی کا متبع ہوتا ہے جو اس پر بذریعہ جبرئیل علیہ السلام نازل ہوتی ہے"

**چہارم۔** پھر صفحہ ۵۷۷ پر:-

"ہر ایک دانا سمجھ سکتا ہے۔ کہ اگر خدا تعالیٰ صادق الوعد ہے۔ اور جو آیت خاتم النبیین میں وعدہ دیا گیا ہے۔ اور جو حدیثوں میں بتصریح بیان کیا گیا ہے کہ اب جبرئیل بعد وفات رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہمیشہ کے لیئے وحی نبوت لانے سے منع کیا گیا ہے۔ یہ تمام باتیں سچ اور صحیح ہیں۔ تو پھر کوئی شخص بحیثیت رسالت ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد ہرگز نہیں آسکتا"

**پنجم۔** اور پھر ۵۷۸ پر:-

"جس طرح یہ بات ممکن نہیں کہ آفتاب نکلے اور اس کے ساتھ روشنی نہ ہو۔ اسی طرح ممکن نہیں کہ دنیا میں ایک رسول اصلاح خلق کے لیئے آوے۔ اور اس کے ساتھ وحی الٰہی اور جبرئیل نہ ہو"

ایسا ہی صفحہ ۵۸۴ پر ہے:-

"اور رسولوں کی تعلیم اور اعلام کے لیئے یہی سنت اللہ قدیم سے جاری ہے۔ جو وہ بواسطہ جبرئیل علیہ السلام کے اور بذریعہ نزول آیات ربانی اور کلام رحمانی کے سکھلائے جاتے ہیں"

اس سے بڑھ کر صفائی سے رسول اور امتی کے درمیان حد فاصل قائم نہیں کیجا سکتی ان چاروں حوالوں سے ظاہر ہے۔ کہ رسول اور نبی ہو نہیں سکتا۔ جبتک جبرئیل اس پر وحی نہ لائے۔ اور امتی پر جبرئیل قطعاً وحی لا نہیں سکتا۔

**ششم۔** پھر ازالہ اوہام صفحہ ۶۱۴ پر لکھتے ہیں:-

"رسول کی حقیقت اور ماہیت میں یہ امر داخل ہے۔ کہ دینی علوم کو بذریعہ جبرئیل حاصل کرے۔ اور ابھی ثابت ہو چکا ہے۔ کہ اب وحی رسالت تا قیامت منقطع ہے" یہاں بھی وہی دونوں باتیں ثابت ہیں۔ رسول کی حقیقت اور ماہیت میں جبرئیل کا وحی لانا داخل ہے۔ اور امتی کے لیئے جبرئیل کا وحی لانا جس کو وحی رسالت کہا ہے ناممکن ہے۔

**ہفتم۔** ازالہ اوہام صفحہ ۷۶۱ پر ہے:- "قرآن کریم بعد خاتم النبیین کے کسی رسول کا آنا جائز

نہیں رکھتا۔ خواہ وہ نیا رسول ہو یا پرانا ہو۔ کیونکہ رسول کو علم دین بتوسط جبرئیل ملتا ہے اور باب نزول جبرئیل بہ پیرایہ وحی رسالت مسدود ہے۔ اور یہ بات خود ممتنع ہے۔ کہ دنیا میں رسول تو آوے۔ مگر سلسلہ وحی رسالت نہ ہو۔"

اس سے بھی وہی دونوں باتیں ثابت ہیں۔ جن کا ذکر نمبر ہفتم میں ہے۔

**ہشتم**۔ آئینہ کمالات اسلام میں جہاں جبرئیل کا مومنوں کی تائید کے لیئے آنا تسلیم کیا ہے۔ وہاں بھی وحی کے ساتھ نزول جبرئیل صرف انبیاء کے لیئے مانا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:۔

"بخاری نے اپنی صحیح میں۔ اور ایسا ہی ابوداؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے اور ایسا ہی مسلم نے بھی اس بات پر اتفاق کیا ہے۔ کہ نزول جبرئیل کا وحی کے ساتھ انبیاؑ پر وقتاً فوقتاً آسمان سے ہوتا ہے۔" (صفحہ ۱۰۶)

**نہم**۔ تحفۂ گولڑویہ صفحہ ۸۳ پر تحریر فرماتے ہیں:۔

"لیکن وہ لوگ جو حضرت عیسےٰ علیہ السّلام کو دوبارہ دنیا میں واپس لاتے ہیں انکا یہ عقیدہ ہے کہ وہ بدستور اپنی نبوت کے ساتھ دنیا میں آئیں گے۔ اور برابر پینتالیس برس تک اُن پر جبرئیل علیہ السّلام وحی نبوت لے کر نازل ہوتا رہے گا۔"

**دہم**۔ اور صفحہ ۸۴ پر یہ ہے:۔

"اگر حضرت مسیح سچ مچ زمین پر اُتریں گے۔ اور پینتالیس برس تک جبرئیل وحی نبوت لے کر اُن پر نازل ہوتا رہے گا۔ تو کیا ایسے عقیدہ سے دین اسلام باقی رہ جائے گا۔ اور آنحضرت کی ختم نبوت اور قرآن کی ختم وحی پر کوئی داغ نہیں لگیگا۔"

یہ دس حوالے اس بات کے ثابت کرنے کے لیئے کافی ہیں۔ کہ نبی اور غیر نبی یا نبی اور امتی کے درمیان یہ حد فاصل بالکل کھلا امتیاز ہے۔ کہ نبی پر وحی بہ نزول جبرئیل آنی لازمی ہے۔ جب تک جبرئیل اُس پر وحی لے کر نہ آئے۔ وہ نبی نہیں ہو سکتا۔ اور غیر نبی یا اُمتی پر جبرئیل کا وحی لانا بکلی ممتنع ہے۔ اسی لیئے ختم نبوت کے ساتھ باب نزول جبرئیل بہ پیرایہ وحی رسالت و نبوت بھی ہمیشہ کے لئے مسدود کیا گیا۔ اور ان دونوں باتوں پر قرآن کریم۔ احادیث صحیحہ۔ اقوال ائمہ سلف اور حضرت مسیح موعود کا پورا پورا اتفاق ہے *

**دوسرا امتیاز۔ نبی اپنی وحی کی پیروی کرتا ہے امتی اپنے نبی متبوع کی وحی کی**

پس پہلا امتیازی نشان نبی اور غیر نبی کی وحی میں یقینی طور پر قایم ہوگیا۔ اور یہ بہت ہی کھلا۔ اور بیّن اور واضح امتیاز ہے۔ اور کوئی شخص جو قرآن اور حدیث اور اجماع اُمّت کی عزت کرتا ہو اس نتیجہ سے گریز نہیں کرسکتا۔ اب میں ایک اور امتیازی نشان نبی اور غیر نبی کی وحی کا پیش کرتا ہوں۔ اور وہ امتیاز یہ ہے کہ رسول یا نبی اوّلاً اور بالذات صرف اپنی وحی کا پیرو ہوتا ہے۔ اور دُوسری وحیوں کو اگر مانتا ہے۔ تو اس لئے مانتا ہے کہ اس کی وحی ان کا ماننا ضروری ٹھیراتی ہے۔ اور غیر نبی اولاً اور بالذات کسی دوسری وحی کو مانتا ہے اور اسی کا پیرو ہوتا ہے اور اپنی وحی کو اگر مانتا ہے تو اس لیئے کہ وہ دوسری وحی کے جس کا وُہ متبع ہے خلاف نہیں بالفاظ دیگر رسول دوسرے رسول کا مطیع نہیں ہوتا۔ بلکہ اپنی وحی کا مطیع ہوتا ہے۔ اُمتی کسی رسول کی وحی کا مطیع ہوتا ہے۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوتا ہے۔ کہ کہدو ان اتبع الا ما یوحی الی۔ میں تو صرف اسی کی پیروی کرتا ہوں جو میری طرف وحی کیا جاتا ہے۔ ایسا ہی قل انما اتبع ما یوحی الی من ربی ھذا بصائر من ربکم وھدی ورحمۃ لقوم یومنون کہدو میں صرف اسی کی پیروی کرتا ہوں جو میرے رب کی طرف سے میری طرف وحی کیا جاتا ہے یہ روشن دلیلیں ہیں تمہارے رب کی طرف سے۔ اور ہدایت اور رحمت اُن لوگوں کے لیئے جو ایمان لاتے ہیں۔ اور ایک جگہ فرمایا واتبع ما یوحی الیک من ربک۔ اس کی پیروی کرو جو تمہارے رب سے تمہاری طرف وحی کیا جاتا ہے۔ اور جہاں فرمایا ان اتبع الا ما یوحی الی اس کے بعد فرمایا انی اخاف ان عصیت ربی عذاب یوم عظیم۔ یعنی اگر میں اپنی وحی کی پیروی نہ کروں تو میں اپنے رب کی نافرمانی کرنے والا ہونگا۔ اور نافرمانی کی صورت میں ایک بھاری دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔ گو یا نبی اگر اپنی وحی کی پیروی نہ کرے۔ تو وہ درحقیقت نافرمان حکم الٰہی ہوتا ہے۔ وُہ اپنی وحی کے سوائے کسی چیز کی طرف توجّہ بھی نہیں کرتا۔ اس کی اپنی وحی اس قابل ہوتی ہے۔ کہ تمام خیالات اور تمام امور کو چھوڑ کر اسی کی پیروی کی جائے۔ پہلی وحیوں اور پہلی کتابوں پر اس کا ایمان مجمل ہوتا ہے۔ یعنی اون کو مانتا ہے کہ وُہ بھی اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہیں۔ لیکن اگر کوئی امر اس کی وحی میں کسی پہلے رسول کی وحی کے مخالف ہو تو وہ پیروی اپنی ہی وحی کی کرے گا نہ پہلے رسول کی وحی کی۔ یہ اس صورت میں بھی صحیح ہوگا۔ جب ایک رسول دوسرے رسول کا خلیفہ ہو کر آتا ہے مثلاً حضرت

موسےؑ کے بعد حضرت موسےؑ کی شریعت پر چلنے والے رسولوں کا ایک سلسلہ رہا۔ لیکن جس قدر نبی ہوں جو رسول ہوا اُس کے لیئے اپنی ہی وحی کی پیروی ضروری ہوئی۔ اور توریت پر بھی اُس نے اُسی حد تک عملدرآمد کیا جہاں تک اسے حکم ہوا کہ توریت کے فلاں فلاں احکام پر عملدرآمد کرو اس لیئے اس بنی اسرائیل کے سلسلہ میں جو رسُول ہوئے وہ توریت کے مُطابق تو فیصلہ کرتے تھے۔ مگر نہ اس لیئے کہ توریت حضرت موسےؑ کی کتاب تھی۔ اور وہ حضرت موسےؑ کے پیرو تھے۔ کیونکہ ان کے رسُول ہونے میں حضرت موسےؑ کی پیروی کا ایک ذرہ بھر دخل نہ تھا۔ بلکہ اس لیئے کہ اس رسول کو اپنی وحی میں یہ حکم ہُوا۔ کہ تم توریت کے مطابق فیصلہ کرو۔ اور اگر اس کو کسی معاملہ میں یہ حکم ہوُا ہو کہ توریت میں ہم نے یوُں حکم دیا تھا۔ مگر تم کو یوُں حکم دیتے ہیں۔ تو اس پر لازم ہوگا۔ کہ پیروی اپنی وحی کی کرے۔ اور توریت کے اس حکم کو چھوڑ دے۔ یا ویسے ہی کسی نبی کو ایسی وحی ہوئی ہو جو توریت کی یا پہلے کسی نبی کی وحی کے مخالف ہو۔ تو وہ نبی توریت کی وحی کی یا اُس پہلی وحی کی تعمیل نہ کرے گا۔ بلکہ اس وحی کی پیروی کرے گا۔ جو خود اُس پر نازل ہوئی ہے۔ خواہ اس میں کسی پہلی وحی کی مخالفت لازم آئے۔ کیونکہ بعض احکام پہلی شرائع میں مخصوص الزمان یا مخصوص المکان ہوتے تھے۔ اور پھر پہلی شرائع میں کچھ تغیرّ و تبدل بھی ہو جاتا تھا۔ یعنی وہ پُورے طور پر محفوُظ نہ رہتی تھیں۔ بہر حال جب کبھی دُنیا میں یا کسی خاص قوم میں کوئی رسول آئیگا تو جو کچھ اس کو اپنی وحی میں بتایا جائے گا۔ وُہ اُسی کی پیروی کرے گا۔ چونکہ قرآن میں وحی اپنے کمال کو پُہنچ گئی۔ دین بھی مکمّل ہو گیا۔ شریعت میں بھی کوئی نقص باقی نہ رہا۔ ہدایت کی بھی تکمیل ہو گئی۔ اور یہ سب کچھ ہمیشہ کے لیئے ہو گیا۔ اس لیئے قرآن کے بعد کوئی رسُول یا نبی نہیں آسکتا۔ یعنی ایسا کوئی شخص نہیں آسکتا جو قرآن کی پیروی کو چھوڑ کر اپنی وحی کا متبع ہو یا اگر قرآن کو مانتے تو اس لئے کہ اس کی اپنی وحی میں قرآن کو ماننے کا حکم ہے۔ ہر ایک نبی کی وحی بطور ایک جڑ کے ہوتی ہے۔ کہ جب وُہ آجائے تو اسی سے تمسک ہوگا۔ لیکن اُمتی کی وحی بطور ایک فرع کے ہوتی ہے۔ کہ اگر وہ اس جڑ سے غذا حاصل کر رہی ہے تو قابل قبول ہے ورنہ نہیں۔ اور پھر ہر ایک رسول کے متبعین کو حکم ہوتا ہے کہ وہ اپنے نبی متبوع کی وحی اور اسکی ہدایات اور ارشادات کی پیروی کریں۔ چنانچہ یہی حکم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم کی اُمّت کو ہوتا ہے دان ھذا صراطی مستقیما فاتبعوہ ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیلہ۔ اور یہ میرا راستہ ہے سیدھا راستہ۔ سو اسی کی پیروی کرو۔ اور اور راہوں کی

پیروی نہ کرو پھر وہ تم کو اس کے رستہ سے متفرق کردیں گے۔ (الانعام۔ ۱۵۴) ایسا ہی بار بار قرآن میں حکم ہوتا ہے اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔ اور اس اُمت میں اولوالامر کی اطاعت بھی ایک شرط کے ساتھ مشروط ہے جیسا کہ فرمایا فان تنازعتم فی شیٔ فردوہ الی اللہ والرسول۔ اگر اولوالامر کے ساتھ تنازع ہو تو پھر اس معاملہ کو اللہ اور رسول کی طرف لوٹا دو۔ غرض اُمتی کا فخر یہی ہے کہ وہ اپنے نبی متبوع کی پیروی میں کمال حاصل کرے اور ایک دم بھی اس راہ سے دوری اسکے نزدیک موت ہو۔ اور اس کا یہ ایمان ہو کہ ہدایت کی کامل راہیں اس کے نبی متبوع کی کتاب میں ہیں۔ اپنی وحی کو کتاب اور سنت پر مقدم کرنے کا یا برابر رہنے دینے کا کبھی وہم بھی اس کے دل میں نہیں آتا۔

**نبی اور اُمتی کی اصطلاحات** اسی فرق کو ظاہر کرنے کے لیئے نبی اور اُمتی کی اصطلاحات رکھی گئی ہیں۔ یہ دونوں لفظ درحقیقت دو متضاد مفہوموں کو ادا کرتے ہیں۔ نبی وہی ہو سکتا ہے جس نے تزکیہ نفس بذریعہ اکتساب نہ کیا ہو۔ بلکہ اس کا تزکیہ بھی اللہ تعالٰے کی موہبت کا ہی نتیجہ ہو۔ اور خدا نے اُس کی فطرت کو ہی ایسا بنایا ہو۔ کہ وہ ہر ایک بُرائی سے متنفر ہو۔ اور اُمتی کوئی شخص صحیح معنوں میں کہلا نہیں سکتا۔ جب تک اُس نے کسی نبی کا اتباع حصول تزکیہ نفس کے لیئے نہ کیا ہو۔ پس درحقیقت غیر نبی اور اُمتی دونوں ہم معنے الفاظ ہیں۔ ہر ایک غیر نبی ضرور ہے کہ اُمتی ہو۔ اور نبی کے لیئے ضروری ہے۔ کہ وہ اُمتی نہ ہو۔ اسی لیئے اُمتی باوجود اس وحی کے پانے کے جو کوئی طور پر نبی کی وحی سے مشابہت رکھتی ہے کبھی حقیقی طور پر نبی کہلانے کا مستحق نہیں ہوتا۔ اور باوجود اس کے کہ وہ یقینی اور قطعی وحی منجانب اللہ پاتا ہے اس کے لیئے ضروری ہوتا ہے۔ کہ وہ حقیقی طور پر پیروی صرف اپنے نبی متبوع کی وحی کی کرنے والا ہو۔ جس کی اتباع کی برکت سے اُسے یہ مرتبہ ملا ہے۔ کہ اُس نے یقینی اور قطعی وحی الٰہی کے سرچشمہ سے پانی پیا ہے۔ انہی معنوں کے لحاظ سے ایک نبی کا کوئی دوسرا نبی متبوع نہیں ہوتا۔ مگر ہر ایک اُمتی ضرور ایک نبی متبوع رکھتا ہے۔ یعنی وہ نبی جس کے تابع فرمان چلکر وہ کمال حاصل کرتا ہے۔ اور جس کی پیروی سے اگر وہ ایک دم کے لیئے بھی جدا ہو جائے تو وہ کافر ہو جاتا ہے۔ اس مسئلہ کا اصلی تعلق درحقیقت اسی بات سے ہے۔ کہ نبی پیدائش سے ہی نبی ہوتا ہے۔ قرآن کریم نے نبی کی مثال نحل سے دی ہے۔ شہد کی مکھی کو جو وحی

ہوتی ہے جس کا ذکر قرآن مجید میں ہے وُہ کیا ہے۔ صرف یہی۔ کہ اُس کی فطرت ہی اللہ تعالیٰ نے ایسی بنائی ہے۔ کہ وہ اُن راہوں پر چلتی ہے جن کے لیئے اللہ تعالےٰ نے اسے فطرتاً ہدایت دی ہے۔ یہی حال نبی کا ہوتا ہے۔ کہ وہ اپنی پاک فطرت کی وجہ سے جو اسے پیدائش کے ساتھ ملی ہے۔ ہر ایک راہ حق پر چلتا ہے۔ اور ہر ایک باطل سے بچا رہتا ہے۔ پس جب وہ پیدائش سے ہی ایسا ہے۔ تو اس کے کمالات اکتسابی نہیں کہلا سکتے۔ اور جو شخص پیدائش سے نبی نہیں۔ اور اُس کے کمالات اکتسابی ہیں وہ بعد میں نبی نہیں بن سکتا۔ اب یہ مسئلہ اجماع اُمت سے ثابت ہے۔ کہ نبی پیدائشاً نبی ہوتا ہے۔ اور جو پیدائشاً نبی نہ ہوگا وُہ بعد میں نبی نہیں بن سکتا۔ پس جو نبی پیدا نہیں ہوا وہ اُمتی ہے اور دنیا کی کوئی چیز اُسے نبی نہیں بنا سکتی۔ اور جو پیدا ہی نبی ہوا ہے اس کی نبوت کسی اکتساب کا نتیجہ نہیں کہلا سکتی۔ کیونکہ وہ تو اسے درحقیقت اُس وقت مل چکی ہے۔ کہ ابھی وہ اکتساب کے قابل ہی نہیں۔ سو اُمتی کا کمال چونکہ اسی میں ہے کہ وہ کسی صورت میں اپنے نبی متبوع کی پیروی کو نہ چھوڑے۔ اس لیئے وہ اعلےٰ درجہ کا کمال حاصل کرکے۔ اور منجانب اللہ وحی کا اعلےٰ سے اعلےٰ شرف پاکر بھی اپنے نبی متبوع کا تابع رہتا ہے۔ اور اپنی وحی کو نہیں بلکہ اپنے نبی متبوع کی وحی کو ہی اپنی ہدایت کا سرچشمہ سمجھتا ہے۔ اور وہ جانتا ہے کہ جو کمال اس کو حاصل ہوا ہے۔ وہ صرف اسی نبی متبوع کی پیروی سے ہوا ہے۔ اگر ایک منٹ کے لیئے بھی وہ اپنے نبی متبوع کی پیروی سے علیحدہ ہوا۔ تو وُہ کمال بھی اس کا ساتھ ہی چھن جائے گا۔ لیکن جو نبی ہوتا ہے۔ چونکہ وُہ جو کچھ پاتا ہے براہِ راست خدا سے پاتا ہے اسلیئے اس کا کمال یہی ہے۔ کہ جو کچھ وحی اس پر نازل ہو وہ صرف اُسی کا پیرو ہو۔ نہ کہ کسی دوسری وحی کا۔ اور اگر کسی دُوسری وحی میں کوئی چیز اپنی وحی کے خلاف پاتا ہے۔ تو اپنی وحی کا ہی اتباع کرے۔ گو وہ اُس دوسری وحی کو بھی منجانب اللہ سمجھتا ہو۔ مگر اُمتی اگر اپنی وحی میں کوئی چیز اپنے نبی متبوع کی وحی کے خلاف دیکھے گا تو فی الفور اپنی وحی کو ترک کرے گا اور اپنے رسول کی پیروی کرے گا۔ اب میں حضرت مسیح موعود کی تحریروں سے چند حوالے پیش کرتا ہوں جن سے مندرجہ بالا اصول کی صداقت ثابت ہوتی ہے۔

ازالہ اوہام صفحہ ۵۷۵ پر نبی اور اُمتی کے مفہوم کو متبائن فرمایا ہے چنانچہ لکھا ہے

"جس حالت میں مسیح ابن مریم اپنے نزول کے وقت کامل طور پر اُمتی ہوگا تو پھر

وہ باوجود اُمتی ہونے کے کسی طرح سے رسول نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ رسول اور اُمتی کا مفہوم متبائن ہے۔"

پھر اتباع وحی کے معاملہ میں ازالہ اوہام کے صفحہ ۵۷۶ پر ہے:۔

"لیکن مسیح ابن مریم جس پر انجیل نازل ہوئی۔ جس کے ساتھ جبرئیل کا بھی نازل ہونا ایک لازمی امر سمجھا گیا ہے۔ کسی طرح اُمتی نہیں بن سکتا۔ کیونکہ اس پر اس وحی کا اتباع فرض ہوگا۔ جو وقتاً فوقتاً اُس پر نازل ہوگی جیسا کہ رسولوں کی شان کے لائق ہے۔ اور جبکہ وہ اپنی ہی وحی کا تبع ہوا۔ اور جو نئی کتاب اُس پر نازل ہوگی اسی کی اُس نے پیروی کی۔ تو پھر وُہ اُمتی کیوں کر کہلائے گا۔ اور اگر یہ کہو کہ جو احکام اس پر نازل ہونگے۔ وہ احکام قرآنیہ کے مخالف نہیں ہونگے۔ تو میں کہتا ہوں کہ محض اس توارد کی وجہ سے وہ اُمتی نہیں ٹھہر سکتا صاف ظاہر ہے۔ کہ بہت سا حصہ توریت کا قرآن کریم سے بکلی مطابق ہے۔ تو کیا نعوذ باللہ اس توارد کی وجہ سے ہمارے سید و مولیٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم حضرت موسیٰ کی اُمت میں سے شمار کیئے جائیں گے؟ توارد اور چیز ہے اور محکوم بن کر تابعدار ہو جانا اور چیز ہے۔ ہم ابھی لکھ چکے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ کہ کوئی رسول دُنیا میں مطیع اور محکوم ہو کر نہیں آتا۔ بلکہ وہ مطاع۔ اور صرف اپنی اس وحی کا تبع ہوتا ہے جو اُس پر بذریعہ جبرئیل علیہ السلام نازل ہوتی ہے۔"

اور صفحہ ۵۶۹ پر ہے:۔

"صاحب نبوت تامہ ہرگز اُمتی نہیں ہو سکتا۔ اور جو شخص کامل طور پر رسول اللہ کہلاتا ہے وُہ کامل طور پر دُوسرے نبی کا مطیع اور اُمتی ہو جانا نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کے رو سے بکلی ممتنع ہے۔ اللہ جلّ شانہٗ فرماتا ہے وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ یعنے ہر ایک رسول مطاع اور امام بنانے کے لیئے بھیجا جاتا ہے۔ اس غرض سے نہیں بھیجا جاتا۔ کہ کسی دُوسرے کا مطیع اور تابع ہو۔"

ایساہی ریویو مباحثہ مابین مولوی محمد حسین بٹالوی و مولوی عبداللہ چکڑالوی صفحہ ۷ پر

نبی اور اُمتی کی حقیقت کو ایک دوسرے کے متناقض فرمایا ہے :-

"ایک نبی کو جو پہلے ہی نبی قرار پاچکا ہے۔ امتی قرار دینا اور پھر یہ تصور کر لینا کہ جو اس کو مرتبہ نبوت حاصل ہے وہ بوجہ امتی ہونے کے ہے۔ نہ خود بخود یہ کس قدر دروغ بے فروغ ہے بلکہ یہ دونوں حقیقتیں متناقض ہیں۔ کیونکہ مسیح کی حقیقت نبوۃ یہ ہے کہ وہ براہ راست بغیر اتباع آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ان کو حاصل ہے اور پھر اگر حضرت عیسے کو امتی بنایا جائے۔ جیسا کہ حدیث اماکم منکم سے مترشح ہے تو اس کے یہ معنے ہونگے کہ ہر ایک کمال ان کا نبوت محمدیہ سے مستفاض ہے اور ابھی ہم فرض کر چکے تھے کہ کمال نبوت ان کی کا چراغ نبوت محمدیہ سے مستفاض نہیں ہے اور یہی اجتماع نقیضین ہے جو بالبداہت باطل ہے"

اور سراج منیر صفحہ ۳ پر کس صفائی کے ساتھ بیان فرمایا ہے کہ امتی کا کام سوائے اسکے کچھ نہیں کہ وہ اپنے نبی متبوع کی وحی کی طرف لوگوں کو بلائے۔ چنانچہ وہاں اپنا ذکر کرتے ہوئے یہ آخری وصیت کرتے ہیں :-

"سو آخری وصیت یہی ہے کہ ہر ایک روشنی ہم نے رسول۔ نبی۔ امی کی پیروی سے پائی ہے اور جو شخص پیروی کرے گا وہ بھی پائے گا۔ اور ایسی قبولیت اُس کو ملے گی کہ کوئی بات اُس کے آگے ان ہونی نہیں رہے گی"

اور پھر اپنی پچھلی کتابوں میں سے ایک میں یعنی براہین احمدیہ حصہ پنجم کے ضمیمہ کے صفحہ ۱۹۲ و ۱۹۳ پر فرماتے ہیں :-

"اور جو شخص امتی کی حقیقت پر نظر ڈالے گا۔ وہ ببداہت سمجھ لیگا۔ کہ حضرت عیسے کو امتی قرار دینا ایک کفر ہے۔ کیونکہ امتی اس کو کہتے ہیں۔ کہ جو بغیر اتباع آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور بغیر اتباع قرآن شریف محض ناقص اور گمراہ اور بے دین ہو۔ اور پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی اور قرآن شریف کی پیروی سے اس کو ایمان اور کمال نصیب ہو اور ظاہر ہے۔ کہ ایسا خیال حضرت عیسے علیہ السلام کی نسبت کرنا کفر ہے۔ کیونکہ گو وہ اپنے درجہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کیسے ہی کم ہوں۔ مگر نہیں کہہ سکتے۔ کہ جب تک وہ دوبارہ دنیا میں آکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں داخل نہ ہوں۔ تب تک وہ نعوذ باللہ گمراہ اور

بیدین ہیں۔ یا وہ ناقص ہیں۔ اور اُن کی معرفت ناتمام ہے"۔

اس سے بڑھ کر صفائی اور کیا ہوگی۔ جس سے امتی اور نبی کے مفہوم کا ایک دوسرے کے خلاف ہونا ثابت ہو۔ نبی وہ ہے جو ماں کے پیٹ سے کمال حاصل کرکے پیدا ہوا۔ امتی وہ ہے جو اپنے کمال کو نہیں پہنچا۔ جب تک کہ اس نے کسی کتاب کی یا نبی کی پیروی نہیں کی۔ پس نہ امتی حقیقی معنے میں نبی ہوسکتا ہے۔ اور نہ نبی حقیقی معنے میں امتی ہوسکتا ہے۔ اور یہ وہ بات ہے جس کو سمجھ لینے سے مسئلہ نبوت بہت آسان فہم ہوجاتا ہے۔ اور جن لوگوں نے مسئلہ نبوت میں ٹھوکریں کھائیں محض اسی وجہ سے کھائی ہیں۔ کہ انھوں نے امتی اور نبی کے اس مفہوم متبائن کو مدنظر نہیں رکھا۔ اور نہ کبھی ان لفظوں کی حقیقت پر غور کیا۔

**تیسرا امتیاز۔ وحی نبوت پہلی وحی کے لئے مصدق ہوتی ہے۔ وحی ولائیت محتاج تصدیق ہے۔**

تیسرا امتیاز وحی نبوت اور وحی ولائیت میں یہ ہے کہ وحی نبوت پہلی وحی نبوت کی تصدیق کرتی ہے۔ یعنی اس میں سے سچ کو سچ کر دکھاتی ہے۔ اور جو اس میں غلطیاں داخل ہوگئی ہوں ان کو چھوڑ دیتی ہے۔ اس لیے وہ پہلی وحی کی مصدق کہلاتی ہے۔ مگر وحی ولائیت چونکہ کسی نبی متبوع کی کتاب کے ماتحت ہوگی۔ اس لیے جب تک نبی متبوع کی کتاب اور سنت پر عرض کرکے اس کی تصدیق نہ ہوجاوے۔ اسوقت تک وہ قابل قبول نہیں۔ قرآن کریم کے متعلق اللہ تعالےٰ نے بار بار فرمایا مصدقا لما بین یدیہ یعنی پہلی ساری وحیوں کا یہ مصدق ہے۔ یہ تو قرآن کریم کا عظیم الشان منصب تھا۔ کہ وہ ساری وحیوں کا مصدق ہوا۔ لیکن حضرت مسیح کو بھی سابقہ وحی یعنی تورات کا مصدق قرار دیا۔ جیساکہ فرمایا مصدقا لما بین یدی من التوراۃ یعنی حضرت مسیح یا آپ کی کتاب تورات کی مصدق ہوئی۔ پس وحی نبوت پہلوں کی تصدیق کرتی اور وحی ولائیت کسی وحی نبوت سے خود محتاج تصدیق ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ نبی اپنی وحی کو کسی دوسری وحی پر پیش نہیں کرتا۔ مگر امتی کے لیئے لازمی ہے۔ کہ جب تک وہ اپنی وحی کو اپنے نبی متبوع کی وحی پر پیش نہ کرے۔ اس وقت تک اُسے قبول نہ کرے اس کی وجہ یہ ہے کہ نبی کی وحی کے لیئے اللہ تعالےٰ نے خاص سامان حفاظت کا فرمایا ہے۔ جیساکہ فرمایا۔ فانہ یسلک من بین یدیہ ومن خلفہ رصدا۔ لیعلم ان قد ابلغوا رسلٰت ربھم

یعنی اللہ تعالےٰ اس کے آگے اور پیچھے پہرہ لگا دیتا ہے۔ (یعنی اس کی حفاظت کے لئے خاص طور پر ملائکہ مامور ہوتے ہیں) تاکہ جان لے کہ انھوں نے (یعنی رسولوں نے) اپنے رب کی رسالات کو پورے طور پر پہنچا دیا۔ پس یہ نزول جبرئیلی ایسا ہوتا ہے کہ اس میں اس وحی کی جو بندے کی طرف بھیجی جاتی ہے خاص طور پر حفاظت کیجاتی ہے۔ کیونکہ اس وحی سے لوگوں کی ہدائیت وابستہ ہوتی ہے۔ اس لیئے نبی جو وحی اس طرح پر پاتا ہے وہ چونکہ یقیناً ہر قسم کی غلطی سے مبرّا ہوتی ہے۔ اور خاص پہرہ اور حفاظت میں اُتاری جاتی ہے۔ اس لئے ایسی وحی کسی پہلی کتاب پر پیش نہیں کی جاتی۔ بلکہ جو کچھ اُس وحی میں ہوگا وہ سب ٹھیک اور درست ہوگا۔ اور اگر پہلی کسی وحی یا کتاب کے مخالف اس میں کوئی امر ہو تو یہ ماننا پڑے گا۔ کہ یا تو وہ پہلی وحی اور کتاب محرّف ہوگئی ہے اور یا وہ اپنے زمانہ یا قوم کی ضرورت کے لحاظ سے تھا۔ تازہ وحی نئے زمانہ یا کسی نئی قوم کی ضرورت کے مطابق ہے۔ لیکن بہر حال ایسے اختلاف کی صورت میں نئی وحی قابل اتباع اور قابل تسلیم ہوگی اور پہلی وحی کو جو اس کے مخالف ہے مخصوص یا منسوخ یا محرف سمجھ کر ترک کرنا پڑے گا۔ برخلاف اسکے غیر نبی کی وحی کو یہ منصب حاصل نہیں۔ غیر نبی بعض بے شک ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جو یقینی اور قطعی طور پر سچی وحی پاتے ہیں۔ مگر چونکہ اُن کی وحیاں بطور فرع کے ہوتی ہیں۔ اور سقدر پہرا اور حفاظت کا اہتمام ان کی صورت میں نہیں ہوتا۔ کیونکہ اس کے اوپر ہدائیت کا انحصار نہیں ہے۔ اس لیئے غیر نبی کی وحی کو گو وہ قطعی اور یقینی بھی ہو یہ مرتبہ حاصل نہیں بلکہ غیر نبی کی وحی اگر اپنے نبی متبوع کی وحی متلو یعنی کتاب یا وحی خفی یعنی حدیث اور سنت کے خلاف ہوگی تو غیر نبی کی اس وحی کو ترک کرنا پڑے گا۔ اور غیر نبی خود بھی اپنی ہر ایک وحی کو اپنے نبی متبوع کی وحی پر پیش کرے گا۔ پھر اگر اس میں کوئی بات اپنے نبی متبوع کی وحی کے خلاف پائے تو اُسے ترک کرے گا۔ اور نبی متبوع کی بات کو سچ مانیگا جیسا کہ حضرت سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے تذکرہ میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ آپکو خواب میں دکھا یا گیا کہ غیب سے یہ آواز آرہی ہے۔ کہ اے عبد القادر ہم تم سے خوش ہوگئے ہیں۔ اب تجھے نماز روزہ تکالیف شرعی میں پڑنے کی ضرورت نہیں۔ تو اُس بندۂ خدا نے جواب میں کہا۔ کہ اے شیطان تو دُور ہو جا۔ میں جانتا ہوں کہ یہ بات منجانب اللہ نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ جن تکلیف کے ماتحت خود نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم تھے

دوسرا اس سے کیوں کر آزاد ہو سکتا ہے۔ غرض ہر ایک غیر نبی کے لئے خواہ وہ کسی مقام پر پہنچا ہوا ہو اور خواہ اس کی وحی کیسی صاف اور یقینی ہو یہ ضروری ہے کہ وہ اپنی وحی کو اپنے نبی متبوع کی وحی پر پیش کرے اور اگر کوئی امر اس میں نبی متبوع کی وحی کے خلاف دیکھے تو اپنی وحی کو رد کرے اور نبی متبوع کی پیروی کرے۔ غرض نبی کی وحی پر چونکہ خاص حفاظت الٰہی ہوتی ہے۔ اس لیے نبی اپنی وحی کو کسی پہلی کتاب یا کسی پہلے نبی کی وحی پر پیش نہیں کرتا۔ مگر غیر نبی کی وحی چونکہ اس حفاظت کے ماتحت نہیں اس لیے غیر نبی کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی وحی کو اپنے نبی متبوع کی وحی پر پیش کرے۔ یہی مذہب حضرت مسیح موعود کا ہے۔ جیسا کہ ذیل کی تحریروں سے ثابت ہے۔

ازالہ اوہام صفحہ ۶۲۹ پر فرماتے ہیں :-

"اسی بنا پر الہام ولایت یا الہام عامہ مؤمنین بجز موافقت و مطابقت قرآن کریم کے حجت بھی نہیں"

اب اس میں ایک فرد کی بھی اس امت میں تخصیص نہیں کی جس کا الہام بلا موافقت و مطابقت قرآن کریم حجت ہو سکے۔ اور آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۱ پر تحریر فرمایا ہے

ومن تفوہ بکلمۃ لیس لہ اصل صحیح فی الشرع ملھما کان اوالمجتھد فبہ الشیاطین متلاعبۃ وامنت بان نبینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء وان کتابنا القرآن کریم وسیلۃ الاھتداء لا نبی لنا نقتدی بہ الا المصطفیٰ ولا کتاب لنا نتبعہ الا الفرقان المھیمن علی الصحف الاولی وامنت بان رسولنا سید ولد آدم وسید المرسلین وبان اللہ ختم بہ النبیین وبان القرآن المجید بعد رسول اللہ محفوظ من تحریف المحرفین وخطاء المخطئین ولا ینسخ ولا یزید ولا ینقص بعد رسول اللہ ولا یخالفہ الھام الملھمین الصادقین وکل ما فھمت من عویصات القرآن او الھمت من اللہ الرحمن فقبلتہ علی شریطۃ الصحت والصواب والسمت وقد کشف علی انہ صحیح خالص موافق الشریعۃ لاریب فیہ ولا لبس ولا شک ولا شبھۃ وان کان الامر خلاف ذالک علی فرض

المحال فنبذنا كلہ من ايدينا كالمتاع الرديۃ ومادۃ السعال

ترجمہ:۔ اور جو شخص ایسا کلمہ منہ سے نکالے جس کا کوئی اصل صحیح شرع میں نہیں خواہ وہ ملہم ہو یا مجتہد تو اس کے ساتھ شیطان کھیل رہے ہیں اور میں ایمان لاتا ہوں اس پر کہ ہمارے نبی محمد صلے اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور ہماری کتاب قرآن کریم ہدایت کا وسیلہ ہے۔ ہمارا کوئی نبی نہیں جس کی ہم پیروی کریں سوائے مصطفےٰ کے اور ہماری کوئی کتاب نہیں سوائے فرقان کے جو محافظ ہے پہلے صحیفوں پر جس کی ہم پیروی کریں اور میں ایمان لاتا ہوں اس بات پر کہ ہمارے رسول آدم کے فرزندوں کے سردار اور رسولوں کے سردار ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ نبیوں کو ختم کر دیا۔ اور کہ قرآن کریم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد محرّفین کی تحریف سے۔ اور مخطیوں کی خطا سے محفوظ ہے۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد نہ وہ منسوخ ہو سکتا ہے اور نہ زیادہ ہو سکتا ہے اور نہ ناقص ہو سکتا ہے اور نہ سچے ملہموں کا الہام اس کے مخالف ہو سکتا ہے اور جو کچھ کہ میں نے قرآن کریم کی نصوص سے سمجھا ہے یا جو کچھ کہ مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے الہام ملا ہے تو میں نے اس کو صحت اور صواب اور راستی کی شرط پر قبول کیا ہے۔ اور مجھ پر کھولا گیا ہے کہ وہ الہام خالص صحیح ہے۔ اور بلا شک شریعت کے موافق ہے اور اس میں کسی قسم کا التباس اور شک نہیں ہے اور اگر بفرض محال اس کے خلاف ہو تو ہم اس کو اپنے ہاتھ سے متاع ردی اور گھنگار کی طرح پھینک دیں گے۔

پھر حمامۃ البشریٰ صفحہ ۱۳ پر فرمایا:۔

”وواللہ ما قلت قولا فی وفات المسیح وعدم نزولہ وقیامی مقامہ الا بعد الالہام المتواتر المتتابع النازل کالوابل وبعد مکاشفات صریحۃ بینۃ کفلق الصبح وبعد عرض الالہام علی القرآن الکریم والاحادیث الصحیحۃ النبویۃ وبعد استخارات وتضرعات وابتہالات فی حضرۃ رب العلمین ثم ما استعجلت فی امری ھذا بل اخرتہ الی عشر سنۃ بل رددت علیہا وکنت لحکم واضح وامر صریح من المنتظرین

ترجمہ :- اور خدا کی قسم میں نے مسیح کی وفات اور اس کے عدم نزول اور اپنے اس کے مقام پر کھڑا ہونے کے بارے میں کوئی بات نہیں کہی۔ مگر بعد الہام متواتر پے در پے کے جو بارش کی طرح نازل ہوا اور بعد مکاشفات کے جو صریح اور کھلے تھے صبح کی روشنی کی طرح اور بعد اپنے الہام کو قرآن کریم اور احادیث صحیحہ نبویہ پر پیش کرنے کے اور بعد استخاروں اور تضرع اور عاجزی کے درگاہ رب العالمین میں پھر میں نے اس معاملے میں جلدی نہیں کی۔ بلکہ اس کو دس سال تک پیچھے ڈالا۔ بلکہ اس کو رد کر دیا اور حکم واضح اور امر صریح کا منتظر رہا پھر حمامۃ البشریٰ صفحہ ۹۷ پر فرمایا:-

"وما انی لا اصدق الہاماً من الہاماتی الا بعد ان اعرضہ علیٰ کتاب اللہ واعلم انہ کلما یخالف القرآن فھو کذب والحاد وزندقۃ فکیف ادعی النبوۃ وانا من المسلمین"

ترجمہ :- اور دیکھو میں اپنے الہاموں میں سے کسی الہام کی تصدیق نہیں کرتا مگر بعد اس کے کہ اُس کو کتاب اللہ پر پیش کر لوں اور میں جانتا ہوں کہ ہر وہ چیز جو مخالف ہے قرآن کی وہ کذب اور الحاد اور زندقہ ہے۔ پھر میں کس طرح نبوت کا دعویٰ کروں۔ اور میں مسلمانوں میں سے ہوں۔

پھر مواہب الرحمٰن میں اپنی وحی کو قرآن اور احادیث صحیح کے ماتحت قرار دیا ہے یعنی قرآن اور احادیث صحیحہ کو اپنی وحی پر مقدم کیا ہے۔ اور صرف ظنی احادیث پر وہ بھی سخت شرائط کے ساتھ اپنی وحی کو مقدم کیا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ ظنی احادیث وہ ہیں جن کی صحت پر شک ہے۔ چنانچہ دیکھو مواہب الرحمٰن صفحہ ۶۹ :-

"وحی حکم یعنی مسیح موعود مقدم است۔ بر احادیث ظنیہ بشرط اینکہ آں وحی مسیح موعود بقرآن مطابقت کلی دارد و بشرط اینکہ قصہ ہائے آں احادیث بقصہ ہائے قرآن مطابقت ندارند یعنی در قصہ ہائے آں احادیث و قرآن شریف باہم مخالفت باشند"

ترجمہ :- اور حکم یعنی مسیح موعود کی وحی ظنی حدیثوں پر مقدم ہے۔ مگر اس شرط کے ساتھ کہ وہ وحی مسیح موعود قرآن کے ساتھ مطابقت کلی رکھتی ہو اور اس شرط کے ساتھ کہ اُس حدیث کے قصے قرآن کے ساتھ مطابقت نہ رکھتے ہوں یعنی اُس

حدیث اور قرآن شریف کے قصوں میں باہم مخالفت ہو

**چوتھا امتیاز۔ صاحب وحی نبوّت مطاع ہوتا ہے۔ اُمتی مطاع نہیں ہوتا**

اوپر میں نے جو امتیاز قائم کیئے ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے کہ صاحب وحی نبوّت کا اوّلاً اور بالذات مقصود اپنی وحی کی پیروی ہوتا ہے۔ اور دوسری کسی وحی کو وہ اسی حد تک مانتا ہے جس حد تک اس کی اپنی وحی اُس پہلی وحی کی تصدیق کرے یا اُس کا ماننا ضروری قرار دے۔ اور اسلیئے وہ اپنی وحی کو سب وحیوں پر مقدّم کرتا ہے۔ حالانکہ امتی صرف اپنے نبی متبوع کی وحی کا پیرو ہوتا ہے اور اپنی وحی کو اسی حد تک مانتا ہے جس حد تک نبی متبوع کی وحی اُس کی تصدیق کرے یا اُس کو ضروری قرار دے۔ اور یہی وجہ ہے کہ نبی اپنی وحی کو کسی پہلی وحی پر پیش نہیں کرتا۔ مگر اُمتی اپنی وحی کو قبول نہیں کر سکتا۔ جب تک کہ اسے اپنے نبی متبوع کی وحی پر پیش نہ کرے۔ ایک اور امتیاز نبی اور اُمتی کی وحی میں یہ ہے کہ نبی جب آتا ہے۔ اور وحی نبوّت اس کو مل جاتی ہے۔ یعنی مقام نبوّت پر کھڑا کر دیا جاتا ہے۔ تو اس وقت سے تمام اُن لوگوں پر جن کی طرف وہ نبی مبعوث ہوا ہے۔ یہ فرض ہو جاتا ہے کہ وہ اُس نبی کا اتباع کریں۔ اس کی وحی کو اسی طرح دوسری تمام وحیوں پر مقدّم کریں۔ جس طرح وہ خود اپنی وحی کو مقدّم کرتا ہے بالفاظ دیگر ہر نبی مطاع ہوتا ہے۔ اس پر قرآن کریم کی آیت صراحت سے شہادت دیتی ہے وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ۔ ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا۔ مگر اس لیئے۔ کہ اللہ کے حکم سے وُہ مطاع بنایا جائے مطاع کے معنی میں بعض لوگوں کو غلطی لگتی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ کیا مطاع ہونے کے یہ معنے ہیں کہ وہ کسی دوسرے کی بات نہ مانے گا۔ حتیّٰ کہ خدا کی بات بھی نہ مانیگا۔ یہ بھی دُنیا میں ایک طرز کلام ہے۔ کہ جب کسی بات کا صحیح جواب نہ ہو تو اُس سے ایسا نتیجہ نکالا جائے جس کا وہ کلام متحمّل ہی نہیں ہو سکتا۔ مطاع کے معنے میں نے اوپر کھول کر بتا دیئے ہیں اور یہی معنے مطاع کے حضرت مسیح موعود نے بھی کیئے ہیں۔ جیسا کہ آپکی کتابوں کے حوالوں میں مَیں دکھاؤں گا۔ مطاع سے مراد یہ ہے کہ ان لوگوں پر بغیر چون وچرا اُس نبی کی فرمانبرداری واجب ہو جاتی ہے۔ اور اُسی کی وحی سب وحیوں پر مقدّم ہو جاتی ہے۔ ہر نبی گویا ایک نیا آفتاب ہوتا ہے۔ وہ آفتاب کم روشن ہو یا زیادہ۔ مگر جب کوئی آفتاب طلوع کرے گا تو اُسی کی روشنی سے روشنی حاصل کیجائیگی

اور جو کچھ وہ کہے گا اور جس طرح وہ چلائیگا اسی طرح ماننا ضروری ہوگا۔ اور نہ ہی اب نمونہ ہوگا اور اسوہ حسنہ ہوگا اور اسی کی قوت قدسی کام کرے گی اور تزکیہ نفس کے لیئے اسی کی طرف دیکھنا ہوگا نہ کسی دوسرے کی طرف جو اس سے پہلے گذر چکا ہو۔ ان انبیاء کی صورت میں جو الگ الگ قوموں کی طرف مبعوث ہوئے۔ اس بات کا سمجھ لینا کچھ دشوار نہیں۔ دقت جو پیش آتی ہے تو ان انبیاء کی صورت میں جہاں ایک عظیم الشان نبی صاحب شریعت پہلے گذرا ہے اور ایک قوم پیدا کر گیا۔ اور اس کے بعد اسی قوم میں اور نبی مبعوث ہوئے۔ جن کی نبوت گو اس کی پیروی کا نتیجہ نہیں۔ مگر اس لحاظ سے کہ انھوں نے اسی کام کی تکمیل کرنی ہے۔ جس کو اس نبی نے شروع کیا تھا۔ اور اسی قوم کی حالت میں اصلاح کرنی ہے۔ اور ان کو نئے زمانہ کی ضرورت کے مطابق ہدایات دینی ہیں یہ پیچھے آنے والے نبی اس پہلے نبی کے خلفاء کہلاتے ہیں۔ اس بات کو میں ایک مثال دے کر واضح کرنا چاہتا ہوں کہ کس طرح ایسی صورت میں بھی ہمیشہ آخری نبی ہی مطاع ہوتا ہے۔ مثلاً بنی اسرائیل میں حضرت داؤد اپنے وقت کے نبی تھے۔ جب آپ ظاہر ہو گئے اور مقام نبوت پر کھڑے ہو گئے۔ تو اب جتنے انبیاء آپ سے پہلے گذرے بنی اسرائیل کے لیئے ان سب کی اطاعت حضرت داؤد کی اطاعت میں مضمر رہے گی۔ اور اپنے وقت کے نبی صرف داؤد علیہ السلام ہی ہونگے۔ ان کی وحی میں جو کچھ ہوگا وہ ماننا ضروری ہوگا۔ خواہ اس کا کوئی حصہ پہلی کسی وحی کے مخالف بھی ہو۔ کیونکہ یہ بلا شبہ سچ ہے۔ کہ توریت۔ یعنی حضرت موسےٰ کی کتاب تھی بھی مختص الزمان اور مختص القوم۔ اور زمانہ اور قوم کے حالات کی تبدیلی کے ساتھ اس میں تغیر تبدل بھی ضروری تھا۔ اور ویسے بھی اس کی حفاظت کا وعدہ نہ تھا۔ اور یہ بالکل سچ ہے کہ توریت تغیر تبدل کی دست برد سے محفوظ نہیں رہی۔ تو اس صورت میں جو کچھ وقت کا نبی کہے گا وہی قابل تسلیم ہوگا۔ اگر یہ صورت نہ مانی جائے تو ان انبیاء کا آنا فضول ٹھہرتا ہے۔ ہر ایک نبی کے لیئے ضروری ہے کہ وہ اپنے آپ کو منوائے اور قوم کے لیئے ضروری ہے کہ اس کی وحی پر بلا شرط ایمان لائے۔ جو کچھ وہ کہیگا وہ ماننا ہوگا خواہ وہ توریت کے موافق ہو یا مخالف اور خواہ کسی پہلے نبی کی تعلیم کے موافق ہو یا مخالف۔ اگر ہم مانیں کہ ہر ایک نبی پر ایمان توریت کے ساتھ اسکے دعویٰ

کے مطابق ہونے پر منحصر تھا۔ تو ہم کو ماننا پڑے گا۔ کہ جب تک خود مسیح علیہ السلام آئے اُسوقت تک توریت میں کسی قسم کی تحریف نہ ہوئی تھی۔ اور وہ حرفاً بحرفاً وہی کتاب تھی جو حضرت موسےٰ پر نازل ہوئی تھی۔ اور یہ امر واقعات اور تاریخ کی رُو سے باطل ٹھیرتا ہے۔ بلکہ اس صورت میں ماننا پڑے گا۔ کہ آج تک توریت میں کوئی تحریف نہیں ہوئی۔ کیونکہ اگر پندرہ سو سال حضرت موسےٰ سے لے کر حضرت مسیح تک ایسا گذر گیا تھا۔ کہ اِس زمانہ میں باوجُود حفاظت کا سامان کم ہونے کے۔ اور باوجود اس کے کہ یہود پر بدترین تباہیاں آچکی تھیں۔ توریت کے ایک شوشہ تک تبدیلی نہ آئی تھی تو پھر مسیح کے ساتھ یا آپ کے بعد وہ کون سے واقعات پیش آئے جن کی وجہ سے تحریف ہوئی۔ یہ تو ایک سر ولیم میور جیسے دشمن اسلام کو بھی اقرار ہے۔ کہ دُنیا میں کوئی کتاب نہیں جو تیرہ سو سال تک ایسی محفوظ رہی ہو۔ جیسے قرآن لیکن جس صورت میں یہ تسلیم کیا جائے گا۔ کہ توریت میں پندرہ سو سال تک ایک حرف کی کمی بیشی نہیں ہوئی تھی۔ تو گویا یہ ماننا پڑے گا۔ کہ کم از کم اُس وقت تک توریت کا نمبر حفاظت کے بارہ میں قرآن کریم سے بھی بڑھ کر ہے۔ جو بدیہی البطلان ہے تو پس جس صورت میں توریت میں تحریف ہوتی رہی تو کیا ایک نبی کے ہوتے ہوئے جو تازہ بتازہ وحی منجانب اللہ پاتا تھا۔ یہ حکم الٰہی ہو سکتا تھا۔ کہ بنی اسرائیل اس نبی کی وحی پر ایک محرف مبدّل کتاب کو مقدّم کریں۔ بلکہ اس نبی کی وحی کو اس محرّف کتاب پر پرکھیں۔ غرض یہ عقیدہ کسی طرح قابل پذیرائی نہیں۔ کہ بنی اسرائیل میں جو انبیاء آتے تھے۔ ان کی وحی پر ایک محرّف مبدّل کتاب کو مقدم کیا جاتا تھا۔ بلکہ اگر کسی نبی کی وحی میں کوئی امر خلاف توریت ہو تو توریت کے اس حکم کو ناقابل عملدرآمد سمجھنے کے لیئے یہ وجہ کافی تھی۔ پس حق یہی ہے کہ پہلے انبیاء تو الگ رہے جو وقتاً فوقتاً مختلف قوموں اور مختلف ملکوں میں آتے رہے۔ خود انبیائے بنی اسرائیل میں سے ہر نبی جو ظاہر ہوتا تھا۔ وہی اس زمانہ کا حقیقی مطاع ہوتا تھا۔ اور اس لیئے بنی اسرائیل کے لیئے ضروری تھا۔ کہ وہ اِن سب انبیاء پر جو وقتاً فوقتاً ان میں ظاہر ہوں۔ ایمان لائیں٭ کہ وہی اپنے وقت کے نبی ہیں

٭ نزول مسیح موعود کے متعلق کسی حدیث میں یہ لفظ نہیں کہ جب وہ ظاہر ہوں تو اُن پر یہ ایمان لاؤ کہ وہ اپنے وقت کے نبی ہیں۔ بلکہ آنحضرت صلعم نے صرف یہ کہکر کہ میرا سلام ان کو پہنچا دو۔ ان کے ساتھ ہو جانیکی طرف اشارہ فرمایا ہے

اور اس طرح پر وہ درحقیقت ہر نئے نبی کے ظاہر ہونے پر اس نئے نبی کو اپنا حقیقی مطاع مانتے تھے۔ اور مقامات قرب جو انکو بارگاہ الٰہی میں حاصل ہوتے تھے وہ اسی نئے نبی کی اتباع سے اور اس میں فنا ہوکر اور اسی کی قوت قدسی سے حاصل ہوتے تھے پس ہر نیا نبی اُن کے اندر نبی متبوع تھا اس نبی کے بعد سلسلہ ولایت بھی اس نئے نبی سے چلتا نہ کہ پہلے سے۔ مگر ایک امتی چونکہ تو د مطیع ہوتا ہے جیسا کہ میں پہلے ثابت کرچکا ہوں۔ اور اس کا متاع الٰہی کا نبی متبوع ہوتا ہے۔ اس لیئے اپنے آپ کو مطاع نہیں ٹھیرا سکتا۔ بلکہ بطور مطاع جب پیش کریگا اپنے نبی متبوع کو کریگا اور لوگوں کو اسی چشمہ کی طرف بلائے گا۔ کہ جہاں سے میں سیراب ہوا اسی سے تم بھی سیرابی حاصل کرو۔ مقتدا اور نمونہ نبی متبوع ہوگا جب تک کہ اس کی جگہ کوئی دوسرا نبی لے لے۔

**حضرت ہارون بھی صاحب امر اور مطاع تھے۔**

بعض لوگ یہ اعتراض کردیا کرتے ہیں۔ کہ حضرت ہارون جو حضرت موسیٰ کے ساتھ نبی تھے ان کو حکم تھا۔ کہ وہ حضرت موسیٰ کی فرمانبرداری کریں۔ اور اسپر شہادت اس آیت کی لاتے ہیں افعصیت امری۔ کیا تونے میرے امر کی نافرمانی کی۔ یہ وہ لفظ ہیں جو حضرت موسیٰ نے حضرت ہارون کو اس وقت فرمائے۔ جب حضرت موسیٰ کی غیر حاضری میں بنی اسرائیل نے ایک بچھڑے کو معبود بنالیا اور حضرت ہارون نے انھیں سختی سے نہیں روکا۔ اب اول یہ سوال غور طلب ہے کہ اگر حضرت ہارون بکلی حضرت موسےٰ کے احکام کے نیچے تھے تو حضرت موسیٰ کو یہ کیا ضرورت پڑی تھی کہ سوال کریں کہ اجعل لی وزیرا من اھلی ھرون اخی۔ کہ میرے اہل میں سے ایک بوجھ بٹانیوالا ساتھ کیجئے یعنی ہارون میرے بھائی کو۔ کیا وہ خود اپنے بھائی ہارون کو اپنے ساتھ نہیں لے سکتے تھے۔ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ حضرت مسیح کی حمایت اور نصرت کرنیوالے ان کی اپنی قوموں سے پیدا نہیں ہوگئے تھے۔ اور حضرت موسیٰ تو ایک ایسی قوم کی طرف مبعوث ہوئے تھے جس قوم نے گو عملی کمزوریاں بہت دکھائیں۔ مگر اصولاً موسیٰ کو نبی ماننے میں انھوں نے کوئی عذر نہیں کیا۔ بلکہ یوں کہنا چاہیئے۔ کہ ساری قوم نے ہی رسول مان لیا اور آپ کے پیچھے ہولی۔ پھر جب اور بیسیوں کاموں پر حضرت موسیٰ نے آدمی مقرر کیئے ہوئے تھے۔ تو کیا حضرت ہارون کے سپرد کوئی کام وہ کرتے تو وہ نہ مانتے۔ اصل میں یہ اعتراض قرآن کریم پہ تدبر نہ کرنیکی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔ حضرت ہارون کے متعلق اگر ایک طرف افعصیت امری کے لفظ ہیں تو دوسری طرف جناب الٰہی میں جو دعا ہے اس میں یہ الفاظ اشرکہ فی امری ہیں۔ یعنی ہارون کو میرے امر میں شریک کر۔ اور جو امر میں شریک ہوگا وہ ایک حد تک صاحب امر بھی ہوگا پس سب سے پہلے تو یہ ضروری ہے کہ ان دونوں باتوں میں تطبیق کی جائے۔ کہ ایک طرف ہارون کو اپنے امر کی نافرمانی کا الزام دیتے ہیں۔ دوسری طرف اُن کو اپنے امر میں شریک مانتے ہیں۔ درحقیقت یہ کوئی تضاد نہیں بلکہ بات سیدھی ہے۔ حضرت موسیٰ اور ہارون جیسا اشرکہ فی امری سے ظاہر ہے۔ امر میں شریک تھے موسیٰ

بھی صاحب امر تھے۔ ہارون بھی صاحب امر۔ اور توریت جیسی کچھ ہے اس کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض کام حضرت ہارون کے سپرد تھے اور بعض حضرت موسےٰ کے اور یہی وجہ ہے کہ کہانت کا عہدہ حضرت ہارون کی اولاد میں چلا آیا۔ یہاں تک کہ مریم صدیقہ کو اسوجہ سے کہ وہ خاندان کہانت سے تعلق رکھتی تھیں۔ قرآن کریم نے اخت ہارون کے نام سے پکارا ہے۔ لیکن جب حضرت موسےٰ چالیس دن کے لیئے حسب ارشاد الٰہی پہاڑ پر تشریف لے گئے تو پیچھے سارا کام حضرت ہارون کے سپرد ہوا۔ پس ایک حصہ تو آپ کے کام کا وہ تھا جس میں خود صاحب امر تھے۔ اور دوسرا حصہ وہ تھا جس میں بطور نیابت کام کرتے تھے۔ اور یہ نیابت والا حصہ ہی وہ حصہ تھا جس میں حضرت ہارون نے اس ڈر سے کہ حضرت موسےٰ قوم میں تفرقہ ڈالنے کا الزام نہ دیں۔ نرمی اختیار کی چنانچہ اس پر خود قرآن کریم شاہد ہے ولقد قال لھم ھٰرون من قبل یقوم انما فتنتم بہ وان ربکم الرحمٰن فاتبعونی واطیعوا امری۔ قالوا لن نبرح علیہ عاکفین حتی یرجع الینا موسےٰ اور ضرور ہارون نے پہلے ہی انکو کہا تھا کہ اے میری قوم تم اسکی وجہ سے فتنہ میں ڈالے گئے ہو۔ اور تمہارا رب تو رحمٰن ہے سو میری پیروی کرو اور میرے امر کی فرمانبرداری کرو۔ انھوں نے کہا ہم تو اسی پر عبادت میں بیٹھے رہیں گے۔ جب تک کہ موسیٰ ہماری طرف لوٹ کر نہ آئیں اور حضرت ہارون کا عذر بھی صاف ہے انی خشیت ان تقول فرقت بین بنی اسرائیل ولم ترقب قولی میں ڈرا کہ آپ کہیں گے کہ تونے بنی اسرائیل میں تفرقہ ڈال دیا۔ اور میری بات کا انتظار نہ کیا کیونکہ قوم کو ایک وحدت کے رنگ میں رکھنا حضرت موسیٰ کا کام تھا۔ اور دوسری طرف حضرت ہارون نے اطیعوا امری کہکر یہ بھی بتا دیا۔ کہ وہ خود بھی صاحب امر تھے جیسا کہ حضرت موسےٰ کی دعا اشرکہ فی امری ظاہر کرتی ہے۔ تو حقیقت یہ ہے کہ حضرت موسیٰ نے سارے کام کے بوجھ کے اپنے آپ کو ناقابل پاکر (آخر موسیٰ موسیٰ ہی تھے۔ محمد رسول اللہ صلعم نہ تھے جو سارا بوجھ اکیلے ہی اٹھا لیتے) یہ درخواست کی کہ آپ کے ساتھ ہی ایک دوسرا نبی ہو جس کے سپرد ایک حصہ کام کا ہو۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم میں توریت کے متعلق بھی یہ لفظ فرمائے ہیں واٰتینھما الکتٰب المستبین یعنی ہم نے روشن کتاب دونوں کو دی تھی یعنی حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون کو۔ پس اس میں کوئی شبہ نہیں کہ حضرت ہارون حضرت موسیٰ کے شریک فی النبوۃ تھے۔ اور دونوں صاحب امر تھے۔ ہاں حضرت موسیٰ کی غیر حاضری میں اکیلے حضرت ہارون ہی صاحب امر تھے۔ اسی وجہ سے حضرت موسیٰؑ نے عصیت امری کے لفظ استعمال کئے ہیں ورنہ اپنے اپنے کام میں وہ دونوں بنی اسرائیل کے لیئے مطاع تھے۔ رسول کے مطاع ہونے پر حضرت صاحب کی تحریروں سے میں کچھ حوالجات پہلے پیش کر چکا ہوں۔ جہاں یہ دکھایا گیا تھا۔ کہ نبی مطیع نہیں ہوتا۔ اُمتی نبی متبوع کا مطیع ہوتا ہے۔ چنانچہ بعض اُن فقرات کو میں ناظرین کی توجہ کے لئے دوہراتا

ہوں" کوئی رسول دنیا میں مطیع اور محکوم ہو کر نہیں آتا بلکہ وہ مطاع اور صرف اپنی اس وحی کا متبع ہوتا ہے جو اس پر بذریعہ جبرائیل علیہ السلام نازل ہوتی ہے" (ازالہ اوہام صفحہ ۵۷۷) "اللہ جلشانہ فرماتا ہے وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ یعنی ہر ایک رسول مطاع اور امام بنانے کیلئے بھیجا جاتا ہے۔ اس غرض سے نہیں بھیجا جاتا کہ کسی دوسرے کا مطیع اور تابع ہو" (ازالہ اوہام صفحہ ۵۶۹) یہی مفہوم حقیقۃ الوحی کی اس عبارت کا ہے جو صفحہ ۱۲۷ پر ہے جس میں نجات کو بغیر اطاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ناممکن قرار دیا ہے "وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ ترجمہ ہر ایک نبی ہم نے اسلئے بھیجا ہے کہ تا خدا کے حکم سے اسکی اطاعت کیجائے۔ اب ظاہر ہے کہ جبکہ بمنشا اس آیت کے نبی واجب الاطاعت ہے پس جو شخص نبی کی اطاعت سے باہر ہو وہ کیونکر نجات پا سکتا ہے"

**پانچواں امتیازی نشان**
**نبی وحی کا پیرو ہوتا ہے۔ امتی اجتہاد سے کام لیتا ہے**

جو دلائل قرآن کریم و حدیث سے اوپر دیئے گئے انسے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ نبی اور امتی میں ایک امتیاز یہ بھی ہے کہ مشکلات دین میں نبی وحی کا انتظار کرتا ہے۔ امتی اجتہاد سے کام لیتا ہے۔ اسکی وجہ ظاہر ہے۔ کیونکہ امتی جب اپنے نبی متبوع کی پیروی سے سب کمالات حاصل کرتا ہے تو مشکلات دین کو حل کرنے میں بھی یہ ضروری ہوا کہ وہ کوشش سے کام لے۔ اور اسی سرچشمہ نور و ہدایت کیطرف دوڑے جس سے اسکو روشنی مل چکی ہے۔ مگر نبی کو روشنی چونکہ محض منبع ہدایت سے ملتی ہے اسلئے وہ اسی روشنی کا طالب ہوتا ہے اسلئے امتی کا کام مسائل دین میں اجتہاد ہے۔ اور نبی کا کام وحی الہی سے مشکلات کو حل کرنا۔ کوئی امتی اپنی وحی کو یہ مرتبہ نہیں دیسکتا کہ وہ مشکلات دین میں اس وحی کو مسائل کے حل کرنے میں بنیاد قرار دے۔ ہاں چونکہ وہ بھی ایک نور معمولی عالم اجتہاد سے علاوہ پاتا ہے۔ اسلئے اسکی وحی یا الہام راہنمائی کے طور پر کام دیسکتے ہیں اور ایک راہ مشکلات میں سے اسے نظر آجاتی ہے۔ مگر اپنی وحی یا الہام کو ان مسائل میں وہ بطور دلیل پیش نہیں کرسکتا۔ نہیں کہہ سکتا کہ چونکہ مجھ کو الہام ہوا ہے۔ اس لیئے یہ مسئلہ اسی طرح درست ہے۔ بلکہ اسکا الہام صرف اپنے لیئے مویدات کا کام دیتا ہے۔ اور اجتہاد میں اس کا اپنا معاون ہوتا ہے۔ ایک قطعی اور یقینی وحی کی صورت میں اسکا ذہن امر حق کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔ پھر وہ اپنے اجتہاد سے اسکے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈال لیتا ہے۔ اس طرح ہر ایک ایسے امتی کی وحی جو یقینی شرف مکالمہ و مخاطبہ سے سرفراز ہے اسکے اجتہاد کو ایک بڑا بلند مرتبہ دے دیتی ہے اور اسکو ٹھوکروں سے بچاتی ہے اور غلطی سے محفوظ رکھتی ہے۔ اور بعض وقت اگر پہلے اجتہاد میں غلطی ہو جائے تو اس وحی سے وہ غلطی دور ہو جاتی ہے۔ غرض اجتہاد میں ہر قسم کی معاونت کا کام اس وحی سے امتی کو ملجاتا ہے۔ مگر جیسا وہ خود بطور اصل کوئی چیز نہیں ایسا ہی اسکی وحی بھی بطور اصل نہیں بلکہ بطور معاون کام دیتی ہے۔ نبی کو بھی بعض وقت اجتہاد کی ضرورت پیش آتی ہے۔ مگر جہاں اجتہاد کام نہ دیگا وہاں وہ ضرورت پیش آمدہ پر وحی الہی کے سرچشمہ سے ہدایت پاتا ہے۔ پس یہ بھی نبی اور امتی میں ایک کھلا کھلا امتیاز ہے کہ معضلات دین میں نبی کی تائید وحی الہی سے کیجاتی ہے اور امتی کی تائید اجتہاد سے۔ اول الذکر کو چونکہ روشنی براہ راست خدا کیطرف سے ملی ہے اسلئے وہ مزید روشنی حاصل کرنے کیلئے اسیطرف دوڑتا ہے۔ ثانی الذکر کو چونکہ روشنی اپنے نبی متبوع کی اتباع سے ملی ہے اس لیئے وہ اسی سرچشمہ کیطرف دوڑتا ہے جہاں سے اسے روشنی ملی ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود نے اپنی تصنیفات میں اس امر پر بہت زور دیا ہے۔ بلکہ اسی

کو مجازی وجہ مسیح اسرائیلی کو ایسے الکاری کی قرار دیا ہے جیسا کہ ذیل کے حوالجات سے ظاہر ہے:- اول ازالہ اوہام صفحہ ۷۶ پر ہے:-

"نبی اسی صرف اپنی اس وحی کا متبع ہوتا ہے جو اس پر بذریعہ جبرائیل نازل ہوتی ہے۔ اب یہ سیدھی سیدھی بات ہے کہ جب حضرت مسیح ابن مریم نازل ہوئے اور حضرت جبرئیل لگے تار آسمان سے وحی لانے لگے اور وحی کے ذریعہ سے انھیں تمام اسلامی عقاید اور صوم اور صلوٰۃ اور زکوٰۃ اور حج اور جمیع مسائل فقہ کے سکھلائے گئے تو پھر بہرحال یہ مجموعہ احکام دین کا کتاب اللہ کہلائے گا۔

پھر آگے چل کر (صفحہ ۵۷۹) پر فرماتے ہیں:-

(مسیح) رسول ہے اور بحیثیت رسالت آئیگا اور جبرئیل کے نزول اور کلام الٰہی کے اترنے کا پھر سلسلہ شروع ہو جائے گا۔ جس طرح یہ بات ممکن نہیں۔ کہ آفتاب نکلے اور اس کی روشنی نہ ہو۔ اسی طرح ممکن نہیں۔ کہ دُنیا میں ایک رسول اصلاح خلق اللہ کے لیئے آوے اور اس کے ساتھ وحی الٰہی اور جبرائیل نہ ہو۔ علاوہ اس کے ہر ایک عاقل معلوم کر سکتا ہے۔ کہ اگر سلسلہ نزول جبرائیل اور کلام الٰہی کے اُترنے کا حضرت مسیح کے نزول کے وقت بکلی منقطع ہوگا۔ تو پھر وہ قرآن شریف کو جو عربی زبان میں ہے۔ کیونکر پڑھ سکیں گے۔ کیا نزول فرما کر دو چار سال تک مکتب میں بیٹھیں گے اور کسی مُلّا سے قرآن شریف پڑھ لیں گے۔ اگر فرض کر لیں کہ وہ ایسا ہی کریں گے تو پھر وہ بغیر وحی نبوت کے تفصیلات دینیہ۔ مثلاً نماز ظہر کی نسبت جو اتنی رکعت ہیں اور نماز مغرب کی نسبت جو اتنی رکعت ہیں اور یہ کہ زکوٰۃ کن لوگوں پر فرض ہے اور نصاب کیا ہے کیونکر قرآن شریف سے استنباط کر سکیں گے۔ اور یہ تو ظاہر ہے چکا کہ وہ حدیثوں کی طرف رجوع بھی نہ کریں گے۔ اور اگر وحی نبوت سے اُن کو یہ تمام علم دیا جائے گا۔ تو بلا شبہ جس کلام کے ذریعہ سے یہ تمام تفصیلات اُن کو معلوم ہونگی۔ وہ بوجہ وحی رسالت ہونے کے کتاب اللہ کہلائے گی۔"

اور دوسری جگہ اُمتی کے اجتہاد سے کام لینے کے متعلق تصریح سے فرمایا۔ دیکھو ازالہ اوہام صفحہ ۵۴۲

"خبر دی گئی۔ کہ اے اُمتی لوگو وہ تم میں سے ہی ہوگا۔ اور تمہارا امام ہوگا۔ اور نہ صرف قولی طور پر اُس کا اُمتی ہونا ظاہر کیا۔ بلکہ فعلی طور پر بھی دکھلا دیا۔ کہ وہ اُمتی لوگوں کے موافق صرف قال اللہ وقال الرسول کا پیرو ہوگا۔ اور حل مغلقات و معضلات دین نبوت سے نہیں۔ بلکہ اجتہاد سے کرے گا۔ اور نماز دوسروں کے پیچھے پڑھے گا۔

اب ان تمام اشارات سے صاف ظاہر ہے کہ وہ واقعی اور حقیقی طور پر نبوت تامہ کی صفت سے متصف نہیں ہوگا۔"

**چھٹا امتیاز۔ نبی کا فرض ہے کہ اپنی ساری وحی نبوت لوگوں کو پہنچائے امتی کے لیئے ضروری نہیں کہ اپنی ساری وحی کا اعلان کرے**

چھٹا امتیازی نشان رسُول اور اُمتی کی وحی کا یہ ہے۔ کہ چونکہ رسُول کی وحی ہدایت خلق کے لیئے ہوتی ہے

یعنی خود وہ وحی اپنے اندر لوگوں کے لئے ہدایت رکھتی ہے۔ اور چونکہ اُس وحی کی خاص حفاظت ہوتی ہے۔ اور چُونکہ اس وقت اسی وحی کو دوسری سب وحیوں پر مقدم کرنا ضروری ہوتا ہے۔ اسلیئے جب اللہ تعالےٰ نے اس وحی کو ایک خاص غرض کے پورا کرنے کے لیئے بھیجا ہے۔ اس کو خاص حفاظت سے پہنچاتا ہے۔ اس کی اطاعت کو سب سے زیادہ ضروری قرار دیا ہے پس رسُول پر بھی فرض ہوتا ہے کہ وہ اس ایک ایک کلمہ کو جو اس طرح سے اس پر نازل ہُوا ہے لوگوں تک پہنچائے اور اس کی اشاعت کرے۔ چنانچہ قرآن کریم اس پر شاہد ہے۔ یاایھا الرسول بلغ ما انزل الیک وان لم تفعل فما بلغت رسلتہ۔ اے رسُول جو کچھ تیری طرف اُتارا گیا ہے اس کو پُورا پُورا پُہنچادے۔ اور اگر تو ایسا نہیں کریگا۔ تو تُو نے اپنی رسالت کا حق ہی ادا نہیں کیا اسی طرح پر عام طور پر رسُولوں کے ذکر میں فرمایا۔ کذالک فعل الذین من قبلھم فھل علے الرسل الا البلغ المبین ولقد بعثنا فی کل امۃ رسولا یعنی اسیطرح جس طرح تُم سے تمہارے مخالفت پیش آتے ہیں) ان سے پہلے لوگوں نے بھی کیا سو رسُولوں کی ذمہ واری تو سوا اس کے کچھ نہیں کہ وہ کھول کر (ان باتوں کو جو ان پر نازل ہُوئی ہیں) پہنچا دیں اور ہم نے تو ہر ایک قوم میں رسُول بھیجا (النحل۔ ۳۵-۳۶) پس جہاں اللہ تعالیٰ رسُولوں کو جو پیغام پہنچاتا ہے۔ اس میں بعض خصُوصیتیں رکھ دیتا ہے۔ اسی طرح پر رسولوں کے اس پیغام کے پہنچانے میں بھی ایک خصُوصیت رکھ دی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ ہدایت کی وہ باتیں جو ان پر نازل ہوتی ہیں ضروری ہے کہ وہ اُن کو شائع کریں اور لوگوں تک پہنچائیں یہ خصُوصیت صرف رسُولوں کے ساتھ ہے۔ کیونکہ رسُولوں پر جو وحی اس طرح نازل ہوتی ہے جسے وحی متلو کہتے ہیں وہ ہدایت خلق کے لئے ہوتی ہے۔ اور اس میں اوامر نواہی بھی ہوتے ہیں۔ اور ان باتوں کو مخلوق تک پہنچانا رسُول کا سب سے پہلا فرض ہے۔ مگر اُمتی چونکہ ہدایت اور اوامر نواہی کے معاملہ میں اور شریعت کی تفصیلات میں اپنے نبی متبوع کی وحی کا محتاج ہوتا ہے۔ اور اسکی وحی عموماً مُبشّرات کے متعلق ہوتی ہے۔ یعنی پیشگوئیاں اور پیشگوئیوں کا دوسروں تک پہنچانا فرض نہیں۔ اسلیئے اس کو یہ حکم نہیں ہوتا کہ تم اپنی وحی کو پُورا پُورا لوگوں تک پہنچاؤ۔

سو یہی حال آنحضرت کی اُمّت کی وحی کا ہے کیونکہ وہ وحی بموجب حدیث لم یبق من النبوّۃ الا المبشرات سوائے مبشرات کے کچھ نہیں۔ اسلیئے اِس اُمّت میں کسی شخص کے لئے یہ ضروری نہیں کہ وہ ہر ایک اس الہام کو جو اس کو ہوا ہے دوسروں تک پہنچائے۔ ہاں بعض الہامات کے مُتعلّق اُن لوگوں کو جو کسی خاص غرض کے لیئے مبعوث ہوں ظاہر کرنے کا حکم ہوتا ہے سو وہ ظاہر کر دیتے ہیں مگر نہ اس امتیاز سے کہ فلاں الہام فلاں قسم کی وحی ہے۔ بلکہ اسلیئے کہ کسی خاص بات کے ظاہر کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ یا بعض الہامات کا بطور نشان ظاہر کرنا ضروری ہوتا ہے جس سے دین کو تقویت پہنچتی ہے۔ کیونکہ پیشگوئیوں کی اصلی غرض تائید دین آلہی ہے۔ اسلیئے محض دین کی تائید کے طور پر مومنوں کا ایمان بڑھانے کے لئے یا منکروں پر حجّت قائم کرنے کے لیئے وہ وحی کام دے سکتی ہے۔ اور اس غرض کیلئے اسے شائع بھی کیا جاسکتا ہے۔ ورنہ درحقیقت ہر ایک الہام کا جو اُمتی کو ہو مخلوق تک پہنچانا ضروری نہیں۔ چنانچہ خود حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے الہامات کا جو حصّہ شائع کیا ہے وہ بمقابلہ اُس حصّہ کے جو شائع نہیں ہوا بموجب بیان حقیقۃ النّبوۃ بہت کم ہے کیونکہ آپ کے شائع شدہ الہامات ایک ہزار کی تعداد تک بھی نہیں پہنچتے بلکہ چند سو ہیں لیکن بموجب بیان حقیقۃ النّبوۃ صفحہ ۲۹۴ آخری سطر آپ کے "ہزاروں الہامات ہیں جو شائع نہیں ہوئے"۔ اور حضرت مسیح موعودؑ نے خود بھی ایک معترض کے اعتراض کا جواب دیتے ہوئے اسی اصُول کو بیان فرمایا ہے۔ جیسا کہ ضمیمہ براہین احمدیہ حصّہ پنجم کے صفحہ ۱۱۴ سے ظاہر ہے۔ جہاں فرماتے ہیں :-

"پھر اس نادان مولوی کے اس قول پر مجھے تعجّب آتا ہے کہ وہ کہتا ہے کہ سچّے نبی یا مُلہم کا یہ نشان نہیں ہے کہ جس بات کی تبلیغ کا خدا اُس کو حکم دے۔ وہ دانستہ اور عمداً بچیس برس تک اسکو چھپائے رکھے۔ اس نادان کو اب تک یہ بھی معلوم نہیں کہ تبلیغ آلہی احکام کے متعلّق ہوتی ہے نہ ایسی پیشگوئیوں کے مُتعلّق جن کی اشاعت کے لئے مُلہم مامور بھی نہیں بلکہ اختیار رکھتا ہے چاہے اُسکو شائع کرے یا نہ کرے"۔

**ساتواں امتیاز۔ نبی کی وحی سابقہ شریعت کی ترمیم یا تنسیخ کرسکتی ہے اُمتی کی نہیں کرسکتی**

ساتواں امتیاز نبی اور اُمتی کی وحی میں یہ ہے کہ نبی کی وحی سابقہ شریعت کی تنسیخ یا ترمیم کر سکتی ہے یا اُس پر کچھ بڑھا سکتی ہے۔ مگر غیر نبی یعنی اُمتی کی وحی کو یہ مرتبہ حاصل نہیں۔ درحقیقت یہ ایک ظاہر امر ہے کہ جو شخص اُمتی ہوگا وہ دوسرے کا تابع

اور فرمانبردار ہوگا۔ اور اسی کی روشنی سے روشنی حاصل کریگا۔ اس کے لئے تو ممکن ہی نہیں کہ اپنے نبی متبوع کے خلاف ایک قدم بھی اُٹھا سکے یا اس کی مخالفت کا خیال تک بھی دل میں لاسکے یا اس کے کسی حکم کا استخفاف کر سکے۔ تنسیخ یا ترمیم تو ایک طرف رہی البتہ دوسری طرف ہم دیکھتے ہیں کہ بعض نبی دوسروں کی شرائع کو منسوخ بھی کرتے رہے ہیں۔ بالفاظ دیگر ایک نبی کے آنے سے جو نئے احکام یا نئی ہدایات دیجاتی ہیں وہ بعض پہلے احکام یا پہلی ہدایات کے خلاف ہونے سے عملدرآمد کے قابل دوسرے احکام یا ہدایات ہی ہوتی ہیں اور پہلی ہدایات یا احکام اس طرح پر عملاً ہی منسوخ ہو جاتے ہیں۔ اب اگر دنیا کی تاریخ میں عام طور پر انبیاء کے آنے کو دیکھا جائے۔ تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے مختلف نبی عموماً مختلف قوموں میں آتے رہے۔ اور گو اصولی تعلیم کے لحاظ سے تو یوں کہنا چاہئیے کہ سب نبیوں کی تعلیم یکساں ہی تھی۔ مگر بہت سا حصّہ شرائع یا ہدایات کا ایسا ہوتا تھا جو اُس ملک یا اس قوم یا اس زمانہ یعنی اُس قوم کی اُس حالت کے مطابق ہو۔ پس اُن انبیاء کی تعلیم میں ایک حد تک اتّفاق اور ایک وجہ سے اختلاف چلا آیا۔ اس میں تنسیخ یا ترمیم کا سوال پیش نہیں آتا۔ کیونکہ وہ نبی الگ الگ قوموں کی طرف مبعوث ہوتے تھے مثلاً کہیں حضرت نوحؑ مبعوث ہوئے کہیں حضرت ہودؑ کہیں حضرت صالحؑ علےٰ ہذالقیاس ایسا ہی کوئی نبی ایران میں مبعوث ہوئے تو کوئی ہندوستان میں اور کوئی چین میں یہ سب انبیاء اپنی اپنی قوموں کی تعلیم اس زمانہ کی ضرورت کے مطابق کرتے رہے۔ یہ بھی ضروری نہ تھا کہ ہر ایک نبی اپنی قوم کے لئے ایک مفصّل شریعت بھی لاتا۔ بلکہ جیسے جیسے احکام کا مکلّف کرنا اللہ تعالےٰ نے کسی قوم کو ضروری سمجھا اُس حد تک شریعت دیدی اور باقی عام ہدایات تزکیہ نفس کے لئے تاکہ اصلاح معاملات بھی ہوتی رہے۔ عبادات کی طرز بھی وہ اپنی اپنی قوموں کو سکھا دیں۔ اور جس قوم میں بھیجے گئے ہیں۔ انکی استعداد کے مطابق اُن کا تزکیہ نفس کرکے اُن کو اس کمال تک بھی پہنچا دیں جہانتک پہنچنے کے وہ قابل ہوں پھر ان سب شرائع اور ہدایات کے بعد ایک جامع شریعت اور جامع ہدایت نامہ عطا فرمایا۔ فیہا کتب قیمۃ۔ اسمیں سب کتابوں کی عمدہ تعلیموں کو جمع کر دیا۔ اس کامل کتاب سے جو حصّہ سابقہ شرائع اور ہدایت ناموں کا وقتی اور مخصوص تھا وہ منسوخ کیا ہوگیا۔ اور جو حصّہ عامہ انسانی ترقّی اور تہذیب میں مُعاون ہونے کے قابل تھا وہ بہتر صُورت میں محفوظ کر دیا گیا۔ اور محفوظ بھی ایسے طور پر کہ کوئی کمی بیشی یا تغیّر تبدّل اسمیں نہیں

لیکن اس کے علاوہ ایک دوسری صورت بعض اقوام میں پیش آئی مثلاً بنی اسرائیل کا سلسلۂ نبوت ایک خاص رنگ میں چلا یعنی کچھ نبی تو پہلے اس قوم سے مبعوث ہوئے پھر ایک لمبا زمانہ قیدت کا ایسر ملک مصر میں گذر اجسکے بعد ان میں ایک عظیم الشان مرد خدا موسےٰ نام کھڑا کیا گیا۔ تاکہ قوم کو ایک ذلیل حالت سے جو جسمانی اور روحانی دونوں رنگوں میں گری ہوئی حالت میں تھی باہر نکالے۔ ان اخرج قومك من الظلمٰت الی النور۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو خدا تعالیٰ نے ایک شریعت عطا فرمائی جسمیں بہت سے باہمی معاملات اور بالخصوص عبادات کے متعلق بڑی تفصیل تھی۔ پھر حضرت موسےٰ کے بعد اس قوم میں بہت سے رسول اور نبی آئے۔ گو شریعت وہی رہی جو حضرت موسیٰ کو دیگئی تھی۔ مگر وہ نبی اسیطرح بارگاہ الٰہی سے براہ راست فیضان پانے والے تھے جس طرح خود حضرت موسیٰؑ یعنی حضرت موسیٰ کا اور ان کا تعلق متبوع اور تابع کا نہ تھا۔ بلکہ ایک شارع نبی اور خلفاء کا۔ یا ایک عمارت کی بنیاد رکھنے والے اور اس کی تکمیل کرنیوالوں کا۔ اس قوم کی بنیاد تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے رکھی۔ مگر تکمیل آپ کے ہاتھوں ہونی مقدر نہ تھی۔ یہاں تک کہ آپ کی زندگی میں آپ کی قوم ارض مقدس میں پہنچ کر اس بادشاہت کو بھی حاصل نہ کرسکی جس کا ان کو وعدہ دیا گیا تھا۔ اس قوم کو چونکہ اس آخری نبی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ایک نسبت تھی۔ اسلئے اللہ تعالےٰ نے یہی پسند فرمایا۔ کہ اس قوم کی بھی خاص طور پر تربیت کیجائے۔ اس تربیت کے لئے حضرت موسےٰ کے بعد اس میں بہت سے نبی آئے۔ ثم ارسلنا رسلنا تترا جن میں سے بعض کے نام قرآن کریم میں بھی آئے ہیں۔ یہ نبی اسی اصل بنیاد پر ایک عمارت کی تکمیل کرتے رہے۔ یہانتک کہ حضرت مسیح علیہ السلام پر اس سلسلۂ رسل کا خاتمہ ہوا۔ یہ نبی چونکہ فیضان مثل دوسرے نبیوں کی براہ راست خدا تعالےٰ سے پاتے تھے۔ ان کی نبوت بھی چونکہ اکتسابی نہ تھی یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پیروی سے وہ اس مرتبۂ کمال کو نہیں پہنچے تھے۔ اسلئے ان میں سے جب کبھی کوئی نبی آیا وہ خود مثل دوسرے انبیاء کے متبوع تھا۔ گو خدا نے اپنی وحی سے اس کو یہ بھی ہدایت دی کہ توریت کی یا اس کے فلاں فلاں احکام کی پیروی کرتے رہو۔ مگر چونکہ توریت یعنی حضرت موسیٰ کی شریعت ایک مکمل شریعت نہ تھی۔ بلکہ مختص القوم ہونے کے علاوہ مختص الزمان بھی تھی۔ اسلئے وہ نبی اپنی قوم کو نئے حالات کے مطابق منجانب اللہ نئی تعلیم بھی پہنچاتے رہے۔ اور جہاں ان کا کام بنی اسرائیل کا تزکیۂ نفس تھا ساتھ ہی اس کے نئے نئے حالات پیش آمدہ کے مطابق

شریعت کے بعض احکام میں بھی بحکم خداوندی کمی بیشی کرتے رہے ۔

اِس تغیّر و تبدّل کی یا ترمیم کی نہایت واضح مثال ہم کو حضرت مسیح علیہ السلام کی حالت میں ملتی ہے ۔ قرآن کریم تو ان کے متعلق صرف اسی قدر شہادت دیتا ہے ۔ ولاحل لکم بعض الذی حرم علیکم تاکہ میں بعض وہ چیزیں جو تم پر حرام کی گئیں حلال کردوں لیکن انجیل جیسی کچھ موجودہ حالت میں ہے قرآن کریم کی اس آیت کی خوب تفسیر کرتی ہے کیونکہ اس میں مسیح علیہ السلام صاف طور پر فرماتے ہیں ۔ کہ تم کو یوں کہا گیا تھا کہ دانت کے بدلے دانت اور آنکھ کے بدلے آنکھ پر میں تمہیں کہتا ہوں ۔ کہ کوئی تمہاری دائیں گال پر طمانچہ مارے تو بائیں بھی آگے کردو ۔ گویا یہ قصاص کے مسئلہ میں ایک ترمیم کی ایسا ہی طلاق کے مسئلہ میں بھی ترمیم کی ۔ اور بعض دیگر مسائل میں بھی ۔ حالانکہ حضرت مسیح علیہ السلام ویسے ہی خلیفہ حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے تھے جیسے دیگر انبیاء ۔ پس اس سے ہم دوسروں کا قیاس کر سکتے ہیں ۔ کہ اُنہوں نے بھی اپنے اپنے وقتوں میں ضرور ایسے تغیّر تبدّل کئے ہونگے کیونکہ یہ بات اظہر من الشمس ہے ۔ کہ توریت ایک کامل کتاب نہ تھی ۔ بعض احکام اس کے مثلاً یہ کہ خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو ۔ چوری نہ کرو ۔ زنا نہ کرو ۔ ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو وہ تو ایسے ہیں کہ قرآن کریم نے بھی اُن کو قائم رکھا ۔ لیکن بعض احکام جو وقتی ضرورت کے لحاظ سے دیئے گئے ہوں جیسے مثلاً قصاص کا سخت حکم جو وہ بھی ایک وقتی علاج تھا کیونکہ دوسرا پہلو اس میں نظر انداز کر دیا گیا ۔ ایسے احکام کے تغیّر و تبدّل کی ضرورت پیش آتی ہی ہوگی ۔ جیسی کہ حضرت مسیح کو پیش آئی ۔ اگر توریت کو ایسے انبیاء کی ضرورت نہ ہوتی ۔ جو اس کے احکام شرعی کی وقتاً فوقتاً بلحاظ ضرورتِ زمانہ اور جس طرح خدا اُن پر ظاہر کرتا رہے ترمیم کریں ۔ تو قصاص کی تعلیم کو توریت اس طرح پر ناقص نہ چھوڑتی کہ اس کمی کو پورا کرنے کے لئے انجیل کی ضرورت ہوتی یہ ہو سکتا تھا کہ حضرت موسےٰ پر اللہ تعالیٰ اسی کامل تعلیم کو نازل فرما دیتا ۔ جزاء سیئۃ سیئۃ مثلھا فمن عفی واصلح فاجرہ علی اللہ ۔ یعنی بدی کا بدلہ اسی قسم کی سزا ہے ۔ لیکن جو شخص درگذر کرے اور اصلاح اس عفو کا نتیجہ ہو تو اُس کا اجر اللہ پر ہے ۔ یہاں ایک تو قصاص کو لازم نہیں کیا بلکہ مثلھا کے لفظ سے یہ ظاہر کر دیا کہ بدی کا بدلہ اسی قسم کی بدی کی سزا ہونی چاہئیے ۔ اس زریں اصل پر ہی آج مہذب اقوام کے سارے قوانین مرتب ہیں ۔ اور دوسرے بدلہ کو ہر حال میں ضروری قرار نہیں دیا ۔ جیسے کہ توریت نے کیا تھا ۔ اور تیسرے انجیل کے دو نقصوں کو پورا کر دیا ۔ ایک تو عفو کو

ہر حالت میں ضروری قرار نہیں دیا جیسے انجیل نے ایک نا قابل تعمیل تعلیم رکھ دی ہے کہ اگر ایک گال پر کوئی طمانچہ مارے تو ضرور ہی دوسری آگے پھیر دو۔ حالانکہ بڑے سے بڑا عیسائی بھی اس پر عمل کرکے نہیں دکھا سکتا۔ اور دوسرے عفو کو مشروط بہ اصلاح کر دیا یعنی عفو سے اس صورت میں کام لینا چاہئے جب نتیجہ اصلاح ہو۔ اب یہ مکمل تعلیم نہ توریت میں ہے نہ انجیل میں۔ توریت میں ایک حصہ اس تعلیم کا تھا وہ ناقص کیونکہ قصاص کو لازم کر دیا عفو کے لئے جگہ نہ چھوڑی انجیل نے اس کی تکمیل کی۔ دوسرا حصہ تعلیم کا دیا۔ مگر وہ بھی ناقص کیونکہ عفو کو لازم کر دیا سزا کے لئے جگہ نہ چھوڑی۔ اس کی حقیقی وجہ یہی تھی کہ یہودی قوم ابھی اس قابل نہ تھی کہ حضرت موسیٰ یا حضرت عیسیٰ علیہما السلام یا درمیانی انبیاء جس قدر گذرے اُن کو کامل تعلیم دے سکتے اور اگر وہ دیتے تو وہ قوم بالکل ہی کسی قابل نہ ہوتی۔ اسلئے ایک وقت جب اس قوم کی ایک حالت تھی حضرت موسیٰ کی تعلیم قصاص کی ضرورت تھی۔ دوسرے وقت جب اس پہلو میں قوم حد سے بڑھ گئی تو دوسری تعلیم کی ضرورت پیش آئی۔ اور اس بات کا ثبوت کہ واقعی یہ قوم کی حالت کی وجہ سے تھا حضرت مسیح کے اپنے قول میں ملتا ہے جہاں آپ نے فرمایا۔ کہ میں نے ابھی تم کو بہت باتیں کہنی ہیں۔ مگر تم اُن کو سن نہیں سکتے۔ اسلئے وہ جو روح حق میرے بعد آئیگی یعنی احمد۔ فارقلیط۔ وہ تم کو کامل تعلیم دیگا۔ اور ساری راہیں تمہیں دکھائیگا۔ غرض یہ ایک مثال اسبات کے ثابت کرنے کے لئے کافی ہے۔ کہ شریعت موسوی میں بعض امور میں تغیر و تبدل کی ضرورت اس وقت تک بھی پیش آتی رہی۔ جب تک کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم شریعت نہیں لائے۔ اور اس کام کو حضرت موسیٰ کے بعد کے نبی کرتے آئے۔ غرض اس میں کوئی شبہ نہیں کہ نبی کی وحی شریعت کی ترمیم و تنسیخ کر سکتی ہے مگر اُمتی کی وحی نہیں کر سکتی +

## قرآن کریم سے ثبوت کہ احکام میں تغیر تبدل ہوتا رہتا ہے

قرآن کریم نے اس مضمون کو ایک نہایت لطیف پیرایہ میں بیان فرمایا ہے ہ

ایک ایسی پاک اور خوبصورت کتاب ہے کہ جس قدر انسان اس کے اندر زیادہ غور کرے زیادہ تدبر سے کام لے اُسی قدر اس کا زیادہ عاشق ہوتا چلا جاتا ہے۔ اور دل بے اختیار اُس کی طرف کھنچا چلا جاتا ہے۔ قرآن کریم نے شریعتوں کے منسوخ کرنے کا ذکر نہیں فرمایا کیونکہ حق یہ ہے کہ ساری شریعت تو کبھی منسوخ ہوتی ہی نہیں۔ آخر جب نبی کو اللہ تعالیٰ نے

سب سے پہلے مبعوث فرمایا اسکو بھی یہی حکم دیا کہ خدا ایک ہے تم اُس ایک ہی کی عبادت کرو اسکے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھیراؤ۔ اور جس کو سب سے آخر مبعوث کیا اُس کو بھی یہی حکم دیا۔ تو پس سب سے پہلے نبی کی بھی ساری شریعت تو کبھی منسوخ ہو سکتی ہی نہیں۔ بلکہ سارے نبی چونکہ اصولاً ایک ہی تعلیم دیتے چلے آئے اسلئے ایسا خیال کرنا بھی درست نہیں کہ ساری تعلیم ایک نبی کی دوسرا کبھی منسوخ کر سکتا ہے۔ اسلئے قرآن کریم نے شرائع کی تنسیخ کا ذکر نہیں کیا بلکہ عام الفاظ میں یوں فرمایا۔ ما ننسخ من اٰیۃ او ننسھا نات بخیر منھا او مثلھا۔ یعنی جو کوئی آیت ہم منسوخ کرتے ہیں یا اُسے بھلوا دیتے ہیں اس سے بہتر لے آتے ہیں یا اُس جیسی ہی۔ اس سے معلوم ہوا کہ آیات اللہ جو انبیاء پر نازل ہوتی ہیں بعض وقت تو اُن کو منسوخ کرنے کی ضرورت بھی پیش آ جاتی ہے۔ اور بعض وقت لوگ اُن کو بھول جاتے ہیں۔ دونوں حالتوں میں اللہ تعالیٰ اور آیات نازل فرماتا ہے۔ اور یہ اپنی عام سُنت بیان فرمائی۔ یہ خاص قرآن کریم کے لئے نہیں بلکہ فرمایا کہ ہمیشہ ہم ایسا ہی کرتے رہتے ہیں چنانچہ اِن الفاظ کے آگے الم تعلم ان اللہ علیٰ کل شئ قدیر فرما کر فرمایا۔ الم تعلم ان اللہ لہ ملک السمٰوات والارض۔ یعنی سارے آسمانوں اور زمینوں کی حکومت تو اللہ تعالیٰ کے ہی ہاتھ میں ہے۔ پھر بادشاہ جیسے جیسے اپنی رعایا کی ضرورتیں دیکھتا ہے جیسے جیسے ان میں نقص دیکھتا ہے۔ اسی کے مطابق اُن کی اصلاح فرماتا رہتا ہے۔ اب یہاں جب یہ بیان فرما دیا کہ خدا تعالےٰ ایک آیت کو منسوخ کر کے دوسری اسکی جگہ بھیج دیتا ہے یا ایک کو لوگ بھول جاتے ہیں تو دوسری بھیج دیتا ہے۔ اپنے اس عام قاعدہ کی طرف اشارہ فرما دیا کہ دنیا میں ایسا ہی ہوتا رہتا ہے اور ظاہر ہے کہ یہ انبیاء کے ذریعہ ہی ہوتا رہتا ہے۔ تو پس جب ایک جگہ قاعدہ کلّیہ بیان فرما دیا کہ ہم نبیوں کے ذریعہ ایسا کرتے رہتے ہیں۔ اور سارے قرآن میں کہیں اس بات کا ذکر نہیں کیا کہ بعض انبیاء اِس قانون اور سُنت سے مستثنٰے ہیں۔ یا بعض نبی ایسے بھی آتے ہیں جو ترمیم و تنسیخ بعض آیات کی نہیں کر سکتے اور اُن پر نات بخیر منھا او مثلھا کا قانون صادق نہیں آتا تو ماننا پڑیگا۔ کہ یہی سُنت اللہ سارے انبیاء میں جاری و ساری رہی ہے۔ اِس عام قانون کے ہوتے ہوئے یہ ضرورت ہم کو نہیں کہ ہم ایک ایک نبی کی تاریخ میں سے یہ نکال کر دکھائیں جب خدا نے فرمایا۔ کہ ہم نے ان سب کا ذکر بھی نہیں کیا۔ اور جن کا ذکر کیا اُن کی سالم کتابیں قرآن کے

اندر لاکر نہیں رکھ دیں۔ تو بس یہ مطالبہ فضول ہے۔ ہاں سُنّت اللہ اللہ تعالےٰ نے بیان فرمادیا کہ یُوں ہی ہے۔ توریت کے مطابق حکم کرنے والے نبیوں میں بھی ایک مثال دکھا دی جس سے یہ ثابت ہوگیا کہ کسی نبی کو صاحبِ شریعت کہو یا غیر صاحبِ شریعت کہو وہ بعض احکام شریعت سابقہ کو منسوخ کرسکتا ہے یا بعض نئے احکام دے سکتا ہے۔ اور یہی امتیاز ہم نے قائم کیا تھا کہ نبی کی وحی سابقہ شریعت کے احکام کی ترمیم یا تنسیخ کرسکتی ہے امتی کی نہیں سوال کرنے کا بھی نہیں بلکہ کرسکنے کا ہے مگر ہم نے تو کرنا بھی دکھا دیا۔ لیکن کسی اُمّتی کی وحی ادنےٰ سے ادنےٰ حکم شریعت کو منسوخ نہیں کرسکتی کسی چھوٹی سے چھوٹی ہدایت کو بدل نہیں سکتی۔ یہی ایک نہایت کھلا کھلا امتیاز ہے ۔

اب ہم حضرت مسیح موعود کی تحریروں سے بعض حوالے دیتے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ وحیِ نبوّت کے ذریعہ سے سابقہ شرائع میں تبدیلی یا ترمیم و تنسیخ بقدرِ ضرورت ہوتی رہتی ہے ۔

آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۳۹

"ماسوا اس کے جو شخص ایک نبی متبوع علیہ السلام کا متبع ہے۔ اور اس کے فرمودہ پر اور کتاب اللہ پر ایمان لاتا ہے اسکی آزمائش انبیا کی آزمائش کی طرح کرنا ایک قسم کی ناسمجھی ہے کیونکہ انبیاء اس لئے آتے ہیں۔ کہ تا ایک دین سے دوسرے دین میں داخل کریں اور ایک قبلہ سے دوسرا قبلہ مقرر کرادیں۔ اور بعض احکام کو منسوخ کریں اور بعض نئے احکام لادیں۔ لیکن اس جگہ تو ایسے انقلاب کا دعوےٰ نہیں وہی اسلام ہے جو پہلے تھا وہی نمازیں ہیں جو پہلے تھیں وہی رسُول مقبُول صلے اللہ علیہ وسلم ہے جو پہلے تھا۔ اور وہی کتاب کریم ہے جو پہلے تھی۔ اصل دین میں سے کوئی ایسی بات چھوڑنی نہیں پڑی جس سے اس قدر حیرانی ہو۔ مسیح موعُود کا دعوےٰ اُس حالت میں گراں اور قابل احتیاط ہوتا کہ جبکہ اُس دعوے کے ساتھ نعوذ باللہ کوئی دین کے احکام کی کمی بیشی ہوتی اور ہماری عملی حالت دوسرے مسلمانوں سے کچھ فرق رکھتی" ۔

آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۷۷

"وما کان ان یحدث سلسلۃ النبوۃ ثانیاً بعد انقطاعها وینسخ بعض احکام الفرقان ویزید علیها ویخلف وعدہ وینسی اکماله الفرقان ویحدث الفتن فی الدین المتین کلا تفرقن فی احادیث المصطفیٰ

صلی اللہ علیہ وسلم ان المسیح یکون احداً من امتہ و یتبع جمیع احکام ملتہ
یصلی مع المصلین"۔

ترجمہ۔ اور نہیں ہو سکتا کہ سلسلۂ نبوت کو از سرِ نو دوبارہ جاری کر دے بعد اس کے منقطع کر دینے کے اور بعض احکام قرآنی کو منسوخ کر دے اور بعض پر زیادہ کر دے اور اپنے وعدہ کا خلاف کرے اور قرآن کے کامل کر دینے کو بھلا دے ......۔

ازالہ اوہام صفحہ ۵۸۴ - ۵۸۶

"رسولوں کی تعلیم اور اعلان کے لئے یہی سنت اللہ قدیم سے جاری ہے۔ جو وہ بواسطہ جبرئیل علیہ السلام کے اور بذریعۂ نزولِ آیاتِ ربانی اور کلام رحمانی کے سکھلائے جاتے ہیں اور جبکہ تمام قرآن کریم اور احادیثِ صحیحۂ نبویہ نئے سرے بمعرفت جبرئیل علیہ السلام کے حضرت مسیح کی زبان میں ہی اُن پر نازل ہو جائیں گی۔ اور جیسا کہ احادیث میں آیا ہے جزیہ وغیرہ کے متعلق بعض بعض احکام قرآن شریف کے منسوخ بھی ہو جائیں گے۔ تو ظاہر ہے کہ اُس نئی کتاب کے اُترنے سے قرآن شریف توریت و انجیل کی طرح منسوخ ہو جائیگا۔ اور مسیح کا نیا قرآن جو قرآن کریم سے کسیقدر مختلف بھی ہوگا اجرا اور نفاذ پائیگا اور حضرت مسیح نماز میں اپنا قرآن ہی پڑھیں گے اور وہی قرآن جبراً قہراً دوسروں کو بھی سکھلایا جائیگا اور بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ اُس وقت یہ کلمہ بھی کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کسی قدر ترمیم و تنسیخ کے لائق ٹھیریگا کیونکہ جبکہ کُل شریعتِ محمدیہ کی نعوذ باللہ (نقل کفر کفر نباشد) بیخ کنی ہو گئی۔ اور آیا اور ہی قرآن گو وہ ہمارے قرآن کریم سے کسی قدر مطابق ہی سہی آسمان سے نازل ہو گیا تو پھر کلمہ بھی ضرور واجب التبدیل ہوگا بعض بہت منفعل ہو کر جواب دیتے ہیں۔ کہ اگرچہ درحقیقت یہ صریح خرابیاں ہیں جن سے انکار نہیں ہو سکتا۔ مگر کیا کریں درحقیقت اِسی بات پر اجماع ہو گیا ہے کہ حضرت مسیح رسول اللہ ہونے کی حالت میں نزول فرمائیں گے۔ اور چالیس برس حضرت جبرئیل علیہ السلام اُن پر نازل ہوتے رہینگے چنانچہ یہی مضمون حدیثوں سے بھی نکلتا ہے۔ اِس کے جواب میں کہتا ہوں کہ اِس قدر تو بالکل سچ ہے کہ اگر وہی مسیح رسول اللہ صاحب کتاب آجائیں گے جن پر جبرئیل نازل ہوا کرتا تھا تو وہ شریعت محمدیہ کے قوانین دریافت کرنے کیلئے ہرگز کسی کی شاگردی اختیار نہیں کرینگے۔ بلکہ سنت اللہ کے موافق جبرئیل کی معرفت وحی الٰہی

صفحہ ۵۸۵ ازالہ اوہام

اُن پر نازل ہوگی۔ اور شریعت محمدیہ کے تمام قوانین اور احکام نئے سرے اور نئے لباس
اور نئے پیرایہ اور نئی زبان میں اُن پر نازل ہوجائینگے اور اس تازہ کتاب کے مقابل پر جو
آسمان سے نازل ہوئی ہے قرآن کریم منسوخ ہوجائیگا۔ لیکن خدا تعالیٰ ایسی ذلت اور رسوائی
اس اُمت کے لئے اور ایسی ہتک اور کسر شان اپنے نبی مقبول خاتم الانبیاء کے لئے ہرگز روا
نہیں رکھیگا۔ کہ ایک رسول کو بھیج کر جس کے آنے کے ساتھ جبرئیل کا آنا ضروری امر ہے
اسلام کا تختہ ہی اُلٹا دیوے حالانکہ وہ وعدہ کرچکا ہے کہ بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
کے کوئی رسول نہیں بھیجا جائیگا۔ اور حدیثوں کے پڑھنے والوں نے یقیناً یہ بڑی بھاری
غلطی کھائی ہے۔ کہ صرف عیسےٰ یا ابنِ مریم کے لفظ کو دیکھ کر اسباب کا یقین کرلیا ہے۔ کہ
سچ مچ وہی ابنِ مریم آسمان سے نازل ہوجائیگا۔ جو رسول اللہ تھا اور اس طرف خیال
نہیں کیا۔ کہ اُس کا آنا گویا دینِ اسلام کا دُنیا سے رخصت ہونا ہے۔ یہ تو اجماعی عقیدہ
ہوچکا اور مسلم میں اسبارہ میں حدیث بھی ہے کہ مسیح نبی اللہ ہونے کی حالت میں آئیگا۔
اب اگر مثالی طور پر مسیح یا ابن مریم کے لفظ سے کوئی اُمتی شخص مُراد ہو جو محدثیت کا مرتبہ
رکھتا ہو تو کوئی بھی خرابی لازم نہیں آتی۔ کیونکہ محدث من وجہٍ نبی ہی ہوتا ہے۔ مگر وہ صفحہ ۵۸۶ ازالہ اوہام
ایسا نبی ہے جو نبوت محمدیہ کے چراغ سے روشنی حاصل کرتا ہے۔ اور اپنی طرف سے براہِ
راست نہیں۔ بلکہ اپنے نبی کی طفیل سے علم پاتا ہے" +

چشمۂ معرفت صفحہ ۲۵۵ و ۲۵۶

"ظاہر ہے کہ توریت کی تعلیم یہ تھی کہ دانت کے بدلہ دانت اور آنکھ کے بدلہ آنکھ
اور ناک کے بدلہ ناک اور انجیل کی یہ تعلیم تھی کہ شریر کا ہرگز مقابلہ نہ کرو۔ لیکن قرآن شریف
نے ان دونوں تعلیموں کو ناقص ٹھیرایا" +

سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب صفحہ ۲۳

"توریت کا زور حالات موجودہ کے لحاظ سے زیادہ تر قصاص پر ہے اور انجیل کا زور حالاتِ
موجودہ کے لحاظ سے عفو اور صبر اور درگذر پر ہے ․․․ ایسا ہی ہر ایک باب میں توریت افراط
کی طرف گئی اور انجیل تفریط کی طرف" +

بالآخر حقیقۃ الوحی کی ذیل کی عبارت اس مسئلہ کو کمال صفائی سے بیان کرتی ہے
"مگر حضرت عیسیٰ صرف توریت کے وارث تھے جس کی تعلیم ناقص اور مختص القوم ہے اسی وجہ سے

انجیل میں ان کو وہ باتیں تاکید کے ساتھ بیان کرنی پڑیں جو توریت میں مخفی اور مستور تھیں لیکن قرآن شریف سے ہم کوئی امر زیادہ بیان نہیں کر سکتے۔ کیونکہ اسکی تعلیم اتم اور اکمل ہے۔ اور وہ توریت کی طرح کسی انجیل کا محتاج نہیں" +

اور سب سے زیادہ صفائی کے ساتھ مواہب الرحمٰن میں اسبات کو صاف کیا ہے "کہ انبیاء کی ضرورت تکمیل شریعت کیلئے ہوا کرتی ہے۔ مگر چونکہ قرآن نے تکمیل شریعت کی ضرورت کو پورا کر دیا ہے اسلئے اب کوئی نبی نہیں آسکتا +

مواہب الرحمٰن صفحہ ۶۶ و ۶۷

"و ضدارا مکالمات و مخاطبات است باولیائے خود دریں اُمت و ایشاں را رنگ انبیاء داد میشود و در حقیقت انبیاء نیستند زیرا کہ قرآن حاجت شریعت را بکمال رسانیدہ است و داد نمیشوند مگر فہم قرآن و نہ زیادہ مے کنند و نہ کم مے کنند از قرآن" ترجمہ اور اس امت میں اللہ تعالیٰ کے لئے اپنے اولیاء کے ساتھ مکالمات اور مخاطبات ہیں۔ اور اُن کو رنگ انبیاء دیا جاتا ہے۔ مگر وہ درحقیقت نبی نہیں ہوتے۔ اسلئے کہ قرآن نے حاجت شریعت کو کمال تک پہنچا دیا ہے۔ اور اُن کو نہیں دیا جاتا مگر فہم قرآن اور وہ نہ قرآن پر زیادہ کرتے ہیں اور نہ کم کرتے ہیں" +

اِس حوالہ سے نہایت صفائی سے معلوم ہوتا ہے کہ نبیوں کا کام پہلی شرائع میں کمی بیشی کرنا ہے۔ اور اِس اُمّت میں اِسی لئے نبی نہیں آسکتا۔ کہ اب زیادہ کم کچھ نہیں ہوسکتا۔ پس نبی کا بھیجنا لغو امر ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی شان اِس سے بلند ہے کہ عبث کام کرے +

## آٹھواں امتیاز نبی کی وحی تکمیل ہدایت کرتی ہے اُمّتی کی نہیں کرتی

یہ ظاہر ہے کہ جب نبی کے مبعوث کیا جانے کی اصل غرض ہی یہ ہے کہ وہ مخلوق کو ہدایت کی راہیں بتائے۔ جن پر چل کر قابل استعداد والوں کا تزکیہ نفس ہو اور کمال انسانی کو حاصل کر سکیں۔ تو اب اگر نبی ہدایت کی راہیں کوئی لاتا ہی نہیں تو اس کے آنے کی علت غائی مفقود ہے۔ گویا بحیثیت نبی اس کا بھیجا جانا عبث ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ وہ صرف پہلی نازل شدہ ہدایت سے اور کسی پہلے نبی کے قدم پر چلا کر لوگوں کے تزکیہ نفس میں معاون ہوتا ہے۔ تو یہ کام تو مجدد یا محدث کا ہے جو اُمتی ہوتا ہے یعنی جو شخص لوگوں کو اپنے سوائے کسی اور نبی کی اطاعت اُس کے نقش قدم پر چلنے اس کے نمونہ

کو پیش نظر رکھنے اسی کی ہدایت پر عمل کرنے اُسی کی قوت قدسی سے فیض پانے کی ہدایت کرتا ہے وہ خود متبوع نہیں بلکہ تابع ہے۔ اور اپنا ایک نبی متبوع رکھتا ہے۔ جس کی طرف اُس کی ساری کرامات اس کے سارے خوارق منسوب ہوتے ہیں جس کے چشمہ فیض سے وہ خود بھی سیراب ہوتا ہے۔ اور دوسروں کو بھی اُسی چشمہ کی طرف بُلاتا ہے۔ وہ خود چشمۂ ہدایت نہیں بنتا بلکہ ایک اور چشمۂ ہدایت کو دکھاتا ہے۔ اور لوگوں کو کہتا ہے کہ جس چشمہ سے میں سیراب ہوا ہوں جس آفتاب سے میں نے نور حاصل کیا ہے۔ جہاں سے مجھے ہدایت ملی ہے آؤ تم بھی اپنی پیاس اُسی چشمہ سے بجھاؤ۔ تم بھی ظلمتوں سے باہر نکلنے کے لئے اسی روشنی میں آجاؤ۔ اور اسی آفتاب کے گرد گھومو۔ تم بھی وہیں سے ہدایت حاصل کرو۔ مگر انبیاء کے تو بھیجنے کی غرض ہی اللہ تعالےٰ یہ قرار دیتا ہے۔ کہ وہ ہدایت لائیں اور دُنیا کو ہدایت سکھا دیں۔ اور یہ میں پہلے باب میں دکھا چکا ہوں۔ کہ نہ صرف اللہ تعالےٰ نے انبیاء کے بھیجنے کی غرض ہی یہ بتائی ہے کہ وہ ہدایت لائیں بلکہ ہر ایک نبی کے ذریعہ سے دُنیا میں ہدایت بھیجنے کا بھی قرآن کریم میں ذکر فرمایا ہے پس یہ لازمی بات ہے کہ نبی تکمیل ہدایت کرے۔ یعنی ایک ہدایت جو پہلے نازل شدہ ہے وہ بعض وجوہات سے ایک قوم کو کمال تک پہنچانے کے قابل نہیں رہی خواہ کوئی نئی ضرورت پیش آگئی ہے خواہ اس قوم کے حالات کا اقتضاء کچھ اور ہے۔ خواہ پہلی ہدایت میں کوئی نقص واقع ہو گیا ہے یعنی اس کا کوئی حصہ ضائع ہو گیا ہے خواہ اسکو منسوخ کرنے کی ضرورت پڑی ہے خواہ اس کی مزید توضیح درکار ہے خواہ اسکو نیا رنگ دینا ضروری ہے۔ باقی انبیاء کے متعلق تو یہ ایک مسلم امر ہے البتہ حضرت موسےٰ کے پیچھے آنیوالے نبیوں کے متعلق کہا جاتا ہے۔ کہ وہ کوئی نئی ہدایت نہیں لائے۔ حالانکہ قرآن کریم اس خیال کی تردید کرتا ہے مثال کے لئے ایک توریت اور انجیل کا معاملہ کافی ہے۔ اگر انجیل نئی تعلیم نئی ہدایت نیا نور لائے تو اس سے حضرت موسےٰ کے بعد آنیوالے سارے نبیوں کا فیصلہ ہو جاتا ہے۔ اب ایک جگہ تو انجیل کو الگ کر کے فرمایا۔ ویعلمه الکتاب والحکمة والتوراة والانجیل یعنی توریت اور انجیل دونوں مسیح کو سکھائیں۔ اور پھر سورۂ مائدہ میں فرمایا۔ جہاں پہلے توریت کا ذکر ہے۔ انا انزلنا التوراة فیھا ھدی ونور۔ کہ ہم نے توریت کو اُتارا اسمیں ہدایت اور نور تھا۔ اور پھر انجیل کا ذکر فرمایا۔ وآتیناہ الانجیل فیه ھدی ونور ومصدقا لما بین یدیه من التوراة وھدی وموعظة

للمتقین یعنی مسیح کو ہم نے انجیل دی اس میں بھی ہدایت اور نور تھا۔ اور تصدیق کرتی ہے۔ اس کی جو اس کے سامنے موجود تھا تورات سے اور ہدایت اور وعظ متقیوں کے لئے پس جب توریت کی شریعت کے ہوتے ہوئے ایک نبی کی ہدایت اور نور لانے کا ذکر ہے۔ تو باقی کا قیاس بھی اسی پر کیا جائیگا۔ اور یہ ماننا پڑیگا۔ کہ حضرت موسےٰ کے بعد جو نبی آئے وہ سب ہدایت اور نور لاتے رہے اور اس طرح تکمیل ہدایت کرتے رہے حضرت مسیح موعود کی کتابوں سے اس سے متعلق مزید حوالجات کی ضرورت نہیں۔ جو حوالجات پچھلے امتیاز کی تائید میں دیئے گئے ہیں انہی سے اس کی صداقت پر بھی شہادت ملتی ہے۔ مثلاً یہ الفاظ "لیکن قرآن شریف سے ہم کوئی امر زیادہ بیان نہیں کر سکتے کیونکہ اس کی تعلیم اتم اور اکمل ہے اور وہ توریت کی طرح کسی انجیل کا محتاج نہیں"۔ جس سے معلوم ہوا کہ توریت بغیر انجیل کے ناقص تھی۔ نہ صرف اس لحاظ سے کہ اس کی تعلیم کل دنیا کے لئے نہ ہو سکتی تھی بلکہ بنی اسرائیل کے لئے بھی اس کی تعلیم ناقص تھی اور وقتاً فوقتاً انبیائے بنی اسرائیل مسیح کی طرح اسکی تعلیم کی تکمیل کرتے رہے۔ ایسا ہی ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم میں صفحہ ۳ و ۴ پر ہے "پس یہ دعوے کامل تعلیم کا جو قرآن شریف نے کیا یہ اسی کا حق تھا اس کے سوا کسی آسمانی کتاب نے ایسا دعوے نہیں کیا۔ جیسا کہ دیکھنے والوں پر ظاہر ہے کہ توریت اور انجیل دونوں اس دعوے سے دست بردار ہیں"۔ جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ توریت اور انجیل دونوں الگ الگ کتابیں تھیں۔ اور دونوں اپنے اندر ناقص تعلیم رکھتی تھیں۔ اور آگے چل کر یوں فرماتے ہیں "پس صاف ظاہر ہے کہ اگر آئندہ زمانوں کی ضرورتوں کی رو سے توریت کا سننا کافی ہوتا تو کچھ ضرورت نہ تھی کہ کوئی اور نبی آتا اور مواخذۂ الٰہی سے مخلصی پانا اس کلام کے سننے پر موقوف ہوتا جو اس پر نازل ہوتا"۔

## نواں امتیاز۔ وحی نبوت عبادات میں پڑھی جاتی ہے۔

وحی نبوت کی ایک یہ بھی خصوصیت ہے جو دوسری وحی کو حاصل نہیں۔ کہ وحی نبوت عبادات میں پڑھی جاتی ہے۔ درحقیقت اس کلام کے اندر ایک ایسا اثر اور جذبہ ہوتا ہے کہ اسکی تلاوت بھی تزکیۂ نفس میں معاون ہوتی ہے۔ اسی لئے رسول کا پہلا کام فرمایا۔ یتلوا علیہم آیاتہ کہ وہ اللہ کی آیتیں ان پر پڑھتا ہے۔ اور کئی جگہ یتلوا علیہم آیاتہ کے بعد یزکیہم کا ذکر کر کے اس طرف اشارہ کیا۔ کہ وہ تلاوت آیات کوئی معمولی امر نہیں بلکہ تزکیۂ نفوس کا ایک ذریعہ

ہے۔ چنانچہ یہ ایک ثابت شدہ امر ہے کہ ہر نبی کی وحی متلو یعنی وہ وحی جو جبرئیل علیہ السلام کے ذریعہ اس پر نازل ہوتی ہے۔ وہ اُس کی اُمّت اور اس کے متبعین عبادت میں پڑھتے ہیں۔ لیکن نبوّت کی وحی متلو کے علاوہ اور کسی قسم کی وحی کا نماز میں پڑھنا جائز نہیں ہے۔ اسی لئے اِس اُمّت میں کسی ولی یا کسی مجدّد یا کسی خلیفہ کی خواہ وہ کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو کسی وحی کا نماز میں تلاوت کے طور پر پڑھنا جائز نہیں ہے ✦

حضرت مسیح موعود کے کلام سے ذیل کے حوالجات سے بھی نہایت صفائی سے ثابت ہوتا ہے کہ وحیٔ نبوّت کو بڑا بھاری امتیاز یہ بھی حاصل ہے کہ وہ عبادات میں تلاوت کے طور پر پڑھی جاتی ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

" اور رسُولوں کی تعلیم اور الہام کے لئے یہی سُنّت اللہ قدیم سے جاری ہے جو وہ بواسطہ جبرئیل علیہ السلام کے اور بذریعہ نزول آیات ربانی اور کلام رحمانی کے سکھلائے جاتے ہیں۔ اور جب کہ تمام قرآن کریم اور احادیث صحیحہ نبویہ نئے سرے سے معرفت جبرئیل علیہ السلام کے حضرت مسیح کی زبان میں ہی اُن پر نازل ہو جائینگی اور جیسا کہ احادیث میں آیا ہے جزیہ وغیرہ کے متعلق بعض بعض احکام قرآن شریف کے منسوخ بھی ہو جاوینگے تو ظاہر ہے کہ اس نئی کتاب کے اُترنے سے قرآن شریف توریت انجیل کی طرح منسوخ ہو جائیگا۔ اور مسیح کا نیا قرآن جو قرآن کریم سے کسی قدر مختلف بھی ہوگا اجرا اور نفاذ پائیگا۔ اور حضرت مسیح نماز میں اپنا قرآن ہی پڑھیں گے" ✦ ازالہ اوہام صفحہ ۵۸۴

پھر لکھا ہے۔

" عیسیٰ مسیح آئیگا تو ضرور مگر انجیل کی تعلیم پر قائم ہوگا وہ مسلمانوں کے حلال و حرام کا پابند نہ ہوگا۔ اور اپنے طور کی نماز بھی علیحدہ پڑھیگا۔ اور بجائے قرآن شریف کے انجیل کو نماز میں پڑھیگا۔ اور اپنے تئیں مستقل طور پر پیغمبر سمجھتا ہوگا نہ اُمّتی۔ غرض ایسا شعار ظاہر نہیں کریگا جس سے اُس کو اُمّتی کہا جائے .... اور اس طرح نماز نہیں پڑھیگا جس طرح مسلمان پڑھتے ہیں۔ اور بجائے قرآن کے انجیل سُنائیگا۔ اور وہ چیزیں کھائیگا جو مسلمان کھاتے نہیں اور شراب پیئیگا".... ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۳۴ ✦

" اور حقیقۃ الوحی میں آنیوالے مسیح کا اگر وہ مسیح اسرائیلی ہو ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:۔

" جب لوگ قرآن شریف پڑھیں تو وہ انجیل کھول بیٹھیگا " ✦ صفحہ ۲۹

**دسواں امتیاز۔ صاحبِ وحیٔ نبوّت** قرآن کریم کے پڑھنے سے یہ اظہر من الشمس ہے کہ ہر ایک نبی

**مومن بہ ہوتا ہے اور اس کا منکر حقیقی کافر** | جو خدا کی طرف سے آیا وہ مومن بہ تھا یعنی اس پر ایمان لانا ضروری تھا۔ قرآن کریم نے اس کو ایک ہی جگہ یوں بیان فرمایا ہے۔ امن الرسول بما انزل الیہ من ربہ والمومنون کل امن باللہ وملئکتہ وکتبہ ورسلہ لا نفرق بین احد من رسلہ یعنی رسول اور مومن اس پر ایمان لائے جو رسول پر اپنے رب کی طرف سے اُتارا گیا سب کے سب اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے۔ ہم اس کے رسولوں میں سے کسی کے درمیان تفرقہ نہیں کرتے۔ گویا سب رسولوں پر یکساں ایمان لانا ضروری ہوا۔ اسیطرح دوسری جگہ فرمایا۔ ان الذین یکفرون باللہ ورسلہ ویریدون ان یفرقوا بین اللہ ورسلہ ویقولون نومن ببعض ونکفر ببعض ویریدون ان یتخذوا بین ذالک سبیلا اولئک ھم الکفرون حقا۔ جو لوگ اللہ اور اس کے رسولوں کا انکار کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسولوں کے درمیان تفرقہ کریں۔ اور کہتے ہیں کہ ہم بعض پر ایمان لاتے ہیں اور بعض کا انکار کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اس کے بین بین ایک رستہ اختیار کریں وہ پکے کافر ہیں۔ پس گویا کسی رسول کا انکار بھی کافر بنا دیتا ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق حواریوں کو وحی کی جاتی ہے۔ ان امنوا بی وبرسولی۔ کہ مجھ پر اور میرے رسول پر ایمان لاؤ۔ غرض رسول پر ایمان کو اللہ تعالیٰ نے اصول ایمان میں داخل کیا ہے۔ اور جو شخص کسی رسول کا منکر ہے وہ پکا کافر ہے۔ مگر ایک مسلمان جب خاتم النبیین پر ایمان لاتا ہے تو درحقیقت دنیا کے سارے رسولوں کو مان لیتا ہے البتہ چونکہ بعض رسولوں کے نام تصریح کے ساتھ قرآن شریف میں مذکور ہوئے ہیں اسلئے اُنکا انکار انسان کو دائرہ اسلام سے خارج کر دیتا ہے اور جن کے نام مذکور نہیں ہوئے اُن پر اجمالی رنگ میں ایمان کافی ہے کہ جہاں کہیں کوئی رسول ہوا ہو ہم اسکو مانتے ہیں ہندمیں ہو یا ایران میں چین میں ہو یا جاپان میں لیکن رسولوں کے علاوہ جو مامورین ہیں جیسے مجدد وہ مومن بہ نہیں ہوتے۔ اور اُن کا انکار ایک فرع کا انکار ہے۔ حالانکہ نبی یا رسول کا انکار اصل یعنی جڑھ کا انکار ہے۔ اسلئے فرع کے انکار سے کُل کا کفر لازم نہیں آتا۔

ذیل کے دو حوالے اس کی تائید میں حضرت مسیح موعودؑ کی تحریروں سے کافی ہونگے

”یہ نکتہ بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اپنے دعوے کا انکار کرنیوالے کو کافر کہنا صرف اُن نبیوں کی شان ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے شریعت اور احکام جدیدہ لاتے ہیں۔ لیکن صاحب شریعت کے ماسوا جس قدر ملہم اور محدث ہیں گو وہ کیسے ہی جناب الٰہی میں اعلےٰ شان رکھتے ہوں اور خلعت مکالمۂ الٰہیہ سے سرفراز ہوں اُن کے انکار سے کوئی کافر نہیں بن جاتا۔ تریاق القلوب صفحہ ۱۳۰ حاشیہ“

"تمام نبی یہی سکھلاتے آئے ہیں کہ خدا تعالےٰ کو واحد لاشریک مانو اور ساتھ اس کے ہماری رسالت پر بھی ایمان لاؤ۔ اسی وجہ سے اسلامی تعلیم کا ان فقروں میں خلاصہ تمام اُمت کو سکھلایا گیا۔ کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۱۱ +

حضرت مسیح موعود کی یہ تحریر کہ صرف ان انبیاء کے انکار سے انسان کافر ہوتا ہے جو شریعت یا احکام جدیدہ لاتے ہیں۔ اور اُن کے سوا جس قدر مُلہم یا مُحدّث ہوں خواہ وہ کیسی ہی اعلےٰ شان جناب الٰہی میں رکھتے ہوں۔ ان کے انکار سے کافر نہیں ہوتا۔ ائمہ سلف کے مذہب کے مطابق ہے یہ یاد رکھنا چاہئیے کہ مذکورہ بالا حوالہ میں حضرت مسیح موعودؑ نے شریعت یا احکام جدیدہ کا لانا نبی کے امتیازات میں داخل کیا ہے۔ یعنی ہر ایک نبی کیلئے ضروری ہے کہ وہ یا شریعت لائے اور یا احکام جدیدہ لائے۔ کیونکہ سوائے ان کے جو شریعت یا احکام جدیدہ لائیں۔ باقی سب کو مُلہم یا مُحدّث کہا ہے۔ اور دوسرے جس صورت میں قرآن شریف حضرت موسےٰ علیہ السلام کے بعد کے نبیوں کے انکار کو بھی کُفر ٹھیراتا ہے۔ جیسا ما اوتی موسیٰ و عیسیٰ وما اوتی النبیون من ربھم لا نفرق بین احد منھم سے ظاہر ہے۔ تو پس حضرت صاحب نے کسی نہ کسی حکم جدید کا لانا نبی کے لئے ضروری ٹھیرایا ہے اور حق بھی یہی ہے کیونکہ نبی کے مبعوث ہونے کے معنے ہی کیا ہوئے اگر وہ ساتھ کوئی ایسی بات نہیں لایا جو لوگوں کو پہنچانی ہے۔ صرف پیشگوئیاں کرنی کوئی نبوت کی غرض نہیں ہے اس پر تفصیلی بحث تو آیندہ ہوگی۔ یہاں میں صرف اس قدر دکھانا چاہتا ہوں کہ وحیٔ نبوّت اور وحیٔ ولایت میں جو فرق حضرت مسیح موعود نے کیا ہے۔ کہ اول الذکر کے انکار سے انسان کافر ہو جاتا ہے۔ مگر وحیٔ ولایت کے انکار سے کافر نہیں ہاں قابل مواخذہ ہوتا ہے اور اگر مخالفت میں ترقی کرتا جائے تو سلب ایمان تک نوبت پہنچتی ہے۔ یہی مذہب ائمہ سلف کا ہے چنانچہ حضرت سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی کتاب غنیۃ الطالبین میں یہی فرق نبوّت اور ولایت میں قائم کرتے ہیں +

والفرق بین النبوّۃ والولایۃ ان النبوۃ کلام ینفصل من اللہ تعالیٰ ووحی معہ بروح من اللہ ھذا ھو الذی یلزم تصدیقہ ومن ردہ فھو کافر لانہ راد لکلام اللہ عزوجل و اما الولایۃ فھی لمن تولی اللہ عزوجل حدیثہ علی طریق الالھام فاوصلہ الیہ فالکلام

للانبیاء والحدیث للاولیاء فمن رد الکلام کفر لانہ رد علی اللہ کلامہ ووحیہ ومن رد الحدیث لم یکفر بل یخیب ویصیر وبالا علیہ ویمیت قلبہ لانہ رد علی الحق ماجاءت بہ محبۃ اللہ تعالیٰ +

ترجمہ ۔ اور فرق نبوت اور ولایت میں یہ ہے کہ نبوت ایک کلام ہے جو اللہ تعالیٰ سے آتا ہے اور اس کے ساتھ وحی ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کی روح (یعنی جبرئیل) کے ساتھ ... یہ وہ ہے جس کی تصدیق لازم ہے ۔ اور جو شخص اس کو رد کرتا ہے وہ کافر ہے کیونکہ وہ اللہ عزّ وجل کے کلام کو رد کرنیوالا ہے ۔ اور ولایت یہ ہے کہ کسی شخص کے لئے اللہ تعالیٰ اپنی حدیث کا الہام کے طور پر متولی ہو پھر اُس کو اس تک پہنچائے .. سو کلام تو انبیاء کے لئے ہے اور حدیث اولیاء کے لئے ۔ پس جو شخص کلام کو رد کرتا ہے وہ کافر ہے کیونکہ وہ اللہ کے کلام اور اس کی وحی کو رد کرتا ہے ۔ اور جو حدیث کو رد کرتا ہے وہ کافر نہیں ہوتا بلکہ وہ خائب ہوتا ہے اور وہ اس پر وبال ہو جاتا ہے اور اس کا دل مبہوت ہو جاتا ہے کیونکہ وہ اللہ پر اس چیز کو رد کرتا ہے جو اللہ کی محبت لائی تھی +

## گیارھواں امتیاز وحی نبوت کتاب کہلاتی ہے وحی ولایت کتاب نہیں کہلاتی

جس قدر امور وحی نبوت کے متعلق ہیں اب تک بیان کر چکا ہوں اور جو جو امتیاز اس کے وحی ولایت سے دکھا چکا ہوں مثلاً یہ کہ وحی نبوت کا نزول خاص ہے ۔ اور وہ ملائکہ کے خاص حفاظت میں نبی تک پہنچائی جاتی ہے ۔ اور یہ مرتبہ معمولی وحی کو حاصل نہیں ۔ خود صاحب وحی نبوت اس کے آنے سے ایک عظیم الشان انقلاب اپنی زندگی میں محسوس کرتا ہے صاحب وحی نبوت اپنی ہی وحی کی پیروی کرتا ہے ۔ اور اس کے لئے کوئی بھی متبوع نہیں ہوتا وحی نبوت دوسری وحی کی تصدیق کرتی ہے ۔ حالانکہ وحی ولایت خود محتاج تصدیق ہوتی ہے ۔ وحی نبوت کے ایک ایک لفظ کی تبلیغ نبی پر واجب ہوتی ہے ۔ اور ان لوگوں کو جن کی طرف وہ وحی بھیجی گئی ہو اس پر ایمان لانا ضروری ہے وحی نبوت تکمیل ہدایت کرتی ہے ۔ اور یا شریعت لاتی ہے یا شریعت میں ترمیم و تنسیخ کرتی ہے ۔ وحی نبوت متلو ہوتی ہے ۔ اور اس کی تلاوت تزکیہ نفس کے لئے ضروری ہوتی ہے ۔ وحی نبوت کا منکر کافر ہوتا ہے یہ تمام امتیاز وحی نبوت کو ایک خاص مرتبہ دیتے ہیں ۔ جن کے لحاظ سے ضروری تھا کہ وہ کوئی الگ نام بھی پائے ۔ سو خدا کے کلام میں اس کا نام کتاب رکھا گیا ہے ۔ کتاب کے

اصل معنے لغت عرب میں ضم الشئی الی الشئی یعنی ایک چیز کا دوسری کے ساتھ ملانا ہے۔ چونکہ لکھنے میں بھی ایک حرف دوسرے حرف کے ساتھ ملایا جاتا ہے۔ اسلئے کتاب لکھنے کو بھی کہتے ہیں۔ اور لکھی ہوئی چیز یعنی مکتوب کے معنی میں اس کا استعمال عام ہوگیا ہے۔ مگر اصل لغت کے لحاظ سے جو چیز خاص طور پر محفوظ کیجائے اس کو بھی کتاب کہدیتے ہیں۔ گو وہ لکھی ہوئی نہ ہو۔ اور اس معنی میں قرآن کریم نے اس لفظ کو استعمال بھی کیا ہے جیسا الا فی کتاب من قبل ان نبرأھا۔ جہاں کتاب سے مراد لوح محفوظ لی گئی ہے اسلئے۔ وہ سب چیزوں کو محفوظ رکھتی ہے۔ یا ولا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین۔ پس قرآن کریم میں جو وحی نبوت کو کتاب کہا گیا ہے۔ تو یا تو اس لحاظ سے ہے کہ اللہ تعالٰی بھی اس کی خاص طور پر حفاظت فرماتا اور اسکو اپنے ایک برگزیدہ بندہ تک پہنچاتا ہے رسول بھی اسکی خاص حفاظت کرتا اور اسکو لوگوں تک پہنچاتا ہے۔ رسول کے پیرو بھی اُسے خاص طور پر اپنے سینوں میں جمع کرتے اور اسکی حفاظت کرتے ہیں۔ اور یا اس لحاظ سے کہ وہ عموماً لکھ بھی لی جاتی ہوگی۔ جہانتک قرآن کریم اور اسلام کی تاریخ سے اس مسئلہ پر روشنی پڑتی ہے۔ ہر کتاب یعنی وحی نبوت کے لئے لکھا جانا ضروری معلوم ہوتا ہے فیھا کتب قیمہ کے لحاظ سے ہمارے سامنے تو ان سب باتوں کا معیار قرآن کریم ہی ہے کہا جائیگا کہ قرآن شریف تو ایک ایسے زمانہ میں نازل ہوا جب انسان لکھنے کے علم کو سیکھ چکا تھا۔ یہ بلا شبہ درست ہے۔ مگر خدا کی حکمت نے اسکے مقابل پر قرآن کریم کو ایک ایسے ملک کے اندر اُتارا جہاں لکھنے کا رواج شاذونادر کے طور پر تھا۔ ان کی اعلٰے سے اعلٰے نظمیں بھی لکھی نہ جاتی تھیں۔ وہ لوگ اُمّی یا ناخواندہ کہلانے میں اپنا فخر سمجھتے تھے۔ اس مقابلہ کو دکھانے کے لئے اللہ تعالٰی نے فرمایا۔ ھو الذی بعث فی الامیین رسولا منھم یتلوا علیھم ایاتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ وہی ہے جس نے اُمّیوں یعنی ان پڑھ ان لکھے لوگوں میں انھیں میں سے (یعنی ایک شخص کو جو لکھنے پڑھنے سے انہی کی طرح ناواقف ہے یہ نہیں کہ باہر سے کوئی خواندہ آدمی اس کے لئے لے آیا ہو) ایک رسول کھڑا کر دیا جو ان پر آیات الٰہی کی تلاوت بھی کرتا ہے۔ اور ان کا تزکیہ بھی کرتا ہے۔ اور ان کو کتاب بھی سکھاتا ہے اور حکمت بھی سکھاتا ہے اُمّیوں میں سے کتاب کے سکھانیوالا پیدا کر دینا عجب شان خداوندی ہے۔ جیسے خطرناک بُت پرستوں

حجر پرستوں شجر پرستوں میں سے ایک ایسا کامل موحد اُٹھا کھڑا کرنا جس کے دل نے سوائے توحید کے کوئی اثر بچپن سے قبول ہی نہ کیا ہو۔ غرض عرب میں باوجود پڑھنے اور لکھنے کا رواج نہ ہونے کے سب سے پہلی وحی جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوتی ہے۔ وہ بتاتی ہے۔ کہ آپ کو قرآن کریم کے ایک ایک حرف کی ابتدا سے ہی قرأت یعنی سینوں اور قلم یعنی کتابت کے ذریعہ سے محفوظ کر لینے کی ہدایت تھی۔ چنانچہ سب سے پہلے تو فرمایا اقرأ اور یہی حق تھا جبتک پہلے قرأت نہ ہو گی کتابت نہیں ہو سکتی۔ اور آخر پر فرمایا۔ الذی علم بالقلم۔ قلم کے ذریعہ سے علوم سکھائے۔ تو گویا ایک طرف یہ اشارہ تھا کہ قرأت میں اُس کو محفوظ کر لو۔ اور دوسری طرف یہ کہ قلم کے ذریعہ سے بھی اسکو محفوظ کر لو۔ چنانچہ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ابتدا سے ہی ان دونوں طریق حفاظت سے قرآن کریم کی کامل حفاظت کی بنیاد رکھ دی ✦

دوسرے انبیاء کو کس طرح اپنی وحی کے محفوظ کرنے کا حکم ہوتا تھا وہ کیا کرتے تھے اِس پر میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ لیکن جو طریق اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں بتایا ہے اِس سے یہ قیاس ہوتا ہے کہ پہلے انبیاء کو بھی اپنی وحی کتاب یعنی لکھی ہوئی صورت میں لانے کا حکم ہوتا ہو گا۔ بہرحال اس سے ہمیں بحث نہیں۔ خواہ انبیاء کی وحی کو کتاب اِسلئے کہا گیا کہ وہ لازماً لکھی بھی جاتی تھی۔ اور خواہ اِسلئے کہ وہ بہرحال ایسی محفوظ کیجاتی تھی جیسے ایک کتاب محفوظ ہوتی ہے۔ گو کامل حفاظت کے نشان کو اللہ تعالیٰ نے سب سے آخری کتاب کے لئے مخصوص کر دیا تھا۔ اور اس کامل کتاب کا امتیاز چاہتا تھا۔ کہ دوسری کتب میں کم و بیش تغیر و تبدّل یا تحریف راہ پا جائے۔ بہرحال اس میں شبہ نہیں کہ وحی نبوّت کو اللہ تعالےٰ خاص حفاظت سے بھیجتا۔ جبرئیل خاص حفاظت سے لاتا نبی خاص حفاظت سے اُسے لوگوں تک پہنچاتے۔ اور بالآخر لوگوں کو خاص طور پر حکم ہوتا ہے کہ وہ اُسے محفوظ رکھیں اور اسلئے ممکن ہے کہ کوئی ایسی بھی کتاب (وحی نبوّت) دُنیا میں ہُوئی ہو۔ جو نہ لکھی گئی ہو اللہ تعالےٰ ہی بہتر جانتا ہے پس ہو سکتا ہے کہ وحی نبوّت کا نام کتاب اس لحاظ سے رکھ دیا کہ وہ لازماً لکھی جاتی ہے اور ہو سکتا ہے کہ اس لحاظ سے اس کا نام کتاب رکھ دیا کہ وہ خدا تعالیٰ کی ہدایات کو اپنے اندر جمع رکھتی ہے۔ کیونکہ کتب کے معنی جمع کے اصل لغت میں میں دکھا چکا ہوں۔ اور ہو سکتا ہے کہ اس لحاظ سے اس کا نام کتاب رکھ دیا۔ کہ اس وحی کی حفاظت کا خود اللہ تعالےٰ اس کے ملائکہ اس کا رسول اُس کے سچے پیرو خاص طور پر اہتمام کرتے ہیں۔ مگر اس میں شبہ نہیں کہ وحی نبوّت کا نام

کتاب کہا ہے اور اسی لیئے ہر نبی کے لیئے کتاب کا لانا ایک لازمی امر قرار دیا ہے۔ مگر اُمتی کی وحی کو کتاب کے نام سے موسوم نہیں کیا۔

**قرآن کی شہادت کہ ہر نبی کتاب لاتا ہے۔** اب ذیل میں چند آیات قرآنی پیش کرتا ہوں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے ہر نبی کو کتاب کے دیا جانے کا ذکر فرمایا ہے۔ سورہ حدید (آیت ۲۵) میں ہے۔ لقد ارسلنا رسلنا بالبیّنٰت و انزلنا معھم الکتاب والمیزان لیقوم الناس بالقسط۔ ہم نے اپنے رسُولوں کو دلائل کے ساتھ بھیجا۔ اور اُن کے ساتھ کتاب اور میزان اُتاری تاکہ لوگ انصاف پر قائم ہوں۔ یہ آیت اِس بات پر قطعی شہادت ہے۔ کہ ہر رسُول کے ساتھ کتاب اُتاری گئی۔ انزلنا معھم کے لفظ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ہر نبی کو کتاب دی گئی۔ یہ نہیں کہ نبی تو بغیر کتاب کے آیا اور آگے اسکو کسی نبی کی بنی بنائی کتاب مل گئی۔ جو غالباً کسی حد تک محرّف بھی ہو چکی تھی۔ مثلاً انبیاء بنی اسرائیل میں جو حضرت موسےٰ کے بعد آئے یہ کہنا کہ وہ کتاب نہیں لائے بلکہ اُن کی کتاب تورات ہی تھی۔ میں پوچھتا ہوں کہ کیا اللہ تعالےٰ ایک محرّف مبدّل کتاب کو اپنی طرف منسوب کرکے یہ کہہ سکتا تھا کہ ہم نے فلاں نبی کے ساتھ تورات اُتاری۔ اور جو کتاب اُتاری جو پہلے ہی محرّف مبدّل تھی۔ تو اب دوسرے لوگ اس سے کیا فائدہ اُٹھائیں گے۔

پھر سورہ بقرۃ میں فرمایا۔ کان النّاس امۃ واحدۃ فبعث اللہ النبیّٖن مبشّرین و منذرین و انزل معھم الکتاب بالحقّ لیحکم بین النّاس فیما اختلفوا فیہ۔ سب لوگ ایک ہی گروہ ہیں۔ سو اللہ تعالیٰ نبیوں کو مبعوث کرتا رہا ہے بشارتیں دیتے ہوئے اور ڈراتے ہوئے۔ اور اُن کے ساتھ حق کے ساتھ کتاب اُتارتا رہا ہے تاکہ فیصلہ کرے اُن لوگوں میں اُن باتوں میں جن میں وہ اختلاف کرتے ہیں۔ اب ظاہر ہے کہ یہاں اللہ تعالیٰ نے ایک قاعدہ کلیّہ بیان فرمایا ہے۔ اور اِس قاعدہ کلیّہ میں نبیوں کے ساتھ کتابوں کے نازل کرنے کا بھی ذکر فرمایا۔ اس سے بڑھ کر اور کیا صفائی ہو سکتی ہے۔ کہ پہلے مقام پر رسُولوں کے ساتھ کتاب نازل کرنے کا ذکر فرمایا۔ یہاں نبیوں کے ساتھ کتاب نازل کرنے کا ذکر فرمایا۔ یہ ہر دو مقامات قطعی طور پر ثابت کرتے ہیں۔ کہ ہر نبی اور رسُول کے ساتھ جو اصلاح خلق کے لئے مامور ہوا کتاب بھی نازل کی گئی۔ مگر کتاب کے ان معنوں کو یاد رکھنا چاہیئے۔ جو میں اوپر بیان کر چکا ہوں

ہر نبی کی کتاب صرف وہ وحی نبوت ہے۔ جو اس پر ہدایت خلق کے لئے نازل ہوئی۔ خواہ وہ بر نگ شریعت ہو یا صرف تزکیۂ نفوس کے لئے ہدایات اور کسی قسم کی اوامر و نواہی اپنے اندر رکھتی ہو۔ جن لوگوں نے کتاب سے لازماً شریعت مراد لے لی ہے۔ اُن کو بیشک اِس آیت کے سمجھنے میں دِقت پیش آئی ہے۔ مگر کتاب سے مراد لازماً شریعت نہیں بلکہ شریعت کتاب کا ایک حصہ ہوتی ہے۔ بعض انبیاء پر شریعت نازل ہوئی بعض پر نہیں لیکن اسمیں شبہ نہیں کہ کچھ نہ کچھ رسالات اور پیغام ہر نبی اپنے رب کی طرف سے لاتا ہے۔ پس جو اُس کی رسالات ہوتی ہیں وہی درحقیقت اُس کی کتاب کہلاتی ہے +

تیسری آیت سورۂ انعام کی ہے۔ ووھبنا لہ اسحٰق ویعقوب کلا ھدینا ونوحا ھدینا من قبل ومن ذریتہ داود وسلیمن وایوب ویوسف وموسیٰ وھارون وکذالک نجزی المحسنین ۰ وزکریا ویحیی وعیسی والیاس کلا من الصلحین ۰ واسمعیل والیسع ویونس ولوطا کلاً فضلنا علی العالمین .... اولئک الذین اتینھم الکتاب والحکم والنبوۃ۔ اور اسے (یعنی ابراہیم کو) ہم نے اسحاق اور یعقوب دیئے سب کو ہدایت دی۔ اور نوحؑ کو ہم نے اِس سے پہلے ہدایت دی۔ اور اُس کی نسل سے داؤد اور سلیمان اور ایوبؑ اور یوسف اور موسیٰ اور ہارون (کو ہدایت دی) اور اِسی طرح ہم محسنوں کو جزا دیتے ہیں۔ اور زکریا اور یحییٰ اور عیسےٰ اور الیاس (کو ہدایت دی) اور سب صالحین میں سے تھے۔ اور اسمٰعیلؑ اور الیسعؑ اور یونسؑ اور لوطؑ (کو ہدایت دی) اور سب کو ہم نے لوگوں پر فضیلت دی .... یہ وہ لوگ ہیں جن کو ہم نے کتاب اور حکم اور نبوّت دی (آیت ۸۵-۹۰) اب یہاں حضرت ابراہیمؑ سمیت کُل اٹھارہ نبیوں کا ذکر فرمایا۔ جن میں سے حضرت نوحؑ اور ابراہیمؑ بھی ہیں جو اپنے اپنے وقت میں اپنی اپنی قوم کی طرف بھیجے گئے۔ حضرت ابراہیمؑ اور حضرت موسیٰؑ کے درمیانی نبی بھی ہیں۔ جیسے اسحاقؑ۔ یعقوبؑ۔ یوسفؑ۔ اسمٰعیلؑ۔ بنی اسرائیل کا بڑا صاحب شریعت نبی موسیٰ بھی ہے۔ اور آپ کے شریک نبوّت الامر حضرت ہارونؑ بھی ہیں۔ حضرت موسیٰؑ کے بعد کے نبی بھی ہیں۔ جیسے داؤدؑ اور سلیمانؑ اور ایوبؑ اور زکریا اور یحیےٰ اور عیسےٰ۔ غرض ہر قسم کے نبیوں کا ذکر یعنی صاحب شریعت غیر صاحب شریعت الگ الگ قوموں کی طرف مبعوث ہونے والے اور ایک ہی قوم کی طرف کئی نبی آنے والے الگ الگ وقتوں میں نبی۔ اور ایک ہی

وقت میں آئیں گے نبی۔ غرض اِن سب قسم کے انبیاء کا ذکر کر کے فرمایا کہ ان سب کو ہم نے کتاب دی تھی۔ اور سب کو حکم دیا تھا۔ اور سب کو نبوت دی تھی۔ اب یہ تو ظاہر ہے کہ حکم اور نبوت ہر ایک نبی کو ملی۔ یہ نہیں کہ کسی پہلے نبی کا حکم اور کسی پہلے نبی کی نبوت کسی بعد میں آنیوالے نبی کو ملی ہو۔ اسی طرح پر کتاب بھی ضروری ہے کہ ہر ایک نبی کو ملی ہو۔ یہ نہیں ہوسکتا کہ ایک ہی کتاب سب کو ملی ہو۔ نہ یہ ہوسکتا ہے کہ بعض کو کتاب ملی ہو اور بعض کو نہ ملی ہو۔ نہ یہ ہوسکتا ہے کہ بعض کو خدا نے اپنی وحی سے کتاب دی ہو اور بعض کو کوئی پہلی کتاب ہی دیدی ہو۔ ایک ہی کتاب تو اسلئے نہیں کہ جو کتاب مثلاً حضرت موسیٰؑ کو ملی وہ حضرت ابراہیمؑ کو نہیں ملی۔ خود قرآن کریم نے صحفِ ابراہیمؑ و موسیٰؑ کا الگ الگ ذکر فرمایا ہے۔ نہ یہ ہوسکتا ہے کہ جو کتاب یوسفؑ کو ملی وہی اسمٰعیل کو ملی ہو۔ اور بعض کو ملنا اور بعض کو نہ ملنا اسلئے نہیں ہوسکتا کہ اس صورت میں یہ بیان سراسر ناقص ٹھہرتا ہے۔ ایسی صورت میں تو پھر یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ شاید ان میں سے بعض کو نبوت ملی ہو بعض کو نہ ملی ہو۔ جس طرح نبوت ملی اسی طرح کتاب ملی۔ اس سے کیسی صفائی سے ثابت ہوتا ہے کہ کتاب اصل میں وحیِ نبوت کا ہی نام ہے۔ اور یہ بھی نہیں ہوسکتا کہ بعض کو تو خدا نے اپنی طرف سے بذریعۂ وحی کتاب دی ہو۔ اور دوسروں کو کسی پرانی کتاب پر عمل کرنے کے لئے کہہ دیا ہو۔ اور اسکو بھی کتاب کا دینا ہی قرار دیدیا ہو۔ اسلئے کہ نبی کو جس کتاب کے دیئے جانے کا ذکر ہے وہ کتاب محرّف و مبدّل نہیں ہوسکتی۔ ورنہ نبی کو اس کا دیا جانا بمعنیٰ ہے جب ایک خدا سے علم اور روشنی پانے والا انسان بھی ایک محرّف مبدّل کتاب کو ہاتھ میں لے کر یہی یہ کہہ سکتا ہے کہ یہ کتاب خدا نے مجھے دی ہے تو پھر امن اُٹھ جاتا ہے۔ اور دوسری دِقت یہ ہے کہ سارا جھگڑا تو بنی اسرائیل کے اُن نبیوں کے بارے میں ہے جو حضرت موسیٰؑ کے بعد آئے لیکن ان نبیوں میں پھر بعض ایسے بھی ہیں جن کی کتابوں کا ذکر صاف طور پر خود قرآن کریم نے فرمایا۔ جیسے حضرتِ داؤد اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام۔ اب اگر حضرت موسیٰ کے سب پیچھے آنے والے نبیوں کو توریت ہی ملی تھی تو پھر داؤدؑ اور مسیحؑ کی کیا خصوصیت۔ اور جب دو نبیوں کو جو حضرت موسیٰؑ کے بعد آئے الگ الگ کتابیں مل گئیں تو پھر باقی کے لئے کونسا امر مانع ہے۔ یا تو کسی کو بھی سوائے توریت کے کوئی کتاب نہ ملتی۔ اور یا اگر بعض کو ملی تو بعض دوسرے کس بنا پر محروم رہ سکتے ہیں۔ پھر تیسری بات یہ ہے کہ قرآن کریم نے تو جس طرح صاف لفظوں میں یہاں اٰتینٰھم الکتاب کہا۔ اسی طرح اس کی توضیح حضرتِ داؤدؑ کے معاملہ میں ان الفاظ سے کی۔ واٰتینا داود زبورا

اور ہم نے داؤدؑ کو زبور دی جس سے معلوم ہؤا کہ جو کتاب داؤدؑ کو خدا نے دی تھی وہ توریت نہ تھی بلکہ وہ زبور تھی۔ اور حضرت مسیحؑ کے معاملہ میں فرمایا۔ واٰتینٰہ الانجیل۔ اُس کو ہم نے انجیل دی جس سے معلوم ہؤا کہ وہ کتاب جس کے یہاں عیسےٰ کو دیئے جانے کا ذکر ہے وہ توریت نہیں بلکہ انجیل تھی۔ اور سارے قرآن شریف کو پڑھ جاؤ کہیں نہیں پاؤ گے کہ مسیحؑ کو یا داؤدؑ کو ہم نے توریت دی تھی یا ان پر توریت نازل کی تھی۔ بلکہ مسیحؑ کو انجیل اور داؤدؑ کو زبور دینے کا ہی ذکر پاؤ گے۔ مسیحؑ کے متعلق بھی توریت کا لفظ آیا ہے مگر یہ نہیں کہ توریت ہم نے اسکو دی بلکہ ویعلمہ الکتاب والحکمۃ والتوراۃ والانجیل۔ یعنی کتاب اور حکمت اور توریت اور انجیل کا اسکو علم دیا۔ وہ علم جو اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے نبیوں کو عطا فرماتا ہے۔ تو انجیل کے تو مسیحؑ کو دینے کا ذکر ہے۔ مگر توریت کے دینے کا ذکر نہیں۔ زبور کے تو داؤد کو دینے کا ذکر ہے مگر توریت کے دینے کا نہیں پس معلوم ہؤا آیت مذکورہ بالا میں جن نبیوں کو کتابیں دینے کا ذکر ہے وہ کتابیں وہی تھیں جو علیحدہ طور پر خدا نے ہر ایک نبی کو دی تھیں +

میں یہاں اس غلط فہمی کو بھی رفع کرنا چاہتا ہوں جو ممکن ہے پیدا کی جائے۔ کہ توریت یا قرآن کریم کے سب لوگوں کو دینے کا یا سب کی طرف اُتارے جانے کا بھی ذکر ہے۔ یہ صحیح ہے مگر کیا کوئی عقلمند انسان کہہ سکتا ہے کہ قرآن نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف اسی طرح اُتارا گیا تھا جس طرح مسلمانوں کی طرف اُتارا گیا ہے۔ نبی پر جب کتاب نازل ہو یا نبی کو کتاب دی جائے تو اس سے مراد اللہ تعالیٰ کی طرف سے بذریعہ وحی اس کتاب کا ملنا ہوتا ہے پھر ہر رسُول کی اُمّت چونکہ اُس کتاب پر عمل کی پابند ہوتی ہے۔ اسلئے اس کتاب کا اس کی اُمّت کو دیا جانا بھی ایک محاورہ ہے جو درحقیقت مجاز کا رنگ ہے اُمّت کو کتاب کے دینے کے یہ معنے ہیں کہ کسی رسول پر وہ کتاب اُتاری گئی۔ اور اس رسُول کے ذریعہ سے اُس کی اُمّت کو پہنچائی گئی۔ مگر رسُول یا نبی کو کتاب دینے یا اُس کی طرف کتاب اُتارنے کے یہ معنے نہیں۔ بلکہ اس سے مراد بذریعہ وحی خدا سے اس کتاب کا پانا ہے۔ طوالت کے خوف سے میں انہی تین آیات پر اکتفا کرتا ہوں جو اسبات کو ثابت کرنے کے لئے نہ صرف کافی ہیں۔ بلکہ ایک قطعی اور یقینی نتیجہ پر پہنچاتی ہیں کہ درحقیقت خدا کے نبی جب آتے ہیں۔ تو وہ کتاب بھی ساتھ لاتے ہیں۔ یا بالفاظ دیگر اللہ تعالےٰ اُن کی وحی کو وہ عظمت عطا فرماتا ہے کہ ان کی وحی نبوّت کا نام کتاب رکھنا ہے۔ مگر اُمتی کی وحی کا نام کتاب نہیں رکھا جا سکتا +

**مسیح موعود کی شہادت کہ ہر نبی کتاب لاتا ہے**

حضرت مسیح موعودؑ کے کلام میں کثرت سے اسبات کی تائید ملتی ہے کہ آپ نبی کے لئے کتاب کا لانا ضروری خیال فرماتے تھے۔ اور بڑی صراحت سے اسبات کو بار بار بیان فرمایا ہے مثلاً سب سے بڑی دلیل جو مسیح اسرائیلی کے دوبارہ آنے کے خلاف آپ نے بار بار پیش کی ہے۔ وہ یہ ہے کہ اگر وہ مسیح آجائے تو پھر قرآن کے بعد ایک کتاب بھی آئیگی مثلاً اوّل تو ایک جگہ ازالہ اوہام صفحہ ۵۸۵ پر فرمایا:۔

"اگر وہی مسیح رسول اللہ صاحب کتاب آجائیں گے جن پر جبرئیل نازل ہوا کرتا تھا"۔

اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپ مسیح کو صاحب کتاب نبی سمجھتے تھے۔ اور اسکی کتاب توریت کو نہیں بلکہ اس وحی کو سمجھتے تھے۔ جو ان پر بذریعہ جبرئیل نازل ہوئی +

پھر صفحہ ۵۷۵ پر لکھتے ہیں:۔

"کیونکہ اس پر اُس وحی کا اتباع فرض ہوگا جو وقتاً فوقتاً اُس پر نازل ہوگی۔ جیسا کہ رسولوں کی شان کے لائق ہے۔ اور جبکہ وہ اپنی ہی وحی کا متبع ہوا اور جو نئی کتاب اُس پر نازل ہوگی اُسی کی اُسنے پیروی کی تو پھر وہ اُمتی کیونکر کہلائیگا" +

اسی صفحہ پر آگے چل کر پھر لکھا ہے:۔

"اب یہ سیدھی بات ہے کہ جب حضرت مسیح ابن مریم نازل ہوئے۔ اور حضرت جبرئیل لگے تار آسمان سے وحی لانے لگے اور وحی کے ذریعہ سے انہیں تمام اسلامی عقائد اور صوم اور صلوٰۃ اور زکوٰۃ اور حج اور جمیع مسائل فقہ کے سکھلائے گئے تو پھر بہرحال یہ مجموعہ احکام دین کا کتاب اللہ کہلائیگا"+

اس سے بھی وہی بات ثابت ہوتی ہے کہ خواہ موجودہ احکام ہی بذریعہ جبرئیل وحی نبوت سکھائے جائیں تو یہ ایک نئی کتاب اللہ ہوگی حالانکہ اُمتی جو بذریعہ اجتہاد اُنہی مسائل کو قرآن کریم سے سیکھتا ہے۔ یا الہاماً بھی بعض امور میں اس پر روشنی ڈالی جاتی ہے تو بھی یہ الہام اس کے کتاب اللہ نہیں کہلاتے"+

پھر اسی مضمون میں صفحہ ۵۷۹ پر لکھتے ہیں:۔

"اور اگر وحی نبوت سے ان کو یہ تمام علم دیا جائیگا۔ تو بلاشبہ جس کلام کے ذریعہ سے یہ تمام تفصیلات اُن کو معلوم ہونگی وہ بوجہ وحی رسالت ہونے کے کتاب اللہ کہلائیگی"+

یہاں صرف وحی رسالت کو ہی کتاب اللہ ہونے کی وجہ قرار دیا گیا ہے۔ پس ہم کیس طرح

مان لیں کہ دنیا میں نبی آتے تھے اور اس کے ساتھ وحی نبوت کوئی نہ ہوتی تھی۔ اور اگر نبی کے ساتھ وحی نبوت کا ہونا لازمی ہے جس کے بغیر وہ نبی ہی نہیں تو پھر وہی اس کی وحی کتاب اللہ بھی ہوئی۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود نے یہاں بالصراحت لکھا ہے +

اب میں ازالہ اوہام کو چھوڑ کر اس کے بعد کی تحریرات سے دکھاتا ہوں کہ ہر نبی کے لئے الگ ہدایت کا آنا۔ جو براہ راست خدا سے ملتی ہے۔ نہ کسی نبی کے اتباع سے اور الگ کتاب کا ہونا جو درحقیقت اسی ہدایت یا وحی کا دوسرا نام ہے حضرت مسیح موعود نے صاف طور پر مانا ہے +

"حدیثوں میں مسیح موعود کے بارہ میں نبی کا نام دیکھ کر یہ سمجھا جائے۔ کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی ہیں کیونکہ انہی حدیثوں میں اگرچہ آنیوالے عیسیٰ کا نام نبی رکھا گیا ہے۔ مگر اس کے ساتھ ایک ایسی شرط لگا دیگئی ہے۔ کہ اس شرط کے لحاظ سے ممکن ہی نہیں کہ اس نبی سے مراد حضرت عیسیٰ اسرائیلی ہوں۔ کیونکہ باوجود نبی نام رکھنے کے اس عیسیٰ کو انہی حدیثوں میں اُمتی بھی قرار دیا ہے اور جو شخص اُمتی کی حقیقت پر نظر غور ڈالیگا وہ بہداہت سمجھ لیگا۔ کہ حضرت عیسیٰ کو اُمتی قرار دینا ایک کفر ہے۔ کیونکہ اُمتی اسکو کہتے ہیں۔ کہ جو بغیر اتباع آنحضرت صلعم اور بغیر اتباع قرآن شریف محض ناقص اور گمراہ اور بے دین ہو اور پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی اور قرآن شریف کی پیروی سے اسکو ایمان اور کمال نصیب ہو اور ظاہر ہے کہ ایسا خیال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت کرنا کفر ہے۔ کیونکہ گو وہ اپنے درجہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کیسے ہی کم ہوں۔ مگر نہیں کہہ سکتے۔ کہ جب تک وہ دوبارہ دنیا میں آکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں داخل نہ ہوں تب تک نعوذ باللہ وہ گمراہ اور بے دین یا ناقص ہیں اور اُن کی معرفت ناتمام ہے پس میں اپنے مخالفوں کو یقیناً کہتا ہوں کہ حضرت عیسیٰ اُمتی ہرگز نہیں ہیں گو وہ بلکہ تمام انبیاء آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سچائی پر ایمان رکھتے تھے۔ مگر وہ اُن ہدایتوں کے پیرو تھے جو اُن پر نازل ہوئی تھیں۔ اور براہ راست خدا نے اُن پر تجلّی فرمائی تھی۔ یہ ہرگز نہیں تھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی روحانی تعلیم سے وہ نبی بنے تھے۔ تا وہ اُمتی کہلاتے۔ اُن کو خدا تعالےٰ نے الگ کتابیں دی تھیں اور اُن کو ہدایت تھی کہ اُن کتابوں پر عمل کریں اور کرادیں۔ جیسا کہ قرآن شریف اس پر گواہ ہے" +

ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۹۲ و ۱۹۳

"قولہ تعالیٰ اذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما آتیتکم من کتاب و حکمۃ

ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ ۔ یعنے یاد کر جب خدا نے تمام رسولوں سے عہد لیا کہ جب میں تمہیں کتاب اور حکمت دوں گا ۔ اور پھر تمہارے پاس آخری زمانہ میں میرا رسول آئیگا جو تمہاری کتابوں کی تصدیق کریگا تمہیں اس پر ایمان لانا ہوگا اور تمہیں اُسکی مدد کرنی ہوگی ۔ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۳۰

چشمۂ معرفت صفحہ ۲۵۳ و ۲۵۴ پر قرآن کریم کی آیت وکذالك انزلنا الیك الكتٰب فالذین اٰتینٰھم الکتاب یؤمنون بہ ومن ھؤلاء من یؤمن بہ وما یجحد بایٰتنا الا الکافرون کی تفسیر فرماتے ہوئے لکھتے ہیں :۔

"اور اے پیغمبر جس طرح اگلے پیغمبروں پر ہم نے کتابیں اُتاری تھیں اسی طرح تجھ پر یہ کتاب اُتاری ہے ۔ پس جن کو تجھ سے پہلے ہم نے کتاب دی ہے اُن کے سمجھدار اور سعید لوگ اس پر ایمان لاتے ہیں" ۔

اور چشمۂ معرفت حصہ دوئم کے صفحہ ۵ پر ہے :۔

"اور ہم اُن کتابوں پر ایمان لاتے ہیں جو دُنیا کے کُل نبیوں کو اُن کے ربّ کی طرف سے دی گئی تھیں" ۔

درحقیقت یہ ایک ایسی کُھلی اور ظاہر بات ہے کہ ہر نبی کے لئے کتاب کا لانا ضروری ہے کہ معمُولی فکر سے بھی کام لے کر انسان اس کا انکار نہیں کر سکتا ۔ نبی یا رسُول کا آنا چار چیزوں کو چاہتا ہے بھیجنے والا یعنی اللہ تعالےٰ ہے جس کو بھیجا گیا ہے وہ نبی رسول ہے جنکی طرف بھیجا گیا وہ اسکی اُمّت ہے اور جو چیز دیکر بھیجا گیا وہ اُسکی کتاب ہے ۔ وہی رسالات ہیں جن کا پہنچانا ہر نبی پر فرض ہے ۔ اُمّتی اگر اصلاح کے لئے منجانب اللہ کھڑا بھی کیا جائیگا تو وہ اُسی کتاب کی طرف بُلائیگا جس پر چلکر خود اُس نے کمال کو حاصل کیا ہے اسلئے اس کی کتاب کوئی نہیں ہوگی ۔ وہ رسالات کوئی نہیں لائیگا ۔ بلکہ اس کا کام محض تجدید ہوگا یعنی ایک کتاب جو بالکل سچّی اور منجانب اللہ موجود ہے ۔ اسمیں کسی قسم کا نقص نہیں کوئی تحریف نہیں ہوئی ۔ اُسی کی طرف بُلانا اس کا کام ہوگا ۔ پس کتاب نبی کے لیئے لازمی ہے اس کے بغیر نبی نبی نہیں ۔ کیونکہ وحی نبوّت ہی درحقیقت کتاب ہے ، اور جس کو وحی نبوّت نہ ملی ہو وہ نبی نہیں پس جس کے پاس کتاب نہ ہو وہ نبی نہیں ۔ اور اُمّتی کے پاس کتاب ہو نہیں سکتی ۔ کیونکہ اگر اس کے پاس کتاب ہو اور کتاب منجانب اللہ ہدایت کا نام ہے جو اصلاح خلق کے لیئے دیجاتی ہے ۔ تو جب کتاب اور وحی نبوّت ایک چیز ہے تو وحی نبوّت پانے والا نبی ہوا نہ کہ اُمّتی اور اسکی کتاب پہلی کتاب کی تکمیل کرنیوالی ہوگی ۔

جس سے معلوم ہو کہ پہلی کتاب ناقص تھی۔ اُسکی تکمیل کے لئے بعد میں کسی اور نبی کو کتاب دی گئی۔ پس کم از کم اُمتی کو صاحبِ کتاب بنانے کے لئے پہلی کتاب کو ناقص قرار دینا پڑیگا۔ اور جو شخص قرآن کریم کو ناقص قرار دیتا ہے۔ وہ مسلمان نہیں۔ علاوہ ازیں ائمۂ سلف کا یہی مذہب رہا ہے کہ ہر نبی کے لئے ضروری ہے کہ وہ کوئی کتاب یا صحیفہ لاوے۔ چنانچہ مطالب عالیہ میں امام رازی فرماتے ہیں:-

"ثم ختم السورۃ بقوله ان هذا لفی الصحف الاولی صحف ابراهیم وموسیٰ والمعنی ان کل من جاء من الانبیاء فانزل الله کتابا او صحیفة"۔ ترجمہ پھر اللہ تعالیٰ نے ختم کیا اِس سُورۃ کو اپنے اس قول سے ان هذا لفی الصحف الاولی صحف ابراهیم وموسیٰ۔ اور اس کے معنے یہ ہیں کہ ہر ایک جو انبیاء میں سے آیا تو اللہ تعالیٰ نے کوئی کتاب یا صحیفہ بھی اُتارا۔

**وہ نبی جن کی کتابوں کا پتہ نہیں** بعض لوگ اس کے بالمقابل یہ عذر پیش کرتے ہیں۔ کہ اگر یہ صحیح ہے کہ ہر نبی کے لئے کتاب کا ہونا ضروری ہے تو پھر بتاؤ کہ یحییٰ کی کتاب کہاں ہے۔ میں نے تو قرآن کریم سے ثابت کر دیا کہ عام طور پر ہر نبی کے لئے کتاب کا لانا شرط قرار دیا ہے۔ پھر اٹھارہ نبیوں کا نام لے کر جن میں حضرت موسیٰ کے بعد کے اسرائیلی نبی بھی ہیں٭ بتا دیا کہ ان سب کو ہم نے کتاب دی تھی۔ پھر حضرت مسیح موعود کے اقوال سے دکھا دیا۔ کہ آپ ہر نبی کے وحی نبوّت کو اُس کی کتاب مانتے ہیں۔ اور ہر نبی کے لئے کتاب کا لانا لازمی قرار دیتے ہیں عقلاً بھی اسبات کو ثابت کر دیا۔ ائمہ سلف کا قول بھی نقل کر دیا۔ اب یہ مطالبہ کہ جب تک فلاں نبی کی کتاب کا ثبوت نہ دو اس وقت تک یہ اصول باطل ہے خلاف عقل ہے مثلاً قرآن کریم نے ایک اصول باندھا کہ ان من امة الا خلا فیها نذیر۔ ہر قوم میں نبی گذرا ہے اب صرف اس اصول کو ہاتھ میں لے کر ہم مانتے ہیں کہ خواہ کسی قوم کے نبی کا نام ہمیں معلوم ہو یا نہ ہو یا یقیناً ہم اسے نبی کہہ سکیں یا نہ کہہ سکیں۔ یہ ضروری ہے کہ ہر قوم میں نبی آیا ہو اگر ہم یہ نہیں بتا سکتے کہ جاپان میں کون نبی ہُوا۔ افریقہ میں کون نبی ہُوا۔ تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہاں نبی ہُوا ہی نہیں۔ اسیطرح کسی نبی کی کتاب موجود نہ ہونے سے یہ نتیجہ کہاں نکلتا ہے۔ کہ وہ نبی کتاب لایا تھا صحف ابراہیم کا ذکر تو قرآن میں موجود ہے۔ مگر کون بتا سکتا ہے کہ وہ صحف کہاں ہیں۔ اور اگر حضرت نوحؑ کی کتاب کا ذکر قرآن کریم میں نہیں۔ تو کیا ہم کہیں گے کہ نوح کوئی کتاب نہ لائے تھے پھر

٭ ان میں یحییٰ کا نام بھی ہے۔

حضرت یحییٰ کی کتاب اگر بالفرض موجود نہ ہو تو اس پر کیا اعتراض جب انکے بھائی مسیح کی کتاب موجود ہے اور وہ دونوں ایک ہی حیثیت اسرائیلی سلسلہ انبیاء میں رکھتے ہیں۔ حتے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کو آسمان پہ ایک ہی مقام پر دیکھا۔ پھر اگر ان میں سے ایک کی کتاب ہو سکتی ہے تو دوسرے کے لئے کیا مانع ہے۔ بلکہ اگر سارے سلسلہ انبیاء بنی اسرائیل میں جو حضرت موسیٰ کے بعد آئے ہم ایک کی بھی کتاب دکھادیں تو قاعدہ کلیہ کا ثبوت بھی کافی ہے۔ کیونکہ سب کی حیثیت شریعت موسوی کے لحاظ سے ایک تھی۔ اور بہت سے نبیوں کی کتابیں جن کا ذکر قرآن شریف میں ہے مجموعہ بائیبل میں موجود ہیں +

**بنی اسرائیل میں بلا کتاب نبیوں کے آنے کی تشریح**

ایک اور بات اس کے خلاف کہی جاتی ہے۔ اور وہ یہ کہ حضرت مسیح موعودؑ نے کہیں لکھا ہے کہ بنی اسرائیل میں صدہا ایسے نبی آئے جن کے ساتھ نئی کتاب نہ تھی۔ اور یہ بھی کہیں آپ کی ڈائری میں ہے کہ بنی اسرائیل میں بعض ایسے نبی بھی آتے رہے جو صرف پیشگوئیاں کرتے تھے۔ ان دونوں باتوں کی تطبیق کرنی چاہئیے بالخصوص جبکہ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ کی اگر پہلی تحریروں میں نبی کیلئے کتاب کا ہونا ضروری قرار دیا ہے تو بعد کی تحریروں میں بھی ضروری قرار دیا ہے۔ اور جو حوالہ انکار کا دیا جاتا ہے وہ کتاب شہادت القرآن کا ہے جو بہرحال اس زمانہ کی ہے جب کہا جاتا ہے کہ آپ نبوت کے اصل مفہوم کو ابھی نہ سمجھتے تھے۔ پھر اس زمانہ کا حوالہ پیش کرنے کا فائدہ۔ یا یہ کہا جائیگا کہ آپکے ذہن میں نبوت کے متعلق عجیب قسم کی گڑبڑ تھی کبھی کچھ کہتے تھے کبھی کچھ نعوذ باللہ من ذالک اگر ہم حضرت مسیح موعودؑ کی اصل عبارت کو دیکھیں تو خود بخود تطبیق ہو جاتی ہے شہادت القرآن کے صفحہ ۴۴ و ۴۵ پر ذیل کی عبارت ہے +

"مجددوں اور روحانی حکیموں کی اس اُمت میں ایسی ہی ضرورت ہے جیسا کہ قدیم سے انبیاء کی ضرورت پیش آتی رہی ہے + اس سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نبی مرسل تھے اور اُن کی توریت بنی اسرائیل کی تعلیم کے لئے کامل تھی٭ . . . لیکن باوجود اس کے بعد توریت کے صدہا ایسے نبی بنی اسرائیل میں سے آئے کہ کوئی نئی کتاب ان کے ساتھ نہیں تھی بلکہ

---

٭ یہاں توریت کو بنی اسرائیل کی تعلیم کے لئے کامل کہا ہے اس کا یہ منشاء نہیں کہ توریت ہر رنگ ہدایت ایک کامل کتاب تھی۔ بلکہ اس سے مراد صرف وہ شریعت ہے جو توریت میں تھی۔ اور اس کا کامل ہونا بھی مطلقاً مراد نہیں۔ بلکہ جیسا کہ دوسرے مقامات کے حوالوں سے ظاہر ہے جو میں پہلے

ان انبیاء کے ظہور کے مطالب یہ تھے کہ تا اُن کے موجودہ زمانہ میں جو لوگ تعلیم توریت سے دُور پڑ گئے ہوں پھر اُن کو توریت کے اصلی منشاء کی طرف کھینچیں اور جن کے دلوں میں شکوک اور دہریت اور بے ایمانی ہو گئی ہو اُن کو پھر زندہ ایمان بخشیں۔ چنانچہ اللہ جلّ شانہٗ خود قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ ولقد اٰتینا موسی الکتاب وقفّینا من بعدہٖ بالرسل یعنی موسیٰ کو ہم نے توریت دی۔ اور پھر اس کتاب کے بعد ہم نے کئی پیغمبر بھیجے تا توریت کی تعلیم کی تائید اور تصدیق کریں۔ . . . پس ان تمام آیات سے ظاہر ہے کہ عادت اللہ یہی ہے کہ وہ اپنی کتاب بھیج کر پھر اُس کی تائید اور تصدیق کے لئے ضرور انبیاء بھیجا کرتا ہے چنانچہ توریت کی تائید کے لئے ایک ایک وقت میں چار چار سو نبی بھی آیا۔ جن کے آنے پر اب تک بائبل شہادت دے رہی ہے“۔

اِس تحریر کے الفاظ کی عمومیت کسی قدر تشریح کی محتاج ہے۔ مثلاً اس کے آخر پر فرماتے ہیں ”عادت اللہ یہی ہے کہ وہ اپنی کتاب بھیج کر پھر اُس کی تائید اور تصدیق کے لئے ضرور انبیاء بھیجا کرتا ہے“۔ کیا ان لفظوں کی عمومیت سے بھی یہ نتیجہ نکالنے کا اختیار ہے کہ قرآن کو بھیج کر پھر بھی اسی طرح انبیاء کا آنا آپ مانتے ہیں۔ نہیں بلکہ صرف انبیاء اور خلفائے رُوحانی یعنی مجدّدین میں جو اِس اُمّت میں پیدا ہوں ایک مشابہت قائم کرنا غرض ہے۔ پس ہم ان الفاظ کے معنی کرنے میں کہ یہاں کتاب سے کیا مُراد ہے ”جو نئی کتاب نہیں لائے“ حضرت صاحب کی دوسری تحریروں کی طرف توجہ کریں گے۔ مثلاً مواہب الرحمٰن میں جو جنوری ۱۹۰۳ء کی کتاب

---

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۸) دے چکا ہوں حضرت مسیح موعود توریت کو انجیل کا محتاج قرار دیتے ہیں۔ پھر توریت کے حکم قصاص کی ترمیم حضرت مسیح علیہ السلام کے حکم عفو میں صاف طور پر مانتے ہیں۔ تو اس کا کمال ایک نسبتی امر ہے نیز توریت اگر بنی اسرائیل کے لئے کامل ہدایت ہوتی تو پھر ایک طرف توریت کو ہدایت و نور کہنا اور دوسری طرف اس کے ساتھ ہی انجیل کو ہدایت و نور کہنا جیسا کہ قرآن کریم میں تصریح سے مذکور ہے۔ یعنی ایک جگہ انا انزلنا التوراۃ فیھا ھدی ونور اور دوسری جگہ واٰتینٰہ الانجیل فیہ ھدی ونور۔ پس جب ایک بنی اسرائیل کے لئے کامل ہدایت تھی تو دوسری ہدایت کیسی ٹھیرتی ہے پس یہ ظاہر ہے کہ توریت کا کامل ہونا یہاں محض ایک نسبتی امر ہے۔ اور دوسرے یہ محض شریعت سے متعلق ہے۔ مگر شریعت میں بھی تھوڑا تغیر و تبدّل یہاں بحکم النادر کالمعدوم نہ ہونے کے برابر فرض کر لیا گیا ہے۔ ورنہ حضرت صاحب قرآنی تصریحات کو اور نہ ہی اپنی تصریحات کو رد کرتے ہیں۔

ہے۔ اِس اُمت کے مجدّدین اور اولیاء اور پہلی اُمتوں کے نبیوں میں ایک فرق لکھا ہے۔ جو یہ ہے کہ "ایشاں را رنگ انبیاء دادہ میشود و درحقیقت انبیاء نیستند زیراکہ قرآن حاجت شریعت را بکمال رسانیدہ است" (صفحہ ۶۶ و ۶۷) یعنی ان اولیاء اور مجدّدین کو نبیوں کا رنگ دیا جاتا ہے۔ مگر وہ سچ مچ نبی نہیں ہیں۔ وجہ یہ کہ قرآن نے حاجتِ شریعت کو کمال تک پہنچا دیا۔ پس معلوم ہؤا کہ اگر قرآن حاجتِ شریعت کو کمال تک نہ پہنچاتا تو یہی اولیاء درحقیقت نبی ہوتے۔ کیونکہ اِس صُورت میں وہ قرآن کی شریعت کی تکمیل کرتے رہتے گو صاحبِ شریعت نہ ہوتے۔ پس حضرت موسیٰ کے بعد کے نبیوں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے خلفاء میں یہ امتیاز قائم کیا ہے۔ کہ نبی شریعت کی تکمیل کرتے تھے۔ یہاں تکمیل کی حاجت نہیں۔ اسلئے اِس اُمت کے خلفاء نبی نہیں۔ پس اِن الفاظ کے معنے کہ "کوئی نئی کتاب ان کے ساتھ نہیں تھی" ہم صرف یہ کرینگے کہ وہ نئی شریعت نہیں لائے۔ اور کتاب سے مُراد یہاں ایسی کتاب لی جائیگی جسمیں نئی شریعت ہو +

علاوہ ازیں یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اس منقولہ بالا تحریر میں حضرت مسیح موعودؑ نے رسُولوں اور نبیوں کا ذکر مع اُن لوگوں کے کیا ہے۔ جو بنی اسرائیل میں نبی کے نام سے موسُوم ہو جاتے تھے۔ مگر جن کی نبوّت محض لغوی معنوں میں تھی کہ وہ کچھ پیشگوئیاں کیا کرتے تھے۔ چنانچہ اس کا اسی قدر ثبوت کافی ہے کہ لکھا ہے کہ "توریت کی تائید میں ایک وقت میں چار چار سو نبی بھی آیا جن کے آنے پر بائیبل اب تک شہادت دے رہی ہے"۔ اب غور کر کے دیکھ لو کہ یہ چار چار سو نبی حقیقی نہ تھے بلکہ ان چار سو نبیوں کا قصّہ تو یہ لکھا ہے۔ کہ ان چار سو کے چار سو نبیوں نے ایک پیشگوئی کی تھی۔ کہ فلاں بادشاہ اپنے دشمن پر فتح پائیگا۔ مگر وہ بادشاہ ........ مغلوُب ہو کر میدان جنگ میں ہی مارا گیا۔ اب ظاہر ہے کہ اگر ان نبیوں کو خدا کے حقیقی نبی مان لیں تو سلسلہ نبوّت پر سے بالکُل امن اُٹھ جاتا ہے۔ ان سے تائیدِ دین کیا اُلٹی دین پر زد پڑتی ہے۔ کہ نہ ایک نہ دو بلکہ اکٹھے چار سو نبی مل کر ایک پیشگوئی کریں اور وہ صریحاً جھُوٹی نکلے۔ پس جیساکہ ادنیٰ تدبر سے معلوم ہو سکتا ہے۔ یہ درحقیقت معمُولی خواب بین تھے۔ اور خواب بینوں

کو بھی بعض وقت نبی کہہ دیتے تھے۔ مگر وہ حقیقی نبی نہ تھے۔ چنانچہ دوسری جگہ حضرت صاحب نے یہ بھی مانا ہے۔ کہ یہ خواب ان چارسو نبیوں کا شیطانی تھا۔ اب شیطانی خواب اور الہام اگر حقیقی نبیوں کو بھی ہو سکتے ہیں۔ تو پھر امن کہاں رہا۔ حالانکہ خدا تعالے فرماتا ہے۔ کہ میں اپنی وحی ملائکہ کے پہرے میں نازل کرتا ہوں۔ فانہ یسلک من بین یدیہ ومن خلفہ رصدا۔ پھر مزید تائید اسسبات کی کہ یہاں مراد واقعی انبیاء نہیں یہ ہے کہ صفحہ ۴۶ پر لکھتے ہیں۔ کہ "چودہ سو برس کے عرصہ میں ...... ہزارہا نبی اور محدث ان میں پیدا ہوئے"۔ اور دوسری جگہ لکھا ہے کہ "ہزارہا نبی اس شریعت کی تجدید کے لئے بھیجے"۔ پس درحقیقت یہاں صرف عام طور پر تائید دین کے ذکر میں ان لوگوں کا نام ذکر کر دیا ہے۔ ورنہ نبی اور محدث کے کام میں کھلا اور بیّن فرق اسی کتاب میں حضرت مسیح موعود نے بتا دیا ہے۔ کیونکہ صفحہ ۴۸ و ۴۹ پر صاف الفاظ میں اپنی ساری پہلی تحریر کا یہ خلاصہ نکالا ہے:-

"اب خلاصہ اس تمام تقریر کا کسیقدر اختصار کے ساتھ ہم ذیل میں لکھتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے کہ دلائل مندرجہ ذیل سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ یہ بات نہایت ضروری ہے۔ کہ بعد وفات رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس امت میں فساد اور فتنوں کے وقت میں ایسے مصلح آتے رہتے ہیں۔ جن کو انبیاء کے کئی کاموں میں سے یہ ایک کام سپرد ہو کہ وہ دین حق کی طرف دعوت کریں۔ اور ہر ایک بدعت جو دین سے مل گئی ہو۔ اس کو دور کریں۔ اور آسمانی روشنی پا کر دین کی صداقت ہر ایک پہلو سے لوگوں کو دکھلا دیں۔ اور اپنے پاک نمونہ سے لوگوں کو سچائی اور محبت اور پاکیزگی کی طرف کھینچیں"۔

اب دیکھو کہ تجدید کے کام کو انبیاء کے کئی کاموں میں سے صرف ایک کام قرار دیا ہے۔ اور اس طرح اگر پہلے حوالہ سے کوئی غلط فہمی پیدا ہوتی ہے۔ تو یہ اس کو دور کرنے کے لئے کافی ہے۔ کہ انبیاء اور مجدد دین کے کاموں میں بہت فرق ہے۔ اور کہ تجدید انبیاء کے کاموں میں سے صرف ایک کام ہے۔ اس لئے معلوم ہوا کہ علاوہ تجدید کے حقیقی انبیاء کے سپرد کچھ اور کام بھی ہوتے ہیں اور

ان کاموں میں سے ایک کام جیسا کہ دوسرے حوالجات سے ظاہر ہے تکمیل شریعت و تکمیل ہدایت ہے۔ جو وہ بذریعہ کتاب کرتے ہیں۔ جو ان کو دی جاتی ہے۔

**بارھواں امتیاز۔ وحی نبوت جامع کمالات ہوتی ہے۔ وحی ولایت صرف مبشرات رکھتی ہے۔**

یہ آخری امتیاز ہے جو وحی نبوت اور وحی ولایت کے درمیان خدا کے کلام نے قائم کیا ہے۔

انسان کو مختلف قسم کے قوٰے دیئے گئے ہیں۔ اور ایک انسان کی ہدایت یا اس کی تکمیل نفس یہ چاہتی ہے۔ کہ ان سارے قوٰے کے نقصوں کو دور کیا جائے۔ اور ان کے کمال تک پہنچنے کے قابل ان کو بنایا جائے۔ پس جس شخص کے سپرد یہ کام ہوتا ہے۔ اور جس ذریعہ سے وہ اس کام کو انجام دیتا ہے۔ اس میں خود ان سارے قوٰے کی تکمیل ہوتا اس ذریعہ یعنی اس کی وحی میں ان سارے پہلوؤں کا موجود ہونا لازمی امر ہے۔ نبی کو جب ہدایت خلق کے لئے مامور کیا جاتا ہے۔ اور اس کا وجود گویا بطور ایک نمونہ اور اصل کے قرار پاتا ہے۔ کہ اسی سے سب فیض حاصل ہوتا ہے۔ تو یہ ضروری ہے کہ اس کی وحی میں سارے کمالات کم و بیش موجود ہوں۔ جیسے جیسے یہ وحی زیادہ طاقتور ہوگی اسی قدر بڑھے ہوئے کمالات اس کے اندر ہونگے۔ اور اسی قدر زیادہ اصلاح خلق کا کام اس وحی کے ذریعہ ہوسکیگا۔ قرآنی وحی جیسے اپنے کمال میں سب وحیوں سے بڑھی ہوئی ہے۔ اسیطرح اس نے دنیا میں ایک انقلاب عظیم پیدا کر کے دکھایا ہے۔ اسی طرح علے قدر مراتب ہر ملک میں انبیاء کی دعوت نے اصلاح کا کام کیا۔ امتی چونکہ ہدایت کی طرف بلانے میں اپنے نبی متبوع کی وحی کی طرف بلاتا ہے نہ اپنی وحی کی طرف اسلئے اس کی وحی میں ان کمالات کی ضرورت نہیں ہوتی۔ البتہ مبشرات اسکو دیجاتی ہیں۔ جو مویدات میں سے ہیں یعنی وہ ہدایت کے رستوں پر لانے کے لئے بطور تائید کے کام دیتی ہیں۔ اور اسی کی ضرورت امتی کو ہوتی ہے۔ یہ فرق بلحاظ ضرورت ہے جیسا کہ نبوت اور ولایت کے اکثر فرق ہیں۔ قرآن کریم انبیاء کی وحی کے کمالات سے ہی بھرا پڑا ہے۔ کیونکہ وحی حقیقی روح ہے۔ جس سے دنیا زندگی پاتی ہے۔ مومنوں کی وحی کے متعلق یہ صاف طور پر فرمادیا۔ لھم البشریٰ فی الحیٰوۃ الدنیا۔ ان کو مبشرات دیجاتی ہیں۔

باقی سب چیزیں ان کے لئے یعنی مومنوں کے لئے قرآن کریم میں موجود ہیں مبشرات کی ضرورت تازہ بتازہ رہتی ہے۔ اسلئے وہی مبشرات ان کو دیجاتی ہیں صحیح حدیث بھی اس پر شاہد ہے جیساکہ فرمایا۔ لم یبق من النبوۃ الا المبشرات نبوت میں سے سوائے مبشرات کے کچھ باقی نہیں رہا مبشرات پر مبسوط بحث چونکہ الگ کی گئی ہے۔ اسلئے اس کو یہیں چھوڑا جاتا ہے البتہ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ مبشرات اصل نبوت سے خارج ہیں ہاں اکثر حالات میں اسکے لازم ہیں انکا دروازہ بعد انقطاع نبوت بھی کھلا ہے۔ اگر مبشرات اصل نبوت میں شامل ہوتے تو قرآن کے ساتھ ان کا دروازہ بھی بند ہو جاتا یہی مذہب تمام اہل تحقیق کا ہے۔

اس کے متعلق حضرت مسیح موعود کی کتابوں میں سے صرف چند حوالے کافی ہونگے اور یہ میں آپ کی تحریروں میں سب سے پہلی اور سب سے آخری تحریر سے ہی سردست دیتا ہوں مفصل بحث اس موضوع پر آگے کی جائیگی۔ توضیح مرام میں صفحہ ۱۰ پر فرماتے ہیں:۔

"وقد قال رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم لم یبق من النبوۃ الا المبشرات ای لم یبق من انواع النبوۃ الا نوع واحد وھی المبشرات من اقسام الرؤیا الصادقۃ والمکاشفات الصحیحۃ والوحی الذی ینزل علیٰ خواص الاولیاء ... واما النبوۃ التی تامۃ کاملۃ جامعۃ لجمیع کمالات الوحی فقد امنا بانقطاعھا من یوم نزل فیہ وما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النبیین"۔

ترجمہ۔ اور فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نہیں باقی رہیں نبوت سے مگر مبشرات یعنی نبوت کی نوعوں میں صرف ایک نوع باقی رہ گئی ہے۔ اور وہ مبشرات ہیں از قسم رویائے صادقہ اور مکاشفہ صحیحہ اور وحی جو خواص اولیاء پر نازل ہوتی ہے ... مگر وہ نبوت جو تامہ کاملہ ہے اور سارے کمالات وحی کو اپنے اندر جمع رکھتی ہے۔ ہم ایمان لائے ہیں اس کے منقطع ہو جانے پر اس دن سے جب یہ اترا۔ وما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النبیین۔

اور حقیقۃ المعرفت کے صفحہ ۱۰۸ حاشیہ پر فرماتے ہیں:۔

"قرآن شریف مکالمۂ مخاطبۂ الٰہیہ کے سلسلہ کو بند نہیں کرتا جیساکہ وہ خود فرماتا ہے

یلقی الروح من امرہ علی من یشاء من عبادہ یعنی خدا جس پر چاہتا ہے اپنا کلام نازل کرتا ہے۔ اور فرماتا ہے کہ لھم البشری فی الحیوۃ الدنیا یعنی مومنوں کیلئے مبشر الہام باقی رہ گئے ہیں۔ گو شریعت ختم ہوگئی ہے۔ کیونکہ عمر دنیا ختم ہونے کو ہے پس خدا کا کلام بشارتوں کے رنگ میں قیامت تک باقی ہے"۔

صفحہ ۱۸ پر:۔

"ہم سب اس بات پر اتفاق رکھتے ہیں۔ کہ شریعت قرآن شریف پر ختم ہوگئی ہے صرف مبشرات یعنی پیشگوئیاں باقی ہیں"۔

یہ بارہ امتیاز وحی نبوت اور وحی ولایت میں ایسے ہیں۔ کہ جو شخص تدبر سے کام لیگا۔ اس کو مسئلہ نبوت میں کسی قسم کی ٹھوکر لگنے کا اندیشہ نہیں۔ واللہ یضل من یشاء ویھدی الیہ من اناب۔

# باب سوم
## ختم نبوّت

**ختم نبوت کی حد فاصل**

پہلے باب میں مَیں نے نبوت کی غرض و غایت کو بیان کیا تھا جو درحقیقت نبی اور غیر نبی کے درمیان پہلا امتیازی نشان ہے۔

دوسرے باب میں وحی نبوت کے چند امتیازی نشانات بیان کیے ہیں۔ جن سے ہر ایک شخص جو تھوڑی بہت واقفیت بھی اس کوچہ سے رکھتا ہے نبی اور غیر نبی کے درمیان بڑی آسانی سے فرق کر سکتا ہے۔ اب میں ایک ایسے امر کا ذکر اس باب میں کرتا ہوں جس نے کم از کم مسلمانوں کے لیے نبی اور غیر نبی کی حد فاصل کو ایسی وضاحت سے سامنے رکھ دیا ہے۔ اور اس قدر اس مسئلہ کو بدیہی کر دیا ہے کہ جو شخص اس سے انحراف کرتا ہے وہ درحقیقت اصولِ اسلام کو ترک کرتا ہے اور عمداً ایک ایسی راہ اختیار کرتا ہے جو اگر وہ توبہ نہ کرے تو قریب ہے کہ اس کو اسلام سے ہی منحرف کر دے۔ نعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یھدی اللہ فلا مضل لہ ومن یضلل فلا ھادی لہ درحقیقت یوں کہنا چاہیے کہ ختم نبوت کا مسئلہ ہی نبوت کے مسئلہ کا سب سے بڑا فیصلہ ہے۔ اور اس پر ایسا ہی اجماع اُمّت کا ہے جیسا اللہ تعالیٰ کی توحید پر۔ جیسا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر یا قرآن کے منجانب اللہ ہونے پر۔ پس جو شخص ایسے صریح اور واضح اور بدیہی اور اجماعی مسئلہ کا انکار کرتا ہے وہ عمداً اپنا قدم دائرہ اسلام سے باہر لے جاتا ہے۔

ختم نبوت سے کیا مراد ہے۔ سب سے پہلے اس کا جواب میں یوں دوں گا کہ دنیا میں جو غرض انبیاء و رسل کی بعثت کی اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی تھی وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس ذات میں اپنے کمال کو پہنچ کر پوری ہو گئی۔ اور جب غرض پوری ہو گئی تو اس کے بعد اب کسی نبی کے آنے کی حاجت باقی نہ رہی۔ ہدایت کے تمام پہلوؤں کو کمال بسط کے ساتھ اور تمام ضروری تفصیلات کے ساتھ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا میں روشن کر دیا۔ جتنی روشنی امکانی طور پر

انسان سرچشمۂ الوہیت سے حاصل کر سکتا ہے وہ سب حاصل کر لی۔ جو کوئی ہدایت دنیا کی کسی قوم کے لئے آئندہ آنے والے کسی زمانہ کے لئے ایک قوم یا ایک ملک یا ایک فرد کے ادنیٰ سے ادنیٰ سے لے کر اعلیٰ سے اعلیٰ حالت تک تزکیہ اور تکمیل نفس کا کام دے سکتی ہے اس کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا میں پہنچا دیا۔ نبوت اپنے کمال کو پہنچ گئی۔ اور کوئی ضرورت کوئی نقص باقی نہ رہا جس کی اصلاح کے لئے اب کسی نبی کے آنے کی ضرورت ہو۔ پس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حقیقی معنوں کی رو سے دنیا میں کوئی نبی نہیں آسکتا آپ نبوت کی آخری اینٹ ہیں۔

## ختم نبوت کا پہلا امتیازی نشان ساری دنیا کے لئے آئے

جیسا کہ ہم نے اوپر بیان کیا ہے انبیاء کی بعثت کی چونکہ اصل غرض صرف مخلوق کو ہدایت کا پہنچانا تھا اور یہ ہدایت مختلف نبی اپنی اپنی قوم کی استعداد کے مطابق لوگوں کو پہنچاتے رہے۔ آخر وہ وقت آیا جب نفوس انسانی مختلف انبیاء کی تعلیم سے اس قابل ہو چکے تھے کہ اب وہ آخری اور جامع تعلیم پائیں اور اپنے انتہائی کمال کو پہنچیں۔ اس لئے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے اس ہدایت کو دنیا تک پہنچایا۔ اور اس کا امتیازی نشان یہ رکھ دیا کہ آپ کی تعلیم ساری دنیا کے لئے ہو۔ تاکہ یہ شہادت ہو اس بات کی کہ آپ کے آنے سے نبوت میں ایک انقلاب عظیم آگیا ہے۔ اور وہ کامل تعلیم آگئی ہے جس سے سارے انسان جہاں کہیں ہوں کمال انسانی کو آخری حد تک جو اس دنیا میں نفس انسانی حاصل کر سکتا ہے حاصل کر لیں کیونکہ جو تعلیم صرف ایک ہی قوم کی ضروریات کو پورا کرتی ہے وہ انسان کی فطرت کی ساری شاخوں کو غذا نہیں دے سکتی۔ مختلف قوموں میں مختلف قوائے انسانی کا نشوونما خاص طور پر ہوا۔ اور اسی نشوونما کی ضرورت کے مطابق ان میں متفرق طور پر نبی آتے رہے۔ یہ متفرق طور پر آنا خود ہی اس بات کی شہادت تھی کہ ان کی تعلیم ساری نسل انسانی کے لئے نہیں۔ اور اس لئے ابھی وہ تعلیم اپنے حقیقی کمال کو نہیں پہنچی۔ پس جب وہ کامل تعلیم نازل ہوئی تو اس کے ساتھ ہی قوم اور رنگ اور ملک کی حد بندیاں بھی ٹوٹ گئیں۔ اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا کہ کہہ دو یا یھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا۔ اے دنیا جہان کے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہو کر آیا ہوں۔ اور پھر فرمایا گیا وما ارسلنٰک الا کافۃ للناس۔ ہم نے تمام لوگوں کے لئے تم کو بھیجا ہے۔ اور فرمایا وما ارسلنٰک الا رحمۃ

للعالمین۔ ہم نے تم کو صرف اسی لئے بھیجا ہے کہ تا تم ساری دنیا کے لئے ساری قوموں کے لئے رحمت بن جاؤ۔ اسی طرح فرمایا تبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعلمین نذیرا۔ بڑی برکت والا ہے وہ جس نے اپنے بندے پر فرقان نازل کیا تا کہ وہ سارے عالموں کے لئے ڈرانے والا ہو۔ غرض اس طرح پر سب سے پہلا کام یہ کیا کہ ساری قومی تفرقتوں کو مٹایا تاکہ یہ پیش خیمہ ہو اس بات کا کہ وہ کامل تعلیم آگئی جو انسان کو اپنے حقیقی کمال تک پہنچا سکتی ہے۔

**آپ کب کل دنیا کی طرف مبعوث ہوئے**

بعض لوگ یہ امر بطور اعتراض پیش کیا کرتے ہیں کہ پہلے دن ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ پیغام نہیں ملا کہ تم سب قوموں کے لئے نبی ہو اور تمہاری تعلیم سب جہان کے لئے ہے۔ بلکہ بعض تو یہاں تک کہہ دیتے ہیں کہ مدینہ میں جا کر آپ کو یہ پتہ لگا۔ یہ بالکل خیال خام ہے۔ میں اوپر وہ حدیث نقل کر چکا ہوں جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں قلت یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا فقلتم کذبت وقال ابو بکر صدقت۔ میں نے کہا اے لوگو میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔ مگر تم نے کہا تو جھوٹ کہتا ہے۔ اور ابو بکرؓ نے کہا آپ سچے ہیں۔ اب یہ ظاہر ہے کہ یہ اس وقت کا ذکر ہے جب اکیلے حضرت ابو بکرؓ نے آپ کی تصدیق کی اور آپ پر ایمان لائے۔ اور سب لوگوں نے جھٹلایا۔ پس گویا اوائل نبوت میں ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان کیا تھا کہ میں سب لوگوں کی طرف رسول ہوں۔ باقی رہی یہ بات کہ قرآن کریم کی یہ آیت وما ارسلنٰک الا کافۃ للناس یا قل یایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا۔ یا تبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعالمین نذیرا کب نازل ہوئی تھی۔ یہ ہماری راہ میں نہیں اور قرآن کریم کی ترتیب نزولی موجود نہیں جس سے ہم یقینی اور قطعی طور پر کہہ دیں کہ فلاں آیت فلاں وقت نازل ہوئی تھی۔ گو یہ بھی یاد رکھنے کے قابل بات ہے کہ آیات مذکورۂ بالا مکی ہیں۔ تاہم اصل بات یہ ہے کہ ہم کو ان الفاظ کی بھی ضرورت نہیں جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی شہادت موجود ہے کہ آپ نے پہلے دن ہی اپنے آپ کو کل لوگوں کی طرف رسول کی حیثیت میں پیش کیا تھا۔ کیونکہ حق یہ ہے کہ نبی کو اپنی وحی کی ایک خاص تفہیم دی جاتی ہے۔ غور کا مقام ہے کہ اقرأ باسم ربک والی وحی میں یہ لفظ تو ہیں نہیں کہ تم کو نبی کیا جاتا ہے تم لوگوں کی اصلاح کرو۔ مگر آپ نے جو مفہوم ان الفاظ کا سمجھا وہ یہی تھا۔ اسی لئے یعنی اس عظیم الشان کام کا بار آپ پر ڈالا جانے کی وجہ سے ہی آپ کو یہ تفکر پیدا ہوا اور

درحقیقت اگر ہم غور کریں تو اس میں سب باتیں مخفی ہیں۔ یہ ظاہر ہے کہ آپ پڑھنا نہیں جانتے تھے۔ اور آپ کو حکم ہوا پڑھ۔ اسی لئے آپ نے فرشتہ کو کہا ما انا بقاری میں تو پڑھنا نہیں جانتا۔ اور تین بار یہی سوال و جواب ہوا۔ تب حکم ہوا اقرا باسم ربک الذی خلق یعنی تمھیں پڑھانیوالا تو خود خداوند کریم ہے۔ پس جب وہ جسمانی طور پر انسان کی ربوبیت کے سامان محض اپنے فضل اور اپنی موہبت سے پہلے سے کر رکھتا ہے تو روحانی تربیت کا سامان کیوں موہبت سے نہ کرے گا۔ گویا آپ کو بتادیا کہ آپ کے علوم اکتسابی نہیں ہیں بلکہ محض موہبت الٰہی سے عطا کیئے جاتے ہیں۔ اسی طرف اشارہ فرمایا خلق الانسان من علق میں کہ جو خدا ایک علق کی حالت سے ایسا عظیم الشان انسان بنا دیتا ہے کیا وہ اپنی ربوبیت کاملہ سے روحانی طور پر انسان کے نشو ونما کے سامان پیدا نہ کرے گا پھر ربک الاکرم میں آپ کی آئندہ کامیابیوں کی طرف اشارہ فرمایا کیونکہ جب ربوبیت کرنے والا اکرم ہے تو جس کی وہ خود اپنی موہبت سے ربوبیت فرمائے گا وہ بھی اسی کا ظل ہوجائے گا۔ اور اکرم بن جائے گا۔ اسی طرح علم الانسان مالم یعلم میں یہ اشارہ صاف موجود ہے کہ اب ان علوم کے ذریعہ سے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونگے انسانوں کو وہ علوم دیئے جائینگے جو وہ پہلے نہیں جانتے پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فہم نے خدا جانے اس سے کیا کیا سمجھا ہوگا۔ ہمارے لئے اس قدر جان لینا کافی ہے کہ روایات صحیحہ سے یہ ثابت ہے کہ آپؐ نے فوراً سمجھ لیا کہ آپؐ رسول ہوکر مبعوث ہوئے ہیں۔ اور یہ بھی سمجھ لیا کہ صرف عرب کی طرف مبعوث نہیں بلکہ کل دنیا کی طرف مبعوث ہوئے ہیں۔

اسی کے متعلق یہ بھی یاد رکھنے کے قابل بات ہے کہ آپؐ کی دوسری وحی میں جو لفظ ہیں وہ بھی عام ہیں۔ قم فانذر۔ اُٹھ اور ڈرا۔ یہ نہیں فرمایا کہ اپنی قوم کو ڈرا۔ یہ نہیں کہا کہ عرب والوں کو ڈرا جس صورت میں ہم قرآن کریم کے اندر یہ پاتے ہیں کہ ہر نبی کو اپنی قوم کی طرف مبعوث کیا جاتا تھا اور اپنی قوم کو ڈرانے کا ذکر ہے۔ اپنی قوم کو تاریکیوں سے نکالنے کا ارشاد ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی میں قوم کو ڈرانے کا ذکر نہ ہونا صاف اشارہ ہے کہ آپ کو یہی حکم تھا کہ اسود و احمر کو آپ ڈرائیں۔ اس وحی کے متعلق کہا جاتا ہے کہ یہ بہت مدت بعد کی ہے۔ کیونکہ پہلی اور دوسری وحی کے درمیان تین سال فترت کے گذر گئے تھے۔ مگر یہ ثابت شدہ امر نہیں۔ کہ تین سال فترت الوحی کے گذرے ہوں۔ بلکہ ابن عباس کا تو یہ مذہب ہے جو فتح الباری میں منقول ہے کہ صرف

چند یوم ہی وحی رکی تھی۔ وقد عارضہ ماجاء عن ابن عباس ان مدۃ الفترۃ المذکورۃ کانت ایاماً۔ یعنی اس تین یا اڑھائی سال والی روایت کا معارضہ کرتی ہے۔ وہ روایت جو ابن عباس سے ہے کہ فترۃ مذکورہ کی مدت صرف کچھ دن تھی۔ علاوہ ازیں سورہ فاتحہ بھی ابتدائی وحی ہے اور اس میں یہ لفظ الحمد للّٰہ رب العلمین۔ سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو سارے جہانوں (یا ساری قوموں) کا رب ہے۔ صاف ظاہر کرتے ہیں کہ جب وہ جسمانی ربوبیت ساری قوموں کی کرتا ہے تو روحانی ربوبیت ساری قوموں کی کیوں نہ کرے گا۔ قرآن کریم نے ان سارے محاورات کو چھوڑ دیا ہے جو رب اسرائیل وغیرہ کی طرز کے تھے۔ اور اس کی بجائے رب العالمین کا لفظ ہی اشارہ کرنے کے لئے اختیار کیا ہے کہ یہ تعلیم ساری قوموں کے لئے ہے۔ اسی طرح پر ایسے ہی لفظ ما ھو الا ذکر للعلمین۔ جن میں صراحت سے آپؐ کے پیغام کے عام ہونے کا ذکر ہے۔ بھی آپؐ کی ابتدائی وحی ہیں۔

**آنحضرتؐ سے پہلے کوئی نبی ساری دنیا کی طرف نہیں آیا**

غرض یہ ختم نبوت کا سب سے پہلا امتیاز تھا کہ آپؐ کا پیغام کل دنیا کی طرف تھا۔ حالانکہ اس سے پہلے نبی اپنی اپنی قوم کی طرف ہی آتے رہے۔ او کسی نے سب قوموں کی طرف ہونے کا اعلان نہیں کیا۔ حضرت مسیح کی طرف ان کے پیرو اس بات کو منسوب کرتے ہیں کہ انھوں نے اپنے حواریوں کو فرمایا تھا کہ تم ساری دنیا میں جاؤ۔ مگر اول تو وہ حصہ جس میں یہ ذکر ہے الحاقی ثابت ہوا ہے۔ دوسرے اس کی تردید صراحت کے ساتھ خود حضرت مسیح کے اقوال میں موجود ہے کیونکہ ایک سامری عورت کو انھوں نے فرمایا کہ یہ مناسب نہیں کہ فرزندوں کی روٹی کتوں کے آگے ڈالی جائے اور ایسا ہی ان کے الفاظ صراحت کے ساتھ موجود ہیں کہ میں صرف بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے لئے بھیجا گیا ہوں۔ اور انہی الفاظ کی صداقت کی تائید قرآن کریم بھی فرماتا ہے۔ ورسولا الی بنی اسرائیل۔ یعنی بنی اسرائیل کی طرف رسول مبعوث ہوئے تھے۔ اور در حقیقت حضرت مسیح کل دنیا کی طرف ہونے کا دعویٰ کس طرح کر سکتے تھے جب آپ نے صاف طور پر فرما دیا کہ میں ساری تعلیم تم کو نہیں دے سکتا کیونکہ بہت باتیں ہیں جن کی تم برداشت نہیں کر سکتے اور مکمل تعلیم وہ دے گا جو میرے بعد آئے گا۔ پس یہ صاف ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے کل دنیا کی طرف آنے کا کبھی دعوے نہیں کیا۔ ہاں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جب یہودیوں نے آپ کے پیغام کی عزت نہ کی تو آپ کے بعض پیروؤں نے دوسری قوموں

کی طرف رُخ کیا۔ اور پھر شاید اپنی اس کارروائی کی تصدیق کے لئے کوئی بات حضرت مسیح کی طرف منسوب کر دی ہو۔ اور آپ کے سوائے تو کوئی نبی ایسا گذرا نہیں جس کی طرف ایسا دعویٰ منسوب کیا گیا ہو۔ لہٰذا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی ایک نبی ہیں جو کل دنیا کی طرف مبعوث ہوئے۔ اور یہ بھی ختم نبوت پر شہادت ہے۔ کیونکہ جب ایک کامل تعلیم والا نبی کل دنیا کی طرف مبعوث ہو گیا تو اب دوسرے کے لئے یہ گنجائش نہیں کہ وہ رسالت کے لئے کھڑا ہو۔

**ختم نبوت کا دوسرا امتیاز پہلی کتابوں پر ایمان۔**

جس طرح یہ سچ ہے کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کسی نبی نے کل دنیا کی طرف مبعوث ہونے کا دعویٰ نہیں کیا اسی طرح یہ بھی سچ ہے کہ کوئی نبی ایسا نہیں گذرا جس نے یہ ضروری قرار دیا ہو کہ تم دنیا کے سارے پہلے نبیوں پر ایمان لاؤ۔ یہ درحقیقت ختم نبوت کا دوسرا امتیاز ہے۔ قرآن کریم کے شروع میں ہی ہر مومن کے لئے یہ ضروری قرار دیا ہے والذین یؤمنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک۔ وہ لوگ جو ایمان لاتے ہیں اس پر جو تیری طرف اُتارا گیا اور اس پر جو تم سے پہلے اُتارا گیا۔ اب اس ما انزل من قبلک میں ان تمام وحی نبوت پر ایمان لانا ضروری قرار دیا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے نازل ہو چکی اور دوسری طرف لکل قوم ھاد کہہ کر یہ بتا دیا کہ ہدایت لانے والے ہر قوم میں ہو چکے ہیں اس طرح پر جس قدر کل قوموں میں ہدایتیں نازل ہو چکی تھیں ان سب پر ایمان ضروری قرار دیا۔ اس سے دو طرح پر معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی تعلیم جامع تھی۔ اور آپ کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں تھا۔ اول اس طرح کہ اگر آپ کی تعلیم جامع نہ ہوتی اور سارے انبیا کی کتب قیمہ کو اپنے اندر رکھنے والی نہ ہوتی تو کیا ضرورت تھی کہ پہلی کتابوں پر ایمان لانا ضروری قرار دیا جاتا۔ گویا پہلے رسولوں کی متفرق قوموں میں آمد ہی اس بات کی شہادت تھی کہ سب سے آخر ایک ہی رسول کل قوموں کی طرف آنے والا ہے جس کی قبولیت کے لئے سب رسول اپنی اپنی قوموں کو تیار کرنے آئے تھے۔ دوسرے اس طرح کہ صاف الفاظ میں من قبلک کا لفظ فرمایا۔ یعنی ایمان لانا صرف اس وحی پر ضروری قرار دیا جو آپ سے پہلے نازل ہو چکی ہے جس سے صاف معلوم ہوا کہ آپ کے بعد کوئی وحی ایسی نازل نہ ہونے والی تھی جس پر ایمان لانا اصول اسلام میں داخل ہو اور اس طرح پر آپ کے آخری نبی ہونے پر یہ ایک قطعی شہادت ہے۔

اب اگر کوئی شخص کہے کہ دوسری جگہ قرآن کریم میں ہے کل اٰمن باللہ وملئکتہ وکتبہ و

رسلہ یعنی رسول اور مومن سب ایمان لاتے ہیں اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر۔ یا یہ پیش کرے کہ لا نفرق بین احد منھم سے سب رسولوں کو ماننا ضروری ہے۔ اور اس سے یہ استدلال کرے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو رسول آئیں ان کا بھی ماننا ضروری ہے۔ تو یہ سراسر باطل ہے اس لئے کہ قرآن شریف نے تو اپنے منشاء کو کھول کر ما انزل من قبلک میں بتا دیا اور ما انزل من بعدک کا نام تک نہیں لیا۔ پس رسل کے لفظ میں وہی رسول داخل ہونگے جو ما انزل من قبلک کے ماتحت آتے ہیں یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے مبعوث ہو چکے ایک آیت کے دوسری آیت کے خلاف معنی نہیں لیئے جا سکتے بلکہ وہی معنی لیے جائینگے جن سے دونوں آیتوں میں تطبیق ہو۔ پس چونکہ ما انزل من قبلک میں کسی طرح بعد کی وحی داخل نہیں ہو سکتی اس لیے معلوم ہوا کہ آپ کے بعد کوئی ایسی وحی آنے والی نہیں۔ اور آپ ہی آخری نبی ہیں۔ علاوہ ازیں کل امن باللہ وملئکتہ وکتبہ ورسلہ میں رسولوں کے ساتھ صاف طور پر کتابوں کا لفظ ہے اس لیئے خود یہ آیت بھی اپنے معنی کی آپ تشریح کرتی ہے۔ ہاں بعض لوگ بالآخرۃ ھم یوقنون کے یہ معنی کرتے ہیں کہ پیچھے آنے والی وحی پر یقین رکھتے ہیں۔ گویا پیچھے آنے والی وحی کا مرتبہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ سے پہلے نبیوں کی وحی سے بھی بڑھ کر ہے۔ کہ اس کے لیئے لفظ یقین کا استعمال کیا۔ اور پھر اس پیچھے آنے والی وحی سے مراد مسیح موعود کی وحی لیتے ہیں۔ قرآن کریم کے معنی کرنے میں معنی کی خوبصورتی بھی ایک چیز ہے۔ جب ہم ان آیات پر غور کرتے ہیں کہ کس طرح پر قرآن کریم نے نہایت صفائی سے ان تمام اصول کا ابتدا میں ہی ذکر کر دیا ہے جن پر ایمان کی بنیاد ہے۔ اور جو انسان کو مفلح بنا سکتے ہیں۔ جن میں اول اللہ پر ایمان ہے۔ اور آخر یوم آخر پر۔ اور پھر کس طرح متعدد موقعوں پر سارے اصول اسلامی کو بیان کرنے کی بجائے اول و آخر کو بیان کر کے یؤمنون باللہ والیوم الآخر کو اسلام کا ہم معنی قرار دیا ہے۔ تو اس ابلغ اور محکم ترتیب کو چھوڑ کر ایک قیاسی تاویل کے پیچھے پڑنا اس کے مقابل میں کوئی مفید کوشش نہیں۔ پھر نہ صرف جو اصول اسلام بیان کیئے گئے ہیں وہی الآخرۃ کے یہ عجیب وغریب معنی لے کر ناقص ٹھہرتے ہیں بلکہ وقت یہ ہے کہ الآخرۃ کے ان معنوں سے قرآن کریم کے کئی مقامات بے معنی ٹھہرتے ہیں۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ سورہ لقمان میں بعینہ یہ الفاظ اس طرح پر آتے ہیں۔ الذین یقیمون الصلوۃ ویؤتون الزکوۃ وھم بالآخرۃ ھم یوقنون اولئک علی ھدی من ربھم واولئک ھم

المفلحون۔ یعنی وہ لوگ جو نماز پڑھتے اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور آخرت پر وہ یقین رکھتے ہیں وہ اپنے رب سے ہدایت پر ہیں اور وہی کامیاب ہیں۔ کیا یہاں بھی جیساکہ تطبیق آیات چاہتی ہے وہی معنی الآخرۃ کے لیے جائینگے جو سورہ بقرہ میں لئے جاتے ہیں اور سطر چہارم گویا معنی یہ ہونگے کہ نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے کے ساتھ تیسرا رکن دین کا کسی پیچھے آنے والی وحی پر یقین رکھنا ہے۔ حالانکہ مسیح موعود کی آمد ایک وعدہ اور پیشگوئی کے رنگ میں تھی۔ اس پر ایمان بھی اجمالی ہی ہوسکتا ہے۔ مگر پیشگوئی پر یقین رکھنے کے کیا معنی۔ لیکن یہ بھی دقت ہے کہ الآخرۃ میں پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ساری پیچھے آنے والی وحی پر یقین رکھنا ضروری ہوا۔ ایک مسیح موعود کی وحی کی کیوں تخصیص کی جائے۔ بہ لحاظ وحی کے تو جیسی وحی مسیح موعود کی ویسی ہی دوسرے مجددین کی۔ پھر ان ساری وحیوں پر کیوں یقین رکھنا ضروری نہیں۔ اور قرآن کے الفاظ تو ہیں بما انزل الیک و ما انزل من قبلک۔ اس لیے بالآخرۃ میں بھی یہی ماننا پڑیگا یعنی بما انزل بالآخرۃ لیکن جہاں ما انزل الیک سے مراد قرآن ہے اور ما انزل من قبلک سے مراد سابقہ کتب مقدسہ ہیں الآخرۃ والی کونسی کتاب ہوگی۔ کیونکہ نہ کوئی مجدد اور نہ ہی مسیح موعود کوئی کتاب تو لائے نہیں۔ پس جب کتاب ہی کوئی نہیں تو یقین اور ایمان کس بات پر لایا جائے گا محض اس بات پر کہ آنحضرت کے بعد بھی کوئی وحی آنے والی ہے۔ سو وہ ما انزل بالآخرۃ نہیں٭

غرض یہ ایک نہایت بے سود کوشش ہے۔ اور حق یہی ہے کہ بما انزل الیک و ما انزل من قبلک نے اس بات کو قطعی طور پر ثابت کر دیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبوت نہیں اور اسی نبوت کا دامن قیامت تک پھیلا ہوا ہے اس لیے پہلی کتابوں پر ایمان ختم نبوت کا دوسرا امتیازی نشان ہے۔

**ختم نبوت کی اول وجہ تکمیل ہدایت ہے۔**

دنیا کی کوئی کتاب نہیں جس نے یہ دعویٰ کیا ہو کہ میں نے ہدایت کو مکمل کر دیا۔ بلکہ ان کتابوں کے ہدایت کو تکمیل تک نہ پہنچانے کے اشارات کئی جگہ پائے جاتے ہیں۔ اور حضرت مسیح کے کلام میں تو صاف اور کھلا اقرار موجود ہے۔ حالانکہ اگر کوئی شخص سوائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تکمیل ہدایت کا مدعی ہوسکتا تو وہ حضرت مسیح علیہ السلام ہی ہوسکتے۔ کیونکہ آپ کے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان چھ سو سال میں تاریخ کسی نبی کے آنیکو تسلیم نہیں کرتی

٭ یہ بھی یاد رکھنے کے قابل امر ہے کہ جہاں جہاں ایمان کا ذکر کیا وہاں سب جگہ ماضی کا صیغہ ہی اختیار کیا مثلاً پہلے سپارہ کے آخر میں چند نبیوں کے نام لے کر یوں فرمایا و ما اوتی النبیون من ربھم اور جو پچھلے نبیوں کو ان کے رب کی طرف سے دیا گیا اسی طرح

اس طرح پر آنحضرت صلعم سے پہلے نبی حضرت مسیح علیہ السلام ہی ہیں پس اگر کوئی شخص تکمیل ہدایت کا مدعی ہو سکتا تو حضرت مسیح ہو سکتے تھے۔ اور جو شخص تکمیل ہدایت کا مدعی ہو اس کے بعد بیشک نبی کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ اور وہی آخری نبی دنیا کا قرار پانا چاہیئے۔ کیونکہ اس کے وجود میں اصل غرض پوری ہو جاتی ہے۔ نبیوں کے دنیا میں آنے کی ضرورت یہی ہے کہ وہ منجانب اللہ ہدایت پاکر لوگوں تک پہنچاویں۔ اور یہ ہدایت جیسا کہ دنیا کی مختلف قوموں کی ضرورت تقاضا کرتی تھی ہر قوم کی حالت اور زمانہ کے مطابق نازل ہوتی رہی۔ مگر کامل طور پر کسی ایک نبی پر وہ نازل نہ ہوئی۔ اور جب تک ہدایت کامل نہ ہو جائے اُس وقت تک نبیوں کی آمد کا سلسلہ ختم نہیں ہو سکتا۔ پس خاتم النبیین یا دنیا کا آخری نبی ہونے کا دعویٰ اُسی نبی کو سزاوار ہے جو تکمیل ہدایت کر دے۔ اور ایسے جامع اصول ہدایت کے بیان کر دے کہ اس کے بعد پھر اور اصول کی ضرورت دنیا کو نہ رہے اور دنیا کی ہر ایک قوم ان سے فائدہ اُٹھا سکے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے نبی چونکہ حضرت مسیح ہی ہیں اس لئے حضرت مسیح اگر یہ دعویٰ کرتے کہ اُنھوں نے ہدایت کی تکمیل کر دی تو پھر جو کچھ جی چاہتا ان کے پیروان کو بناتے۔ البتہ ایک بات کے وہ ضرور حق دار ہو جاتے کہ پھر وہی دنیا کے آخری نبی ٹھہرتے۔ اور آپ کے بعد کسی نبی کے آنے کی ضرورت نہ ہوتی۔ اور اس لئے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم پھر نبی نہ ہو سکتے تھے کیونکہ تکمیل ہدایت کے ساتھ تو نبوت کی ضرورت ہی اُٹھ جاتی مگر کیا شان خداوندی ہے کہ حضرت مسیح کے مُنہ سے وہ کلمات نکلوا دیئے ہیں جو ہمیشہ کے لئے اس ضرورت کو بآواز بلند پکار کر بیان کرینگے کہ مسیح کے بعد دُنیا کو ایک اور نبی کی ضرورت تھی اور جب تک وہ نہ آتا سارا سلسلہ نبوت ہی باطل ٹھہرتا۔ کیونکہ اصل غرض یعنی تکمیل ہدایت جس کے بغیر نسل انسانی اپنے اصلی کمال کو حاصل نہ کر سکتی تھی۔ پوری ہی نہ ہوتی۔ اور وہ الفاظ یہ ہیں کہ "میری اور بہت سی باتیں ہیں کہ میں تمھیں کہوں پر اب تم اس کی برداشت نہیں کر سکتے" اگر صرف اس قدر الفاظ بھی حضرت مسیح کے ہوتے تو بھی یہ لفظ دنیا کو مجبور کرتے کہ وہ ابھی ایک اور نبی کی راہ تکتے رہیں کیونکہ مسیح مقر ہیں کہ وہ تکمیل ہدایت نہیں کر گئے۔ لیکن مسیح نے نہ صرف اپنے متعلق ہی اعتراف کیا۔ بلکہ اس عظیم الشان ضرورت کو بھی کھول کر بیان کر دیا۔ کیونکہ ساتھ ہی وہ فرماتے ہیں "لیکن جب وہ یعنی

روح حق آوے تو وہ تمھیں ساری سچائی کی راہ بتا دے گی" دیکھو اس پاک دل انسان نے کس صفائی سے بیان کر دیا کہ ابھی ایک اور کی ضرورت ہے۔ جو سچائی کی ساری راہیں بتا دے۔ یعنی تکمیل ہدایت کرے۔ پس نہ صرف حضرت مسیح کا جو ایک ہی شخص دنیا کی تاریخ میں ہیں جو تکمیل ہدایت کا دعویٰ کر سکتے تھے یہ اعتراف موجود ہے کہ آپ تکمیل ہدایت نہیں کر سکے بلکہ ساتھ ہی یہ بھی ہے کہ تکمیل ہدایت کرنیوالی ایک روح حق کا آنا ضروری ہے۔ وہ روح حق جب آئی تو اس نے پکار کر کہہ دیا۔ جاء الحق۔ لو وہ روح حق آگئی جس کی دنیا کو انتظار تھی جس کے بغیر انسان کی پیدائش ہی عبث ٹھہرتی ہے کیونکہ انسان اپنے اعلیٰ سے اعلیٰ کمال کو نہ پاسکتا۔ اور جیسا کہ چاہیئے تھا اس روح حق نے اپنا پیغام پورے طور پر دنیا کو پہنچا کر آخر یہ اعلان کر دیا جو دنیا کی تاریخ میں ایک ہی اعلان ہے اور ایک ہی رہیگا۔ جس کے مقابل نہ کبھی کسی نے آواز اٹھائی نہ کوئی اٹھا سکے گا۔ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی۔ آج کے دن (جہاں دنیا کی تاریخ میں یہ پہلا دن تھا) میں نے تمھارے لئے تمھارا دین کامل کر دیا اور اپنی نعمت کو تم پر پورا کر دیا۔ شریعت بھی کامل ہو گئی اور ہدایت بھی بتمام وکمال آگئی۔ اگر دنیا کی تاریخ میں کوئی عید کا دن کہلا سکتا ہے تو وہ یہی دن تھا اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ اس دن کو خوب جانتے تھے کہ یہ دنیا کی تاریخ میں ایک ہی یادگار کا دن ہے۔ چنانچہ صحیح بخاری میں اس آیت کی تفسیر میں ہے۔ قالت الیھود لعمر انکم لتقرؤن آیۃ لو نزلت فینا لاتخذناھا عیدا فقال عمر انی لاعلم حیث انزلت واین انزلت واین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حین انزلت یوم عرفۃ وانا واللہ بعرفۃ قال سفیان واشک کان یوم الجمعۃ ام لا الیوم اکملت لکم دینکم۔ یعنی یہودیوں نے حضرت عمرؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کہا۔ تم لوگ ایک آیت پڑھتے ہو اگر وہ ہمارے بارہ میں نازل ہوتی تو ہم اسے عید بنا لیتے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا میں خوب جانتا ہوں وہ کس طرح نازل ہوئی۔ اور کہاں نازل ہوئی اور جب نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہاں تھے۔ یہ عرفہ کا دن تھا اور خدا کی قسم ہم بھی عرفہ میں تھا۔ سفیان (اس حدیث کا دوسرا راوی) کہتا ہے مجھے شک ہے یہ جمعہ کا دن تھا یا نہیں وہ آیت الیوم اکملت لکم دینکم ہے۔ یہ بیشک عید کا دن تھا اور کیا عجیب اتفاق ہے کہ اس کا نزول ایک ایسے موقعہ پر ہوتا ہے جب ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حجۃ الوداع میں مصروف تھے۔ اور اس عظیم الشان میدان میں

تھے جو عرفات کا میدان کہلاتا ہے۔ اس کے بعد ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ مشہور خطبہ پڑھا جس کے آخر پر تین دفعہ فرمایا۔ الا ھل بلغت۔ اچھی طرح سن لو کیا میں نے تم کو پیغام پہنچا دیا۔ اور وہ میدان اللھم نعم۔ کی آواز سے گونج اٹھتا تھا۔ مسلمانوں کیلئے تو واقعی یہ عید کا دن تھا اور ایسا عید کا دن کہ نہ پہلے کبھی ہوا نہ پھر کبھی ہوگا۔ کیونکہ وہ انسان جو دس سال پیشتر انہی وادیوں میں تنہا پھرتا تھا اور کوئی اس کی آواز پر کان نہ دھرتا تھا۔ وہ جو تنہا اور بے یار و مددگار تھا۔ وہ جسے گھر سے نکالا گیا تھا۔ وہ جس کے پیچھے خون کی پیاسی تلواریں نیاموں سے باہر نکلی ہوئی تھیں۔ آج وہی انسان ہے جو سارے ملک عرب کا بادشاہ ہے اور لاکھوں انسان اس کے ساتھ اسی میدان میں حج کے لئے جمع ہیں۔ لاکھوں انسان کعبہ کا حج کرینگے۔ اور میدان عرفات میں جائینگے۔ مگر وہ مقدس چہرہ وہ روحانیت کا آفتاب گو ان کی روحوں پر اپنی کرنیں ڈالے گا مگر اس خوشی کو وہ کہاں سے لائینگے جس سے اس وقت صحابہ رضی اللہ عنہم کے دل بھرے ہوئے تھے۔ جن کے اندر خدا کا وہ پیارا موجود تھا جس کے اوپر اس اکملت لکم دینکم۔ کی وحی نے اتر کر ان لاکھوں انسانوں کے دلوں کو ایک اور ہی سرور سے بھر دیا۔ سو مسلمانوں کے لئے تو ضرور یہ عید کا دن تھا۔ لیکن اگر سچ پوچھو تو یہ نسل انسانی کے لئے عید کا دن تھا اگر ساری نسل انسانی کبھی کوئی حقیقی عید منائیگی تو وہ یہی عید ہوگی جس دن دین کے کمال کو پہنچ جانے کا۔ ہدایت کی نعمت کے پورا ہو جانے کا اعلان دنیا میں ہو گیا۔ اور انسان کو خدا کی طرف سے یہ مبارکباد دی گئی کہ اب تمہارے کمال حاصل کرنے کا وقت آگیا۔ اور تمہارے دنیا میں پیدا کئے جانے کی غرض پوری ہو گئی۔ کیونکہ یہی وہ کمال تھا جس تک خدا تعالیٰ تم کو پہنچانا چاہتا تھا۔ مگر تم اپنی کوشش سے وہاں تک نہ پہنچ سکتے تھے۔ اس لئے رب العلمین نے تمہاری دستگیری فرمائی اور اما یاتینکم منی ھدی کا تم کو وعدہ دیا۔ اور آج اس وعدہ کے ایفاء کو اپنے کمال کو پہنچا یا اور لولاک لما خلقت الافلاک کے کلمہ کو پورا کر دکھایا۔

**ختم نبوت کی دوسری وجہ حفاظت ہدایت**

گو دنیا کی تاریخ میں اکملت لکم دینکم۔ کا نظارہ ایک ہی نظارہ تھا مگر یہ نظارہ دل خوش کن نہ ہوتا اگر اس کے ساتھ یہ تسلی نہ ہوتی کہ اس کمال کو کبھی زوال نہیں آئے گا۔ دنیا کی تاریخ

میں بڑی بڑی ہدایتیں آئیں۔ نسل انسانی کے فائدہ کے لئے بہت کچھ خدا نے بھیجا مگر انسان کے ہاتھوں نے اسے بسا اوقات بگاڑا۔ جس قدر مقدس کتابیں دنیا کی تاریخ میں نظر آتی ہیں وہ سب کی سب بلا استثنا تحریف کا شکار ہوئیں۔ ان کتابوں کا کیا ذکر ہے جن کی تاریخ پر ہزاروں سال گذر گئے۔ وہ جو قرآن کریم کے نزول سے چھ سو سال پہلے کی تھی اس کی بھی وہ حالت ہوئی کہ اصل کتاب کا پتہ ہی نہیں۔ مسیح کی انجیل کی جگہ چار (بزعم پیروان مسیح ستائیس) انجیلوں نے لے لی۔ اصل تعلیم کہاں محفوظ رہتی۔ ایک عاجز بندے کو جو خدائے ذوالجلال کی قدوسیت کے سامنے شرمندہ ہو کر نیک کہلانے سے بھی انکار کرتا تھا اس ذوالجلال کے پہلو بہ پہلو بٹھایا گیا بلکہ خدا بیٹے کو خدا باپ سے بہتر اوصاف کا مجموعہ بڑی طاقتوں کا مالک قرار دیا گیا۔ اسی سے اندازہ کر لو کہ پہلی کتابوں کا کیا حال ہوا ہوگا۔ پس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب وہ بار بار یحرفون الکلم عن مواضعہ خدا کے کلام میں پڑھتے کیسا درد ہوتا کہ کہیں اس مکمل ہدایت نامہ کا بھی دنیا کے لوگوں کے ہاتھوں وہی حال نہ ہو جو پہلی کتابوں کا حال ہوا۔ اگر خدا کی طرف سے بار بار یہ وعدہ نہ مل چکا ہوتا انہ لقرآن کریم فی کتاب مکنون بل ھو قرآن مجید فی لوح محفوظ۔ اور بالآخر جب خدا کا وعدہ کھلے الفاظ میں مل گیا کہ پہلی کتابوں کی طرح قرآن کی حفاظت کا کام ہم نے انسانی ہاتھوں میں نہیں چھوڑا کیونکہ گو پہلی کتابیں بھی خدا کا کلام ہی تھا مگر ان کی ضرورت دنیا کو ایک وقت کے لئے تھی۔ پر اس مکمل ہدایت نامہ کی ضرورت ہمیشہ کے لئے ہے۔ اور اس کے ایک حرف کے اِدھر اُدھر ہونے سے نسل انسانی کو ایک ناقابل تلافی نقصان ہمیشہ کے لئے پہنچیگا۔ کیونکہ اب آخری نبی کے بعد کوئی دوسرا نبی نہیں آسکتا جو اس قسم کی غلطی کو دور کر دے اس لئے خدا نے فرمایا کہ اس کی حفاظت کا انتظام ہم نے اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے۔ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون ہم نے ہی تو اس ذکر کو (جو نسل انسانی کے حقیقی شرف وعزت کا باعث ہے۔ جیسا کہ ذکر کے معنی سے ظاہر ہے) اُتارا اور ہم ہی اس کی یقیناً حفاظت کرینگے۔ سو اس وعدہ خداوندی نے ختم نبوت کی دوسری وجہ کو بتا دیا

**تکمیل ہدایت اور حفاظت ہدایت کی دوہری مضبوطی نے نبوت کے دروازہ کو مسدود کر دیا**

ایک چیز پہلے ہی اپنے کمال کو نہ پہنچے تو وہ ناقص ہے اور کمال کی محتاج

رہیگی۔ ایک چیز کمال کو پہنچ جائے مگر اس میں نقص پیدا ہونے کا خطرہ باقی ہو تو وہ پھر کمال کی محتاج ہو جائیگی۔ اس لیے جب تک یہ دونوں صورتیں اکٹھی نہ ہوتیں ختم نبوت کا منشا پورا نہیں ہو سکتا تھا۔ تاکہ ہدایت کی تکمیل ہو گئی۔ لیکن اگر اس تکمیل کے بعد پھر اس میں کچھ نقص پیدا ہو جائے۔ اگر پہلی کتابوں کی طرح تحریف اس کامل ہدایت نامہ میں بھی راہ پا جائے تو ختم نبوت کا دعوے صحیح نہ ہوتا۔ کیونکہ پھر اس ناقص کو خواہ وہ نقص پیچھے ہی پیدا ہوا ہو پورا کرنے کی احتیاج باقی رہتی۔ اور جب نبوت کی ضرورت باقی ہوتی تو ختم نبوت کا دعوے باوجود تکمیل ہدایت کے باطل ٹھہرتا۔ مگر وہ خدا جس نے شروع سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ نبوت کو اپنے کمال تک پہنچانے کا ارادہ کیا ہوا تھا (اور اسی لئے آپ خلق میں سب سے پہلے نبی تھے۔ کیونکہ آپ نہ ہوتے تو دوسرے نبی بھی نہ ہوتے) اور پھر اس کمال پر قائم رکھنے کا ارادہ کیا ہوا تھا تاکہ اس انسان کامل کے بعد سب اسی کی شاگردی میں زانو تہ کریں۔ اس نے نہ چاہا کہ ایک پہلو سے ختم نبوت کر کے دوسرے پہلو کو یوں ہی چھوڑ دے اور نبوت کی ضرورت ویسی کی ویسی باقی رہ جائے۔ بلکہ اس نے ختم نبوت کو خوب پختہ کیا اور اس میں کسی قسم کے نقصان کا احتمال باقی نہ چھوڑا اور ایک طرف تکمیل ہدایت کر کے اور دوسری طرف اس مکمل ہدایت کی حفاظت کا قیمتی وعدہ دے کر اور اس کی حفاظت کو اپنے ذمہ لے کر اور ہر طرح سے ختم نبوت کی دیوار کو پختہ کر کے نبوت کے دروازہ کو بند کر دیا۔ کیونکہ جس حکمت کے لئے اس دروازہ کو کھولا گیا تھا وہ ضرورت اب باقی نہ رہی تھی۔ اور فعل الحکیم لا یخلوا عن الحکمۃ۔ کس طرح ممکن تھا کہ ایک طرف تکمیل ہدایت کے کام کو اس قدر مضبوط کر کے اور دوسری طرف مکمل ہدایت نامہ کی حفاظت کا انتظام اتنا مضبوط کر کے اب نعوذ باللہ نبوت کے دروازہ کو کھلا چھوڑتا

**چونکہ ضرورت نبوت باقی نہ رہی اس لئے نبوت ختم ہو گئی**

ہر ایک چیز کا انحصار ضرورت پر ہوتا ہے۔ مثلاً جو لوگ یہ مانتے ہیں کہ صرف شریعت کا دروازہ بند ہے اور غیر تشریعی نبوت مگر نبوت کاملہ کا دروازہ کھلا ہے ان سے اگر یہ دریافت کیا جاوے کہ آخر شریعت کا دروازہ کیوں بند ہوا تو یہی جواب دینگے کہ شریعت کی قرآن کریم نے تکمیل کر دی۔ اس لئے اب چونکہ کسی جدید حکم شریعت کے آنے کی ضرورت نہیں رہی اس لئے شریعت کا باب مسدود ہو گیا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ

عبث طور پر شریعت کے دروازہ کو کھلا نہیں چھوڑتا۔ جب تک ضرورت تھی کہ شریعت کے جدید احکام آتے رہیں۔ آتے رہے۔ جب ایک کامل کتاب نے تکمیل شریعت کردی تو اب یہ ضرورت ختم ہوگئی۔ اس لئے شریعت کے آنے کا دروازہ بھی مسدود ہوگیا۔ مگر ان کو غلطی یہ لگی ہے کہ وہ نبی کے آنے کی اصل غرض صرف چند احکام شریعت چند اوامر و نواہی کا پہنچانا سمجھتے ہیں۔ حالانکہ قرآن کریم نے ہدایت کا لانا اصل غرض بیان کی ہے۔ اس ہدایت کا ایک حصہ شریعت بھی ہے۔ آخر اس سے کس کو انکار ہوسکتا ہے کہ قرآن کریم سارے کا سارا اس کا ایک ایک لفظ ہدایت ہے۔ اسی لئے فرمایا ذلک الکتاب لاریب فیہ ھدی للمتقین۔ مگر اوامر و نواہی یا شریعت صرف اس کا ایک حصہ ہے۔ جو حصہ شریعت کا کتاب میں ہے وہ صرف چند احکام پر مشتمل ہوتا ہے۔ کہ یوں کرو یا یوں نہ کرو۔ مگر خدا کی کتاب کا کام صرف یہی نہیں۔ بلکہ اصل کام تزکیہ یا تکمیل نفس انسانی ہے۔ جس کے لئے خدا کا کلام طرح طرح کے پیرائے اختیار کرتا ہے۔ اسی تکمیل میں ایک حصہ شریعت کا بھی ہے۔ تو پس جب اصل غرض منجانب اللہ ہدایت کا لانا ہے۔ اور ہر ایک مسلمان کا یہ ایمان ہے۔ جیسا کہ آیت الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی سے ثابت ہے۔ کہ ہدایت کی ساری راہیں کامل طور پر قرآن کریم میں بتا دی گئیں اور کوئی ایسی راہ باقی نہ چھوڑی گئی جس کی ضرورت آئندہ پڑے اور وہ قرآن کریم میں موجود نہ ہو۔ اور دوسری طرف یہ بھی انتظام کامل طور پر کردیا گیا کہ قرآن کریم ہمیشہ کے لئے کامل طور پر محفوظ رہے۔ اور جو راہیں ہدایت کی بتائی گئی ہیں ان میں سے کسی کے گم ہونے کا اندیشہ نہ رہا تو نبوت کی ضرورت ختم ہوگئی۔ اور جب ضرورت ختم ہوئی تو اب کوئی نبی نہیں آسکتا۔ پس اگر ضرورت نبوت باقی ہے تو ضرور سلسلہ نبوت جاری رہنا چاہیئے ورنہ خدا تعالیٰ کا سلسلہ نبوت قائم کرنا عبث ٹھہرتا ہے۔ اور اگر ضرورت نبوت باقی نہیں رہی تو اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی کا بھیجنا عبث کام ہے۔

**عملی رنگ میں سلسلہ نبوت کا انقطاع ہوچکا**

یہ بھی غور کا مقام ہے کہ اگر ضرورت باقی تھی تو پھر تیرہ سو سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کیوں خالی گذر گئے۔ دنیا کی تاریخ میں صرف ایک ہی زمانہ چھ سو سال کا بغیر کسی نبی

کے آنے کے پایا جاتا ہے۔ اور وہ زمانہ ہے جو فترت رسل کا عظیم الشان زمانہ ایک نشان کے طور پر رکھا گیا کہ تا دنیا کی آنکھیں اس کے انتظار میں لگ جائیں اور اس کی راہ کو تکیں جو نسل انسانی کا فخر، نسل انسانی کی تکمیل کرنے والا آنے والا تھا۔ جس پر آکر سلسلہ نبوت نے اپنے کمال کو حاصل کرنا تھا اور جو اس سلسلہ کا انتہائی مقام تھا۔ جہاں پہنچکر انسان کے لیے آگے بڑھنے کی گنجائش نہیں۔ ہاں صرف ایک رسول کے لیے دنیا کو۔ ساری دنیا کو کیونکہ وہ ساری دنیا کے لیے آنے والا تھا۔ چھ سو سال انتظار کرنا ضروری ہوا۔ ورنہ دنیا کی تاریخ میں کہیں کوئی نبی کہیں کوئی نبی آتے ہی رہے پس یہ چھ سو سال کا انتظار جب اتنے عظیم الشان انسان کے لیے ہوتا ہے تو کیا تیرہ سو سال کا انتظار کوئی اس سے بھی بزرگتر انسان لانے والا تھا۔ یا عملی رنگ میں سلسلہ نبوت کا منقطع ہو جانا صاف شہادت اس امر کی ہے کہ آپ کے بعد اب کوئی نبی آنے والا نہیں۔ غرض پہلے ضرورت نبوت قائم کرو۔ پھر غور کرو کہ اگر ضرورت نبوت تھی تو آنحضرت کے بعد عملی رنگ میں سلسلہ نبوت اللہ تعالیٰ نے کیوں منقطع کر دیا کیا یہ اللہ تعالیٰ کی فعلی شہادت اسبات پر نہیں کہ سلسلہ نبوت ٹھیک اس انسان پر منقطع ہو گیا جو اس کا انتہائی نقطہ تھا۔

**خاتم النبیین** اسی لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین وکان اللہ بکل شئ علیما۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمھارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں۔ لیکن اللہ کے رسول اور نبیوں کے خاتم ہیں اور اللہ ہر ایک چیز کو جاننے والا ہے۔ یہ عجیب بات ہے کہ یہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صلبی فرزندوں کا انکار کر کے ختم نبوت کو قائم کیا ہے۔ آیت ماقبل کو پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل غرض اس کی سلسلہ رسالت کی طرف توجہ دلانا ہے۔ چنانچہ آیت ماقبل میں رسولوں کا ذکر ہے جہاں فرمایا۔ الذین یبلغون رسلٰت اللہ ویخشونہ ولا یخشون احدا الا اللہ وہ جو اللہ کے پیغاموں کو پہنچاتے ہیں اور اسی سے ڈرتے ہیں۔ اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے۔ گویا اصولاً اور عملاً دونوں طرح توحید الٰہی کو کامل کرنے والا یہ ایک سلسلہ رسولوں کا دنیا میں اللہ تعالیٰ نے قائم کیا ہے۔ اصولی رنگ

میں تو توحید یا خدا کو ایک مان لینا ہے اور اس کی برابر یا اس کا شریک کسی کو خیال نہ کرنا ہے۔ اور عملی رنگ میں اس حالت کا انسان کے اندر پیدا ہونا کہ خدا کا خوف اسے ہو اور خدا کے سوا کسی کا خوف نہ ہو۔ اسی مقام پر اللہ کے رسول انسان کو پہنچانا چاہتے ہیں اور وہ لوگ جو رسولوں کی اتباع سے اس مقام پر پہنچ جاتے ہیں وہ ان رسولوں کے روحانی فرزند کہلاتے ہیں۔ اور اسی لیے بعض وقت ایک لطیف استعارہ کے رنگ میں خدا کے فرزند کا نام بھی انسان پر آگیا ہے۔ مگر اس سے حقیقت مراد نہ تھی۔ غرض نبی سب بھائی ہیں اور جو لوگ ان نبیوں کے اتباع سے مرتبہ کمال کو حاصل کرتے ہیں وہ ان کے روحانی فرزند ہیں۔ تو یہاں درحقیقت اللہ تعالیٰ نے دو سلسلوں کی طرف توجہ دلائی ہے ایک جسمانی سلسلہ اور ایک روحانی سلسلہ جسمانی سلسلہ میں حضرت آدم ابوالبشر ہیں۔ ان سے نسل انسانی چلی۔ مگر انسان کا کمال حقیقی جسمانی سلسلہ سے نہیں ہے۔ بلکہ روحانی سلسلہ سے ہے۔ اور سب رسول اس روحانی سلسلہ میں والد کا مرتبہ رکھتے ہیں۔ کہ ان کی روحانی اولاد آگے چلتی ہے اور آپس میں رسول سب بھائی ہیں۔ مگر ان کے متبع ان کی پیروی کرنے والے ان کے بھائی نہیں بلکہ ان کے فرزند ہیں تو اب سب رسولوں کو کچھ نہ کچھ روحانی اولاد دی گئی۔ مگر چونکہ نسل انسانی کا حقیقی کمال حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اطہر سے وابستہ تھا۔ اور روحانی اولاد کے بارے میں آپ درحقیقت ایک معنی میں اکیلے ہی ابوالبشر ہونے والے تھے۔ کیونکہ آپ کی روحانی اولاد ہمیشہ کے لیے چلنے والی تھی۔ پس ایک طرف دوسرے رسولوں اور نبیوں کی سب روحانی اولاد منقطع ہو جاتی ہے۔ اور دوسری طرف حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہ ان کی روحانی اولاد کبھی منقطع نہیں ہوتی۔ پس جسمانی سلسلہ کے انقطاع میں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزندوں سے چل سکتا تھا درحقیقت یہ اشارہ فرمایا کہ اس انقطاع کے بالمقابل اس کی روحانی اولاد کا سلسلہ تاقیامت ہم نے قائم کر دیا ہے۔ اور اسی کی طرف لفظ خاتم النبیین سے اشارہ کر دیا۔ یہ صحیح ہے کہ لفظ خاتم کے معنی مہر بھی ہیں اور خاتمہ بھی اسلئے اسکی دوسری قرأت خاتِم بھی آئی ہے۔ اور علاوہ ازیں غرض تو یہ ہے کہ جو کام نبی کیا کرتے تھے وہ اب آپکے افاضہ کمال روحانی سے ہوا کریگا اس لئے کہ آپ آخری نبی ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ اس لئے اب دوسرا

کوئی اس امر کا مجاز نہیں کہ اس کے اتباع سے لوگ کمال حاصل کریں۔ بلکہ ایک ہی شخص ہمیشہ کے لیئے اس امر کا مجاز قرار دیا گیا کہ اس کے اتباع سے تکمیل نفس انسانی ہو سکتی ہے۔ اور جب تک آپ آخری نبی نہ ہوں تب تک یہ ہو نہیں سکتا۔ اس لیئے خدا تعالیٰ کے پر حکمت کلام نے ایک ایسا عجیب لفظ اختیار کیا ہے جس میں دونوں پہلو مضمر ہیں آپ نبیوں کے خاتم ہیں۔ یعنی جو کام نبی کیا کرتے تھے وہ اب ہمیشہ کے لیئے آپکے افاضہ کمال سے ہوا کریگا اور آپ نبیوں کے خاتم ہیں اس لیئے کہ آپکے بعد کوئی نبی نہ آئیگا اگر آپکے بعد بھی آجاتے تو آپکے اس کام کا انقطاع ہوجاتا ہے جو نبی کیا کرتے تھے اس لیئے آپ پہلے معنوں میں بھی خاتم النبیین نہیں رہ سکتے اور اگر آپکے روحانی فیض سے کامل انسان پیدا نہوں تو پھر آخری نبی بھی نہیں ہو سکتے غرضیکہ خاتم کا پر حکمت لفظ اللہ تعالیٰ نے دونوں باتوں کا ذکر کرنے کو اختیار فرمایا ہے۔ آپ کے بعد کوئی نبی بھی نہیں اور آپ کے روحانی فیض سے ہمیشہ کے لیئے انسان کامل پیدا ہوا کرینگے۔ یعنی نبیوں پر مہر کا کام آپ ہمیشہ کیلیئے دینگے۔ فیض نبوت سے جو کچھ ملتا تھا وہ اب آپ کی ہی وساطت سے ملیگا نہ کسی اور کی۔ اسی لیئے آپ کے بعد کوئی نبی کبھی نہیں آسکتا۔ یہی وجہ ہے کہ ساری ہی امت محمدیہ نے لفظ خاتم النبیین سے ایک ایسے اجماعی رنگ میں جس کی نظیر بہت ہی کم نظر آتی ہے۔ یہی مراد لی ہے کہ آپ سلسلہ نبوت کی آخری کڑی ہیں اور عمارت نبوت کی آخری اینٹ۔ اور جو کچھ حضرت مسیح موعود نے بعض جگہ لکھا ہے کہ آپ نبیوں کی مہر ہیں وہ بھی درحقیقت یہی ہے۔ جیسا کہ میں نے اوپر صفائی سے بیان کر دیا ہے قلت تدبر سے بعض لوگوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ حضرت مسیح موعود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری نبی ہونا اس آیت کی بنا پر نہیں مانتے۔ حالانکہ یہ بالکل جھوٹ ہے۔ جیسا کہ کثیر حوالجات سے ظاہر ہے۔ جو دوسری جگہ درج ہیں۔ اکثر لوگوں کی عادت ہے کہ ایک بات کو لے دوڑتے ہیں۔ اور مختلف اقوال پر غور نہیں کرتے۔ نہ ان کو باہم تطبیق دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ نہ قرآن وحدیث سے تطبیق دینے کی پروا کرتے ہیں۔

**آپ کب سے خاتم النبیین تھے**

یہ ایک اور غلط فہمی ہے جو قلت تدبر سے پیدا ہوتی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ آپ کو تدریجاً ترقی ملی۔ پہلے دن ہی آپ خاتم النبیین نہ تھے۔ حالانکہ تمام امت نے کبھی اس بات کو تسلیم نہیں کیا کہ نبوت میں بھی تدریج ہوتی ہے۔ نبوت اکتسابی چیز نہیں۔ جو اس میں تدریج کا خیال درست ہو۔ یہ وہبی چیز ہے۔

خاتم النبیین آپ کب ہوئے؟ میں کہتا ہوں جس دن آپ نبی ہوئے اُسی دن خاتم النبیین ہوئے کیونکہ خاتم النبیین کے لفظ میں دو ہی مفہوم ہیں اول یہ کہ آپ آخری نبی ہیں۔ دوسرے یہ کہ آپ کی اتباع سے وہ کمالات اب آئندہ بلا انقطاع ملا کرینگے جو پہلے متفرق نبیوں کی وساطت سے ملتے تھے۔ پھر سوال کیا جاتا ہے کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا علم تھا کہ آپ خاتم النبیین ہیں۔ یا مدینہ میں سورۂ احزاب میں خاتم النبیین والی آیت کے نازل ہونے سے آپ کو پتہ لگا۔ اس کا جواب بھی یہی ہے جو میں پہلے دے چکا ہوں۔ اگر آپ کو ان دونوں باتوں کا علم تھا کہ آپ آخری نبی ہیں اور آپ کے کمالات کا فیض تا قیامت منقطع نہیں ہوگا تو ختم نبوت کے اصل مفہوم سے آپ آگاہ تھے۔ اور بہرحال کام تو آپ خاتم النبیین کا کر رہے تھے۔ یعنی آپ کی تعلیم وہ کامل تعلیم تھی جس میں کسی قسم کا نقص نہ رہتا تھا۔ جو ہدایت نازل ہوتی تھی وہ کامل رنگ میں نازل ہوتی تھی۔ گو کل معاملات پر ان ہدایات کا حاوی ہو جانا وابستہ تھا اس بات سے کہ آپ کا کام پورا ہو جائے پھر یہ بھی آپ جانتے تھے کہ آپ کل دنیا کی طرف مبعوث ہیں۔ اور یہ تو ظاہر ہے کہ نبوت کے فیض سے جس مرتبہ پر انسان پہنچتا ہے وہاں پہنچانے کے لئے ہی آپ لوگوں کو اپنی طرف بلاتے تھے۔ باایں ہمہ میں کہتا ہوں کہ نبی کے علم میں تو زیادتی ہوتی رہتی ہے رب زدنی علما مگر نبوت کے منصب میں کوئی ترقی نہیں ہوتی۔ یعنی یہ کہ آج نصف نبوت ملی ہے تو کل ساری مل جائیگی آج چھوٹے نبی بنائے گئے ہیں تو کل بڑے بنا دیئے گئے۔ نہ یہ ہوتا ہے کہ انسان کو نبوت کے منصب پر کھڑا کر دیا گیا ہو اور اسے علم نہ ہو کہ میں نبی ہوں۔ اور میں کہتا ہوں کہ جب یہود و نصاریٰ کو یہ علم تھا کہ آپ آخری نبی ہیں اور یہ علم ان کو اس وقت بھی تھا کہ جب آپ مکہ معظمہ میں تھے تو کیا اللہ تعالےٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ علم نہ دیا تھا۔ نجاشی کب مسلمان ہوا؟ کیا وہ نہ جانتا تھا کہ جو نبی اب آنے والا ہے وہی آخری نبی ہے۔ جس کے متعلق پیشگوئیاں پہلی کتابوں میں ہیں۔ اور پھر جب ختم نبوت کے مناسب حال سب امور آپ میں جمع ہو گئے تو خاتم النبیین بھی آپ ساتھ ہی بن گئے ہاں خدا کے کلام میں بعض باتوں کا بعض خاص اوقات میں نازل ہونا اس کی غرض تو خود اللہ تعالیٰ نے بتا دی کذلک لنثبت بہ فؤادک۔ یعنی قرآن کریم کو وقتاً فوقتاً تھوڑا تھوڑا کر کے اس لئے نازل کیا ہے کہ تیرے دل کو ثبات ملے۔ یوں تو یہ کیسی بے ترتیب سی بات معلوم ہوتی ہے کہ قرآن کی حفاظت کا وعدہ مکہ میں ہوتا ہے جو ختم نبوت کا ایک جزو ہے۔ خود ختم نبوت کی آیت سورہ احزاب میں نازل ہوتی ہے۔ گو ابھی تک تکمیل ہدایت کی آیت نازل نہیں ہوئی۔ بلکہ وہ حجۃ الوداع میں آپ

کی وفات سے صرف ۸۰ روز پیشتر نازل ہوئی ہے۔ الیوم اکملت لکم دینکم اب ایک ناسمجھ یہ اعتراض کر سکتا ہے کہ خاتم النبیین پہلے بن گئے اور تکمیل دین پیچھے ہوئی۔ اصل بات یہ ہے کہ ہر ایک امر کا نزول ایک وقت کو چاہتا تھا۔ جب ابھی حفاظت قرآن کا وعدہ نازل نہیں ہوا تھا تب بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح حفاظت کا اہتمام فرماتے تھے جیسا بعد میں۔ حفاظت قرآن کا وعدہ تو درحقیقت کفار کی انتہائی کوششوں کا جواب تھا اس لیے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں آپ کو تباہ کرنے کے لیے انتہائی درجہ کی کوشش کی گئی تو لطور تسلی اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ یہ قرآن ضائع نہیں ہو سکتا۔ مگر اس موقع پر تسلی دینے کے لیے جو الفاظ اختیار فرمائے وہ ایسے تھے کہ اس میں نہ صرف اس وقت کی حفاظت بلکہ ہمیشہ کے لیے ہر قسم کی حفاظت کا وعدہ فرمایا۔ ختم نبوت کے ذکر کا بھی ایک موقعہ تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادہ ابراہیم فوت ہو چکے تھے۔ زید کو لوگ آپ کا متبنیٰ کہا کرتے تھے زید نے زینب کو طلاق دے دی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم الٰہی کے ماتحت زینب سے نکاح کیا جو تعلق ابوت کا لوگوں کے ذہن میں اس کے ساتھ تھا وہ بھی نہ رہا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم نے کوئی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس لیے نہیں بھیجا کہ جسمانی فرزند بھی اس کے ہوں۔ اور آپ کا کوئی سلسلہ نسب جسمانی بھی چلے۔ بلکہ ہم نے تو اس کو آخری نبی بنایا ہے تاکہ اس کی روحانی اولاد کا سلسلہ کبھی دنیا میں منقطع نہ ہو اور چونکہ آپ کو ایک ایسا وسیع سلسلہ اولاد روحانی کا دیا گیا ہے اس لیے اور اس بات کو ظاہر کرنے کے لیے کہ جسمانی اولاد اور جسمانی تعلقات کچھ چیز نہیں ہم نے اس کو تمہارے مردوں میں سے کسی کا باپ نہیں بنایا۔ گویا خدا کی نظر میں یہ تعلقات کچھ وقعت نہیں رکھتے۔ ورنہ ایسا عظیم الشان انسان جس کو آخری نبی بنا کر اللہ تعالیٰ نے اس کے روحانی فرزندوں کا سلسلہ قیامت تک وسیع کیا اور لاکھوں کروڑوں کی تعداد میں روحانی فرزند عطا فرما دیئے۔ تو اگر اس کی نظر میں جسمانی فرزندیت کی کچھ وقعت ہوتی تو یہ بھی دے دیتا۔

## ختم نبوت از روئے حدیث

قرآن کریم نے جس وضاحت سے ختم نبوت کے مسئلہ پر روشنی ڈالی ہے اور اس کے وجوہات بھی بتا دیئے کہ سلسلہ نبوت کو ختم کرنے کے وجوہات کیا ہیں۔ اس کے بعد کوئی شخص محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا میں آخری نبی ہونے میں شبہ نہیں کر سکتا اب میں اسی کی مزید تائید احادیث سے پیش کرتا ہوں۔ سب سے پہلے ہم متفق علیہ حدیثوں کو لیتے ہیں جن پر جرح کی گنجائش نہیں

عن سعد بن ابی وقاص قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی۔ سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی کو فرمایا تو مجھ سے اس مرتبہ پر ہے جیسے ہارون موسیٰ سے فرق یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ اس حدیث کا مطلب سمجھنے کے لئے سب سے پہلے یہ دیکھنا ہے کہ ہارون کو موسیٰ سے کیا نسبت تھی۔ اس میں تو کچھ شبہ نہیں کہ شریعت بنی اسرائیل میں صرف حضرت موسیٰ ہی لائے۔ جیسا کہ چالیس دن کے لئے ان کا طور پر جانا اور ہارون کو پیچھے اپنی جگہ پر چھوڑ جانا ثابت کرتا ہے اس لئے تشریعی اور غیر تشریعی نبی کی اصطلاح پر کہا جائے تو موسیٰ صاحب شریعت نبی تھے اور ہارون غیر صاحب شریعت دراصل حقیقت حضرت ہارون کا کیا مرتبہ تھا یہ میں دوسری جگہ بتا چکا ہوں۔ تو پس موسیٰ اور ہارون میں نسبت یہ تھی کہ نبی تو دونوں تھے مگر موسیٰ صاحب شریعت اور ہارون غیر صاحب شریعت اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی کا اپنی نسبت سے وہی مرتبہ قائم کرتے ہیں جو حضرت ہارون کا موسیٰ کے ساتھ تھا۔ مگر ایک استثنا کرتے ہیں اگر یہ استثناء نہ ہوتا تو جس طرح موسیٰ صاحب شریعت نبی تھے اور ہارون غیر صاحب شریعت۔ اسی طرح پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صاحب شریعت نبی ہوتے اور حضرت علی غیر صاحب شریعت نبی تو اس صورت میں یعنی اگر حدیث صرف اسی قدر ہوتی انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ تو یہ نتیجہ نکل سکتا تھا کہ شاید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ مراد ہے کہ نبوت غیر تشریعی میرے بعد جاری رہے گی جیسے موسیٰ کے ساتھ ہارون ایک غیر تشریعی نبی تھے اسی طرح تم بھی اے علی ایک غیر تشریعی نبی ہو پس اب یہ دیکھنا ہے کہ جس صورت میں الا انہ لا نبی بعدی کے استثناء کو چھوڑ کر نبوت غیر تشریعی کا سلسلہ جاری مانا جا سکتا تھا اس استثناء نے آکر کیا کام کیا۔ استثناء نے آکر اسی غیر تشریعی نبی کے امکان کو بھی دور کر دیا کیونکہ اگر یہ نہ مانیں تو حدیث بے معنی ٹھہرتی ہے۔ غیر تشریعی نبی کے آنے کا امکان تو اس صورت میں باقی ہوتا جب آپ اسی قدر فرماتے انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ۔ لیکن چونکہ صرف اسی قدر کہنے سے یہ خیال گذر سکتا تھا کہ شاید جس طرح ہارون غیر تشریعی نبی تھے اور موسیٰ صاحب شریعت اسی طرح حضرت علی بھی آپ کے ساتھ ایک غیر تشریعی نبی ہوں لہذا اس امکان کو دور کرنے کے لئے فرمایا الا انہ لا نبی بعدی میرے بعد نبی کوئی بھی نہیں نہ تشریعی نہ غیر تشریعی۔ اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہے کہ

اس اُمت میں جس قسم کی نبوت ہو سکتی ہے وہ حضرت علی کو ضرور ملی ہے۔ کیونکہ حضرت علی کو آنحضرت سے وہ نسبت ہے جو ہارون کو موسیٰ سے۔ یعنی ایک نبی کو دوسرے نبی سے ہو سکتی ہے

**مدعی نبوت کذاب ہے**

دوسری حدیث متفق علیہ یہ ہے لا تقوم الساعۃ حتی تلحق قبائل من امتی بالمشرکین وحتی تعبد الاوثان وانہ سیکون فی امتی ثلاثون کذابون کلھم یزعم انہ نبی وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی۔ قیامت قائم نہیں ہوگی۔ یہاں تک کہ میری اُمت کے کچھ قبیلے مشرکوں کے ساتھ مل جائیں اور یہاں تک کہ بتوں کی پوجا کی جائے۔ اور میری اُمت میں تیس کذاب ہونگے جن میں سے ہر ایک یہ خیال کرے گا کہ وہ نبی ہے اور میں نبیوں کو ختم کرنیوالا ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ اس حدیث کی رو سے جو شخص بعد آنحضرت صلعم دعویٰ نبوت کرے وہ کذاب ہے۔ اس حدیث میں یہ نہیں لکھا کہ جو تیس کذاب ہونگے وہ تشریعی نبوت کے مدعی ہونگے بلکہ مطلق نبوت کے مدعی لکھا ہے پس اسکی رو سے اُمت کے اندر ہو کر نبوت کا دعویٰ بھی کذاب کا کام ہے۔ اب جو شخص اُمت کے اندر ہوگا وہ ضرور ہے کہ قرآن وحدیث کو مانے ورنہ جو قرآن وحدیث کو نہیں مانتا وہ اُمت کے اندر نہیں کہلا سکتا۔ پس مطلق نبوت کا دعویٰ جسے صرف اس نبوت جزوی سے الگ کرنے کے لئے جو ایک اُمتی کو مل سکتی ہے جیسا کہ اگلے باب میں دکھایا جائیگا نبوت کاملہ کہنا چاہیئے۔ ایک مسلمان قرآن وحدیث کے ماننے والے کے لئے ممتنع ہے۔ اور یہ کہہ دینا کافی نہیں کہ یہ باعث اتباع محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے پایا ہے کیونکہ جو اُمت میں ہوگا وہ تو یہی کہے گا اور تشریعی غیر تشریعی کا بھی کوئی فرق نہیں

ان دونوں حدیثوں نے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ نبوت کا دروازہ ہرگز اس اُمت میں کھلا نہیں۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ ایک طرف اگر حضرت علی رضی اللہ عنہم کو حضرت ہارون سے مشابہت دے کر پھر بھی نبوت غیر تشریعی کا بھی اپنے بعد باقی رہنے کا انکار کیا ہے۔ تو دوسری طرف اُمت میں سے نبوت کا دعوے کرنے والے کو کذاب کے نام سے پکارا ہے۔ اور اس طرح ان دونوں حدیثوں نے فیصلہ کر دیا ہے کہ اول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نہایت درجہ کے قرب کی نسبت رکھنے والا نبی نہیں ہو سکتا اور دوم جو شخص اس اُمت میں سے دعویٰ نبوت کرے وہ کذاب ہے۔ سوئم نبوت تشریعی اور غیر تشریعی یکساں بند ہیں۔

**نبوت کی آخری اینٹ** پھر صحیح بخاری میں ایک حدیث ہے عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم قال ان مثلی ومثل الانبیاء من قبلی کمثل رجل بنی بیتاً فاحسنہ واجملہ الا موضع لبنۃ من زاویۃ فجعل الناس یطوفون بہ ویتعجبون لہ ویقولون ھلا وضعت ھذہ اللبنۃ قال فانا اللبنۃ وانا خاتم النبیین۔ ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری مثال اور ان نبیوں کی مثال جو مجھ سے پہلے گذر چکے ہیں ایک شخص کی مثال ہے جس نے ایک گھر بنایا پس اسے بہت اچھا بنایا۔ اور خوبصورت بنایا مگر اس کے کونہ سے ایک اینٹ کی جگہ خالی رہی سو لوگ اس کے گرد گھومنے لگے۔ اور تعجب کرنے لگے اس پر اور کہنے لگے کیوں یہ اینٹ نہیں لگائی۔ فرمایا میں وہ اینٹ ہوں اور میں نبیوں کو ختم کرنے والا ہوں۔ اس زاویہ یا کونہ کی اینٹ سے مراد درحقیقت وہی کونے کا پتھر ہے جس کا ذکر بائبل میں بھی ہے اور پھر جس کا ذکر حضرت مسیح علیہ السلام نے اپنی انجیل میں انگورستان والی تمثیل میں کیا ہے۔ پس پیشگوئیوں میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کونے کا پتھر کہا گیا ہے اور اس حدیث میں بھی آپ وہی کونے کا پتھر ہونے کا دعوے کرتے ہیں۔ اب جب ایک ہی اینٹ کی جگہ اس عمارت میں خالی تھی اور وہ اینٹ رکھدی گئی تو اب اس کے بعد اور اینٹ کے رکھا جانے کی گنجائش کس طرح نکل سکتی ہے سوائے اس کے کہ اس اینٹ کو جس کی جگہ خالی تھی پھر نکال دیا جائے اور اس کی جگہ اور اینٹ رکھی جائے۔ اس حدیث سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ تشریعی غیر تشریعی کا کوئی جھگڑا نہیں مطلق نبوت ہی کسی کو نہیں مل سکتی۔ کیونکہ جب اینٹ رکھنے کی جگہ ہی نہیں تو جیسے تشریعی نبوت کی اینٹ کے لئے جگہ نہیں ایسے ہی غیر تشریعی نبوت کی اینٹ کے لئے بھی جگہ نہیں بات تو یکساں ہے اگر غیر تشریعی نبوت کے لئے جگہ ہوتی تو پھر کیا وجہ اسی جگہ پر تشریعی نبوت کی اینٹ نہ رکھی جاسکتی۔ یا یہ ماننا پڑیگا کہ غیر تشریعی نبوت کی اینٹ کسی اور محل میں لگ سکتی ہے اس قصر نبوت میں جس کا ذکر حدیث میں ہے نہ تشریعی نبوت کے لئے جگہ ہے اور نہ غیر تشریعی نبوت کے لئے۔

**حضرت عائشہ کا قول** ان ساری احادیث کو حضرت عائشہ کا ایک قول رد نہیں کرسکتا۔ قولوا خاتم الانبیاء ولا تقولوا لا نبی

بعد کا صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خاتم النبیین کی تفسیر بعینہ ان ہی الفاظ لانبی بعدی سے کی ہے وانا خاتم النبیین لانبی بعدی پس حضرت عائشہ کا قول جو اس کے صریح مخالف ہو اسے کیونکر قبول کیا جا سکتا ہے۔ سوائے اس کے ایک صورت سے کہ اس کی کوئی ایسی تاویل کی جائے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کے مخالف نہ پڑے وانا خاتم النبیین لانبی بعدی کہہ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہ صاف کر دیا کہ خاتم النبیین کی تفسیر لانبی بعدی ہے۔ پس حضرت عائشہ کا قول صرف اس صورت میں قبول کیا جا سکتا ہے کہ اس کے یہ معنی لئے جاویں کہ آپ کا منشا یہ تھا کہ لانبی بعدی تو تفسیر ہی ہے اور یہ تفسیر ایسی جامع نہیں جیسے خدا کا قول خاتم النبیین۔ کیونکہ یہ صرف خاتم النبیین کے ایک ہی پہلو کی تفسیر ہے۔ اور حقیقت نبوت کا دروازہ بند کرنے کے لئے اسی ایک پہلو کی تفسیر کی ضرورت تھی۔ دوسرے پہلو کی تفسیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال میں دوسری جگہ موجود ہے۔ جیسا مثلاً اس حدیث میں کہ لم یبق من النبوۃ الا المبشرات۔ پس اس لحاظ سے اگر حضرت عائشہ رضی نے کہہ دیا ہو کہ خاتم النبیین زیادہ جامع لفظ ہے لانبی بعدہ صرف اس کے ایک حصہ کی تفسیر ہے۔ تو منافقہ نہیں۔ کیونکہ اس طرح حدیث صحیح کی مخالفت لازم نہیں آتی۔ لیکن اگر اس قول کے یہ معنی لئے جائیں کہ لانبی بعدہ غلط ہے۔ اور خاتم النبیین کے مخالف ہے تو اس صورت میں یہ قول رد کرنے کے قابل ہوگا۔ اور کوئی وجہ نہیں کہ اگر ایک صحابی کا قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کے مخالف ہو تو اسے رد نہ کیا جائے۔ بالخصوص اس صورت میں جب حدیث صحیح یقینی ہے اور حضرت عائشہ کے قول کو یہ پایہ صحت اور اعتبار کا بھی حاصل نہیں۔ کیونکہ حدیث تو متفق علیہ یعنی صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی ہے اور حضرت عائشہ کے قول کی کوئی سند بھی نہیں بتائی جاتی۔ پس یا ایسے قول کی تاویل حدیث کے مطابق کی جائیگی یا اسے رد کیا جائے گا۔

**اس امت میں کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا**

ایسا ہی ایک حدیث میں آیا ہے عن عقبۃ بن عامر قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لو کان بعدی نبی لکان عمر۔ عقبہ بن عامر سے روایت ہے کہ اس نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمرؓ ہوتا۔ یہ حدیث ترمذی

کی ہے اور گو اسے غریب لکھا ہے۔ مگر ترمذی کے ایک نسخہ میں حسن کا لفظ بھی بڑھایا ہے اور علاوہ اس کے ابن جوزی نے اسے نقل کیا ہے۔ اور احمد نے اپنی مسند میں۔ اور حاکم نے اپنی صحیح میں۔ اور طبرانی نے بھی اس حدیث کی روایت کی ہے اور چونکہ اس کا مضمون قرآن کریم اور صحیح احادیث کی تائید کرتا ہے اس لئے اسے صحیح قبول کرنے میں کوئی عذر نہیں ہو سکتا۔ اور خود حضرت مسیح موعود نے اسے صحیح قبول کیا ہے۔ اور اس سے نبوت کے مسدود ہونے پر استدلال کیا ہے۔ یہ حدیث بھی قطعی اور یقینی طور پر ثابت کرتی ہے کہ اس امت میں مطلق کوئی نبی ہو ہی نہیں سکتا۔ اگر اس امت میں کسی کے نبی ہونے کا امکان ہوتا تو حضرت عمرؓ نبی ہوتے۔ مگر چونکہ حضرت عمرؓ نبی نہیں اس لئے اور بھی کوئی نبی نہیں ہو سکتا

**ختم نبوت پر دوسری حدیث**

پھر نسائی اور مسلم اور ترمذی نے ابوہریرہ سے یہ حدیث روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فضلت علی الانبیاء بست۔ یعنی نبیوں پر مجھے چھ باتوں میں فضیلت دی گئی جن میں سے آخری بات یہ بیان فرمائی ہے وختم بی النبیون اور نبی میرے ساتھ ختم کئے گئے۔ ایسا ہی ایک حدیث معراج میں جس کو خطیب اور دیلمی نے روایت کیا ہے۔ اور ابن جوزی نے بھی انس سے لیا ہے یہ لفظ آتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ھل غمک ان جعلتک آخر النبیین کیا تجھے اس بات کا غم ہے کہ میں نے تجھے سب نبیوں سے آخر رکھا ہے۔ قلت یا رب لا۔ نبی کریم نے عرض کیا نہیں اگر غیر تشریعی نبوت کا دروازہ بند نہیں ہوا تو پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صرف تشریعی نبیوں کے آخر ہوئے اور غیر تشریعی نبیوں میں سے آخری نبی کوئی اور ہوگا۔ ایسا ہی ایک حدیث پہلے لکھی جا چکی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انا اول النبیین خلقا و آخرھم بعثا۔ یعنی پیدائش میں میں سب نبیوں سے اول ہوں۔ اور مبعوث ہونے میں سب سے آخر ہوں۔ اب اگر آپ کے بعد بھی کسی نبی کا مبعوث ہونا مانا جاوے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد اس قول سے مخالف ہے۔ ان کے علاوہ اور بھی بہت سی احادیث ہیں یا بعض صحابہ کے اقوال ہیں جن میں نبوت کے انقطاع کا ذکر ہے مگر میں بخوف طوالت اسی قدر پر اکتفا کرتا ہوں۔

**حدیث الانبیاء اخوۃ لعلات**

ان جملہ احادیث کے خلاف جن میں اکثر صحیح اور اعلیٰ پایہ کی احادیث ہیں ایک تو حضرت عائشہ کا قول پیش کیا جاتا ہے

جس کا ذکر اوپر آچکا ہے اور دوسری ایک حدیث ہے جس سے یہ ثابت کرنا مقصود ہے کہ گو نبوت تو ختم ہے مگر مسیح موعود ایک نبی آئے گا۔ وہ حدیث یہ ہے الانبیاء اخوۃ لعلات امہاتھم شتی و دینھم واحد وانی اولی الناس بعیسی ابن مریم لم یکن بینی وبینہ نبی وانہ نازل فاذا رایتموہ ...... ترجمہ نبی علاتی بھائی ہوتے ہیں ان کی مائیں مختلف ہوتی ہیں اور ان کا دین ایک ہے۔ اور میں سب سے زیادہ قریب ہوں۔ عیسیٰ بن مریم سے۔ میرے اور اس کے درمیان کوئی نبی نہیں ہوا اور وہ ضرور نازل ہونے والا ہے۔ پس جب تم اس کو دیکھو...... اس حدیث سے یہ استدلال کیا جاتا ہے کہ یہاں عیسیٰ بن مریم سے مراد وہ عیسیٰ بن مریم نہیں جو بنی اسرائیلی نبی ہے۔ کیونکہ اس حدیث کے آخر میں اس کے نزول کا ذکر ہے۔ پس نزول چونکہ مسیح موعود کا ہونے والا تھا۔ اس لئے اسی کی نبوت کا اس میں ذکر ہے۔ بظاہر نظر میں یہ تاویل دل خوش کن معلوم ہوتی ہے۔ مگر اصل بات یہ ہے کہ ایک لفظ ہی اس میں ایسا ہے جو فیصلہ کرتا ہے کہ عیسیٰ بن مریم سے مراد وہی اسرائیلی نبی ہیں۔ شروع اس حدیث کا یوں ہوتا ہے کہ الانبیا اخوۃ لعلات انبیا علاتی بھائی ہیں اب ظاہر ہے کہ مسیح موعود جو اس اُمت کا ایک فرد ہے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بھائی نہیں کہلا سکتا۔ بلکہ اس کی نسبت آنحضرت سے فرزندی کی ہے۔ کیونکہ روحانی طور پر سب اُمت کے لوگ آپ کی فرزندی میں داخل ہیں جیسا کہ خود لفظ خاتم النبیین کا یہی تقاضا ہے۔ جس کا ذکر میں لفظ خاتم النبیین کی تفسیر میں کر چکا ہوں۔ بہر حال یہ بلا شبہ درست اور صحیح ہے کہ مسیح موعود کی نسبت آنحضرت سے فرزندی کی ہے۔ البتہ مسیح اسرائیلی کی نسبت بھائی کی ہے۔ پس یہ الفاظ انی اولی الناس بعیسی ابن مریم کسی صورت میں مسیح موعود کی طرف نہیں جاتے۔ بلکہ مسیح اسرائیلی کی طرف جاتے ہیں۔ اور اسی کی تائید لم یکن کے لفظ سے بھی ہوتی ہے۔ یعنی اس لفظ سے کہ میرے اور اس کے درمیان اور کوئی نبی نہیں ہوا۔ اس کو پیشگوئی کا رنگ دینا۔ حالانکہ الفاظ صاف بتاتے ہیں کہ یہ اشارہ گذشتہ نبی مسیح کی طرف ہے الفاظ کو اپنے اصل مفہوم سے پھیرنا ہے باقی رہا یہ سوال کہ اس کے ساتھ انہ نازل کے لفظ ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہی خود نازل ہونے والا ہے یہ درست نہیں۔ کیونکہ بسا اوقات ایسی صورتوں میں ضمیر مثیل کی طرف پھر جاتی ہے جیسا کہ مشہور مثال اخذت درھما ونصفہ میں ہ کی ضمیر پہلے درہم کی طرف

نہیں جاتی۔ بلکہ اس کی مثل کی طرف جاتی ہے۔ قرآن کریم میں بھی اس کی مثال موجود ہے:۔

فاخرجنٰھم من جنٰت وعیون و کنوز و مقام کریم کذٰلک و اورثنٰھا بنی اسرائیل

سو ہم نے اُن کو (یعنی فرعون اور اس کے ساتھیوں کو) باغوں اور چشموں اور خزانوں اور عزت کے مقام سے نکالا۔ اسی طرح اور ہم نے ان چیزوں کا وارث بنی اسرائیل کو کیا اب یہ تو یقینی اور قطعی بات ہے کہ فرعون کے لوگوں کو مصر کے باغوں سے نکالا اور بنی اسرائیل کو شام کے باغوں کا وارث کیا۔ حالانکہ بظاہر ضمیر ھا کی ان ہی باغوں وغیرہ کی طرف جاتی ہے جن سے فرعونیوں کو نکالا گیا تھا لیکن اصل بات یہ ہے کہ ضمیر ان باغوں کی طرف نہیں بلکہ اُن جیسے باغوں کی طرف جاتی ہے اسیطرح انہٗ نازل ہیں کی ہ کی ضمیر اس شخص کے مثل کی طرف جاتی ہے جسکا ذکر پہلے ہے یعنی عیسیٰ بن مریم کے مثل کی طرف کیونکہ جسطرح یقینی یہ بات ہے کہ اخوۃ کا لفظ پہلے ٹکڑہ حدیث میں مانع ہے اس بات سے کہ اسکو مسیح موعود کی طرف پھرتا ہوا سمجھا جائے اور ہم مجبور ہیں کہ حقیقت کو بلاوجہ مجاز نہ بنائیں اور بالخصوص اس حالمیں کہ کھلا کھلا قرینہ موجود ہے کہ یہاں اصل عیسیٰ بن مریم ہی مراد ہے اسی طرح دوسرے ٹکڑہ میں ہم مجبور ہیں کہ انہٗ کی ضمیر کو مثیل عیسیٰ بن مریم کی طرف پھیریں کیونکہ جو شخص گذر چکا ہو وہ دوبارہ نہیں آیا کرتا۔ اس لئے اب مجاز کی طرف پھیرنے کا ایک قرینہ ہے۔ اور جب اس کی مثالیں لغت اور قرآن کریم میں موجود ہیں اور قرینہ صارفہ بھی موجود ہے تو پس انہٗ نازل سے مراد اس پہلے عیسیٰ بن مریم کا مثیل ہے اور یہ تاویل بہت لطیف اور پرمعنی ہے بہ نسبت اس کے کہ شروع سے ہی بغیر قرینے کے عیسیٰ بن مریم کے لفظ کو حقیقت سے پھیرا جائے۔ نہ صرف بغیر قرینہ بلکہ اس کے خلاف یہ قرینہ موجود ہوتے ہوئے کہ یہاں عیسیٰ بن مریم سے حقیقتاً وہی عیسیٰ بن مریم مراد ہے جو بوجہ نبی ہونے کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تعلق اخوت رکھتا ہے۔ پس اس حدیث سے ہرگز یہ ثابت نہیں ہوتا کہ مسیح موعود نبی ہے یا یہ کہ اس اُمت میں کوئی نبی بھی آنیوالا ہے۔

### خاتم النبیین سے دروازہ نبوت کھلتا نہیں بند ہوتا ہے

حضرت عائشہ کے اس قول اور اس حدیث کے علاوہ چند آیات قرآنی سے بھی بعض لوگوں نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ اس اُمت میں نبوت کا دروازہ بند نہیں بلکہ کھلا ہے۔ اور فرق صرف اس قدر ہے کہ پہلے نبوت بطور موہبت براہ راست اللہ تعالیٰ سے ملا کرتی تھی اب اکتساباً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وساطت سے ملتی ہے۔ لیکن نبوت وہی ہے جو پہلے تھی۔ صرف اس قدر فرق ہے کہ شریعت کا کوئی حکم اب نازل نہیں ہوتا۔ ویسے

اس کے جاری رہنے کی وہی آیت ماکان محمد ابا احد من رجالکم و لکن رسول اللہ وخاتم النبیین پیش کی جاتی ہے۔ اور خاتم النبیین کے معنی یہ کئے جاتے ہیں کہ آپ کی مہر سے نبی بنا کرینگے۔ یعنی پہلے نبی خدا تعالیٰ بنایا کرتا تھا اب محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر سے نبی بنا کرینگے۔ میں نے جو معنی اس آیت کے اوپر کئے ہیں وہاں بتایا ہے کہ نبیوں کی خاتم ہونے سے مراد درحقیقت یہ ہے کہ جو کام خدا کے نبی کیا کرتے تھے وہ اب آپ کی مہر سے ہوگا۔ کیونکہ آپ آخری نبی ہیں اور آپ کے بعد آنے والا کوئی نہیں اور اس میں درحقیقت کمالات نبویہ کی طرف بھی اشارہ ہے۔ کیونکہ جس کا دامن فیض قیامت تک پھیلا ہوا ہو وہ بڑا عظیم الشان انسان ہونا چاہیئے۔ ہر ایک نبی کی نبوت کا زمانہ تھوڑے تھوڑے عرصہ بعد ختم ہوتا گیا اور اس کی قوت قدسی نے ایک عرصہ کے بعد کام کرنا چھوڑ دیا۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی ایسی غالب ہے کہ وہ کبھی کم نہ ہوگی اور ہمیشہ دنیا میں اپنا کام کرتی رہیگی۔ جو کمالات اس اُمت کو دوسرے نبیوں کی اُمتوں کی نسبت زیادہ ملینگے۔ اور ملے ہیں۔ وہ بھی آنحضرت کے طفیل سے ہی ہیں۔ کیونکہ جس قدر آپ کے کمالات دوسرے نبیوں سے بڑھ کر ہوئے اسی قدر ان کی تاثیرات بھی آپ کی اُمت میں زیادہ ہونگی۔ مگر ان امور کا ذکر میں آگے چل کر کرونگا جہاں یہ بتایا جائیگا کہ کس قسم کی نبوت کا سلسلہ اسلام میں باقی ہے اور آیا کہ وہ وہی نبوت ہے جس کو محدثیت کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے یا کوئی اور۔ یہاں میں صرف یہ دکھانا چاہتا ہوں کہ اگر نبیوں کی خاتم یا خاتم النبیین کے معنی یہ لئے جاویں کہ جیسے نبی پہلے اللہ تعالیٰ ہدایت دے کر مبعوث فرمایا کرتا تھا ویسے ہی نبی اب بھی مبعوث ہو سکتے ہیں۔ اور وحی نبوت کا سلسلہ جاری ہے تو اس کے معنی یہ ہونگے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی نہیں بلکہ آخری نبی کوئی اور ہوگا۔ جو اس اُمت میں ہوگا۔ اور یہ اجماعی مذہب اُمت کا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں آخری نبی ہیں اور کہ آپ کی وفات کے ساتھ سلسلہ نبوت منقطع ہو کر جبرئیل کا نزول بہ پیرایہ وحی رسالت و نبوت ہمیشہ کے لئے ممتنع ہوگیا۔ باطل ہے۔ اور حق یہی ہے کہ سلسلہ نبوت بھی اسیطرح جاری ہے۔ وحی نبوت بھی منقطع نہیں ہوئی۔ صرف فرق یہ ہوا کہ جو کام پہلے اللہ تعالیٰ نے اپنے متعلق رکھا ہوا تھا کہ میں براہ راست نبی بنایا کرونگا اور کوئی شخص سوائے موہبت کے نبوت کو نہیں پاسکتا۔ وہی کام اب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کر دیا گیا۔ اور وہ مہر جو پہلے خدا نے اپنے

ہاتھ میں رکھی ہوئی تھی۔ وہ محمد رسول اللہ کے سپرد کر دی گئی۔ کہ اب تمہارا اختیار ہے جسے چاہو نبی بناؤ۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ استاد ہی کیا جو اپنے جیسا شاگرد نہیں بنا سکتا۔ مگر مجھے اس ساری بحث پر یہ افسوس آتا ہے کہ یہ محض چند سطحی لفظ ہیں جن کی تہ تک پہنچنے کی کوشش کبھی نہیں کی گئی۔ اگر وہ استاد ہی کچھ نہیں جو اپنے جیسے شاگرد نہ بنا سکے اور اگر خاتم النبیین کے معنی یہی ہیں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مہر سے اپنے جیسے نبی بنا سکتے ہیں تو سب سے پہلے اس لفاظی کو چھوڑ کر اگر ہم واقعات کی طرف جائینگے تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ بڑھانے بڑھانے درحقیقت انکو معاذ اللہ نہایت ہی نا قابل استاد ثابت کرینگے کیونکہ پھر ہم یہ غور کرینگے کہ آخر کتنے نبی تیرہ سو سال میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مہر سے بنائے۔ بس لے دے کر ایک ہی۔ اور وہ بھی ایسا جو آخر دم تک یہی کہتا رہا کہ میری نبوت مجازی ہے۔ اور کم از کم پندرہ سال تک کھلا اور صاف انکار اپنی نبوت کا کرتا رہا بلکہ آنحضرت کے بعد مدعی نبوت کو کذاب اور مفتری اور دائرہ اسلام سے خارج کہتا رہا اور بہرحال جس پر بحث ہو اسی کو تو ثبوت میں پیش نہیں کیا جا سکتا۔ مسیح موعود کا نبی اور غیر نبی ہونا تو خود ایک متنازعہ معاملہ ہے اس کو ایک قانون کے ثبوت میں پیش نہیں کیا جا سکتا جس کے الفاظ عام ہیں۔ پھر یہ کیسا معاذ اللہ نکما استاد ہوا کہ تیرہ سو سال سے اس کا مدرسہ جاری ہے اور ایک بھی شاگرد اپنے جیسا پیدا نہ کر سکا۔ یا اگر زیادہ سے زیادہ ایک کو کیا تو کیا کیا۔ ان لوگوں کو جن کی تربیت سب سے پہلے کی جن کے لیئے بار بار اولاً اور بالذات یزکیھم کا وعدہ دیا۔ جن کے لیئے اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں تزکیہ کے کمال کو پہنچ جانے کا ثبوت بھی دے دیا۔ ولکن حبب الیکم الایمان وزینہ فی قلوبکم۔ وکرہ الیکم الکفر والفسوق والعصیان جن کو وہ سند بھی حاصل ہو گئی۔ جو انسان کو خدا کے حضور انتہائی مرتبہ حاصل کرکے ہوتی ہے۔ رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ جن کو خیر القرون کہا تھا۔ ان کو تو یہ کہا گیا کہ میں تم کو نبی نہیں بنا سکتا لو کان بعدی نبی لکان عمر اگر میرے بعد بھی کوئی نبی ہو سکتا تو عمر ہو جاتا۔ گویا حضرت عمرؓ میں وہ جوہر بھی موجود تھے جو انسان کو نبی بنا سکتے ہیں۔ مگر ان کو بھی یہی جواب ملتا ہے کہ میرے بعد نبی کے آنے کی گنجائش ہی نہیں۔ اگر ایسا ممکن ہوتا تو پھر عمرؓ ہی نبی ہو جاتا۔ کیا یہ فرض کر کے کہ درحقیقت سلسلہ نبوت جاری تھا منقطع نہ ہوا تھا۔ صرف بجائے خدا کے آپ کی مہر نے کام کرنا تھا یہ

الزام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نہیں آتا کہ آپ نے نعوذ باللہ من ذالک اپنے صحابہ سے جھوٹ بولا۔ ایک کو کہا میرے بعد نبی نہیں ہو سکتا اگر ایسا ممکن ہوتا تو عمر نبی ہوتا۔ دوسرے کو کہا ۔ ۔ ۔ ۔ انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی اے علی تجھے مجھ سے وہی نسبت ہے جو نبی کو نبی سے ہو سکتی ہے۔ لیکن پھر بھی تم نبی نہیں ہو۔ کیونکہ میرے بعد کوئی نبی ہے ہی نہیں۔ تیسرے کو کہا اما انت یا ابابکر اول من یدخل الجنۃ من امتی۔ اے ابوبکر میری امت میں سے سب سے پہلے جو جنت میں داخل ہوگا وہ تو ہی ہے۔ مگر وہ بھی نبی نہ ہوا۔ اب جائے غور ہے کہ اگر وہ استاد ہی کچھ نہیں جو اپنے شاگرد کو اپنے جیسا نہ بنا سکے اور اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہی معنوں میں خاتم النبیین تھے کہ آپ اپنے جیسے نبی بنایا کرینگے اور اب خدا سے براہ راست نبوت کی بھی ضرورت باقی نہیں رہی یہ عزت بھی آپ کو ہی دیدی گئی اور ایک گونہ خدائی اختیارات آپ کے ہاتھ میں آگئے تو پھر یہ کیا ہوگیا کہ آپ اپنے جیسا ایک بھی نبی نہ بنا سکے

**نبی بنانا خدا کا کام ہے کسی انسان کے سپرد نہیں ہو سکتا**

اگر غور کیا جائے تو درحقیقت یہ سارے خیالات خدا کے کلام میں قلت تدبر کی وجہ سے پیدا ہوئے ہیں۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک مہر دیدی گئی ہے کہ جو کام پہلے خدا کیا کرتا تھا وہ اب آپ کی سپرد کیا جاتا ہے۔ یہ خود ایک لغو بات ہے۔ خدائی اختیارات انسان کو نہیں مل جایا کرتے نبی بنانا صرف خدا کا کام ہے اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ اگر یہی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ بعض اپنے اختیارات اپنے برگزیدہ بندوں کو دیدیا کرتا ہے تو پھر خلق طیور یا احیائے موتیٰ کے اختیارات اگر حضرت مسیح کو دیدیئے تو کیا اندھیر آگیا۔ مگر نہیں یہ سنت اللہ نہیں نبیوں کا جو کام اللہ تعالیٰ نے مقرر کیا ہے وہی کام کرنے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی آئے اگر پہلے بھی کسی انسان نے کسی دوسرے انسان کو نبی بنا دیا ہو تو معلوم ہوگا کہ انسان ایسا کر سکتے ہیں۔ اس لئے آنحضرت کے لئے بھی اسے جائز تصور کیا جا سکتا ہے۔ لیکن اگر اس کی کوئی نظیر نہیں تو پھر یہ خدائی اختیارات ہیں۔ پھر اگر استاد استاد نہیں جب تک شاگرد کو اپنے جیسا نہ بنائے تو پھر سارے انبیاء کا معلم تو اللہ تعالیٰ تھا کیا اس نے اپنے شاگردوں کو اپنے جیسا بنا دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اللہ تعالیٰ نے صاف طور پر اپنی طرف منسوب کی ہے۔ الرحمن علم القرآن۔ قرآن تو رحمان نے ہی سکھایا۔ مگر قرآن جیسی خاتم

الکتب محمدؐ جیسے عظیم الشان رسول کو سکھا کر پھر بھی۔ آخر رحمٰن تو نہ بنا دیا۔ رحمان رحمان ہے اور محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باوجود اپنے عظیم الشان مراتب قرب کے اور ظلی طور پر صفات الٰہی کو اپنے اندر لینے کے اور الوہیت کے مظہر اتم واکمل ہونے کے خدا نہ بن گئے۔ پھر کیا کہا جائیگا کہ یہ اُستاد کیسا جو اپنے جیسا شاگرد نہ بنا سکا۔ اگر کوئی شخص یہ کہنے کا حق رکھتا ہے کہ ہم تو خدا کو انبیاء کا معلم حقیقی تب مانتے ہیں اگر کم از کم ایک کو ہی اپنی تعلیم سے اپنے جیسا بنا دے ورنہ وہ اُستاد کیا جو ایک بھی شاگرد اپنے جیسا پیدا نہ کر سکے۔ تو اسے اختیار ہے کہ محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُستادی پر بھی یہی شرط لگا دے وہ قوے اور وہ طاقتیں جو فطری طور پر اللہ تعالیٰ نے محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمائی تھیں اور اسے خلاصہ نوع انسانی بنا کر اعلیٰ سے اعلیٰ جوہر اس کے اندر رکھ دیئے تھے۔ کیا محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ طاقت ہے کہ کسی دوسرے انسان کو وہی قویٰ دیدے۔ وہی اعلےٰ جوہر اس کے اندر رکھ دے۔ اگر ہے تو چشم ما روشن دل ما شاد۔ محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود دنیا میں آجائے تو اور کیا چاہیئے۔ ہمارے تو دلوں کی یہ تڑپ ہے کہ ہمارا حشر آپ کے ساتھ ہو اگر یہ بیش بہا نعمت اس دنیا میں مل جائے تو اور کیا چاہیئے۔ مگر لن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا خدا کے قانون بدلا نہیں کرتے۔ بعض نادان یہ سوال کیا کرتے ہیں کہ اگر خدا قادر مطلق ہے تو کیا اپنے جیسا قادر مطلق پیدا کر سکتا ہے۔ اگر کہو کر سکتا ہے تو پھر وہ قادر مطلق ہو گئے۔ خدا قادر مطلق نہ رہا۔ اور اگر کہو نہیں کر سکتا تو پھر وہ قادر مطلق نہ ہوا اسی غلطی میں بعینہٖ ہمارے بعض احباب پڑے ہوئے ہیں

محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا کامل اُستاد ہے کہ اس جیسا کامل اُستاد نہ کوئی ہوا اور نہ ہو سکتا ہے۔ تو اب وہی قادر مطلق والا سوال موجود ہے۔ اگر وہ اپنے جیسا کامل اُستاد پیدا کر سکتا ہے تو اس کی بے نظیری کی صفت جاتی رہی۔ بلکہ اس کا مرتبہ ہی چھن گیا۔ کیونکہ اس کی جگہ تو دوسرا کامل اُستاد لے لیگا۔ اور اگر نہیں کر سکتا تو پھر بعض لوگوں کو یہ خیال دامنگیر ہوتا ہے کہ یہ کامل اُستاد کیسا ہوا جو شاگردوں کو اپنے جیسا نہیں بنا سکتا اور اگر شاگردی اُستادی کا معیار ہی ٹھیک ہے تو دنیا میں بہت سے اُستاد ہوئے جن کے شاگرد ان سے بڑھ گئے۔ پھر محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی شاگرد ایسا کیوں نہیں ہو سکتا کہ آپ سے بھی معاذ اللہ بڑھ جائے۔ سچ یہ ہے کہ بات کی تہ تک پہنچنا بڑا مشکل

کام ہے۔ خدا تعالیٰ اپنی ہی صفات کے منافی کوئی کام کیوں کرے گا۔ اس جیسا کوئی اور قادر مطلق بھی ہو یہ خدا کی صفات کے منافی بات ہے۔ اسی طرح یہ بھی خدا کی صفات کے منافی ہے کہ وہ کسی نبی یا رسول کو سپرد وہ کام کردے جو اس کا اپنا کام ہے۔ اس لئے نبی نبی نہیں بنا سکتا۔ اسی طرح محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہادی کامل ہونے کے خلاف یہ بات ہے کہ وہ اپنے جیسا دوسرا ہادی کامل بنادے اور آپ ہادی کامل کے مرتبہ سے الگ ہوکر دوسرے کو اپنے تخت پر بٹھا دے کہ اب میرا کام ختم کرو۔ رسول اور ہادی کا لفظ ہم معنی ہیں۔ پس ایک وقت میں ایک ہی قوم میں دو رسول ہونا ایسا ہی ناممکن ہے جیسے دو ہادی۔ ہادی تو ایک ہی ہوگا۔ اور اگر دوسرا ہادی بنتا ہے تو پہلا اس وقت ہادی نہیں کہلا سکتا۔ پس نبی کا نبی بنانا یہ معنی رکھتا ہے کہ وہ خود اپنے آپ کو ہادی کے مرتبہ سے معزول کرکے اپنی جگہ دوسرے کو دیدے۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا میں کبھی کوئی نبی کسی کی پیروی سے نبی نہیں بنا۔

**ختم نبوت کے خلاف بحث**

ختم نبوت کے خلاف یعنی باب نبوت کے مسدود ہونے کے خلاف دو اور آیات قرآنی پیش کی جاتی ہیں۔ ایک آیت مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد اس کا تعلق جہاں تک موجودہ مضمون سے ہے اس قدر جواب کافی ہے کہ یہاں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کے آنے کا ذکر نہیں۔ اور چونکہ میں نے اس پر مفصل بحث الگ کی ہے اس لئے یہاں اس کو اسی قدر جواب دے کر چھوڑتا ہوں کہ اس آیت میں آنحضرت کے بعد کسی نبی کے آنے کا کوئی ذکر نہیں۔ جب آپ کے بعد نبی نہ آنے کا ذکر قرآن و حدیث میں صاف ہے۔ اور یہ آیت آپ کے بعد کسی نبی کا وعدہ نہیں دیتی تو درحقیقت ختم نبوت کی بحث سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ ایک اور آیت سورہ جمعہ کی آیت ہے۔ ھو الذی بعث فی الامیین رسولا منھم یتلوا علیھم ایاتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلل مبین وآخرین منھم لما یلحقوا بھم اس آیت میں وآخرین کا عطف دو طرح پر ہوسکتا ہے۔ اول یہ کہ علیھم پر عطف ہو۔ اس صورت میں معنی یہ ہونگے کہ یہ رسول صرف ان امیوں پر ہی آیات نہیں پڑھتا صرف انہی کا تزکیہ نہیں کرتا صرف انہی کو کتاب و حکمت نہیں سکھاتا بلکہ دوسروں پر بھی جو ان سے ابھی ملے نہیں۔ اور بعد

میں آنے والے ہیں۔ آیات پڑھتا۔ ان کا تزکیہ کرتا اُن کو کتاب و حکمت سکھاتا ہے۔ اس صورت میں یہ آیت خاتم النبیین کی ہی مزید تشریح ہے جس میں درحقیقت یہ بتایا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاوت آیات الٰہی آپ کا تزکیہ کرنا۔ کتاب و حکمت کی تعلیم دینا ایک قوم پر ختم نہیں بلکہ اس کا دامن قیامت تک پھیلا ہوا ہے۔ گویا آپ کی نبوت کا کبھی خاتمہ نہیں جو پیچھے آنیوالے سب کی تکمیل آپ ہی کرینگے۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ اس میں یہ بھی اشارہ ہو کہ یہ تعلیم و تزکیہ نفس علمائے روحانی اور مجددوں اور محدثوں کے ذریعہ سے ہوگا۔ جو درحقیقت بوجہ کمال اتباع نبوی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہی بروز ہونگے۔ اور دوسرے معنی یہ ہو سکتے ہیں کہ عطف امیین پر ہو۔ تو اس صورت میں معنی یہ ہونگے کہ ایک رسول اُمیوں میں یعنی عرب کے لوگوں میں مبعوث کیا جو ان پر آیات اللہ پڑھتا اور ان کا تزکیہ کرتا اور ان کو کتاب و حکمت سکھاتا ہے۔ اور وہی رسول ان میں سے (یعنی اُمیوں میں سے) پچھلے لوگوں میں مبعوث کیا جو ان پر آیات پڑھتا اور ان کا تزکیہ کرتا اور ان کو کتاب و حکمت سکھاتا ہے۔ تو اس صورت میں دو رسولوں کی بعثت کی خبر نہیں بلکہ ایک ہی رسول کی دو قوموں میں بعثت کی خبر ہے۔ اور اس قسم کی بعثت ختم نبوت کے مفہوم کو نہیں توڑتی۔ کیونکہ یہاں کسی دوسرے رسول کے آنے کی خبر نہیں۔ لازماً آپ کی دوسری بعثت سے مراد بروزی بعثت لینی پڑے گی۔ اور بروزی طور پر ایک دفعہ نہیں ہزار دفعہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آجائیں تو اس سے ختم نبوت باطل نہیں ہوتی۔ نبوت تو منقطع رہی ہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بروزی رنگ میں جتنی دفعہ چاہیں آئیں اس کی مفصل کیفیت آگے بیان ہوگی کہ بروزی رنگ میں آنے سے کیا مراد ہے۔ لیکن ایک بات یاد رکھنی چاہیئے کہ اگرچہ رسول کا کام بتایا گیا ہے۔ وہ وہی ہے تو یہ بروزی بعثت سوائے اس کے کچھ نہیں کہ آپ کی ہی آیات آپ کی ہی کتاب کی طرف کوئی آپ کا غلام توجہ دلانے والا ہے۔ اس صورت میں چونکہ ایسا شخص اپنے نبی متبوع کی طرف بلاتا ہے اس لئے وہ بلانے والا اُمتی ہوگا نہ نبی۔

**قرآن خاتم الکتب ہے**

اس جگہ دوسرے پہلو سے ہم ختم نبوت کے مسئلہ پر غور کرتے ہیں۔ میں پہلے دکھا چکا ہوں کہ نبی کے لئے کتاب کا لانا ضروری ہے۔ اور درحقیقت نبی کی وحی نبوت کا ہی دوسرا نام کتاب ہے۔ پس جو لوگ ختم نبوت کا انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ نبوت کا دروازہ مسدود نہیں بلکہ کھلا ہے۔ بلکہ آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم کو آخری نبی ماننے والوں کو لعنتی اور مردود خیال کرتے ہیں۔* حالانکہ یہی مذہب ساری اُمت کا رہا ہے۔ اور اس پر ایسا اجماع ہے کہ بہت کم مسائل پر ایسا اجماع ہوا ہوگا۔ ان سے میں دریافت کرتا ہوں کہ کیا وہ قرآن کو خاتم الکتب مانتے ہیں یا نہیں۔ پس اگر قرآن خاتم الکتب ہے تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہوئے۔ اور اگر آنحضرت خاتم الانبیاء نہیں ہیں تو پھر قرآن بھی خاتم الکتب نہیں۔ اور اس کے بعد کسی اور کتاب کا آنا ضروری ہوگا۔ اور وہی خاتم الکتب ہوگی۔ اور وہی نبی خاتم الانبیاء ہوگا۔ اس صورت میں قرآن کا دعویٰ تکمیل ہدایت کا بھی نعوذ باللہ من ذٰلک غلط ماننا پڑے گا۔ اور یہ ظاہر ہے کہ خود حضرت مسیح موعود نے بارہا قرآن کریم کو خاتم الکتب مانا ہے اور جیسا کہ میں اوپر دکھا چکا ہوں آپ نے ہر نبی کے لیئے کتاب کا ہونا بھی ضروری مانا ہے۔ پس اگر قرآن آخری کتاب ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی آخری نبی ہیں۔ اور اگر قرآن آخری کتاب ہے تو پھر کیا قرآن دنیا کے لیئے عذاب نہ ہوا کہ اس کے آنے کے ساتھ کتابوں کا آنا بند ہوگیا۔ اصل بات تو کتابیں ہی تھیں رسول تو ان کے حامل اور ان پر عمل کرکے دکھانے والے ہی تھے۔ پس جب کتاب کا آنا بند ہوگیا

---

* حقیقۃ النبوت کے صفحہ ۱۸۶ پر میاں محمود احمد صاحب لکھتے ہیں "اور یہی محبت ہے جو مجھے مجبور کرتی ہے کہ باب نبوت کے بکلی بند ہونے کے عقیدہ کو جہاں تک ہو سکے باطل کر دوں کہ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک ہے ......... دنیا میں وہی اُستاد لائق کہلاتا ہے جس کے شاگرد لائق ہوں" گویا نعوذ باللہ من ذٰلک سارے انبیاء نالائق ہی تھے۔ "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بعثت انبیاء کو بالکل مسدود قرار دینے کا یہ مطلب ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کو فیض نبوت سے روک دیا۔ اور آپ کی بعثت کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس انعام کو بند کر دیا اب بتاؤ کہ اس عقیدہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین ثابت ہوتے ہیں یا اس کے خلاف نعوذ باللہ من ذٰلک۔ اگر اس عقیدہ کو صحیح تسلیم کیا جائے تو اس کے یہ معنی ہونگے کہ آپ نعوذ باللہ دنیا کے لیئے ایک عذاب کے طور پر آئے تھے۔ اور جو شخص ایسا خیال کرتا ہے وہ لعنتی اور مردود ہے" ہم کو علم ہے کہ میاں صاحب کے مریدوں میں بہتیرے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا کا آخری نبی یقین کرتے ہیں کیا وہ لعنتی اور مردود ہیں۔ پھر افسوس ہے ایسی مریدی اور مرشدی پر کہ ایک شخص کو لعنتی اور مردود کہہ کر بھی اسے اپنا خاص مرید بنایا ہوا ہے۔ اور افسوس ہے ان مریدوں پر جنہوں نے

تو رسول کا آنا شہ آنا برابر ہے۔ کیونکہ ایسے رسول بغیر رسالت کے آئینگے۔ پس اگر خاتم النبیین کے یہ معنی لیئے جاویں کہ آپ کی مہر سے نبی بنیں گے تو خاتم الکتب کے معنی بالخصوص جب نبی اور کتاب کا تعلق بھی ضروری ہے یہ کرنے پڑینگے کہ قرآن کی مہر سے کتابیں آیا کرینگی۔ سو اگر قرآن کے بعد کتاب ہے تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی بھی ہے۔ اور اگر قرآن نے کتابوں کا خاتمہ کر دیا تو رسول اللہ نے نبیوں کا خاتمہ کر دیا۔

**پیشگوئی ختم نبوت کی بحث میں حجت نہیں**

احادیث میں سے ایک حدیث جو ختم نبوت کے خلاف پیش کی جاتی ہے اس پر میں پہلے بحث کر چکا ہوں۔ ایک اور حدیث نواس بن سمعان کی وہ مشہور حدیث ہے جس میں عیسیٰ ابن مریم نبی اللہ کے نزول کا ذکر دمشق کے شرقی منارہ پر ہے۔ اس پہلی حدیث اور اس حدیث دونوں کے متعلق میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ان کو ختم نبوت کی بحث میں لانا سراسر خلاف اصول ہے پیشگوئیوں کے اندر استعارہ اور مجاز غالب ہوتا ہے یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بہت سی پیشگوئیاں ہیں جن میں آپ کے آنے کو خدا کا آنا اور آپ کے ظہور کو خدا کا ظہور قرار دیا

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) روحانی تعلقات پر جسمانی تعلقات کو مقدم کیا ہوا ہے۔ اور اس شخص کی بیعت کی ہے جو انہیں لعنتی اور مردود کہتا ہے۔ پھر ہم کہتے ہیں کہ ساری اُمت صحابہ سے لے کر مسیح موعود تک (یا بقول میاں صاحب کے مرزا صاحب کو الگ کر کے پھر باقی تیرہ صدیوں کے کل صلحاء مع صحابہ کبار کل آئمہ محدثین) یہ سب آنحضرتؐ کو دنیا کے لیئے لعنت خیال کرتے تھے اور کیا واقعی یہ لوگ نعوذ باللہ من ذلک لعنتی اور مردود تھے۔ وہ صحابی جن کو کہا گیا انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی وہ جس کو کہا گیا لو کان بعدی نبی لکان عمر وہ اپنے دل میں کیا یہ نہ سمجھتے تھے کہ آنحضرتؐ کے بعد نبی نہیں ہو سکتا اگر سمجھتے تھے تو میاں صاحب کی تحریک وہ کیا ہوئے اور پھر وہ جنہیں خود یہ لفظ کہے وہ میاں صاحب کے نزدیک کیا ہوا۔ افسوس کہ دین کو بچوں کا کھیل بنا لیا گیا۔ ختم نبوت کا مسئلہ وہ ہے جس پر اُمت کا اجماع ہے۔ آنحضرتؐ کے بعد نبی کا آنا کسی نے نہیں مانا۔ کیا وہ محدثین جنہوں نے اپنی کتابوں میں یہ حدیثیں درج کیں جو اوپر لکھی گئیں۔ اور جنہوں نے آنحضرت کو نبوت کی عمارت کی آخری اینٹ قرار دیا وہ سب آنحضرت کو دنیا کے لیئے عذاب سمجھتے تھے۔ اور پھر میں پوچھتا ہوں کہ جس صورت میں میاں صاحب یہ بھی مانتے ہیں کہ اس اُمت میں نبی کا نام پانے کے لیئے صرف مسیح موعود ہی مخصوص ہوئے تو اب ظاہر ہے کہ مسیح

گیا ہے۔ اور عیسائیوں نے حضرت مسیح کے بارے میں جو ٹھوکر کھائی ہے اس کی وجہ بھی یہی ہے کہ انھوں نے بعض پیشگوئیوں میں جو وہ حضرت مسیح پر لگاتے ہیں ایسے الفاظ دیکھے ہیں جن سے خدا کا آنا ظاہر ہوتا ہے۔ چنانچہ بڑی وجہ مسیح کو خدا بنانے کی ان کے ہاتھ میں یہی ہے۔ پس یہ خوب یاد رکھنا چاہیے کہ کسی پیشگوئی کی بنا پر ایک مستحکم قانون اور مذہب کا ایک پختہ اصول توڑا نہیں جا سکتا۔ ورنہ بالکل امن اٹھ جاتا ہے۔ خاص آدمیوں کے آنیکے متعلق جس قدر پیشگوئیاں ہوتی ہیں ان میں بہت الفاظ تاویل طلب ہوتے ہیں۔ بالخصوص نواس بن سمعان والی حدیث کی پیشگوئی تو سراسر استعاروں اور مجاز سے بھری ہوئی ہے۔ سب سے بڑا پتھر تو اس میں خود عیسیٰ ابن مریم کا آنا ہے۔ آئمہ سلف تو اس قدر محتاط گذرے ہیں کہ باوجود اس پیشگوئی کے کبھی انھوں نے اس بات کو تسلیم نہیں کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی اللہ ہونے کی حالت میں دنیا میں آئینگے بلکہ برعایت ختم نبوت یہی مانا ہے کہ وہ نبی ہو کر نہیں آئینگے۔ مگر چونکہ یہ ایک معاملہ آئندہ کے متعلق تھا اس لیئے اس میں زیادہ کاوش نہیں کی۔ اور در حقیقت یہی راہ درست تھی۔ کہ پیشگوئی والا امر جب تک ظہور پذیر ہو جائے اس میں رائے زنی نہ کی جائے۔ موجودہ جھگڑا ختم نبوت کا ان دو مسلمان گروہوں میں ہے جو حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو عیسیٰ

---

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) موعود کے بعد اگر کوئی نبی ہو تو یہ خصوصیت جاتی رہی۔ ایسا ہی میاں صاحب آیت آخرین منھم لما یلحقوا بھم سے بھی یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ مسیح موعود کے سوا کوئی رسول نہیں جیسا کہ انھوں نے صفحہ ۲۳۱ حقیقۃ النبوۃ پر لکھا ہے۔ بلکہ بعض جگہ صاف الفاظ میں اپنی ہی جماعت کی نسبت آخرین کے لفظ پر حصر کیا ہے۔ اگر آپ سے پہلے بھی کوئی رسول اسی قسم کا مانا جائے جیسے کہ آپ تھے تو اس کی جماعت بھی و آخرین منھم کے ماتحت اصحاب رسول اللہ بن جائے گی۔ لیکن چونکہ اس امت میں سوائے حضرت مسیح موعود کی جماعت کے کسی جماعت کو آخرین نہیں قرار دیا گیا معلوم ہوا کہ رسول بھی صرف مسیح موعود ہیں" تو اس صورت میں آخری رسول مسیح موعود ہوئے۔ اور اس امت میں پھر سلسلہ رسالت ختم ہوا۔ کیا اب مسیح موعود نعوذ باللہ من ذلک میاں صاحب کے الفاظ میں دنیا کے لیئے عذاب ہوئے یا نہیں اور آنحضرت کا اس سے کیا بچاؤ ہوا۔ اگر ایک رسول آپ کے بعد آگیا جو اس زمانہ میں جو قیامت تک ممتد ہے آنیکے بلا سبب اور پھر کیا وہ قرآن جس کے بعد کوئی کتاب نہیں وہ اسی اعتراض کے ماتحت نہیں جس کے ماتحت آنحضرت صلعم آخری نبی نہیں بنتے ہیں کیا قرآن دنیا کیلئے عذاب ہوا اس کے بعد کوئی کتاب نہیں

بن مریم یقین کرتے ہیں۔ نواس بن سمعان کی دو زرد چادروں کو وہ بیماریاں سمجھتے ہیں۔ دو فرشتوں کو جن کے کندھوں پر مسیح نے ہاتھ رکھے ہوں دو قسم کے ثبوت یعنی نشان اور دلائل مانتے ہیں دمشق کو قادیان مانتے ہیں شرقی منارہ کو صرف ایک مشرقی مقام مانتے ہیں کسر صلیب اور قتل خنزیر سے بھی مجازاً مراد لیتے ہیں۔ غرض اس پیشگوئی میں جس قدر امور مذکور ہوئے وہ سب کے سب بلا استثناء استعارہ اور مجاز تسلیم کیے گئے ہیں۔ تو ان سب مشکلات کے اوپر سے گذر جانا اور نبی اللہ کے لفظ کو پکڑ بیٹھنا کس عقلمندی کا کام ہے۔ خصوصاً اس صورت میں جبکہ یہ یقینی بات ہے کہ حدیث کے الفاظ قرآنی وحی کی طرح محفوظ نہیں ہیں۔ ممکن ہے آنحضرت نے صرف نزول عیسیٰ بن مریم کا ذکر کیا ہو جیسا کہ بخاری کی حدیث میں صرف اسی قدر لفظ ہیں اور لفظ نبی اللہ نہ فرمایا ہو۔ جیسا کہ بخاری میں لفظ نبی اللہ نہیں پایا جاتا۔ اور کسی راوی نے اس خیال سے کہ عیسیٰ بن مریم سے وہی مسیح اسرائیلی مراد ہیں لفظ نبی اللہ ساتھ بڑھا لیا ہو۔ اور پھر ممکن ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اس لفظ کو بطور مجاز استعمال کیا ہو۔ جیسا کہ اور اس حدیث کے سارے الفاظ کو بطور استعارہ استعمال کیا۔ کہا جاتا ہے کہ مسیح موعود کے عہدہ کو استعارہ نہیں کہہ سکتے ٭ اور نبی اللہ اس کا عہدہ ہے۔ مگر عہدہ تو مسیح بھی ہے۔ حالانکہ دراصل عہدہ کا نام نہیں لیا بلکہ عیسیٰ ابن مریم کا ذکر کرکے اس سے اشارۃً عہدہ مراد لیا اور پھر عہدے کا فیصلہ یہ پیشگوئی تو نہیں کرتی۔ بلکہ عہدہ کا فیصلہ تو اس حدیث سے ہوتا ہے جس میں فرمایا ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل مائۃ من یجدد لھا دینھا کہ اللہ تعالیٰ اس امت کے لئے ہر صدی کے سر پر ایک ایسے شخص کو مبعوث کرتا رہیگا جو اس کے لئے اس کے دین کی تجدید کرتا رہیگا۔ اب یہ بھی ظاہر ہے کہ

---

٭ حقیقۃ النبوۃ کے صفحہ ۱۹۱ پر اس حدیث پر بحث کرتے ہوئے میاں صاحب لکھتے ہیں "اگر ایک عبارت میں کچھ استعارے ہوں تو اس کے سب الفاظ کو استعارہ نہیں قرار دے سکتے استعارہ کے لئے کوئی وجہ ہونی چاہئے ان الفاظ میں جو علامت کے طور پہ ہوں استعارہ ہو سکتا ہے کیونکہ اس سے آزمائش مراد ہوتی ہے لیکن ایک شخص کے عہدہ بیان کرنے میں استعارہ کا کیا تعلق ہے۔ ...... پس گو اس حدیث میں کثرت سے استعارہ استعمال ہوا ہو مگر مسیح موعود کے عہدے کو استعارہ نہیں کہہ سکتے۔ ورنہ کوئی شخص کہیگا کہ اس حدیث میں چونکہ سب استعارے ہی استعارے ہیں اس لئے مسیح بھی ایک استعارہ"

مسیح موعود اس حدیث کے مطابق آئے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ ان کا کام مجددین سے بڑھ کر ایک رتی نہیں۔ پس جب مجددوں کے وعدے کے نیچے بھی آئے۔ کام بھی مجددوں سے بڑھ کر کوئی نہیں تو ان کا عہدہ تو مجدد ہوا۔ اور درحقیقت مجددوں والی حدیث ختم نبوت پر قطعی دلیل ہے کیونکہ اگر کچھ نبی بھی آنے والے ہوتے تو مجددوں کا وعدہ نہ دیا جاتا۔ وعدہ ہمیشہ افضل چیز کا دیا جاتا ہے یوں تو اس اُمت میں مومن بھی رہینگے نبیوں کے اس اُمت میں نہ صرف آنے کا کوئی وعدہ نہیں بلکہ ان کے نہ آنے کا صاف ذکر ہے۔ پس جب اس اُمت میں مبعوث ہونے والوں کا نام مجدد رکھا۔ نبیوں کے متعلق فرمایا کہ لو کان بعدی نبی لکان عمر اور لا نبی بعدی۔ اور کوئی حدیث ایسی نہیں کہ جس میں یہ کہا گیا ہو کہ اس اُمت میں نبی بھی آیا کرینگے۔ تو پھر نبیوں کا آنا کہاں سے نکالا جاتا ہے۔ ختم نبوت کی تردید کے

---

(بقیہ صفحہ گزشتہ) اور مہدی بھی ایک استعارہ ہے نہ کوئی مسیح آئیگا اور نہ کوئی مہدی آئے گا۔" افسوس ہے کہ ان الفاظ کے لکھنے والے نے حدیث کو پڑھا بھی نہیں۔ یوں ہی اپنی طرف سے بطور تحکم چند قواعد استعارہ کے استعمال کے متعلق بنا کر رکھدیئے ہیں کہ عہدہ کے متعلق استعارہ نہیں ہوا کرتا۔ علامات کے متعلق استعارہ ہوا کرتا ہے۔ اور پھر لکھتے ہیں کہ اس طرح تو اس حدیث میں جو مسیح اور مہدی کا لفظ ہے اسے بھی کوئی استعارہ ہی کہدے گا۔ افسوس کہ اس حدیث میں مسیح اور مہدی کا لفظ نہیں بلکہ صرف مسیح ابن مریم کا لفظ ہے۔ اور اس کو میاں صاحب استعارہ مانتے ہیں۔ پھر یہ کیسی مہمل کلام ہے کہ اس طرح تو کوئی شخص مہدی اور مسیح کو استعارہ کہدے گا۔ حالانکہ مہدی اور مسیح کو استعارہ تو آپ خود ہی قرار دے رہے ہیں مسیح سے مراد یہ نہیں کہ اس کا نام مسیح ہوگا نہ مہدی سے یہ مراد ہے نہ مسیح موعود نے عیسیٰ ابن مریم کا نام پایا نہ محمدؐ کا۔ پھر یہ سب استعارات ہوئے اور یہ قانون کس کتاب سے لیا گیا کہ عہدہ کے متعلق استعارہ نہیں ہوا کرتا۔ کیا عہدہ کے متعلق نہیں ہوا کرتا تو نام کے متعلق ہوا کرتا ہے؟ پھر آپ لکھتے ہیں کہ استعارہ کی کوئی حد ہونی چاہئے۔ کیا وہ حد آپ کے خیال کے مطابق ہی ہونی چاہئے یعنی جسے آپ کہدیں وہ حد ہو جائے۔ آپ زرد چادروں کو بیماریاں سمجھیں تو حرج نہیں۔ دمشق کو قادیان سمجھیں تو حرج نہیں۔ عیسیٰ ابن مریم کو مرزا غلام احمد سمجھیں تو حرج نہیں مگر نبی اللہ کے لفظ پر استعارہ کی حد یاد آگئی۔ کیا صرف اس لئے کہ آپ کی خواہش کے یہ خلاف ہے یا کوئی اور بھی وجہ ہے۔ اور پھر اس حدیث میں دجال کا ذکر بھی ہے اسے بھی حقیقت قرار دیکر احدیت سے توبہ کرو۔

لیے جس پر کھلی کھلی تصریحات قرآن شریف اور حدیث کی موجود ہیں۔ اور اصولی رنگ میں نبیوں کے نہ آنے کا ذکر اور مجدّدوں کے آنے کا ذکر پڑھتے ہوئے یہ ایمانداری نہیں کہ ایک پیشگوئی کو لے کر جو سراسر استعاروں سے بھری ہوئی ہے یہ کہدیا جائے کہ اس پیشگوئی نے قرآن اور حدیث کی ساری اصولی تصریحات کو باطل کر دیا۔ پھر اس طرح تو مسیح بھی خدا بن سکتا ہے کیونکہ گو خدا کا قانون یہی ہو کہ انسان خدا نہیں بن سکتے اور نہ خدا انسان بن کر دنیا میں آیا کرتا ہے مگر جب پیشگوئی میں آگیا کہ ایک خدا بھی آئیگا تو اب اس کو مان لو۔ اور یہ بھی تو ایک عہدہ ہے اور عہدہ میں استعارہ نہیں ہوا کرتا۔ پس یہ بحث سراسر فضول ہے کہ ایک پیشگوئی کو نبوت کے اختتام کی اصولی بحث میں پیش کیا جائے۔ جو چیز خدا کے انسان بننے کے لیے مانع ہے وہی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دنیا میں کسی نبی کے آنے کی مانع ہے۔ یہ دنیا پر ظلم نہیں رحمت ہے۔ یوں تو اگر کسی کا دل چاہے تو یہ بھی کہدے کہ ساری قوموں کے لیے ایک ہی نبی کا آجانا یہ دنیا کے لیے عذاب ہے۔ الگ الگ قوموں میں نبی آیا کرتے تھے ہر ایک قوم اپنے نبی کی پیروی کرتی تھی۔ یہ کیا ہوا کہ ساری قومیں مجبور کی جائیں کہ تم ایک عربی کو اپنا نبی مانو پس اگر یہی طریق استدلال ہے کہ سارے زمانوں کے لیے ایک ہی نبی کا ہونا عذاب ہے تو اس سے بڑھ کر یہ بات ہے کہ سارے ملکوں اور قوموں کے لیے ایک ہی نبی ہو۔ اور سب قومیں نبوت کی نعمت سے محروم کر دی گئیں۔ حالانکہ سب کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے سے پہلے یہ نعمت ملی ہوئی تھی۔ بلکہ رحمۃ للعالمین کے مقابل تو اس موقعہ پر دنیا کے لیے عذاب قرار دینا زیادہ موزوں ہے۔ ہمیں اُمید ہے کہ ختم نبوت کو توڑنے کے شائق اب اس بات پر بھی غور کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کل قوموں کی طرف مبعوث ہونے سے انکار کرینگے۔ مگر وہ یاد رکھیں کہ ختم نبوت کا توڑنا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کے آنے کو ماننا اور اس نبی کو آخری نبی قرار دینا یہ اسلام کی عمارت کو گرانا ہے۔ سلسلہ نبوت تو آگے چلانے سے رہے۔ اس کے لیے تو خدا کا وعدہ ہے کہ جو شخص جھوٹا دعویٰ کرے گا وہ اسے ہلاک کرے گا۔ مگر حضرت مسیح موعود کو ان کی وفات کے بعد نبی بنا کر صرف اسی قدر خدمت گذاری محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کی ہے کہ بجائے آنحضرت صلعم کے مرزا صاحب کو۔ اس کی بارش میں سے ایک قطرہ کو اس کی روشنی میں سے ہلکے سایہ کو۔ اس کے ایک ادنیٰ غلام کو خاتم النبیین بنا دیا ✤

## حضرت مسیح موعود کی کتابوں میں ختم نبوت کی بحث۔

اب میں مختصر طور پر اس بحث کو لیتا ہوں جو خود حضرت مسیح موعود نے مسئلہ ختم نبوت پر کی ہے کیونکہ اس میں تو کچھ شک نہیں کہ اُمت کا مذہب اجماعی یہی رہا ہے کہ نبوت ختم ہو چکی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح ساری قوموں کے لئے ایک ہی نبی ہیں اسی طرح سارے زمانوں کے لئے بھی ایک ہی نبی ہیں۔ آپؐ کی نبوت کا دامن ایک طرف کل قوموں کو اپنے نیچے لئے ہوئے ہے دوسری طرف کل زمانوں پر ممتد ہے اور اب قیامت تک کسی دوسرے کو یہاں قدم رکھنے کی گنجائش نہیں۔ اور یہ نسل انسانی پر ظلم نہیں بلکہ ایک رحمت ہے۔ کیونکہ ایک ہی سردار کے جھنڈے تلے لاکر اللہ تعالیٰ دنیا کی کل قوموں کو ایک کرنا چاہتا ہے اور قومی نفرتوں اور قومی تفرقوں کو دور کرکے ان کی بجائے نسل انسانی کی اخوت کا ایک عظیم الشان سلسلہ قائم کرنا چاہتا ہے۔ اور یہ ہو نہیں سکتا جب تک ہمیشہ کے لئے اور سارے انسانوں کے لئے ایک ہی خدا اور ایک ہی کتاب اور ایک ہی رسول نہو۔ ذیل کے حوالجات میں جو حضرت مسیح موعود کی کتابوں سے میں نے مسئلہ ختم نبوت کے متعلق لئے ہیں جہاں تک ہو سکا ہے دونوں رنگ کے پورے حوالجات لے لئے ہیں۔ یعنی کوئی امر زائد نہیں جو ان حوالجات میں نہ آیا ہو۔ اور دائیں طرف کے کالم میں ہر ایک حوالہ کا خلاصہ مضمون قریبًا قریبًا حوالہ کے اصل الفاظ میں دیا ہے۔ ان حوالجات کے متعلق اور ایسا ہی دوسری تحریروں کے متعلق میں ایک بات کو وضاحت سے بتلانا چاہتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے کہ یہ ایک نہایت ہی ناپاک خیال بعض دلوں میں جگہ پکڑ گیا ہے کہ حضرت مسیح موعود کی سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے کی تحریریں مسئلہ نبوت کے متعلق کل کی کل منسوخ ہیں۔ میں سمجھتا ہوں اس سے بڑھ کر کوئی شخص آپ کی تحقیر نہیں کر سکتا کہ سینکڑوں صفحات جن میں مسئلہ نبوت پر آپ کی سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے کی کتابوں میں بحث ہے ان کو ردی قرار دیا جائے۔ اور مسیح موعود کی تحریروں کا انکار درحقیقت مخفی رنگ میں خود مسیح موعود کا انکار ہے۔ جو شخص ادنیٰ غور اور فکر سے بھی کام لیگا وہ دیکھ لے گا کہ مسیح موعود کے مذہب میں ایک نقطہ یا شوشہ تک بھی فرق نہیں آیا۔

جو کچھ آپ نے سب سے پہلی کتاب توضیح مرام میں لکھا ہے۔ وہی بعینہٖ سب سے آخری کتاب چشمہ معرفت میں لکھا ہے۔ اور باب دوم کے اخیر جو مبشرات کی بحث میں میں نے ان دونوں کتابوں کے حوالے دیئے ہیں۔ ان سے یہ بات اظہر من الشمس ہو جاتی ہے۔ ایسا ہی

ختم نبوت کی بحث میں جو کچھ آپ نے دوسری کتاب ازالہ اوہام میں لکھا وہی کچھ آخری سے پہلی کتاب حقیقۃ الوحی میں لکھا۔ چنانچہ ان دونوں کتابوں کے حوالے بطور تقابل میں یہاں نکال کر دکھاتا ہوں۔

ازالہ اوہام صفحہ ۵۷۵

اس جگہ بڑے شبہات یہ پیش آتے ہیں کہ جس عبارت میں مسیح ابن مریم اپنے نزول کے وقت کامل طور پر اُمتی ہوگا تو پھر وہ باوجود اُمتی ہونے کے کسی طرح رسول نہیں ہوسکتا۔ اور نیز خاتم النبیین ہونا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی دوسرے نبی کے آنے سے مانع ہے۔ ہاں ایسا نبی جو مشکوٰۃ نبوت محمدیہ سے نور حاصل کرتا ہے اور نبوت تامہ نہیں رکھتا جس کو دوسرے لفظوں میں محدث بھی کہتے ہیں وہ اس تحدید سے باہر ہے کیونکہ وہ بباعث اتباع اور فنا فی الرسول ہونے کے جناب ختم المرسلین کے وجود میں داخل ہے جیسے جزو کل میں داخل ہوتی ہے۔

ضمیمہ حقیقۃ الوحی الاستفتاء صفحہ ۶۴

و النبوۃ قد انقطعت بعد نبینا صلی اللہ علیہ وسلم..... بید انی سمیت نبیًا علی لسان خیر البریۃ وذلک امر ظلی من برکات المتابعۃ........ وان رسولنا خاتم النبیین وعلیہ انقطعت سلسلۃ المرسلین فلیس حق احد ان یدعی النبوۃ بعد رسولنا المصطفٰی علی الطریقۃ المستقلۃ وما بقی بعدہ الا کثرۃ المکالمۃ وھو بشرط الاتباع

ترجمہ اور نبوت ختم ہوچکی ہمارے نبی صلعم کے بعد ہاں میرا نام خیر البریہ کی زبان پر نبی رکھا گیا۔ اور یہ امر ظلی ہے جو پیروی کی برکات سے حاصل ہوتا ہے۔ اور ہمارے رسول نبیوں کے ختم کرنے والے ہیں اور آپ پر رسولوں کا سلسلہ ختم ہوگیا پس کسی کا حق نہیں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مستقل طور پر نبوت کا دعوے کرے اور آپ کے بعد باقی نہیں رہا مگر کثرت مکالمہ اور وہ پیروی کی شرط سے ہے۔

اب جہاں تک دعوے نبوت کا سوال ہے ازالہ اوہام کی عبارت حقیقۃ الوحی سے بھی زیادہ پُر زور ہے۔ جہاں صاف یہ الفاظ ہیں۔ " ہاں ایسا نبی جو مشکوٰۃ نبوت محمدیہ سے نور حاصل کرتا ہے ........ وہ اس تحدید سے باہر ہے کیونکہ وہ بباعث

## اتباع اور فنا فی الرسول جناب ختم المرسلین کے وجود میں ہی داخل ہے جیسے جزو کل میں داخل ہوتی ہے

اب اول اور آخر کتاب کو چھوڑو اور درمیانی زمانہ کی ایک تحریر دیکھو۔ اور تحریر بھی وہ جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اس نے ساری پہلی تحریروں کو منسوخ کر دیا اور اس کو پڑھ کر دیکھو کہ کیا ایک ذرہ بھر بھی پہلے اور پچھلے اور درمیانی مذہب میں کوئی تبدیلی نظر آتی ہے میں یہاں غلطی کے ازالہ سے چند سطور نقل کرتا ہوں :-

"اس میں اصل بھید یہی ہے کہ خاتم النبیین کا مفہوم تقاضا کرتا ہے کہ جب تک کوئی پردہ مغایرت کا باقی ہے اس وقت تک اگر کوئی نبی کہلائے گا تو گویا اس مہر کو توڑنے والا ہوگا جو خاتم النبیین پر ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص اسی خاتم النبیین میں ایسا گم ہو کہ بباعث نہایت اتحاد اور نفی غیریت کے اسی کا نام پا لیا ہو اور صاف آئینہ کی طرح محمدی چہرہ کا اس میں انعکاس ہو گیا ہو تو وہ بغیر مہر توڑنے کے نبی کہلائے گا کیونکہ وہ محمد ہے گو ظلی طور پر"

اور پھر حاشیہ میں لکھا ہے "اس لئے ماننا پڑتا ہے کہ اس موہبت کے لئے محض بروز اور ظلیت اور فنا فی الرسول کا دروازہ کھلا ہے"۔

انصاف کرو اور ناحق کی تہمت مسیح موعود پر لگاؤ کہ آپ کبھی کچھ کہتے تھے کبھی کچھ جس کے معنی یہ ہیں کہ نعوذ باللہ من ذالک آپ نبوت کی چوری چاہتے تھے۔ یہ نہایت خطرناک تہمت ہے۔ یہ افترا ہے لولا اذ سمعتموہ قلتم سبحانک ھذا بھتان عظیم

اب اصل حوالجات کو اور ان کے خلاصوں کو پڑھ کر دیکھو۔ وحی نبوت کو قطعاً مسدود مانا ہے اور یہ تسلیم کیا ہے کہ اگر کسی شخص پر وحی نبوت آ جائے تو اسلام کا تانا بانا بکھر جاتا ہے اور اس کا تختہ ہی الٹ جاتا ہے۔ جبرئیل کا نزول بہ پیرایہ وحی رسالت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قطعاً ممنوع مانا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی مانا ہے اور اس میں کوئی استثناء نہیں مانا۔ اور اس کو آخری نبوت اسی لئے بھی کہا ہے "جس چیز کا آغاز ہے اس کا انجام بھی ہے" آپ کو ہی تا قیامت ہادی اور مقتدا مانا ہے کوئی دوسرا ہادی اور مقتدا حقیقی معنوں میں نہیں یہ بھی مانا ہے کہ اگر رسول آ جائے تو جبرئیل بھی آئے گا۔ وحی رسالت بھی ہوگی۔ اور قرآن کے بعد ایک اور کتاب

بھی آجاتی گی؟* آنحضرتؐ کے بعد رسول کے آنے میں اُمت کی اور آنحضرتؐ کی ہتک ہانی ہے آنحضرتؐ کے بعد ایک نبی کے آنے پر ایمان لانا خاتم النبیین کا کفر قرار دیا ہے نبی ختم ہو چکے وحی نبوت منقطع ہو چکی یا اب ایک اُمتی کے لئے ایک دروازہ انعامات وکمالات نبوت کے حاصل کرنے کا شروع سے کھلا مانا ہے اور یہ فنافی الرسول کا۔ کامل اتباع کا۔ کامل طور پر اُمتی ہونے کا دروازہ ہے۔ مگر ساتھ ہی لکھ دیا ہے کہ کامل اُمتی کامل نبی نہیں ہو سکتا۔ اس لئے اس کا نام جزوی نبوت یا نبوت ناقصہ یا محدثیت رکھا ہے اور اس کو آنحضرت صلعم کا افاضہ کمال قرار دیا ہے۔ مگر یہ نبوت نہیں۔ کیونکہ اس میں وحی نبوت نہیں۔ بلکہ ایسے شخص کی وحی وحی ولایت ہے۔ اور وحی نبوت کا آنا قطعًا مسدود ہے۔ اور وہ فنا فی الرسول سے بھی مل نہیں سکتی۔ اس لئے جیسا کہ پہلے اجماع اُمت بھی ہو چکا ہے یہ مقام حقیقی طور پر ولایت کا مقام ہے اور نبوت کا نام اس پر صرف اسی طرح آتا ہے جیسے محمدؐ اور احمدؐ کا نام حالانکہ حقیقی طور پر وہ محمدؐ اور احمد نہیں۔ ہاں یہ قطعی طور پر اول سے آخر تک مانا ہے کہ وحی نبوت ہرگز نہیں آسکتی اور یہی فیصلہ کن امر ہے کیونکہ اگر وحی نبوت نہیں تو نبوت بھی نہیں اب غور کرکے دیکھ لو کہ ایک لمحہ کے لئے بھی حضرت مسیح موعود نے وحی نبوت کے دروازہ کو کھلا نہیں مانا بلکہ یہ مانا ہے کہ اگر باب وحی نبوت کھلا ہے تو اسلام کا تختہ اُلٹ جاتا ہے۔

## حوالجات ختم نبوت از کتب حضرت مسیح موعود

| خلاصہ مضمون | اصل عبارت معہ حوالہ |
| --- | --- |
| آنحضرت صلعم خاتم الانبیا اور قرآن خاتم کتب ایک ہی معنی میں ہیں۔ نہ قرآن کے بعد کوئی کتاب آسکتی ہے نہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی آسکتا | ہمارے مذہب کا خلاصہ اور لب لباب یہ ہے کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ ہمارا اعتقاد جو ہم اس دنیوی زندگی میں رکھتے ہیں جس کے ساتھ ہم بفضل و توفیق باری تعالیٰ اس عالم گذران سے کوچ کرینگے یہ ہے کہ حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفیٰ صلعم خاتم النبیین و خیر المرسلین ہیں جن کے ہاتھ سے اکمال دین ہو چکا اور وہ نعمت بمرتبہ اتمام پہنچ چکی جس کے ذریعہ سے انسان راہ راست کو اختیار کرکے خدا تعالیٰ تک پہنچ سکتا ہے۔ اور ہم پختہ یقین کے ساتھ اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ قرآن شریف خاتم کتب سماوی (ازالہ اوہام صفحہ ۱۳۷-۱۳۸) |

* مسیح موعود کے الہامات کو کتاب قرار دینے والی قوم ڈر جائے کہ اس کا قدم اسلام سے باہر جارہا ہے۔

| مضمون | حوالہ | عبارت |
| --- | --- | --- |
| | | ہے - اور ایک شعشہ یا نقطہ اُس کی شرائع اور حدود اور احکام اور اوامر سے زیادہ نہیں ہو سکتا - اور نہ کم ہو سکتا ہے - اور اب کوئی ایسی وحی یا ایسا الہام منجانب اللہ نہیں ہو سکتا جو احکام فرقانی کی ترمیم یا تنسیخ یا کسی ایک حکم کو تبدیل یا تغیر کر سکتا ہو - اگر کوئی ایسا خیال کرے تو وہ ہمارے نزدیک جماعت مومنین سے خارج اور ملحد اور کافر ہے - |
| ہمارے ہادی اور مقتدا صرف آنحضرت صلعم ہیں | ازالہ اوہام آغاز صفحہ نمبر ۱۸۲ | اے بھائیو میں کوئی نیا دین یا نئی تعلیم لے کر نہیں آیا بلکہ میں بھی تم میں سے اور تمہاری طرح ایک مسلمان ہوں اور ہم مسلمانوں کے لئے بجز قرآن شریف کے اور کوئی دوسری کتاب نہیں جس پر عمل کریں یا عمل کرنے کے لئے دوسروں کو ہدایت دیں - |
| | صفحہ ۱۸۲ مذکور | بجز جناب ختم المرسلین احمد عربی صلعم کے اور کوئی ہمارے لئے ہادی اور مقتدا نہیں جس کی پیروی ہم کریں یا دوسروں سے کرانا چاہیں - |
| خاتم النبیین کے بعد رسول نہیں آ سکتا - رسولوں سے مشابہ کوئی شخص آ سکتا ہے - | صفحہ ۵۷۷ | مسیح کیونکر آ سکتا وہ رسول تھا اور خاتم النبیین کی دیوار روئین اُس کو آنے سے روکتی ہے - سو اُس کا ہمرنگ آیا وہ رسول نہیں - مگر رسولوں کے مشابہ ہے - اور مثیل ہے - |
| وحی نبوت کا سلسلہ آنحضرتؐ کے بعد جاری نہیں ہو سکتا - | صفحہ ۵۴۴ | اور یہ بات ہم کئی مرتبہ لکھ چکے ہیں کہ خاتم النبیین کے بعد مسیح ابن مریم رسول کا آنا فساد عظیم کا موجب ہے - اس سے یا تو یہ ماننا پڑیگا کہ وحی نبوت کا سلسلہ پھر جاری ہو جائیگا اور یا یہ قبول کرنا پڑے گا کہ خدا تعالیٰ مسیح ابن مریم کو لوازم نبوت سے الگ کرکے اور محض ایک اُمتی بنا کر بھیجیگا - اور یہ دونوں صورتیں ممتنع ہیں - |
| خاتم النبیین دوسرے نبی کے آنے سے مانع ہے - مگر جو مشکوٰۃ نبوت | صفحہ ۵۷۵ | اس جگہ جیسے شبہات پیش آتے ہیں کہ جس حالت میں مسیح ابن مریم اپنے نزول کے وقت کامل طور پر امتی ہوگا تو پھر وہ باوجود امتی ہونے کے کسی طرح رسول نہیں ہو سکتا - کیونکہ رسول اور |

محمدیہ سے نور حاصل کرے وہ آسکتا ہے کیونکہ اتباع نبوی اور فنافی الرسول اسے رسول کے وجود میں داخل کر دیتا ہے۔

اسی کا مفہوم متبائن ہے - اور نیز خاتم النبیین ہونا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی دوسرے نبی کے آنے سے مانع ہے - ہاں ایسا نبی جو مشکوٰۃ نبوت محمدیہ سے نور حاصل کرتا ہے اور نبوت تامہ نہیں رکھتا جس کو دوسرے لفظوں میں محدث بھی کہتے ہیں وہ اس تحدید سے باہر ہے - کیونکہ وہ بباعث اتباع اور فنافی الرسول ہونے کے جناب ختم المرسلین کے وجود میں ہی داخل ہے - جیسے جز کل میں داخل ہوتی ہے ۔

رسول آئے تو جبرئیل بھی وحی رسالت لے کر آئے گا اور نئی کتاب پیدا ہو جائے گی

صفحہ ۳۸۵ ظاہر ہے کہ یہ بات مستلزم محال ہے کہ خاتم النبیین کے بعد جبرئیل علیہ السلام کی وحی رسالت کے ساتھ آمد و رفت شروع ہو جاوے اور ایک نئی کتاب اللہ گو مضمون میں قرآن شریف سے توارد رکھتی ہو پیدا ہو جائے اور جو امر مستلزم محال ہو وہ محال ہوتا ہے - فتدبر

آنحضرت کے بعد رسول کے آنے سے آنحضرت کی ہتک ہے اور اسلام کا تختہ ہی الٹ جاتا ہے

صفحہ لیکن خدا تعالیٰ ایسی ذلت اور رسوائی اس امت کے لئے اور ایسی ہتک نمبر ۵۸۷ اور کسر شان اپنے نبی مقبول خاتم الانبیاء کے لئے ہرگز روا نہیں رکھے گا کہ ایک رسول کو بھیج کر جس کے آنے کے ساتھ جبرائیل کا آنا ایک ضروری امر ہے اسلام کا تختہ ہی الٹ دیوے - حالانکہ وہ وعدہ کر چکا ہے کہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی رسول نہیں بھیجا جائیگا۔

خاتم النبیین کے معنے نبیوں کو ختم کرنے والا یعنی اس کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔

صفحہ اکیسویں آیت یہ ہے ماکان محمد ابا احد من رجالکم ۶۱۴ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین - یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی مرد کا باپ نہیں ہے - مگر وہ رسول اللہ ہے - اور ختم کرنے والا نبیوں کا - یہ آیت بھی صاف دلالت کر رہی ہے کہ بعد ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی رسول دنیا میں نہیں آئے گا - پس اس سے بھی بکمال وضاحت ثابت ہے کہ مسیح ابن مریم رسول اللہ دنیا میں آ نہیں سکتا کیونکہ مسیح ابن مریم رسول ہے اور رسول کی حقیقت اور ماہیت میں یہ امر داخل ہے کہ دینی علوم کو بذریعہ جبرئیل حاصل کرے

| | | | |
|---|---|---|---|
| وحی رسالت تاقیامت | | | اور ابھی ثابت ہوچکا ہے کہ اب وحی رسالت تاقیامت منقطع |
| منقطع ہے۔ | | | ہے۔ |
| | صفحہ | | چہارم۔ قرآن کریم بعد خاتم النبیین کے کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا |
| رسول کیلئے وحی رسالت | ۱۷۔ | | خواہ وہ نیا رسول ہو یا پرانا ہو۔ کیونکہ رسول کو علم دین بتوسط جبرئیل |
| ضروری ہے۔ اور باب | | | ملتا ہے اور باب نزول جبرئیل بہ پیرایہ وحی رسالت مسدود ہے اور یہ |
| نزول جبرئیل بہ پیرایہ وحی | | | بات خود ممتنع ہے کہ دنیا میں رسول تو آوے مگر سلسلہ وحی رسالت |
| رسالت مسدود ہے۔ | | | نہ ہو۔ |
| | نشان | | آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا قائل اور یقین |
| اس امت کے لئے آنحضرتؐ | آسمانی | | کامل سے جانتا ہوں اور اس بات پر محکم ایمان رکھتا ہوں کہ ہمارے |
| کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا | صفحہ ۲۸ | | نبی صلعم خاتم الانبیاء ہیں اور آنجناب کے بعد اس امت کے لئے |
| | | | کوئی نبی نہیں آئے گا۔ |
| نبی ختم ہوچکے وحی نبوت | تحفہ بغداد | وقد ختم اللہ برسولنا | اور اللہ تعالیٰ نے نبیوں کو ہمارے |
| منقطع ہوچکی ہمارے | صفحہ | النبیین وقد انقطع وحی | رسول کے ساتھ ختم کردیا اور وحی |
| رسول کے بعد کوئی نبی | ۷ | النبوۃ فکیف یجیئ المسیح | نبوت منقطع ہوگئی۔ پھر مسیح کس طرح |
| نہیں۔ | | ولا نبی بعد رسولنا ایجیئ | آسکتا ہے اور ہمارے رسول کے |
| | | معطلا من النبوۃ کالمعزولین | بعد تو کوئی نبی ہے ہی نہیں کیا وہ |
| | | | نبوت سے معزول شدوں کی طرح نبوت |
| | | | سے علیحدہ ہوکر آئے گا۔ |
| نبوت ختم ہوچکی اور مسیح | صفحہ | والاحادیث کلہا قد اتفقت | اور سب حدیثیں اس بات پر |
| موعود امتی ہوگا۔ | ۲۷ | علی ان المسیح الموعود من | متفق ہیں کہ مسیح موعود اس امت |
| | | ھذہ الامۃ فان النبوۃ قد | میں سے ہوگا۔ کیونکہ نبوت ختم |
| | | ختمت وان رسولنا خاتم | کردی گئی اور ہمارے رسول خاتم |
| | | النبیین۔ | النبیین ہیں۔ |
| ایک نبی کے آنے پر ایمان | صفحہ | وبعد الان اذا کان نبینا | ساتھ ہی یہ بھی سمجھ لینا چاہیے |
| لانا خاتم النبیین کا کفر ہے | ۲۸ | صلی اللہ علیہ وسلم | کہ جب ہمارے نبی صلی اللہ علیہ |

خاتم الانبیاء فلا شك — وسلم خاتم الانبیاء ہیں تو کوئی شک
انه من آمن بنزول المسیح — نہیں کہ جو شخص اس مسیح کے نزول
الذی ہو نبی من بنی اسرائیل — پر ایمان لاتا ہے جو بنی اسرائیل کا
فقد کفر بخاتم النبیین — ایک نبی ہے وہ خاتم النبیین کا
کافر ہے۔

**آنحضرت کی نبوت کا زمانہ قیامت تک ممتد ہے۔**

(حمامۃ البشریٰ صفحہ ۲۰)

ہمارے سید مقتدا ختم المرسلین کے زمانہ کی ضرورتیں درحقیقت کسی ایک نوع میں محدود نہ تھیں اور یہ زمانہ بھی کوئی محدود زمانہ نہ تھا۔ بلکہ ایسا وسیع تھا کہ جس کا دامن قیامت تک پھیل رہا ہے

**اللہ تعالیٰ خاتم النبیین کے بعد نبی نہیں بھیج سکتا۔**

(صفحہ ۳۷۷)

اللہ کو یہ شایاں نہیں کہ خاتم النبیین کے بعد نبی بھیجے اور نہیں شایان اس کو کہ سلسلہ نبوت کو دوبارہ از سر نو شروع کر دے بعد اس کے کہ آپ سے قطع کر چکا ہے۔ اور بعض احکام قرآن کے منسوخ کر دے۔ یا اُن پر بڑھا دے۔

**آیت خاتم النبیین میں آنحضرت کو بغیر استثناء کے خاتم الانبیاء فرمایا ہے**

(صفحہ ۷)

کیونکہ یہ بات اللہ عزوجل کے اس قول کے مخالف ہے جو آیت ذیل میں ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی ایک شخص کے باپ تو نہیں مگر اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔ کیا نہیں جانتے کہ خدائے کریم و رحیم نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بغیر کسی استثناء کے خاتم الانبیاء قرار دیا ہے۔ اور ہمارے

**اس آیت کی تفسیر آنحضرت نے یوں کی لانبی بعدی**

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور تفسیر آیۃ مذکور فرمایا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

**وحی نبوت کا دروازہ بند ہے کھل نہیں سکتا**

اور طالبین حق کے لئے یہ بات واضح ہے کہ اگر ہم اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کے آنے کا جواز قبول کریں تو گویا ہم نے وحی نبوت کا دروازہ کھول دیا حالانکہ وہ بند ہو چکا تھا اور یہ امر ظاہر ہے جیسے کہ مسلمانوں سے یہ بات مخفی نہیں اور ہمارے رسول نبی اللہ علیہ وسلم کے بعد کس طرح کوئی نبی آ سکتا ہے جبکہ ان کی

**اللہ تعالیٰ نے آنحضرت پر نبیوں کا خاتمہ کر دیا**

وفات کے بعد وحی منقطع ہو گئی اور اللہ تعالیٰ نے آپ پر نبیوں کا خاتمہ کر دیا

**خاتم النبیین چاہتا ہے کہ تا قیامت وہی علاج روحانی کرے۔**

صفحہ ۹۴ — اور اللہ تعالیٰ کے اس قول ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین میں بھی اشارہ ہے پس اگر ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اللہ کی کتاب قرآن کریم کو تمام آنے والے زمانوں اور تمام اُن زمانے کے لوگوں کے علاج اور دوا کے رو سے مناسبت ہوتی تو اس

**محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہیں کسی نبی کی حاجت نہیں۔**

عظیم الشان نبی کریم کو انکے علاج کیواسطے قیامت تک ہمیشہ کیلئے ہرگز نہ بھیجتا اور بعد محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی نبی کی حاجت نہیں کیونکہ آپ کی برکات ہر زمانہ پر محیط اور آپ کے فیوض اولیاء اور اقطاب اور محدثین کے قلوب پر بلکہ کل مخلوقات پر وارد ہو رہے ہیں۔ خواہ ان کو اس کا کچھ بھی علم ہو

**نبوت کا مدعی مسلمان نہیں ہو سکتا۔**

خطبہ الہامیہ — اور پھر دوسری طرف اسی صفحہ سے میری نسبت راستے ظاہر کرتے ہیں کہ گویا میری جماعت درحقیقت مجھے رسول اللہ جانتی ہے اور گویا میں نے درحقیقت نبوت کا دعویٰ کیا ہے اگر

صفحہ ۲۷ و ۲۸ کا خلاصہ — راقم صاحب کی پہلی رائے صحیح ہے کہ میں مسلمان ہوں اور قرآن شریف پر ایمان رکھتا ہوں تو پھر یہ دوسری رائے غلط ہے جس میں ظاہر کیا گیا ہے کہ میں خود نبوت کا مدعی ہوں اور اگر دوسری رائے صحیح ہے تو پھر وہ پہلی رائے غلط ہے

**ایسے بار بجنت مفتری کا قرآن پر اور حدیث خاتم النبیین پر ایمان نہیں**

جس میں ظاہر کیا گیا ہے کہ میں مسلمان ہوں اور قرآن شریف کو مانتا ہوں کیا ایسا بدبخت مفتری جو خود رسالت اور نبوت کا دعویٰ کرتا ہے قرآن شریف پر ایمان رکھ سکتا ہے اور کیا ایسا وہ شخص جو قرآن شریف پر ایمان رکھتا ہے اور آیت ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین کو خدا کا کلام یقین رکھتا ہے وہ کہہ سکتا ہے کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد رسول اور نبی ہوں

**ختم نبوت کا انکار بھی نہیں کرنا چاہئے اور مکالمہ مخاطبہ کا دروازہ بھی بند نہیں کرنا چاہئے**

ضمیمہ ۶ [illegible] — ایسا ہی چاہیے کہ نہ تو ختم نبوت آنحضرت صلعم کا انکار کریں اور نہ ختم نبوت کے یہ معنی سمجھ لیں جس سے اس امت پر مکالمات اور مخاطبات الٰہیہ کا دروازہ بند ہو جاوے اور یاد رہے کہ ہمارا یہ ایمان ہے کہ آخری کتاب اور آخری شریعت قرآن ہے۔ اور بعد اس کے قیامت تک ان معنوں سے کوئی نبی نہیں ہے۔ جو صاحب شریعت ہو یا بلا واسطہ متابعت آنحضرت صلعم وحی پا سکتا ہو۔ بلکہ قیامت تک یہ دروازہ بند ہے۔ اور متابعت نبوی سے نعمت وحی حاصل کرنے کے لئے

**صرف وہ وحی ملتی ہے جو اتباع کا نتیجہ ہے۔ یعنی جو اُمتی کو مل سکتی ہے**

قیامت تک دروازے کھلے ہیں۔ اور وحی جو اتباع کا نتیجہ ہے کبھی منقطع نہیں ہوگی۔ مگر نبوت شریعت والی اور نبوت مستقلہ منقطع ہو چکی ہے۔ ولا سبیل الیہا الی یوم القیامۃ ومن قال انی لست من امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم وادعی انہ نبی صاحب الشریعۃ او من دون الشریعۃ ولیس من الامۃ فمثلہ کمثل رجل غمرہ السیل المنہمر فالقاہ وراءہ ولم یغادرہ حتی مات اس کی تفصیل یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے جس جگہ یہ وعدہ فرمایا ہے کہ آنحضرت صلعم خاتم الانبیاء ہیں اسی جگہ یہ اشارہ بھی فرما دیا ہے کہ آنجناب اپنی روحانیت کی رو سے اُن صلحاء کے حق میں باپ کے حکم میں ہیں جن کی بذریعہ متابعت تکمیل نفوس کی جاتی ہے اور وحی الٰہی اور شرف مکالمات کا اُن کو بخشا جاتا ہے جیسا کہ وہ جل شانہ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کا باپ نہیں ہے۔ مگر وہ رسول اللہ ہے۔ اور خاتم الانبیاء ہے اب ظاہر ہے کہ لکن کا لفظ زبان عرب میں استدراک کیلئے آتا ہے یعنی تدارک مافات کے لئے سو اس آیت کے پہلے حصہ میں جو امر فوت شدہ قرار دیا گیا تھا یعنی جس کی آنحضرت صلعم کی ذات سے نفی کی گئی تھی وہ جسمانی طور سے کسی مرد کا باپ ہونا تھا سو لکن کے لفظ کے ساتھ ایسے فوت شدہ امر کا اس طرح تدارک کیا گیا کہ آنحضرت صلعم کو خاتم الانبیاء ٹھہرایا گیا جس کے یہ معنی ہیں کہ آپ کے بعد براہ راست فیوض نبوت منقطع ہو گئے اب کمال نبوت صرف اُسی شخص کو ملیگا جو اپنے

جہاں خاتم الانبیا کا وعدہ ہے وہاں ایک اشارہ ہے کہ صلحائے امت کے حق میں آپ باپ ہیں اور یعنی آپ کے اتباع سے کمال نبوت یعنی مکالمہ ومخاطبہ الٰہیہ کا انعام ملتا رہیگا۔

اعمال پر اتباع نبوی کی مہر رکھتا ہوگا اور اس طرح پر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹا اور آپ کا وارث ہوا۔ غرض اس آیت میں ایک طور سے آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم کے باپ ہونے کی نفی کی گئی ہے اور دوسرے طور سے باپ ہونے کا اثبات بھی کیا گیا۔ تاکہ وہ اعتراض جس کا ذکر ان شانئك هو الابتر میں ہے دور کیا جاسکے۔ ماحصل اس آیت کا یہ ہوا کہ نبوت گو بغیر شریعت ہو اس طرح پر تو منقطع ہے کہ کوئی شخص براہ راست مقام نبوت حاصل کرسکے۔ لیکن اس طرح پر ممتنع نہیں کہ وہ نبوت چراغ نبوت محمدیہ سے مکتسب اور مستفاض ہو یعنی ایسا صاحب کمال ایک جہت سے تو امتی ہوا اور دوسری جہت سے بوجہ اکتساب انوار محمدیہ نبوت کے کمالات بھی اپنے اندر رکھتا ہو۔ اور اگر اس طور سے بھی تکمیل نفوس مستعدہ امت کی نفی کی جائے تو اس سے نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دونوں طور سے ابتر ٹھہرتے ہیں نہ جسمانی طور پر کوئی فرزند نہ روحانی طور پر کوئی فرزند اور معترض سچا ٹھہرتا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ابتر رکھتا ہے۔

صرف وہ نبوت حاصل ہوسکتی ہے جو چراغ نبوت محمدیہ سے مکتسب اور مستفاض ہو یعنی جو امتی کو مل سکتی ہے اور اس طرح پر تکمیل نفوس کا انکار نہیں ہوسکتا۔

اور تمام نبوتیں اور تمام کتابیں جو پہلے گزر چکیں ان کی الگ طور پر پیروی کی حاجت نہیں رہی کیونکہ نبوت محمدیہ ان سب پر مشتمل اور حاوی ہے اور بجز اس کے سب راہیں بند ہیں۔ تمام سچائیاں جو خدا تک پہنچاتی ہیں اسی کے اندر ہیں نہ اس کے بعد کوئی نئی سچائی آئے گی اور نہ اس کے پہلے ایسی کوئی سچائی تھی جو اس میں موجود نہیں۔ اس لئے اس نبوت پر تمام نبوتوں کا خاتمہ ہے اور ہونا چاہئے تھا کیونکہ جس چیز کے لئے آغاز ہے اس کے لئے انجام بھی ہے۔

(الوصیت صفحہ ۱۰)

آنحضرت کی نبوت پر بوجہ اپنے کمال کے تمام نبوتوں کا خاتمہ ہے۔ کیونکہ جس چیز کے لئے آغاز ہے اس کے لئے انجام بھی ہے۔ اور اب کوئی نئی سچائی نہیں آسکتی

اللہ جل شانہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صاحب خاتم بنایا یعنی آپ کو افاضہ کمال کے لئے مہر دی جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی اسی وجہ سے آپ کا نام خاتم النبیین ٹھہرا یعنی آپ کی پیروی کمالات نبوت

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۹۷)

آنحضرت کو افاضہ کمال کی وہ مہر ملی جو

اور کسی نبی کو نہیں ملی یعنی آپ کی پیروی کمالات نبوت بخشتی ہے مگر پہلی امتوں میں اولیاء اللہ کا وجود النادر کالمعدوم کے حکم میں ہے۔

بخشتی ہے اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے اور یہ قوت قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی یہی معنی اس حدیث کے ہیں کہ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل یعنی میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہونگے اور بنی اسرائیل میں اگرچہ بہت نبی آئے مگر ان کی نبوت موسیٰ کی پیروی کا نتیجہ نہ تھا۔ بلکہ وہ نبوتیں براہ راست خدا کی ایک موہبت تھیں حضرت موسیٰ کی پیروی کا اس میں ایک ذرہ کچھ دخل نہ تھا۔ اسی وجہ سے میری طرح ان کا یہ نام نہ ہوا کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی۔ بلکہ وہ انبیاء مستقل نبی کہلاتے اور براہ راست ان کو منصب نبوت ملا اور ان کو چھوڑ کر جب اور بنی اسرائیل کا حال دیکھا جاوے تو معلوم ہوگا کہ ان لوگوں کو رشد اور اصلاح اور تقویٰ سے بہت ہی کم حصہ ملا تھا۔ اور حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ کی امت اولیاء اللہ کے وجود سے عموماً محروم رہی تھی اور کوئی شاذ و نادر ان میں ہوا تو وہ حکم معدوم کا رکھتا ہے۔

نبوت آنحضرت صلعم کے بعد منقطع ہوگئی

والنبوۃ قد انقطعت بعد نبینا صلی اللہ علیہ وسلم ولا کتاب بعد الفرقان الذی ھو خیر الصحف السابقۃ ولا شریعۃ بعد الشریعۃ المحمدیۃ۔ اور نبوت بعد نبی کریم کے منقطع ہوگئی ہے اور نہیں کوئی کتاب بعد فرقان کے اور وہ پہلے سب صحیفوں سے بہتر ہے اور نہیں کوئی شریعت بعد شریعت محمدیہ کے

(ص ۶۴۳)

رسولوں کا سلسلہ آنحضرت صلعم پر منقطع ہوگیا اور سوائے کثرت مکالمہ مخاطبہ کے کچھ باقی نہیں رہا

ان رسولنا خاتم النبیین وعلیہ انقطعت سلسلۃ المرسلین فلیس حق احد ان یدعی النبوۃ بعد رسولنا المصطفیٰ علی الطریقۃ المستقلۃ وما بقی بعدہ الا کثرۃ المکالمۃ وھو بشرط الاتباع لا بغیر متابعۃ خیر البریۃ اور بیشک ہمارا رسول خاتم النبیین ہے اور اس پر تمام مرسلین کا سلسلہ ٹوٹ گیا ہے پس نہیں ہے حق کسی شخص کا کہ دعوےٰ کرے نبوت کا بعد رسول اللہ کے مستقل طور پر اور نہیں باقی رہا بعد اس کے مگر کثرت مکالمہ اور وہ اتباع کی شرط سے ہے۔ بغیر متابعت خیر البریہ

آنحضرت کا خاص فخر ایک آپ پر نبوت ختم ہے دوسرے شرف مکالمہ آپ کے پیرؤوں کو ملتا رہیگا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک خاص فخر دیا گیا ہے کہ وہ ان معنوں سے خاتم الانبیاء ہیں کہ ایک تو تمام کمالات نبوت ان پر ختم ہیں اور دوسرے یہ کہ ان کے بعد کوئی نئی شریعت لانے والا رسول نہیں اور نہ کوئی ایسا نبی ہے جو ان کی امت سے باہر ہو۔ بلکہ ہر ایک کو شرف مکالمہ الٰہیہ ملتا ہے اور وہ انھیں کے فیض اور انھیں کی وساطت سے ملتا ہے اور وہ امتی کہلاتا ہے نہ کوئی مستقل نبی

(ص ۹)

# باب چہارم

## محدّث و مجدّد

**نبی کی زندگی دو گونہ معجزہ ہے**

شروع میں میں کہہ چکا ہوں۔ کہ انبیاء کے آنے کی اصل غرض تزکیہ یا تکمیل نفوس انسانی ہے۔ یعنی اُن کی تعلیم کا یہ منشاء ہوتا ہے۔ کہ ہر ایک قسم کی کدورتوں سے پاک ہوکر ان کے متّبعین بذریعہ اکتساب و پیروی اعلےٰ سے اعلےٰ مقام جس پر وہ پہنچ سکتے ہیں حاصل کرلیں۔ لیکن انبیاء کا اپنا مقام یعنی مقام نبوت اکتساب سے حاصل نہیں ہوتا۔ جیساکہ میں مفصّل پہلے باب میں بیان کرچکا ہوں۔ بلکہ یہ محض موہبت ہوتی ہے۔ اور جن لوگوں کو اللہ تعالےٰ اس مقام پر کھڑا کرنا چاہتا ہے۔ انکو ابتداء سے ہی ایسا بناتا ہے کہ وہ ہر ایک قسم کی ناپاکی سے دُور رہتے ہیں۔ اِس پر مفصّل بحث پہلے باب میں گذرچکی ہے۔ اور اس کے یہاں اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن ایک امر ضرور قابل توجہ ہے۔ کہ انبیاء گو ایسے لوگوں میں پیدا ہوں جو ہر طرح کے معاصی میں مبتلا ہوں۔ لیکن اُن کی طبیعت کا جوہر کچھ خدا نے بنایا ہی ایسا ہوتا ہے کہ وہ ان تمام معاصی کے بحرِ ذخار کے اندر ہر ایک قسم کی بدی اور آلائش سے بالکل پاک رہتے ہیں۔ وہ سخت سے سخت ظلمت کے اندر ایک نور ہوتے ہیں اور اُن کی طبایع کو ابتداء سے ہی گناہ سے وہ تنفر ہوتا ہے جو دُوسروں کو بعد مجاہدوں اور سخت ریاضتوں اور محنتوں کے حاصل ہوتا ہے اس کی سب سے روشن مثال جیساکہ تمام پاک نمونوں کے لیئے اللہ تعالےٰ نے سیّد الرسل فخر ولد آدم محمد صلےٰ اللہ علیہ وسلم کو چُن لیا ہے۔ (اور لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ میں درحقیقت ہر ایک قسم کے حسنہ میں آپ ہی اعلےٰ سے اعلےٰ نمونہ ٹھہرتے ہیں) اُسی کی ذات اقدس واظہر میں ہے۔ آپ ایک ایسے ملک میں پیدا ہوئے۔ جہاں بُت پرستی کا اس قدر زور تھا۔ کہ شاید ہی دُنیا کے کسی مُلک میں اس قدر غلبہ اس موذی

مرض نے حاصل کیا ہو۔ بُت کی تو کوئی صورت ہوتی ہے۔ کسی کی شکل پر بنایا جاتا ہے۔ اور اُسکے اندر خصوصیّت سے خدائی صفات کا حلول کرنا یقین کیا جاتا ہے۔ اور یہ بات تو کسی قدر عقل و تمیز کو چاہتی ہے۔ وہاں تو یہ حالت تھی۔ کہ جہاں کوئی پتھّر کا ٹکڑا مل گیا۔ وہیں اُس کے آگے سر جُھک گیا۔ مقابلہ کر کے دیکھ لو۔ اگر ایک ہندو ہمارے مُلک میں ابتدا میں ریل کو دیکھ کر اُس کے آگے ماتھا ٹیکتا۔ تو کیا ہمیں اُس کے فطرت انسانی کو ذلیل کرنے پر تعجّب آتا تھا۔ اگر باد و باراں کے خوفناک نظاروں کو دیکھ کر اور پھر اُن سے جو زندگی اور رُوح انسان کو ملتی ہے اُس کی وجہ سے کسی نے آکاش کو اپنا خدا تجویز کر لیا اور اُس سے دُعائیں شروع کر دیں تو پھر بھی ہمیں اس کے فعل پر کس قدر حیرت ہوتی ہے۔ مگر یہ دونوں باتیں چاہتی ہیں کہ انسان کے اندر اس قدر تمیز کا مادہ پیدا ہو گیا ہو۔ کہ وُہ اپنے سے بالاتر کوئی طاقت اُن میں دیکھے اور اپنے آپ کو اُس کے سامنے عاجز سمجھ کر جُھک جائے۔ مگر عرب کی بُت پرستی کا فلسفہ ہم کہاں سے تلاش کریں۔ ایک پتھر جہاں پڑا مل جاتا ہے وہیں اُس کی عبادت شروع ہو جاتی ہے کوئی پتھر کہیں سے اٹھا کر کہیں نصب کر دیا۔ نہ اُس پتھر میں کوئی خصوصیت ہے نہ نصب کرنے والے میں مگر چڑھاوے فوراً شروع ہو جاتے ہیں۔ بلکہ وہیں آکر سب بُرے بھلے کے فیصلے ہوتے ہیں۔ سفر کو نکلے تو بیابانی ملک ہے۔ شائد کسی ایسے جنگل میں جائیں جہاں سوائے ریت کے جو پیروں کے نیچے ہے اور آسمان کے جو سر کے اوپر ہے۔ اور کچھ ہے ہی نہیں تو اُس کا علاج یُوں کیا۔ کہ دو چار پتھّر گھر سے ساتھ لے گئے۔ کہ ایسے موقعہ پر ان کی پُوجا کر لیں گے۔ اور تماشا یہ کہ اب جنگل میں روٹی پکانے کے لئے چُولہا نہیں۔ تو اُنہی پتھروں کو چُولہا بنا کر روٹی بھی پکا لی اور پیٹ بھر گیا تو اُنہی کو اُٹھا کر عبادت بھی کر لی۔ یہ تو ایک ادنےٰ سی مثال بینے دی ہے ابنِ پرستی کی گھٹا ٹوپ ظلمتوں کے ساتھ اور ہزارہا قسم کی ظلمتیں چھائی ہوئی تھیں۔ اسی لئے خدا کے پاک کلام نے نہ صرف ظلمات جمع کے لفظ سے ان تاریکیوں کا نقشہ کھینچا ہے بلکہ کچھ کچھ نظارہ اس کا ان الفاظ میں دکھایا ہے جہاں اسلام کے نور علی نور نظارہ کے سامنے اس پہلی حالت کو یوں بیان کیا او کظلمت فی بحر لجی یغشہ موج من فوقہ موج من فوقہ سحاب ظلمت بعضہا فوق بعض اذا اخرج یدہ لم یکد یرہا مثل تاریکیوں کے ایک بحر ذخار میں جس کو ایک لہر ڈھانک رہی ہو۔ اس کے اُوپر ایک اور لہر ہو۔ اس کے اُوپر بادل ہو۔ غرض تاریکیوں پر تاریکیاں چڑھی ہوئی ہوں اور اس تاریکی کے کمال کی یہ حالت

پُہنچ گئی ہے۔ کہ ایک شخص اپنا ہاتھ نکالے تو اسے نہیں دیکھ سکتا۔ یہ تھی جزیرہ نمائے عرب پر چھائی ہوئی تھی اور خدائی قدرت کا جلوہ کہاں نظر آ اندر سے جس کے اندر ہاتھ بھی نظر نہیں آتا تھا ایک مشعل نہ نکلتی جس نے ایک عالم بقعۂ نور بنایا سو بنایا۔ ساری دُنیا کو روشن کر دیا۔ غرض اس قسم کی خطرناک تا [illegible] دنیا میں سے اس شخص کو پیدا کرنا جو نہ صرف اُن تمام بُت پرستیوں سے اور توہمات سے اور ہر ایک قسم کی بدی سے ہی ایسا پاک تھا۔ کہ گویا اُس کے لیئے یہ دُنیا بستی ہی نہ تھی۔ بلکہ اس سے بڑھ کر یہ بات کہ اُس کے دل میں ان تمام باتوں سے سخت تنفر سخت بیزاری تھی۔ اور اسکی طبیعت ان نظاروں کو برداشت نہ کر سکتی تھی۔ اس لیئے وہ انسانوں کو چھوڑ کر غاروں میں خدا کی معیت میں رہنا پسند کرتا تھا۔ اور جب کسی نے اس سے لات و عزیٰ کا ذکر کیا۔ تو کیا نقشہ اپنے پاک دل کی حالت کا کھینچا ہے۔ واللہ ما ابغضت شیئاً قط بغضهما خدا شاہد ہے جس قسم کا بغض مجھے اُن سے ہے کسی چیز سے ایسا بغض نہیں۔ غرض یہ تو اللہ تعالےٰ کی پہلی معجزہ نمائی تھی۔ کہ اس قدر سخت تاریکیوں کے اندر ایک ایسا جوہر پیدا کیا۔ جس سے ہمیشہ کے لیئے دُنیا میں روشنی پھیلی۔ اور حق بھی یہی ہے کہ رسول کی پیدائش خود ایک معجزہ ہوتی ہے۔ اور پھر دُوسرا معجزہ اس کے ذریعہ سے لوگوں کی ہدائیت ہوتی ہے کہ وہ جو خطرناک گندوں میں مبتلا ہوتے ہیں۔ اُن کو پاک کر کے دھو دھا کر ایسا صاف کر دیتا ہے۔ کہ وہ بھی اُن تمام ناپاکیوں سے اُسی کی طرح بیزار اور متنفر ہو جاتے ہیں۔ اسی کی طرف اشارہ کرتے کو فرمایا وکرہ الیکم الکفر والفسوق والعصیان۔ جس طرح تم کو خدا نے پیدائش سے ہی اُن چیزوں سے متنفر رکھا تھا۔ اب تمہارے ذریعہ ان لوگوں کو جو کفر و فسوق و عصیان کے شیدائی تھے۔ ان چیزوں سے تمہاری طرح ہی بیزار کر دیا۔ غرض پیغمبر کی زندگی ان دو معجزوں کا نمونہ ہوتی ہے۔ خود تاریکیوں اور بدیوں اور بیماریوں کے سیلاب کے اندر روشنی اور پاکیزگی اور صحت کے بلند مقام پر پیدائش سے ہی کھڑا کیا جاتا اور پھر اس کے ذریعہ دوسرے لوگوں کا تاریکی سے نکال کر روشنی میں لائے جانا۔ بدیوں سے الگ کر کے نیکی پر کھڑا کیا جانا۔ بیماری دُور کر کے طاقت کا بخشنا۔ اور خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ ان دونوں میں سے بڑا معجزہ کونسا ہے۔ جہاں زندگی کا نام و نشان نہ ہو وہاں مُردوں کے اندر ایک زندہ کا پیدا ہونا یا ان مُردوں کو زندہ کر دینا۔

| کیا رسول کی اطاعت سے انسان رسول بن سکتا ہے | غرض مقام نبوت تو کبھی بذریعہ اکتساب حاصل ہوتا ہی نہیں بلکہ اس پر اکتساب کا لفظ لانا درحقیقت اس مقام کی ہتک کرنا |
| --- | --- |

اور اللہ تعالیٰ کی اس اعجاز نمائی کا انکار ہے۔ جو وہ محض نبی کی پیدائش میں دکھاتا ہے۔ تو پس نبی دُنیا میں اس لیئے نہیں آتے۔ کہ لوگوں کو نبی بنائیں۔ بلکہ اس لیئے آتے ہیں کہ اُن کو اپنے رنگ میں یعنی نبیوں کے رنگ میں رنگین کر دیں۔ پھر ہر شخص ان سے بقدر اپنی استعداد کے حصہ لیتا ہے۔ لیکن اس کو بطور ایک اصول کے ذہن میں رکھنا چاہیئے۔ کہ نبوت کوئی ایسی چیز ہی نہیں جس کو انسان اپنی کوشش سے حاصل کر سکے۔ ہاں اپنی کوشش سے وہ جس بات کو حاصل کر سکتا ہے وہ نبیوں کے رنگ میں رنگین ہو جانا ہے انہی کی طرح محبت الٰہی میں محو ہو جانا۔ انہی کی طرح معرفت الٰہی کے انتہائی مقام پر پہنچ جانا انہی کی طرح مخلوق کی ہمدردی میں اپنے آپ کو لگا دینا۔ انہی کی طرح ہر ایک نور سے محبت کرنا اور ہر ایک تاریکی سے متنفر ہونا کیسا پرحکمت کلام ہے قرآن کریم۔ ایک طرف جب یہ دعا سکھائی اھدنا الصراط المستقیم ہم کو سیدھی راہ پر چلا۔ تو دوسری طرف اس کی قبولیت کا ذکر کیسے پرحکمت الفاظ میں کیا ہے۔ کہ بے اختیار دل بول اٹھتا ہے۔ کہ یہ کلام انسان کا نہیں ہو سکتا فرمایا ومن یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین و الصدیقین والشھداء والصالحین۔ جو شخص اللہ اور اُس کے رسول کی اطاعت کرتا ہے تو ایسے لوگ اُن کے ساتھ ہوتے ہیں۔ جن پر اللہ نے انعام کیا نبیوں اور صدیقوں اور شہیدوں اور صالحین میں سے۔ یہاں یوں نہیں فرمایا۔ کہ وہ ایسے ہو جاتے ہیں۔ بلکہ یہ فرمایا کہ اُن کے ساتھ ہو جاتے ہیں۔ خدا کا کلام جتنا اس پر زیادہ غور کرو اتنا ہی زیادہ اپنا عاشق بناتا جاتا ہے۔ اس کے ایک ایک خط وخال میں وہ حسن کے نظارے نظر آتے ہیں۔ کہ انسان کی نظر چاہتی ہے کہ وہیں ڈوبی رہے۔ اور اسی حسن کے نظارہ پر اپنے آپ کو جمائے رکھے یہ وہ حقیقی معشوق ہے جس سے جس قدر انسان زیادہ حظ اُٹھاتا ہے اسی قدر اُس کی آتش شوق تیز ہوتی جاتی ہے۔ ایک مع کا لفظ اختیار فرما کر بات کو کیا پرحکمت بنا دیا ہے۔ نبی تو بنتا ہے پیدائش سے۔ اور وہ ہوا خدا کا کام۔ اس کو اللہ اور رسول کی اطاعت سے کچھ تعلق نہیں۔ موہبت ہے جسے چاہا پیدائش سے نبی بنا دیا۔ اس کی تو فطرت میں ہی اللہ کی اطاعت مرکوز ہوتی ہے۔ یطع اللہ والرسول کا لفظ اس پر کہاں آ سکتا ہے۔

جب رسول اُس نے خود بنتا ہے۔ لیکن دوسری طرف اگر انسان نے اس کوچۂ نبوت سے ناآشنا محض ہی رہنا ہے۔ تو پھر نبی سے تو اس کو کوئی مناسبت پیدا نہ ہوئی۔ پھر وہ اس مقام عالی کو کیونکر پا سکتا ہے جس پر نبی اُس کو پہنچانا چاہتا ہے کیونکہ اس کو پانے کے لیے ضروری ہے کہ نبی کے ساتھ اشد مشابہت پیدا کرے۔ اور مشابہت پیدا ہوئی تو ضرور ہے کہ اس کے رنگ میں رنگین ہو۔ غرض یہ ضروری ہے کہ کمالات نبوت پاوے۔ غرض وہ جیسے اوپر ذکر کیا ہے کہ نبی کی زندگی دوگونہ معجزہ ہوتی ہے۔ وہ دونوں باتیں تو ہی قائم رہ سکتی ہیں جب ایک طرف اس بات کو تسلیم کیا جائے کہ اطاعت اور اکتساب فی الواقعہ مرتبہ نبوت پر انسان کو نہیں پہنچاتے۔ اور دوسری طرف اس کو کہ وہ انسان کو کامل طور پر نبی کے رنگ میں رنگین کر دیتے ہیں۔ اور کمالات نبوت اور انعامات نبوت سے بہرہ ور کر دیتے ہیں۔ اگر نبی بن جاتا ہے۔ تو نبی کی زندگی کا پہلا اعجاز کہ وہ پیدائش سے ہی پاک ہوتا ہے۔ باطل ہوتا ہے۔ اگر کمالات نبوت حاصل نہیں کر سکتا۔ تو دوسرا اعجاز باطل ہوتا ہے۔ کہ جس طرح نبی خود پاک ہوتا ہے۔ وہ دوسروں کو بھی گناہ کی آلائش سے پاک کر سکتا ہے۔ دونوں باتوں کو قائم رکھنے کے لیے ایک چھوٹا سا لفظ مگر اعجاز سے بھرا ہوا لفظ مَعَ کا اختیار فرمایا۔ اب اگر غور کیا جائے تو مَعَ کے لفظ میں دونوں خیال آجاتے ہیں یعنی مَعَ کا لفظ اس گروہ میں داخل کر بھی سکتا ہے۔ اور اس سے یہ بھی مراد ہو سکتی ہے کہ شدید مشابہت کی وجہ سے وہ گویا اُن میں سے ہی ہوتا ہے۔ تو چونکہ نبیوں کے ساتھ کچھ اور راستباز گروہوں کا بھی ذکر کرنا تھا۔ صدیق۔ شہداء۔ صالح۔ اسلیئے یہ دوسری حکمت ہے کہ مَعَ کا لفظ اختیار فرمایا۔ جن میں انسان واقعی داخل ہو سکتا ہے ان میں مَعَ کا لفظ اسے داخل کر دے گا۔ جن میں داخل نہیں ہو سکتا۔ اُن سے شدید مشابہت اور ان کے رنگ میں رنگین ہو جانے کے خیال کو ظاہر کر دے گا پس اس آیت کا ماحصل یہ ہوا کہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت انسان کو ایسا بنا دیتی ہے کہ نبیوں۔ صدیقوں شہیدوں صالحین کے رنگ میں کامل طور سے رنگین ہو جاتا ہے۔ پھر جس مرتبہ کو اطاعت اور اکتساب پا اس کے لیے ممکن ہے اُسے پا لیتا ہے۔ ورنہ اس کے انعامات اور اس کے کمالات سے تو بہرحال بہرہ ور ہو جاتا ہے۔ پس اپنی اپنی کوشش اور استعداد کے مطابق کوئی محض صلاحیت کے مرتبہ کو حاصل کرتا ہے کوئی

اس سے ترقی کرکے شہید کے مرتبہ کو حاصل کرتا ہے کوئی اس سے ترقی کرکے صدیق کے مرتبہ کو پا لیتا ہے۔ لیکن صدیقیت سے آگے کوئی مرتبہ اکتسابی نہیں۔ اسلیئے نبوّت کے مرتبہ کو نہیں پاتا۔ مگر نبوّت کے انعامات اور کمالات کو حاصل کرلیتا ہے۔ کیونکہ اگر اکتساب سے نبی بن جائے تو پھر نبوّت کا پہلا اصول ہی باطل ہو جاتا ہے۔

**صدیق اور شہید کا مرتبہ کامل مومن کو ملتا ہے۔**

اسی کی طرف درحقیقت دُوسری جگہ اشارہ کیا جہاں فرمایا والذین امنوا باللہ و رسلہ اولئک ھم الصدیقون والشھداء عند ربھم لھم اجرھم و نورھم (سورۃ الحدید) اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاتے ہیں وہی اپنے رب کے نزدیک صدیق اور شہید ہیں۔ ان کے لیئے اُن کا اجر اور ان کا نور ہے۔ یہاں درحقیقت ایمان سے مراد ایمان کامل ہے جس طرح پہلی آیت میں اطاعت سے مراد اطاعت کامل ہے اب اِس آیت اور اُس آیت میں کئی باتوں میں فرق نظر آتا ہے۔ وہاں مَعَ کا لفظ تھا یہاں وہ اڑا دیا۔ وہاں چار گروہوں کا ذکر تھا۔ نبی۔ صدیق۔ شہید۔ صالح۔ یہاں اول اور آخر گروہ کو نہیں رکھا۔ صرف صدیق اور شہید رکھے ہیں۔ وہاں اَنْعَم کا لفظ تھا۔ یہاں اجر کا لفظ ہے۔ اب سب سے پہلی بات جو توجّہ کو اپنی طرف کھینچتی ہے یہ ہے کہ ادھر مَعَ کا لفظ اڑایا ادھر نبیوں کو الگ کر دیا۔ اب یہ کوئی بے معنی تبدیلی نہیں۔ جہاں صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ نبیوں کو رکھا تھا۔ وہاں فرمایا وہ انکے ساتھ ہوتے ہیں۔ یعنی ایسی شدید مشابہت پیدا کر لیتے ہیں۔ کہ گویا وہی ہو جاتے ہیں مگر چونکہ نبی کا لفظ مانع تھا۔ کہ وہ درحقیقت وہی ہو جائیں۔ اس لیئے یُوں نہیں فرمایا اولئک ھم النبیون والصدیقون۔ والشھداء بلکہ فرمایا اولئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبین والصدیقین والشھداء والصالحین۔ لیکن صدیقوں اور شہیدوں کے مراتب پانے کا ذکر کرتے ہوئے یہ فرمایا۔ کہ وہ فلاں مرتبہ پا لیتے ہیں۔ وہاں نبیوں کا لفظ ساتھ نہیں رکھا یُوں نہیں فرمایا اولئک ھم النبیون والصدیقون والشھداء بلکہ فرمایا اولئک ھم الصدیقون والشھداء اب اہل بصیرت کے لیئے یہ مقابلہ اس بات کو صاف کر دیتا ہے جیسا کہ ہم اصولاً بھی دکھا چکے ہیں کہ قرآن کریم اس بات کو جائز نہیں رکھتا

کہ نبی کی اطاعت سے کوئی سچ مچ نبی بن جائے۔ بلکہ مرتبہ تو صدیقیت کا اور شہید کا ہی ہے لیکن انعامات اور کمالات نبوت کے بھی ملجاتے ہیں۔ اور درحقیقت اسی فرق کی طرف اشارہ ہے جو سورہ نساء کی آیت میں تو انعام کا لفظ رکھا۔ اور یہاں سورہ حدید کی آیت میں اجر کا لفظ رکھا کیونکہ نبوت موہبت ہے۔ اس کے لیئے انعام کا لفظ زیادہ موزون ہے۔ صدیقیت اکتساب ہے اس کے لیئے اجر کا لفظ زیادہ موزون ہے۔ اب ایک اور سوال باقی رہجاتا ہے۔ کہ صالحین کا لفظ یہاں سورہ حدید کی آیت میں کیوں چھوڑ دیا۔ سو یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ صالح کا مرتبہ اس سلوک روحانی میں ادنےٰ مرتبہ ہے یا پہلی سیڑھی ہے۔ سو گو اس مقصود کو حاصل کرنے کے لیئے پہلی منزل تو صالح کی ہی ہے۔ لیکن اگر یہاں تک ہی انسان اپنے سلوک کو ختم کردے تو اس نے اپنے مقصد کو نہیں پایا۔ مقصد کو پانے کے لیئے صدیقیت اور شہادت تک پہنچنا ضروری ہے۔ پھر بعض اپنی کوشش اور استعداد کی وجہ سے مرتبہ صدیقیت کو پالیتے ہیں۔ اور بعض صرف شہید کے مرتبہ کو پالیتے ہیں یہ دونوں گروہ درحقیقت نبی سے کمال مشابہت رکھتے ہیں۔ ان میں فرق اور رنگ کا ہے۔ مگر حق یہی ہے کہ اسلام انسان کو صالح کے مرتبہ پر قناعت کرنے کی تعلیم نہیں دیتا۔ بلکہ شہید اور صدیق کے مرتبہ پر پہنچانا چاہتا ہے۔ اور نبوت کے انعامات اور کمالات سے حصہ دینا چاہتا ہے۔ پس جہاں اس اعلےٰ مرتبہ نبوت کا ذکر تھا جیکے انعامات کی طرف توجہ دلائی ہے۔ وہاں ادنےٰ سے ادنےٰ مرتبہ کا ذکر بھی کر دیا۔ اور یہاں یہ بتانا تھا۔ کہ تمہارا مقصد کس مرتبہ پر پہنچنا ہونا چاہیئے۔ وہاں صالح کو چھوڑ دیا۔ اور صدیق اور شہید کو رکھ لیا۔ یہی وجہ ہے کہ صالح کے مرتبہ کو اسلام کے لیئے خاص نہیں رکھا۔ بلکہ اہل کتاب میں سے جو نیکی کرتے ہیں۔ ان پر بھی صالح کا لفظ بولا ہے جیسا کہ فرمایا من اھل الکتاب امۃ قائمۃ یتلون اٰیات اللّٰہ اٰناء الیل وھم یسجدون ......... واولٰئک من الصالحین (آل عمران ۱۱۲-۱۱۳)

تو چونکہ کامل ایمان صرف صالح کے ادنےٰ مرتبہ پر چھوڑنا نہیں چاہتا۔ اس لیئے صالح کا لفظ سورہ حدید میں نہیں رکھا۔ دوسری طرف چونکہ نبوت کا مرتبہ اکتساب سے مل نہیں سکتا۔ اس لیئے نبیوں کا لفظ نہیں رکھا۔ کیا اس پاک کتاب کی دنیا میں کوئی اور نظیر ہوسکتی ہے جس کے ایک ایک لفظ کے اندر ایک ایک خزانہ علوم اور معرفت

کا ہے۔ اور ابھی جو اُس کے اندر ہے اس میں سے ہم کو اتنا ہی حصہ ملا ہے جیسا سمندر میں سے ایک قطرہ ۔

**صدیق اور شہید کا مفہوم** صدیق اور شہید بنا در حقیقت اِس اُمت کے خواص انبیاء میں سے ہے۔ یہ یاد رکھنے کے قابل بات ہے کہ شہید سے اللہ تعالےٰ کی مراد یہاں وہ شہید نہیں جو محض کسی دینی جنگ میں دشمن کے ساتھ لڑتے ہوئے مارے جائیں۔ بلکہ یہ وُہ مرتبہ ہے جس میں انسان حقیقتاً اللہ تعالےٰ کو دیکھتا ہے۔ اور یہ بھی در حقیقت انبیاء کے کمالات میں سے ایک کمال ہے کہ وُہ شہید ہوتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے اس اُمت کو وہی کمال دینے کا وعدہ فرمایا۔ جیسا کہ فرمایا وکذٰلک جعلنٰکم امۃ وسطا لتکونوا شھداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شھیدا ۔ اور اسی طرح (یعنی خدا کی عبادت کے سب سے پہلے گھر اور توحید الٰہی کے حقیقی مرکز کو تمہارا مرکز قرار دے کر) ہم نے تم کو بہترین اُمت بنایا تاکہ تم لوگوں کے لیئے شہید ہو اور رسول تمہارے لیئے شہید ٹھہرے۔ دُوسرے مقامات میں ہر ایک رسول کو شہید فرمایا ہے۔ تو در حقیقت شہید ہونا کمالات رسل میں سے ہے۔ مگر اللہ تعالےٰ نے اس اُمت کو یہ فضیلت دی کہ فرمایا تم کو بھی شہید بنایا۔ یعنی کمالات نبوت عطا فرمائے۔ صدیق کا لفظ بھی نبیوں کے ناموں کے ساتھ بالخصوص آتا ہے۔ انہ کان صدیقا نبیا۔ یوسف ایھا الصدیق۔ پس یا تو صدیق کا لفظ نبیوں کے نام کے ساتھ آیا ہے۔ اور یا پھر اِس اُمت کے ساتھ وعدہ ہے۔ کہ یہ صدیق بنائے جائیں گے۔ سو صدیقیت بھی در حقیقت نبوت کے کمالات میں سے ایک کمال ہے۔ پس اللہ تعالےٰ نے جہاں یہ فرمایا۔ کہ کامل مومنوں کو ہم صدیق اور شہید کا مرتبہ دیں گے۔ وہاں یہی مراد ہے کہ وُہ کمالات نبوت کو پائیں گے۔ صدیق اور شہید کے مفہوم میں کیا فرق ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب حجۃ اللہ البالغہ میں فرماتے ہیں کہ "اُمت میں سے ایک شخص ایسا ہوتا ہے۔ کہ وہ اپنی فطرت ذاتی کے اعتبار سے انبیاء کے ساتھ مشابہت رکھتا ہے ..... پھر اگر اُس شخص کو قوائے عقلیہ کے اعتبار سے تشبیہ ہو تو وہ صدیق یا محدث ہے۔ اور اگر اُسکو مشابہت قوائے عملیہ کے اعتبار سے ہے تو وُہ شہید اور حواری ہے" دُوسرے رنگ میں یوں بھی کہہ سکتے ہیں۔ کہ صدیق وہ ہے جس کی فطرت کو انبیاء کے ساتھ ایک خاص مناسبت ہے،

کہ نبی کی بات جب وہ سُنتا ہے تو فوراً اُس کی تصدیق کرتا ہے۔ اس کی تردید کی طرف اس کا ذہن منتقل ہی نہیں ہوتا۔ پس یہ ظاہر ہے کہ صدیق اور شہید اعلےٰ سے اعلےٰ مراتب ہیں۔ جن پر کامل مومن پہنچتے ہیں۔ اور یہ وہ مراتب ہیں جن میں کامل مومن کمالات نبوّت پا لیتے ہیں۔

**صدیق اور شہید کا مرتبہ محدّث کا مرتبہ ہے۔**

یہ تو قرآن کریم سے ہمیں معلوم ہوا۔ اب احادیث کی طرف دیکھتے ہیں تو وہاں اس اعلےٰ سے اعلےٰ مرتبہ کا جو مومن کامل کو ملتا ہے۔

نام محدّثیت تجویز فرمایا۔ یہ استنباط ہم ان حدیثوں سے کرتے ہیں جو حضرت عمرؓ کے مناقب میں آئی ہیں۔ چنانچہ ایک حدیث میں تو فرمایا لوکان بعدی نبی لکان عمر اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمرؓ ہوتا۔ اس میں تو باب نبوّت کے مسدود ہونے کا ذکر فرمایا۔ یعنی اُمتی کے لیئے مرتبہ نبوّت کا حاصل کرنا ناممکن ہے۔ ورنہ حضرت عمرؓ وہ کمالات حاصل کر چکے تھے۔ جو ایک نبی کے کمالات ہوتے ہیں۔ اور ایک دُوسری حدیث میں جس کا ذکر ابھی آتا ہے فرمایا۔ کہ پہلی اُمتوں میں محدّث ہوتے تھے۔ میری اُمّت میں اگر کوئی ہے تو عمرؓ ہے۔ نبی ہونے کا انکار اور محدّث ہونے کی خوشخبری ایک ہی شخص کو دے کر درحقیقت نبی کریم صلّے اللہ علیہ وسلّم نے یہ بتا دیا۔ کہ اس اُمّت میں نبی کی بجائے محدّث آئیں گے۔ اور محدّثیت ہی وہ اعلےٰ سے اعلےٰ مقام ہے جہاں تک اُمتی پہنچ سکتا ہے۔ اور یہی وُہ نبوّت ہے جو اسلام میں باقی ہے۔ کیونکہ خاتم النبیین کے بعد نبی تو آ نہیں سکتا۔ اور نہ کبھی پر اس وجہ سے کہ ساری اُمّت نبی کریم صلّے اللہ علیہ وسلّم کی متبع ہو گی۔ اور کمالات صرف آپ کی پیروی سے حاصل کرے گی۔ **لفظ نبی کا حقیقی** معنوں میں صادق آ سکتا ہے۔ مگر دوسری طرف اُمّت پر کمالات نبوّت کے حصول کا دروازہ بند نہیں کیا گیا۔ کیونکہ اس سے تو اصل غرض ہی نبی کے آنے کی مفقود ہو جاتی۔ پس جہاں تک نبوّت کو ایک اُمتی حاصل کر سکتا ہے اس کا حقیقی نام محدثیت ہے۔ اور آنحضرت صلّے اللہ علیہ وسلّم کا افاضہ کمال اس بات کو چاہتا تھا کہ آپ کی اُمّت اس مرتبہ محدثیت کو کامل طور پر حاصل کرے اور آپ کا افاضہ کمال نہ صرف ساری قوموں کے لیئے ہو اور ہمیشہ کے لیئے ہو۔ بلکہ کیفیّت میں بھی دُوسرے نبیوں سے بڑھ کر ہو۔ غرض حدیث نے بتا دیا کہ وہی مرتبہ کمال جس کو قرآن کریم نے صدیق اور شہید کے نام سے موسُوم کیا ہے وہی محدّث کا مرتبہ ہے۔ اور درحقیقت محدّث اپنے وجود میں اُمتی کے کمالات کیساتھ کمالات نبوّت کو بھی ایک حد تک جمع کرتا ہے۔ مگر وہ چونکہ کامل طور پر اُمتی ہوتا ہے۔ اور نبوّت نہیں پاتا۔ بلکہ نبوّت کے رنگ میں رنگین ہوتا ہے۔ اس لیئے اُمتی

نبوت جزئی یا ناقصہ کہلاتی ہے۔ پس نبی اور محدّث میں اصل فرق یہی ہے۔ کہ محدّث نبی کا شاگرد ہے اور نبی کا تبع ہے۔ اور اُمتی کا کمال صرف محدّثیت ہے ؛

**نبی اور محدّث میں امتیاز کی ضرورت** ان مراحل کو طے کرنے کے بعد جن کا ذکر اُوپر ہو چکا مسئلہ نبوت کی بحث کا سارا دارومدار نبی اور محدّث میں صحیح امتیاز قایم کرنے پر آرہتا ہے۔ اگر صحیح طور پر اس مقام کو سمجھ لیا جائے۔ اور جو باتیں نبی اور محدّث میں مشابہت کی پائی جاتی ہیں اور جو جو امور ان دونوں میں امتیاز کے پائے جاتے ہیں اُن کو اچھی طرح سے ذہن نشین کر لیا جائے تو یہ مسئلہ بہت صاف ہو جاتا ہے۔ اور پھر انسان اس راہ میں ٹھوکر کھانے سے بچ جاتا ہے۔ درحقیقت یہ فرق بہت دشوار بھی ہے۔ اور اسی فرق کو نہ سمجھنے کی وجہ سے مخالفین نے مسیح موعود کی طرف دعوے نبوت منسوب کیا۔ اور اس فرق کو نہ سمجھنے کی وجہ سے میاں محمود احمد صاحب کی کتاب حقیقت النبوت ساری کی ساری ایک بنائے فاسد پر لکھی گئی ہے اور اسی فرق کو نہ سمجھنے کی وجہ سے مسیح موعود کی جماعت کا ایک حصہ غلطی میں پڑ کر آج آپ کے مخالفوں کا ہمنوا ہو رہا ہے اور مسیح موعود پر وہی اتہام لگا رہا ہے۔ جو مخالفین نے ابتدا ئے دعوے میں لگایا تھا۔ کہ گویا درحقیقت آپ نبوت کے مدّعی ہیں۔ چنانچہ خود حضرت مسیح موعود نے اس طرف اپنی ایک کتاب میں اشارہ کیا ہے۔

"وانی کتبت فی بعض کتبی ان مقام التحدیث اشد تشبیھا بمقام النبوۃ ولا فرق الا فرق القوۃ والفعل وما فھموا قولی وقالوا ان ھذا الرجل یدعی النبوۃ واللہ یعلم ان قولھم ھذا کذب بحت لا یمازجہ شیئ من الصدق ولا اصل لہ اصلا"

ترجمہ۔ اور میں نے اپنی بعض کتابوں میں لکھا تھا۔ کہ محدّثیت کا مقام نبوت کے مقام سے اشد مشابہت رکھتا ہے۔ اور دونوں میں کوئی فرق نہیں۔ سوائے قوت اور فعل کے فرق کے اور ان لوگوں نے میری بات کو نہ سمجھا اور کہا کہ یہ آدمی نبوت کا دعوےٰ کرتا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ جانتا ہے کہ ان کا یہ قول صریح جھوٹ ہے۔ جس کے ساتھ سچ کی کچھ بھی ملاوٹ نہیں اور اس کا فی الواقع کوئی بھی اصل نہیں ؛

**محدّث کی تشریح احادیث میں** قرآن کریم میں محدّث کا لفظ نہیں آیا۔ ہاں سورہ حج کی اس آیت میں وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی الا اذا تمنی القی الشیطٰن فی امنیتہ ایک قرأت میں لفظ محدّث بھی لفظ نبی کے بعد آیا ہے۔ مگر اس کا

مطلب میرے نزدیک صرف اسی قدر ہے کہ اس شدید مشابہت کی وجہ سے جو محدّث کو رسول اور نبی سے ہوتی ہے۔ کسی نے محدّث کی وحی کو بھی دخل شیطان سے رسول اور نبی کی وحی کی طرح محفوظ سمجھا ہے اور بس۔ البتہ محدّث کا لفظ صحیح احادیث میں آیا ہے۔ چنانچہ سب سے پہلے ذیل کی حدیث متفق علیہ ہے۔ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقد کان فیما قبلکم من الامم محدّثون فان یک فی امتی احد فانہ عمر۔ حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ کہا فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تم سے پہلے جو اُمتیں تھیں اُن میں محدّث ہوا کرتے تھے۔ پس اگر میری اُمت میں کوئی ہے تو وہ عمر ہے اس حدیث سے صرف اس قدر معلوم ہوا۔ کہ محدّث پہلی اُمتوں میں بھی ہوا کرتے تھے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں بھی ہونگے اور حضرت عمرؓ گویا اولیّن محدّثین میں سے ہیں۔ یا محدثیت کے ایک بڑے اعلےٰ مرتبہ پر ہیں۔ مگر اس کے یہ معنے نہیں کہ اُن کے سوا اس اُمت میں اور کوئی محدّث نہیں ہے۔ بلکہ یہ ایک طرزِ بیان ہے جس سے یہ ظاہر کرنا مقصود ہے۔ کہ حضرت عمر محدّث ہونے میں سباق میں سے ہیں۔
دوسری طرح پر یہ حدیث ان الفاظ میں بخاری میں آئی ہے عن ابی ھریرۃ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لقد کان فیمن کان قبلکم من بنی اسرائیل رجال یکلمون من غیران یکونوا انبیاء فان یکن فی امتی احد منھم فعمر۔ ابو ہریرہ سے روایت ہے۔ کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی اسرائیل میں جو تم سے پہلے تھے۔ ایسے لوگ تھے جن سے مکالمہ ہوتا تھا بغیر اسکے کہ وہ نبی ہوں۔ سو اگر میری اُمت میں ان میں سے کوئی ہو تو وہ عمرؓ ہے۔ دونوں حدیثوں کو ملا کر پڑھنے سے ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں۔ کہ محدّث سے مراد وہی لوگ ہیں جن سے مکالمہ الٰہیہ ہوتا ہے۔ مگر وہ نبی نہیں یعنی نبیوں کے علاوہ ہر اُمت میں کوئی ایسا گروہ ہوتا ہے کہ اُن سے اللہ تعالیٰ مکالمہ کرتا ہے۔ اُن لوگوں کو محدّث کہا ہے۔ حدیث لوکان بعدی نبی لکان عمر یعنی اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا۔ اسی کی موید ہے۔ کہ وہ یعنی محدّث نبی نہیں ہوتے کیونکہ محدّثوں میں اوّل درجہ تو حضرت عمر کو دیا۔ مگر حضرت عمر کے نبی ہونے سے انکار کیا۔ اور فرمایا کہ میرے بعد کوئی نبی ہو سکتا ہی نہیں۔ اگر کوئی ہوتا تو عمر ہوتا۔ حالانکہ عمر کو محدّث اور مکلّم بیان فرمایا۔ یہ بھی ظاہر ہے کہ رجال یکلّمون سے مراد ایسے لوگ ہی ہو سکتے ہیں جنکے ساتھ کثرت سے مکالمہ ہوتا ہے کیونکہ دو چار دفعہ کے مکالمہ پر یہ لفظ نہیں بولا جاتا۔ بلکہ یکلمون سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے ساتھ یہ اللہ تعالےٰ کا معاملہ ہو جاتا ہے۔ کہ وہ اُن کے ساتھ مکالمہ کرتا ہے

پس کثرت مکالمہ خود اس لفظ کے اندر ہی موجود ہے۔ احادیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ میں بہت لوگ رویائے صادقہ پاتے تھے۔ چنانچہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلّم نماز فجر کے بعد بعض وقت دریافت بھی فرمایا کرتے تھے۔ کہ کسی نے کوئی خواب دیکھی ہے۔ پس حضرت عمرؓ کو جو فضیلت دی اور اُن کی خصوصیت فرمائی تو ان میں دوسروں سے بڑھ کر کوئی امر ہونا چاہیے اور وہ امر خارق در حقیقت کثرت مکالمہ ہے۔ اور اسی لئے محدّثوں کے ساتھ بطور عادت کلام کرنا بیان فرمایا۔ ورنہ قلیل کلام تو کسی صحابی سے نہ ہوتا ہوگا۔ شارحین حدیث نے محدّث کے مختلف معنے کیئے ہیں۔ عموماً اس کے معنے ملہم کیئے ہیں۔ بعض نے کہا وہ شخص جس کے دل میں ملاء اعلےٰ کی طرف سے کوئی بات ڈالی جائے۔ بعض نے کہا اس سے مراد ایسا شخص ہے جس کی زبان پر بلاقصد حق اور صواب جاری ہو۔ بعض نے اس کے معنے مکلم کیئے ہیں۔ یعنی جس کے ساتھ مکالمہ ہو یا فرشتے اس سے باتیں کریں اور یہی معنے مکلم خود حدیث سے بھی ثابت ہوتے ہیں۔ اس لیئے اس میں شک نہیں کہ محدّث کے معنے مکلم یا ملہم کے ہیں۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ جب ان کی نسبت فرمایا کہ رجال یکلمون من غیر ان یکونوا انبیاء۔ یعنی وہ ایسے لوگ ہوتے ہیں۔ کہ اُن کے ساتھ مکالمہ ہوتا ہے۔ مگر وُہ نبی نہیں ہوتے تو اس سے مراد یہ ہے۔ کہ ان کا مکالمہ تو ایسا ہی ہوتا ہے جیسے انبیاء کا ہوتا ہے۔ یعنی یقینی اور قطعی اور دخل شیطان سے منزّہ۔ مگر نبوّت کے مقام پر وُہ نہیں کھڑے ہوتے۔ اور اگر ان کے مکالمہ میں نعوذ باللہ دخل شیطانی ہوتا۔ تو نبی کریم اُن کی صفت میں یکلمون کا لفظ کیوں فرماتے۔ ایسے لوگ جن میں شیطان کا حصّہ باقی ہے وہ اس قابل نہیں کہ اُن کو انبیاء کے ساتھ ملایا جائے اور خدا سے مکالمہ پانے والوں کے نام سے موسُوم کیا جائے ؞

**محدّث کے بارے میں اقوال ائمہ**

اب ہم اقوال ائمہ کو لیتے ہیں کہ اُنھوں نے محدّث سے کیا مُراد لی اور محدّث کا کیا کام قرار دیا ہے۔ محدّثین کا مذہب تو اُوپر بیان ہوچکا۔ کہ وہ مکلم من اللہ کو محدّث کہتے ہیں۔ اور یہی ابن عبّاس سے بھی مروی ہے۔ اب ہم بعض اور اقوال نقل کرتے ہیں۔ فتح الباری میں ہے۔ دیکھو حدیث لقد کان فیما قبلکم من الامم محدثون۔

"المحدث منهم اذا تحقق وجوده لا يحكم بما وقع له بل لا بدّ له من عرضه على القرآن فان وافقه او وافق السنة عمل به والا تركه وهذا ان جاز ان يقع لكنه نادر ممن يكون امره منهم مبنيا على اتباع الكتاب والسنة وتمحضت الحكمة في وجودهم وكثرتهم بعد العصر الاول في زيادة شرف هذه الامة

بوجود امثالهم فیه وقد تکون الحکمة فی تکثیرهم مضاهاة بنی اسرائیل فی کثرة الانبیاء فیهم فلما فات هذه الامة کثرة الانبیاء فیها لکون نبیها خاتم الانبیاء عوضوا بکثرة الملهمین

ترجمہ:۔ اگر کسی محدث کا وجود محقق ہو جائے یعنی اُس کا محدث ہونا ثابت ہو جائے تو وہ جو کچھ اُس کو ملتا ہے (یعنی الہام ہوتا ہے) اُس کے مطابق حکم نہیں کرتا۔ بلکہ اُس کے لیئے ضروری ہے کہ اُس کو قرآن پر پیش کرے۔ پس اگر وہ قرآن کے موافق ہے یا سُنّت کے موافق ہے تو اُسپر عمل کر لیگا۔ ورنہ اُسے ترک کر دیگا۔ اور گو یہ جائز ہے۔ کہ ایسا امر کبھی پیش آجائے۔ لیکن جن لوگوں کا کام اتباع کتاب و سُنّت پر مبنی ہے۔ اُن کو شاذ و نادر ہی ایسا واقع ہوتا ہے۔ اور بعد پہلے زمانہ کے محدثوں کے وجود اور اُن کی کثرت میں سراسر حکمت ہے۔ تاکہ اس امت کو ان کے امثال کے وجود سے شرف حاصل ہو اور اُن کی کثرت میں یہ بھی حکمت ہے۔ کہ نابنی اسرائیل میں نبیوں کی کثرت کے مقابلہ پر ہوں۔ پس جبکہ اس اُمّت میں کثرت انبیاء تو ہو نہیں سکتی۔ کیونکہ اس کا نبی خاتم الانبیاء ہے۔ اس لیئے انبیاء کے عوض میں اُن کے اندر ملہموں کی کثرت ہوئی۔ ایسا ہی فتح الباری میں امام قرطبی کا قول باب رویا الصالحین میں نقل کیا گیا ہے۔ وقال القرطبی المسلم الصادق الصالح هوالذی یناسب حاله حال الانبیاء فاکرم بنوع مما اکرم به الانبیاء وهوالاطلاع علی الغیب۔

یعنی قرطبی کہتا ہے۔ کہ راست باز اور صالح مسلم وہ ہوتا ہے۔ جس کا حال انبیاء کے حال سے مناسبت رکھتا ہے۔ پس اس کا اسی قسم سے اکرام کیا جاتا ہے جس قسم سے انبیاء کا۔ اور وہ اطلاع علی الغیب ہے۔

متأخرین نے محدث کے متعلق بہت کچھ لکھا ہے۔ چنانچہ مجدد الف ثانی اپنے مکتوبات میں لکھتے ہیں۔ دیکھو مکتوب پنجاہ ویکم۔

اعلم ایها الاخ الصدیق ان کلامه سبحانه مع البشر قد یکون شفاها وذلك الافراد من الانبیاء علیهم الصلوٰة والتسلیمات وقد یکون ذلك لبعض المکمل من متابعیهم بالتبعیة والوراثة الفیًا واذا کثر هذا القسم من الکلام مع واحد منهم سمی محدثا کما کان امیر المؤمنین رضی الله تعالیٰ عنه

یعنی اے صدیق جان لے کہ اللہ سبحانہ کا کلام بشر کے ساتھ کبھی ایسا ہوتا ہے۔ جیسا اُنکے

سامنے اور یہ انبیاء علیہم الصّلوٰۃ کے لیئے ہے۔ اور کبھی اُن کے پیروؤں میں سے بعض کے لئے جو کمال حاصل کر چکے ہوں۔ بہ سبب پیروی اور وراثت کے بھی ایسا کلام ہوتا ہے اور جب یہ قسم کلام ان میں سے ایک کے ساتھ کثرت سے ہو تو اس کا نام محدّث رکھا جاتا ہے۔ جیسے امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رکھا گیا۔

پھر آگے چل کر لکھتے ہیں۔

ایں درجہ چہارم از اتباع مخصوص بعلمائے راسخین است ..... و اولیاء اللہ اقدس اللہ تعالیٰ اسرارھم۔ ہر چند نحوے از اطمینان نفس بعد تمکین قلب حاصل است اما کمال اطمینان ہر نفس را در تحصیل کمالات نبوت حاصل است۔ کہ علمائے راسخین را از آں کمالات بطریق وراثت نصیب است۔

پھر اس سے بڑھ کر پنجم درجہ کے متعلّق لکھتے ہیں۔

و ایں درجہ بس عالی است۔ درجات سابق را بآں سامے نیست۔ ایں کمالات بالاصالۃ مخصوص بانبیاء اولوا العزم است علیہم الصّلوٰۃ و التسلیمات و بہ تبعیت و وراثت تا کرا بایں دولت مشرّف سازند۔

اور پھر آگے چل کر درجہ ہفتم کے متعلّق لکھتے ہیں۔

و ایں درجہ ہمچوں کل است۔ مر آں اجزا را و دریں مقام تابع بہ متبوع نہجے مشابہت پیدا مے کند۔ کہ گویا اسم تبعیت از میان میخیزد۔ و امتیاز تابع و متبوع زائل میگردد و چناں متوھم میشود کہ تابع در رنگ متبوع ہر چہ مے کرد از اصل میکرد و گویا ہر دو از یک چشمہ آب میخورند و ہر دو آغوش یک کنار اند و ہر دو در یک بستر اند و ہر دو در رنگ شیر و شکر اند۔ تابع کجا و متبوع کدام و تبعیت کرا و در اتحاد نسبت تغایر گنجائش ندارد۔

اختصار کے لیئے میں صرف آخری حوالہ کا ترجمہ دیتا ہوں۔ اور یہ (یعنی آخری درجہ ترقی اور کمال کا) ان اجزاء کے لئے بطور کل کے ہے اس مقام میں تابع متبوع کے ساتھ ایک ایسے طرز سے مشابہت پیدا کرتا ہے۔ کہ گویا پیروی کا نام درمیان سے اُٹھ جاتا ہے۔ اور تابع اور متبوع کا امتیاز زائل ہو جاتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ تابع جو کچھ متبوع کے رنگ میں کرتا ہے۔ اصل سے کرتا ہے۔ اور گویا دونوں ایک چشمہ سے پانی پیتے ہیں۔ اور دونوں ایک کنار کے آغوش میں ہیں۔ اور دونوں ایک بستر میں ہیں۔ اور دونوں شیر و شکر کے رنگ میں ہیں

تابع کہاں اور متبوع کون۔ اور پیروی کس کی۔ اتحاد میں غیریت باقی نہیں رہتی۔

یہ حوالہ میں نے اس غرض سے دیا ہے کہ اُن لوگوں کو جو حضرت مسیح موعود کے بعض الفاظ پر ٹھوکر کھاتے ہیں۔ اور ان الفاظ کی بناء پر آپ کو عین محمدؐ قرار دے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر ٹھہرانے لگتے ہیں۔ یہ معلوم ہو کہ اس مرتبہ فنا پر کیا کچھ پہلے لکھا گیا ہے مگر درحقیقت یہ سارے الفاظ مجاز اور استعارہ کے رنگ کے ہوتے ہیں۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی لکھتے ہیں۔ برعایت اختصار اصل عبارت حجۃ اللہ البالغہ کا صرف اردو ترجمہ دیا جاتا ہے۔

"اور از انجملہ صدیقیت و محدثیت ہے۔ اور اُن کی حقیقت یوں ہے۔ کہ اُمت میں سے ایک شخص ایسا ہوتا ہے۔ کہ وہ اپنی فطرت ذاتی کے اعتبار سے انبیاء کے ساتھ مشابہت رکھتا ہے۔ جیسے کہ شاگرد فطین کو شیخ محقق کے ساتھ نسبت ہوتی ہے۔"

اور پھر لکھتے ہیں۔

"اور منجملہ مقامات قلب کے دو مقام اور ہیں۔ یہ مقام ان نفوس کے ساتھ مختص ہوتے ہیں جو انبیاء علیہم السلام کے ساتھ مشابہ ہوتے ہیں۔ ان مقامات کا عکس ان نفوس پر ایسا پڑتا ہے جس طرح چاند کی روشنی کا اس آئینہ میں عکس پڑتا ہے۔ جو ایک کھلے ہوئے سوراخ کے مقابل رکھا ہوا ہے۔ پھر اس آئینہ کی روشنی کا عکس دیواروں اور چھت اور زمین پر پڑتا ہے یہ دو مقام بھی بمنزلہ صدیقیت اور محدثیت کے ہیں۔"

پس اُن احادیث اور ان اقوال سے ثابت ہوتا ہے کہ ختم نبوت کے بعد مقام محدثیت اسلام میں قائمقام نبوت ہے۔ اور یہ خیال بھی درست نہیں کہ حضرت عیسےٰ کو دوبارہ نبوت کبھی محققین نے مستثنےٰ سمجھا ہے۔ بلکہ اہل تحقیق کا مذہب یہی ہے۔ کہ حضرت عیسےٰ بعد نزول کامل طور پر متبع شریعت نبوی ہونگے اور ان پر وحی نبوت نازل نہیں ہوگی۔ چنانچہ امام ربانی اپنے مکتوبات کی جلد اوّل کے مکتوب ۳۰۱ میں لکھتے ہیں۔ کہ "حضرت عیسےٰ بعد از نزول متابع شریعت خاتم الرسل خواہد بود" یعنی حضرت عیسےٰ نزول کے بعد خاتم الرسل کی شریعت کے پیرو ہونگے۔

مذکورہ بالا حوالجات سے یہ امر ظاہر ہے کہ

۱۔ اس امت میں نبی نہیں آئیں گے محدث آئیں گے۔

۲۔ محدّث غیر نبی یا اُمّتی ہوتا ہے۔
۳۔ محدّثیت امتی کا اعلیٰ سے اعلیٰ مقام ہے۔
۴۔ محدّث کو کمالات نبوّت حاصل ہوتے ہیں۔
۵۔ محدّث نبی سے بطور عکس کے روشنی لیتا ہے۔ بالفاظ دیگر ظلی رنگ میں نہ اصلی رنگ میں نبوّت پاتا ہے۔
۶۔ اس اُمّت میں محدّث پہلی اُمّتوں کے بالخصوص بنی اسرائیل کے انبیاء کے قائمقام ہیں
۷۔ محدّث نبی سے اشد مشابہت رکھتا ہے۔ اس کا وارث ہوتا ہے۔ مگر رسول نہیں ہوتا۔
۸۔ محدّث کے ساتھ کثرت سے مکالمہ مخاطبہ ہوتا رہتا ہے۔
۹۔ محدّث کی وحی دخل شیطانی سے منزہ ہوتی ہے۔
۱۰۔ محدّث اپنی وحی کی اتباع نہیں کرتا۔ جب تک کہ اسے قرآن شریف یا اور سنت نبوی پر عرض نہ کرلے اور وہ اگر خلاف کتاب وسنت ہو تو وہ اُسے ترک کرتا ہے۔

اس کے بعد ہم محدّث کی بحث پر حضرت مسیح موعود کی تحریروں کی طرف رجوع کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہی تشریح محدّث کی آپ نے کی ہے۔

## محدّث کی تشریح مسیح موعود کی تحریروں میں

محدّث غیر نبی ہے۔ مگر اس کا مرتبہ انبیاء کے مرتبہ سے قریب واقعہ ہُوا ہے

براہین احمدیہ صفحہ ۵۴۵

بلکہ امام ربانی صاحب اپنے مکتوبات کی جلد ثانی میں جو مکتوب پنجاہ ویکم ہے۔ اس میں صاف لکھتے ہیں۔ کہ غیر نبی بھی مکالمات ومخاطبات حضرت احدیت سے مشرف ہو جاتا ہے۔ اور ایسا شخص محدّث کے نام سے موسوم ہے۔ اور انبیاء کے مرتبہ سے اس کا مرتبہ قریب واقع ہوتا ہے۔

آنحضرت بشارت دے چکے ہیں کہ اس اُمّت میں محدّث پیدا ہونگے۔

اور اُمّت محمدیہ میں محدثیت کا منصب اس قدر بکثرت ثابت ہوتا ہے جس سے انکار کرنا بڑے غافل اور بے خبر کا کام ہے۔ پہلی اُمّتوں کے کاملین کا حال بیان کرکے کہتا ہے کہ مریم صدیقہ والدہ عیسےٰ اور ایسا ہی والدہ حضرت موسیٰ اور نیز حضرت مسیح کے حواری اور نیز خضر جن میں سے کوئی بھی نبی نہ تھا۔ یہ جب ملہم من اللہ تھے۔ اور بذریعہ وحی اعلام اسرار غیبیہ پر مطلع کیئے جاتے تھے۔ اب سوچنا چاہیئے۔ کہ اس سے کیا نتیجہ نکلتا ہے۔ کیا اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا۔ کہ امت محمدیہ کے

کامل متبعین ان لوگوں کی نسبت بوجہ اولیٰ ملہم و محدّث ہونے چاہیئیں کیونکہ وہ حسب تصریح قرآن شریف خیر الامم ہیں۔ آپ لوگ کیوں قرآن شریف میں غور نہیں کرتے اور کیوں سوچنے کے وقت غلطی کھا جاتے ہیں۔ کیا آپ صاحبوں کو خبر نہیں کہ صحیحین سے ثابت ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس اُمّت کے لیئے بشارت دے چکے ہیں۔ کہ اس امت میں بھی پہلی اُمتوں کی طرح محدّث پیدا ہونگے۔ اور محدّث بفتح دال وہ لوگ ہیں جن سے مکالمات و مخاطبات الٰہیہ ہوتے ہیں۔

مسیح موعود محدّث ہو کر آیا ہے محدّث نبوّت جزئی رکھتا ہے۔ انبیاء کی طرح مامور ہو کر آتا ہے۔ اس کا انکار مستوجب سزا ٹھیرتا ہے۔

(توضیح مرام صفحہ ۱۸)

یہ عاجز خدا تعالےٰ کی طرف سے اس اُمّت کی طرف محدّث ہو کر آیا ہے۔ اور محدّث بھی ایک معنی سے نبی ہی ہوتا ہے۔ گو کہ اُس کے لیئے نبوّت تامہ نہیں۔ مگر تاہم جزئی طور پر وُہ ایک نبی ہی ہے۔ کیونکہ وہ خدا تعالےٰ سے ہمکلام ہونے کا ایک شرف رکھتا ہے۔ امور غیبیہ اس پر ظاہر کیئے جاتے ہیں اور رسولوں اور نبیوں کی وحی کی طرح اس کی وحی کو بھی دخل شیطان سے منزّہ کیا جاتا ہے۔ اور مغز شریعت اس پر کھولا جاتا ہے اور بعینہٖ انبیاء کی طرح مامور ہو کر آتا ہے۔ اور انبیاء کی طرح اس پر فرض ہوتا ہے۔ کہ اپنے تئیں باآواز بلند ظاہر کرے۔ اور اس سے انکار کرنے والا ایک حد تک مستوجب سزا ٹھیرتا ہے۔

پس جب روبا کو بھی اس مرتبہ سے کچھ حظ حاصل ہے۔ پس کس طرح ہوگا وہ کلام جو وحی کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ کی طرف سے محدّثوں کے دِل پر..... نبی محدّث ہے۔ اور محدّث نبی ہے۔ اس اعتبار سے کہ انواع نبوّت میں سے ایک نوع اسے حاصل ہے۔ .....

محدّث مجازاً نبی ہے۔

(ازالہ اوہام صفحہ ۳۴۹)

آنے والے مسیح کو اُمتی کر کے پکارا ہے۔ جیسا کہ حدیث امامکم منکم سے ظاہر ہے۔ اور حدیث علماء اُمتی کا نبیاء بنی اسرائیل میں اشارتاً مثیل مسیح کے آنے کی خبر دی ہے۔ چنانچہ اس کے مطابق آنے والا مسیح محدّث ہونے کی وجہ سے مجازاً نبی بھی ہے.....

**محدثیت ایک شعبہ قویہ نبوت کا اپنے اندر رکھتی ہے**

(ازالہ اوہام صفحہ ۴۲۲، ۴۲۳)

نبوت کا دعوےٰ نہیں بلکہ محدثیت کا دعوےٰ ہے۔ جو خدا تعالیٰ کے حکم سے کیا گیا ہے۔ اور اس میں کیا شک ہے کہ محدثیت بھی ایک شعبہ قویہ نبوت کا اپنے اندر رکھتی ہے۔ جس حالت میں رؤیا صالحہ نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے تو محدثیت جو قرآن شریف میں نبوت کے ساتھ اور رسالت کے ہم پہلو بیان کی گئی ہے۔ جس کے لیئے صحیح بخاری میں حدیث بھی موجود ہے۔ اس کو اگر ایک مجازی نبوت قرار دیا جائے یا ایک شعبہ قویہ نبوت کا ٹھیرایا جائے۔ تو کیا اس سے نبوت کا دعوےٰ لازم آگیا؟

**محدثیت میں نبوت اور امتیت دونوں شانیں پائی جاتی ہیں۔**

(ازالہ اوہام صفحہ ۵۳۴، ۵۳۵)

وہ امتی لوگوں کے موافق ضرقال اللہ وقال الرسول کا پیرو ہوگا۔ اور حل مخلفات و معضلات دین نبوت سے نہیں بلکہ اجتہاد سے کریگا اور نماز دوسروں کے پیچھے پڑھے گا۔ اب ان تمام اشارات سے صاف ظاہر ہے کہ وُہ واقعی اور حقیقی طور پر نبوت تامہ کی صفت سے متصف نہیں ہوگا۔ ہاں نبوت ناقصہ اُس میں پائی جائے گی جو دُوسرے لفظوں میں محدثیت کہلاتی ہے۔ اور نبوت تامہ کی شانوں میں سے ایک شان اپنے اندر رکھتی ہے۔ سو یہ بات کہ اُس کو اُمتی بھی کہا اور نبی بھی۔ اِس بات کی طرف اشارہ ہے کہ دونوں شانیں امتیت اور نبوت کی اس میں پائی جائیں گی۔ جیسا کہ محدّث میں اِن دونوں شانوں کا پایا جانا ضروری ہے لیکن صاحب نبوت تامہ تو صرف ایک شان نبوت ہی رکھتا ہے۔ غرض محدثیت دُونوں رنگوں میں رنگین ہوتی ہے۔ اس لیئے خدا تعالےٰ نے براہین احمدیہ میں بھی اِس عاجز کا نام اُمتی بھی رکھا اور نبی بھی....

**محدّث انبیاء اور امم میں بطور برزخ ہے**

(ازالہ اوہام صفحہ ۵۶۹)

محدّث جو مرسلین میں سے ہے اُمتی بھی ہوتا ہے اور ناقص طور پر نبی بھی۔ اُمتی وہ اِس وجہ سے کہ وہ بکلی تابع شریعت رسول اللہ اور مشکوٰۃ رسالت سے فیض پانے والا ہوتا ہے۔ اور نبی اس وجہ سے کہ خدا تعالیٰ نبیوں سا معاملہ اُس سے کرتا ہے۔ اور محدّث کا وجود انبیاء اور امم میں بطور

برزخ کے اللہ تعالے نے پیدا کیا ہے۔ وہ اگرچہ کامل طور پر امتی ہے۔ مگر ایک وجہ سے نبی بھی ہوتا ہے اور محدّث کے لیئے ضرور ہے کہ وہ کسی نبی کا مثیل ہو۔ اور خدا تعالے کے نزدیک وہی نام پاوے۔ جو اس نبی کا نام ہے۔۔۔۔۔

**محدّث ایسا نبی ہے جو مشکوٰۃ نبوّت محمدیہ سے نور حاصل کرتا ہے۔**

ازالہ اوہام صفحہ نمبر ۵۷۵ و ۵۷۹

ہاں ایسا نبی جو مشکوٰۃ نبوّت محمدیہ سے نور حاصل کرتا ہے۔ اور نبوّت تامہ نہیں رکھتا جس کو دُوسرے لفظوں میں محدّث بھی کہتے ہیں وہ اِس تحدید سے باہر ہے۔ کیونکہ وہ بباعث اتباع اور فنا فی الرسول ہونے کے جناب خاتم المرسلین کے وجود میں ہی داخل ہے۔ جیسے جزکل میں داخل ہوتی ہے۔

**محدّث من وجہ نبی ہوتا ہے۔**

ازالہ اوہام صفحہ نمبر ۵۸۶

اگر مثالی طور پر مسیح یا ابن مریم کے لفظ سے کوئی اُمّتی شخص مراد ہو جو محدّثیت کا مرتبہ رکھتا ہو تو کوئی بھی خرابی لازم نہیں آتی۔ کیونکہ محدّث من وجہ نبی بھی ہوتا ہے۔ مگر وُہ ایسا نبی ہے۔ جو نبوّت محمدیہ کے چراغ سے روشنی حاصل کرتا ہے اور اپنی طرف سے براہ راست نہیں بلکہ اپنے نبی کی طفیل سے علم پاتا ہے۔

**محدّث وُہ ہے جو کثرت سے شرف مکالمہ پائے**

ازالہ اوہام صفحہ نمبر ۹۱۴

کبھی یہ ہم کلامی کا مرتبہ بعض ایسے کمل لوگوں کو ملتا ہے۔ کہ نبی تو نہیں مگر نبیوں کے متبع ہیں۔ اور جو شخص کثرت سے شرف ہمکلامی کا پاتا ہے اُس کو محدّث بولتے ہیں۔

**محدّث نبوت تامہ کی صفات ظلی طور پر لیتے ہیں**

نشان آسمانی صفحہ نمبر ۲۸

ہاں محدّث آئیں گے۔ جو اللہ جل شانہٗ سے ہم کلام ہوتے ہیں اور نبوّت تامہ کی بعض صفات ظلی طور پر اپنے اندر رکھتے ہیں۔

**محدّث کا الہام دخل شیطانی سے محفوظ ہے۔**

الحق مباحثہ لدھیانہ ص

محدّث کا الہام دخل شیطان سے محفوظ کیا جاتا ہے۔

**محدّث غیر نبی ہے۔**

تحفہ بغداد صکا

حاشیہ۔ اللہ تعالے اپنے بندوں میں سے جس پہ چاہے وحی بھیجے خواہ وہ رسُول ہو یا غیر رسول اور جس سے چاہے کلام کرے۔ خواہ وہ نبی ہو یا محدّثوں میں سے ہو۔

| عنوان | حوالہ | عبارت |
|---|---|---|
| محدثیت میں نبوت کی حقیقت۔ | آئینہ کمالات اسلام ص ۲۳۸ | اور وہی حقیقت جو انبیاء میں نبوت کے نام سے بولی جاتی ہے اسمیں محدثیت کے پیرایہ میں ظہور پکڑتی ہے۔ |
| المحدث نبی۔ | ایضاً ص ۲۳۹ | اگر باب نبوت مسدود نہ ہوتا تو ہر ایک محدث اپنے وجود میں قوت اور استعداد نبی ہو جانے کی رکھتا تھا۔ اور اسی قوت استعداد کے لحاظ سے محدث کا حمل نبی پر جائز ہے یعنی کہہ سکتے ہیں کہ المحدث نبی۔ |
| محدث رسول میں داخل ہو سکتا ہے۔ | ایضاً ص ۳۲۲ | اللہ جل شانہٗ خود مدعی صادق کے لیئے یہ علامت قرار دے کر فرماتا ہے وان یک صادقاً یصبکم بعض الذی یعدکم اور فرماتا ہے فلا یظہر علی غیبہ احداً الا من ارتضیٰ من رسول۔ رسول کا لفظ عام ہے جس میں رسول اور نبی اور محدث داخل ہیں۔ |
| محدثیت کا جھوٹا مدعی بھی پکڑا جاتا ہے۔ | ایضاً ص ۳۲۳ | کبھی دنیا میں یہ ہوا ہے کہ کاذب کی خدا تعالےٰ نے ایسی مدد کی ہو کہ وہ ۱۱ برس سے خدا تعالیٰ پر یہ افترا کر رہا ہو کہ اس کی وحی ولائیت اور وحی محدثیت میرے پر نازل ہوتی ہے۔ اور خدا تعالےٰ اس کی رگ جان نہ کاٹے۔ بلکہ اس کی پیشگوئیوں کو پورا کر کے آپ جیسے دشمنوں کو منفعل اور نادم اور لاجواب کرے۔ |
| محدث نبی سے شدید مشابہت رکھتا ہے | حمامۃ البشریٰ صفحہ ۸۱ | اور میں نے اپنی بعض کتابوں میں لکھا ہے۔ کہ تحدیث کا مقام مقام نبوت سے شدید مشابہت رکھتا ہے۔ اور سوائے قوت اور فعل کے اُن میں کوئی فرق نہیں۔۔۔۔ |
| محدث بالقوۃ نبی ہے اگر دروازہ نبوت بند نہ ہوتا تو وہ نبی بھی ہوتا۔ | | ہاں یہ سچ ہے کہ میں نے یہ کہا ہے کہ محدث میں تمام اجزائے نبوت پائے جاتے ہیں۔ لیکن بالقوۃ نہ بالفعل۔ پس محدث بالقوۃ نبی ہے اور اگر نبوت کا دروازہ بند نہ ہوتا تو وہ بھی بالفعل نبی ہوتا۔ اور بناءً علیہ اس بات کا کہنا جائز ہے کہ نبی علی وجہ الکمال محدث ہے۔ کیونکہ وہ علی وجہ الاتم تمام کمالات کا جامع ہوتا ہے۔ اور اسی طرح جائز ہے۔ کہ ہم کہیں محدث استعداد باطنی کی وجہ سے نبی ہوتا ہے۔ کیونکہ محدث بالقوۃ نبی ہوتا ہے۔ |
| محدث میں سب کمالات نبوت موجود ہوتے ہیں۔ | | اور کمالات نبوت سب کے سب تحدیث میں مخفی اور مضمر ہوتے ہیں۔ |

اور باب نبوت کے بند ہونے کی وجہ سے ہی اس کا ظہور اور خروج فعل تک ہی محبوس ہے۔ اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے نبی کی طرف اپنے قول میں کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا۔ اشارہ کیا ہے۔ اور یہ بات صرف اس بناء پر کہی ہے۔ کہ عمر محدّث تھا۔ پس یہ اشارہ پایا گیا۔ کہ مادہ نبوّت و تخم نبوّت محدّث میں موجود ہوتا ہے۔

**محدّث نبیوں کی طرح ہم کلام ہوتے ہیں۔** (حمامۃ البشریٰ صـ ۹۶)

تحدیث محض ایک موہبت ہے۔ جو کسب سے ہرگز نہیں ملتی۔ جیسے کہ شان نبوّت ہے۔ اور محدّث اسی طرح اللہ سے ہمکلام ہوتے ہیں جس طرح نبی ہم کلام ہوتے ہیں اور محدّث اسی طرح بھیجے جاتے ہیں جس طرح رسول بھیجے جاتے ہیں۔ اور محدّث اسی چشمہ سے پیتے ہیں جس سے نبی پیتے ہیں۔ اور کچھ شک نہیں کہ اگر نبوّت کا دروازہ بند نہ ہوتا تو وہ نبی ہوتا۔ ۔ ۔ ۔ ۔

**محدّث میں سب کمالات نبوّت ہوتے ہیں۔**

محدّث کے نفس میں کمالات نبوّت جمع ہوتے ہیں اور سوائے فرق ظاہر اور باطن اور قوّت اور فعل کے اور کوئی فرق نہیں۔ پس نبوت ایک درخت ہے۔ جو خارج میں موجود ہے۔ اور ثمردار ہے اور اپنی حد کو پہنچنے والا ہے اور تحدیث مثل تخم کے ہے۔ جس میں وہ سب باتیں بالقوۃ پائی جاتی ہیں۔ جو شجر میں بالفعل پائی جاتی ہیں۔ اور بالخارج۔ ۔ ۔ ۔

**محدثیت اور نبوّت میں قوت اور فعل کا فرق۔**

تحدیث اور نبوت میں فرق کرنا بڑا مشکل ہے۔ حق بات یہ ہے۔ کہ ان کے درمیان فرق قوت اور فعل کا ہے۔ جیسے کہ ابھی ہم نے شجر اور تخم کی مثال میں بیان کیا ہے۔ پس اس کو مجھ سے لیلو اور اللہ کے سوائے کسی سے نہ ڈرو۔

**اِس شریعت میں نبی کے قائمقام محدّث رکھے گئے** (شہادۃ القرآن صـ ۲۷ دوسرا ایڈیشن)

مرسل ہونے میں نبی اور محدّث ایک ہی منصب رکھتے ہیں۔ اور جیسا کہ خدا تعالےٰ نے نبیوں کا نام مرسل رکھا۔ اور ایسا ہی محدّثین کا نام بھی مرسل رکھا۔ اِسی اشارہ کی غرض سے قرآن شریف میں وقفّینا من بعدہٖ بالرسل آیا ہے۔ اور یہ نہیں آیا کہ قفینا من بعدہٖ بالانبیاء۔ پس یہ اسی بات کی طرف اشارہ ہے کہ رسل سے مراد مرسل ہیں

خواہ وہ رسُول ہوں یا نبی ہوں ۔ یا محدّث ہوں ۔ چونکہ ہمارے سیدورسول صلّے اللہ علیہ وسلّم خاتم الانبیاء ہیں ۔ اور بعد آنحضرت صلعم کوئی نبی نہیں آسکتا ۔ اس لیئے اس شریعت میں نبی کے قائمقام محدّث رکھے گئے ۔

اس اُمّت کے محدّث اپنی تعداد میں اور اپنے طولانی سلسلہ میں موسوی اُمت کے مُرسلوں کے برابر ہیں ۔

**محدّث خدام شریعت مجدّد ہیں**

ایضاً اسی طرح ہمارے نبی صلّے اللہ علیہ وسلم کو بھی وُہ خدّام شریعت عطار کئے گئے ۔ جو برطبق حدیث علماء اُمّتی کانبیاء بنی اسرائیل کلیم اور محدث تھے

شرح مد [26] [illegible]

**محدّث غیب کی خبریں دیتا ہے ۔**

بھید یہ ہے کہ اگر عام لوگوں کو باطنی کشوف سے کچھ بھی حصہ نہ ہوتا ۔ اور پھر جب اللہ تعالےٰ اپنے رسولوں اور نبیوں اور محدّثوں کو دنیا میں بھیجتا اور وہ بڑے بڑے پوشیدہ واقعات اور عالم مجازات اور غیب کی خبریں دیتے ۔ تو لوگوں کو یہ گمان ہوسکتا تھا ۔ ۔ ۔

**محدّث ایسا نبی ہے ۔ جو آنحضرت کی اتباع سے شرف مکالمہ و مخاطبہ پائے ۔**

[illegible]

قولہ ۔ احادیث میں نازل ہونے والے عیسےٰ کو نبی اللہ کے نام سے پکارا گیا ہے ۔ تو کیا قرآن اور حدیث سے ثابت ہوسکتا ہے کہ محدّث کو بھی نبی کہا گیا ہے ۔

اقول ۔ عربی اور عبرانی زبان میں نبی کے معنے صرف پیشگوئی کرنیوالے کے ہیں ۔ جو خدا تعالےٰ سے الہام پاکر پیشگوئی کرے ۔ پس جبکہ قرآن شریف کے رُو سے ایسی نبوت کا دروازہ بند نہیں ہے جو بتوسط فیض و اتباع آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کسی انسان کو خدا تعالیٰ سے شرف مکالمہ مخاطبہ حاصل ہو اور وہ بذریعہ وحی الہٰی کے مخفی امور پر اطلاع پاوے ۔ تو پھر ایسے نبی اس اُمّت میں کیوں نہیں ہونگے ۔ اس پر کیا دلیل ہے ہمارا مذہب نہیں کہ ایسی نبوّت پر مُہر لگ گئی ہے +

**مسیح موعود کی تحریروں میں محدّث کے مفہوم میں تناقض کوئی نہیں**

ان حوالجات کے مطالعہ سے ظاہر ہے کہ محدّث کی بارہ میں حضرت مسیح موعود کا بعینہٖ وُہی مذہب ہے ۔ جو قرآن اور حدیث اور سلف کے اقوال سے ثابت ہوتا ہے ۔ اور یہ نتیجہ قطعی اور یقینی ہے ۔ کہ اس اُمّت میں نبیوں کی بجائے محدّثوں کا آنا مقرر کیا گیا ہے ۔ یہاں تک کہ آپ نے یہ بھی تحریر فرمادیا ہے

کہ اگر نبوّت کا دروازہ بند نہ ہوتا۔ تو ہر ایک محدّث نبی ہوتا۔ ایک طرف اگر محدّث میں اعلیٰ صفات مانی ہیں جو اُمتی میں ہو سکتی ہیں اور اسے من وجہ نبی قرار دیا ہے۔ نبیوں کی طرح اس کا اللہ تعالےٰ سے ہمکلام ہونا مانا ہے۔ نبیوں کے کمالات کا اس میں پایا جانا مانا ہے۔ اسکے ساتھ کثرت مکالمہ کا ہونا مانا ہے۔ یہاں تک کہ اسے ایسا نبی مانا ہے جو آنحضرت کی اتباع سے شرف مکالمہ پاتا ہے۔ تو دُوسری طرف ایک کھلی کھلی حدفاصل بھی محدّث اور نبی کے درمیان قائم کردی ہے۔ اور وہ یہ کہ محدّث درحقیقت نبی نہیں ہوتا۔ یا اگر اُس پر نبی کا لفظ بولا جا سکتا ہے۔ تو اس صورت میں کہ اس کی نبوّت جُزئی یا ناقصہ کہلائے گی۔ اور نبوّت تامہ کسی اُمّتی کو ہرگز نہیں مل سکتی۔ اور یہ خیال بھی سراسر باطل ہے۔ کہ ۱۹۰۱ء سے پہلے اور پیچھے محدّث کے مفہوم میں کوئی فرق آگیا تھا۔ یعنی پہلے مسیح موعود محدّث کو کچھ اور سمجھتے تھے۔ بعد میں کچھ اور سمجھنے لگے۔ ایک طرف اگر ازالہ اوہام ہے تو دوسری طرف براہین احمدیہ حصّہ پنجم ہے۔ جن دونوں میں محدّث کے بعینہٖ ایک معنے کیے ہیں۔ اور اُس کا ایک رنگ کا نبی ہونا مانا ہے۔ جیسا کہ ذیل کی عبارتوں سے ظاہر ہے:۔

**ازالہ اوہام صفحہ ۵۷۵**

ہاں ایسا نبی جو مشکوٰۃ نبوّت محمدیہ سے نور حاصل کرتا ہے۔ اور نبوّت تامہ نہیں رکھتا۔ جس کو دُوسرے لفظوں میں محدّث بھی کہتے ہیں۔ وہ اس تحدید سے باہر ہے۔ کیونکہ وہ بباعث اتباع اور فنا فی الرسُول ہونے کے جناب خاتم المرسلین کے وجود میں ہی داخل ہے۔ جیسے جُز کل میں داخل ہوتی ہے

**صفحہ ۵۸۶**

محدّث من وجہ نبی بھی ہوتا ہے۔ مگر وہ ایسا نبی ہے۔ جو نبوّت محمّدیہ کے چراغ سے روشنی حاصل کرتا ہے۔

**ضمیمہ براہین احمدیہ حصّہ پنجم**

قولہ۔ احادیث میں نازل ہونے والے عیسےٰ کو نبی اللہ کے نام سے پکارا گیا ہے۔ تو کیا قرآن اور حدیث سے ثابت ہو سکتا ہے کہ محدّث کو بھی نبی کہا گیا ہے۔

اقول۔ عربی اور عبرانی زبان میں نبی کے معنے صرف پیشگوئی کرنیوالے کے ہیں۔ جو خدا تعالےٰ سے الہام پاکر پیشگوئی کرے پس جبکہ قرآن شریف کی رُو سے ایسی نبوّت کا دروازہ بند نہیں ہے جو بتوسّط فیض و اتباع آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کسی انسان کو خدا تعالےٰ سے شرف مکالمہ و مخاطبہ حاصل ہو۔ اور وہ بذریعہ وحی الٰہی کے مخفی امور پر اطلاع پاوے۔ تو پھر ایسے نبی اس اُمّت میں کیوں نہیں ہونگے۔ اس پر

| | |
|---|---|
| صفحہ ۹۱۴<br>اور جو شخص کثرت سے شرف ہمکلامی کا پاتا ہے۔ اس کو محدّث بولتے ہیں۔ | کیا دلیل ہے۔ ہمارا مذہب نہیں کہ ایسی نبوّت پر مُہر لگ گئی ہے۔<br>نوٹ:۔ ایسے نبی کے لفظ میں صاف سوال کیطرف اشارہ ہے۔ جہاں محدّث کے متعلق دریافت کیا گیا ہے۔ کیونکہ سائل کا سوال یہی تھا۔ کہ محدّث نبی کہلا سکتا ہے یا نہیں |

**محدّث کے معنے لغت میں** اس سے صاف ظاہر ہے کہ محدّث کا جو مفہوم حضرت مسیح موعودؑ پہلے لیتے تھے وُہی بعد میں لیتے تھے۔ وُہی نبوّت جو اُمّتی کو بواسطہ اتباع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ملسکتی ہے۔ اُسی کا نام ازالہ اوہام میں محدثیت رکھا ہے۔ اور یہی جواب سائل کو ضمیمہ براہین حصّہ پنجم میں دیا ہے۔ جب اُس نے دریافت کیا۔ کہ کیا محدّث کو بھی نبی کہا گیا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔ کہ "ایسی نبوّت کا دروازہ بند نہیں ہے جو بتوسّط فیض و اتباع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی انسان کو خدا تعالیٰ سے شرف مکالمہ و مخاطبہ حاصل ہو" جس سے معلوم ہوا۔ کہ محدّث کو اس قسم کا نبی کہنا جائز ہے۔ اب ان ساری کھلی اور واضح تحریروں کے بالمقابل جنوری ۱۹۰۱ سے پیچھے کی بھی ہیں اور پہلے کی بھی۔ ایک حوالہ اشتہار ایک غلطی کے ازالہ سے پیش کیا جاتا ہے جسمیں آپ نے لکھا ہے کہ "اگر خدا تعالیٰ سے غیب کی خبریں پانے والا نبی کا نام نہیں رکھتا تو پھر بتلاؤ کس نام سے اس کو پکارا جائے۔ اگر کہو اس کا نام محدّث رکھنا چاہیئے تو میں کہتا ہوں کہ تحدیث کے معنے کسی لغت کی کتاب میں اظہار غیب نہیں ہے۔ مگر نبوّت کے معنے اظہار امر غیب ہے۔" یہاں درحقیقت حضرت مسیح موعود کو ایک وقت پیش آئی تھی۔ مُسلمانوں کے خیالات مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کے متعلق کچھ ایسے اصل اسلام سے دُور جا پڑے تھے۔ کہ آپ کو اس پہلو پر بار بار زور دینا پڑا۔ کیونکہ مذہب اسلام کی بُنیاد ہی اس بات پر ہے۔ کہ مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ پر ایک وقت کے بعد مہر نہیں لگ گئی۔ حالانکہ باقی سب مذاہب نے مکالمہ کے دروازہ کو ایک وقت کے بعد بند کر دیا ہے۔ چنانچہ آریہ تو وید کے بعد کوئی کلام الٰہی کا ہونا نہیں مانتے۔ اور عیسائی مسیح کے بعد۔ مگر قرآن کریم نے دُنیا کو یہ اصول سکھایا کہ مکالمہ ایک اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔ اور وہ کبھی معطّل نہیں ہوتی۔ گو تکمیل شریعت اور ہدایت نے قرآن کے بعد کسی کتاب کے آنے کی ضرورت باقی نہیں چھوڑی۔ مگر مکالمہ اللہ کا دروازہ کھلا ہے۔ محدّث کے متعلق بھی حالانکہ متقدّمین اور تمام اہل تحقیق کا یہی مذہب ہے

کہ اُس کو مکالمہ الٰہیہ ہوتا ہے۔ اور محدّثوں کا اس اُمّت میں ہونا بھی سب مانتے ہیں۔ لیکن جب مکالمہ الٰہیہ کے متعلق غلط فہمی بڑھی اور لوگوں نے خیال کر لیا کہ شریعت اور ہدائیت کی تکمیل کے ساتھ مکالمہ الٰہیہ کا دروازہ بھی بند ہو گیا تو اس مسئلہ کے کھولنے کی ضرورت پیش آئی اپنے اپنے اوقات میں اولیاء اللہ نے اس پر بہت کچھ لکھا کیونکہ یہی لوگ بہ سبب اس کوچہ سے آشنا ہونیکے کچھ لکھ سکتے تھے۔ مگر علمائے ظاہر کا مذہب کچھ بین بین رہا۔ اور جو بات حضرت مسیح موعود نے لکھی ہے وہ بالکل درست ہے کہ لُغت والوں نے تحدیث کے معنے اظہار غیب کے مطلق نہیں کیئے۔ حالانکہ جیسا کہ میں صحیح احادیث سے دکھا چکا ہوں۔ محدّثوں میں مکالمہ الٰہیہ کا ہونا ائمہ حدیث نے بھی تسلیم کیا ہے اور شارحین حدیث نے بھی مگر عام خیالات کا غلبہ اس قدر طبائع پر رہا کہ اہل لغت نے اِس معنے کی طرف توجہ ہی نہیں کی۔ چنانچہ تحدیث کے معنے کسی لغت کی کتاب میں اظہار غیب نہیں۔ بلکہ اُس سے بھی بڑھ کر یہ کہ محدّث کے معنی جو اہل لغت نے کئے ہیں وہ بھی بہت غلط فہمی پیدا کرنیوالے ہیں چنانچہ لُغت کی مشہور کتاب تاج العروس نے بھی ان شارحین کے معنوں کو قبول نہیں کیا جنہوں نے محدّث کے معنے مکلّم کئے ہیں اور دوسرے معنوں کو جنہیں مکالمہ کی بجائے صرف دل میں کسی امر کا ڈالا جانا اُنکو بھی محض مجازی معنے قرار دیا ہے۔ چنانچہ ......

...... تاج العروس میں ہے ومن المجاز ماجاء فی الحدیث قد کان فی الامم محدثون فان یکن فی امتی احد فعمر بن الخطاب قالوا (المحدث محمد الصادق) الحدس وجاء فی تفسیر الاحادیث الھم الملھمون والملھم الذی یلقی فی نفسہ الشیٔ فیخبر بہ حدسا وفراسۃ وھو نوع یخص اللہ بہ من یشاء من عبادہ الذین اصطفی۔ اور مجاز کے طور پر ہے۔ وہ جو حدیث میں آیا ہے۔ کہ امتوں میں محدّث ہوتے تھے سو اگر میری اُمّت میں کوئی ہے تو عمر بن خطاب ہے۔ کہتے ہیں۔ محدّث سچی فراست والا ہے اور حدیثوں کی تفسیر میں آیا ہے کہ وہ ملہم ہیں اور ملہم وہ ہے جس کے دل میں کوئی چیز القا کی جائے پس وہ اُس کی خبر دے از رُوئے فراست اور وہ ایک طرز ہے جس سے خاص کر لیتا ہے اللہ اپنے بندوں میں سے اُن کو جن کو برگزیدہ کرتا ہے۔ اب حالانکہ جیسا کہ پیشتر دکھایا ہے حدیث سے صاف ثابت ہوتا ہے۔ کہ محدّث سے مراد مکلّم ہیں۔ جیسا کہ دوسری حدیث میں صاف یکلمون کے لفظ سے ظاہر ہوتا ہے۔ اور اکثر شارحین حدیث نے محدّث کے معنے مکلّم لیئے ہیں مگر لغت نے ان معنوں کی بجائے صرف دل میں ڈالے جانا یا فراست صحیحہ کا نام تحدیث رکھا۔ اور اُس کو بھی مجاز ٹھیرایا۔ تو چونکہ اصل بات جس کا ظاہر کرنا مقصود تھا۔ یہ تھی کہ اس اُمّت میں

خدا تعالےٰ سے ہمکلامی اور غیب کے امور کا ظاہر کیا جانا بند نہیں ہوُا۔ اس لیئے حضرت مسیح موعود نے یہ فقرہ لکھا ہے کہ میں صرف لفظ محدّث کو اس لیئے اختیار نہیں کرتا۔ کہ محدث کے معنے لغت والوں نے غیب بتانے کے لیئے ہی نہیں ورنہ آپ کی درحقیقت یہ مراد نہیں کہ محدث کے یہ معنے ہیں ہی نہیں۔ بات تو اہل تحقیق کے نزدیک وہی صحیح ہے جو حضرت صاحب نے اپنی پہلی کتابوں میں لکھی ہے کہ محدّث مکلم ہے مکالمہ الٰہیہ پاتا ہے جیسے نبی پاتے ہیں۔ اور اس لیئے من وجہ نبی ہے۔ مگر چونکہ لغت نے ان معنوں کو ترک کر دیا۔ اس لیئے آپ نے یہ تحریر فرمایا کہ لفظ نبی کو ہم کلیۃً نہیں چھوڑ سکتے کیونکہ اس طرح پر لفظ محدّث کے متعلق ممکن ہے غلط فہمی ہو۔ غرض اصطلاحی معنے محدث کے یہی ہیں جو حضرت مسیح موعود نے اپنی پہلی کتابوں میں پھر ضمیمہ براہین احمدیہ حصّہ پنجم میں لکھے ہیں۔ یعنی وہ امتی ہوتا ہے جو بواسطہ اتباع اور بہ طفیل نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم شرف مکالمہ سے مشرف کیا جاتا ہے۔ اور نبیوں کے رنگ میں رنگین ہوتا ہے۔ بالفاظ دیگر اتباع کامل کی وجہ سے وہ اپنے نبی متبوع کے لیئے بطور ظل کے ہو جاتا ہے مگر لغوی معنے چونکہ وہ نہیں اس لیئے آپ نے یہ لفظ لکھے ہیں جو بالکل درست ہیں۔ اور وہاں بھی صاف ظاہر ہے کہ نبوّت کا دعوےٰ جو کچھ ہے وہ محض بلحاظ لغت کے ہے۔ گویا اصطلاحی معنے محدثیت کے اور لغوی معنے نبوّت کے قریبًا ملتے جلتے ہیں یا یوں کہنا چاہیئے۔ کہ ایک ہی ہیں۔ نبی کے لغوی معنے غیب کی خبر دینے والا۔ محدّث کے اصطلاحی معنے مکلم۔ مگر آپنے کہا ہے کہ میں محض لفظ محدّث کو اس لیئے اختیار نہیں کرتا۔ کہ اُس کے لغوی معنے غیب کی خبر دیا جانے کے نہیں ہیں۔ اور اس سے بڑھ کر اور کچھ نہیں کہا۔ اور نہ اس بات کا انکار کیا۔ کہ محدّث کے اصطلاحی معنے مکلّم ہیں۔ اور انکار کر کیونکر سکتے تھے۔ جب حدیث صحیح یہی معنے محدّث کے کرتی ہے۔ صرف لغوی معنے کے متعلق ایک بات کہی۔ ایک ضرورت کے لیئے کہی اور درست کہی۔ دو حرف اس کے بعد براہین احمدیہ حصّہ پنجم میں محدّث کے اس قسم کے نبی ہونے کا اقرار کیا۔ جیسا ازالہ اوہام اور حمامۃ البشریٰ میں لکھا تھا۔ بلکہ اور بھی بہت سی کتابوں میں اپنے آپ کو محدّث لکھا۔ جس کا ذکر انشاء اللہ تعالےٰ اپنے موقعہ پر ہوگا۔ مگر لکچر سیالکوٹ میں جو ۱۹۰۴ء کا لکھا ہوُا ہے۔ محدّث کے اصطلاحی معنے پھر کیئے ہیں اور وہی کیئے ہیں جو ہمیشہ کرتے رہے۔ جیسا کہ فرماتے ہیں۔

" اور ایسے شخص میں ایک طرف تو خدا تعالیٰ کی ذاتی محبت ہوتی ہے اور دُوسری طرف

بنی نوع کی ہمدردی اور اصلاح کا بھی ایک عشق ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے ایک طرف تو خدا کے ساتھ اس کا ایسا ربط ہوتا ہے کہ اُس کی طرف ہر وقت کھنچا چلا جاتا ہے۔ اور دوسری طرف نوع انسان کے ساتھ بھی اُس کو ایسا تعلق ہوتا ہے۔ جو اُن کی مستعد طبائع کو اپنی طرف کھینچتا ہے ........ ایسے لوگوں کو اصطلاح اسلام میں نبی اور رسول اور محدّث کہتے ہیں۔ اور وہ خدا کے پاک مکالمات اور مخاطبات سے مشرف ہوتے ہیں اور خوارق اُن کے ہاتھ پر ظاہر ہوتے ہیں اور اکثر دعائیں ان کی قبول ہوتی ہیں۔ اور اپنی دعاؤں میں خدا تعالےٰ سے بکثرت جواب پاتے ہیں ''

اب اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہاں آپ نے ان امور کا ذکر کیا ہے جو نبی اور رسول اور محدث میں مشترک ہوتے ہیں۔ اور نبی اور محدث میں جو امور خارق ہیں ان کا ذکر نہیں کیا*۔ نبی اور محدّث میں یہ امور مشترک ہیں۔ کہ دونوں کے دل میں خدا تعالےٰ کی محبت

* حقیقت النبوت میں میاں محمود احمد صاحب نے چونکہ اپنا اصول یہ رکھا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود کی ۱۹۰۱ء سے پہلے کی کوئی تحریر جس میں نبی یا محدث یا نبوت و لائیت وغیرہ کے متعلق بحث ہو قابل اعتبار نہیں۔ مگر ۱۹۰۱ء کے بعد کی قابل اعتبار رہیں۔ اس لئے اُن کو یہ مشکل پیش آئی۔ کہ اس تحریر میں جو ۱۹۰۱ء کے بعد کی ہے۔ محدّث کے اصطلاحی معنے حضرت صاحب نے وہی قبول کئے ہیں جو ۱۹۰۱ء سے پہلے کی کتابوں میں کرتے رہے۔ اسکا علاج اُنھوں نے یہ کیا۔ کہ ایک نیا اصول اپنی جانب سے قائم کر دیا۔ فرماتے ہیں "یہاں محدّث کا لفظ اس لیئے بڑھایا گیا۔ کہ ہر ایک نبی محدّث بھی ہوتا ہے" جناب میاں صاحب نے یہ نہ بتایا۔ کہ اس اصول کا ماخذ کیا ہے۔ کیا قرآن میں لکھا ہے۔ کہ ہر ایک نبی محدّث ہوتا ہے۔ یا حدیث میں آیا ہے۔ یا ائمہ سلف کے اقوال میں ہے۔ جن کے اقوال شائد آپ کے نزدیک ایک تنکے کے برابر بھی وقعت نہیں رکھتے۔ یا کسی لغت کی کتاب میں لکھا ہے۔ کہ ہر ایک نبی محدّث بھی ہوتا ہے۔ مجھے افسوس ہے۔ کہ میاں صاحب بحث تو کرنے بیٹھے ہیں ایسے نازک مسئلہ پر جس میں انسان کو پھونک پھونک کر قدم رکھنا چاہیئے۔ کیونکہ نبوت کا مسئلہ بڑا باریک مسئلہ ہے۔ جب تک کسی بات کی سند نہ ہو انسان کو وہ اپنے مونھ سے نہ نکالنی چاہیئے۔ مگر جرأت اس قدر ہے۔ کہ ایک مشکل کو حل کرنے کے لئے جھٹ ایک اصول تجویز کر دیا۔ جس کا نہ کوئی اصل قرآن میں نہ حدیث میں نہ تفسیر میں نہ لغت میں۔ بلکہ دنیا میں

غالب ہوتی ہے اور بنی نوع کی ہمدردی اور اصلاح کا جوش ہوتا ہے۔ دونوں مکالمات و مخاطبات سے مشرف ہوتے ہیں اور خوارق اُن کے ہاتھ پر ظاہر ہوتے ہیں اور اکثر دعائیں اُن کی قبول ہوتی ہیں۔ مگر وُہ امور جن سے دونوں میں تمیز ہوتی ہے ان کے ذکر کا موقعہ نہ تھا اور وہ دوسری جگہ آپ کی تصنیفات میں موجود ہیں۔ اور مجھے حیرت آتی ہے جب یہ کہا جاتا ہے کہ پہلی تحریریں منسُوخ ہیں۔ اگر منسُوخ ہی کرنا ہے۔ تو پھر ۱۹۰۱ء سے پہلے اور بعد کی دونوں منسُوخ ہونگی۔ اور منسُوخی کے شیدائیوں کے لیئے صرف ایک ہی راہ ہے کہ غلطی کے ازالہ کے ایک فقرہ کو صحیح قرار دے کر اس سے پہلی اور پچھلی دونوں تحریروں یعنی سارے مجمُوعہ تصنیفات کو منسُوخ قرار دیا جائے۔ اور اگر بعد کی تحریروں کی غلطی کے ازالہ سے اِسی طرح تطبیق ہو سکتی ہے۔ جس طرح میاں صاحب نے حقیقۃ النبوّت میں کوشش کی ہے (جس کی طرف مختصرًا میں نے حاشیہ میں توجہ دلائی ہے) تو اس سے زیادہ آسانی کے ساتھ ۱۹۰۱ء سے پہلے کی تحریروں کی بھی تطبیق ہو سکتی ہے۔ بلکہ جیسا کہ میں نے دکھایا ہے۔ سوائے غلطی کے ازالہ کے ایک فقرہ کے جس کے معنوں کی میں کافی تشریح اُوپر کر چکا ہوں ۱۹۰۱ء سے پہلے اور بعد کی تحریریں لفظ بہ لفظ متفق ہیں اور حضرت مسیح موعود کا ہمیشہ ایک ہی مذہب رہا ہے۔ اور وہ وہی مذہب ہے جو حدیث صحیح اور اکابر اہلِ تحقیق کی تحریروں میں پایا جاتا ہے۔

---

بقیہ کہیں بھی نہیں۔ لے دے کر وہ اپنی تائید میں توضیح مرام کا حوالہ پیش کر سکتے ہیں۔ مگر کیا میاں صاحب اس بے اصولے پن سے اپنا کام نکالنے کی اب بھی جرأت کریں گے۔ جب علانیہ ان ساری تحریروں کو منسُوخ کہہ چکے ہیں۔ بلکہ یہ بھی کہہ چکے ہیں کہ حضرت مسیح موعود کو اس وقت ان مسائل کی سمجھ بھی نہ آئی تھی۔ تو جب قرآن و حدیث و لغت میں آپ کے اس اصول کے لیئے کوئی بھی شہادت نہیں کہ "ہر ایک نبی محدّث بھی ہوتا ہے" تو آپ کو توضیح مرام کا سہارا لینا کیا فائدہ دے سکتا ہے۔ اور اگر آپ کا یہ منشاء ہے کہ محدّثیت چونکہ نبوّت سے ادنےٰ مرتبہ ہے اس لحاظ سے ہر نبی محدّث ہوتا ہے تو اس طرح پر ہر نبی صالح بھی ہوتا ہے۔ ہر نبی مومن بھی ہوتا ہے۔ ہر نبی انسان بھی ہوتا ہے۔ تو کیا ہمارے لیئے جائز ہے کہ یُوں کہہ دیں۔ کہ ایسے لوگوں کو اسلام کی اصطلاح میں نبی اور رسول اور صالح یا نبی اور رسول اور مومن یا نبی اور رسول اور انسان کہتے ہیں۔ پھر میاں صاحب نے اتنا نہ سوچا۔ کہ محدّث کا مفہوم اگر کچھ ہے تو وہ مفہوم تو یہ ہے۔ کہ اُمّتی ہو کر جو شخص کمال کو حاصل کرے وُہ محدّث ہے۔ تو پس کیا ہر نبی ایک اُمّتی

**محدثین کے مراتب**

ایک اور سوال جو پیدا ہوتا ہے یہ ہے۔ کہ آیا جس رنگ میں فیض رسانی یا افاضہ کمال آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا اس اُمّت میں ہو رہا ہے۔ اسی رنگ کا افاضہ کمال پہلے انبیاء کا بھی اپنی امتوں میں یا اپنے متبعین میں ہوتا رہا یا نہیں۔ یہ سوال تو بیہودہ ہے۔ اگر ان انبیاء کا افاضہ کمال ہی نہیں ہوتا رہا تو اللہ تعالےٰ کا اُن کو بھیجنا عبث تھا۔ ہاں یہ سچ ہے کہ بعض وقت اس رُوحانی تربیت سے فائدہ اُٹھانے والے تھوڑے لوگ ہوئے۔ بعض وقت زیادہ۔ یا بعض کے افاضہ کمال کی کیفیت اس حالت کو نہیں پہنچی جو دُوسروں کی۔ تلک الرسل فضلنا بعضھم علےٰ بعض۔ رسولوں کو بھی ہم نے ایک دُوسرے پر فضیلت دی ہے۔ دوسری طرف حدیث لقد کان فیما قبلکم محدّثون۔ یعنی اُمتیں جو تم سے پہلے گذر چکے محدث تھے۔ حدیث اس بات کا فیصلہ کرتی ہے۔ کہ پہلی اُمتوں میں بھی محدّث تھے جس طرح خدا کے کلام نے فرمایا لکل قوم ھاد۔ ہر قوم میں کوئی ہادی گذر چکا ہے۔ اِسی طرح نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلّم نے بھی عام ہی الفاظ فرمائے ہیں۔ فیما قبلکم۔ جو تم سے پہلے ہوئے۔ پس

ہوتا ہے جس نے کمال حاصل کیا ہو۔ ایسے مسائل پر لکھتے وقت میاں صاحب کو زیادہ احتیاط سے کام لینا چاہیئے تھا۔ مگر افسوس ہے کہ حقیقۃ النبوّت کے لکھنے میں اس قدر بے اصولے پن سے کام لیا گیا ہے۔ کہ جو دل میں آیا لکھ دیا۔ اب یہ قاعدہ کلیہ کہ "ہر ایک نبی محدّث بھی ہوتا ہے" کیسا خطرناک ہے۔ مگر میاں صاحب نے اپنا کام نکالنا تھا۔ یہ تو غرض ہی نہ تھی کہ مسیح موعود کیا لکھتے ہیں۔ بلکہ اپنے ایک خیال کو قائم کرنا تھا۔ خواہ اُس کے لیئے مسیح موعود کو معاذ اللہ ایسا نبی قرار دینا پڑے۔ کہ پندرہ سال تک محدثیت پر بنوّت پر سینکڑوں صفحات لکھ مارے۔ مگر باوجود مجدّد ہونے کے باوجود علوم سے واقف ہونے کے باوجود قرآن و حدیث کے اعلےٰ درجہ کے علم کے باوجود خدا سے الہام پانے کے اتنی بھی سمجھ نہ تھی جتنی ایک چھبیس سال کے نوجوان کو ہے۔ العیاذ باللہ۔ اگر یہ کتاب خدا کے خوف سے کسی مسئلہ کی وضاحت کے لیئے لکھی گئی ہے۔ تو اُمیّد ہے کہ میاں صاحب ایسے اصولوں کو جو اپنے خیال کی تائید میں بغیر قرآن و حدیث کی سند کے اُنھوں نے بنا لیئے ہیں۔ واپس لے کر اُن کی غلطی کا اعلان کر دیں گے۔ مگر افسوس ہے کہ اُنھوں نے اپنی ایک فرضی پوزیشن اس قسم کی بنا رکھی ہے۔ کہ کسی غلطی کا اعتراف کرنا ان کے لیئے ناممکن ہو رہا ہے۔ اور پھر ایک اس حوالہ کو تو یہ کہکر ٹال دیا گیا۔ کہ ہر ایک نبی محدّث بھی ہوتا ہے۔ ضمیمہ براہین احمدیہ حصّہ پنجم کے

یہ تو یقینی ہے کہ پہلی اُمتوں میں بھی محدّث ہوتے تھے۔ پھر نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلّم میں پہلے نبیوں سے بڑھ کر کیا بات ہوئی۔ یہ ایک سوال پیدا ہوتا ہے۔ اس سوال کا جواب تو سیدھا ہے جو میں ابھی دیتا ہوں۔ لیکن چونکہ اِس بنار پر ایک نئی کوشش دروازۂ نبوّت کو کھولنے کی کی گئی ہے۔ اِس لیئے پہلے میں اس پر غور کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

**کیا محدّثیت سے اُوپر نبوّت کا دروازہ کھُلا ہے۔**

حقیقت النبوّت میں میاں محمود احمد صاحب نے بھی اس سوال کو اٹھایا ہے۔ اور اس کا جواب یہ دیا ہے۔ کہ "آپکے فیضان سے ایک ایسی نبوّت ملتی ہے۔ جو پہلے کسی نبی کی اطاعت سے نہیں ملتی تھی۔ اور اس نبوّت کا پانے والا اُمتی نبی کہلاتا ہے" اور پھر لکھتے ہیں کہ "پہلی اُمتوں میں محدّث یا جزوی نبی تو ہوتے تھے۔ لیکن پہلے نبیوں میں اِس قدر طاقت نہ تھی۔ کہ اُن کے فیضان سے اُمتی نبی ہو سکے۔ جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں صرف محدّثیت ہی جاری نہیں۔ بلکہ اس سے اُوپر نبوّت کا سِلسِلہ بھی جاری ہے ..... پس یہ بات بالکل روزِ روشن کی طرح ثابت ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوّت کا دروازہ کھُلا ہے۔ مگر نبوّت صرف آپ کے فیضان سے مِل سکتی ہے۔ براہِ راست

تفہیمات ربانیہ صفحہ ۷۸

صفحہ ۱۸۱ کی عبارت کا کیا جواب ہے۔ جہاں محدّث کے ایک خاص قِسم کے نبی ہونیکا اعتراف کیا گیا ہے۔ وہاں تو یہ حیلہ بھی کام نہیں دے سکتا۔ پھر ۱۹۰۱ء کے بعد کئی جگہ محدّث کو اپنے اصطلاحی معنے کے لحاظ سے نبی کے پہلو بہ پہلو رکھا ہے۔ ان سب تحریروں کو کیا کیا جائیگا۔ اور جہاں تک توضیح مرام کے الفاظ ہیں۔ اُن سے بھی میاں صاحب کے اصُول کی تائید نہیں ہوتی۔ کیونکہ وہاں آپ نے تو صفائی سے بیان کر دیا ہے۔ ان النبی محدث والمحدث نبی باعتبار حصول نوع من انواع النبوّۃ وقد قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ لم یبق من النبوّۃ الا المبشرات ای لم یبق من انواع النبوّۃ الا نوع واحد وھی المبشرات۔ یعنی نبی محدّث اور محدّث نبی ہے۔ اس اعتبار سے کہ اسے انواع نبوّت میں سے ایک نوع حاصل ہے۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ نہیں باقی رہے نبوّت سے مگر مبشرات یعنی نبوّت کے انواع میں سے صرف ایک نوع باقی رہ گئی ہے اور وہ مبشرات ہیں۔ اب حضرت صاحب نے تو اس حوالہ میں اپنا مطلب صاف کر دیا ہے۔ کہ چونکہ نبوّت کے وسیع مفہُوم کے لحاظ سے جس کے معنے اللہ تعالےٰ سے ہمکلامی ہے

نہیں مل سکتی۔ اور پہلے زمانہ میں نبوّت براہ راست مل سکتی تھی کسی نبی کی اتباع سے نہیں مل سکتی تھی۔ کیونکہ وہ اس قدر صاحب کمال نہ تھے۔ جیسے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور جبکہ نبوّت کا دروازہ علاوہ محدثیت کے اُمّت محمدیہ میں کھلا ثابت ہو گیا۔ تو یہ بھی ثابت ہو گیا کہ مسیح موعود بھی نبی اللہ تھے" (حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۲۲۸ و ۲۲۹) اس عبارت سے کم از کم اس قدر تو معلوم ہو گیا کہ مصنف حقیقۃ النبوۃ اتنی ضرورت کو تو محسوس کرتے ہیں۔ کہ پہلے نبوّت کا دروازہ کھلا ثابت ہونا ضروری ہے۔ تب مسیح موعود نبی اللہ بن سکتا ہے اگر نبوّت کا دروازہ یعنی اُس نبوّت کا جو جزوی نبوّت سے بڑھ کر ہے یا محدثیت سے بڑھ کر ہے۔ کھلا ہی نہیں تو مسیح موعود کو نبی اللہ بنانے کی کوشش ہی بے سود ہے۔

اب ہم دیکھتے ہیں۔ کہ جناب میاں صاحب نے اس دروازہ کو جس پر تیرہ سو سال سے اُمّت کا اجماع چلا آتا ہے کہ بند تھا۔ کس طرح کھولا۔ وہ کون سی جادوگر کی چھڑی ہے یا ایلکٹرک بٹن ہے کہ جسے دروازہ سے چھوتے ہی یا اُس کو دباتے ہی وہ دروازہ جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بند کر گئے تھے۔ اور جس کو تیرہ سو سال تک کھولنے کی اُمّت میں سے کسی کو جرأت نہ ہوئی۔ وہ جناب میاں صاحب کے محض ایک اشارہ سے چوپٹ کھل گیا۔ اور اب جس کا جی چاہے اس کے اندر داخل ہو جائے علی اور عمر جیسے آدمیوں کو تو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم بھی اس دروازہ سے پار نہ کر سکے۔ مگر اب تو سُنا گیا ہے کہ میاں صاحب نے زبانی گفتگو میں یہاں تک

---

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۷۴

مبشرات بھی ایک نوع نبوّت ہے۔ اور وہ نوع نبوّت محدّث کو حاصل ہے۔ اسلیئے محدّث ایک معنے سے نبی اور ایک معنے سے (یعنی لغوی مفہوم میں) محدّث ہے۔ مگر میاں صاحب کے نزدیک تو یہ سارا کلام باطل ہے۔ یہ تو ہو نہیں سکتا۔ کہ وُہ پہلے فقرہ النبی محدّث کو لے لیں اور دوسرے فقرہ کو جس میں اس کی وجہ بتائی ہے۔ چھوڑ دیں۔ آپ نے ایک خاص اصطلاح کے لحاظ سے یہاں یہ فقرہ لکھا ہے۔ جب اس اصطلاح کے ہی میاں صاحب قایل نہیں۔ اور اسے غلط سمجھتے ہیں۔ تو النبی محدّث تو اُن کے نزدیک خود سراسر غلط فقرہ ہؤا۔ باقی اور کوئی سند اپنے لیئے دیں۔ جہاں تک ہمنے قرآن و حدیث کو دیکھا ہے۔ یہ اصُول کہیں نہیں پایا۔ کہ ہر ایک نبی محدّث ہوتا ہے ٭

بھی فرمایا کہ اگر میں (یعنی میاں صاحب بذات خود) کوشش کروں تو میں نبی بن سکتا ہوں۔ اور اگر منشی فاضل جلال الدین (ایک نو مسلم جو اس کے راوی ہیں) کوشش کریں تو وہ بھی بن سکتے ہیں۔ سبحان اللہ یہ کونسا عالم ہے جس میں ہم آ گئے۔ کیا وہی دین اسلام ہے۔ جو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لائے تھے اور فرمایا تھا کہ نبوت کی عمارت میں صرف ایک اینٹ کی جگہ باقی تھی۔ سو وہ کونے کی اینٹ میں ہوں۔ کیا ہم اسی نبی کے دین کے پیرو ہیں جس نے حضرت علی کو کہا تھا انت منی بمنزلۃ ھارون من موسٰے الا انہ لا نبی بعدی۔ اے علیؓ تو تو مجھ سے وہ نسبت رکھتا ہے جو ہارون موسٰے سے رکھتا تھا۔ مگر ہارون نبی تھا تو نبی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ یا حضرت عمرؓ کو کہا تھا۔ لو کان بعدی نبی لکان عمر۔ میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمرؓ ہوتا۔ اور پھر یوں تشفّی دی کہ نبوت کا دروازہ تو مسدود ہے۔ مگر محدثیت کا دروازہ چونکہ کھلا ہے۔ اس لیئے عمرؓ محدث ہے۔ پھر اخرھم بعثا کہنے والے نے نعوذ باللہ من ذالک بڑی غلطی کھائی۔ کیونکہ نبوت کا دروازہ تو کھلا تھا۔ آپ نے خواہ مخواہ اسے بند سمجھ لیا۔ ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب یہ کس قدر جرأت کا کلمہ ہے کہ نبوت کا دروازہ کھلا ہے۔ اور اس کے لیئے سند کیا پیش کی۔ کیا قرآن شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ دروازۂ نبوت کھلا ہے۔ کیا حدیث نے تشفّی دے دی کہ اُمّت کا اجماع غلطی پر تھا۔ دروازۂ نبوت کھلا ہے۔ یہ کیا ظلم ہے جو اسلام پر ہو رہا ہے۔ کہ ادنیٰ ادنیٰ بات پر بے دھڑک ایک قانون بنا دیا جاتا ہے۔ ابھی ہم دیکھ چکے ہیں کہ ایک ذرا سی مشکل پیش آنے پر ایک قانون بنا دیا گیا۔ کہ ہر ایک نبی محدث بھی ہوتا ہے۔ ابھی دوسرا قانون بن گیا۔ کہ نبوت کا دروازہ کھلا ہے۔ کیا میاں صاحب کا ایک مسلمان قال اللہ اور قال الرسول کی عزت کرنے والا ہونے کی رُو سے یہ فرض نہ تھا۔ کہ اگر حضرت مسیح موعود کی تحریروں میں اُن کو کچھ ایسا شبہہ گذرتا تھا۔ کہ آپ نبوت کے دروازے کو کھلا سمجھتے ہیں۔ تو ان تحریروں کو قرآن اور حدیث پر پیش کرتے۔ مسیح موعود تو اپنے قطعی اور یقینی الہامات کو بھی قرآن اور حدیث پر پیش کرے۔ اور میاں صاحب مسیح موعود کی ...................... ایک

تحریر کو بھی قرآن کے اوپر پیش کرنا جائز نہ سمجھیں۔ حالانکہ خود مسیح موعود کے کئی اجتہادوں سے اختلاف رکھتے ہیں۔ اپنے خیال میں ایک بات آجائے تو مسیح موعود کا اجتہاد کچھ چیز نہیں لیکن قرآن وحدیث کی اتنی بھی پرواہ نہیں کہ ایک ایسے خطرناک فعل کا ارتکاب کرتے وقت کہ تیرہ سو سال کے مسدود باب نبوت کو چوپٹ کھول دیا اتنا بھی نہیں کیا کہ پہلے قرآن وحدیث پر حضرت صاحب کی تحریروں کو پیش کرتے اور پھر مسیح موعود کی تحریروں میں تو مدعی نبوت کو کاذب اور کافر کہا ہے دین اسلام سے خارج قرار دیا ہے۔ اس پر لعنت کی ہے باب نبوت اور وحی نبوت کو بار بار مسدود کہا ہے اور ایک دو دفعہ نہیں بیسیوں دفعہ قرآن اور حدیث سے دلائل پیش کئے ہیں۔ کہ باب نبوت بکلی مسدود ہے۔ صرف جزوی نبوت جس کا دوسرا نام محدثیت ہے مل سکتی ہے۔ بھلا اگر ۱۹۰۱ء سے پہلے کی یہ سب تحریریں منسوخ بھی مان لی جائیں۔ آپ کے قرآن اور حدیث کے سارے استدلالات کو غلط بھی مان لیا جاوے تو کیا ۱۹۰۱ء کے بعد باب نبوت کے مسدود ہونے کا ذکر حضرت مسیح موعود کی کتابوں میں ہے یا نہیں۔ کیا مواہب الرحمٰن میں نہیں لکھا واللّٰہ مکالمات ومخاطبات مع اولیائہ فی ہذہ الامۃ وانہم یعطون صبغۃ الانبیاء ولیسوا نبیین فی الحقیقۃ فان القرآن اکمل وطر الشریعۃ ولا یعطون الا فہم القرآن ولا یزیدون علیہ ولا ینقصون منہ یعنی اولیاء کے ساتھ اس امت میں سلسلہ مکالمہ ومخاطبہ الٰہی تو جاری ہے اور ان کو انبیاء کے رنگ میں رنگین بھی کیا جاتا ہے مگر وہ درحقیقت نبی نہیں کیونکہ قرآن نے حاجت شریعت کو کمال تک پہنچا دیا اور ان کو کچھ نہیں دیا جاتا سوائے فہم قرآن کے اور وہ اس پر بڑھاتے ہیں نہ اس سے گھٹاتے ہیں کیا میاں صاحب کا یہاں صاف اقرار موجود نہیں کہ دروازہ نبوت مسدود ہے۔ اس لئے اولیاء اللہ باوجود نبوت کے رنگ میں رنگین ہونے کے نبی نہیں بن جاتے۔ پھر کیا خود حقیقۃ الوحی میں یہ نہیں لکھا ان النبوۃ قد انقطعت بعد نبینا صلی اللہ علیہ وسلم (الاستفتاء صفحہ ۶۴) اور نبوت منقطع یعنی بند ہو چکی بعد ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ پھر کیا وہیں نہیں لکھا ان رسولنا خاتم النبیین وعلیہ انقطعت سلسلۃ المرسلین۔ ہمارے رسول خاتم النبیین ہیں اور آپ پر رسولوں کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔ پھر ان ساری باتوں کے ہوتے ہوئے اس جرأت سے یہ لکھ دینا

کہ سلسلہ نبوت بند نہیں۔ اور دروازہ نبوت بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کھلا ہے کیا قرآن و حدیث کو چھوڑنے کے علاوہ خود حضرت مسیح موعود کی تحریروں کو پس پشت پھینکنا نہیں۔ اور اس میں نہ ۱۹۰۱ء سے پہلے کی تحریروں کی کوئی پروا کی گئی ہے نہ بعد کی یہ محض ایک بہانہ ہے کہ ۱۹۰۱ء سے پہلے کی تحریریں منسوخ ہیں۔ کیا مواہب الرحمٰن مسیح موعود کی کتاب نہیں کیا وہ جنوری ۱۹۰۳ء میں نہیں لکھی گئی۔ پھر کیا آج تک میاں صاحب نے اس کے الفاظ پر کبھی غور کیا یوں بیہودہ تاویلات سے الفاظ کو توڑ مروڑ کر ایک انسان کو خدا بھی بنا دیا گیا ہے۔ مگر کیا انصاف اس بات کا مقتضی ہے کہ ایسی صاف تصریحات کو چھوڑ کر انسان ایک اپنا نیا مذہب نکالے

پھر میں پوچھتا ہوں کہ اگر دروازہ نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کھلا ہے تو پھر کون کون نبی بنے۔ انسان جب ایک اصول کو قائم کرے تو پھر اس پر پختہ ہو۔ اسی کتاب حقیقۃ النبوۃ میں دوسری جگہ میاں صاحب نے لکھا ہے "لیکن چونکہ اس اُمت میں سوائے حضرت مسیح موعود کی جماعت کے کسی جماعت کو آخرین نہیں قرار دیا گیا۔ معلوم ہوا کہ رسول بھی صرف مسیح موعود ہیں"۔ اب دیکھئے ایک طرف دروازہ نبوت کھولا جاتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت دیگر انبیاء پر یہی رہ جاتی ہے کہ اور نبی اپنی پیروی سے محدث بنا سکتے تھے۔ آنحضرت اپنی پیروی سے نبی بنا سکتے ہیں۔ دوسری طرف اسی کتاب میں یہ اعتراف موجود ہے کہ اس اُمت میں سوائے مسیح موعود کے کوئی رسول نہیں ایسی تحریر کس عزت اور وقعت کے قابل ہو سکتی ہے جو خود ہی ایک اصول باندھے اور خود ہی اسے توڑے تو اب کم از کم چونکہ یاد نہ رہنے کا عذر تو ہو نہیں سکتا کیونکہ یہ کوئی قصہ نہیں جو بیان ہو رہا ہو جہاں حافظہ نہ رہنے کا عذر ہو سکے بلکہ یہ استدلالات ہیں تو یہ ماننا پڑیگا کہ نبوت کا دروازہ تو کھلا نہیں تھا صرف مسیح موعود کو رسول بنانے کے لئے اسے کھلا قرار دیا گیا ورنہ درحقیقت جو دروازہ مسیح موعود سے پہلے بھی بند تھا بعد میں بھی قیامت تک بند رہیگا اس کو کھلا ہوا کہنا کسی عقلمند انسان کا کام نہیں تو پس میاں صاحب کے اپنے اقرار کے مطابق نبوت کا دروازہ تو بند کا بند ہے ہاں ایک مسیح موعود کو وہ فی الواقع نبی مانتے ہیں تو اب غور کرو تو فضیلت بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی نہ رہی اور نبی بھی محدث بنا لیتے تھے آپ بھی محدث ہی بناتے رہے یہاں تک کہ ہزاروں اولیاء آپ کی اُمت میں ہوئے مگر اس میں آپ کی فضیلت کوئی نہ تھی فضیلت تھی نبی بنانے میں وہ کوئی بنا نہیں نہ آئندہ قیامت تک بن سکتا ہے سوائے ایک کے سو وہ بھی ایسا ادھورا

کہ باوجود نبی ہونے کے پندرہ سال تک بقول حقیقۃ النبوت اپنی نبوۃ کا انکار کرتا رہا اور مدعی نبوت پر لعنت بھیجتا رہا۔ پھر چھ سات سال نبوت کا مدعی رہا۔ کیا اسی بات کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت کے طور پر پیش کیا جاتا ہے ایسی فضیلت کو ظاہر کرنے کی بجائے چھپا کر رکھنا بہتر تھا۔ پھر دعویٰ تو تھا خاتم النبیین۔ اب دنیا میں ہزاروں نبی آتے رہتے آپ کی اُمت میں کم از کم سینکڑوں ہی ہوتے تو کچھ خوشی کا مقام ہوتا۔ مگر وہاں جمع کا صیغہ بھی پورا نہ ہو سکا کم از کم تین نبی ہی بنا دیئے ہوتے تاکہ لفظ تو پورے ہو جاتے۔ مگر ایک نبی تیرہ سو سال بعد بنایا۔ اب قیامت تک دوسرا بن نہیں سکتا۔ ورنہ بقول میاں صاحب قرآن کی آیت و آخرین منھم جھوٹی ٹھہرتی ہے تو چاہئے تھا قرآن میں بجائے خاتم النبیین کے خاتم النبی ہوتا کہ اس کی مہر سے ایک ادھورا سا نبی بھی بن جاوے گا۔ جو ساری عمر اپنی نبوت کا انکار کرتا رہیگا۔ موت کے قریب پہنچکر اس کو پتہ لگیگا کہ میں ہی تو اکیلا دنیا میں آنحضرت کی فضیلت کا ثبوت دینے آیا تھا مجھ سے یہ کیا غلطی ہوگئی۔ افسوس ایسی فضیلت پر۔

اب سوال یہ ہے اگر دروازہ نبوت کھلا ہے تو ساری اُمت میں صرف ایک ہی نبی بننے میں قصور کس کا ہے۔ جب خدا نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ مہر دیدی تھی کہ جاؤ تم اب دنیا میں اپنی پیروی کی وجہ سے لوگوں کو نبی بنایا کرو تو کیا یہ قصور معاذ اللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ آپ بوجہ بخل کسی کو نبی نہیں بناتے اور پھر اس میں نعوذ باللہ کچھ خدا کی بھی شرکت پائی جاتی ہے کہ محمد رسول اللہ نے اپنی مہر سے جب ایک کو نبی بنایا تو خدا نے اسے پندرہ سال باوجود نبی ہونے کے دھوکہ میں رکھا اور خود جیسا کہ سراج منیر سے ثابت ہوتا ہے وہ علم اسے دیتا رہا جس نے اس کو غلطی میں پھنسائے رکھا۔ کیونکہ وہاں صفحہ ۳ پر مسیح موعود لکھتے ہیں کہ میرا نام مجاز اور استعارہ کے طور پر نبی رکھا جانا یہ وہ علم ہے جو خدا نے مجھے دیا۔ پس نعوذ باللہ شاید خدا پچھتایا ہوگا کہ میں نے یہ مہر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیوں دیدی اور خدا کی صفات میں ایک انسان کو شریک کیوں کر لیا۔ اتنی مدت میں براہ راست نبی بناتا تھا اب یہ اپنا اختیار اپنی ہی مخلوق کو دے دیا۔ اس لئے اب اس نے یہ چارہ سوچا ہوگا کہ اس نبی کو جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر سے بن گیا ہے معاذ اللہ یوں خراب کرو کہ اسے یہ سمجھاؤ کہ تم اپنی نبوت کا انکار کرتے چلے جاؤ۔ اور اپنے آپ کو معمولی محدث

بتانے چلے جاؤ۔ مگر آخر چونکہ یہ نبی بھی تو ایسا تھا کہ خدا خود بھی اسے جری اللہ فی حلل الانبیا کہہ چکا تھا اس لئے وہ بھی آخر تاڑ گیا کہ ہو نہ ہو یہ معاملہ کچھ اور ہے۔ پس اُس نے جھٹ کہدیا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تو فضیلت آج تک دوسرے انبیاء پر ثابت ہی نہیں ہو سکی کیونکہ دوسرے نبیوں کے متبع بھی محدث ہوا کرتے تھے اس کے بھی محدث ہی ہوتے رہے۔ پس ہم قرآن کو کیا کریں۔ اور حدیث کو کس طرح قبول کریں۔ اور خدا کے علم کو کیوں رد نہ کریں۔ جب ایک ہی موقعہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت ثابت کرنے کا تھا کہ وہ شخص آ گیا جسے حدیث میں نبی اللہ کہا گیا تو اب اس موقعہ کو ہاتھ سے گنوانا نہیں چاہیئے

بہرحال اس ایک ہی آدمی کو اپنی مہر نبوت سے فائدہ پہنچانے ہیں یا تو نعوذ باللہ من ذلک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بخل سے کام لیا اور یا پھر یہ اُمت ہی ایسی نکمی تھی کہ ان میں سے کوئی انسان اس قدر استعداد ہی نہ رکھتا تھا کہ ترقی کرتے کرتے انسانی کمال کے اس رتبہ کو پالے جس کا نام نبوت ہے۔ کیونکہ حقیقۃ النبوۃ میں یہ بھی ایک نیا اصول قائم کر دیا گیا ہے کہ نبوت موہبت نہیں بلکہ اکتساب سے حاصل ہوتی ہے۔ یا اگر پہلے موہبت ہوتی تھی تو اب اکتساب سے مل سکتی ہے۔ جیسا کہ میاں صاحب فرماتے ہیں "خلاصہ کلام یہ کہ نبوت کی تعریف اور اس کے حصول کا طریق اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں صاف طور پر بیان کر دیا ہے اور بتا دیا ہے کہ یہ ایک انسانی کمال کا رتبہ ہے جس پر پہنچکر انسان غیب الٰہی سے واقف کیا جاتا ہے اور اس سے پہلے مراتب صالح۔ شہید اور صدیق کے ہیں" (صفحہ ۱۵۵) اور اس سے چند سطریں پہلے لکھا ہے "میرا اس تمام بیان سے یہ مطلب ہے کہ نبوت کوئی الگ چیز نہیں کہ وہ مل جائے تو انسان نبی ہو جاتا ہے۔ بلکہ اصل بات یہی ہے جیسا کہ میں اوپر قرآن کریم سے ثابت کر آیا ہوں کہ انسانی ترقی کے آخری درجہ کا نام نبی ہے" (صفحہ ۱۵۴) تو پھر دو حال سے خالی نہیں یا تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نعوذ باللہ من ذلک اس قابل نہ تھے کہ ان کو مہر نبوت دی جاتی کیونکہ انھوں نے ساری اُمت کو ناقص حالت میں رکھا اور انسانی ترقی کے کمال تک ایک کو بھی نہ پہنچا سکے یا اگر ایک کو پہنچایا تو وہ بھی ایسا ادھورا کہ مدت العمر اپنی نبوت کی تاویل کرتا رہا۔ اور شک میں رہا کہ وہ کمال مجھے مل گیا ہے یا نہیں اور

یا یہ ماننا پڑے گا کہ یہ اُمت ہی ایسی نکمی اور ناکارہ تھی اور ان کی طبائع ہی یہ استعداد نہ رکھتی تھیں کہ اچھے سے اچھا معلم بھی ان کو انسانی ترقی کے کمال تک پہنچا سکے۔ پہلی اُمتوں میں نبی محدث بنانے آتے اور بنا جاتے۔ اس اُمت کو نبیوں کے درجہ تک پہنچانے کے لئے ایک نبی کو جو افضل الرسل تھا مقرر کیا گیا۔ وہ نبیوں کے درجہ تک کسی کو نہ پہنچا سکا۔ اور زیادہ تر افسوس ہے کہ ایسی ناکارہ اُمت کی تعریف خدا خود قرآن میں ان الفاظ میں کر چکا تھا کنتم خیر امۃ اخرجت للناس اور امۃ وسطا۔ یعنی تم سے بہتر کوئی اُمت ہی پیدا نہیں ہوئی۔ اے میاں صاحب خدا کا خوف کرو اور دنیا میں کوئی ایسا اصول پیش کرو جس سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور اس اُمت کی دنیا میں کچھ عزت باقی رہے۔ اگر یہ ہوگا تو آپ کو بھی کچھ ملتا رہے گا اور یہ بھی سوچو کہ کیا خدا ناقصوں سے بھی راضی ہو جایا کرتا ہے۔ جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو جھٹ رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ کا سرٹیفکیٹ دے دیا۔

بہر حال یہ ایک نہایت بھدا عذر ہے کہ ہم نبوت کا دروازہ اس لئے کھولتے ہیں کہ اگر آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے لوگ نبی نہ بن سکیں تو آنحضرت کی کوئی فضیلت دوسرے انبیاء پر قائم نہیں رہتی۔ کاش اس عذر تراشی کا نتیجہ یہی ہوتا کہ چند نبی تجویز کر دیئے جاتے۔ مگر یہ فکر تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہونا چاہئے تھا کہ میں لوگوں کو محدثیت سے بڑھ کر کسی اور مرتبہ پر پہنچاؤں۔ وہ تو فرماتے ہیں لقد کان فیما قبلکم محدثون فان یکن فی امتی احد فعمر کہ پہلی اُمتوں میں محدث ہوتے تھے میری اُمت میں بھی محدث ہونگے اور عمر ان میں سے ایک ہے یہ کیوں نہیں فرمایا لقد کان فیما قبلکم نبیون فان یکن فی امتی احد فالمسیح الموعود یعنی تم سے پہلی اُمتوں میں نبی ہوا کرتے تھے میری اُمت میں بھی ہونگے اور مسیح موعود ان میں سے ایک ہے۔ اگر دروازہ نبوت کھلا ہے تو اس کے لئے کوئی حدیث پیش کیوں نہیں کی جاتی۔ حالانکہ باب نبوت مسدود ہونے پر احادیث موجود ہیں۔ میں کہتا ہوں ایک طرف اس حدیث کا ہونا کہ پہلی امتوں میں محدث تھے میری اُمت میں بھی ہونگے اور عمر ان میں سے ایک ہیں۔ دوسری طرف یہ حدیث کہ اگر میرے بعد نبی ہوتا تو عمر ہوتا۔ (اور اس حدیث کو حضرت مسیح موعود نے قبول کیا ہے) فیصلہ کن ہے۔ اس بات پر کہ اس اُمت

میں نبی قطعاً نہیں ہونگے محدث ہونگے - پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو ہاروں والی نبوت کے بھی اس اُمت میں ہونے سے انکار کرتے ہیں - اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ سے نبوت مل سکتی تھی تو حضرت علیؓ نے کب بلاواسطہ نبوت کی درخواست آنحضرتؐ کی خدمت میں پیش کی تھی جو اس کو کہا گیا لانبی بعدی - یعنی بلاواسطہ نبی تو میرے بعد ہو نہیں سکتے کیا حضرت علیؓ کو اگر منصب نبوت بواسطہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مل جاتا تو وہ محض اس وجہ سے ناراض ہوتے کہ مجھے بالواسطہ کیوں نبوت ملی ہے - بقول میاں صاحب یہ کوئی گھٹیا نبوت تو ہے نہیں - جسے نبوت مل جائے اسے بالواسطہ بلاواسطہ سے کوئی تعلق نہیں بقول میاں صاحب غرض تو لاکھ روپیہ سے ہے نہ اس بات سے کہ وہ لاکھ روپیہ کس طرح سے ملا - یاد رکھو کہ نبوت جس کو اصطلاح شرعی میں نبوت کہا ہے - وہ اس اُمت میں ہرگز نہیں ہو سکتی - اور نبوت بالواسطہ اصطلاح شرعی میں کچھ وقعت نہیں رکھتی - ہاں لغوی معنی کے لحاظ سے بیشک درست ہے - سو لغوی معنی پر ابھی ہماری بحث نہیں - قرآن اور حدیث صرف ایک ہی دروازہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کھولتے ہیں اور وہ دروازہ مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ پانے والوں کا ہے - وہی محدث ہیں وہی جزوی نبی ہیں - وہی ظلی نبی ہیں وہی بروزیؑ ہی محمد واحمد ہیں تابع ہوکر سایہ ہوکر ظل ہوکر بروز ہوکر - جو چاہو ان کا نام رکھ لو - مگر حقیقی طور پر جو ان کا نام ہے وہ صرف محدث ہی ہے -

ہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا یہ تھوڑی فضیلت ہے کہ ہر نبی کی قوت قدسی کم ہوتے ہوتے ایک وقت کے بعد بالکل جاتی رہی مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فیضان قیامت تک جاری ہے - اور یہ فیضان نہ کبھی رکتا ہے نہ بند ہوتا ہے بلکہ برابر لگاتار چلتا ہے - پھر یہ کیا کوئی تھوڑی فضیلت ہے کہ سب نبیوں کا فیضان چھوٹی چھوٹی قوموں تک محدود رہا مگر ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فیضان خدائی ربوبیت کی طرح ساری دنیا کو محیط ہے پھر یہ کیا کوئی تھوڑی فضیلت ہے کہ آنحضرتؐ کی تعلیم کامل ہے اور جسقدر تعلیم کامل ہوگی اسیقدر وہ لوگ جو اس تعلیم پر عامل ہوں اپنے کمالات میں ترقی کرینگے پھر کیا یہ فضیلت نہیں کہ وہ معلم جو انکے سکھانے کیلئے آتا ہے وہ بہترین ان معلموں کا ہے جو دنیا میں آئے - اور وہ اپنے اُمتیوں کو اس کمال تک پہنچا سکتا ہے جس کمال تک پہلے نبی اپنے اُمتیوں کو نہیں پہنچا سکے - جس طرح وہ معلموں میں افضل اسی طرح اس کے شاگرد شاگردوں میں افضل - جس طرح وہ نبیوں میں

سردار اسی طرح اس کے محدث محدثوں میں سردار۔ جب یہ ظاہر ہے کہ آنحضرت کے کمالات سب نبیوں کے کمالات سے بڑھ کر ہیں تو یہ بھی بدیہی ہے کہ جو ان کمالات سے حصہ پائینگے وہ دوسرے نبیوں کے کمالات سے حصہ لینے والوں سے بڑھ کر ہونگے۔ ایسی خصوصیتیں قائم نہ کرو جن کی وجہ سے آخر دین اسلام کو ہی جواب دینا پڑے۔ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت نبیوں پر یہی ہوسکتی ہے کہ اُن کو نبی نہ مانا جائے بلکہ خدا مانا جائے۔ جو ایسا مانتا ہے وہ کافر ہے۔ تو پھر یہ ضرورت کیوں پیش آئی کہ آپ کے محدث جب تک نبی نہ بنیں اُس وقت تک آپ کی فضیلت ہی کوئی نہیں۔ ہاں کمالات میں یہ اُمت بیشک بہت بڑھ سکتی ہے۔ اور چونکہ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات سے حصہ لینا ہے اور وہ کمالات گذشتہ نبیوں کی نسبت بہت زیادہ ہیں اس لئے آپ کے متبعین بھی ان کمالات سے حصہ لے کر بعض امور میں گذشتہ نبیوں سے بڑھ سکتے ہیں۔ جس کو جزئی فضیلت کہا جاتا ہے۔ مگر چونکہ نبوت کا مقام بھی ایک فضیلت ہے اور وہ اس اُمت میں کسی کو مل نہیں سکتا۔ اس لئے گو اس اُمت کے افراد کو بعض انبیاء پر جزئی فضیلت تو ہوسکتی ہے لیکن کلی فضیلت کا لفظ نہیں بول سکتے۔ اس اُمت کا فخر غلامی میں ہے اور اس کے علم کا کمال شاگردی میں ہے۔ حالانکہ نبی کے علم کا کمال اُستادی میں ہے۔

**مجدد دین**

ہاں انہی محدثین میں سے بعض لوگوں کو اللہ تعالیٰ اپنی خاص مصلحت سے اصلاح خلق کے کام کے لئے چن لیتا ہے اور اس امت کے لئے یہ اس کا وعدہ ہے ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل مائۃ من یجدد لھا دینھا۔ اللہ تعالیٰ ہر صدی کے سر پر اس امت کے لئے ایک شخص کو مبعوث فرمائیگا جو اس کے لئے اس کے دین کی تجدید کریگا۔ یہ مجدد دین ایک گونہ رسالت کا منصب رکھتے ہیں کیونکہ وہ خدا کے حکم سے مبعوث ہوتے ہیں۔ مگر ان کا منصب گو نبوت اور رسالت سے اشد درجہ کی مشابہت رکھتا ہے مگر اس کو نبوت اور رسالت نہیں کہہ سکتے۔ اور ان کے منصب میں اور رسول اور نبی کے منصب میں یہ فرق بیّن ہے کہ رسول اور نبی خود اپنی حیثیت میں کھڑا کیا جاتا ہے نہ کسی دوسرے کا ماتحت کرکے۔ یہی معنی ہیں مستقل ہونے کے۔ جو اپنے طور پر کھڑا کیا جاتا ہے اور دوسرے کا محتاج نہیں وہ مستقل ہے اور رسول ہے۔ جو اپنے طور پر نہیں بلکہ اپنے نبی متبوع کے کام کی تجدید کے لئے کھڑا کیا جاتا ہے اور وہ ہر بات میں

تعلیم میں بمنوتہ میں اپنے نبی متبوع کا محتاج ہے۔ وہ مستقل نہیں اور مجدد ہے۔ رسول دین میں کمی بیشی کر سکتا ہے۔ رسول اپنی وحی کی پیروی کے لئے بلاتا ہے۔ مجدد دین میں ایک شوشہ کی کمی بیشی نہیں کر سکتا۔ بلکہ وہ صرف از سر نو نبی متبوع کی طرف لوگوں کو بلاتا ہے۔ وہ ایسے پکارتا ہے مگر نہ اس لئے کہ وہ اس کی روشنی سے روشنی حاصل کریں۔ بلکہ اس لئے کہ وہ نبی متبوع کی پیروی کریں۔ اور جن باتوں کو بھول گئے ہیں ان کو از سر نو یاد دلا دیتا ہے۔ غرض نبی تکمیل کے لئے آتا ہے مجدد تجدید کے لئے آتا ہے اور اسی لئے مجدد کے انکار سے کفر لازم نہیں آتا۔ کیونکہ نبی جڑ ہے اور مجدد فرع یا شاخ ہے۔ اور جڑ کا انکار اور فرع یا شاخ کا انکار یکساں نہیں۔ کفر حقیقی کسی اصول کے انکار سے لازم آتا ہے۔ فرع کا انکار صرف ایک حصّہ سے انسان کو محروم کرتا ہے اب یہ مجدد کی حدیث تیسرا ثبوت دروازہ نبوت کے مسدود ہونے کا ہے۔ کیونکہ اصلاح خلق کا عظیم الشان کام ایسا ہے کہ اگر نبیوں نے اس امت میں آنا ہوتا تو اصلاح خلق کے لئے ضرور آتے۔ مگر جہاں اصلاح خلق کی ضرورت پیش آئے وہاں بھی خدا تعالیٰ نے نبیوں کے آنے کا ذکر نہیں کیا۔ بلکہ مجدّدوں کا ذکر کیا۔ پس ایک طرف نبوت کو مسدود فرمانا۔ دوسری طرف محدثوں کا وعدہ دینا تیسری طرف مجدّدین کا اصلاح کے کام کے لئے مبعوث کیا جانا یہ تین قسم کی شہادت ہے جو بتاتی ہے کہ اس اُمت میں نبی نہیں آ سکتا کیونکہ محدث اور مجدّد کا ذکر کرنے سے اور نبیوں کے آنے کا نہ صرف ذکر ترک کرنے سے بلکہ صفائی سے لا نبی بعدی کا ارشاد فرما کر یہ امر واضح کر دیا گیا ہے کہ محدث اور مجدد سے علاوہ اس اُمت میں کوئی آنے والا نہیں۔ ہاں ان محدثوں اور مجددوں میں بھی مراتب ہو سکتے ہیں جس طرح انبیاء میں مراتب ہوتے ہیں۔ یہاں فضیلتوں اور مراتب کا سوال نہیں۔ سوال سلسلہ نبوت کے جاری یا بند ہونے کا ہے۔

اب میں مختصر طور پر حضرت مسیح موعود کی تحریروں سے دکھاتا ہوں کہ آپ نے مجدّدوں کو ہی وارث رسل اور اس اُمت کے مصلح قرار دیا ہے۔ اور یہ کہیں نہیں لکھا کہ اس اُمت میں نبی بھی اصلاح کے لئے مبعوث ہوا کریں گے۔ چنانچہ ذیل کے حوالجات اس پر شاہد ہیں جن سے ذیل کے امور ثابت ہوتے ہیں۔

ا۔ مجدد نائب رسول و نبی اور ان تمام نعمتوں اور کمالات کے وارث ہوتے ہیں جو خدا نے نبیوں کو دیں۔

۲- مجدد قائم مقام نبی ہوتے ہیں اور اپنے نبی متبوع کے کمالات کو ظاہر کرتے ہیں۔

۳- مجدد علوم لدنیہ اور آیات سماویہ کے ساتھ آتے ہیں۔

۴- مجدد دین میں کمی بیشی نہیں کرتے۔

۵ مجددوں کا ماننا ضروری ہے اور ان کے انکار سے انسان فاسق ہو جاتا ہے۔

۶- مجدد روحانی معلم ہوتے ہیں

۷ مجدد سے انحراف کرنے والا جاہلیت کی موت مرتا ہے۔

۸ مجددوں کو فہم قرآن عطا ہوتا ہے۔

۹- مجدد مجملات کی تفصیل کرتے ہیں اور کتاب اللہ کے معارف بیان کرتے ہیں۔

۱۰ مجدد لیلۃ القدر میں آتے ہیں۔

۱۱ نفخ صور سے مراد کسی مجدد کی بعثت ہے۔

۱۲ مجدد خدا کی تجلیات کے مظہر ہوتے ہیں۔

اب ان سب امور کو دیکھو اور پھر محدث کے متعلق جو کچھ اس سے پہلے لکھا جا چکا ہے ان دونوں کو ایک طرف رکھو اور پھر سوچو کہ کیا نبی کا حسب تک کہ قرآن کامل شریعت اور نہایت ہے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہے۔ اس سے بڑھ کر کوئی کام ہو سکتا ہے۔ وہ کونسی بات نبی کو دی جائیگی جو مجدد اور محدث کو نہیں دی گئی۔ اب اصل عبارتیں حضرت مسیح موعود کی پڑھو۔

**مجدد نائب رسول اور ان تمام نعمتوں کے وارث ہوتے ہیں جو خدا نے نبیوں کو دیں**

جو لوگ خدا تعالیٰ کی طرف سے مجددیت کی قوت پاتے ہیں۔ وہ نرے استخواں فروش نہیں ہوتے۔ بلکہ وہ واقعی طور پر نائب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور روحانی طور پر آنجناب کے خلیفہ ہوتے ہیں۔ خدا تعالیٰ انھیں ان تمام نعمتوں کا وارث بناتا ہے جو نبیوں اور رسولوں کو دی جاتی ہیں۔ صفحہ ۶

**ہر مجدد قائم مقام نبی ہوتا ہے۔**

ہر ایک صدی کے سر پر اور خاص کر ایسی صدی کے سر پر جو ایمان اور دیانت سے دور پڑ گئی ہے اور بہت سی تاریکیاں اپنے اندر رکھتی ہے ایک قائم مقام نبی کا پیدا کر دیتا ہے جس کے آئینہ فطرت میں نبی کی شکل ظاہر ہوتی ہے اور وہ قائم مقام نبی متبوع کے کمالات

**ہر مجدد اپنے نبی متبوع کے کمالات کو ظاہر** ۲۴۷

کرتا ہے۔

کو اپنے وجود کے توسط سے لوگوں کو دکھلاتا ہے۔

**ہر ایک مجدد کا علوم لدنیہ و آیات سماویہ کے ساتھ آنا ضروری ہے۔**

آنحضرت صلعم سے ثابت ہے کہ ہر ایک صدی پر ایک مجدد کا آنا ضروری ہے۔ اب ہمارے علماء کہ جو بظاہر اتباع حدیث کا دم بھرتے ہیں انصاف سے بتلادیں کہ کس نے اس صدی کے سر پر خدا تعالیٰ سے الہام پا کر مجدد ہونے کا دعویٰ کیا۔ یوں تو ہمیشہ دین کی تجدید ہو رہی ہے۔ مگر حدیث کا تو یہ منشاء ہے کہ وہ مجدد خدا تعالیٰ کی طرف سے آئے گا یعنی علوم لدنیہ و آیات سماویہ کے ساتھ اب بتلادیں کہ اگر یہ عاجز حق پر نہیں ہے تو پھر وہ کون آیا جس نے اس چودھویں صدی کے سر پر مجدد ہونے کا ایسا دعویٰ کیا جیسا کہ اس عاجز نے کیا۔ کیا کوئی الہامی دعاوی کے ساتھ تمام مخالفوں کے مقابل پر ایسا کھڑا ہوا جیسا یہ عاجز کھڑا ہوا" (ازالہ اوہام صفحہ ۱۵۴)

**مجدد دین میں کمی بیشی نہیں کر سکتے**

اور اس جگہ یہ بھی یاد رہے کہ دین کی تکمیل اس بات کو مستلزم نہیں جو اس کی عنایت حفاظت سے بکلی دست بردار ہو جائے مثلاً اگر کوئی گھر بنا دے اور اس کے تمام کمرے سلیقہ سے طیار کرے اور اس کی تمام ضرورتیں جو عمارت کے متعلق ہیں باحسن وجہ پوری کر دیوے۔ اور پھر مدت کے بعد اندھیریاں چلیں اور بارشیں ہوں۔ اور اس گھر کے نقش و نگار پر گرد و غبار بیٹھ جاوے۔ اور اس کی خوبصورتی چھپ جاوے اور اس کا کوئی وارث اس گھر کو صاف اور سفید کرنا چاہے مگر اس کو منع کر دیا جائے کہ گھر تو مکمل ہو چکا ہے تو ظاہر ہے کہ یہ منع کرنا سراسر حماقت ہے۔ افسوس کہ ایسے اعتراض کرنے والے نہیں سوچتے کہ تکمیل شے دیگر ہے اور وقتاً فوقتاً ایک مکمل عمارت کی صفائی کرنا یہ اور بات ہے۔ یہ یاد رہے کہ مجدد لوگ دین میں کوئی کمی بیشی نہیں کرتے۔ گم شدہ دین کو پھر دلوں میں قائم کرتے ہیں اور یہ کہنا کہ مجددوں پر ایمان لانا کچھ فرض نہیں خدا تعالیٰ کے حکم

**مجددوں کا انکار فاسق بنا دیتا ہے**

سے انحراف ہے۔ وہ فرماتا ہے من کفر بعد ذالک
فاولئک ہم الفاسقون۔

**مجدد روحانی معلم اور وارث رسل ہوتے ہیں۔ اور رسولوں کے کمالات کو پاتے ہیں۔** (شہادت القرآن ص ۵۵)

ماسوا اس کے امت کو ہر ایک زمانہ میں نئی مشکلات بھی تو پیش آتی ہیں۔ اور قرآن جامع جمیع علوم ہے۔ لیکن یہ ضروری نہیں کہ ایک ہی زمانہ میں اس کے تمام علوم ظاہر ہو جاویں۔ بلکہ جیسی جیسی مشکلات کا سامنا ہوتا ہے ویسے ویسے قرآنی علوم کھلتے ہیں۔ اور ہر ایک زمانہ کے مناسب حال ان مشکلات کو حل کرنے والے روحانی معلم بھیجے جاتے ہیں جو وارث رسل ہوتے ہیں اور ظلی طور پر رسولوں کے کمالات کو پاتے ہیں۔ اور جس مجدد کی کارروائیاں کسی ایک رسول کی منصبی کارروائیوں سے شدید مشابہت رکھتی ہیں وہ عند اللہ اسی رسول کے نام سے پکارا جاتا ہے۔"

**مجدد سے انحراف کرنے والا جاہلیت کی موت مرتا ہے** (ضرورۃ الامام ص۷)

جب کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے امام الزمان کی ضرورت ہر ایک صدی کے لئے قائم کی ہے اور صاف قرار دیا ہے کہ جو شخص اس حالت میں خدا تعالیٰ کی طرف آئے گا کہ اس نے اپنے زمانہ کے امام کو شناخت نہ کیا وہ اندھا آئیگا اور جاہلیت کی موت مریگا۔"

**مجددوں کو فہم قرآن عطا ہوتا ہے۔** (ایام الصلح ص۵۵)

انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون۔ سو خدا تعالیٰ نے بموجب اس وعدہ کے چار قسم کی حفاظت اپنے کلام کی کی۔

اول حافظوں کے ذریعہ سے

دوم ایسے ائمہ اور اکابر کے ذریعہ سے جن کو ہر ایک صدی میں فہم قرآن عطا ہوتا ہے۔"

**مجدد نبیوں کے نام پر آتے ہیں۔** ([illegible] ص۳)

اور اس کا عیسیٰ کے قائم مقام ہونے اور اس کے نام سے موسوم ہونے کی دو وجہیں ہیں۔ اول یہ کہ اللہ تعالیٰ جس قوم پر حجت

پوری کرنی چاہتا ہے اس قوم کے مناسب حال ہی مجدد آتا ہے۔ پس بنا بر علیہ جب دشمنان دین قوم نصاری تھی تو حکمت الٰہیہ کا اقتضا یہی تھا کہ وہ مجدد کو مسیح کے نام سے موسوم کرے۔ اور دوسری وجہ یہ کہ مجدد اس نبی کے قدم پر آتا ہے کہ جس کا زمانہ اُس مجدد کے زمانہ کے مشابہ ہو پس یہی وجہ ہے کہ ہماری قوم کا زمانہ مسیح کے زمانہ کے مشابہ ہے۔

**مجدد مجملات کی تفصیل کرتا۔ اور کتاب اللہ کے معارف بیان کرتا ہے**

اور کتنے لطائف اور نکات ہیں جو اہل زمانہ سے مخفی ہیں پھر ایک وقت آتا ہے کہ ان کا اظہار دوسرے زمانہ میں ہو جاتا ہے اور اس وقت اللہ تعالیٰ پھر ایک مجدد کو بھیج دیتا ہے جو نکات لے کر آتا ہے اور حالت زمانہ کے مقتضا کے بموجب مجملات کی تفصیل کر دیتا ہے۔۔ کتاب اللہ کے ان معارف کی تفصیل زبان سے کر دیتا ہے کہ جن کے بیان کرنے کا وقت آجاتا ہے۔

(حمامۃ البشریٰ صفحہ ۸۳)

**مجدد لیلۃ القدر میں آتے ہیں۔**

ہر ایک زمانہ کی تاریکی پھیلنے کے وقت میں جو نبی اور رسول اور مصلح آتے رہے کیا اس وقت پہلی کتابیں نہیں تھیں سو کیا نحو یہ تو ضرور تھا ہے کہ تاریکی پھیلنے کے وقت روشنی آسمان سے اُترے ہر ایک مصلح اور مجدد جو خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے وہ لیلۃ القدر میں ہی اُترتا ہے۔"

(فتح اسلام صفحہ ۲۶-۲۷)

**نفخ صور سے مراد کسی مجدد کی بعثت ہے۔**

نفخ صور سے مراد قیامت نہیں ہے کیونکہ عیسائیوں کے امواج فتن کے پیدا ہونے پر تو سو برس سے زیادہ گذر گیا ہے مگر کوئی قیامت برپا نہیں ہوئی بلکہ مراد اس سے یہ ہے کہ کسی مہدی اور مجدد کو بھیج کر ہدایت کی...

(شہادۃ القرآن صفحہ ۷۰)

**مجدد خدا کی تجلیات کا مظہر ہوتے ہیں۔**

اسلام نے ہزاروں لوگوں کو اس درجہ کی پاک زندگی تک پہنچایا ہے جن کی نسبت ہم کہہ سکتے ہیں کہ گویا خدا کی روح ان کے اندر سکونت رکھتی ہے قبولیت کی روشنی ان کے اندر ایسی پیدا ہو گئی ہے کہ گویا وہ خدا کی تجلیات کے مظہر ہیں یہ لوگ ہر ایک صدی میں ہوتے رہے ہیں اور انکی پاک زندگی بے ثبوت نہیں اور نرا قصہ کا دعویٰ نہیں بلکہ خدا گواہی دیتا ہے کہ

(سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب صفحہ ۱۵)

# باب پنجم

## مُبشرات

اِس سے پہلے چار بابوں میں میں نے یہ ثابت کیا ہے۔ کہ انبیاء کے مبعوث کرنے کی اصل غرض جو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بیان فرمائی ہے وہ ہدایت کا پہنچانا اور اس کے ذریعہ سے تزکیہ یا تکمیل نفوسِ انسانی کرنا ہے۔ پھر یہ بتایا ہے۔ کہ وحی نبوت و رسالت کے بارہ امتیازی نشان ہیں جن میں آخری نشان یہ بتایا تھا۔ کہ وحیٔ نبوت میں ہر قسم کے کمالات جمع ہوتے ہیں۔ اور وحیٔ ولایت میں صرف مُبشرات ہی ہوتے ہیں۔ پھر تیسرے باب میں ختمِ نبوت پر بحث کی تھی۔ اور یہ دکھایا تھا کہ قرآن کریم اور احادیث صحیحہ قطعی طور پر ثابت کرتی ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی کوئی نہیں۔ اور چوتھے باب میں بتایا تھا۔ کہ نبی نہیں بلکہ اس اُمّت میں مُحدّث ہونگے۔ جو نبیوں سے کمال درجہ کی مشابہت رکھتے ہیں۔ مگر واقعی نبی نہیں ہوتے۔ اس باب میں میں یہ دکھانا چاہتا ہوں کہ وہ مُبشرات جن کا وعدہ اُمّتِ محمدیہ کو دیا گیا ہے۔ اُن سے کیا مُراد ہے ٭

**قرآن میں مبشرات کا وعدہ** سب سے پہلے میں جس امر کی طرف ناظرین کو توجّہ دلانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ قرآن کریم نے ہر معاملہ میں اصل فیصلہ تو خود ہی دیا ہے پھر نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکی مزید وضاحت فرمادی ہے۔ پچھلے باب میں میں نے بتایا تھا کہ قرآن کریم اس اُمّت کے کامل مومنوں کو صدّیق اور شہید کا رتبہ عطا فرماتا ہے۔ اور حدیث اِنہی لوگوں کو مُحدّث کے نام سے یاد کرتی ہے اور پھر خود حدیث میں ہی محدث کے لفظ کی تشریح بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مُنہ سے موجود ہے۔ رجال یکلمون من غیر ان یکونوا انبیاء یعنی وہ ایسے لوگ ہوتے ہیں جن سے مکالمہ الٰہیہ ہوتا ہے۔ مگر وہ نبی نہیں ہوتے۔ اِس طرح گویا صدّیق اور شہید مکالمہ الٰہیہ پاتے ہیں۔ مگر خود قرآن کریم بھی صاف بولتا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے کہ الا ان

اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون ہ الذین اٰمنوا وکانوا یتقون - لھم البشری فی الحیوۃ الدنیا وفی الاٰخرۃ لا تبدیل لکلمٰت اللہ ذٰلک ھو الفوز العظیم یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ کے اولیاء کو نہ کسی قسم کا خوف ہے نہ وہ غمگین ہونگے - وہ جو ایمان لائے اور تقویٰ اختیار کرتے ہیں - ان کے لئے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں بشارتیں ہیں اللہ تعالیٰ کی باتیں بدل نہیں سکتیں یہی بڑی کامیابی ہے (یونس ۶۲-۶۴) اور پھر فرمایا والذین اجتنبوا الطاغوت ان یعبدوھا وانابوا الی اللہ لھم البشری فبشر عباد - وہ لوگ جو بچتے ہیں شیطان کی عبادت کرنے سے اور اللہ کی طرف رجوع کرتے ہیں - ان کے لئے بشارت ہے سو میرے بندوں کو خوشخبری دو (الزمر - ۱۷) بشریٰ کی تفسیر میں یہاں عموماً اس حدیث کو بیان کیا گیا ہے - جس میں یہ ذکر ہے کہ نبوت میں سے صرف مبشرات باقی رہ گئی ہیں - چنانچہ راغب میں ہے - و قال صلے اللہ علیہ وسلم انقطع الوحی و لم یبق الا المبشرات وھی الرؤیا الصالحۃ التی یراھا المومن او تری لہ - یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - وحی منقطع ہوگئی - اور نہیں باقی رہیں مگر مُبشّرات اور وہ رویا صالحہ ہے جس کو مومن دیکھتا ہے یا وہ اس کے لئے دکھائی جاتی ہے - اور تفسیر کبیر میں ہے عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم انہ قال البشری ھی الرؤیا الصالحۃ یراھا المومن او تری لہ وعنہ علیہ الصلوۃ والسلام ذھبت النبوۃ وبقیت المبشرات - نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا بشریٰ رویائے صالحہ ہے جس کو مومن دیکھتا ہے یا جو اس کے لئے دکھائی جاتی ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے یہی روایت ہے کہ نبوت چلی گئی اور مبشرات باقی رہ گئیں - پس قرآن کریم سے یہ ثابت ہوا کہ اولیاء اللہ یا وہ لوگ جو انابت الی اللہ اختیار کرتے ہیں مُبشّرات پاتے ہیں ۔

**مبشرات سے کیا مراد ہے**

اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ مبشرات سے مراد کیا ہے - اوپر کے دونوں حوالوں سے ظاہر ہے کہ مبشرات سے مراد رویائے صالحہ لی گئی ہے بخاری میں ہے - لم یبق من النبوۃ الا المبشرات قالوا وما المبشرات قال الرویا الصالحۃ - نبوت میں سے سوائے مُبشّرات کے کچھ باقی نہیں رہا - لوگوں نے کہا مُبشّرات کیا ہیں فرمایا رویائے صالحہ - یہاں سب سے پہلے سمجھ لینا ضروری ہے کہ رویائے صالحہ سے کیا مراد ہے - دوسری احادیث میں صاف آتا ہے - عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال رویاء المومن جزء من ستۃ واربعین

جزء من النبوۃ - اور ایک دوسری روایت میں بجائے رویا المومن کے رویا الصالحۃ کا لفظ ہے یعنی مومن کی رویا یا رویائے صالحہ نبوّت کی چھیالیس اجزاء میں سے ایک جُزو ہے اِس حدیث سے یہ آسانی سے سمجھ آسکتا ہے کہ جس رویا صالحہ کا یہاں ذکر ہے - وہ نبوّت سے تعلق رکھنے والی کوئی چیز ہے - یعنی کوئی ایسا امر ہے جو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مشابہت پیدا کرنے سے حاصل ہوتا ہے محض سچی خواب مُراد نہیں کیونکہ سچی خوابیں تو مومن اور کافر دونوں کو آجاتی ہیں - دوسری طرف یہ حدیث بھی آچکی ہے جس کا ذکر بُخاری کی کتاب کیف کان بدءُ الوحی میں ہے - کہ اول ما بدئ بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الوحی الرویا الصادقۃ یعنی وحی کی قسم سے پہلی چیز جس کے ساتھ رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وحی کی ابتدا کی گئی وہ رویائے صادقہ ہے پس رویائے صادقہ درحقیقت سے مُراد یہاں وحی کی ایک قسم ہے - اب اگر ان احادیث کو ان دوسری احادیث کے ساتھ ملا کر پڑھیں جن میں یہ لفظ آتے ہیں کہ پہلی اُمتوں میں رجال یکلمون من غیر ان یکونوا انبیاء ہوتے تھے یعنی ایسے لوگ جو مکالمہ سے سرفراز کئے جاتے تھے بغیر اس کے کہ نبی ہوں اور وہاں آیا ہے کہ ایسے لوگ اس اُمّت میں بھی ہونگے - بلکہ ان میں ایک ایسے کا نام بھی لے دیا - کہ حضرت عمر ایسے ہیں بھی پس جب دونوں حدیثیں صحیح ہیں تو ظاہر ہے کہ دونوں ایکدوسری کے مخالف نہیں ہوسکتیں - اور اگر غور کیا جائے تو دونوں کا مضمون درحقیقت ایک ہے - ایک حدیث میں جو لفظ ہیں من غیر ان یکونوا انبیاء - وہ اِس اُمّت میں آئندہ کے لئے نبوّت کی نفی کرتے ہیں - اور دوسری حدیث میں ہے - لم یبق من النبوۃ الا کذا و کذا یعنی نبوّت میں سے کچھ حصہ باقی رہ گیا گویا نبوّت چلی گئی - چنانچہ دوسری اُمتیں اسی حدیث کی مؤید ہیں - جیسا کہ راغب نے لکھا ہے انقطعت الوحی ولم یبق الا المبشرات - یعنی وحی نبوّت تو منقطع ہوگئی مگر مبشرات باقی رہ گئیں - اور رازی نے اِس روایت کا ذکر بدیں الفاظ کیا ہے - ذھبت النبوۃ وبقیت المبشرات نبوّت چلی گئی - اور مبشرات باقی رہ گئیں بہرحال اس حدیث سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ اصل نبوّت چلی گئی - اور اس پہلی حدیث کا بھی یہی مفہوم ہے کہ نبوّت نہیں ہوگی - ساتھ ہی دونوں حدیثوں میں کسی حصّہ کے باقی رہنے کا بھی ذکر ہے - چنانچہ ایک میں تو یہ لفظ ہیں - رجال یکلمون - یعنی ان سے مکالمہ مخاطبہ ہوگا - اور دوسری حدیث میں [illegible] مبشرات [illegible] باقی - تو معلوم ہوا کہ مبشرات میں مکالمہ داخل ہے - گویا ایک حدیث کا دوسرا حصہ تشریح

[illegible] و مخاطبہ الٰہیہ بھی شامل ہے [illegible] دونوں حدیثوں کو تطبیق دینے سے [illegible] مبشرات میں مکالمہ

مطلب ہے کہ وہاں مبشرات کی تفسیر بدیں الفاظ فرمائی قالوا وما المبشرات قال الرؤیا الصالحۃ۔ اب اگر رویائے صالحہ سے مراد صرف خوابیں لی جائیں۔ تو بظاہر اُن میں مکالمہ شامل معلوم نہیں ہوتا۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ رؤیا بھی خود ایک قسم مکالمہ کی ہے۔ جیسا کہ میں اس آیت کی تفسیر میں دکھا چکا ہوں جہاں آتا ہے ما کان لبشر ان یکلمہ اللہ الا وحیا الخ۔ یعنی اللہ تعالیٰ کا جب بشر سے مکالمہ ہوتا ہے تو تین طرز پر ہوتا ہے۔ ان میں سے لفظ وحی جو پہلے آیا ہے اس میں میں نے دکھایا تھا کہ رویا بھی شامل ہے کیونکہ وحی کے معنی اشارہ سریعہ کے ہیں۔ اور رویا میں بھی کلام اشارہ سے ہوتا ہے۔ اور یہاں جو لفظ رویا ے مومن یا رویا ے صالحہ کا اختیار فرمایا ہے تو وسیع معنی میں استعمال کیا ہے۔ یعنی ایسی چیزیں جو حالت نوم میں دیکھی جائیں۔ یا بالفاظ دیگر جو ملک یعنی جبرئیل نہیں لاتا بلکہ ایک حالت نوم کی غالب ہوکر خواہ وہ نوم واقعی نیند ہو جیسے خواب کی حالت میں ہوتی ہے یا عارضی طور پر حواس کا معطل ہو جاتا ہو جیسے انبیاء کی وحی میں ہوتا ہے۔ پس چونکہ اس میں تو کوئی شبہ نہیں کہ مبشرات میں مکالمہ الٰہیہ شامل ہے جیسا کہ دونوں حدیثوں کی تطبیق سے ظاہر ہے اور مبشرات کی تفسیر نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے رویا ے صالحہ سے بھی کی ہے تو یہ ماننا پڑیگا۔ کہ رویا ے صالحہ میں صرف خوابیں ہی شامل ہیں۔ بلکہ وہ مکالمہ بھی شامل ہے جو اولیاء اللہ سے ہوتا ہے۔

**رویا سے مراد وحی ولایت ہے**

شارحین حدیث نے بھی ان الفاظ کی تاویل یہی کی ہے۔ کہ اس میں الہام یا مکالمہ جو محدثوں کو ہوتا ہے وہ شامل ہے۔ چنانچہ فتح الباری نے ابن التین کی تشریح بدیں الفاظ نقل کی ہے۔ وقال ابن التین معنی الحدیث ان الوحی ینقطع بموتی وما یبقی ما یعلم منہ ما سیکون الرؤیا ویرد علیہ الالہام فان فیہ اخبارا بما سیکون وھو للانبیاء بالنسبۃ للوحی کالرؤیا ویقع لغیر الانبیاء کما فی حدیث الماضی فی مناقب عمر قد کان فیمن مضی من الامم محدثون وفسر المحدث بفتح الدال بالملھم بالفتح ایضا وقد اخبر کثیر من الاولیاء عن امور مغیبۃ فکانت کما اخبروا۔ یعنی حدیث کے معنی یہ ہیں کہ وحی (یعنی وحی نبوت) میری موت سے منقطع ہو جائیگی۔ اور آئندہ ہونیوالے امور کے معلوم ہونے کی سوائے رویا کے کوئی صورت نہ ہوگی۔ اور اسی میں الہام بھی شامل ہے کیونکہ اس میں اس چیز کی خبر ہوتی ہے جو ہونیوالی ہو۔ اور وہ یعنی الہام انبیاء کے لئے وحی کی نسبت سے

رویا کی طرح ہی ہے۔ اور وہ غیر انبیا کو ہوتا ہے۔ جیسا کہ گزری ہوئی حدیث میں جو حضرت عمر کے مناقب میں ہے۔ کہ گزری ہوئی امتوں میں محدث تھے۔ اور محدث کی تفسیر ملہم سے کی ہے۔ اور بہت سے اولیاء نے غیب کی خبریں دیں۔ اور جس طرح انھوں نے خبریں دیں اسیطرح وقوع میں آیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ الہام یا اولیاء کی وحی کو رویائے صالحہ میں ہی شامل کیا ہے۔ اسلئے کہ انبیاء علیہم السلام کی وہ وحی جو حضرت جبرئیل لاتے ہیں۔ اور جو صفائی کے لحاظ سے کمال رکھتی ہے۔ اور حالت بیداری میں آتی ہے۔ اسکے بالمقابل اولیاء کی وحی ایسی ہے جیسے رویا۔ اور رویا کا لفظ اختیار کرنے کی ایک وجہ یہ بھی بیان کی گئی ہے۔ کہ خواب عام ہے اور کثرت سے آتی ہے اور عامہ مومنین بھی اس سے حصہ پاتے ہیں۔ اور الہام خواص سے یعنے محدثین سے مختص ہے اسلئے اس لفظ کو اختیار فرمایا جس میں عمومیت زیادہ ہے۔ کیونکہ خاص کلام اس کے اندر شامل ہو جاتا ہے۔ اور اگر غور کیا جائے تو یہ سچ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ اولیاء کی وحی میں خوابوں کا حصہ بھی بہت ہوتا ہے +

**چھیالیس جزو نبوت میں سے ایک جزو**

پس رویائے صالحہ میں نہ صرف خوابیں شامل ہیں بلکہ اولیاء یا محدثین کی وحی بھی شامل ہے مگر وحی نبوت شامل نہیں ہے۔ قرآن اور حدیث اس پر متفق ہیں۔ کہ وحی نبوت منقطع ہو گئی۔ اور وحی ولایت یا وحی محدثیت باقی رہ گئی۔ ام کرز نے جس طرز سے اس حدیث کو روایت کیا ہے۔ وہ بھی اسی معنی کی مؤید ہے۔ قالت سمعت النبی صلعم یقول ذھبت النبوۃ و بقیت المبشرات یعنی ام کرز کہتی ہیں کہ میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو سنا فرماتے تھے نبوت چلی گئی۔ اور مبشرات رہ گئیں۔ اور ابو یعلی نے انس سے مرفوع روایت کی ہے۔ ان الرسالۃ والنبوۃ قد انقطعت فلا نبی ولا رسول بعدی ولکن بقیت المبشرات یعنی نبوت اور رسالت منقطع ہو گئی۔ اور میرے بعد کوئی نبی اور رسول نہیں لیکن مبشرات باقی رہ گئیں۔ پس یہ ایک امر ہے جس پر امت کا اتفاق ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے ساتھ وحی نبوت منقطع ہو گئی۔ اور وحی ولایت باقی رہ گئی۔ اور یہ تائید کرتی ہے اس حدیث کی جس میں آیا ہے کہ اس امت میں ایسے لوگ ہونگے جو نبی تو نہیں ہونگے۔ مگر ان سے مکالمہ الٰہیہ ہوگا۔ اور در حقیقت یہی وہ چیز ہے جسکو نبوت کی چھیالیس جزوں میں سے ایک جزو کہا ہے۔ اس بات کی کہ چھیالیس اجزا میں سے ایک جزو ہونے سے کیا مراد ہے بہت تشریحیں کی گئی ہیں۔ اور بعض روایات

میں چھیالیس کی بجائے بہتّر کا لفظ بھی آیا ہے۔ اور بعض روایتوں میں پچیس اور ستائیس کا لفظ بھی آیا ہے۔ ان سب باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اسکی آسان تشریح یہی ہے کہ رویائے صالحہ یا مکالمہ الٰہی بوجہ انعامات نبوت میں سے ایک انعام ہونے کے ایک جزو نبوت کا قرار دیا گیا ہے۔ ابن بطال نے کیا لطیف بات کہی کہ رویاء کا نبوت کا ایک جزو کہنا در حقیقت اسکی عظمت کے لئے ہے۔ خواہ ہزار جزو میں سے ایک جزو بھی کہا جاتا گویا غرض صرف رویا کی عظمت کا اظہار ہے۔ اور یہ بتانا مقصود ہے کہ جو شخص نبی کی پیروی کرتا ہے۔ اور اس کے نقش قدم پر چلتا ہے وہ وہ انعامات بھی پالیتا ہے۔ پھر جس قدر کوئی شخص زیادہ کمال حاصل کریگا اسی قدر زیادہ ان انعامات اور کمالات سے بہرہ ور ہوگا۔ حتٰی کہ محدثیت کے مقام پر پہنچکر وہ اللہ تعالےٰ سے ہمکلام ہونے کا شرف حاصل کرلیگا۔ مازری نے اسکی یوں تشریح کی ہے۔ يحتمل ان يراد بالنبوة فی هذا الحديث الخبر بالغيب لا غير و ان كان يتبع ذالك انذار و تبشير فالخبر بالغيب احد ثمرات النبوة و هو غير مقصود لذاته۔ ہوسکتا ہے۔ کہ نبوت سے مطلب اس حدیث میں صرف غیب کی خبر ہے کچھ اور۔ خواہ اس کے پیچھے انذار ہو یا تبشیر۔ کیونکہ غیب کی خبر نبوت کے پھلوں میں سے ایک پھل ہے۔ اور وہ اپنی ذات میں غیر مقصود ہے یعنی گو نبوت کے پھلوں میں سے ایک پھل ہے۔ مگر نبوت کی اصل اغراض میں سے یہ نہیں کہ غیب کی خبریں ملیں۔ یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے +

**نبی کے لغوی معنے**

مازری کا یہ قول اچھیں اس بحث میں داخل کرتا ہے جس نے اس مسئلہ نبوت کو کسی قدر پیچیدہ بنا دیا ہے۔ جہاں تک اصطلاح شرعی کا سوال تھا۔ کلام نبوت نے اُسے صاف کردیا ہے۔ اور کوئی شبہ باقی نہیں چھوڑا۔ مگر ہر لفظ لغت میں ایک معنی رکھتا ہے اور اس معنی کے لحاظ سے جیسا کہ میں نے ابتدا میں ہی کہا تھا زبان میں استعمال ہوتا ہے۔ گو اس استعمال سے درحقیقت وہ اصطلاحی معنے مراد نہیں ہوتے لفظ نبی کے لغوی معنے کیا ہیں۔ تمام لغت کی کتابیں اس بات پر متفق ہیں۔ کہ نبی کا لفظ نباء سے مشتق ہے جس کے معنے خبر کے ہیں۔ اور نبی اس مادہ سے وزن فعیل ہے۔ بمعنے فاعل ہے۔ گویا نبی کے معنے ہوئے خبر دینے والا۔ یا فعیل بمعنی مفعل ہے۔ اس صورت میں بھی معنے وہی ہیں۔ یعنی خبر دینے والا۔ تاج العروس اور لسان العرب میں ہے کہ نبی اسکے معنے ہیں المخبر عن اللہ تعالےٰ۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی بابت خبر دینے والا۔ اور ابن اثیر نے کہا کہ یہ فعیل بمعنی فاعل ہے۔ مگر مبالغہ کے لیئے اس وجہ سے کہ وہ خدا کی بابت خبر دیتا ہے۔ چنانچہ ابن اثیر کے الفاظ یہ ہیں

النبي فعيل بمعنى فاعل للمبالغة من النبأ الخبر لانه انبأ عن الله عربی وزن یعنی نبی فعیل کا وزن ہے بمعنی فاعل جو مبالغہ کے لئے ہے نبأ جس کے معنے خبر ہیں کیونکہ وہ اللہ کی بابت خبر دیتا ہے۔ راغب نے لفظ نبأ کے معنے میں کچھ اور امور بیان کئے ہیں وہ کہتا ہے النبأ خبر ذو فائدة عظيمة يحصل به علم او غلبة ظن ولا يقال للخبر في الأصل نبأ حتى يتضمن هذه الاشياء الثلاثة وحق الخبر الذي يقال فيه نبأ ان يتعرى عن الكذب كالتواتر وخبر الله تعالى وخبر النبي عليه السلام یعنی نبأ وہ خبر ہے جس میں فائدہ عظیمہ ہو جس سے علم یا ظن غالب حاصل ہو۔ اور اصل میں خبر کو نبأ نہیں کہا جاتا یہاں تک کہ تین امور اس میں نہ ہوں۔ اور حق اس خبر کا جس کو نبأ کہا جائے یہ ہے کہ وہ جھوٹ سے خالی ہو جیسے تواتر اور اللہ تعالیٰ کا خبر دینا اور نبی علیہ السلام کا خبر دینا۔ اور بعض نے لفظ نبی کو نبوۃ اور نباوہ سے مشتق قرار دیا ہے۔ اور اس کے معنے ارتفاع کے ہیں یعنی بلندی کے۔ اور اسکی وجہ یہ بتائی ہے کہ نبی کو ساری خلق پر بزرگی دیگئی ہے۔ پس لغت کی تحقیق لفظ نبی کے متعلق اسقدر ہے۔ گویا لفظ نبی کے لغوی معنے بعض کے نزدیک ہوئے محض خبر دینے والا۔ بعض کے نزدیک اللہ تعالیٰ کی بابت خبر دینے والا۔ بعض کے نزدیک بڑے فائدہ والی اور سچی خبر دینے والا۔ البتہ تاج العروس میں المخبر عن اللہ تعالیٰ اس لفظ کے معنے کر کے یہ الفاظ بڑھائے گئے ہیں جو بطور ایک دلیل کے ہیں۔ فان الله تعالى اخبره بتوحيده واطلعه على غيبه واعلمه انه نبيه۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی بابت خبر دینے والا ہے پس تحقیق اللہ تعالیٰ نے اسکو خبر دی اپنی توحید کی اور اسکو اطلاع دی اپنے غیب پر اور اسکو علم دیا کہ وہ اس کا نبی ہے۔ میں افسوس کرتا ہوں۔ کہ میاں صاحب نے حقیقۃ النبوۃ میں اس لفظ کے معنے بیان کرنے میں بہت بیجا تصرف سے کام لیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں۔ "نبی کے معنے لغت والے یہ لکھتے ہیں کہ جو اللہ تعالیٰ سے خبر دینے والا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی توحید سے خبردار کیا ہو۔ اور غیب کی باتیں بتائی ہوں اور اسے کہا ہو کہ تو نبی ہے" لغت کے اصل معنے لفظ نبی کے تو صرف خبر دینے والا یا اللہ تعالیٰ کی بابت خبر دینے والا یا بڑے فائدہ والی اور سچی خبر دینے والا ہیں۔ اور بس (اور یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اخبرہ

عن کذا اور اخبرہ بکذا کے ایک ہی معنے ہیں۔ یعنی اس کو فلاں چیز کی بابت خبر دی) اور ابن اثیر نے جو مبالغہ کا لفظ بڑھایا ہے تو صرف اسلئے کہ مبالغہ صرف کثرت کا نام نہیں یعنی صرف تعداد کے لحاظ سے نہیں ہوتا۔ بلکہ کیفیت کے لحاظ سے بھی ہوتا ہے۔ تو گویا ابن اثیر نے اللہ تعالےٰ کی بابت خبر دینا جو ایک عظیم الشّان خبر ہے۔ وزن فعیل سے جو مبالغہ کے لئے بھی آتا ہے۔ اور بمعنی فاعل بھی آتا ہے۔ بطور استدلال لیا ہے۔ سو یہاں تک تو لفظ نبی کے لغوی معنے کہلا سکتے ہیں۔ یعنی خبر دینے والا۔ یا خدا کی بابت خبر دینے والا یا عظیم الشّان خبر دینے والا۔ لیکن تاج العروس کے تشریحی الفاظ فان اللہ تعالیٰ اخبرہ عن توحیدہ یہ لفظ نبی کے لغوی معنے نہیں۔ بلکہ درحقیقت اس کے لئے بطور تشریح لغوی معنے کے ساتھ مزید توضیح کیلئے بڑھائے گئے ہیں۔ پس ان کو لغوی معنے قرار دینا اور جو حقیقی لغوی معنے تھے ان کو چھوڑ دینا یا اس طرح ساتھ ملا دینا کہ گویا سارے لغوی معنے معلوم ہوں۔ یہ پہلا تصرف ہے جو میاں صاحب نے کیا ہے۔ اور دوسرا تصرف یہ ہے کہ تاج العروس کے تشریحی الفاظ میں ہے واعلمہ انہ نبیہ جس کے معنے ہیں۔ کہ اس کو علم دیا ہو کہ وہ اس کا نبی ہے۔ میاں صاحب اس کے معنے یوں کرتے ہیں۔ کہ اسنے کہا ہو کہ تو نبی ہے" یہ دوسرا تصرف ہے اعلمہ کے معنے کہا ہو" تو نہیں۔* غرض صرف یہ ہے کہ ایک فرضی تعریف جو لفظ نبی کی میاں صاحب نے حقیقۃ النبوّۃ میں کی ہے۔ اس کے لئے کبھی کوئی سہارا تلاش کرتے ہیں کبھی کوئی۔ حالانکہ وہ تعریف جو انہوں نے کی ہے آج تک نہ کسی لغت والے نے نہ کسی مفسّر نے نہ کسی محدّث نے نہ خود حضرت اعلےٰ جناب مرزا صاحب نے کی ہے۔ اور پھر تعجب یہ ہے کہ تاج العروس کے تشریحی الفاظ بھی اس تعریف پر صادق نہیں آتے۔ مگر خواہ مخواہ اس تعریف

*۔ میں پیچھے بتا چکا ہوں کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر پہلی وحی ہوئی کہ اقرا تو گو آپ کو اس وحی میں یہ کہا تو نہیں گیا کہ تو نبی ہے۔ مگر علم دیدیا گیا تھا کہ آپ نبی ہیں۔ بلکہ دوسری وحی میں بھی نہیں کہا گیا۔ کہ آپ نبی ہیں حالانکہ نبوّت کے منصب پر آپ اسی دن کھڑے تھے جس دن اقرا کی وحی نازل ہوئی میاں صاحب کو اس بارہ میں سخت دھوکا لگا ہے۔ انکا فرض تھا کہ وہ بتاتے کہ پہلی وحی جسمیں نبی کہا گیا کب نازل ہوئی تا اسوقت سے آنحضرت کو نبی سمجھا جاتا

یعنی مبشرات میں مکالمہ یا اخبار عن الغیب تو ہے۔ مگر اس خصوصیت کے ساتھ کہ وہ مکالمہ یا وہ خبر غیب خوشی پہنچانیوالی ہے۔ پس جب مکالمہ یا خبر غیب میں ایک خصوصیت بڑھی تو وہ مُبشرات بن گئی۔ اسلئے مُبشرات نوع ہوئی مکالمہ یا خبر غیب کی مگر حضرت مسیح موعود چونکہ اس کو نبوت کی ایک نوع قرار دیتے ہیں۔ اور اصطلاحی نبوّت میں کسی خصوصیت کے بڑھانے سے نہیں بلکہ بعض امور کے کم کرنے سے مبشرات رہ جاتی ہیں۔ اسلئے نوع انواع النبوّت میں حضرت مسیح موعود کے نزدیک نبوۃ سے مراد صرف مکالمہ یا خبر غیب ہے جیسا کہ ملذری نے بھی یہی معنے لے کر اس حدیث کی تفسیر کی ہے۔ پس اگر مُبشرات کو ایک نوع نبوّت کہیں گے تو نبوّت سے مُراد لغوی مفہوم یعنی صرف مکالمہ یا خبر غیب ہوگا۔ لیکن اگر حدیث کی تفسیر دوسرے رنگ میں کریں یعنی یہ مُراد لیں کہ ذھبت النّبوّۃ و بقیت المبشرات. جیسا کہ دوسری روایت اس حدیث کی ہے تو پھر معنے یہ ہونگے کہ وہ جو اصطلاحی نبوّت تھی۔ جس کی غرض انسانوں کو ہدایت پہنچانا تھا۔ وہ تو اب نہیں رہی۔ البتّہ اِس نبوّت میں ایک جزو مُبشرات بھی ہوا کرتا تھا وہ جُزو باقی ہے۔ جیسا کہ حدیث نے اسے نبوّت کے چھیالیس جُز میں سے ایک جُز قرار دیا ہے۔ تو اس صُورت میں کہہ سکتے ہیں۔ کہ نبوّت کا ایک جز باقی رہگیا۔ یا نبوّت جُزی طور پر باقی رہگئی۔ اور یہ لفظ بھی توضیح مرام میں حضرت مسیح موعودؑ نے استعمال فرمائے ہیں۔ پس یہ دونوں بیان کہ نبوّت کی ایک نوع باقی رہ گئی اور نبوت کی ایک جُزو باقی رہ گئی در اصل ایک ہی نتیجہ پیدا کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ نوع خبر غیب کی جو رہ گئی ہے وہ حقیقی نبوّت کے اجزا میں سے صرف ایک جُزو ہے۔ اِس لیئے اِس نوع کا نام جُزوی نبوّت ہے۔ غرض نبوّت کے جس مفہوم کو چاہو لو نتیجہ ایک ہی ہے۔ جو چیز نبوّت تھی وہ نہیں رہی صرف اُس کا ایک جُز یعنی مکالمۂ الٰہیہ بصُورتِ مُبشرات رہ گیا ہے اور چُونکہ مُبشرات اخبار عن الغیب کی ایک نوع ہے۔ اور اخبار عن الغیب نبوّت کا لغوی مفہوم ہے اسلیئے یوں بھی کہہ سکتے ہیں۔ کہ نبوّت یا مکالمہ

ایک نوع رہگئی ہے +

| |
|---|
| نبوّت ختم ہو گئی ۔ مگر اسکی ایک نوع باقی ہے ۔ اور وہ مبشرات ہیں |

اِس تشریح سے اور اُن تشریحات سے جو شارحین حدیث نے کی ہیں قطعی طور پر ثابت ہوتا ہے ۔ کہ مُبشرات مکالمۂ الٰہیہ کی ایک صورت ہے ۔ جس میں رویا غالب عنصر ہے ۔ اور وہ مکالمہ ویسے بھی انبیاء کے اکمل اور اتم وحی کے مقابلہ میں رویا کی نسبت رکھتا ہے ۔ یہ مُبشرات اس اُمّت کے لئے باقی ہیں ۔ مگر اصل نبوّت باقی نہیں ۔ یہ امر ایک طرف اگر اس طرح پر ثابت ہے تو دوسری طرف محدّثوں والی حدیث نے اس کو اور بھی واضح کر دیا ہے اور درحقیقت دونوں حدیثوں کو ملا کر پڑھنے سے یہ روز روشن کی طرح ثابت ہو جاتا ہے ۔ کہ مُبشرات سے وہی مکالمہ مُراد ہے ۔ جو غیر نبیوں سے یعنی محدثوں یا اولیاء اللہ سے ہوتا ہے ۔ کیونکہ ایک جگہ فرمایا

لم یبق من النبوۃ الا المبشرات

نبوّت میں سے صرف مُبشرات رہگئی ہے ۔ دوسری جگہ فرمایا ۔ کہ پہلی اُمّتوں میں خدا تعالےٰ سوائے نبیوں کے دوسرے لوگوں سے بھی ہمکلام ہوا کرتا تھا سو وہ ہمکلامی کا سلسلہ باقی ہے ۔ اور وہ ہمکلامی حضرت عمرؓ سے ہوئی ۔ اور تیسری حدیث میں یہ فرمایا کہ میری اُمّت میں اگر کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا اِن تینوں حدیثوں کو اگر ایک جگہ رکھ کر پڑھا جائے تو ختم نبوّت کے لئے اور کسی نبوّت کی ضرورت باقی نہیں رہتی ۔ اب ہم دیکھتے ہیں ۔ کہ حضرت مسیح موعود نے اپنی اس توضیح مرام والی تحریر میں لم یبق من النبوۃ الا المبشرات کی تشریح کرتے ہوئے جہاں ایک نوع نبوّت کو باقی قرار دیا ہے ۔ تو وہی مبشرات والی نوع ہے ۔ پس گویا یہاں ایک اصول قائم کیا گیا ہے ۔ کہ نبوّت کی ایک نوع باقی ہے ۔ اور وہ وہی نوع ہے جس کو حدیث میں مُبشرات کہا ہے ۔ اب ہم دیکھتے ہیں ۔ کہ کیا کسی وقت اِس تحقیق کو آپ نے ترک کر دیا ۔ اور بجائے مُبشرات والی نوع کے پھر کسی اور نوع نبوّت کو باقی سمجھا اس قدر تو ظاہر ہے ۔ کہ آپ نے یہاں مُبشرات کو ایک نوع نبوت ہی قرار دیا ۔ اور یہ بھی لکھا فانظر ایہا الناقد

کو لغت کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ کیونکہ اس میں تو پہلی بات یہ لکھی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنی توحید کی خبر دی۔ تو کیا اب نزول قرآن کے بعد بھی اللہ تعالیٰ از سرِ نو لوگوں کو توحید کی خبر دیا کریگا۔ یا کیا قرآن سے بڑھکر کوئی توحید کے لئے پہلوؤں پر اب کوئی روشنی ڈالے گا۔ اللہ تعالیٰ کے خبر دینے سے تو یہ منشاء ہے۔ کہ قرآن کی پیروی سے اسنے توحید نہ پائی ہو۔ بلکہ بطور موہبت اور براہِ راست اللہ تعالیٰ نے اُسے یہ خبر دی ہو۔ مجھے اُس سے غرض نہیں۔ کہ وہ تشریحی الفاظ جو تاج العروس کے بڑھائے ہیں۔ وہ کہانتک نبی کے اصل حقیقت پر روشنی ڈالتے ہیں۔ بلکہ سوال یہ ہے۔ کہ جب میاں صاحب نے بطور تشریح انہیں قبول کیا۔ اور پھر ایک آدمی کی تشریح کو سارے لغت والوں کی طرف منسوب کیا۔ تو کم از کم اُس کو پورا تو لکھتے بہرحال لغوی معنے لفظ نبی کے وہ نہیں۔ جو میاں صاحب نے خود بنا لئے ہیں۔ بلکہ لغوی معنے وہ ہیں۔ جو اُس کے اصل اشتقاق کے رو سے اُس کے معنے ہو سکتے ہیں۔ تو چونکہ اشتقاق اُس کا عموماً نبأ سے لیا گیا ہے۔ اور چونکہ وزن اُس کا فعیل ہے۔ اِس لئے اِس حد تک تو اُس کے معنے لغوی کہلا سکتے ہیں۔ کہ عظیم الشان خبر دینے والا یا خدا کی بابت خبر دینے والا اور یا مبالغہ میں بجائے کیفیت کے کثرت کو مدنظر رکھ کر یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ کثرت سے خبر دینے والا۔ گو کسی لغت والے نے یہ معنے نہیں کئے۔ مگر بروئے قواعد نبی کے معنے یہ ہو سکتے ہیں۔ میں اس بات کو دوہرانا چاہتا ہوں۔ کہ کثرت سے خبر دینے والا یہ معنے اہل لغت نے لغت کی کتابوں میں کیئے ہیں۔ بلکہ اُن کی طبائع کا عام رجحان اسی طرف ہے۔ کہ یہاں اگر مبالغہ بھی ہے۔ تو بلحاظ کیفیت کے ہے۔ اِس لئے خدا کی بابت خبر دینے والا۔ وہ اصل لغوی معنے لفظ نبی کے ہیں۔ جو انھوں نے کئے ہیں۔ مگر کثرت سے خبر دینے والا بھی بیشک درست معنے ہیں۔

**مُبشرات کو نوع نبوت قرار دینا نبوت کا استعمال لغوی ہے**

حضرت مسیح موعود نے اپنے ابتداء دعوے سے ہی اس مبشرات والی حدیث میں لفظ نبوت کو اپنے لغوی معنے کے لحاظ سے استعمال کیا۔ جیسا کہ میں اوپر دکھا چکا ہوں کہ آپ سے پہلے مازری نے بھی اِس حدیث لم یبق من النبوۃ الا المبشرات نبوۃ کو اپنے لغوی معنے کے لحاظ سے صرف المخبر بالغیب کے ہم معنی قرار دیا ہے۔ چنانچہ توضیح مرام میں جو بحث اِس حدیث پر آپ نے لکھی ہے۔ گو اِس میں لغوی معنے کا لفظ تو نہیں۔

مگر قرائن سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ لغوی معنے کے لحاظ سے اس لفظ کا استعمال کر رہے ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں:- وقد قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یبق من النبوۃ الا المبشرات اے لم یبق من انواع النبوۃ الا نوع واحد وھی المبشرات اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں باقی رہی نبوت سے مگر مبشرات یعنی نبوت کے اقسام میں سے صرف ایک ہی قسم باقی رہ گئی ہے۔ اور وہ نبوت ہے۔ اب ظاہر ہے۔ کہ یہاں نبوت کو ایک جنس قرار دے کر اُس کی مختلف نوعیں قرار دی ہیں۔ اور ان میں سے ایک نوع کو مبشرات کہا ہے۔ اب جنس اور نوع کا تعلق یہ ہوتا ہے۔ کہ جنس میں کچھ خصوصیات بڑھانے سے نوع بنتی ہے۔ مثلاً حیوان جنس ہے۔ تو ہاتھی۔ یا گھوڑا۔ یا انسان نوع ہے۔ اب حیوان کے مفہوم میں جب تک کوئی خصوصیت بڑھائی نہ جائے اس وقت تک نوع پیدا نہیں ہوتی۔ اسی طرح پر جب نبوت کو ایک جنس قرار دیا۔ اور مبشرات کو اس کی نوع قرار دیا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ نبوت میں کچھ خصوصیات بڑھانے سے مبشرات بنتی ہیں۔ پس یہاں نبوت معنی مکالمہ الٰہیہ یا اخبار غیب ہی لیا جا سکتا ہے۔ تو اس صورت میں حضرت مسیح موعود کی تشریح اس حدیث کی یہ ہوگی لم یبق من انواع المکالمۃ یا من انواع الاخبار عن الغیب الا المبشرات یعنی مکالمہ یا اخبار عن الغیب کے انواع میں سے ایک ہی نوع باقی رہی ہے۔ اور وہ مبشرات ہیں۔ بالفاظ دیگر مکالمہ الٰہیہ میں یا۔ اخبار عن الغیب کی احکام شرعی اوامر نواہی ہدایات مبشرات وغیرہ اقسام تھیں اب یہ تمام اقسام بند ہوگئیں۔ صرف ایک قسم ان میں سے یعنی مبشرات رہ گئی سوائے اس کے جو تشریح حدیث کی حضرت صاحب نے کی ہے۔ اس کے اور کوئی معنے نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ مبشرات نوع نہیں بن سکتی۔ جب تک کہ نبوت کو جنس نہ بنایا جائے۔ اور جب نبوت جنس ہوگی۔ تو لازماً اس سے مراد مکالمہ الٰہیہ یا اخبار عن الغیب لینا پڑیگا۔ نہ وہ اصطلاحی نبوّت جس کی مختلف نوعیں ہو نہیں سکتیں۔ کیونکہ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اصطلاحی نبوّت ایک منصب ہے جس پر ایک انسان کامل کو کھڑا کیا جاتا ہے۔ اور لغوی نبوّت ایک وسیع دائرہ ہے۔ جس میں ہر قسم کا مکالمہ الٰہیہ یا غیب کی خبر دینا شامل ہے۔ اب مُبشرات ایک خاص قسم کا مکالمۂ الٰہیہ یا خاص قسم کے اخبار عن الغیب ہے،

"تمام نبوتیں اس پر ختم ہیں اور اس کی شریعت خاتم الشرائع ہے۔ مگر ایک قسم کی نبوت ختم نہیں۔ یعنی وہ نبوت جو اس کو کامل پیروی سے ملتی ہے۔ اور جو اس کے چراغ میں سے نور لیتی ہے وہ ختم نہیں کیونکہ وہ محمدی نبوت ہے۔ یعنی اس کا ظل ہے اور اسی کے ذریعہ سے ہے۔ اور اسی کا مظہر ہے" +

اب دیکھو کہ یہاں بھی نبوت کو تو ختم ہی کہا ہے۔ لیکن ایک قسم کی نبوت باقی بتائی ہے۔ اور وہ وہی ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کامل پیروی سے ملتی ہے۔ اور اسی کتاب کے صفحہ ۲۱۸ پر یہ بھی صاف لکھدیا ہے کہ وہ نبوت جس کو ظلی نبوت یا نبوت محمدیہ قرار دیتے ہیں۔ وہ وہی مبشرات والی نبوت ہے۔ چنانچہ وہاں فرماتے ہیں۔ "اور ہم سب اس بات پر اتفاق رکھتے ہیں کہ شریعت قرآن شریف پر ختم ہوگئی ہے صرف مبشرات یعنی پیشگوئیاں باقی ہیں"۔ جن کے دل میں خدا کا کچھ بھی خوف ہے وہ سوچیں کہ کیا ایک شوشہ تک بھی اصول کی تبدیلی نظر آتی ہے۔ باب نبوت وہاں بھی بند ہے یہاں بھی بند ہے۔ ایک نوع نبوت وہاں بھی باقی ہے یہاں بھی ایک قسم کی نبوت باقی ہے۔ وہاں بھی اس نبوت کو مبشرات والی نبوت کہا۔ یہاں بھی مبشرات والی نبوت کہا۔ وہاں بھی یہ کہا کہ وہ بباعث اتباع نبوی اور فنا فی الرسول کے ملتی ہے۔ یہاں بھی فرمایا کہ وہ آپ کی کامل پیروی سے ملتی ہے۔ پھر وہاں بھی اس نوع نبوت کو اپنی ذات تک محدود نہیں رکھا بلکہ فرمایا کہ یہ نوع نبوت ہر محدث کو ملتی ہے۔ اور قیامت تک اس کا دروازہ کھلا ہے۔ چشمۂ معرفت میں بھی یہی فرمایا کہ "یہ نبوت جو نبوت محمدیہ کا ظل ہے یہ اسلئے کہ تا اسلام ایسے لوگوں کے وجود سے تازہ رہے۔ اور تا اسلام ہمیشہ مخالفوں پر غالب رہے"۔ اسباب کے ثابت کرنے کے لئے کہ آپ کا اصول اسبارہ میں کہ اصل نبوت مسدود ہے۔ اور ایک نوع یا ایک قسم نبوت باقی ہے ۱۸۸۹ء سے لے کر ۱۹۰۸ء تک جب آپ وفات پاگئے ایک ہی رہا۔ اس سے بڑھ کر صفائی ممکن نہیں۔ جو اب بھی اس کو قبول نہیں کرتا اور ایک فقرہ پر پھولا ہوا ہے اس کا اختیار ہے جو چاہے کرتا جائے +

گو میں نے چشمۂ معرفت سے جو حضرت مسیح موعود کی آخری تصنیف ہے، جو آپ کی زندگی میں لکھی گئی اور چھپی۔ یہ دکھا دیا ہے کہ آپ باب نبوت کو مسدود یقین کرنے اور

نبوت کی ایک نوع کو جو مبشرات ہے تاقیامت باقی مانتے ہیں۔ جو آنحضرت صلعم کی اتباع سے حاصل ہوسکتی ہے۔ مگر بعض لوگ حقیقۃ الوحی پر جو اس سے پہلے کی تصنیف ہے۔ زیادہ زور دیتے ہیں۔ حالانکہ وہاں بھی یہی اصول صاف الفاظ میں قائم کیا گیا ہے۔ اول حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۷ کی عبارت کو جس کو میاں صاحب نے حقیقۃ النبوت میں بڑے زور سے اس بات کی تائید میں پیش کیا ہے۔ گویا باب نبوت مسدود نہیں۔ بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی اسی طرح کھلا ہے۔ جس طرح پہلے کھلا تھا۔ اور نبوت اب بھی وہی ملتی ہے جو پہلے ملتی تھی۔ مگر اب بھی بوساطت آنحضرت ملتی ہے۔ آپ کے الفاظ یہ ہیں۔ "اور وہ خاتم الانبیاء ہے۔ مگر ان معنوں سے نہیں۔ کہ آئندہ اس سے کوئی روحانی فیض نہیں ملے گا۔ بلکہ ان معنوں سے کہ وہ صاحب خاتم ہے۔ بجز اس کی مہر کے کوئی فیض کسی کو نہیں پہنچ سکتا۔ اور اس کی امت کیلئے قیامت تک مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ کا دروازہ کبھی بند نہ ہوگا۔ اور بجز اس کے کوئی نبی صاحب خاتم نہیں۔ ایک وہی ہے۔ جس کی مُہر سے ایسی نبوّت بھی مل سکتی ہے۔ جس کے لئے امتی ہونا لازمی ہے۔ اور اس کی ہمت اور ہمدردی نے امت کو ناقص حالت میں چھوڑنا نہیں چاہا۔ اور ان پر وحی کا دروازہ جو حصول معرفت کی جڑھ ہے۔ بند رہنا گوارا نہیں کیا"! ان الفاظ سے میاں صاحب نے جو نتیجہ نکالا ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ آپ کے فیضان سے ایک ایسی نبوت ملتی ہے۔ جو پہلے کسی نبی کے اطاعت سے نہیں ملتی تھی۔ اور اس کا پانے والا امتی نبی کہلاتا ہے۔ حقیقۃ النبوت صفحہ ۲۲۸ معلوم نہیں یہ نتیجہ کن الفاظ سے نکالا گیا ہے۔ کہ آپ کے فیضان سے ایک ایسی نبوت ملتی ہے۔ جو پہلے کسی نبی کی اطاعت سے نہیں ملتی تھی۔ اگر ان الفاظ سے یہ نتیجہ نکالا گیا ہے۔ کہ بجز اس کے کوئی نبی صاحب خاتم نہیں۔ تو یہ نتیجہ درست نہیں اسی عبارت میں صاحب خاتم ہونا دو جگہ بیان کیا ہے +

اول۔ وہ صاحب خاتم ہے۔ بجز اس کے مہر کے کوئی فیض کسی کو نہیں پہنچ سکتا اور اس کی امت کیلئے قیامت تک مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ کا دروازہ کبھی بند نہ ہوگا

دوئم۔ اور بجز اسکے کوئی نبی صاحب خاتم نہیں۔ ایک وہی ہے۔ جس کی مُہر سے ایسی نبوت بھی مل سکتی ہے۔ جسکے لئے اُمتی ہونا بھی لازمی ہے +

البصیر الفہیم من ھذا اسد باب النبوّۃ علی وجہ کلی بل الحدیث یدل علی ان النبوّۃ التامۃ الحاملۃ الوحی الشریعۃ قد انقطعت ولکن النبوۃ التی لیس فیھا الا المبشرات فھی باقیۃ الی یوم القیامۃ لا انقطاع لھا ابدا۔ یعنی اے ناقد بصیر و فہیم اس سے غور کرو کہ کیا باب نبوّت کلی طور پر بند کیا گیا ہے۔ بلکہ حدیث دلالت کرتی ہے اس بات پر کہ نبوّت تامہ جو وحی شریعت کی حامل ہے وہ منقطع ہو گئی۔ لیکن وہ نبوّت جس میں سوائے مبشرات کے کچھ نہیں وہ قیامت کے دن تک باقی ہے کبھی منقطع نہیں ہو گی۔ اب یہاں صفائی سے ایک اصول حضرت مسیح موعودؑ نے قائم کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ نبوّت کا باب بند بھی ہے۔ مگر تاہم ایک نوع نبوّت باقی بھی ہے۔ اور اس نوع کا نام مبشرات ہے۔ اب سب سے پہلے ہم نے یہ دیکھنا ہے۔ کہ آیا اس اصول کو حضرت مسیح موعود نے کبھی غلط کہا یا اس کے خلاف کوئی اور اصول باندھا۔ کیونکہ سب سے پہلے اس بحث کے تمام اصولی پہلوؤں پر غور کرنا ضروری ہے۔

**مسیح موعود ابتدا سے آخر تک ایک ہی اصول پر قائم رہے**

میں پھر آپ کی اوّل اور آخری تصنیف کا ہی مقابلہ کر کے دکھاتا ہوں۔ اگر کسی شخص کے دل میں کچھ بھی عزت مسیح موعودؑ کی اور کچھ بھی حق کا پاس ہے۔ تو وہ فوراً بول اُٹھیگا کہ حضرت مسیح موعود نے جو اصول اپنی سب سے پہلی کتاب میں باندھا اُسی پر اخیر تک قائم رہے۔ اُوپر ایک حصہ میں توضیح مرام کی عبارت کا نقل کر چکا ہوں۔ اُسی اصول کی مزید تشریح اردو عبارت میں آپ نے کی ہے جہاں لکھا ہے (صفحہ ۹)

"اور اگر یہ عذر پیش ہو کہ باب نبوّت مسدود ہے اور وحی جو انبیاء پر نازل ہوتی ہے۔ اُس پر مُہر لگ چکی ہے۔ تو میں کہتا ہوں کہ نہ من کُل الوجوہ باب نبوّت مسدود ہوا ہے۔ اور نہ ہر ایک طور سے وحی پر مُہر لگائی گئی ہے۔ بلکہ جزئی طور پر وحی اور نبوّت کا اِس اُمّتِ مرحومہ کے لئے ہمیشہ دروازہ کُھلا ہے۔ مگر اس بات کو بحضورِ دل یاد رکھنا چاہئے۔ کہ یہ نبوّت جس کا ہمیشہ کے لئے سلسلہ جاری رہیگا۔ نبوّتِ تامہ نہیں بلکہ جیسا کہ میں ابھی بیان کر چکا ہوں وہ صرف ایک جزئی نبوّت ہے جو دوسرے لفظوں

ہیں محدثیت کے نام سے موسوم ہے جوانسان کامل کی اقتدا سے ملتی ہے جو مستجمع جمیع کمالات نبوّت تامہ ہے۔ یعنی ذات ستودہ صفات حضرت سیدنا ومولینا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم"۔

اس عبارت سے بھی ظاہر ہے کہ باب نبوّت کو مسدود ماننے کے باوجود ایک قسم کی نبوّت کا دروازہ اس اُمّت کے لئے تا قیامت کھلا مانا ہے۔ اور وہ نبوت وحی ہے جو انسان کامل کی اقتدا سے ملتی ہے۔ پہلے حوالہ میں جس کو مبشرات والی نبوّت کہا ہے اُسی کو یہاں ظلّی نبوّت قرار دیا ہے۔ یعنی وہ نبوّت جو انسان کامل کی اقتدا سے یا فنا فی الرسول کے ذریعہ سے ملتی ہے۔ کیونکہ یہ دونوں عبارتیں ایک ہی جگہ کی ہیں اور ممکن نہیں کہ یہاں دو الگ الگ قسم کی نبوّتوں کا ذکر ہو۔ بلکہ اسی ایک ہی قسم نبوّت کا ذکر ہے۔ ایک جگہ اس کو مبشرات والی نبوّت کہا ہے۔ دوسری جگہ گو ظلّی نبوّت کا لفظ نہیں لکھا مگر یہ بات بتا کر کہ وہ انسان کامل کی اقتدا سے ملتی ہے صاف بتا دیا ہے کہ وہ ظلّی نبوّت ہے۔ اُسی کی مزید تشریح ازالہ اوہام میں موجود ہے۔ دیکھو صفحہ ۵۷۵

"ہاں ایسا نبی جو مشکوٰۃ نبوّت محمدیہ سے نور حاصل کرتا ہے اور نبوّت تامہ نہیں رکھتا جس کو دوسرے لفظوں میں محدّث بھی کہتے ہیں وہ اس تحدید سے باہر ہے (یعنی ختم نبوت کی تحدید سے باہر ہے بالفاظ دیگر اس کا آنا ختم نبوّت کے منافی نہیں") کیونکہ وہ بباعث اتباع اور فنا فی الرسول ہونے جناب ختم المرسلین کے وجود میں ہی داخل ہے۔ جیسے جزو کل میں داخل ہوتی ہے"۔

یہاں اس بات کو اور بھی صفائی سے بیان کر دیا کہ انواع نبوّت میں سے وہ نوع جو محدث کو ملتی ہے وہ چونکہ بباعث اتباع اور فنا فی الرسول کے ملتی ہے جیسا توضیح مرام میں لکھا تھا کہ انسان کامل کی اقتدا سے ملتی ہے۔ اور وہیں دوسری جگہ لکھا تھا کہ وہ نوع مبشرات ہے۔ اسلئے وہ اس تحدید ختم نبوّت سے باہر ہے اور یہ حضرت مسیح موعود ہی نہیں کہتا بلکہ حدیثوں نے صاف طور پر ایک طرف محدثوں کا وعدہ دے کر اور دوسری طرف مبشرات کو باقی رکھ کر یہی اصول قرار دیا ہے۔ گویا نبوّت تو ختم ہے مگر ایک نوع نبوت باقی ہے۔ اور وہ نوع نبوّت مبشرات ہیں۔ وہ ان لوگوں کو ملتی ہے جو کامل طور پر اتباع حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا کرتے ہیں۔ اور فنا فی الرسول کے مقام تک پہنچ جاتے ہیں۔ اب یہ اسی اصول کو چشمۂ معرفت میں جو آپ کی سب سے آخری کتاب ہے بیان کیا ہے دیکھو صفحہ ۳۲۴

اب اِن دونوں فقروں میں پہلے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو صاحب خاتم قرار دیا ہے۔ اور پھر آپ کے صاحب خاتم ہونے سے کچھ نتیجہ نکالا ہے۔ جب پہلے فقرہ میں صاحب خاتم ہونے کے معنے یہ کئے ہیں۔ کہ "بجز اُس کی مُہر کے کوئی فیض کسی کو نہیں پہنچ سکتا"۔ حالانکہ اس کے یہ معنے نہیں۔ کہ پہلے بھی کبھی کسی نبی سے کسی کو کوئی فیض نہیں پہنچا۔ تو دوسرے فقرہ میں ایسے معنے لینے کا ہم کو کیا حق ہے۔ کہ آپ کی اطاعت سے کوئی ایسی نبوّت ملتی ہے جو پہلے کسی نبی کی اطاعت سے نہیں ملتی تھی۔ یا تو پہلے لفاظ سے بھی یہی نتیجہ نکالو۔ کیونکہ وہاں بھی لکھا ہے۔ کہ بجز اُس کی مُہر کے کوئی فیض کسی کو نہیں پہنچتا۔ تو اُس کے معنے یُوں کرو۔ کہ کبھی کسی نبی سے کسی کو کوئی فیض پہنچا ہی نہیں۔ جو ایک ایسا لغو نتیجہ ہے۔ کہ کوئی انسان ایک منٹ کے لئے بھی اسے قبول نہیں کر سکتا۔ اور یا اگر ان الفاظ کے کہ بجز اس کی مُہر کے کوئی فیض کسی کو نہیں پہنچ سکتا۔ یہ معنے ہو سکتے ہیں اور فی الحقیقت یہی ہے کہ خاتم النّبیّین کے ظاہر ہونے کے بعد فیوض کے دروازے سب بند ہو گئے ہیں۔ سوائے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کے دروازے کے تو یہی معنے دوسرے فقرہ کے بھی ہیں۔ اور اُس کی مزید شہادت اِن الفاظ سے ملتی ہے۔ جو حقیقت الوحی کی منقولہ بالا عبارت کے آگے سلسلہ کلام ہے۔ اور جن کے چھوڑ دینے کی وجہ سے ایک غلط نتیجہ نکالا گیا ہے۔ ورنہ وہ الفاظ کافی طور پر مطلب کو واضح کرتے ہیں۔ اور وہ الفاظ یہ ہیں:۔

"ہاں اپنی رسالت کا نشان قائم رکھنے کے لئے یہ چاہا کہ فیض وحی آپ کی پیروی کے وسیلہ سے ملے۔ اور جو شخص اُمّتی نہ ہو اُس پر وحی الٰہی کا دروازہ بند ہو سو خدا نے ان معنوں سے آپ کو خاتم الانبیاء ٹھیرایا۔ لہذا قیامت تک یہ بات قائم ہوئی۔ کہ جو شخص سچّی پیروی سے اپنا اُمّتی ہونا ثابت نہ کرے۔ اور آپ کی متابعت میں اپنا تمام وجود محو نہ کرے ایسا انسان قیامت تک نہ کوئی کامل وحی پا سکتا ہے اور نہ کامل مُلہم ہو سکتا ہے۔ کیونکہ مستقل نبوت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی ہے۔ مگر ظلی نبوّت جس کے معنے ہیں کہ محض فیض محمدی سے وحی پانا وہ قیامت تک باقی رہیگی

تا انسانوں کی تکمیل کا دروازہ بند نہ ہو۔ اور تا یہ نشان دُنیا سے مٹ نہ جائے سو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہمّت نے قیامت تک یہی چاہا ہے۔ کہ مکالمات اور مخاطباتِ الٰہیّہ کے دروازے کھلے رہیں۔ اور معرفتِ الٰہیّہ جو مدارِ نجات ہے مفقود نہ ہو جائے"۔

اب جو شخص اِس عبارت کو ذرا بھی غور سے پڑھیگا وہ دیکھ لیگا کہ میاں صاحب نے جو نتیجہ پہلی عبارت سے نکالا ہے وہ سراسر غلط ہے۔ درحقیقت جو کچھ فرمایا ہے گو اُس کے الفاظ میں تھوڑا تھوڑا تغیّر ہو مگر ماحصل سب کا ایک ہی ہے۔ یعنی یہ کہ اول فرمایا۔ کہ صاحبِ خاتم ہونے کے معنے یہ ہیں۔ کہ بجز اُس کی مُہر کے کوئی فیض کسی کو نہیں پہنچ سکتا۔ پھر فرمایا کہ صاحب خاتم ہونے سے یہ مُراد ہے کہ اُس کی مُہر سے ایک ایسی نبوّت بھی مل سکتی ہے جس کے لئے اُمّتی ہونا لازمی ہے۔ اب اُمّتی ہونے کے معنے یہی ہیں۔ کہ کامل اطاعت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کی جائے۔ اور اپنے آپ کو آنحضرت کی محبّت میں فنا کر دیا جائے تب آپ کے فیض سے ایک قسم کی نبوّت بھی مل سکتی ہے۔ وہ نبوّت کیا ہے۔ اُس کو آخر میں جا کر صاف حل کر دیا ہے۔ کہ وہ ایک ظلّی نبوت جس کے معنے ہیں فیض محمدؐ سے وحی پاتا ہے۔ اور یہ بھی فرمایا۔ کہ وہ قیامت تک باقی رہیگی۔ اب دیکھ لو۔ جو کچھ توضیحِ مرام میں فرمایا تھا۔ کہ ایک قسم کی نبوّت باقی ہے۔ جو انسان کامل کی اتّباع سے ملتی ہے۔ اور پھر ازالۂ اوہام میں فرمایا تھا۔ کہ "ایسا نبی آسکتا ہے جو مشکوٰۃ نبوّت محمدیّہ سے نور حاصل کرتا ہے"۔ "کیونکہ وہ بباعث اِتّباع اور فنافی الرسول ہونے کے جناب ختمُ المرسلین کے وجود میں ہی داخل ہے۔ جیسے جزو کُل میں داخل ہوتی ہے"۔ بعینہٖ اُسی کے مطابق یہاں فرمایا کہ مُستقل نبوّت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی۔ ہاں ظلّی نبوّت باقی ہے۔ اور اِس ظلّی نبوّت کے معنے بھی بتا دیئے کہ اِس سے مُراد ہے "محض فیضِ محمدی سے وحی پانا"۔ یہ نبوّت کی قسم قیامت تک باقی رہیگی۔ اور اُس کی وجہ یہ فرمائی۔ کہ تا انسانوں کی تکمیل کا دروازہ بند نہ ہو جس سے معلوم ہوا۔ کہ اگر آنحضرت

صلے اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں اِس قسم کی نبوّت نہ ملے تو گویا اِنسانوں کی تکمیل کا دروازہ ہی بند ہو گیا۔ اور پھر آخری فقرہ میں اِسی کی تشریح فرمائی۔ کہ مکالمات اور مخاطباتِ الٰہیّہ کے دروازے کھلے رہیں۔ غرض اِن لفظوں کی رُو ایک وہی ہے جس کی مُہر سے ایسی نبوّت بھی مل سکتی ہے جس کے لئے اُمتی ہونا لازمی ہے"۔ سوائے اِس کے کچھ معنی نہیں کہ آپ کی طفیل سے وہ ظلّی نبوّت مل سکتی ہے۔ جس کے معنے ہیں فیضِ محمدیؐ سے وحی پانا۔ اور وہ اصُول جو توضیح مرام میں قائم کیا تھا اُس میں ایک ذرّہ بھر تبدیلی نہیں ہُوئی۔ بلکہ بعینہٖ اسی طرح قائم ہے۔ باقی رہی یہ بات کہ اِس جگہ حاشیے میں حضرت صاحب نے لکھا ہے "لیکن اِس اُمت میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی برکت سے ہزارہا اولیا ہُوئے ہیں۔ اور ایک وہ بھی ہُوا ہے جو اُمتی بھی ہے اور نبی بھی۔ اِس کثرت فیضان کی کسی نبی میں نظیر نہیں مل سکتی"۔ یہ اَور بھی اُسی نتیجہ کی مُؤیّد ہے جو اوپر پیش کیا گیا ہے۔ کیُونکہ یہاں کثرت فیضان میں حقیقی فضیلت بتائی۔ کہ پہلی اُمتوں میں بہت کم لوگ ایسا فیضان پانے والے ہوتے تھے جیسا کہ صفحہ ۹۷ کے حاشیہ میں صاف لکھا ہے "اور حضرت موسےٰ اور حضرت عیسےٰ کی اُمّت اولیاء کے وجُود سے عموماً محروم رہی تھی۔ اور کوئی شاذ نادر ان میں ہُوا تو وہ حُکم معدُوم کا رکھتا ہے"۔ پس غرض یہاں صرف اِسی قدر ہے۔ کہ آنحضرت کا فیضان بہت زیادہ ہُوا۔ یہ مُراد نہیں کہ پہلے انبیاء کا مُطلقاً کوئی اِس قسم کا فیضان تھا ہی نہیں جیسے آنحضرت کا ہے۔ ہاں یہ الفاظ ہیں کہ ہزارہا اولیاء ہُوئے ہیں۔ اور ایک وہ بھی ہُوا جو اُمتی بھی اور نبی بھی۔ یہاں صرف ایک کی خصوصیّت کی ہے۔ جس کی تشریح میں علیحدہ حضرت مسیح موعُود کی خصوصیّت کے نیچے کرونگا مگر اِس قدر کہہ دینا ضرُوری سمجھتا ہوں۔ کہ اُمتی اور نبی کوئی ایسی اصطلاح نہیں جو سنہ ۱۹۰۱ء کے بعد حضرت مسیح موعود کو سُوجھی ہو بلکہ یہی اصطلاح ازالہ اوہام میں بھی آپ نے اِستعمال کی ہے۔ جہاں مُحدّث کو اُمتی بھی قرار دیا ہے اور نبی بھی۔ جیسا کہ صفحہ ۲۸۶ پر ہے "اگر مثالی طور پر مسیح یا ابن مریم کے لفظ

سے کوئی اُمّتی شخص مُراد ہو جو مُحدّثیت کا رُتبہ رکھتا ہو تو کوئی بھی خرابی لازم نہیں آتی۔ کیونکہ مُحدّث من وجہ نبی بھی ہوتا ہے۔ مگر وہ ایسا نبی ہے۔ کہ جو نبوّت محمدّیہ کے چراغ سے روشنی حاصل کرتا ہے۔ اور اپنی طرف سے براہِ راست نہیں بلکہ اپنے نبی کی طفیل سے علم پاتا ہے" پس نبی اور اُمّتی کی اصطلاح کوئی نئی اصطلاح نہیں۔ بلکہ ازالۂ اوہام میں تو یہ بھی ہے۔ "کہ اُمّتی اور نبی دونوں شانیں صرف مُحدّث میں پائی جاتی ہیں۔ اور کامل نبی میں دونوں شانیں پائی ہی نہیں جاتیں"۔ اور علاوہ ازیں اگر ایک ہی اُمّتی نبی ساری اُمّت میں پیدا ہونا تھا تو پھر اُس کو بطور قانون کے پیش کرنا اور یہ کہنا کہ قیامت تک ایسا ہوتا رہیگا فضُول ہے۔ کم از کم ہماری بحث اصُولی ہے۔ اور پہلے یہ دیکھنا ہے۔ کہ قانُون کیا ہے۔ جو بات قانُون کے نیچے نہ آئے وہ قابلِ قبُول نہیں۔ یہ تو حقیقۃ الوحی کا ایک حوالہ ہے۔ اور یہی اسی کتاب میں کئی جگہ یہی مضمُون موجُود ہے۔ کہ نبُوّت منقطع ہوگئی۔ مگر ایک قسم کی نبُوّت باقی ہے جو فیض محمّدی سے ملتی ہے۔ جیسا استفتاء ضمیمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶ پر ہے :-

ولیس مرادہ من النبوّۃ الا کثرۃ مکالمۃ اللّٰہ و کثرۃ انباء من اللّٰہ وکثرۃ ما یوحی و یقول ما نعنی من النبوّۃ ما یعنی فی الصحف الاولیٰ بل ھی درجۃ لا تعطی الا من اتباع نبیّنا خیر الوریٰ وکل من حصلت لہٗ ذالک الدرجۃ یکلم اللّٰہ ذالک الرجل بکلام اکثر واجلیٰ والشریعۃ تبقی بحالھا لا ینقص منہا حکم ولا یزید ھدی ۔

ترجمہ۔ اور نہیں مُراد اس کی نبُوّت سے کچھ مگر کثرت اللہ تعالےٰ کے مکالمہ کی اور اللہ تعالےٰ سے خبروں کی اور کثرت اس کی جو وحی کی جاتی ہے۔ اور وہ کہتا ہے ہم نبوت کے وہ معنے نہیں لیتے جو صحفِ اولےٰ میں معنے لئے جاتے تھے۔ بلکہ وہ ایک درجہ ہے جو نہیں دیا جاتا۔ مگر بوجہ اِتّباع

ہمارے نبی خیر الورٰی کے اور ہر ایک شخص جس کو وہ درجہ حاصل ہوتا ہے اللہ تعالےٰ کلام کرتا ہے اُس شخص سے اکثر اور روشن کلام اور شریعت اپنے حال پر باقی رہتی ہے نہ اس سے کوئی حکم کم ہوتا ہے اور نہ کوئی ہدایت بڑھتی ہے +

یہاں بھی ایک قسم کی نبوّت باقی رہنے کا ذکر کیا ہے۔ مگر یہ صاف بتادیا ہے کہ اس سے مُراد وہ نہیں جو صحفِ اولےٰ میں مُراد لی جاتی تھی۔ بلکہ یُوں کہنا چاہیئے کہ یہ نبُوّت نہیں ایک درجہ ہے جو رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے ملتا ہے۔ اور پھر یہ الفاظ کل من حصلت لہ ذالک الدرجۃ صاف بتاتے ہیں کہ یہ کسی ایسی بات کا ذکر ہے جو بہتوں کو حاصل ہو چکی ہے۔ کیونکہ یہاں فرمایا کہ ہر ایک شخص جس کو یہ درجہ حاصل ہو اس سے اللہ تعالےٰ کثرت سے کلام کرتا ہے۔ اب اگر ساری اُمّت میں ایک ہی شخص ایسا ہوا ہے تو پھر یہ لفظ بالکل بےمعنی ہیں کہ ہر ایک شخص جس کو یہ درجہ حاصل ہو۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں اسی نوع نبوّت کی طرف اشارہ ہے۔ اور یہ صاف بتادیا ہے کہ اس کے ہم اصطلاحی معنے نہیں لیتے۔ یہی مُراد ہے اُن الفاظ سے کہ ہم نبوت کے وہ معنے نہیں لیتے جو صحف اولےٰ میں لئے جاتے تھے۔ بلکہ ایک خاص معنے لیتے ہیں یعنی کثرت مکالمہ جو درحقیقت اس لفظ کے لغوی معنے ہیں۔ اس کی تشریح اور بھی کھول کر اسی جگہ حاشیہ میں کردی ہے +

مع ذالک ذکرت غیر مرۃ ان اللہ ما اراد من نبوتی الا کثرۃ المکالمۃ والمخاطبۃ وھو مسلم عند اکابر اھل السنۃ فما النزاع لیس الا نزاعاً لفظیا۔ ترجمہ باوجود اس کے میں کئی مرتبہ ذکر کر چکا ہوں کہ اللہ تعالےٰ نے میری نبوّت سے مُراد نہیں لیا کچھ سوائے کثرت مکالمہ اور مخاطبہ کے اور وہ مسلم ہے اکابر اہلِ سُنّت کے نزدیک پس نزاع نہیں مگر نزاع لفظی اب یہاں کس صفائی سے بیان فرمادیا کہ نبوّت سے جو میری مُراد کثرت مکالمہ ومخاطبہ ہے وہ ایک ایسی بات ہے جو اکابر اہلِ سُنّت کے نزدیک مُسلّم ہے۔ اور جو وہ نزاع صرف نزاع لفظی ہے۔ اب غور کرو کہ وہ کون سی بات ہے جو اکابر اہل سُنّت کے نزدیک مُسلّم ہے۔ حدیثوں کو پڑھ جاؤ۔ اُس کی شرحوں کو پڑھ جاؤ۔ ائمہ کی کتابوں کو پڑھ جاؤ صرف ایک ہی بات ہے جو اکابر اہل سُنّت کے نزدیک مُسلّم ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ اس اُمّت

ہیں مکالمہ الٰہی محدثوں سے ہوتا ہے پس معلوم ہؤا کہ حضرت مسیح موعود یہاں کسی ایسی نبوّت کا ذکر کر رہے ہیں۔ جو اپنے مفہوم کے لحاظ سے اُس کو اہلسنّت کے اکابر نے مانا ہے۔ اب اس نبوّت کو جسے میاں صاحب پیش کرتے ہیں۔ اکابر اہلسنت نے کبھی بھی نہیں مانا۔ کہ اِس اُمّت میں اس کا سلسلہ جاری رہیگا۔ اور لوگ سچ مچ نبی بن جایا کرینگے۔ بلکہ اُنہوں نے جو کچھ مانا ہے وہ یہ ہے کہ اس اُمّت میں ایسے لوگ ہونگے جن کی نسبت حدیث میں آیا ہے۔ یکلّمون من غیر ان یکونوا انبیاءً نبی نہیں ہونگے۔ مگر اُن سے مکالمہ ہوگا۔ اُنھوں نے مانا ہے کہ اس امت میں وحی ولایت کا سلسلہ جاری ہے۔ مگر وحی نبوّت قطعاً مسدود ہے انہوں نے مانا ہے۔ کہ اس اُمّت میں جبرئیل وحی نبوّت لے کر آنحضرت کی وفات کے بعد کبھی نہیں آئیں گے۔ پس جب حضرت مسیح موعود صاف طور پر اس بات کو تسلیم کرتے ہیں۔ کہ میں بات وہی پیش کرتا ہوں جو اکابر اہل سُنّت کے نزدیک مُسلّم ہے صرف نزاع لفظی ہے تو وہ نزاع لفظی بھی ہو سکتی ہے۔ کہ اہل سُنّت اس قسم کی وحی کا نام محدثیت رکھتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود نے اس کا نام بلحاظ لغوی معنے کے نبوّت رکھا ہے۔ غور کر کے دیکھ لو۔ کہ ان الفاظ کے سوا اس کے کچھ معنے ہو ہی نہیں سکتے ؛

دو اور مقام حقیقۃ الوحی میں ہیں جہاں اسی قسم کی نبوّت کا باقی رہنا مانا ہے جیسا توضیح مرام اور ازالہ اوہام میں۔ اور دونوں مقام صفحہ ۶۴ الاستفتاء ضمیمہ حقیقۃ الوحی پر ہیں۔ پہلے فرمایا:۔

والنبوۃ قد انقطعت بعد نبینا صلی اللہ علیہ ولا کتاب بعد الفرقان الذی ھو خیر الصحف السابقۃ ولا شریعۃ بعد الشریعۃ المحمدیۃ بید انی سمیت نبیاً علی لسان خیر البریۃ وذالک امر ظلی من برکات المتابعۃ . . . . وما عنی اللہ من نبوتی الا کثرۃ المکالمۃ والمخاطبۃ۔

ترجمہ اور نبوت ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد منقطع ہوگئی۔ اور نہ کوئی کتاب ہے بعد فرقان کے جو سب پہلے صحیفوں سے بہتر ہے اور نہ کوئی شریعت ہے بعد شریعت محمدیہ کے سوائے اسکے کہ میرا نام خیر البریہ کی زبان پر نبی رکھا گیا۔ اور یہ امر ظلی ہے جو پیروی کی برکات سے حاصل ہؤا ہے۔ اور میری نبوّت سے خدا نے کچھ مُراد نہیں رکھا سوائے

کثرتِ مکالمہ ومخاطبہ کے یہاں اپنی نبوّت کو صاف ایک امر ظلّی قرار دیا ہے جو پیروی کی برکات سے پیدا ہوا ہے۔ اب اسی توضیح مرام کے سب سے پہلے حوالہ کو دیکھو کہ وہاں ایک انسان کامل کی اقتدا سے جو نبوّت ملتی ہے۔ اسکو تسلیم کیا ہے یا نہیں میں حیران ہوں جب اِس قدر صریح مطابقت کے ہوتے ہوئے ایسی جرأت کیجاتی ہے۔ کہ ان تحریروں کو ایک دوسرے کے مخالف قرار دے کر ایک بڑے حصّہ کو رد کیا جاتا ہے۔ حالانکہ کس قدر صاف بات ہے۔ توضیح مرام میں بھی لکھا ہے کہ ایک قسم کی نبوّت انسان کامل کی اقتداء سے ملتی ہے یہاں بھی لکھا ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی برکت سے مجھے ایک ظلّی نبوّت ملی ہے۔ یہاں اس کا نام کثرت مکالمہ ومخاطبہ اور ظلّی نبوّت رکھا ہے۔ وہاں اس کا نام مبشرات والی نبوّت اور جزوی نبوت رکھا ہے پھر لکھتے ہیں:-

وان رسولنا خاتم النبیین وعلیہ انقطعت سلسلۃ المرسلین فلیس حق احد ان یدعی النبوۃ بعد رسولنا المصطفٰے علی الطریقۃ المستقلۃ وما بقی بعدہٗ الا کثرۃ المکالمۃ۔

ترجمہ۔ اور ہمارے رسُول خاتم النبیین ہیں اور آپ پر مرسلین کے سلسلہ کا انقطاع ہوگیا۔ پس کسی کا حق نہیں کہ مستقل طور پر ہمارے رسول مصطفٰے کے بعد نبوت کا دعوےٰ کرے۔ اور اس کے پیچھے کچھ باقی نہیں۔ مگر کثرت مکالمہ۔ یہاں بھی آپ کے بعد کچھ باقی رہنے کا ذکر ہے۔ اور اس کا نام کثرت مکالمہ رکھا ہے۔ پھر توضیح مرام کی عبارت کے سامنے اِن الفاظ کو رکھو۔ وہاں بھی آنحضرت کے بعد کچھ باقی مانا ہے۔ اور وہ مبشرات ہیں یہاں اسی کا نام کثرت مکالمہ رکھا ہے۔ میں نہیں جانتا کہ کونسا اصول باندھا تھا جس کو توڑا گیا۔ مجھے تو دونوں تحریریں ایک ہی رنگ میں رنگی ہوئی نظر آتی ہیں اور میں تو اسے آپکے صداقت کا ثبوت یقین کرتا ہوں کہ آپ کا مذہب شروع سے ایک ہی رہا ہے۔ ہاں یہ میں نہیں کہتا کہ کبھی قرآن کریم کے کسی لفظ کے معنے کرنے میں یا کسی پیشگوئی کی حقیقت سمجھنے میں آپ کو اجتہادی غلطی نہیں لگی۔ مگر اصُول جو آپ نے باندھے ہیں وہ شروع سے اخیر تک ایک ہی رہے ہیں۔ اور اگر اصول پر بھی انسان غلطی پر غلطی کرتا چلا جائے۔ اور پندرہ سال تک لگاتار ایک اصُول باندھ کر اسکی تائید

میں شہادتوں کے دفتروں کے دفتر لکھ دیئے اور پھر کہہ دے کہ یہ سب کچھ غلط تھا۔ تو ایسے آدمی سے وہ معمولی عالم بھی ہو تو ایمان اُٹھ جاتا ہے۔ چہ جائیکہ مُدّعی الہام بھی ہو۔

**جو نوع نبوّت باقی وہ محدثیت ہے**

اب جبکہ ہم کو یہ معلوم ہو گیا کہ حضرت مسیح موعود نے اپنی پہلی اور پچھلی تحریروں میں ایک ہی اصول باندھا ہے۔ اور وہ اصول یہ ہے کہ باب نبوت تو مسدود ہے مگر ایک نوع کی نبوت مل سکتی ہے۔ یوں نہیں کہیں گے۔ کہ نبوّت کا دروازہ کھلا ہے۔ بلکہ یہ کہیں گے کہ نبوت کا دروازہ بند ہے۔ مگر ایک نوع کی نبوّت باقی رہ گئی ہے۔ اور قیامت تک رہیگی۔ یوں نہیں کہیں گے۔ کہ ایک شخص اب بھی نبی ہو سکتا ہے۔ یوں کہیں گے کہ ایک نوع کی نبوّت اب بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے حاصل ہو سکتی ہے۔ اس کا نام ایک جگہ مبشرات ایک جگہ جزوی نبوت ایک جگہ محدثیت ایک جگہ کثرت مکالمہ رکھا ہے۔ مگر نام کوئی بھی رکھا ہو اس کا طرۂ امتیاز یہ قرار دیا ہے کہ وہ ایک انسان کامل محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے مل سکتی ہے۔ وہ فنا فی الرسول سے حاصل ہوتی ہے۔ وہ نبوّت محمدیہ کی مستفاض ہے وہ چراغ نبوی کی روشنی ہے۔ وہ اصلی کوئی چیز نہیں ظل ہے۔ ساری بحث اسی پر آ رہتی ہے۔ کہ وہ نبوّت اس اُمّت میں آج تک ایک ہی شخص یعنی مسیح موعود کو ملی ہے یا اور کسی کو بھی اس امت میں ملی ہے۔ یہ تو ظاہر ہے کہ دو قسم کی نبوت کا باقی رہنا نہیں مانا۔ ایک ہی قسم کی نبوّت کا باقی رہنا مانا ہے۔ اگر کوئی شخص حضرت مسیح موعود کی کسی کتاب میں یہ دکھا دے کہ آپ نے کہا ہو کہ دو قسم کی نبوت باقی ہے۔ ایک وہ جو محدثوں کو ملتی ہے یا محدثیت کے نام سے موسوم ہے اور دوسری وہ جو نبیوں کو ملتی ہے۔ اور نبوت کے نام سے موسوم ہے۔ تو بیشک اُس کا حق ہے کہ حضرت مسیح موعود کی طرف ختم نبوّت سے اِنکار کو منسوب کرے مگر یہ بات حضرت صاحب کی تحریروں میں کہیں نہیں ملیگی۔ لہٰذا اب ہم نے صرف اسی قدر دیکھنا ہے۔ کہ جہاں جہاں اصولاً ایک قسم یا نوع نبوّت کا باقی رہنا مانا ہے۔ وہاں الفاظ سے ایسا پایا جاتا ہے کہ جس قسم نبوّت کا باقی رہنا مانتے ہیں وہ ساری اُمّت میں اپنے لئے

خاص کرتے ہیں۔ یا وہ عام الفاظ ہیں جن میں دوسرے بھی شامل ہو سکتے ہیں۔ اور پھر آیا واقعی دوسروں کو کہیں شامل بھی کیا ہے۔ ان امور کے فیصلہ کے لئے اب پھر میں توضیح مرام کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ جہاں صاف الفاظ میں اعتراف فرماتے ہیں +

۱۔ "وہ یہ نبوت جس کا ہمیشہ کے لئے سلسلہ جاری رہیگا۔ نبوت تامہ نہیں۔۔۔۔۔۔ وہ صرف ایک جزئی نبوت ہے۔ جو دوسرے لفظوں میں محدثیت کے اسم سے موسوم ہے"

یہاں تو اس نوع نبوت کا نام ہی محدثیت رکھدیا۔ اور وہیں آگے چل کر فرماتے ہیں ۲۔ و المحدث نبی باعتبار حصول نوع من انواع النبوۃ۔ انواع نبوت میں سے ایک نوع کے حاصل ہونے کی وجہ سے محدث نبی ہے۔ پھر فرماتے ہیں ۳۔ ای لم یبق من انواع النبوۃ الا نوع واحد وھی المبشرات من اقسام الرویا الصادقۃ والمکاشفات الصحیحۃ والوحی الذی ینزل علی خواص الاولیاء یعنے انواع نبوت میں سے صرف ایک نوع باقی رہ گئی ہے اور وہ مبشرات ہیں۔ از اقسام رویائے صادقہ و مکاشفات صحیحہ اور از قبیل وحی جو خواص اولیاء پر اترتی ہے۔ جس سے معلوم ہوا کہ یہ مبشرات والی نبوت خواص اولیاء کو حاصل ہے۔ ۴۔ پھر ازالہ اوہام صفحہ ۹۱۴ پر ہے کہ "وہ خدا تعالےٰ کو اپنے اولیاء سے مکالمات و مخاطبات واقع ہوتے ہیں۔ اور کلام لذیذ رب عزیز کی بوقت دعا اور دوسرے اوقات میں بھی اکثر وہ سنتے ہیں"۔ جس سے معلوم ہوا کہ اولیاء اللہ کے ساتھ کثرت سے مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ ہوتا ہے۔ ۵۔ پھر وہیں مجدد الف ثانی کے حوالہ سے لکھتے ہیں "اور جو شخص کثرت سے شرف ہمکلامی کا پاتا ہے۔ اس کو محدث بولتے ہیں"۔ اس سے بھی معلوم ہوا کہ محدث کے ساتھ کثرت سے مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ ہوتا ہے +

یہ سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے کے چند حوالجات ہیں۔ بعد میں مواہب الرحمن ہے جس میں صفحہ ۶۷ پر لکھا ہے ونعتقد بان لا نبی بعدہ الا الذی ھو من امتہ۔۔۔ فمن کان من النبی وفی النبی فانما ھو لانہ فی اتم مقام الفناء۔۔۔۔۔ ۔۔۔۔۔۔ وھذا ھو الحق الذی لیشھد علی برکات نبینا ویری الناس حسنہ فی حلل التابعین الفانین فیہ بکمال المحبۃ والصفاء۔ ترجمہ اور ہم اعتقاد رکھتے ہیں کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ مگر جو آپ کی امت سے ہو

........ پس جو شخص نبی سے ہو اور نبی ہیں ہو۔ پس وہ تو وہی ہے۔ کیونکہ وہ اتم مقام فنا میں ہے ......... اور یہ وہ حق ہے جو ہمارے نبی کے برکات پر شہادت دیتا ہے۔ اور لوگوں کو اس کا حسن ان لوگوں کے پیرایہ میں دکھاتا ہے جو اس کی پیروی میں فنا ہو چکے ہیں کمال محبت اور صفائی کے ساتھ۔ یہاں شروع میں آپ کی امت میں سے ہو کر اور آپ میں فنا ہو کر نبی کا ہونا جایز رکھا ہے۔ اور آخر میں صیغہ جمع استعمال کر کے۔ اور آپ کے حسن پر یہ شہادت لا کر کہ وہ آپ کے ان پیروں میں ظاہر ہوتا ہے جو آپ میں فنا ہو چکے ہیں صاف طور پر ان ہزار ہا فانیوں میں اس نبوت کا ہونا مانا ہے۔ جس کا آپ کے بعد باقی رہنا مانا ہے ؛

ایسا ہی حقیقۃ الوحی کے ان حوالوں میں جو اوپر دیئے جا چکے ہیں۔ صاف طور پر کل من حُصلت لہ ھذہ الدرجۃ کے الفاظ میں اس درجہ کا حصول اپنے لئے مخصوص نہیں کیا۔ حالانکہ اگر ایک ہی امتی اور نبی ہے تو یہ لفظ بے معنی ہیں اور پھر آخر میں چشمہ معرفت میں نہایت ہی صفائی سے حصہ دویم کے صفحہ ۴ پر لکھا ہے "جو لوگ قرآن شریف پر ایمان لائیں گے ان کو مبشر خوابیں اور الہام دیئے جائیں گے۔ یعنی بکثرت دیئے جائیں گے ......... چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ قدیم سے خدا تعالےٰ کا یہ وعدہ پورا ہوتا چلا آیا ہے۔ اور اس زمانہ میں ہم خود اس کے شاہد رویت ہیں۔ یہاں پھر وہی مبشرات ہیں جن کا ذکر توضیح مرام میں ہے۔ اور یہاں بکثرت مبشرات کے قرآن شریف کے کامل پیروؤں کو ملتا مانا ہے۔ اور پھر یہ نہیں کہ جس طرح میاں صاحب نے حقیقۃ النبوۃ میں لکھدیا ہے۔ کہ چونکہ نبوت انسانی کمال کا آخری مرتبہ ہے۔ اور وہ سب کو اس امت میں ملی نہیں۔ اس لئے کامل پیرو بھی کوئی نہیں ہوا۔ بلکہ صاف الفاظ میں فرمایا۔ کہ قدیم سے یعنی جب سے قرآن کریم نازل ہوا۔ خدا تعالےٰ کا یہ وعدہ پورا ہوتا چلا آیا ہے۔ یعنے ایسے کامل لوگ ہوتے رہے ہیں۔ جن کو بکثرت خوابیں اور الہام دیئے گئے۔ اور دوسرے خوارق دیئے گئے۔ پس یہ قطعی فیصلہ ہے اس بات کا کہ کثرت مکالمہ و مخاطبہ میں سن ۱۹۰۱ء سے پہلے بھی اور بعد بھی اصولاً دیگر اولیاء اللہ کو اپنے ساتھ شریک مانا ہے۔ اور جس نوع نبوت کو اپنے لئے جایز مانا ہے۔ اس کو دوسروں کے لئے بھی جایز مانا ہے اس قدر تصریحات کے ہوتے ہوئے حقیقۃ الوحی

کے ایک حوالہ کو جس میں خصوصیت کا ذکر ہے پکڑ کر بیٹھ جانا طریق تقویٰ ہے نہیں جہاں جہاں بات اصول کے رنگ میں کی ہے نہایت صفائی سے اپنے ساتھ یا اپنے آپ کو دوسروں کے ساتھ شریک کیا ہے۔ باقی رہی آپ کی خصوصیت سو اس کا ذکر علیحدہ ہوگا۔ مگر ان تمام حوالجات سے ظاہر ہے کہ وہ نوع نبوت جو باقی مانی ہے اس میں کل محدثین کو شامل مانا ہے۔ اس لئے یہ نبوت درحقیقت محدثیت ہی ہے۔

## کیا مبشرات عین نبوت ہیں؟

جیسا کہ میں نے اوپر دکھایا وہ نوع نبوت جو باقی ہے۔ وہ مبشرات ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود نے اگر مبشرات کی جگہ کوئی دوسرا لفظ رکھا ہے۔ تو وہ کثرت مکالمہ ومخاطبہ ہے۔ اور یہ بھی میں نے دکھایا ہے کہ یہ مبشرات والی نبوت یا کثرت مکالمہ مخاطبہ والی نبوت آپ نے قیامت تک باقی مانی ہے۔ اور یہ بھی مانا ہے کہ اس کے پانے والے مجھ سے پہلے بھی ہوتے رہے۔ اور مجھ سے بعد بھی ہوں گے سن ۱۹۰۱ء سے پہلے بھی یہ کہا اور سن ۱۹۰۱ء کے بعد بھی یہ کہا۔ تو اب نبوت کا دروازہ کھلنے کے لئے کوئی گنجائش باقی نہیں۔ مگر میاں صاحب نے حقیقۃ النبوت میں ایک اور پہلو اختیار کیا ہے۔ اور حدیث لم یبق من النبوۃ الا المبشرات کو مان کر یہ لکھا ہے کہ مبشرات ہی عین نبوت ہیں۔ اور اس پر مزید شہادت اس آیت قرآنی کی پیش کی ہے کہ ما نرسل المرسلین الا مبشرین و منذرین یعنی ہم رسولوں کو نہیں بھیجتے مگر بشارت دیتے ہوئے اور ڈراتے ہوئے۔ اب پہلے ہم میاں صاحب کے اصلاح کو لیکر حدیث کو پرکھتے ہیں۔ تو حدیث گویا یوں ہوئی کہ لم یبق من النبوۃ الا عین النبوۃ۔ نبوت میں سے کچھ باقی نہیں رہا۔ مگر عین نبوت۔ اب میں پوچھتا ہوں کہ یہ کلام کس عقلمند کی طرف منسوب ہوسکتا ہے۔ چہ جائیکہ ایسی تجریات سرچشمہ نبوت سے نکلے۔ پھر اگر عین نبوت باقی تھی تو یہ جو اس قدر احادیث بھری پڑی ہیں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ یہ جو آپ نے صحابیوں کو کہا کہ تم نبی تو ہو جاتے لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ یہ تمام احادیث گویا موضوع قرار دینی پڑیں گی۔ کیا یہی اصول تفسیر صحیح ہے کہ ہم ایک آیت یا احادیث کے وہ معنے کریں جس کے ساتھ

باقی تمام انبار کو ردی ٹھیرانا پڑے۔ افسوس کہ یہ اصول میاں صاحب کو کہاں سے کہاں لے گیا۔ یہی اصول انہوں نے حضرت مسیح موعود کے کلام کے معنے کرنے میں برتا کہ ایک فقرہ حقیقت الوحی کا لیکر اس کے وہ معنے کئے کہ آپ کے پندرہ سال کے علوم کو ردی کا انبار قرار دیا۔ اب ایک حدیث کو لیکر اس کے ایسے معنے کرتے ہیں کہ بہت سی اور احادیث اعلےٰ پایہ کی سب کی سب موضوع قرار دینی پڑتی ہیں۔ پھر امت کا اجماع کہاں گیا۔ پھر حضرت مسیح موعود کا بار بار کا اقرار کہاں گیا۔ کہ میرا مذہب تو نبوت کے ختم ہونے یا باقی رہنے کے بارہ میں وہی ہے جو اکابر اہل سنت کا ہے۔ اکابر اہل سنت کا مذہب یہ نکال کر دکھاؤ کہ انہوں نے مانا ہو کہ عین نبوت باقی ہے۔ اب دیکھئے اگر تو ہم حدیث کے وہ معنے لیں جو حضرت مسیح موعود نے لئے۔ اور کل شارحین حدیث نے لئے تو بات نہایت صاف ہے۔ جیسا کہ میں اوپر دکھا چکا ہوں سوائے اسکے کہ مسیح موعود نبی نہیں بنتے۔ اور اگر ہم حدیث کے وہ معنے لیں جو میاں صاحب نے لئے ہیں تو کس قدر مصائب کا سامنا ہے۔

۱۔ خود حدیث بے معنی ٹھیرتی ہے۔ کیونکہ حدیث یوں ہوئی۔ لم یبق من النبوۃ الا عین النبوۃ یعنی نبوت میں سے سوائے عین نبوت کے کچھ باقی نہیں رہا۔ اب ہر ایک پڑھنے والا غور کرلے کہ آیا یہ کوئی با معنی فقرہ کہلا سکتا ہے۔

۲۔ اگر امکانی طور پر اس کے کچھ معنے بنیں گے تو یہی بنیں گے کہ جس قدر نبوت کے ساتھ زوائد تھے یعنے ایسے امور جو اصل نبوت میں داخل نہ تھے وہ جاتے رہے مگر مبشرات جو اصل نبوت ہے وہ باقی ہیں۔ گویا زوائد سے پاک کرکے اب اصلی نبوت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد قایم کی جاتی ہے۔

۳۔ خود حدیث کی اپنی مخالفت ہوتی ہے۔ کیونکہ پوری حدیث یوں ہے لم یبق من النبوۃ الا المبشرات۔ قالوا وما المبشرات قال الرویاء الصالحۃ نبوت سے کچھ باقی نہیں رہا۔ مگر مبشرات۔ لوگوں نے پوچھا مبشرات کیا ہیں۔ فرمایا رویا رصالحہ۔ اب مبشرات سے عین نبوت مراد لینا نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی صریح مخالفت ہے۔ کیونکہ جب آپ نے ایک معنے کر دیئے تو اب ان کو چھوڑ کر دوسرے معنے لینے والا عمداً خلاف ورزی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کرتا ہے۔ یہ تو

ایک شخص کو حق ہو سکتا تھا۔ گو میرے نزدیک اس حدیث کی صحت اس اعلیٰ پایہ کو پہنچ چکی ہے کہ اس پر یہ حق بھی نہیں پہنچتا کہ خود حدیث کو مجروح ٹھیرائے اور اس بات کو قبول نہ کرے کہ یہ الفاظ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ہیں۔ لیکن جب اس نے حدیث کو مان لیا تو اب آپ نے حدیث میں جو مبشرات کی وضاحت فرمائی ہے اس کو ترک کرنا انحراف ہے۔ کیونکہ وہ یہ تو مانتا ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح فرمایا تھا کہ مبشرات رویائے صالحہ ہیں۔ مگر کہتا ہے کہ میں اس کو درست تسلیم نہیں کرتا۔ بلکہ میں کہتا ہوں کہ مبشرات عین نبوت ہیں۔ گویا اپنے آپ کو شارع علیہ السلام سے بھی اوپر رکھتا ہے کہ آپ کے معنے کو عمداً ترک کر کے ان کے مخالف ایک معنے پیش کرتا ہے۔ اور اگر یہ کہا جائے کہ رویائے صالحہ سے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی مراد عین نبوت تھی۔ تو یہ ایک بالکل بیہودہ بات ہے۔ دوسری حدیث میں صاف طور پر آگیا ہے کہ نبوت سے پہلے جو چیز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ملی وہ رویائے صالحہ تھی۔ اگر رویائے صالحہ عین نبوت ہوتی تو جس دن نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو رویائے صالحہ شروع ہوئی تھی۔ اسی دن نبوت کے مقام پر کھڑے ہو جاتے پھر دوسری صحیح حدیث میں موجود ہے کہ رویائے صالحہ چھیالیس جزو نبوت میں سے ایک جزو ہے۔ تو جس چیز کو صراحت کے ساتھ جزو قرار دیا ہے۔ وہ عین کس طرح ہو سکتی ہے۔ کیا جزو کل کا عین ہوا کرتی ہے۔ پھر اس کے لئے مذہب میں ہی تبدیلی کی ضرورت نہیں۔ بلکہ انسانوں کے دماغوں کو بھی از سر نو بنانے کی ضرورت پیش آئیگی کیونکہ آجتک کل دنیا نے اس کو اصول متعارفہ کے طور پر مانا ہے کہ جزو کل کا عین نہیں ہوتا۔ نہ جزو کل کے برابر ہوتا ہے۔

۴۔ یہ معنے لینے میں کس قدر احادیث کو ترک کرنا پڑتا ہے۔ جن میں سے کئی ایک میں اوپر نقل کر چکا ہوں۔ مگر ظاہر ہے کہ ان تمام احادیث کو ردی قرار دینا پڑیگا۔ کیونکہ اگر نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اس بات کو جانتے تھے کہ میرے بعد عین نبوت باقی ہے۔ تو پھر ان کا کئی احادیث میں یہ فرمانا۔ کہ لانبی بعدی یا یہ کہ میں نبوت کی آخری اینٹ ہوں یا یہ کہ اس امت میں کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا۔ یہ ساری باتیں غلط ٹھیرتی ہیں۔ پھر تو آپ یوں فرماتے کہ لاشریعۃ بعدی یا یہ کہ میں شریعت

آخری اینٹ ہوں۔ یا یہ کہ میرے بعد اگر کوئی صاحب شریعت ہوتا تو عمرؓ ہوتا لیکن عین نبوت کو باقی مانتے ہوئے یہ لفظ کہنے کہ لا نبی بعدی کسی طرح درست نہیں ہو سکتے۔ پس یا تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ذہن میں مبشرات کے وہ معنے نہ تھے جو ہمارے میاں صاحب کو سوجھے ہیں۔ اور یا یہ حدیثیں آپ کی نہیں ہو سکتیں۔ پھر ان بیچاروں کو کذاب کیوں کہا جو آپ کی امت میں سے تو ہونگے۔ لیکن قصور ان کا یہ ہوگا۔ کہ کلہم یزعم انہ نبی اللہ ان میں سے ہر ایک خیال کریگا۔ کہ وہ نبی اللہ ہے۔ ہاں ایک توجیہ میاں صاحب کے لئے باقی ہے۔ اور وہ میں ان کو بتا دیتا ہوں کہ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ حدیث لم یبق فی النبوت الا المبشرات نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے آخری ایام میں یعنی مرض الموت میں فرمائی تھی۔ تو میاں صاحب کا چونکہ اصول یہ ہے کہ کوئی ہرج نہیں کہ نبی ساری عمر غلط عقاید کی تعلیم دیتا رہے اور کہتا رہے کہ خدا مجھے یوں ہی سکھاتا ہے۔ اور یہی حق ہے صرف وفات سے پہلے اسکو درست بات معلوم ہو جانی چاہئے۔ اس لئے چونکہ یہ حدیث آخری ایام کی ہے یہ سب سابقہ احادیث کی ناسخ ہے۔ مرتے ہوئے آپ کو حق معلوم ہو گیا کہ میں تو ساری عمر غلطی ہی کرتا رہا۔ اپنے بڑے بڑے جلیل القدر صحابیوں کو یوں ہی کہتا رہا کہ تم نبی نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ ان لوگوں کو جو نبی ہونے کا گمان کریں۔ خواہ مخواہ دجال کہتا رہا۔ کیونکہ عین نبوت تو باقی ہے۔ اس تاویل کو میاں صاحب اگر قبول نہ کریں تو اس کی یہ وجہ ہو سکتی ہے کہ یہ تاویل میں نے سجھائی ہے۔ ورنہ میاں صاحب کے اصول کے تو بالکل مطابق ہے۔ کیونکہ یہی باتیں بعینہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کے متعلق کہی ہیں کہ آپ کی تحریریں اور علوم اور عقاید یونہی فرضی ڈھکوسلے تھے۔ جو مونہہ پر آیا۔ اناپ شناپ کہدیا۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ چنانچہ آپ ایک جگہ اس مشکل کو کہ حضرت مسیح موعود نے دوسرے محدثین کو لم یبق من النبوۃ الا المبشرات کے ماتحت مبشرات پانے والا قرار دیا ہے۔ یوں حل کرتے ہیں کہ ذرا ایک وقت جب آپ اپنے آپ کو نبی خیال نہ کرتے تھے تو اپنے لئے جب نبی کا لفظ الہامات میں دیکھتے

تو اس کے یہ معنے کر لیتے کہ ہر محدث ایک رنگ میں جزئی نبی ہوتا ہو گا۔* اسی لئے مجھے نبی کہا جاتا ہے صفحہ ۱۲۹ اب میاں صاحب کی جرات قابل غور ہے کہ انہوں نے مسیح موعود کو کیا بنا یا ہے۔ گویا آپ کی تحریر کسی غور و فکر کا نتیجہ نہ ہوتی تھی۔ اگر یوں کہہ دیتے کہ غلطی سے آپ نے خیال کر لیا تھا کہ ہر محدث جزئی رنگ میں نبی ہے تو ہرج نہ تھا۔ غلطی تو لگ سکتی ہے۔ مگر جو فقرہ میاں صاحب نے لکھا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اپنی بات بنانے کو مرزا صاحب یوں ہی ادھر ادھر کی باتیں لکھ دیا کرتے تھے۔

۲۔ اس معنے کی کوئی سند وہ پیش نہیں کر سکتے۔ کوئی حدیث نبوی نہیں کہ آپ نے فرمایا ہو المبشرات عین النبوۃ۔ سلف میں سے کسی بزرگ کا یہ قول نہیں۔ لغت والوں

* تعجب یہ ہے کہ یہاں تو میاں صاحب محدث کے جزئی نبی ہونے سے انکار کرتے ہیں۔ بلکہ صفحہ ۱۳۰ کے حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ اولیاء اللہ کو جزوی نبی کہنا جایز نہیں۔ چنانچہ اصل الفاظ یہ ہیں "لیکن اپنا یہ حال ہے کہ ہزاروں آدمیوں کو ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ نبی قرار دیتے ہیں۔ شاید وہ کہیں کہ ہم جزوی نبی کہتے ہیں۔ سو یاد رہے کہ قرآن کریم کی کس آیت سے ثابت ہے کہ بغیر خدا تعالے کے اذن کے اور بغیر کسی قرینہ کے کسی کو جزئی نبی کہنا جایز ہے۔ درحقیقت یہ اللہ تعالے کی طرف سے ایک سزا ہے جو ان لوگوں کو ملی ہے بئس للظالمین بدلا۔ اب اس بئس للظالمین بدلا کی تفسیر ملاحظہ ہو۔ اس مقام سے ۲۳ صفحہ آگے چلکر یعنے صفحہ ۱۵۳ پر لکھتے ہیں کہ "اور اس کی فطرت نبیوں کی سی فطرت ہوتی ہے۔ اور اس کے کام نبیوں کے سے کام ہوتے ہیں۔ لیکن کسی قدر کمی اور نقص کی وجہ سے وہ درجہ نبوت پانے سے روکا جاتا ہے۔ ورنہ اس حد تک پہنچا ہوا ہوتا ہے۔ کہ قریب ہے کہ وہ نبی ہو ہی جائے۔ بلکہ جزوی نبوت اسے مل جاتی ہے۔ اور اللہ تعالے اس سے تجدید دین کا کام لیتا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور یہ درجہ امت محمدیہ میں سینکڑوں ہزاروں لوگوں نے پایا"۔ جناب میاں صاحب سینکڑوں ہزاروں کو جزوی نبوت کا درجہ دیدیں۔ تو یہ کسی گناہ کی سزا نہیں۔ گو پہلے خود ہی دوسروں کو جو ایسا کہنے کی جرات کریں قابل سزا قرار دے چکے ہیں یا تو ہم میاں صاحب کی منطق کو سمجھنے کے قابل نہیں۔ اور یا میاں صاحب اس مسئلہ میں ایک غلط راہ اختیار کر کے ایسا اپنے آپ کو مصیبت میں ڈال چکے ہیں کہ ان کو یاد نہیں رہتا کہ پہلے کیا اصول باندھا تھا اب کیا باندھ رہے ہیں۔ اور ایک ہی کتاب میں دو جزو کے اندر اندر دو متضاد اصول قایم کر دیئے

نے مبشرات کے یہ معنے نہیں لکھے۔ اور سب سے بڑھکر یہ کہ خود حضرت مسیح موعود نے کہیں نہیں لکھا کہ المبشرات عین النبوت۔ نہ صرف یہی بلکہ اس معنے کے خلاف حدیثیں بھی ہیں۔ اقوال ائمہ بھی ہیں۔ لغت بھی اس کے خلاف ہے۔ مسیح موعود تحریریں بھی خلاف ہیں۔ تو اب جیسی ردی کی ٹوکری میں احادیث کو پھینکا ہے ان سب کو وہاں پھینکنے کیا ڈر ہے +

مبشرات نبوت میں اصل مقصود بالذات نہیں

۷۔ اور اگر ہم مبشرات سے عین نبوت مراد لیں تو چونکہ عین نبوت تو اس نبوت میں کسی کو ملی نہیں اس لئے یہ بھی ماننا پڑیگا کہ یہ ساری امت آج تک مبشرات سے محروم رہی ہے پس یہ خوب وعدہ مبشرات کا تھا کہ وہ کسی کو ملے ہی نہیں۔ اور ساری امت ان سے محروم پڑی ہے۔ بلکہ چونکہ مبشرات کی تفسیر نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے رویا رصالحہ سے کی ہے اس لئے یہ بھی ماننا پڑیگا کہ اس امت میں رویائے صالحہ کسی کو نصیب نہیں ہوئی۔ اور اگر کہو کہ تھوڑی مبشرات ملتی ہیں مگر کثرت نہیں ملتی اور کثرت مبشرات نبوت ہے تو یہ خانہ ساز توجیہیں ہیں۔ اس طرح سے تو انسان خدا اور خدا انسان بن سکتا ہے +

غرض مبشرات کو عین نبوت قرار دینے میں میاں صاحب نے ایک ایسا اصول باطل باندھا ہے۔ جس کے لئے نہ صرف ان کے ہاتھ میں کوئی سند ہے بلکہ جس میں خود نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی مخالفت ہے۔ صحیح احادیث کی مخالفت ہے۔ اکابر اہل سنت کی مخالفت ہے۔ حدیث تو میں اوپر دے چکا کہ خود نبی کریم نے مبشرات کو اصل نبوت سے خارج قرار دیا ہے۔ مازری کا قول بھی اوپر نقل کر چکا ہوں۔ جو لکھتے ہیں کہ خبر بالغیب جس میں انذار و تبشیر ہو وہ احد ثمرات النبوۃ تو ہے۔ یعنی نبوت کے پھلوں میں سے ایک مگر غیر مقصود لذاتہ نبوت کا اصل مقصود بالذات نہیں۔ پورے الفاظ پہلے نقل کر چکا ہوں۔ اور مبشرات درحقیقت ہیں کیا۔ صرف تائیدات ہیں۔ کیونکہ پیشگوئیاں محض اس غرض کے لئے ہیں کہ تا مامور کی صداقت کا یقین آجائے۔ ورنہ پیشگوئی کوئی نبوت کی اصل غرض تو نہیں۔ اللہ تعالے نے کہیں نہیں فرمایا کہ سلسلہ انبیاء کو میرے قایم کرنے کی غرض یہ ہے کہ کسی قوم کو بتا دیا جائے کہ وہ بڑی ہو جائے گی اور کسی کو کہدیا کہ وہ ہلاک ہو گی۔ اگر عین نبوت یہی چیز ہے تو پھر نبوت کی غرض و غایت اور اسکا

مقصود ایک نہایت حقیر سی بات رہ جاتی ہے اور سلسلہ انبیاء کی عظمت ہی دنیا سے مفقود ہو جاتی ہے۔ بھلا یہ بھی کوئی بات ہے کہ صرف اس قدر سنانے کے لئے کہ فلاں قوم تباہ ہو جائے گی ایک نبی بھیجا جایا کرتا ہے۔ نبی تو ہدایت کے لئے آتے ہیں کچھ راہیں بتاتے ہیں کہ ان پر چلو کچھ راہوں سے تنبیہ کرتے ہیں کہ ان کو ترک کر دو۔ ہاں یہ بھی ان کو بتا دیا جاتا ہے کہ اگر تم ترقی کرنا چاہتے ہو۔ باقی رہنا چاہتے ہو تو ہمارے پیغام کو قبول کر لو۔ اور اگر تم تبدیلی نہیں کرو گے۔ جن گندوں میں مبتلا ہو ان کو نہیں چھوڑو تو تباہ ہو جاؤ گے۔ سارے قرآن شریف کو پڑھ کر دیکھ لو کہ تبشیر و انذار کا مرتبہ اس سے زیادہ نہیں۔ وہ اصل مقصود بالذات کسی صورت میں نہیں۔ اصل مقصود ہدایت ہے نتیجہ کے طور پر یہ بات بھی بتا دی جاتی ہے۔ اصل تبشیر و انذار تو وہی ہے جس کے متعلق ایک طرف فرمایا۔ فمن تبع ھدای فلا خوف علیھم ولا ھم یحزنون۔ اور دوسری طرف والذین کفروا وکذبوا بایاتنا اولئك اصحاب النار ھم فیھا خالدون۔ لیکن کچھ تبشیر و انذار کا حصہ دنیا میں بھی دکھا دیا جاتا ہے۔ تاکہ آخرت کی تبشیر و انذار کے لئے وہ بطور ایک دلیل کے ٹھہرے۔ پس تبشیر و انذار درحقیقت ایک دلیل ہے۔ پیشگوئیاں محض موئیدات ہیں۔ اور مبشرات کو عین نبوت قرار دینا اس دنیا کو محض ایک کھیل بنانا ہے۔ گویا خدا کا کام یہ ہے کہ کوئی قوم تباہ ہونے والی ہو تو پہلے اس کو بتا دیا جائے کہ تم نے تباہ ہونا ہے اور کوئی قوم ترقی کرنے والی ہو تو اسے کہہ دیا جائے کہ تم نے اب ترقی کرنی ہے۔ قوموں کے لحاظ سے ان باتوں کی وقعت اسی قدر ہے جس قدر کہ کسی فرد کے لئے اولاد ملنے کی خوشخبری یا موت کا ڈر۔ جو شخص پیشگوئیوں کو تبشیر و انذار کو مبشرات کو عین نبوت قرار دیتا ہے وہ اصل مقصد نبوت سے بہت دور پڑا ہوا ہے۔ یہی مذہب تمام امت کا رہا ہے۔ جس کا جی چاہے کتابوں میں پڑھ لے۔ میں صرف ایک مزید حوالہ پر اکتفا کرتا ہوں۔ شاہ ولی اللہ حجۃ اللہ البالغہ میں حقیقت نبوت اور اس کے خواص کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں واذا اقتضت الحکمۃ الالٰھیۃ ان یبعث الی الخلق واحدا من المفھمین فیجعلہ سببا لخروج الناس من الظلمات الی النور فھذا ھو النبی بحق النبی۔ یعنے جب حکمت الٰہی اس بات کی مقتضی ہوتی ہے کہ لوگوں کو تاریکیوں سے روشنی کی طرف

نکالے تو مفہوم یہ ہے کہ ایک شخص کو خلقت کی طرف مبعوث کرتا ہے یہی نبی ہے ایسا ہی آگے چلکر لکھتے ہیں جس کا میں صرف ترجمہ دیتا ہوں تاکہ طوالت نہ ہو یعنی جب بعض اسباب علوی اور سفلی کے جمع ہو جانے کے بعد لطف الٰہی کا اقتضا ہوتا ہے کہ کسی قوم میں سے نہایت ہی پاکیزہ فطرت شخص پر وحی کرے کہ لوگوں کو حق کے جانب رہنمائی کرے اور راہ راست کی جانب ان کو بلائے اس لئے نبی کا حال رہبری کے بارے میں ایسا ہوتا ہے جیسے کسی مالک کے غلام بیمار ہو جائیں اور وہ مالک اپنے خواص میں سے کسی کو حکم دے کہ ان کو دوا پلاؤ ........ لیکن کمال لطف یہ چاہتا ہے کہ پہلے ان کو بتا دے کہ وہ بیمار ہیں اور یہ انکی دوا ہے۔ اور کچھ امور خارق عادت بھی ان کو دکھائے تاکہ ان کو معلوم ہو جائے کہ وہ اپنی بات میں سچا ہے۔ فلیست المعجزات والاستجابۃ الدعوات ونحو ذالک الا امورا خارجۃ عن اصل النبوۃ لازمۃ لہا فی الاکثر (پس نہیں معجزات اور قبولیت دعا اور دوسری ایسی باتیں (یعنی پیشگوئیاں یا تبشیر و انذار) مگر ایسے امور جو اصل نبوت سے خارج ہیں ہاں اکثر حالات میں اس کے لازم ہیں) پس صاف ظاہر ہے کہ مبشرات اصل میں محض موئدات ہیں۔ اور درحقیقت یہی معنی ہیں اس آیت کے وما نرسل المرسلین الا مبشرین ومنذرین نہیں بھیجتے ہم رسولوں کو مگر بشارت دیتے ہوئے اور انذار کرتے ہوئے اس کے یہ معنے کرنے کہ تبشیر و انذار ہی اصل غرض رسالت ہے یا ہر مبشر و منذر رسول ہے۔ زبان سے ناواقفیت کا نتیجہ ہی ہو سکتا ہے۔ یہاں تو ایک حالت بیان کی گئی ہے اور حالت اصل غرض نہیں ہوا کرتی۔ اور اگر محض حصر سے یہ نتیجہ نکالا جاتا ہے۔ تو پھر اس قسم کے حصر تو اور بھی بہت قرآن میں ہیں۔ کیا ان سے بھی رسالت کی غرض یا کسی شخص کی رسالت ثابت ہو جائے گی۔ مثلاً وما ارسلنا من قبلک الا رجالا نوحی الیہم اور تجھ سے پہلے ہم نے نہیں بھیجے مگر مرد جن کی طرف ہم وحی کرتے تھے۔ تو کیا اس حصر سے یہ نتیجہ نکالا جاتا ہے کہ جس مرد کی طرف وحی ہو وہ رسول ہو جایا کرتا ہے۔ پھر حواریوں کی وحی کا تو خود قرآن کریم میں ذکر ہے۔ اور یہ امت بھی خالی نہیں سب وحی پانے والے رسول ہو گئے۔ یا وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اپنی قوم کی زبان میں۔ تو کیا قوم کی زبان کو بولنا

مبشرات محض موئدات ہیں

کوئی رسالت کی اصل غرض ہے۔ یا جو شخص اپنی قوم کی زبان میں گفتگو کرے وہ رسول ہو جاتا ہے۔ ایسی ہی اور بھی بہت سی مثالیں ہیں۔ بات تو سیدھی تھی ہر رسول مبشر و منذر ہوتا ہے مگر ہر مبشر و منذر رسول نہیں ہوتا جس کی وجہ میں ابھی بیان کرتا ہوں۔ اگر میاں صاحب ان آیات پر غور کرتے جہاں رسولوں کے مبشر و منذر ہونے کا ذکر آیا ہے تو ان کو آسانی سے معلوم ہو جاتا کہ تبشیر و انذار محض ہدایات میں سے ہیں۔ سب سے پہلے سورہ بقرہ میں ہے۔ جہاں پہلے مخالفت کا ذکر پھر کفار کا مطالبہ کہ ملائکہ نازل ہوں یا خدا نازل ہو۔ پھر بنی اسرائیل کے باعث کہ کتنے نشان ان کو دیئے گئے۔ مگر مانتے نہیں تب ایک عام قانون کے رنگ میں بیان فرمایا۔ فبعث اللہ النبیین مبشرین و منذرین وانزل معھم الکتاب لیحکم بین الناس فیما اختلفوا فیہ یعنے اللہ تعالے نبیوں کو مبعوث کرتا ہے بشارت دیتے ہوئے اور ڈراتے ہوئے اور ان کے ساتھ کتاب اتارتا ہے تاکہ وہ فیصلہ کرے لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ ان باتوں میں جن میں وہ اختلاف کرتے ہیں۔ اب یہاں اگر تبشیر و انذار کی حالت کا ذکر ہے تو ساتھ ہی اصل غرض بھی بتا دی کہ نبی صرف مبشر و منذر نہیں ہوتے بلکہ ان کے ساتھ ایک کتاب نازل کی جاتی ہے جس کے ذریعہ سے وہ لوگوں کے اختلاف میں فیصلہ کرتے ہیں۔ تو اصل غرض اس کتاب کے ذریعہ سے لوگوں کو صراط مستقیم کی طرف لانا ہوتا ہے۔ جیسا کہ اسی آیت کے اخیر پر فرمایا واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم اللہ جسے چاہتا ہے سیدھے راہ کی طرف ہدایت کرتا ہے تو اصل غرض تو گویا ہدایت ہے۔ مگر مبشرات اور منذرات اس لئے ہوتے ہیں۔ کہ تا اس ہدایت کے لئے بطور ہدایات کے ہوں۔ اس سے بڑھکر وضاحت مبشرات و منذرات کے معاملہ میں سورہ نساء میں کر دی ہے۔ جہاں فرمایا رسلا مبشرین و منذرین لئلا یکون للناس علی اللہ حجۃ بعد الرسل۔ رسول بشارت دیتے ہوئے اور انذار کرتے تاکہ رسولوں کے بعد لوگوں کے لئے اللہ پر کوئی حجت نہ رہے یعنی درحقیقت تبشیر و انذار محض اتمام حجت کے لئے ہے۔ ایسا ہی سورہ انعام میں فرمایا۔ قل ارء یتکم ان اتٰکم عذاب اللہ بغتۃ او جھرۃ ھل یھلک الا القوم الظٰلمون۔ وما نرسل المرسلین الا مبشرین و منذرین فمن اٰمن واصلح

فلا خوف علیہم ولا ہم یحزنون۔ کہدے اگر اللہ کا عذاب تم پر اچانک یا کھلم کھلا آجائے تو کیا سوائے ظالم لوگوں کے اور بھی کوئی ہلاک کیا جائیگا۔ اور ہم رسولوں کو نہیں بھیجتے مگر بشارت دیتے ہوئے اور ڈراتے ہوئے۔ پس جو شخص ایمان لائے اور اصلاح کرے ان پر کوئی خوف نہیں اور نہ وہ پچھتائیں گے۔ یہاں یہ فرمایا کہ رسول کا کام تو عذاب لانا نہیں وہ صرف خبر دیدیتا ہے۔ غرض تو یہ ہے کہ لوگ ایمان لائیں اصلاح کریں۔ پس جو شخص اصلاح کرتے ہیں انپر کوئی خوف نہیں۔ تو اصل غرض اصلاح ہے اور بشارت و انذار اس کے پیدا کرنے کے لئے مؤیدات ہیں سے ایک اور سورہ کہف میں فرمایا۔ وما منع الناس ان یومنوا اذ جاءھم الھدی ویستغفروا ربہم الا ان تاتیھم سنۃ الاولین او یاتیھم العذاب قبلا۔ وما نرسل المرسلین الا مبشرین ومنذرین ویجادل الذین کفروا بالباطل لیدحضوا بہ الحق اور کس بات نے روکا لوگوں کو اس سے کہ ایمان لائیں جب ان کے پاس ہدایت آگئی۔ اور اپنے رب کا استغفار کریں۔ مگر اسی نے کہ پہلوں والی بات انپر آئے یا عذاب ان کے سامنے آجائے۔ اور نہیں بھیجتے ہم رسولوں کو مگر بشارت دیتے ہوئے اور ڈراتے ہوئے۔ اور کافر باطل کو تھامکر مجادلہ کرتے ہیں۔ تاکہ اس کے ساتھ حق کو رد کر دیں۔ یہاں صفائی سے بیان فرمایا کہ پہلے ہدایت آتی ہے۔ مگر ہدایت کو لوگ نہیں مانتے اس لئے پھر عذاب کی خبر دی جاتی ہے اور آخر عذاب آلیتا ہے۔ غرض مبشرات ومنذرات اصل غرض رسالت نہیں بلکہ محض مؤیدات ہیں۔ تاکہ لوگ رسولوں کے پیغام کو قبول کرلیں۔ اور اصل غرض کی طرف متوجہ ہوں۔

خدا کے کام تو حکمت سے خالی نہیں ہوتے۔ کیا وجہ ہے کہ نبوت کو بند کیا اور مبشرات کو باقی رکھا حالانکہ وہ بھی ایک جزو نبوت ہی قرار دیا ہے۔ جیسا کہ میں نے دکھایا ہے مبشرات مؤیدات ہیں۔ یعنے ان سے رسولوں کے پیغام کی تائید ہوتی ہے۔ بعض طبائع پیشگوئیوں سے فایدہ اٹھاتی ہیں۔ کچھ صدیق کی فطرت کے لوگ بھی ہوتے ہیں جو نشانات اور تائیدات کے محتاج نہیں ہوتے۔ مگر بہت لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ ان امور غیب کی جنکا تعلق نبوت سے ہے تائید اور تصدیق بعض

اس لئے مبشرات کا ختم نبوت کے بعد باقی رکھنا ضروری تھا

ظاہر امور سے چاہتے ہیں اس لئے اللہ تعالےٰ نے رسولوں کے ساتھ تبشیر و انذار کا سلسلہ رکھا مگر چونکہ رسولوں کا کام اپنی زندگی تک محدود نہیں ہوتا۔ اور ان کے قائمقام ان کے دین کو دنیا میں پھیلانے والے ان کی حقانیت اور صداقت پر دلایل دینے والے ان کے متبعین بھی ہوتے رہتے ہیں۔ اور بالخصوص ہمارے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد تو یہ سلسلہ تائید دین کا قیامت تک چلتا ہے پس جو تائید دین کے لئے آئیں گے ضرور ہے کہ وہ موہبات پائیں۔ جس قدر زیادہ زیادہ زور سے کوئی شخص دین کی تائید میں لگ جاتا ہے۔ اسی قدر زیادہ اللہ تعالےٰ بھی اس کو موہبات عطا فرماتا ہے۔ اور یہ موہبات اس امت میں بالخصوص مبشرات کے نام سے موسوم ہیں۔ کیونکہ ہر ایک دین کی تائید کرنے والے کو حسب مراتب یہ بشارت دی جاتی ہے کہ وہ کامیاب ہوگا۔ اور اس کی مخالفت کرنے والے ہلاک ہونگے۔ پس موہبات کا باقی رہنا ایک ضروری امر ہے۔ ہدایت کی تکمیل ہو چکی کسی کتاب کی ضرورت ہم کو نہیں کسی رسول کی ضرورت نہیں۔ ہاں دین کی تائید کرنے والوں کی ضرورت ہمیشہ تھی اب ہے اور ہمیشہ رہے گی یہی موید ہیں جو ایک صدی کے بعد پیدا ہوتے ہیں بہ خاص طور پر مجدد کا نام پاتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان کو خود اس کام پر کھڑا کرتا ہے کہ تا جو غلطی واقع ہو گئی ہو اسے دور کر دیں۔ اب اس میں تو کوئی شبہ نہیں کہ اس امت کو مجددوں کا وعدہ دیا گیا ہے۔ اور وہ وعدہ یہ ہے کہ ہر صدی کے سر پر اللہ تعالےٰ مجدد مبعوث کرے گا۔ اب جب ہر دین کی تائید کرنے والے کو بھی کچھ نہ کچھ تائید منجانب اللہ ملتی ضروری ہے تو جس کو اللہ تعالےٰ خود کھڑا کرے گا کیا اس کی تائید نہیں کریگا اس کو کوئی ہتھیار دیگا جس کے ذریعہ سے وہ اپنے مخالفوں پر اتمام حجت کرے کیا اسے صرف خشک دلایل ہی دیئے جاویں گے یا آیات سماوی بھی ساتھ ہونگے۔ اگر خشک دلایل سے اس نے کام لینا تھا تو پھر یہ تو سب علما کرتے ہیں۔ ایک مجدد کی کیا خصوصیت ہے۔ پس ظاہر ہے کہ مجدد کے لئے موہبات کی ضرورت ہے جو آیات سماوی کے رنگ میں ہوں تاکہ وہ دونوں طرح پر اتمام حجت کر کے دین حق کو غالب کر سکے۔ اور یہی مبشرات ہیں۔ بات یہ ہے کہ یہ سخت دھوکہ لگا ہوا ہے کہ مبشرات رسولوں سے مخصوص ہیں۔ اگر یہ بات ہوتی تو یہ

کلمہ بھی لغو اور بے معنی ٹھہرتا کہ لم یبق من النبوۃ الا المبشرات۔ نبوت اپنا کام تو کر چکی تکمیل ہدایت بھی ہو چکی۔ حفاظت ہدایت بھی ہو چکی نہ کوئی نقص باقی رہا نہ نقص کے راہ پانے کا راہ باقی رہا۔ مگر اس ہدایت کو دنیا میں پہنچانے والے تو ضروری ہوئے۔ اس لئے مبشرات بھی ان کی تائید کے لئے باقی رہے۔ جس چیز کی ضرورت نہیں تھی وہ باقی نہیں رکھی جس کی ضرورت تھی اسے باقی رکھ لیا۔ رسول اور مجدد میں یہ ایک فرق ہے کہ رسول دین حق کو خدا سے پاتا بھی ہے اور اس کو پہنچاتا بھی ہے۔ مجدد گو اس دین حق کو خدا سے نہیں بلکہ رسول سے پاتا ہے۔ اور اسی لئے رسول کا پیرو کہلاتا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ کوئی رسول دوسرے رسول کا پیرو نہیں کہلاتا۔ مگر مجدد دین حق کو دوسروں تک پہنچاتا ہے اور رسول کا ایک کام کہ وہ دین دوسروں کو پہنچائے اس کے پیروؤں کا سپرد کیا جاتا ہے۔ اور مجدد گویا خاص طور پر اس کام پر مامور ہوتا ہے تاکہ جو سستی طبائع میں ایک صدی میں پیدا ہو گئی ہو اسے دور کر کے پھر لوگوں کو کام پر لگا دے اور اپنے رسول کے دین کی اشاعت کا کام زور سے کرے۔ اس حیثیت مامور ہونے کے وہ رسول کے ساتھ ایک گونہ اشتراک بھی رکھتا ہے۔ رسول بھی مامور ہے مجدد بھی مامور ہے۔ اور مبشرات کی ضرورت دراصل ہر ایک مامور کو ہے رسول کے ساتھ خاص نہیں بلکہ رسول کا جو اصلی کام یعنی ہدایت کو خدا سے حاصل کرنا ہے اس میں قطعاً مبشرات کی ضرورت نہیں لیکن اس کے دوسرے کام میں جو اس ہدایت کو مخلوق تک پہنچانا اور مخلوق کو اس پر قائم کرنا ہے اس میں اسے مبشرات کی ضرورت ہے۔ اور یہی وجہ ہے جس میں مجدد اور رسول کا اشتراک ہے پس ضروری ہوا کہ جس طرح رسول مبشرات پاتا ہے مجدد بھی مبشرات پائے یعنی اس حد تک وہ پائے جس سے اصل غرض تائید دین کی پوری ہو سکے۔ اور یہی وجہ ہے کہ مجدد کیلئے کثرت کی شرط لگائی جاتی ہے۔ کیونکہ جب تک اسکے مبشرات میں کثرت نہ ہوگی تو دو چار باتیں تو چونکہ اتفاقی طور پر بھی ہو سکتی ہیں اس لئے دو چار مبشرات اسکے لئے مویدات کا کام نہیں دیتیں اصل غرض کو پورا کرنے کیلئے ضروری ہے کہ ان میں کثرت بھی ہو۔ پس مبشرات کی ضرورت چونکہ رسول کو بھی ہے اور مجدد کو بھی پس مبشرات نبی اور غیر نبی میں امتیازی نشان قائم نہیں کر سکتیں۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ ایک نبی جس کا پیغام تھوڑے لوگوں کی طرف ہوا سے تھوڑے سے مویدات کی ضرورت ہو لیکن ایک مجدد جس کا کام کل دنیا کو بلانا ہے۔ اور سارے مذاہب پر اور ساری قوموں پر

حضرت مسیح موعود کی کثرت مبشرات

اتمام حجت کرنا ہے۔ اور سارے ملکوں میں دین حق کو پھیلانا ہے اسکو اس نبی سے بہت بڑھکر سوبدات کی ضرورت ہوا اور اس لئے اس کثرت کیساتھ مبشرات شہو جائیں گا یکسی نبی کو بھی نہیں دیئے گئے یہی وجہ ہے کہ حضرت مسیح موعود نے ایک جگہ لکھا ہے کہ مجھے اس کثرت کے ساتھ نشان دیئے گئے ہیں کہ اگر وہ ایک ہزار نبی پر تقسیم کئے جائیں تو انکی نبوت اس سے ثابت ہو سکتی ہے نادان لوگ غور اور فکر سے تو کام لیتے نہیں بات بات پر ٹھوکر کھاتے ہیں کہتے ہیں کہ اس سے ثابت ہوا کہ مسیح موعود کی نبوت ہزار نبی سے بھی زیادہ ہو گئی۔ اتنا بھی نہیں سوچتے کہ نشانوں سے نبوت نہیں بنا کرتی۔ اور یہی بات ہے جو خود حضرت صاحب نے کہی ہے۔ چنانچہ اصل الفاظ یہ ہیں "اور خدا تعالی نے اس بات کے ثابت کرنیکے لئے کہ میں اسکی طرف سے ہوں اس قدر نشان دکھلائے ہیں کہ اگر وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جائیں تو ان کی بھی ان سے نبوت ثابت ہو سکتی ہے۔ لیکن چونکہ یہ آخری زمانہ تھا۔ اور شیطان کا مع اپنی تمام ذریت کے آخری حملہ تھا اسلئے خدا نے شیطان کو شکست دینے کیلئے ہزارہا نشان ایک جگہ جمع کر دیئے" چشمہ معرفت صفحہ ۳۱۷

اب یہاں تو حضرت صاحب نے اپنی نبوت کا نام بھی نہیں لیا۔ بلکہ یہ کہا کہ اس بات کے ثابت کرنیکے لئے کہ میں اسکی طرف سے ہوں یعنی مامور ہوں ان نشانوں نے آپکی ماموریت ثابت کی۔ اور اسکی بھی وجہ ساتھ ہی بتا دی کہ اس قدر کثرت نشانات کی کیوں دیگئی اسلئے کہ شیطان کا حملہ خطرناک تھا۔ وہ حملہ دین اسلام پر تھا۔ اور آپ اسلام کے خاتم الخلفا یا وہ مجدد ہیں جو مسیح کے قدم پر آئے۔ کیونکہ مسیح حضرت موسے کا آخری خلیفہ تھا۔ پس جو کام آپ نے کیا وہ تو مجدد کا کیا کیونکہ تائید دین ہی کی نہ کچھ اور مگر چونکہ آپ کو بھی تو ان مشکلات کی جو اس وقت حق کی اشاعت میں روک ہو رہی ہیں زیادہ نشانوں کی ضرورت تھی اس لئے زیادہ نشان دیدیئے گئے کل دنیا سے مقابلہ تھا۔ ہر قوم کو حق کی طرف بلانا تھا۔ ہر مذہب کے مقابل پر اسلام کی حقانیت اور صداقت کو ثابت کرنا تھا۔ اسلئے نشانات اس کثرت کیساتھ دیئے گئے دلایل بھی خدا نے بہت دیئے نشانات بھی۔ اور نشانات بھی درحقیقت دلایل ہوتے ہیں جسطرح زیادہ دلایل ہاتھ میں ہونے سے انسان نبی نہیں بن جاتا اسیطرح زیادہ نشانات سے نبی نہیں بن جاتا نشانات صرف مامور ہونے کو ثابت کرتے ہیں اور جبتک کثرت سے نہ ہوں تب تک ماموریت کو ثابت نہیں کرتے پس کثرت نشانات کی ضرورت مجدد کو بھی ہے اور نبی کو بھی ہاں کثرت نشانات نبی اور مجدد میں مابہ الامتیاز نہیں یہ مذہب سے بہت ہی ناواقفیت کی بات ہے۔

کہ نشانات کو مجدد اور نبی کے درمیان امتیازی نشان قرار دیا گیا ہے۔ اگر یہ سچ ہے تو پھر چونکہ اس امت میں تو سارے مجدد ہی آتے رہے اور بنی اسرائیل میں انبیاء آتے رہے اس لئے بنی اسرائیل کے سلسلہ کے نشانات امت محمدیہ کے نشانات سے بہت بڑھ گئے ایسی کچی اور کمزور باتیں کرنے سے دین پر ہنسی ہوتی ہے کہ مثلاً ایک سو نشان ہو تو مجدد کہلاتا ہے اور چار سو ہو تو نبی بن جاتا ہے۔ بھلا یہاں تو حضرت صاحب نے فرمایا ہے کہ میرے نشانوں کو ہزار نبی پر بھی تقسیم کرو تو ان کی نبوت ثابت ہو جاتی ہے۔ تو معلوم ہوا کہ آپ کے نشانوں کا اگر تعداد میں ایک ہزارواں حصہ ہو تو وہ بھی نبوت کو ثابت کر سکتا ہے۔ تو کیا مجددیت ایک دو نشانوں سے ثابت ہو سکتی ہے۔ پس اس بات کو خوب یاد رکھو کہ نشان اصل نبوت نہیں تائیدات ہیں۔ اور ان تائیدات کی ضرورت جیسے نبی کو ہے ویسے ہی مجدد کو ہے۔ نشانات کی تعداد مجدد اور نبی کے درمیان مابہ الامتیاز نہیں۔ اور نشانوں اور پیشگوئیوں کو اصل نبوت قرار دینے کے یہ معنے ہیں کہ خدا کے نبی صرف اس لئے دنیا میں آیا کرتے تھے کہ چند نشان یا معجزات دکھا جایا کریں۔ اور اصلاح خلق انکی بعثت کا اصلی مقصود نہ تھا۔ یہ درحقیقت مذہب کے ساتھ تمسخر ہے +

کثرت مکالمہ مخاطبہ

ساتھ ہی میں اس بات کی طرف بھی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ کثرت مکالمہ مخاطبہ میں کثرت نشانات کی طرح معیار نبوت نہیں۔ ایک شخص پہلی ہی وحی پر اگر وہ وحی نبوت ہے نبی ہو جاتا ہے۔ ایک کو مدت العمر الہام ہوتے رہیں وہ اس سے نبی نہیں بن سکتا بلکہ کثرت الہامات سے مامور بھی نہیں بن جاتا۔ یہ نظارہ تو ہماری آنکھوں کے سامنے ہے۔ کہ ہم دیکھتے ہیں بعض لوگوں کو کثرت سے الہامات ہوتے رہتے ہیں نہ وہ مامور ہوتے ہیں نہ نبی۔ بلکہ بعض تو کمال کے بھی کسی اعلیٰ درجہ پر پہنچے ہوئے نہیں ہوتے۔ حدیث میں آگیا ہے کہ اس امت میں ایسے لوگ ہونگے جن کے ساتھ کلام الٰہی تو ہوگی مگر وہ نبی نہیں ہونگے۔ اب یکلمون کا لفظ تو خود بتاتا ہے کہ انکے ساتھ کلام ہوتی رہیگی۔ یہ نہیں کہ ایک دو کلمہ انکو بطور وحی کے مل جائینگے۔ اور پھر ساری عمر ان سے محروم رہینگے کلام الٰہی کا تو ایک دروازہ ہے جب کھلتا ہے تو پھر اسے بند کرنیوالا کون ہے۔ پس یکلمون من غیر ان یکونوا انبیاء تو خود اس بات پر شاہد ہے کہ غیر نبی کو بھی کثرت مکالمہ ہو سکتی ہے۔ یہ تو ہمارا معمولی محاورہ ہے کہ جب ہم مثلاً کہتے ہیں کہ فلاں شخص کو بادشاہ کے دربار تک

رسائی حاصل ہے تو اس کے یہ معنے نہیں ہوا کرتے کہ وہ اپنی عمر میں ایک یا دو دفعہ شاہی دربار میں گیا تھا۔ بلکہ اس فقرہ کے یہی معنے ہیں کہ وہ عموماً وہاں جاتا ہے۔ مگر بہرحال میں کہتا ہوں کہ یہ تو حدیث صحیح میں آگیا کہ ایسے لوگ ہونگے جو نبی نہیں ہونگے۔ مگر ان کے ساتھ مکالمہ الٰہیہ ہوگا۔ اب یہ کس حدیث سے نکالیں کہ تھوڑا مکالمہ ہوگا تو وہ محدث کہلائینگے اور اگر زیادہ مکالمہ ہوگا تو وہ نبی بن جائیں گے۔ آخر مذہب کسی کے ابا جان کا متروکہ مکان تو نہیں کہ جو چاہا اس میں تغیر کیا۔ جس دیوار اور دروازہ کو چاہا گرایا جس کو چاہا قائم رکھا اور جہاں چاہا کوئی نیا کمرہ بنا دیا۔ مذہب کی بنیاد تو قرآن و حدیث پر ہے پھر قرآن و حدیث کی کونسی سند ہے جس کی بنا پر یہ کہا جاتا ہے۔ کہ کثرت مکالمہ و الٰہی ہو جاتا ہے۔

ولایت اور نبوت میں اصولی فرق مسیح موعود کے قلم سے

خود مسیح موعود نے جو فرق وحی ولایت و وحی نبوت میں کیا ہے اس میں قلت و کثرت کا فرق نہیں رکھا۔ یعنی یہ نہیں کہا کہ تھوڑی وحی ہو تو وہ وحی ولایت کہلاتی ہے۔ اور زیادہ ہو تو وحی نبوت کہلاتی ہے۔ بلکہ صاف فرمایا ولکل حظ من مکالمات اللہ تعالیٰ ومخاطباتہ علےٰ حسب المدارج لکن الوحی الانبیاء شان اتم واکمل (تحفہ بغداد صفحہ ۳۰) (نبی اور ولی) سب کے لئے اللہ تعالےٰ کے مکالمات میں سے حصہ ہے علی حسب مدارج لیکن وحی انبیاء کی شان اتم اور اکمل ہوتی ہے۔ تو یہ فرق تو خود وحی میں ہوا کہ نبی کی وحی بہ نسبت ولی کی وحی کے اتم اور اکمل ہوتی ہے۔ یہ تو نہیں فرمایا۔ کہ ولی کی وحی تھوڑی ہوتی ہے اور نبی کی زیادہ ہوتی ہے۔ جس طرح یہاں وحی ولایت اور وحی نبوت میں حضرت مسیح موعود نے بلحاظ ان وحیوں کے شان کے ایک فرق کیا ہے۔ اور اس کو اصول کے طور پر بیان کیا ہے۔ اس اصول کی تردید حضرت صاحب کی تحریروں میں کہیں دکھاؤ یا اس کے بالمقابل کوئی اصول باندھا ہوا دکھاؤ کہ وحی ولایت اور وحی نبوت کا فرق قلت و کثرت کا ہے نہ شان کے اتم واکمل ہونے کا۔ پھر اس اصول پر ہم حضرت مسیح موعود کی وحی کو پرکھ لیں گے۔ لیکن جب تک کہ اصول جو خود انہوں نے باندھا وہ اس نتیجہ کو باطل ٹھہراتا ہے جس پر میاں صاحب پہنچے ہیں۔ اس وقت تک وہ نتیجہ کسی حالت میں قابل تسلیم نہیں۔ اور اس کے بطلان پر اس سے بڑھکر اور کسی شہادت کی ضرورت نہیں کہ مسیح موعود کا اپنا اصول اسے غلط قرار دیتا ہے حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱ پر حضرت مسیح موعود نے کوئی اصول نہیں باندھا اپنے متعلق ایک

امر بیان کیا ہے۔ اور کسی شخص کو حق نہیں کہ ان فقرات کے وہ معنے کرے جو آپ کے اصول مسلمہ کے خلاف ہوں۔ تحفہ بغداد غالباً سارے کو تو میاں صاحب بھی منسوخ نہیں مانتے ہونگے۔ اور جس امر کا یہاں ذکر کیا ہے وہ اپنی نبوت اور محدثین کی نبوت کے متعلق کوئی بات نہیں۔ ایک عام اصول بتا رہے ہیں کہ اولیاء اور انبیاء کی وحی میں کیا فرق ہے۔ اگر اس کو منسوخ قرار دوگے تو گویا مسیح موعود کی تحریروں کو بالکل بے وقعت کر دوگے۔ اور پھر یہ تو معاملہ ہی ایسا ہے کہ وہ خود صاحب وحی ہیں اپنی وحی کی شان کو تو ضرور سمجھتے ہونگے اور انبیاء کی وحی کی شان سے بھی ایسے مرتبہ پر پہنچا ہوا شخص ناواقف نہیں ہو سکتا۔ غرض دونوں شانوں کا ان کو علم ہے۔ تو اگر انہوں نے دونوں شانوں میں کوئی فرق نہیں دیکھا تھا تو یہ اصول کیوں باندھ دیا کہ وحی نبوت اتم اور اکمل ہوتی ہے۔ بہ نسبت وحی ولایت کے اور مجدد ہونے کے باوجود انہوں نے اپنی وحی کی شان اور انبیاء کی وحی کی شان میں کچھ فرق دیکھا اور اسی کے مطابق لکھا تو آج ایک شخص کو جسے نہ انبیاء کی وحی کی شان کی خبر ہے نہ وہ خود مجدد ہے کہ اولیاء اللہ کی وحی کے اعلےٰ سے اعلےٰ شان کو سمجھ سکے یہ کس طرح حق پہنچتا ہے کہ وہ کہدے کہ مرزا صاحب نے یہ اصول غلط باندھا تھا۔ آہ افسوس خود غرضی انسان کو کہاں سے کہاں لے جاتی ہے۔ وہ کیا دل ہے کہ جس کو یہ احساس بھی نہیں ہوتا کہ ایک طرف تو ایک شخص کو اس کے مرتبہ سے بڑھا کر نبی بنانا چاہتا ہے۔ اور دوسری طرف اس کی کسی بھی تحریر کو اس کے کسی بھی باندھے ہوئے اصول کو قابل وقعت نہیں چھوڑتا۔ اور نہ صرف یہ بات ہے کہ حضرت مسیح موعود نے وحی ولایت اور وحی نبوت میں فرق شان کے اتم و اکمل ہونے کا رکھا ہے۔ بلکہ یہاں یہ فرق بتایا ہے وہاں کثرت کے فرق کی تردید بھی کی ہے۔ چنانچہ اس عبارت کے آگے حضرت مجدد صاحب سرہندی علیہ الرحمۃ کا قول اپنی تائید میں نقل کرتے ہیں اور اس طرح پر اس کی صداقت پر مہر لگاتے ہیں۔ وہ قول کیا ہے۔ ان کلامہ سبحانہ مع البشر قد یکون شفاہا و ذالک الافراد من الانبیاء وقد یکون ذالک لبعض الکمل من متابعیھم واذا کثر ھذا القسم من الکلام مع واحد منھم سمی محدثا اس عبارت کا ترجمہ خود ہی آپنے ازالہ اوہام میں بالفاظ ذیل کیا ہے "اللہ جلشانہ کا بشر کے

ساتھ کلام کرنا کبھی روبرو اور ہمکلامی کے رنگ میں ہوتا ہے۔ اور ایسے افراد جو خدا تعالیٰ کے ہمکلام ہوتے ہیں۔ وہ خواص انبیاء میں سے ہیں کبھی یہ ہمکلامی کا مرتبہ بعض ایسے مکمل لوگوں کو ملتا ہے کہ نبی تو نہیں مگر نبیوں کے متبع ہیں۔ اور جو شخص کثرت سے شرف ہمکلامی کا پاتا ہے اس کو محدث بولتے ہیں" اب یہاں انبیاء اور محدثین دونوں کے مکالمہ کا صاف ذکر ہے اور یہ موقعہ تھا کہ اگر قلت و کثرت کا فرق تھا تو آپ کہدیتے کہ وہی ہمکلامی جب قلیل ہوتی ہے تو انسان محدث کہلاتا ہے۔ اور جب کثیر ہو جاتی ہے تو نبی بن جاتا ہے۔ مگر یہاں دونوں کی ہمکلامی کا ذکر فرما کر آگے کہا کہ جب یہ ہمکلامی کثرت سے ہو تو ایسا شخص محدث کہلاتا ہے۔ گویا محدث بنتا ہی کثرت مکالمہ مخاطبہ سے ہے۔ اب کوئی شخص خدا کے خوف سے کام لے تو اس کے لئے یہ سمجھ لینا کس قدر آسان ہے کہ اس جگہ حضرت مسیح موعود نے ایک قانون کامل رنگ میں بیان کیا ہے اور اس کے دونوں پہلوؤں کو صاف کر دیا ہے۔ یعنی یہ بتا دیا ہے کہ وحی نبوت اور وحی ولایت میں کس بات کا فرق ہے۔ اور کس بات کا نہیں۔ فرق تو شان کے اتم و اکمل ہونے میں ہے اور کثرت میں کوئی فرق نہیں۔ کیونکہ محدث بھی اس وقت تک نہیں کہلاتا جب تک کثرت مکالمہ نہ ہو۔

پھر اس کے بعد میں تریاق القلوب کا ایک حوالہ دیتا ہوں جس میں پھر ولایت کیلئے صاف طور پر اصول باندھا ہے کہ صاحب ولایت کے ساتھ اس کثرت سے مکالمہ و مخاطبہ ہوتا ہے۔ جس کی کوئی نظیر نہیں۔ چنانچہ صفحہ ۱۲۲ پر فرماتے ہیں:۔

"اب سوچنا چاہیئے کہ غیب کا وسیع علم غیر کو ہرگز نہیں دیا جاتا۔ اور گو ممکن ہے کہ غیر کو بھی جسکے تعلقات خدا تعالیٰ سے محکم نہیں ہیں کبھی سچی خواب آجائے یا سچا کشف ہو جائے۔ لیکن ولایت اور قبولیت کے علامات میں لازمی طور پر یہ شرط ہے کہ امور غیبیہ اور پوشیدہ باتیں اس قدر ظاہر ہوں کہ وہ اپنی کثرت میں دنیا کے تمام لوگوں سے بڑھے ہوئے ہوں اور اس کثرت سے ہوں کہ کوئی بھی ان کا مقابلہ نہ کر سکے۔ یہ بات یاد رکھنے کے لائق ہے کہ جبکہ خدا تعالیٰ اپنے فضل عظیم اور کرم عمیم سے کسی شخص کو اپنی خلعت ولایت اور مرتبہ کرامت سے مشرف اور سرفراز فرماتا ہے تو چار چیزوں میں اس کو جمیع اسکے ابنائے جنس اور تمام معصر لوگوں سے امتیاز کلی بخشتا ہے۔ اور ہر ایک

شخص جو وہ امتیاز اس کے شامل حال ہوتی ہے۔ اس کی نسبت قطعی اور یقینی طور پر ایمان رکھنا لازم ہو جاتا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے ان کامل بندوں اور اعلیٰ درجہ کے اولیاء میں سے ہے جن کو اس نے اپنے ہاتھ سے چنا ہے اور اپنی نظر کامل سے ان کی تربیت فرمائی ہے اور وہ چار چیزیں جو کامل اولیاء اللہ مردان خدا کی نشانی ہے چار کمال ہیں جو بطور نشان اور خارق عادت کے ان میں پیدا ہوتے ہیں اور ہر ایک کمال میں وہ دوسروں سے بین اور صریح طور پر ممتاز ہوتے ہیں بلکہ وہ چاروں کمال معجزہ کی حد تک پہنچے ہوئے ہوتے ہیں .......... اور وہ چار کمال جو بطور چار نشان یا چار معجزہ کے ہیں جو ولی اعظم اور قطب الاقطاب اور سید الاولیاء کی نشانی ہے یہ ہیں۔ اول یہ کہ امور غیبیہ بعد ستجاب یا اور طریق پر اس کثرت سے اس پر کھلتے رہیں اور بہت سی پیشگوئیاں ایسی صفائی سے ظہور پذیر ہو جائیں کہ اس کثرت مقدار اور صفائی کیفیت کے لحاظ سے کوئی شخص اس کا مقابلہ نہ کر سکے۔ اور ان کمی اور کیفی کمالات میں احتمال شرکت غیر بکلی معدوم بلکہ محالات میں سے ہو۔ یعنی جس قدر اس پر اسرار غیب ظاہر ہوں اور جس قدر اس کی دعائیں قبول ہو کر ان قبولیتوں سے اس کو اطلاع دی جائے۔ اور جس قدر اس کی تائید میں آسمان اور زمین اور انفس اور آفاق میں خوارق ظہور پذیر ہوں بکلی غیر ممکن ہو جو ان کی نظیر کوئی دکھلا سکے۔ یا ان کمالات میں مقابلہ پہ کھڑا ہو سکے اور اس قدر علوم غیوب الہیہ اور کشف انوار نامتناہیہ اور تائیدات سماویہ بطور خارق عادت اور اعجاز اور کرامات اس کو عطا کی جائے کہ گویا ایک دریا ہے جو چل رہا ہے۔ اور ایک عظیم الشان روشنی ہے جو آسمان سے اتر کر زمین پہ پھیل رہی ہے۔ اور یہ امور اس حد تک پہنچ جائیں جو ببداہت نظر خارق عادت اور فائق الحصر دکھائی دیں۔ اور یہ کمال کمال نبوت سے موسوم ہے"

اب چاہو اسے منسوخ کہہ لو۔ چاہو رد ی میں پھینک دو یہ حضرت مسیح موعود کی تحریر ہے اور اپنی نبوت کے متعلق نہیں بلکہ اولیاء اللہ کے متعلق ہے۔ کہ انکو کیا مراتب حاصل ہوتے ہیں اور کیسے کیسے کمالات نبوت ملتے ہیں اور وہ کثرت مکالمہ و مخاطبہ جس پر میاں صاحب کو اتنا ناز ہے کہ سوائے نبی کے کسی کو مل ہی نہیں سکتی یہاں سب اولیاء اللہ کیلئے اسکو جائز رکھا ہے۔ اسکا کوئی جواب نہیں ہو سکتا سوائے اسکے کہ یہ کہہ دیا جائے کہ حضرت مسیح موعود اپنی حالت پہ غور

کر کے کہ میرے ساتھ یہ معاملہ ہو رہا ہے سب اولیاء کو اس میں شامل کر رہے تھے۔ جیسکے معنے یہ ہوئے کہ آپ کو یہ عادت تھی کہ جو کچھ غلط طور پر سمجھیں اس کے لئے جھوٹے جھوٹے اصول بھی معاذ اللہ بنا کر پیش کر دیا کرتے تھے۔ اے منوخی کے شیدا ہو کچھ خدا کا خوف کرو اور مسیح موعود پر ایسی تہمتیں نہ لگاؤ کہ جو ان کو ایک معمولی عالم کی حیثیت سے بھی گراتی ہیں۔ یہ کیسا مسیح موعود تھا کہ ایک وقت اس کو یہ خیال تھا کہ میں نبی نہیں ولی ہوں تو ولیوں کی تعریف میں پل باندھنے شروع کر دیئے۔ اور یہ سب جھوٹی اور فرضی تعریف تھی حقیقت اس کے پیچھے کوئی نہ تھی۔ صرف اپنے آپ کو بڑا بنانا مقصود تھا اور کہدیا کہ اولیاء اللہ ایسے ہوتے ہیں اور ایسے ہوتے ہیں۔ پھر جب یہ خیال ہوا کہ میں ولی نہیں نبی ہوں تو اولیاء کی توہنک شروع کر دی کہ ان کو صرف قلیل مقدار میں کوئی الہام ہو جاتا ہے۔ مگر مجھے چونکہ کثرت سے ہوئے ہیں اس لئے میں نبی ہوں۔ اس سے بڑھکر اور کیا گستاخی مسیح موعود کی ہو سکتی ہے +

مگر مسیح موعود کی یہ ساری ہتک کر کے بھی کچھ فایدہ نہیں کیونکہ یہی مذہب بعینہٖ حقیقت الوحی میں موجود ہے۔ حقیقۃ الوحی کے شروع میں اس امت میں مکالمہ پانے والوں کو تین قسم پر تقسیم کیا ہے۔ اور وہ حضرت صاحب کے اپنے الفاظ میں حسب ذیل مراتب ہیں:۔

باب اول۔ ان لوگوں کے بیان میں جنکو بعض سچی خوابیں آتی ہیں یا بعض سچے الہام ہوتے ہیں۔ لیکن انکو خدا تعالےٰ سے کچھ بھی تعلق نہیں۔

باب دوم۔ ان لوگوں کے بیان میں جن کو بعض اوقات سچی خوابیں آتی ہیں یا سچے الہام ہوتے ہیں اور انکو خدا تعالےٰ سے کچھ تعلق بھی ہے۔ لیکن کچھ بڑا تعلق نہیں +

باب سوم۔ ان لوگوں کے بیان میں جو خدا تعالےٰ سے اکمل اور اصفیٰ طور پر وحی پاتے ہیں۔ اور کامل طور پر شرف مکالمہ مخاطبہ ان کو حاصل ہے۔ اور خوابیں بھی ان کو فلق الصبح کیطرح سچی آتی ہیں اور خدا تعالےٰ سے اکمل اور اتم طور پر محبت کا تعلق رکھتے ہیں +

اب یہ کل تین ہی اقسام ہیں جن میں ساری امت کو بلحاظ خواب والہام یا مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ تقسیم کیا ہے۔ اب میں دریافت کرتا ہوں کہ ان تین اقسام میں سے اولیاء اللہ کو اور بالخصوص مجددین کو کس قسم میں رکھیں۔ قسم اول تو قابل ذکر ہی نہیں۔ قسم دوم میں

اگر ان کو رکھا جائے تو ماننا پڑے گا کہ خدا تعالےٰ نے ان لوگوں کو مجدد بنا کر بھیجا جنکو کچھ سچی خوابیں تو آتی ہیں۔ اور کچھ سچے الہام بھی ہوتے ہیں لیکن خدا تعالےٰ سے ان کو کچھ بڑا تعلق نہیں اور یہ خود خدا پر الزام ہے کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی امت میں مجدد جب ایسے بنا کر بھیجے تو دوسرے لوگوں کا کیا حال ہوگا۔ بصلح جب وہ ہوے جنکو خدا سے کچھ بڑا تعلق نہیں تو باقی امت کی حالت تو ناگفتہ بہ ہوئی۔ اور پھر اسی قسم دوم کے خواب بینوں کے متعلق لکھا ہے :-

"اور بقول مشہور کہ نیم ملا خطرہ ایمان وہ اپنی معرفت ناقصہ کی وجہ سے خطرہ کی حالت میں ہے۔ ہاں ایسے لوگوں کو بھی کسی قدر کچھ معارف اور حقایق معلوم ہو جاتے ہیں مگر اس دودھ کی طرح جس میں کچھ پیشاب بھی پڑا ہو۔ اور اس پانی کی طرح جس میں کچھ نجاست بھی ہو....... چونکہ اس کی فطرت میں ابھی شیطان کا حصہ باقی ہے اس لئے شیطانی القاء سے بچ نہیں سکتا۔ اور چونکہ نفس کے جذبات بھی دامنگیر ہیں اس لئے حدیث النفس سے بھی محفوظ نہیں رہ سکتا......... جن کے نفس میں ابھی کچھ گند باقی ہے ان کی وحی اور الہام میں بھی گند باقی رہے"

اب میاں صاحب کو اختیار ہے کہ مرزا صاحب کو نبی بنانے کے لئے ساری امت کے اولیاء کو اور بالخصوص مجددین کو اس قسم میں داخل کر دیں۔ اور اس مذہب کو دنیا میں پیش کریں کہ تیرہ سو سال تک ہمارے مذہب میں اس قسم کے مجدد آتے تھے۔ جن کو خدا مبعوث کیا کرتا تھا۔ مرزا صاحب نبی بن جائیں۔ چاہے اسلام کا کچھ باقی رہے یا نہ رہے۔ اور اگر اولیائے امت اور بالخصوص مجددین کو تیسری قسم میں داخل کرتے ہو جو حق ہے۔ اور جس میں خود حضرت مسیح موعود اپنے آپ کو بھی داخل کرتے ہیں۔ تو پھر اس بات کا فیصلہ کرو۔ کہ وہ جو لوگ خدا تعالےٰ سے اکمل اور اصفی طور پر وحی پاتے ہیں۔ اور کامل طور پر شرف مکالمہ و مخاطبہ ان کو حاصل ہے" جیسا کہ اس تیسری قسم والوں کے متعلق حضرت مسیح موعود نے لکھا ہے۔ کیا وہ لوگ باوجود کامل طور پر مکالمہ و مخاطبہ پانے کے قلیل مکالمہ و مخاطبہ پاتے تھے۔ یا کثیر۔ اگر قلیل پاتے تھے تو مسیح موعود بھی اسی میں شامل ہیں۔ اگر کثیر پاتے تھے۔ تو مکالمہ مخاطبہ کی کثرت نبوت نہ تھی۔ اب میاں صاحب ان میں سے جو راہ چاہیں اختیار کریں۔ بات صاف

ہے یا تو اولیائے امت اور مجددین کو کثیر حصہ مکالمہ مخاطبہ کا ملا۔ اور یا مسیح موعود کو بھی نہیں ملا۔ یہ وہ اصول ہیں جو حضرت مسیح موعود نے خود بیان فرمائے ہیں۔ پہلے ان اصول پر غور کرو اور پھر کوئی بات مونہہ سے نکالو۔ اور اگر تیسری قسم والوں کی کثرت مکالمہ الٰہیہ کے متعلق کوئی شبہ ہو تو اس باب کو حقیقۃ الوحی میں پڑھ جانا کافی ہوگا اور یہی کافی جواب ساری حقیقۃ النبوۃ کا ہے۔ کم از کم ذیل کی عبارتوں کو پڑھ کر اور خوف خدا سے کام لیکر ایک رائے قائم کرو۔

"منجملہ ان علامات کے یہ بھی ہے کہ خدائے کریم اپنا فصیح اور لذیذ کلام وقتاً فوقتاً اس کی زبان پر جاری کرتا رہتا ہے جو الٰہی شوکت اور برکت اور غیب گوئی کی کامل طاقت اپنے اندر رکھتا ہے۔ اور ایک نور اس کے ساتھ ہوتا ہے جو بتلاتا ہے کہ یہ یقینی امر ہے ظنی نہیں ہے۔ اور ایک ربانی چمک اس کے اندر ہوتی ہے اور کدورتوں سے پاک ہوتا ہے اور بسا اوقات اور اکثر اور اغلب طور پر وہ کلام کسی زبردست پیشگوئی پر مشتمل ہوتا ہے۔ اور اس کی پیشگوئیوں کا حلقہ نہایت وسیع اور عالمگیر ہوتا ہے اور وہ پیشگوئیاں کیا باعتبار کمیت اور کیا باعتبار کیفیت بے نظیر ہوتی ہیں۔ کوئی ان کی نظیر پیش نہیں کر سکتا۔ اور ہیبت الٰہی ان میں بھری ہوئی ہوتی ہے۔ اور قدرت تامہ کی وجہ سے خدا کا چہرہ ان میں نظر آتا ہے۔ اور اس کی پیشگوئیاں نجومیوں کی طرح نہیں ہوتیں۔ بلکہ ان میں محبوبیت اور قبولیت کے آثار ہوتے ہیں اور ربانی تائید اور نصرت سے بھری ہوئی ہوتی ہیں۔ اور بعض پیشگوئیاں اسکے اپنے نفس کے متعلق ہوتی ہیں اور بعض اپنی اولاد کے متعلق اور بعض اس کے دوستوں کے متعلق اور بعض اسکے دشمنوں کے متعلق اور بعض عام طور پر تمام دنیا کے لئے اور بعض اس کی بیویوں اور خویشوں کے متعلق ہوتی ہیں۔ اور وہ امور اسپر ظاہر ہوتے ہیں جو دوسروں پر ظاہر نہیں ہوتے۔ اور وہ غیب کے دروازے اس کی پیشگوئیوں پر کھولے جاتے ہیں جو دوسروں پر نہیں کھولے جاتے خدا کا کلام اسپر اسی طرح نازل ہوتا ہے۔ جیسا کہ خدا کے پاک نبیوں اور رسولوں پر نازل ہوتا ہے۔ اور ظن سے پاک اور یقینی ہوتا ہے۔ یہ شرف تو اس کی زبان کو دیا جاتا ہے کہ کیا باعتبار کمیت اور کیا باعتبار

کیفیت ایسا بے مثل کلام اس کی زبان پر جاری کیا جاتا ہے کہ دنیا اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ اور اس کی آنکھ کو کشفی قوت عطا کی جاتی ہے۔ اور وہ مخفی در مخفی خبروں کو دیکھ لیتا ہے۔"

اس عبارت کے نیچے ایک نوٹ ہے وہ بھی قابل ملاحظہ ہے:۔

"ایک بڑی علامت کامل تعلق کی یہ ہوتی ہے کہ جسطرح خدا ہر ایک چیز پر غالب ہے اسی طرح وہ ہر ایک دشمن اور مقابلہ کرنے والے پر غالب رہتا ہے کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی" صفحہ ۱۵

اب اس کو تو منسوخ نہیں کر سکتے۔ حالانکہ اس میں بعینہ وہی نقشہ کھینچا ہے جو تریاق القلوب میں کھینچا گیا تھا۔ ایک کثرت کیا یہاں تو کوئی کسر نہیں ہو گئیں۔ بلکہ ان پر خدا کا کلام اسی طرح نازل ہوتا ہے۔ جس طرح خدا کے نبیوں اور رسولوں پر۔ پھر ان اولیاء کو آخری نوٹ میں "رسلی" کے اندر بھی شامل کیا ہے۔ گویا انپر رسول کا لفظ بھی بول دیا ہے ÷

پھر اولیاء اللہ کے کرامات کے متعلق اسی کتاب کے صفحہ ۵۰ و ۵۱ پر تحریر فرماتے ہیں:۔

"اور کرامات کی اصل بھی یہی ہے کہ جب انسان اپنے تمام وجود کے ساتھ خدا کا ہو جاتا ہے اور اس میں اور اس کے رب میں کوئی حجاب باقی نہیں رہتا۔ اور وہ وفا اور صدق کے تمام ان مراتب کو پورے کر کے دکھلاتا ہے جو حجاب سوز ہیں تب وہ خدا کا اور اس کی قدرتوں کا وارث ٹھیرایا جاتا ہے۔ اور خدا تعالے طرح طرح کے نشان اس کے لئے ظاہر کرتا ہے۔ جو بعض بطور دفع شر ہوتے ہیں اور بعض بطور افاضہ خیر اور بعض اس کی ذات کے متعلق ہوتے ہیں اور بعض اس کے اہل وعیال کے متعلق اور بعض اس کے دشمنوں کے متعلق اور بعض اس کے دوستوں کے متعلق اور بعض اس کے اہل وطن کے متعلق اور بعض عالمگیر اور بعض زمین سے اور بعض آسمان سے۔ غرض کوئی نشان ایسا نہیں جو اس کے لئے دکھلایا نہیں جاتا"

اگر کثرت نشانات کا نام نبوت ہے تو یہ تو کثرت سے بھی کچھ بڑھ کر ہے

کیونکہ یہاں تو لکھا ہے کہ کوئی نشان نہیں جو اس کے لئے دکھایا نہیں جاتا +

پھر آگے صفحہ ۵۲ پر لکھتے ہیں "یہی ولایت ہے جس سے آگے کوئی درجہ نہیں" اور پھر اسی صفحہ پر ہے۔ کہ "یہ مرتبہ بجز صدیقوں کے کسی کو حاصل نہیں ہو سکتا" اور صفحہ ۵۳ پر ہے "وہ خوارق اور نشان جن کی دوسرے لوگ نظیر پیش نہیں کر سکتے۔ یہ بھی خدا تعالٰے کے انعام ہیں جو خاص بندوں پر ہوتے ہیں"

اب حضرت مسیح موعود تو فرماتے ہیں کہ یہی ولایت ہے جس کے آگے کوئی درجہ نہیں۔ مگر ہمارے میاں صاحب اس ولایت کو حقیر سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں یہ ناقص مرتبہ ہے۔ اور کامل مرتبہ نبوت کا ہے۔ جو سوائے مسیح موعود کے کسی کو ملا نہیں۔ اب ہم کس کو سچا مانیں اور حضرت مسیح موعود کی تحریروں کو کس طرح دنیا سے نابود کر دیں یا آنکھوں پر پٹی باندھ کر جو کچھ میاں صاحب کہیں اسے مانتے چلے جائیں۔ افسوس کہ حکم عدل کی کھلی کھلی تحریروں کو سطح پس پشت ڈالا جاتا ہے۔ اور ہر بات کا جواب حقیقۃ الوحی کا صفحہ ۳۹۱ ہے۔ میں کہتا ہوں۔ پھر بہتر ہے کہ ایک اس صفحہ ۳۹۱ کو مسیح موعود کی یادگار کے طور پر سنہری حرفوں میں لکھوا کر رکھ لو اور باقی سب تحریروں کو جلادو۔ کیا یہ الفاظ صفحہ ۳۹۱ سے زیادہ واضح نہیں کیا مسیح موعود صرف حقیقۃ الوحی کا صفحہ ۳۹۱ ہی دنیا کو پہنچانے آئے تھے یا کچھ اور بھی۔ کیا جو کچھ صفحہ ۳۹۱ میں لکھا ہے اسپر کوئی خاص مہر مسیح موعود کی ہے کہ اس صفحہ کو تم نے پہلے باندھ لینا اور باقی تحریروں کو جس طرح چاہو ردی کی ٹوکری میں ڈالو۔ یا پس پشت پھینکو۔ اے خدا کے بندو! اپنی جانوں پر رحم کرو۔ اور صفائی سے اس کثرت کو دیکھئے۔ اور خوف خدا کیجئے۔ صفحہ ۵۵ پر ہے +

"اور یاد رہے کہ جیسا کہ تیسری قسم کے لوگوں کی خوابیں نہایت صاف ہوتی ہیں اور پیشگوئیاں ان کی تمام دنیا سے بڑھ کر صحیح نکلتی ہیں۔ اور نیز وہ عظیم الشان امور کے متعلق ہوتی ہیں اور اس قدر ان کی کثرت ہوتی ہے کہ گویا ایک سمندر ہے۔ ایسا ہی ان کے معارف اور حقایق بھی کیفیت اور کمیت میں تمام بنی نوع سے بڑھ کر ہوتے ہیں" +

میں کہتا ہوں کیا درحقیقت یہ حقیقت الوحی بھی منسوخ تو نہیں۔ کیونکہ صفحہ ۳۹۱ کے سامنے تو کوئی تحریر بھی باقی نہیں رہتی۔ کیا اس امت کی نجات صفحہ ۳۹۱ میں ہی

ہے۔ یا صفحہ ۳۹۱ کے سامنے قرآن اور حدیث اور اجماع امت اور مسیح موعود کے سات ہزار صفحات کی بھی کچھ وقعت ہے۔ یہاں تو صاف فرما دیا۔ کہ تیسری قسم کے لوگوں کی پیشگوئیاں عظیم الشان امور کے متعلق ہوتی ہیں۔ اور کثرت بھی اتنی ہوتی ہے کہ گویا ایک سمندر ہے۔ اب ان کی نبوت میں اگر پیشگوئیوں کی کثرت کا نام ہی نبوت ہے کیا کسر باقی رہ گئی۔ عظیم الشان امور والی حجت بھی ٹوٹ گئی۔ اور آگے چلئے اور صفحہ ۱۶ اسی کتاب کا ملاحظہ ہو۔

"لیکن وہ امور جو خاص طور پر غیب ہیں وہ خدا تعالےٰ کے خاص بندوں سے مخصوص ہیں۔ وہ لوگ عام لوگوں کے خوابوں اور الہاموں سے چار طور کا امتیاز رکھتے ہیں۔ ایک یہ اکثر ان کے مکاشفات نہایت صاف ہوتے ہیں۔ اور شاذو نادر مشتبہ ہوتا ہے۔ مگر دوسرے لوگوں کے مکاشفات اکثر مکدر اور مشتبہ ہوتے ہیں۔ اور شاذو نادر کوئی صاف ہوتا ہے۔ دوسرے یہ کہ وہ عام لوگوں کی نسبت اس قدر کثیر الوقوع ہوتے ہیں۔ کہ اگر مقابلہ کیا جائے تو وہ مقابلہ ایسا فرق رکھتا ہے جیسا کہ ایک بادشاہ اور ایک گدا کے مال کا مقابلہ کیا جائے۔ تیسرے ان سے عظیم الشان نشان ظاہر ہوتے ہیں۔ کہ کوئی دوسرا شخص ان کی نظیر پیش نہیں کر سکتا۔ چوتھے ان کے نشانوں میں قبولیت کے نمونے اور علامتیں پائی جاتی ہیں۔ اور محبوب حقیقی کی محبت اور نصرت کے آثار ان میں نمودار ہوتے ہیں۔ اور صریح دکھائی دیتا ہے۔ کہ وہ ان نشانوں کے ذریعہ سے ان مقبولوں کی عزت اور قربت کو دنیا پر ظاہر کرنا چاہتا ہے۔"

اب اس ڈر سے کہ مبادا یہ سب کچھ صفحہ ۳۹۱ سے پہلے ہونے کی وجہ سے ناقابل اعتبار سمجھا جائے۔ ایک حوالہ صفحہ ۳۹۱ کے بعد کا بھی دیتا ہوں۔ تتمہ حقیقت الوحی کا صفحہ ۱۰۲ دیکھا جائے۔

"لیکن وہ لوگ جو خدا کے نزدیک ملہم اور مکلم کہلاتے ہیں اور مکالمہ اور مخاطبہ کا شرف رکھتے ہیں اور دعوت خلق کے لئے مبعوث

ہوتے ہیں۔ ان کی تائید میں خدا تعالےٰ کے نشان بارش کی طرح برستے ہیں۔ اور دنیا ان کا مقابلہ نہیں کرسکتی۔ اور فعل الٰہی اپنی کثرت کے ساتھ گواہی دیتا ہے۔ کہ جو کلام وہ پیش کرتے ہیں۔ وہ کلام الٰہی ہے۔ اگر الہام کے دعوے کرنے والے اس علامت کو مدنظر رکھتے تو وہ اس فتنہ سے بچ جاتے"

یہ خیال نہیں کرنا چاہئے کہ یہاں نبیوں کا ذکر ہے۔ بلکہ اسی امت مجددین کا ذکر ہے۔ جو دعوت خلق کے لئے مبعوث ہوتے ہیں۔ ان لوگوں کا فرق ان سے کرکے دکھایا ہے۔ کہ جن کو شاذ و نادر کے طور پر کوئی سچی خواب آجاتی ہے۔ جیسا عبارت منقولہ بالا سے اوپر کے پیرے گراف میں صاف لکھا ہے "ہاں یہ بھی ممکن ہے کہ کسی کو کبھی شاذ و نادر کے طور پر کوئی سچی خواب آجائے یا سچا الہام ہو جائے۔ مگر وہ صرف اس قدر سے مامور من اللہ نہیں کہلا سکتا"۔

حقیقت الوحی کے الاستفتاء میں سے جو حوالے میں پہلے نقل کر چکا ہوں ان کو بھی یہاں ملا کر پڑھو تو یہی مضمون بار بار ساری حقیقت الوحی میں دہرایا ہے کہ کثرت مکالمہ و مخاطبہ کا سلسلہ تمام اولیائے امت سے اور مجددین سے جاری رہا۔ اس قدر کثرت کے ساتھ اس بات کو حقیقت الوحی میں دہرایا ہے۔ کہ گویا آپ کو یہ فکر تھا۔ کہ اس کتاب سے اس امر کے خلاف کوئی نتیجہ نکالا جائے گا۔ پس جو شخص بصیرت سے کام لیتا۔ اور دیانت داری سے امر حق کو معلوم کرنا چاہتا ہے اس کے لئے تو کوئی مشکل نہیں۔ اگر صفحہ ۳۹۱ کی کوئی توجیہ اس کی سمجھ میں نہ آتی ہو تو بھی اس کثرت کے سامنے اس ایک حوالہ کو ترک کرنا پڑیگا مگر اسکا حقیقی جواب آگے چل کر دونگا۔ صرف ایک حوالہ اور چشمہ معرفت سے دے کر کثرت مکالمہ و مخاطبہ پر حضرت مسیح موعود کی تحریروں کے حوالجات کو کافی سمجھتا ہوں۔ چشمہ معرفت کے حصہ دویم کے صفحہ ۳۴۰ و ۳۴۱ پر ہے:-

"غرض قرآن شریف کے زبردست طاقتوں میں سے ایک یہ طاقت ہے۔ کہ اس کی پیروی کرنے والے کو معجزات اور خوارق دیئے جاتے ہیں۔ اور وہ اس کثرت سے ہوتے ہیں کہ دنیا ان کا مقابلہ نہیں کر سکتی ........................ اور قرآن شریف کا یہ وعدہ ہے کہ لھم البشریٰ فی الحیوٰۃ الدنیا اور یہ وعدہ ہے کہ ایدھم بروح منہ اور یہ وعدہ ہے یجعل لکم فرقانا اس وعدہ کے مطابق خدا نے یہ سب مجھے عنایت کیا ہے۔ اور ترجمہ ان آیات کا یہ ہے کہ جو لوگ قرآن شریف پر ایمان لائیں گے **ان کو مبشر خوابیں اور الہام دیئے جائیں گے۔ یعنی بکثرت دیئے جائیں گے۔** ورنہ شاذونادر کے طور پر کسی دوسرے کو بھی کوئی سچی خواب آسکتی ہے۔ مگر ایک قطرہ کو ایک دریا کے ساتھ کچھ مناسبت نہیں اور ایک پیسہ کو ایک خزانہ سے کچھ مشابہت نہیں۔ اور پھر فرمایا کہ کامل پیروی کرنے والے کی روح القدس سے تائید کی جائے گی۔ یعنے ان کے فہم اور عقل کو غیب سے ایک روشنی ملے گی۔ اور ان کی کشفی حالت نہایت صفا کی جائے گی۔ اور ان کے کلام اور کام میں تاثیر رکھی جائے گی۔ اور ان کے ایمان نہایت مضبوط کئے جائیں گے۔ اور پھر فرمایا کہ خدا ان میں اور ان کے غیر میں ایک فرق بین رکھدے گا۔ یعنی بالمقابل ان کے باریک معارف کے جو ان کو دیئے جائیں گے اور بمقابل ان کے کرامات اور خوارق کے جو انکو عطا ہونگی۔ دوسری تمام قومیں عاجز رہیں گی۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ قدیم سے خدا تعالےٰ کا یہ **وعدہ** پورا ہوتا چلا آیا ہے۔ اور اس زمانہ میں ہم خود اس کے شاہد رویت ہیں"

پس قرآن کریم کے کامل پیروؤں کو جو بموجب آخری فقرہ کے ہر زمانہ میں ہوتے رہے ہیں معجزات اور خوارق بھی دیئے جاتے ہیں۔ اور کثرت سے دیئے جاتے ہیں جیسا کہ فقرہ اول ظاہر کرتا ہے۔ اور مبشرات بھی دیئے جاتے ہیں اور بکثرت دیئے جاتے ہیں۔ تو اب کثرت کی حد فاصل جو نبیوں اور محدثوں کے درمیان رکھی جاتی ہے وہ کہاں گئی؟ خوب یاد رکھو۔ کہ یہ

امتیاز نہ قرآن کریم نے بتایا نہ حدیث صحیح نے بتایا نہ ساری امت محمدیہ میں کبھی کسی کو اس کا خیال آیا۔ نہ سابقہ امم میں ہی کسی نے ایسا خیال کیا۔ نہ مسیح موعود کے ذہن میں تھا۔ یہ سب حقیقۃ النبوۃ کے فاضل مصنف کی دماغی محنت کا نتیجہ ہے جو مسیح موعود کی نبوت خلاف قرآن و حدیث قائم کرنے کے لئے ایجاد کیا گیا ہے اگر واقعی میاں صاحب کو تحقیق حق مطلوب ہوتی اور ان کی غرض کتاب کے لکھنے میں یہ نہ ہوتی کہ ایک خیال جو دل میں قائم کر چکے ہیں اس پر زور دینا ہے بلکہ ٹھنڈے دل سے ایک سوال کے دونوں پہلوؤں پر غور کرنے کا خیال ہوتا تو بات ایسی مشکل نہ تھی۔ اس میں شک نہیں کہ حضرت مسیح موعود کی کتابوں میں کثرت مکالمہ کو ایک رنگ کا امتیاز بھی بتایا ہے۔ مگر محدث اور نبی کے درمیان نہیں۔ بلکہ معمولی خواب بینوں اور محدثوں کے درمیان اور جو شخص آپ کی تحریروں کو سرسری نظر سے بھی پڑھیگا وہ دیکھ لیگا کہ کثرت مکالمہ اس امت میں اولیاء اور محدثوں اور مجددوں کے لئے مخصوص ہے۔ اور معمولی لوگ جنہوں نے اپنی منازل سلوک کو طے نہ کیا ہو اور جن کا نفس شیطان کے تصرف سے آزاد نہ ہوا ہو جنہوں نے حقیقی طور پر تزکیہ نفس نہیں کیا۔ اور اس لئے ابھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کامل اتباع کا مرتبہ ان کو حاصل نہیں ہوا وہ کثرت مکالمہ سے محروم رکھے جاتے ہیں۔ میں سارے حوالوں کو دوبارہ درج کرنا یہاں ضروری نہیں سمجھتا۔ اور باقی ساری کتابوں کے حوالوں کو بھی اختصار کی غرض سے چھوڑتا ہوں اور صرف حقیقۃ الوحی کے دو ایک مقامات کی طرف ناظرین کتاب کو توجہ دلاتا ہوں۔ اول تو خود اس تقسیم پر غور کرنا چاہئے۔ جو حقیقۃ الوحی کے شروع میں حضرت مسیح موعود نے کی ہے۔ جہاں قسم دوم میں ان لوگوں کو رکھا ہے کہ جو کسی قدر تعلق خدا سے رکھتے ہیں مگر کامل تعلق نہیں رکھتے جن کو بعض سچی خوابیں آتی ہیں۔ یا بعض الہام سچے ہو جاتے ہیں مگر ان کی مثال اس دودھ سے دی ہے جس میں کچھ پیشاب بھی پڑا ہوا ہو۔ اور تیسری قسم میں ان لوگوں کو رکھا ہے جو خدا تعالےٰ سے کامل تعلق رکھتے اور اکمل اور اصفیٰ وحی پاتے اور کامل طور پر شرف مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ سے سرفراز کیے جاتے ہیں۔ یہ تیسری قسم کے لوگ دوسری قسم کے لوگوں سے بھی امتیاز

کثرت مکالمہ عام لوگوں اور اولیا کا امتیاز ہے نہ اولیا عالم اور انبیار کا

رکھتے ہیں کہ ان کی پیشگوئیاں بہت کثرت کے ساتھ ہوتی ہیں۔ جو" الٰہی شوکت اور برکت اور غیب گوئی کی کامل طاقت" اپنے اندر رکھتے ہیں۔ اور ان کا مکالمہ " بسا اوقات اور اکثر اور اغلب طور پر کسی زبردست پیشگوئی" پر مشتمل ہوتا ہے۔ اور ان کی "پیشگوئیوں کا حلقہ نہایت وسیع" ہوتا ہے۔ اور "وہ پیشگوئیاں کیا باعتبار کمیت اور کیا باعتبار کیفیت بے نظیر ہوتی ہیں"۔ اور وہ "غیب کے دروازے" ان کی پیشگوئیوں پر کھولے جاتے ہیں جو دوسروں پر نہیں کھولے جاتے۔ اور ان پر خدا کا کلام "اس طرح نازل ہوتا ہے جیسا خدا کے پاک نبیوں اور رسولوں پر" اور "خدا کی تائید اور نصرت کے نشان اس کثرت سے ان کے لئے ظاہر ہوتے ہیں کہ دنیا میں کسی کو مجال نہیں کہ ان کی نظیر پیش کر سکے" اور "حقیقت میں وحی کا لفظ انہی کی وحی پر اطلاق پاتا ہے"۔ کسی قدر وضاحت کے لئے میں ایک حوالہ اور حقیقۃ الوحی سے نقل کرتا ہوں جو پہلے نہیں کیا محض یہ دکھانے کے لئے کہ کثرت مکالمہ و مخاطبہ کو جب حضرت مسیح موعود پیش کرتے تھے تو محدثین اور اولیاء سے اپنے آپ کو ممتاز کرنے کے لئے نہیں بلکہ ان لوگوں سے جو چند خوابیں دیکھ کر اپنے ایمان کا دارومدار رکھ لیتے ہیں اور دو چار الہاموں سے ابتلا میں آکر قوم کے پیشوا بننے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ ان کو گمراہ کرنے کے لئے "شیطان بعض اوقات ایسی خوابیں یا الہام پیش کر دیتا ہے جن کی وجہ سے وہ اپنے تئیں قوم کا پیشوا یا رسول" کہتے ہیں اور ہلاک ہو جاتے ہیں۔ (صفحہ ۷۴) غرض ایسے لوگوں سے کاملین امت کو ممتاز کرنے کے لئے آپ نے کثرت مکالمہ کے لئے چند اور شرائط بھی لگائی ہیں اور اس امر کو جیسا شروع کتاب میں تصریح کے ساتھ بیان کیا ہے اسی طرح پھر صفحہ ۶ پر اس امر کی تصریح فرمائی ہے۔ کیونکہ چند الہاموں یا خوابوں سے غلط راہ پر پڑ جانا ایک ایسی بیماری ہے جس سے آپ اپنی قوم کے لئے بہت خطرہ دیکھ رہے تھے۔ چنانچہ آپ تحریر فرماتے ہیں۔

"شاید ایک نادان خیال کرے کہ بعض عام لوگوں کو کبھی کبھی سچی خوابیں آجاتی ہیں۔ بعض مرد یا عورتیں دیکھتے ہیں کہ کسی کے گھر میں لڑکی یا لڑکا پیدا ہو جاتا ہے اور بعض کو دیکھتے ہیں کہ وہ مر گیا۔ تو وہ مر بھی جاتا ہے۔ یا بعض ایسے ہی چھوٹے چھوٹے واقعات دیکھ لیتے ہیں تو وہ ایسے ہی ہو جاتے ہیں۔ تو میں اس وسوسہ کا

پہلے ہی جواب دے آیا ہوں کہ ایسے واقعات کچھ چیز ہی نہیں ہیں۔ اور نہ کسی نیک بختی کی ان میں شرط ہے۔ بہت سے خبیث طبع اور بدمعاش بھی ایسی خوابیں اپنے لئے یا کسی اور کے لئے دیکھ لیتے ہیں۔ لیکن وہ امور جو خاص طور کے غیب ہیں وہ خدا تعالےٰ کے خاص بندوں سے مخصوص ہیں۔ وہ لوگ عام لوگوں کے خوابوں اور الہاموں سے چار طور کا امتیاز رکھتے ہیں۔ ایک یہ کہ اکثر ان کے مکاشفات نہایت صاف ہوتے ہیں ............ دوسرے یہ کہ وہ عام لوگوں کی نسبت اس قدر کثیر الوقوع ہوتے ہیں کہ اگر مقابلہ کیا جائے تو وہ مقابلہ ایسا فرق رکھتا ہے۔ جیسا کہ ایک بادشاہ اور ایک گدا کے مال کا مقابلہ کیا جائے تیسرے ان سے ایسے عظیم الشان نشان ظاہر ہوتے ہیں۔ کہ کوئی دوسرا شخص ان کی نظیر پیش نہیں کر سکتا"

اس بیان کی صفائی سے حضرت مسیح موعود نے عام لوگوں اور کاملین یعنے اولیاء و مجددین کے الہامات میں ایک امتیاز قایم کیا ہے جس میں دو باتیں یہ ہیں کہ کاملین کے الہامات اس کثرت سے ہوتے ہیں کہ عام لوگوں کے مقابلہ میں وہ ایک بادشاہ ہیں جو گدا کے مقابلہ میں ہو۔ اور پھر ان کے نشان عظیم الشان اور اہم امور کے متعلق ہوتے ہیں۔ اب یہی امتیاز جو حضرت مسیح موعود عام لوگوں اور اولیاء کے الہامات میں قایم کرتے ہیں۔ میاں صاحب اپنی کتاب حقیقت النبوت میں یہی امتیاز مجددین اور انبیاء کی وحی میں کرتے ہیں۔ اب ہم کس طرح حضرت مسیح موعود کے قایم کردہ امتیاز کی جگہ میاں صاحب کا تجویز کردہ امتیاز قبول کریں اور کیا یہ اولیاء اللہ کی تحقیر نہیں کہ ان کو عام لوگوں کے ساتھ شامل کر کے ان کے الہامات کو شیطانی دخل اور حدیث النفس کا اثر قبول کرنے والے قرار دیا جائے۔

اس طرح پر تو یہ امت ساری کی ساری گویا ایک ایسی ردی اور ناقص حالت میں گذری کہ خیر امت ان کا نام رکھنا تو ایک طرف رہا۔ یہ تو ردی سے ردی اور ناقص سے ناقص امت قرار پائیگی۔ غرض حضرت مسیح موعود نے کبھی اولیاء کے الہامات کو قلیل نہیں کہا، بلکہ انکی کثرت کو اس قدر مانا ہے کہ بعض جگہ انکو بارش سے تشبیہ دی ہے بعض جگہ انکی پیشگوئیوں کو ایک دریا سے تشبیہ دی ہے جو بہہ رہا ہے اور بار بار کثرت کا لفظ انکے لئے استعمال کیا ہے

پھر تتمہ کے صفحہ ۲۰ پر یہی امتیاز کھلے کھلے الفاظ میں عام لوگوں اور اولیاء کے درمیان قایم کیا ہے۔ اس عبارت کا بھی ایک حصہ پہلے نقل کر چکا ہوں۔ مگر ضرورتاً پھر حضرت مسیح موعود کے اصل الفاظ کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ کیونکہ اسی بنائے فاسد پر میاں صاحب کی کتاب حقیقت النبوۃ ساری کی ساری لکھی گئی ہے۔ اسلئے اسبات کو اچھی طرح سے سمجھ لینا چاہئے کہ حضرت مسیح موعود نے کبھی بھی کثرت مکالمہ کو انبیاء کے لئے مخصوص نہیں کیا ہے +

"ہاں یہ بھی ممکن ہے کہ کسی کو کبھی شاذ و نادر کے طور پر کوئی سچی خواب آجائے یا سچا الہام ہو جائے مگر وہ صرف اس قدر سے مامور من اللہ نہیں کہلا سکتا۔ اور نہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ نفسانی تاریکیوں سے پاک ہے ........ لیکن وہ لوگ جو خدا کے نزدیک ملہم اور مکلم کہلاتے ہیں اور مکالمہ اور مخاطبہ کا شرف رکھتے ہیں اور دعوت خلق کے لئے مبعوث ہوتے ہیں انکی تائید میں خدا تعالٰے کے نشان بارش کی طرح برستے ہیں +

یہاں بھی عام لوگوں اور کامل ملہموں اور مکلموں کے درمیان قلت و کثرت کا امتیاز بتایا ہے۔ اور یہ حقیقۃ الوحی پر ہی نہیں بلکہ جہاں کہیں حضرت صاحب نے قلت و کثرت کا فرق لکھا ہے۔ وہ درحقیقت عام لوگوں سے کاملین کی امتیاز کے لئے لکھا ہے۔ انبیاء اور اولیاء کی وحی میں آپ نے جو فرق کیا ہے وہ میں پہلے بتا چکا ہوں۔ اب میں مثال کے طور پر ایک اور مقام پیش کرتا ہوں۔ یہ حضرت مسیح موعود کا آخری خط بنام اخبار عام ہے اس میں آپ لکھتے ہیں +

"سو میں صرف اس وجہ سے نبی کہلاتا ہوں کہ عربی اور عبرانی زبان میں نبی کے یہ معنے ہیں کہ خدا سے الہام پاکر بکثرت پیشگوئی کرنے والا اور بغیر کثرت کے یہ معنے متحقق نہیں ہو سکتے جیسا کہ صرف ایک پیسہ سے کوئی مالدار نہیں کہلا سکتا۔ سو خدا نے اپنے کلام کے ذریعے مجھے بکثرت علم غیب عطا کیا ہے اور ہزارہا نشان میرے ہاتھ پر ظاہر کئے ہیں اور کر رہا ہے میں خود ستائی سے نہیں بلکہ خدا کے فضل اور اس کے وعدہ کی بنا پر کہتا ہوں کہ اگر تمام دنیا ایک طرف ہو اور ایک طرف میں کھڑا کیا جاؤں۔ اور کوئی ایسا امر پیش کیا جائے جس سے خدا کے بندے آزمائے جاتے ہیں تو مجھے اس مقابلہ میں خدا غلبہ دیگا اور ہر ایک پہلو کے مقابلہ میں خدا میرے ساتھ ہوگا اور ہر ایک میدان میں وہ مجھے فتح دیگا۔ بس اسی بنا پر خدا نے میرا نام نبی رکھا ہے اس زمانہ میں کثرت

مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ اور کثرت اطلاع بر علوم غیب صرف مجھے ہی عطا کی گئی ہے۔ اور جس حالت میں عام طور پر لوگوں کو خوابیں بھی آتی ہیں بعض کو الہام بھی ہوتا ہے۔ اور کسی قدر ملونی کے ساتھ علم غیب سے بھی اطلاع دی جاتی ہے۔ مگر وہ الہام مقدار میں نہایت قلیل ہوتا ہے۔ اور اخبار غیبیہ بھی اس میں نہایت کم ہوتی ہیں۔ اور باوجود کمی کے مشتبہ اور مکدر اور خیالات نفسانی سے آلودہ ہوتی ہیں۔ تو اس صورت میں عقل سلیم خود چاہتی ہے۔ کہ جس کی وحی اور علم غیب اس کدورت اور نقصان سے پاک ہو اس کو دوسرے معمولی انسانوں کے ساتھ نہ ملایا جائے۔ بلکہ اس کو کسی خاص نام سے پکارا جائے۔ تاکہ اس میں اور اس کے غیر میں امتیاز ہو۔ اسلئے محض مجھے امتیازی مرتبہ بخشنے کے لئے خدا نے میرا نام نبی رکھ دیا اور یہ مجھے ایک عزت کا خطاب دیا گیا ہے۔ تاکہ ان میں اور مجھ میں فرق ہو جائے۔"

اب اس عبارت کو غور سے پڑھو کس سے اپنے آپ کو الگ کر رہے ہیں اولیائے امت سے نہیں مجددین سے نہیں محدثین سے نہیں کاملین سے نہیں بلکہ عام لوگوں سے جنکی اخبار غیبیہ "باوجود کمی کے مشتبہ اور مکدر اور خیالات نفسانی سے آلودہ ہوتی ہیں۔" کیا یہ مجدد ہیں جن سے یہ امتیاز قائم ہو رہا ہے۔ کیا مجددوں کے اخبار غیبیہ قلیل اور مشتبہ اور مکدر ہوتی ہیں۔ پھر فرمایا یہ امتیاز کہ مجھے خدا نے میرے الہام میں نبی کہا ہے۔ اسلئے ہے کہ آپ کو دوسرے معمولی انسانوں کے ساتھ نہ ملایا جائے۔ پھر اور بھی صراحت کی ہے کہ اس زمانہ میں کثرت اطلاع بر غیب صرف مجھے ہی دیگئی ہے۔ کیونکہ عام طور پر دوسرے لوگوں کو خوابیں بھی آجاتی ہیں۔ پھر مقابلہ کے لئے بھی اس زمانہ کے لوگوں کو ہی بلایا ہے۔ غرض کثرت امور غیبیہ کا امتیاز جس کے لئے لفظ نبوت کی ضرورت پڑی ہے مجددوں سے امتیاز نہیں بلکہ عام لوگوں سے ہے۔ اور اگر حقیقۃ الوحی میں مجددوں اور اولیاء کی نسبت بھی امتیاز عام لوگوں سے دکھایا ہے یعنی قلت و کثرت وغیرہ کا تو یہاں اپنی نسبت عام لوگوں سے بعینہ وہی امتیاز قائم کیا ہے۔ اور اس طرح یہ ثابت کر دیا ہے کہ آپ اپنے آپ کو مجددین میں شامل کرتے ہیں۔ باوجودیکہ لفظ یہاں نبی کا استعمال کیا ہے۔ مگر عام لوگوں سے جو امتیاز اولیاء اور مجددین کا حقیقۃ الوحی اور دوسری کتابوں میں قائم کیا ہے وہی امتیاز اس خط میں اپنا عام لوگوں سے دکھایا ہے بلکہ پہلے

امتیاز کے وقت تو چار علامتیں مقرر کی ہیں صفائی وحی۔ کثرت وحی۔ عظیم الشان امور کی نسبت پیشگوئیاں قبولیت کے نمونے۔ اور یہاں صرف ایک کثرت والے پہلو کو ہی لیا ہے لیس اسبات کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے کہ ..... نبی کا لفظ مجددین سے امتیاز کے لئے استعمال نہیں کیا۔ بلکہ عام لوگوں سے اور عام لوگوں سے وہی امتیاز قائم کیا ہے۔ جو مجددین کا عام لوگوں سے امتیاز ہے۔ یہ ایک اصول ہے۔ جو خود حضرت مسیح موعود نے باندھا ہے۔ اور ۱۹۰۱ء سے پہلے جیسا اس پر قائم رہے۔ ایسا ہی ۱۹۰۱ء کے بعد بھی اور اس کے خلاف آپ کی ساری تحریروں میں ایک لفظ بھی نہیں یعنی اصولی رنگ میں کبھی اور کسی موقعہ پر یہ نہیں کہا کہ اولیاء اور انبیاء کی وحی میں یہ فرق ہے کہ اولیا کو وحی قلیل ہوتی ہے۔ یا مشتبہ ہوتی ہے۔ یا یقینی نہیں ہوتی۔ بلکہ اصولی رنگ میں جب ان دونوں میں فرق دکھایا تو یہ کہا کہ انبیاء کی وحی کی شان اتم اور اکمل ہے۔ اور اور جو کچھ آپ نے اولیاء اور انبیاء کی وحی میں فرق قائم کیا ہے۔ اسکو میں دوسرے باب میں مفصل دکھا چکا ہوں۔ اور وہی امور وحی ولایت اور وحی نبوت میں حد فاصل ہیں +

**نبوت کو کثرت مکالمہ صرف بمعنی محدثیت کہا ہے**

اب جبکہ یہ ثابت ہو چکا کہ اولیاء اور انبیاء میں حضرت مسیح موعود نے قلت و کثرت مکالمہ کا کوئی امتیاز قائم نہیں کیا۔ بلکہ عام لوگوں اور اولیاء میں یا عام لوگوں اور اپنے آپ میں قلّت و کثرت کا امتیاز بنایا ہے۔ تو بات نہایت صاف ہو جاتی ہے۔ کہ ایسے موقعہ پر اگر اپنے لئے لفظ نبی کا استعمال کیا ہے۔ تو وہاں نبی بمعنی محدّث لیا ہے یعنی خبر غیب پانے والا یا جس سے مکالمہ ہو۔ کیونکہ اسمیں کوئی شبہ نہیں کہ محدث کے ساتھ بھی نبی کی طرح مکالمہ یقینی اور قطعی ہوتا ہے۔ کثرت سے ہوتا ہے دونوں پر اہم امور یا عظیم الشان پیشگوئیاں ظاہر کیجاتی ہیں۔ ان کے اندر باہمی جو امتیاز ہے۔ وہ کچھ اور ہے جس کو میں مفصل بیان کر چکا ہوں۔ لیکن محدث اور نبی میں یہ تمام امور مشترک طور پر پائے جاتے ہیں۔ گو یہی امر اسبات کے ثابت کرنے کے لئے کافی ہے جو میں اوپر بیان کر چکا ہوں تاہم مزید صفائی کے لئے اور تاکہ یہ کثرت کا مسئلہ ہر پہلو سے کھلجائے میں کچھ مزید شہادت اس امر کی

حضرت مسیح موعود کی تحریر پیش کرتا ہوں۔ اور سب سے پہلے حقیقۃ الوحی کو ہی لیتا ہوں حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۳۹۱ کی خصوصیت پر تو میں الگ بحث کرونگا۔ مگر ایک امر یہاں بھی ذکر کرنے کے قابل ہے۔ کہ بنیاد اس کی صفحہ ۳۹۰ پر ہے یعنی ۳۹۰ پر ایک اصول قائم کیا ہے اور صفحہ ۳۹۱ میں محض اپنی خصوصیت بیان کی ہے۔ تو چونکہ ایک فرد کی خصوصیت قانون یا اصول نہیں کہلاسکتی اسلئے صفحہ ۳۹۱ کو حل کرنے کے لیئے بھی صفحہ ۳۹۰ ہی کافی ہے۔ جہاں ایک اصول باندھا ہے یہاں لکھتے ہیں:۔

"اور نبی سے مراد صرف اس قدر ہے کہ خدا تعالیٰ سے بکثرت شرف مکالمہ و مخاطبہ پاتا ہوں۔ بات یہ ہے کہ جیسا کہ مجدد صاحب سرہندی نے اپنے مکتوبات میں لکھا ہے اگرچہ اس اُمت کے بعض افراد مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ سے مخصوص ہیں اور قیامت تک مخصوص رہینگے۔ لیکن جس شخص کو بکثرت اس مکالمہ و مخاطبہ سے مشرف کیا جائے اور بکثرت امور غیبیہ اس پر ظاہر کیئے جائیں وہ نبی کہلاتا ہے"۔ جس حصہ پر مینے خط کھینچا ہے یہاں اصل کتاب میں بھی خط کھینچا ہوا ہے۔ اور غرض حضرت مسیح موعود کی یہاں خط کھینچنے سے یہ ظاہر ہے کہ آپ مجدد صاحب سرہندی کے مضمون کو اپنے الفاظ میں بیان کر رہے ہیں۔ گو اصل الفاظ نہیں دیئے۔ اب ہم نے یہ دیکھنا ہے۔ کہ آیا مجدد صاحب سرہندی نے جیسا کہ حضرت مسیح موعود لکھتے ہیں واقعی کثرت مکالمہ و مخاطبہ پانے والے کو نبی کہا ہے؟ جیسا کہ میں نے کہا۔ آپنے یہاں مجدد صاحب کے اصل الفاظ نقل نہیں کیئے۔ خلاصہ مطلب بیان کیا ہے۔ اور اسکی وجہ یہ ہے۔ کہ آپ اس سے پہلے دو دفعہ مجدد صاحب کے اصل الفاظ نقل کر چکے ہیں۔ ایک ازالہ اوہام میں اور دوسرے تحفہ بغداد میں۔ اور میں پہلے ان دونوں مقامات کو نقل کر کے دکھاتا ہوں۔ کہ مجدد صاحب نے کیا لکھا ہے۔ تاکہ ہم معلوم کر سکیں کہ حضرت مسیح موعود کی لفظ نبی سے یہاں کیا منشا ہے ازالہ اوہام صفحہ ۹۱۴ پر ہے:۔

"اور حضرت مجدد الف ثانی صاحب اپنے مکتوبات کی جلد ثانی صفحہ ۹۹ میں ایک مکتوب بنام محمد صدیق لکھتے ہیں۔ جس کی یہ عبارت ہے۔ اعلم ایھا الصدیق ان کلامہ سبحانہ مع البشر قد یکون شفاھا و ذالک لافراد من الانبیاء وقد یکون ذالک لبعض الکمل من متابعیھم واذا کثر ھذا القسم من الکلام

مع واحد منھم یسمی محدثا و ھذا غیر الالھام و غیر الالقاء فی الروع و غیر الکلام الذی مع الملک ان یخاطب بھذا الکلام الانسان الکامل واللّٰہ یختص برحمتہ من یشاء۔ یعنی اے دوست تمہیں معلوم ہو کہ اللہ جل شانہ کا بشر کے ساتھ کلام کرنا کبھی رو برو اور ہمکلامی کے رنگ میں ہوتا ہے اور ایسے افراد جو خدا تعالیٰ کے ہمکلام ہوتے ہیں وہ خواص انبیاء میں سے ہیں۔ کبھی یہ ہمکلامی کا مرتبہ ایسے لوگوں کو ملتا ہے کہ نبی تو نہیں مگر نبیوں کے متبع ہیں اور جو شخص کثرت سے شرف ہمکلامی کا پاتا ہے اسکو محدث بولتے ہیں۔ اور یہ مکالمہ الٰہی از قسم الہام نہیں بلکہ غیر الہام ہے اور یہ القاء فی الروع بھی نہیں اور نہ اس قسم کا کلام ہے جو فرشتہ کے ساتھ ہوتا ہے۔ اس کلام سے وہ شخص مخاطب کیا جاتا ہے جو انسان کامل ہو اور اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت کے ساتھ خاص کر لیتا ہے"۔

اور تحفہ بغداد صفحہ ۲۱ پر ہے:۔

"وقال المجدد الامام السرھندی الشیخ احمد رضی اللہ عنہ فی مکتوب یکتب فیہ بعض الوصایا الی مریدہ محمد صدیق"۔

اس کے بعد بعینہٖ وہی الفاظ ہیں جو عربی الفاظ اوپر نقل کر چکا ہوں۔ اسلئے میں ان کو دوبارہ نقل کرنے کی ضرورت نہیں سمجھتا۔ اگر کوئی شخص اس سے بڑھ کر اپنی تسلی کرنا چاہے تو اصل مکتوبات حضرت امام کے فارسی زبان میں ملتے ہیں ان کو منگوا کر خود دیکھ لے کہ آیا حضرت مسیح موعود نے جو یہاں دو جگہ عبارت نقل کی ہے وہ درست ہے یا نہیں۔ میں نے اصل سے بھی مقابلہ کر لیا ہے۔ اب اسی عبارت کی طرف حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۳۹۰ کے منقولہ بالا حوالہ میں بھی اشارہ ہے۔ مگر حالانکہ مجدد صاحب نے صاف لفظ لکھے ہیں یسمی محدثا اور حضرت صاحب اس کا ترجمہ کرتے ہیں "اسکو محدث بولتے ہیں" پھر اس سے پہلے الفاظ کا ترجمہ کرتے ہیں۔ "کہ نبی تو نہیں مگر نبیوں کے متبع ہیں"۔ پھر کثرت کا لفظ بھی موجود ہے۔ اور یہی الفاظ یسمی محدثا تحفہ بغداد میں بھی ہیں اور یسمی نبیا ان الفاظ کی کوئی حضرات نہیں اور نہ مکتوبات امام ربانی میں یسمی نبیا لکھا ہے۔ اور نہ کوئی نسخہ ایسے مکتوبات کا ایسا دستیاب ہوتا ہے جسمیں یسمی نبیا لکھا ہو۔ اور خود سیاق عبارت چاہتا ہے کہ یہاں لفظ نبی کسی طرح پر ہو نہیں سکتا کیونکہ

اوپر تو وہ لکھتے ہیں۔ من منا لبعضھم یعنی امتیوں ہی سے وہ ہوتا ہے اور مسیح موعود
اس کا ترجمہ یوں کرتے ہیں۔ نبی تو نہیں مگر نبیوں کے متبع ہیں۔ پس اس سے یہ قطعی
اور یقینی نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۳۹۰ پر جہاں کثرت مکالمہ کی وجہ سے اپنے آپ
کو نبی کہا ہے لفظ نبی بمعنی محدث استعمال کیا ہے۔ جو نبی تو نہیں مگر نبیوں کے ہم رنگ
ہوتا ہے۔ یہ تو ممکن نہیں کہ حضرت مسیح موعود کو بھول گیا ہو کہ مکتوبات میں امام ربانی نے کیا لکھا
ہے۔ کیونکہ دو دفعہ اپنی کتابوں میں اصل عبارت نقل کر چکے ہیں۔ پس تین حالتوں سے خالی
نہیں اور مسیح موعود کی نبوت کو قائم کرنے کے شائقین جس راہ کو چاہیں اختیار کریں۔ اول یہ
کہا جائے۔ کہ حضرت مسیح موعود نے لفظ نبی جہاں کثرت مکالمہ کی وجہ سے لکھا ہے وہاں
نبی بمعنی محدث لکھا ہے۔ دوسرے یہ کہ مجدد صاحب نے شاید کسی اور مکتوب میں لفظ نبی
کا بھی لکھا ہو تیسرے یہ کہ حضرت مسیح موعود نے مجدد صاحب کی طرف اسبات کو منسوب کرتے
ہیں نعوذ باللہ جھوٹ کہا ہے۔ خوب غور کر کے دیکھ لو کہ ان تین راہوں سے ایک راہ اختیار
کرنی پڑیگی۔ اور یہ بھی یاد رکھو کہ سوائے پہلی راہ کے اور کوئی راہ تمہارے لئے نہیں ہے
اگر نبی کا استعمال بمعنی محدث قبول نہیں کرتے ہو یعنی یہ نہیں مانتے کہ یہاں لفظ نبی حضرت
مسیح موعود نے حقیقی معنوں میں استعمال نہیں کیا۔ بلکہ مجاز کے طور پر محدث پر لفظ نبی کا
بول دیا ہے۔ تو پھر جاؤ مکتوبات مجدد صاحب کا ایک ایک لفظ تلاش کر لو۔ اور دیکھو کہ
کہیں انہوں نے کثرت مکالمہ والے کو نبی لکھا ہے۔ ہرگز نہیں۔ اور میں پھر کہتا ہوں کہ
نہیں لکھا۔ لیکن اگر بفرض محال یوں کہا جائے کہ امام صاحب نے لکھا ہوگا اور حضرت مسیح
موعود کو خدا نے الہاماً بتا دیا ہوگا اور وہ مکتوب امام صاحب کا دنیا سے گم ہو گیا ہوگا۔ تو ان کی
کتاب کا حوالہ دینے والے کا یہ فرض تھا کہ وہ کہہ دیتا کہ یہ حوالہ مجھے الہاماً بتایا گیا ہے۔ خواہ
مخواہ مکتوبات کو تلاش نہ کرنا کیونکہ وہاں سے یہ گم ہو چکا ہے۔ لیکن اصل بات یہی ہے کہ چونکہ
خود دو دفعہ اصل عبارت کو نقل کر چکے تھے اسلئے ضرورت نہیں سمجھی کہ اصل عبارت پھر
نقل کریں حوالہ دیدینا کافی سمجھا ہے۔ اور بفرض محال اگر مان بھی لیں تو پھر بھی تمہارا مقصد
حل نہیں ہوتا۔ کیونکہ اگر مجدد صاحب نے نبی بھی کثرت مکالمہ والے کو لکھا ہے (جو غلط ہے)
تو بھی اسی کو محدث بھی تو کہا ہے۔ پھر بھی محدث اور نبی میں کثرت مکالمہ کی حد فاصل
باقی نہ رہی۔ لیکن میں پھر کہونگا۔ کہ درحقیقت ایک ہی راہ ہے۔ اور وہ یہ کہ اسبات کو

صاف طور پر تسلیم کر لیا جائے کہ حضرت مسیح موعود نے لفظ نبی کثرت مکالمہ کے موقعہ پر بمعنی محدث استعمال کیا ہے۔ ورنہ نعوذ باللہ من ذالک آپ کو جھوٹا قرار دینا پڑیگا ✦

کیوں آپ نے لفظ نبی کو بمعنی محدث استعمال کیا ہے۔ اسلئے کہ محدث اور نبی میں اشد درجہ کی مشابہت آپ دکھا چکے ہیں۔ اور میں اوپر وہ حوالے نقل کر چکا ہوں کہیں لکھا ہے "النبی محدث و المحدث نبی باعتبار حصول نوع من انواع النبوۃ" یعنی نبی مُحدّث اور محدث نبی ہے اس اعتبار سے کہ محدث کو انواع نبوت میں سے ایک نوع حاصل ہے۔ (توضیح مرام صفحہ ۱۹) کہیں لکھا ہے "مقام التحدیث اشد تشبیھا بمقام النبوۃ ولا فرق الا فرق القوۃ والفعل"۔ یعنی محدث کا مقام سخت ہی مشابہت رکھتا ہے مقام نبوت سے اور کوئی فرق نہیں سوائے قوت اور فعل کے فرق کے (حمامۃ البشریٰ صفحہ ۸۱) کہیں لکھا ہے "فالمحدث نبی بالقوۃ ولو لم یکن سد باب النبوۃ لکان نبیًا بالفعل" یعنی محدث بالقوت نبی ہے۔ اور اگر باب نبوت بند نہ ہوتا تو وہ بالفعل بھی نبی ہوتا۔ پھر لکھا ہے "وجاز علی ھذا ان نقول النبی محدث علی وجہ الکمال لانہ جامع لجمیع کمالات علی الوجہ الاتم الابلغ بالفعل"۔ یعنی اور جائز ہے کہ ہم کہدیں کہ نبی علے وجہ الکمال محدث ہے کیونکہ وہ سارے کمالات کو اتم و ابلغ طور پر بالفعل اپنے اندر جمع رکھتا ہے اور ساتھ ہی لکھا ہے۔ "وکذالک جاز ان نقول ان المحدث نبی بناء علی استعداد الباطنی اعنی ان المحدث نبی بالقوۃ و کمالات النبوۃ جمیعھا مختفیۃ مستترۃ فی التحدیث وما منع ظھورھا و خروجھا الی الفعل الا سد باب النبوۃ"۔ یعنی اسیطرح جائز ہے کہ ہم کہدیں کہ محدّث نبی ہے بلحاظ اپنی استعداد باطنی کے یعنی محدث نبی بالقوۃ ہے اور نبوت کے کمالات سارے کے سارے محدثیت میں مخفی ہیں۔ اور کوئی چیز نہیں روکتی ان کے ظہور اور فعل میں آنے کو مگر بند ہونا نبوت کے دروازہ کا۔ اور پھر فرماتے ہیں "والی ذالک اشارۃ النبی صلے اللہ علیہ وسلم فی قولہ لو کان بعدی نبی لکان عمرو ما قال ھذا الا بناء علی ان عمر کان محدثا فاشار الی ان مادۃ النبوۃ وبذرھا یکون موجودا فی التحدیث"۔ یعنی اسی طرف اشارہ کیا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے قول میں کہ اگر میرے بعد نبی ہوتا تو عمرؓ ہوتا اور یہ اسی بناء پر کہا کہ عمرؓ محدث تھے

پس اشارہ کیا اس طرف کہ مادہ نبوت ونجم نبوت محدث میں موجود ہوتا ہے" (حمامۃ البشریٰ صفحہ ۸۱) ۔

اب اِن تمام الفاظ پر غور کرو اور پھر دیکھ لو ۔ کہ کس صفائی کے ساتھ محدث میں کمالاتِ نبوت کو اور مادہ نبوت کو مانا ہے ۔ اور بھی بہت سی تحریریں آپ کی ہیں جن میں محدث کے متعلق اسی قسم کے الفاظ استعمال کئے ہیں پس اسی بناء پر آپ نے محدث کی جگہ لفظ نبی کا بول دیا ہے حضرت مسیح موعود کی کتابوں میں غور کرنیوالے کو بہت مقامات ملینگے جن سے صاف صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپ کثرتِ مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ نبوت کا حساب کر کرتے ہیں تو اس سے مراد محدثیت ہی ہوتی ہے جس میں ایک اور حوالہ دیتا ہوں وہ بھی ۱۹۰۱ء کے بعد کا ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۸۱ دیکھو وہاں ایک شخص کا سوال بالفاظ ذیل درج ہے

قولہ ۔ احادیث میں نازل ہونیوالے عیسیٰ کو نبی اللہ کے نام سے پکارا گیا ہے تو کیا قرآن اور حدیث سے ثابت ہو سکتا ہے ۔ کہ محدث کو بھی نبی کہا گیا ہے "

اب صاف ظاہر ہے کہ سائل کا سوال یہ ہے کہ آیا محدث پر قرآن اور حدیث کے رو سے نبی کا لفظ بول دینا جائز ہے ۔ اس سوال کا جواب اگر حضرت مسیح موعود اپنے آپ کو محدث نہیں سمجھتے تھے تو یہ دینا چاہئے تھا کہ میں کب اپنے آپ کو محدث کہتا ہوں ۔ اگر حدیثوں میں نبی اللہ کا لفظ ہے تو میرا دعویٰ بھی تو نبوت کا ہے نہ محدثیت کا ۔ سائل کے دل میں جو بات پیدا ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ اس اُمت میں سے جو پیدا ہوگا وہ تو امتی ہونے کی وجہ سے محدث ہوگا ۔ اور آنیوالے عیسیٰ کو نبی اللہ کہا گیا ہے ۔ اسلئے کیا محدث پر نبی کا لفظ بولا جا سکتا ہے ۔ اس کا جواب یہ دیتے ہیں :۔

عربی اور عبرانی زبان میں نبی کے معنے صرف پیشگوئی کرنیوالے کے ہیں جو خدا تعالیٰ سے الہام پا کر پیشگوئی کرے ۔ پس جبکہ قرآن شریف کی رُو سے ایسی نبوت کا دروازہ بند نہیں ہے جو بتوسط وفیض آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کسی انسان کو خدا تعالیٰ سے شرف مکالمہ اور مخاطبہ حاصل ہو ۔ اور وہ بذریعہ وحی الٰہی کے مخفی امور پر اطلاع پاوے تو پھر ایسے نبی اس اُمت میں کیوں نہیں ہونگے " ۔

گویا آپ نے سائل کو یہ جواب دیا ہے کہ ہاں محدث کو نبی کہا جا سکتا ہے ۔ کیونکہ نبی کے لغوی معنے عربی اور عبرانی زبان میں صرف خدا سے الہام پا کر پیشگوئی کرنے کے ہیں ۔ اور قرآن شریف نے اس دروازہ کو اس اُمت پر کھلا رکھا ہے ۔ اسلئے کیا وجہ ہے ۔ کہ محدث پر لفظ نبی کا اپنے لغوی معنے کی رُو سے اطلاق نہ پا جائے ۔ یعنی محدث کو اس سبب سے کہ وہ بھی

خدا سے الہام پاتا ہے۔ اور پیشگوئی کرتا ہے۔ نبی کہدیا جائے۔ بیشک غور کرلو ان الفاظ کے سوائے اس کے کچھ معنے نہیں۔ آپ نے یہاں محدث پر نبی کا لفظ بولا جانے کی ایک دلیل دی ہے۔ جس میں اپنے محدث ہونے کا صاف اقرار ہے۔ ہاں یہ وجہ ساتھ ہے کہ حدیث میں آنے والے کو نبی کیوں کہا گیا۔ اسلئے کہ نبی کا لفظ لغوی معنے کی رو سے اس پر بولا جاسکتا ہے۔ یہ نبوت جس میں صرف پیشگوئیاں ہیں باقی ہے۔ اور یہ بالکل درست ہے جیساکہ لم یبق من النبوۃ الا المبشرات سے ظاہر ہے۔ پھر اسی پر اکتفا نہیں کیا۔ بلکہ اس کے آگے چلکر فرماتے ہیں:۔

"اگر آپ پورے طور پر حدیثوں پر غور کرتے تو یہ اعتراض آپ کے دل میں ہرگز پیدا نہ ہوتا آپ فرماتے ہیں۔ کہ عیسےٰ نازل ہونیوالے کو حدیثوں میں نبی اللہ کہا گیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اسی عیسےٰ نازل ہونیوالے کو حدیثوں میں اُمتی بھی کہا گیا ہے"۔

یہاں درحقیقت اس شبہ کا جواب دیا ہے۔ کہ اگر نبی اللہ کا لفظ حدیث میں اپنے اصطلاحی معنے میں آتا تو پھر انہی حدیثوں میں آنیوالے عیسےٰ کو اُمتی کیوں کہا جاتا ہے۔ ایک حدیث میں اگر نبی کہدیا تو دوسری میں اُمتی کہدیا اب دونوں کی تطبیق کرو۔ اصطلاحی معنے میں تو نبی امتی ہو نہیں سکتا اسلئے لازماً لغوی معنے مُراد لینے پڑیں گے۔ یعنی صرف پیشگوئی کرنے والا۔ اور ایسی نبوت قرآن و حدیث کی رو سے باقی ہے۔ بس اس وجہ سے مُحدث پر نبی کا لفظ بول دیا جائز ہے۔ کیونکہ حدیثوں میں بغیر اس کے تطبیق نہیں ہوسکتی۔

افسوس کہ جلدبازی سے اس پُر حکمت کلام کی کیا گت بنائی گئی ہے۔ اگر تھوڑے بھی غور اور تدبر سے کام لیا ہوتا تو ایک یہی وجہ مرزا صاحب پر عاشق کر دینے کے لئے کافی تھی۔ کہ اس قدر طویل تحریروں میں جو مختلف اوقات میں چوبیس سال کے عرصہ میں مختلف حالات کے نیچے لکھی گئی ہیں۔ اور مختلف پہلوؤں کو مدنظر رکھ کر لکھی گئی ہیں اور سات ہزار صفحہ تک پہنچ گئی ہیں کس قدر یکرنگی ہے کہ ایک لفظ پہلی اور پچھلی تحریروں کا ایک ہی منشا کو ظاہر کرتا ہے واقعی اگر یہ شخص اپنے علم کی بناء پر لکھنے والا ہوتا تو ضرور تھا کہیں کچھ اصول باندھ جاتا

کہیں کچھ مگر دیکھ لو کہ اصول میں کوئی فرق نہیں۔ ہاں جزوی طور پر اگر کوئی بات دوسرے کے خلاف ہو جائے تو یہ بشریت ہے۔ لیکن جہاں اصول پختہ اور ایک ہوں جزئیات میں بھی بہت کم اختلاف واقع ہوتا ہے۔ مگر جو شخص اپنے خیالات میں مست ہوتا ہے۔ وہ دوسری تحریر پر غور کس طرح کرے۔ آخر اب بھی کچھ نہیں گیا مسئلہ صاف ہے۔ اور اگر تم اسبات کو نہیں مانتے کہ حضرت صاحب نے نبی کا لفظ کثرت مکالمہ و مخاطبہ کے معنے میں محدث کی جگہ استعمال کیا ہے۔ تو سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے کی تحریروں کو ترک کرنے سے اب تمہارا گذارہ نہیں بلکہ بعد کی بھی ترک کرنی پڑیں گی۔ اور مسیح موعود کی باتوں میں سے تمہارے پاس کچھ بھی نہیں رہ جائیگا۔ اگر درحقیقت آپ کو مسیح موعود سے محبت ہے تو اپنے خیالات پر اس کے خیالات کو مقدم کرو۔ ورنہ

ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی کیں رہ کہ تو میروی بترکستان است

والا معاملہ ہے ؎

**غلطی کے ازالہ سے ثبوت کہ محدثؑ کو نبی کہا جا سکتا ہے**

اب بعض لوگ ہیں کہ وہ کہتے ہیں غلطی کے ازالہ میں حضرت مسیح موعود نے کہدیا ہے۔ کہ میں محدثؑ نہیں ہوں نبی ہوں۔ یہ بھی قلت تدبر کا نتیجہ ہے۔ افسوس کہ اس غلطی کے ازالہ کو بہت سی غلطیوں کے پیدا کرنے کا ذریعہ بنا لیا گیا ہے۔ یہ تو میں تمہید میں بیان کر چکا ہوں کہ غلطی کے ازالہ سے پہلی کتابوں کے خلاف کوئی نتیجہ نکالنا سراسر حماقت ہے۔ جس صورت میں کہ پہلے ہی فقرہ میں ایک شخص کو اسبات پر ملزم کیا گیا ہے کہ اس نے ہماری کتابوں کو بغور نہیں پڑھا میاں صاحب نے حضرت مسیح موعود کے دعوے کے طرز عمل کو ایسے رنگ میں پیش کیا ہے کہ اس سے تو یہ شبہ ہوتا ہے کہ یہ شخص درحقیقت چند بیوقوفوں کو اپنے دام میں لایا ہوا تھا اور سوچتا رہتا تھا۔ کہ اب کیا دعوے کر دوں۔ اور آج کس بات کو سچ قرار دیدوں اور کس کو غلط کہدوں حقیقۃ النبوۃ کے صفحہ ۱۲۴ پر لکھتے ہیں:-

"اس عقیدہ کے بدلنے کا پہلا ثبوت اشتہار ایک غلطی کا ازالہ سے معلوم ہوتا ہے۔ جو پہلا تحریری ثبوت ہے۔ ورنہ مولوی عبد الکریم صاحب کے خطبات جمعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ سنہ ۱۹۰۰ء سے اس خیال کا اظہار شروع ہو گیا تھا۔ گو پورے زور اور پوری صفائی سے نہ تھا۔ چنانچہ اسی سال میں مولوی صاحب نے اپنے ایک خطبہ میں حضرت مسیح موعود

کو رسل آلٰہی ثابت کیا۔ اور لا نفرق بین احد منھم والی آیت کو آپ پر چسپاں کیا اور حضرت مسیح موعود نے اس خطبہ کو پسند بھی فرمایا ہے اور یہ خطبہ اسی سال کے الحکم میں چھپ چکا ہے لیکن معلوم ہوتا ہے ۔ کہ پورا فیصلہ اس عقیدہ کا سنہ ۱۹۰۱ء میں ہوا ہے ؞

"اب اس عبارت پر غور کرو کہ میاں صاحب اس دعوے کرنیوالے کو کس قسم کا آدمی بتاتے ہیں۔ بارہ برس سے ایک دعوے کر رہا ہے ۔ ایک عقیدہ پیش کر رہا ہے ۔ شب و روز اسی کے دلائل دے رہا ہے۔ اسی عقیدہ کی بنا پر مخالفوں کو مباہلہ کے لئے بلا رہا ہے۔ حالانکہ میاں صاحب کے نزدیک صحیح وہ تھا جو مخالف کہتے تھے ۔ بارہ سال کے بعد پھر کچھ اور سوچتا ہے ۔ اور دو سال اس فکر میں لگا دیتا ہے کہ نبوت کا دعوے کرے یا نہ کرے کیونکہ میاں صاحب کہتے ہیں ۔ کہ سنہ ۱۹۰۱ء سے اس خیال کا اظہار شروع ہو گیا تھا ۔ اب غلطی کا ازالہ ۵ نومبر سنہ ۱۹۰۱ء کو شائع ہوا تو گویا دو سال آپ پس و پیش میں رہے کہ نبوت کا دعوے کروں یا نہ کروں ۔ حتّٰی کہ ایک مرید اپنے ایک خطبہ میں اسے رسول ثابت کر دیتا ہے ۔ اور اس سے اسکو ذرا قوت ملتی ہے ۔ کہ اب مرید مجھے رسول بنانے لگے ۔ اب خطرہ کی کیا بات باقی رہگئی ۔ شک تو نعوذ باللہ من ذالک یہی تھا کہ رسالت کا دعوے کر دوں تو شاید مرید نہ بھاگ جائیں ۔ اب جب یہ خود ہی ایسے بیوقوف بن رہے ہیں تو چلو اب رسالت کا دعوے کر دو تب دعوئے رسالت ہوتا ہے۔ گویا میاں صاحب کے نزدیک پیراں نمے پرند مریداں می پرانند کے علاوہ چالبازی کا بھی کمال ہے ۔ فانا للہ وانا الیہ راجعون ۔ اور پھر یہ اعلان بھی کس عجیب ڈھنگ سے ہوتا ہے ۔ کوئی شخص اگر ایمانداری سے پہلے ایک خیال پر قائم ہے ۔ اور اس کا اعلان کرتا ہے ۔ اور پھر اس کا خیال کچھ مدت بعد بدل جاتا ہے ۔ تو تبدیلی کا اعلان تو یوں ہوتا ہے ۔ کہ میں پہلے فلاں عقیدہ کو شائع کرتا رہا ہوں ۔ اور یہ دلائل دیتا رہا ہوں میرا خیال اسی طرح تھا ۔ مگر اب مزید روشنی اس امر پر پڑ گئی ہے ۔ یا وہ میرے پہلے خیالات غلط ثابت ہوئے ہیں ۔ اب میں یہ خیالات رکھتا ہوں ۔ مگر مسیح موعود نے اس موقعہ پر کیا کیا۔ میاں صاحب کی رائے میں اس تاڑ میں رہے کہ ہو نہ ہو یہ الزام اپنے سر پر نہ لو کہ اب عقیدہ کی تبدیلی کرتا ہوں ۔ ایک مرید نے خیال رسالت کا سمجھا یا ہے دوسرے کے سر الزام دو کہ تم بڑے بیہودہ ہو جو ہمکو رسول

نہیں مانتے ہو۔ چنانچہ میاں صاحب فرماتے ہیں "تو آپ نے اپنے نبی ہونے کا اعلان کیا اور جس شخص نے آپ کے نبی ہونے سے انکار کیا تھا اسکو ڈانٹا کہ جب ہم نبی ہیں تو تم نے کیوں ہماری نبوت کا انکار کیا"۔ بھلا میاں صاحب آخر عقل تو ہر ایک شخص کو خدا نے دی ہے۔ فرمائیے اپنی نبوت کا اعلان پہلے کیا یا ڈانٹا پہلے۔ یہ عبارت لکھتے وقت آخر آپ کے ذہن میں کوئی بات تو ہوگی اُس کی ذرا تشریح فرما دیجئے۔ کیونکہ ہمیں یہ سمجھ نہیں آتا۔ کہ جب ۱۹۰۱ء میں تبدیلی عقیدہ کا اعلان کرتے ہیں۔ جیسا کہ آپ صریح الفاظ میں مان چکے ہیں تو یہ عجیب بات ہے کہ ابھی وہ اعلان تو آپ کے سر میں ہے اور پہلے ایک بیگناہ کو ڈانٹنا شروع کر دیتے ہیں۔ کیا اس کا یہ منشاء تھا۔ کہ ان لوگوں کی عقلوں پر پردہ پڑا رہے آخر آپ مرزا صاحب کی کیا کیرکٹر دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ نبی تو جب آپ بنائیں گے تب دیکھا جائیگا۔ پہلے ایک متین کریکٹر کا انسان تو رہنے دیجئے۔ یہ کیا تمسخر آپ لوگوں نے مسیح موعود کے ساتھ شروع کیا ہے۔ کچھ خدا کا خوف کرو اور یہ کبھی وہم میں بھی نہ لاؤ۔ کہ مسیح موعود اپنے مریدوں کو اندھا سمجھتا تھا۔ بزرگوں اور اماموں اور مجددوں کا اپنے نفس پر قیاس کرنا درست نہیں۔ یہ لوگ عقلوں اور ذہنوں کو تیز کرنے آتے ہیں۔ بھلا یہ کیا دل لگی ہے۔ کہ دس سال تک ایک عقیدہ پیش کرتے رہے اسکے دلائل لکھتے رہے۔ کہ قرآن یوں ہی کہتا ہے حدیث یوں ہی کہتی ہے۔ دس سال بعد دو سال اس خیال میں ہیں۔ کہ اس عقیدہ کے شائع کرنے سے تو کچھ کام نہیں بنا کوئی راہ نکالو کہ جو رسول بن جائیں۔ ایک مرید آخر خطبہ میں آپ کو رسول بنا دیتا ہے حالانکہ اس وقت تک آپ کا عقیدہ رسول ہونے کے خلاف تھا۔ مرید بھی خوب تھا پیر تو یہ اعتقاد شائع کر رہا ہے کہ میں رسول نہیں ہوں۔ مرید خطبہ جمعہ میں کہتا ہے کہ آپ رسول ہیں۔ اور لا نفرق بین احد منھم کے مصداق سبحان اللہ یہ خوب پیری مریدی ہے۔ اختلاف عقیدہ رکھ کر بیعت کرنے کا استدلال شاید جناب میاں صاحب نے اسی سے لیا ہوگا۔ بہر حال آخر مرشد کو سمجھ آ جاتی ہے۔ کہ جو میں کہتا رہا ہوں وہ درست نہیں اچھی بات تو وہی بنتی ہے جو مرید کہتا ہے دو سال سوچتے لگ جاتے ہیں۔ اور اب شاید یہ بھی سمجھ نہیں آتا۔ کہ کس طرح اور کس منہ سے لوگوں کو کہا جائے۔ آخر اس کے لئے بھی ایک مرید کو نشانہ بنایا جاتا ہے

اور اسکو ڈانٹا جاتا ہے۔ کہ تم بڑے بیوقوف ہو تم نے ہماری کتابیں نہیں پڑھیں ہمارا دعوےٰ تو نبوّت کا ہے۔ مگر تعجب یہ ہے کہ وہ دعوےٰ ابھی بلطن قائل تھا۔ اور پہلے ہی ڈانٹنا شروع کر دیا۔ اب میاں صاحب ہی انصاف کریں کہ یہ کیسا نبی ہے۔ نبوّت سے پہلے تو اخلاق کی ضرورت ہے۔ دوسرے مجددین کی وہ ہتک کی گئی کہ مرزا صاحب کے مقابلہ میں ان کو عوام النّاس کی طرح ٹھیرایا گیا۔ اور مرزا صاحب کی اپنی یہ عزّت ہو رہی ہے۔ کہ نعوذ باللہ من ذالک انھیں چالباز ٹھیرایا جا رہا ہے۔ فانا للہ وانّا الیہ راجعون۔ اسلام کا باقی کیا رہ گیا۔ غلطی کے ازالہ کے اگر شروع الفاظ پر ہی غور کر لیا جاتا۔ تو یہ سمجھ آجاتی کہ اس میں تبدیلیٔ عقیدہ کا اعلان نہیں ہو رہا بلکہ اسبات کا کہ آپ کی کتابوں پر غور نہ کرنے کی وجہ سے ایک غلط فہمی ہو رہی ہے۔ آپ کے الفاظ یہ ہیں :-

" چند روز ہوئے ہیں۔ کہ ایک صاحب پر ایک مخالف کی طرف سے یہ اعتراض پیش ہوا کہ جس سے تم نے بیعت کی ہے وہ نبی اور رسول ہونے کا دعوےٰ کرتا ہے۔ اور اس کا جواب محض انکار کے الفاظ سے دیا گیا۔ حالانکہ ایسا جواب صحیح نہیں ہے حق یہ ہے کہ خدا تعالےٰ کی وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے۔ اس میں ایسے لفظ رسول اور مرسل اور نبی کے موجود ہیں۔ نہ ایک دفعہ بلکہ صدہا دفعہ پھر کیونکر یہ جواب صحیح ہو سکتا ہے کہ ایسے الفاظ موجود نہیں ہیں " الخ

اِس سے معلوم ہوا کہ اس شخص نے جواب مخالف کو یوں دیا تھا کہ حضرت مسیح موعود کی کتابوں میں کسی قسم کا بھی رسالت یا نبوّت کا ذکر نہیں۔ نہ اُن کے الہامات میں اُن کو نبی اور رسول کہا گیا ہے۔ اسبات پر ڈانٹنا تو دُرست ہے۔ مگر ایک ایسی بات پر ڈانٹنا جو خود ہی کہہ رہے ہوں اور اب تک اس کے خلاف اعلان بھی نہ کیا ہو کس طرح جائز ہے۔ غور کرو اسی سے سمجھ آجاتا ہے۔ کہ غلطی کے ازالہ میں کسی تبدیلیٔ عقیدہ کا اعلان نہیں۔ کسی پہلی بات کو چھوڑا نہیں۔ اور مزید غور کرو۔ تو اصل مضمون سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے۔ خلاصۂ مضمون اس سارے اشتہار کا تو ان الفاظ میں آجاتا ہے۔ کہ مجھے ایک قسم کی نبوّت ملی ہے۔ اسلئے مطلق انکار جائز نہیں اور وہ نبوّت کیسی ہے :-

"اگر کوئی شخص اسی خاتم النبیین میں ایسا گم ہو کہ بباعث نہایت اتحاد اور نفی غیریت کے اسی کا نام پالیا ہو اور صاف آئینہ کی طرح محمدی چہرہ کا اس میں انعکاس ہو گیا ہو تو وہ بغیر مُہر توڑنے کے نبی کہلائیگا۔ کیونکہ وہ محمدؐ ہے گو ظلی طور پر"۔

اور پھر لکھا ہے:۔

"نبوت کی تمام کھڑکیاں بند کی گئیں۔ مگر ایک کھڑکی سیرت صدیقی کی کھلی ہے یعنی فنافی الرسول"۔ تعجب ہے کہ سیرتِ صدیقی کی کھڑکی میں سے مسیح موعود گذر کر نبی بن جائے مگر وہ صدیق جس کے نام پر وہ کھڑکی ہے وہ خود محروم رہ جائے"۔

اور پھر لکھا ہے:۔

"بروزی طور پر وہی نبی خاتم الانبیاء ہوں"۔

اب جو لوگ مسیح موعود کو سچ مچ نبی مانتے ہیں۔ اُن کو تو چاہیئے کہ وہ آپ کو خاتم الانبیاء بھی مانیں۔ دونوں باتوں کا یکساں اقرار موجود ہے۔ یہ کیا کہ نبی تو ہیں۔ مگر خاتم الانبیاء نہیں۔ جس طرح بروزی طور پر نبی ہیں اسیطرح بروزی طور پر خاتم الانبیاء ہیں۔ پس اگر بروزی نبی گھٹیا نہیں ہوتا تو بروزی خاتم الانبیاء کیوں گھٹیا ہوگیا۔ اور جب اس مرحلہ کو میاں صاحب طے کرلیں گے تو پھر مرزا صاحب کو خدا ماننے میں کوئی روک باقی نہیں رہیگی۔

اب ان اُوپر کے حوالوں کا مقابلہ ازالہ اوہام سے کرو۔ جس کو منسوخ قرار دیا جاتا ہے اور پھر دیکھو کہ آیا غلطی کا ازالہ ازالہ اوہام کی تائید کرتا ہے یا تردید مقابل کالموں میں رکھ کر اچھی طرح سمجھ آجائیگا:۔

| ازالہ اوہام | غلطی کا ازالہ |
|---|---|
| ہاں ایسا نبی جو مشکوٰۃ نبوت محمدیہ سے نور حاصل کرتا ہے اور نبوت تامہ نہیں رکھتا جس کو دوسرے لفظوں میں محدّث بھی کہتے ہیں وہ اس تحدید سے باہر ہے کیونکہ وہ بباعث اتباع اور فنا فی الرسول ہونے کے جناب ختم المرسلین کے وجود میں ہی داخل ہے۔ | اگر کوئی شخص اسی خاتم النبیین میں ایسا گم ہو کہ بباعث نہایت اتحاد اور نفی غیریت کے اُسی کا نام پالیا ہو تو وہ بغیر مُہر توڑنے کے نبی کہلائیگا بروزی طور پر وہی نبی خاتم الانبیاء ہوں۔ |

اب اس سے صاف نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ جس طرح پہلے بباعث اتحاد اور فنا فی الرسول اپنے آپ کو ختم المرسلین کے وجود میں داخل کیا ہے۔ اسی طرح بعد میں بباعث نہایت اتحاد اور نفس غیریت کے خاتم النبیین میں گم ہو کر اسی کا نام پایا۔ پیارو خواہ مخواہ اپنی عاقبت کو خراب نہ کرو۔ مسیح موعود کا مذہب نہیں بدلا۔ آپ کی تحریروں میں خواہ مخواہ اختلاف ڈال کر لو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافاً کثیراً کا مصداق نہ بناؤ۔

اب رہے یہ لفظ

"اسی لحاظ سے صحیح مسلم میں بھی مسیح موعود کا نام نبی رکھا گیا۔ اگر خدا تعالےٰ سے غیب کی خبریں پانے والا نبی کا نام نہیں رکھتا تو پھر بتلاؤ اسکو کس نام سے پکارا جائے۔ اگر کہو اس کا نام محدث رکھنا چاہیئے تو میں کہتا ہوں کہ تحدیث کے معنے کسی لغت کی کتاب میں اظہار غیب نہیں ہے۔ مگر نبوت کے معنے اظہار امر غیب ہے"

ان میں بھی کوئی مشکل نہیں جیسا کہ میں دکھا چکا ہوں۔ یہ سچ ہے کہ لغت نے تحدیث کے معنے یہ نہیں کئے۔ حالانکہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ کہ وہ ایسے لوگ ہونگے۔ کہ ان سے کلام الٰہی ہوگی۔ اور اُن کے کلام اور رؤیا کا نام مبشرات کہہ کر اسے ایک "نوع نبوت" ٹھیرایا تھا۔ گو وہ اصلی نبوّت نہ سہی۔ مگر جزو نبوت تو اسے حدیث نے بھی ٹھیرایا۔ اسلئے جب تحدیث کے معنے لغت والوں نے اظہار غیب نہیں لکھے۔ اور نبوت کے معنے اظہار غیب لکھے ہیں۔ اور اظہار غیب قرآن اور حدیث کے رو سے اس اُمّت میں ہوگا۔ اور اس کو ایک جزو نبوّت بھی کہا گیا ہے۔ تو پھر اگر کوئی شخص لغوی معنی میں اس اظہار غیب کو نبوّت نہ کہے تو اور کیا کہے۔ یہی بات ہے جو حضرت مسیح موعود نے یہاں لکھی ہے۔ چنانچہ اگلی ہی سطر میں لغوی معنے کی صراحت بھی کر دی ہے۔ جہاں فرمایا "اور یہ لفظ نباء سے مشتق ہے جس کے یہ معنے ہیں خدا سے خبر پاکر پیشگوئی کرنا" اب سیدھی بات کو خواہ مخواہ تو پیچ میں نہ ڈالو۔ یہاں محدّث ہونے سے انکار نہیں۔ بلکہ اسبات کی وجہ بتلائی ہے۔ کہ کیوں میرے الہامات میں نبی اور رسول کا لفظ آگیا۔ کیونکہ حدیث میں نبی کا لفظ آگیا۔ وجہ یہ ہے کہ لغوی اشتقاق کے لحاظ خدا سے خبر پاکر پیشگوئی کرنے والے کو نبی کہتے ہیں۔ انہی لغوی معنی کے رو سے اللہ تعالےٰ نے

نے الہامات میں بھی اس لفظ کو استعمال کیا۔ اور حدیث نے بھی کیا اگر کہیں قرآن کریم یا حدیث میں عرش کا لفظ آجائے تو اسکو لازماً عرش الٰہی نہیں کہا جائیگا۔ اور یہ جواب نہیں دیا جائیگا۔ کہ عرش کے لغوی معنے تصرف یہ ہیں۔ ان معنوں سے لحاظ سے اُسے استعمال کر لیا۔ ورنہ جو کچھ مُحدّث کی نسبت لکھ چکے ہیں اس کے ایک حصّہ کو بھی غلط نہیں ٹھیرایا۔ یہ نہیں کہا کہ مُحدّث نے الواقعہ خدا سے خبر نہیں پاتا اور نہ پیشگوئی کرتا ہے۔ اور میں خُدا سے خبر پاتا اور پیشگوئی کرتا ہوں اسلئے میرا نام مُحدّث نہیں نبی ہے۔ اگر ایسا کہتے تو غلط ہوتا کیونکہ مُحدّث بھی خدا سے خبر پاتا اور پیشگوئی کرتا ہے۔ اور میاں صاحب نے حقیقۃ النبوۃ میں یہ صاف تسلیم کیا ہے۔ پس مرزا صاحب کیطرف اسباب کو کیوں منسوب کرتے ہو جسے خود بھی غلط مانتے ہو غرض یہاں محدّث کے مُکلم ہونے کا انکار نہیں کیا۔ ہاں اس کے لغوی معنے کی طرف توجہ دلائی اور اسکو اسباب کی وجہ قرار دیا ہے کہ کیوں الہامات میں نبی اور رسول کا لفظ خدا نے اختیار کیا اسلئے کہ لغت کے لحاظ سے اِس لفظ کا استعمال ٹھیک ہے اسلئے الہامات میں صرف محدث کے لفظ پر اکتفا نہیں کیا۔ اس سے بڑھ کر اس حوالہ کا کچھ مطلب نکالنا اپنے خیالات کی پیروی ہے نہ مسیح موعود کے خیالات کی ؎

میاں صاحب نے جو نبوّت کی تعریف بنائی ہے وہ بوجہ جدت ہر طرح سے قابل داد ہے اور چونکہ میاں صاحب بجائے قرآن اور حدیث کیطرف توجہ کرنے کے اپنی عقل سے ایجاد کرتے رہتے ہیں اسلئے بہت سی باتوں میں غلط راہ پر پڑ جاتے ہیں مثلاً حقیقۃ النبوۃ کے صفحہ ۱۶۱ پر لکھتے ہیں "پس نبی کیلئے یہ شرط لگائی کہ نبی وہی ہو سکتا ہے جو بلاواسطہ نبی بنا ہو۔ ایک ایسی بات ہے جس کا ہرگز کوئی ثبوت نہیں۔ قرآن کریم میں تو یہ بھی نہیں لکھا کہ ایسا نبی کوئی نہیں گزرا۔ کہ جسے بلاواسطہ نبوت ملی ہو۔ یہ بات تو ہم صرف اپنی عقل سے معلوم کرتے ہیں" بہت بہتر ہوتا کہ دینی اصول کو میاں صاحب قرآن اور حدیث کے بنا پر قائم کرتے اور اپنی عقل کو دین بنانے میں پیچھے رکھتے۔ قرآن کریم میں تو لکھا ہے کہ نبی مطاع ہونے کے لئے بھیجا جاتا ہے یعنے وہ متبوع ہوتا ہے تابع نہیں ہوتا۔ اسکو تو آپ نے رد کر دیا اور اپنی عقل سے یہ شرط لگا دی کہ پہلے کوئی نبی ایسا نہیں گزرا آئندہ ہو سکتا ہے حالانکہ خدا نے تو عام قانون بنا دیا تھا۔

اسی طرح میاں صاحب نبی کی تعریف یوں کرتے ہیں (صفحہ ۱۱۷)

۱۔ کثرت سے امورِ غیبیہ پر اطلاع پائے۔

۲۔ اسے جو چیزیں غیب کی بتائی جائیں وہ امورِ مُہمّہ پر مشتمل ہوں اور منکروں کی تباہیوں اور ماننے والوں کی ترقیوں کی اطلاع ان میں دیجائے +

۳۔ خدائیتعالیٰ نے اس کا نام نبی رکھا ہو۔

پھر اس تیسری شرط کے متعلق صفحہ ۱۱۶ کے حاشیہ پر لکھتے ہیں کہ گو لسان العرب میں یہ نہیں لکھا۔ کہ اس کا نام نبی خدا تعالیٰ رکھے لیکن جیسا کہ میں بیان کر چکا ہوں یہ بات تو عقل چاہتی ہے۔ اور بغیر اس کے کوئی نبی کہلا ہی نہیں سکتا۔" اب پہلی غلطی تو میاں صاحب نے یہ کی۔ کہ تاج العروس میں اعلمہ انہ نبیہ کے معنے یہ کیئے کہ خدا اس کا نام نبی رکھے۔ حالانکہ لغت میں تو صرف علم دینے کا ذکر ہے۔ اور علم لازماً اس طرح نہیں ہوتا۔ کہ صریح طور پر وحی الٰہی میں اس کا ذکر ہو۔ بلکہ اللہ تعالےٰ جس طرح سے چاہے وحی خفی سے یا دوسری طرح پر اسے سمجھا دے۔ ہم تو دیکھتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا پہلی وحی میں نام نبی نہیں رکھا۔ مگر آنحضرت تو آپ طرف رہے ورقہ بن نوفل بھی سمجھ گیا کہ آپ کو نبوّت کے منصب پر کھڑا کیا گیا ہے دوسری مشکل یہ ہے۔ کہ جناب میاں صاحب نے اپنے ایمان کی بنیاد ایک ہی لغت کی کتاب پر رکھی ہے۔ یا اپنی عقل پر کیونکہ یہ لفظ کہ اعلمہ انہ نبیہ سوائے تاج العروس کے لغت کی کسی کتاب میں نہیں لکھے۔ اور بالفرض اگر تاج العروس نہ بنی ہوتی تو جب تک میاں صاحب دُنیا میں پیدا نہ ہوتے نبوّت کی اس حقیقت کا پتہ کسی مسلمان کو نہیں لگ سکتا تھا۔ بلکہ خود میاں صاحب بھی دنیا کو ہدایت نہ کر سکتے۔ کیونکہ اُن کے ایمان کی بنیاد تاج العروس بھی موجود نہ ہوتی۔ اور باقی لغت کی کتابیں تو قابل اعتبار نہیں جیسے میاں صاحب اپنی کتاب کے صفحہ ۱۱۶ کے حاشیہ پر لکھتے ہیں۔ گو یا نبی کیا ہے اس کے متعلق قرآن و حدیث سے تو ہمیں کچھ پتہ نہیں لگتا۔ بلکہ ایک لغت کی کتاب بتاتی ہے جو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کئی سو برس بعد دُنیا میں آتی ہے۔ اور اتفاق سے اس میں ایک ایسا فقرہ لکھا جاتا ہے جس کو توڑ مروڑ کر میاں صاحب اپنی عقل کا معاون بنا سکتے ہیں۔ اور اسے نبوت کی حقیقت میں داخل کر سکتے ہیں۔ اور جسے آج تک اور کسی نے نہیں لکھا۔ اب یہ دنیا کی خوش قسمتی سمجھو کہ تاج العروس ایک کتاب لکھی گئی۔ اور پھر دوسری خوش قسمتی یہ کہ

میاں صاحب اس کے الفاظ کی اپنی تشریح کرنے کے لئے پیدا ہوں گے۔ جو اس کو بھی معلوم نہ تھے۔ ورنہ قرآن وحدیث نے تو درحقیقت اس مسئلہ پر کوئی روشنی ہی نہیں ڈالی تھی۔ اور مصنف تاج العروس اور مصنف حقیقۃ النبوۃ کا ہی یہ احسان اسلام پر ہے۔ کہ انہوں نے قرآن وحدیث کی تکمیل کر دی۔ اول الذکر نے اپنی لغت سے اور آخر الذکر نے اپنی عقل سے اب قرآن وحدیث کی بجائے تاج العروس اور حقیقت النبوہ ہو گئیں۔ یعنی تاج العروس قرآن کی جگہ اصل کتاب ہو گئی اور حقیقۃ النبوۃ حدیث کی جگہ اس کی شرح ہو گئی اور ختم نبوت توڑ کر محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مٹانے کی بنیاد رکھ دی گئی۔ مگر اب افسوس یہ ہے کہ اس نئے مذہب کے یہ دو بنیادی پتھر آپس میں ایک دوسرے سے رگڑتے ہیں۔ اور اندیشہ ہے کہ ان کی رگڑ سے آگ پیدا ہو کر اس نئی عمارت کو جلا دے۔ کیونکہ تاج العروس میں تو ہے۔ فان اللہ تعالی اخبرہ بتوحیدہ و اطلعه علی غیبه و اعلمه انه نبیه۔ یعنی اللہ تعالٰے اس کو اپنی توحید کی خبر دے اور اس کو اپنے غیب کی اطلاع دے اور اس کو علم دے کہ وہ اس کا نبی ہے۔ اب تین باتوں کو میاں صاحب کی تین شرطوں سے ملاؤ۔ میاں صاحب نے توحید سے خبر دینے کا تو ذکر ہی نہیں کیا کیونکہ جب ان کے نزدیک ہدایت کرنا اصل غرض نبوی نہیں بلکہ اصل غرض صرف پیشگوئیاں ہیں۔ تو یہاں تاج العروس بھی ترک کرنے کے قابل ہے۔ توحید الٰہی کے لئے میاں صاحب کی تعریف ہونے میں کوئی جگہ نہیں۔ نبی کو خدا توحید کا علم دے نہ دے نبی وہ توحید کا علم بندوں کو پہنچائے نہ پہنچائے یہاں تو پیشگوئیوں سے تعلق ہے۔ کس کے ہاں بیٹا ہو گا۔ کون جئے گا۔ کون مرے گا۔ کونسی قوم بنے گی۔ کونسی تباہ ہو گی۔ اس لئے میاں صاحب نے اس حصہ کو جس کا تعلق ہدایت سے ہے۔ بالکل ترک کر دیا اور یہاں تاج العروس بھی قابل اعتبار نہیں تاکہ اصل غرض نبوت پر کوئی روشنی نہ پڑ جاوے۔ اب رہی تاج العروس کی دوسری بات وہ یہ ہے کہ خدا نبی کو غیب پر اطلاع دے۔ اس کے ساتھ مفردات راغب کی تعریف کو بڑھا کر یوں کہہ سکتے ہیں۔ کہ خدا نبی کو ایسے غیب کی اطلاع دے۔ جو اہم امور کے متعلق ہے۔ اور بس

اب اس میں نہ کثرت سے امور غیبیہ پر اطلاع پانے کا ذکر ہے ۔ نہ منکروں کی تباہیوں اور ماننے والوں کی ترقیوں کا ذکر ہے ۔ یہ سب باتیں بھی میاں صاحب نے اپنی عقل سے بڑھائی ہیں ۔ اور غیب سے مراد صرف پیشگوئیاں لینا بھی میاں صاحب کے نقطہ نظر سے ٹھیک ہو تو ہو ۔ ورنہ بڑا غیب تو اللہ تعالے کی رضا کی راہیں ہیں ۔ جس کا ذکر ہی میاں صاحب کی کتاب میں کوئی نہیں ۔ کیا نبی اس لئے آیا کرتے ہیں کہ کچھ پیشگوئیاں کر جائیں یا اس لئے کہ انسانوں کو خدا کی رضا کی راہوں پر آگاہ کریں ۔ باقی رہی تیسری شرط سو اس کے ذمہ دار میاں صاحب کی عقل اور تاج العروس ہے ۔ مگر میاں صاحب کو یہ شرط اپنی عقل سے بلاوجہ نہیں بڑھانی پڑی بلکہ درحقیقت جو انہوں نے پہلی شرط قائم کی ہے ۔ اس نے ایک مصیبت میں ڈالا ہے ۔

وہ شرط کیا ہے ۔ کثرت سے امور غیبیہ پر اطلاع پانی ۔ جیسا کہ میں دکھا چکا ہوں ۔ حضرت مسیح موعود نے کثرت کو اس واسطے رکھا تھا ۔ کہ تا عوام الناس میں اور اللہ تعالے کے کامل بندوں کے الہامات میں امتیاز ہو ۔ کیونکہ عوام الناس کو بھی بعض خوابیں آجاتی ہیں ۔ یا بعض الہام ہو جاتے ہیں ۔ مگر میاں صاحب نے اس کو اٹھا کر نبی کی تعریف میں داخل کر دیا ہے ۔ جس کے لئے میاں صاحب کے پاس سند کوئی نہیں ۔ بہرحال جب کیا تھا ۔ تو اب اس پر قائم رہنے ۔ مگر مشکل یہ پڑی کہ حضرت مسیح موعود کی تحریریں اس امر کی صراحت سے بھری پڑی ہیں کہ اس امت میں ...... اولیاء اور مجددین کو کثرت سے امور غیبیہ پر اطلاع دی جاتی ہے ۔

اب میاں صاحب اس کو اپنی فرضی تعریف نبوت میں داخل کر چکے ۔ اس لئے اس کا علاج یہ سوچا گیا کہ کثرت کا پتہ دنیا میں کسی کو نہیں ہوتا خدا کو ہی ہوتا ہے ۔ اس لئے جب تک خدا نہ بتائے ۔ اس وقت تک کثرت کا پتہ نہیں لگتا کہ کیا چیز ہے ۔ مجھے تعجب آتا ہے کہ یہ میاں صاحب نے حقیقۃ النبوۃ میں کیا لکھ دیا ہے ۔ نبوت جیسی چیز جس پر قرآن و حدیث کو

روشنی ڈالنی چاہئے تھی۔ وہاں تو خدا خاموش رہا۔ اور نہ وحی متلو سے اور نہ وحی خفی سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حقیقت نبوت پر آگاہ کیا۔ اور اس لئے میاں صاحب کو نبوت کا مسئلہ تاج العروس کی مدد سے حل کرنا پڑا بلکہ اگر تاج العروس نہ ہوتی تو دنیا مسئلہ نبوت کی اس عجیب وغریب حل سے شاید ناواقف ہی رہجاتی۔ اور اسلام کی تکمیل ہدایت بھی اسے کچھ مفید نہ ہوتی۔ مگر کثرت ایسی چیز ہے کہ اسے نہ تاج العروس حل کر سکتی ہے نہ لغت کی اور کتاب اور جب تک خدا نہ بتائے پتہ ہی نہیں لگتا کہ کثرت کیا چیز ہے۔ بھلا اگر کثرت کا پتہ خدا کے بتائے بغیر نہیں لگتا۔ تو خدا نے یہ سیدھی راہ کیوں اختیار نہ کی کہ نبوت کا پتہ ہی بتا دیتا بلکہ نبوت کا پتہ بتانے کے لئے تو اس نے تاج العروس کے مصنف اور میاں صاحب کو حکم دیا کہ تم دونوں مل کر اس عقدہ لاینحل کو حل کردو جس پر قرآن اور حدیث سے کوئی روشنی نہیں پڑتی۔ مگر کنجی پھر بھی اپنے ہاتھ میں رکھ لی۔ یعنی کثرت کا کچھ پتہ نہیں لگنے دیتا کہ کیا ہوتی ہے۔ حتےٰ کہ میاں صاحب کو صفحہ ۱۵۲ حقیقۃ النبوۃ پر یہ اعتراف کرنا پڑا کہ

"پس صدیق اسے کہتے ہیں جو شہید سے بڑھ کر صداقت پر اپنے آپ کو قائم کرے اور ایسا صدق ظاہر کرے کہ اللہ تعالےٰ کے کلام سننے کا بہت زیادہ مستحق ہو جاوے اور ایسے آدمی پر اللہ تعالےٰ اپنے کلام کی بارش نازل کرتا ہے۔ اور یہ محدث کا آخری درجہ ہوتا ہے۔ اور یہ درجہ امت محمدیہ میں سینکڑوں ہزاروں لوگوں نے پایا ہے۔ یہ لوگ بھی کلام الہٰی کے سننے میں خاص حصہ رکھتے ہیں۔ لیکن اس کثرت کو نہیں پاتے جس سے رتبہ نبوت پر پہنچ جائیں۔"

اب دیکھئے خدا کے کلام کی بارش نازل ہوتی ہے۔ مگر پھر بھی کثرت کو نہیں پاسکتے۔ یہ کثرت کیا ہے۔ گویا سیمرغ ہے کہ اس کا کچھ پتہ ہی نہیں لگتا۔ خدا کے کلام کی بارش نازل ہوتی ہے مگر پھر بھی کثرت مکالمہ و مخاطبہ نہیں۔ حضرت مسیح موعود نے تو کثرت کا لفظ دو چار یا بعض کے مقابل پر استعمال کیا اور اسی لئے

کثرت کا مفہوم بنالیا ۔ مگر میاں صاحب کی کثرت ایک ایسا عقدہ لاینحل ہوگیا کہ اس کا کچھ پتہ ہی نہیں ملتا کہ کیا چیز ہے ۔ اس کثرت کی حل اور عیسائیوں کی کثرت فی الوحدت کی حل دنیا ایک ہی دن دیکھے گی ۔ جہاں بارش نازل ہو پھر بھی کثرت نہیں ہوتی پھر اب بیچارے عاجز انسان کیا کریں ۔ خدا خود ہی بتائے کہ کثرت کیا ہوتی ہے ۔ تو جاکر پتہ لگے ۔ اس لئے یہ شرط میاں صاحب نے بڑھائی جیسا کہ وہ خود فرماتے ہیں ۔

"اللہ تعالےٰ کے نام رکھنے کی شرط اس لئے ہے کہ اس امر کا فیصلہ کہ آیا اخبار غیبیہ جو کسی بندہ کو اللہ تعالےٰ بتائے اس کی اہمیت اور عظمت اور کثرت کا فیصلہ اللہ تعالےٰ ہی کر سکتا ہے" صہ۵۶ اور یہ فیصلہ وہ اس طرح کرتا ہے کہ اس بندہ کے الہام میں نبی کا لفظ ہے آتا ہے ۔ یعنی اُس کا نام نبی رکھ دیتا ہے ۔ تو اب تین شرطیں کہ کثرت ہو ۔ اہمیت ہو ۔ خدا نام بھی رکھے درحقیقت سکڑ کر ایک ہی بن گئیں کیونکہ ہمیں نہ تو کثرت کا پتہ ہے نہ اہمیت کا علم ہے ۔ جب تک خدا نام نبی نہ رکھے اس وقت تک کوئی بھی نہیں جانتا کہ کثرت ہوئی ہے یا نہیں اور اگر ملہم بالفرض کہہ بھی دے کہ مجھے کثرت سے امور غیبیہ پر اطلاع ملتی ہے ۔ تو اُسے جھوٹا سمجھا جائیگا ۔ جب تک کہ خدا کے الہام میں لفظ نبی کا نہ آجائے ۔ چنانچہ خود جناب میاں صاحب اسی ابتلا میں آئے ہوئے ہیں ۔ کہ وہ پہلے شائع کر بیٹھے کہ خدا تعالےٰ مجھے کثرت سے امور غیبیہ پر اطلاع دیتا ہے ۔ پھر اس کے بعد جب نبوت کی تعریف بنانی پڑی تو پھر آپ کو لکھنا پڑا کہ قلیل مکالمہ مخاطبہ تو مجھ سے بھی ہوتا ہے ۔ بہر حال اب میاں صاحب نے دنیا کے ہاتھ میں یہ اصول دے دیا ہے کہ اگر کوئی شخص کہے کہ مجھے کثرت سے امور غیبیہ پر اطلاع دی جاتی ہے ۔ مگر خدا اسے نبی نہ کہے تو اسے جھوٹا سمجھو ۔ اور امید ہے کہ میاں صاحب کے مرید ان کی اس شائع شدہ تحریر پر کہ مجھے کثرت سے امور غیبیہ پر اطلاع دی جاتی ہے ۔ میاں صاحب کو جھوٹا سمجھتے ہوں گے کیونکہ خدا نے میاں صاحب کو نبی نہیں کہا ۔ یا کہا ہے

تو میاں صاحب اس کے اظہار سے ڈرتے ہیں

بہر حال اس قصہ کو چھوڑ کر اصل بات کی طرف رجوع کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ کثرت اور اہمیت کے شرائط بے سود ہیں۔ دنیا میں کوئی نہیں جانتا کہ کثرت کسے کہتے ہیں اور اہمیت کس جانور کا نام ہے جب خدا ملہم کا نام نبی رکھ دے تو وہ نبی ہو جاتا ہے اور غالباً اُس وقت اس کو یہ ضرورت نہیں کہ وہ دیکھے کہ مجھے کثرت سے الہام ہوتے ہیں یا نہیں۔ یا ان الہامات میں منکروں کی تباہی کا ذکر ہے یا نہیں جس طرح ملہم کہہ دیتا ہے کہ مجھے کثرت سے امور غیبیہ پر اطلاع ملتی ہے تو وہ بات قابل اعتبار نہیں ہوتی کیونکہ خدا اس میں خاموش ہوتا ہے۔ اسی طرح جب خدا نبی کہہ دے تو پھر ملہم کو کیا ضرورت ہے کہ دیکھے کہ مجھے کثرت سے امور غیبیہ پر اطلاع ملتی ہے یا نہیں۔ اہم امور ہیں یا نہیں۔ جب اِن دونوں باتوں کا علم ہی خدا کو ہے تو جب خدا نے کہہ دیا نبی ہے نبی ہو گیا۔ پس تینوں شرطیں درحقیقت ایک ہو گئیں۔ اب وہ ایک بھی ہیں اور تین بھی۔ تین ہیں ایک اور ایک میں تین۔ یہ عقدہ نہ پہلے حل ہوا اور نہ انشاء اللہ اب حل ہوگا۔ مگر ضروری تھا کہ جس طرح خدائی کے مسئلہ میں پہلے مسیح کے بعد تین ہیں ایک اور ایک میں تین کا ایک عقدہ لاینحل پیدا ہوا تھا۔ اسی طرح دوسرے مسیح کے بعد نبوت کے مسئلہ میں تین ہیں ایک اور ایک میں تین کا عقدہ لاینحل پیدا ہوتا۔ اب اگر ہم تین شرطوں کو فی الواقع ایک مان لیں۔ جیسا کہ وہ ثابت ہوتی ہیں کہ اصل بات یہی ہے کہ خدا جسے نبی کہدے وہ نبی ہو جاتا ہے۔ تو بہت سے لوگ ہیں جو اس طرح نبی بن جائیں گے۔ میاں صاحب کے مریدین میں بھی ہیں مثلاً میاں غلام نبی صاحب مدرس جو آجکل سرگودہ میں ہیں۔ اُن کو الہام ہوا تھا۔ یا نبی اللہ اما مکم منکم۔ اور یہ قرآنی آیت بھی نہیں ہے۔ ایسے ہی اور بھی کئی مرید میاں صاحب کے ہیں اور ان کے علاوہ دوسرے لوگ بھی ہیں جن کے الہامات میں لفظ نبی آگیا ہے۔ لیکن یہاں سوائے

مرزا صاحب کے کسی کو نبی بنانے کی اجازت نہیں اس لئے تینوں شرطوں کو ایک نہیں مان سکتے۔ تو پھر اگر تینوں کو نہیں مانیں۔ تو پھر ہمیں علم ہونا چاہئے کہ کثرت کیا ہے اور اہمیت کیا ہے۔ مگر یہ علم جناب میاں صاحب کی منطق کے رو سے کسی انسان کو حاصل نہیں ہو سکتا۔ خدا خود ہی بتائے اور بتائے بھی اس طرح کہ یوں ہی کہے کہ اے فلاں تو نبی ہے بس اس سے اس کو سمجھ آجائیگا کہ مجھے کثرت بھی مل گئی اور اہمیت بھی۔ لیکن اگر ایسا ہے تو پھر تین شرطین علیحدہ علیحدہ نہیں رہتی ہیں۔ امید ہے۔ کہ حقیقۃ النبوۃ کے دوسرے حصہ میں میاں صاحب ان امور پر روشنی ڈالیں گے۔ پھر اگر خدا نے چاہا تو النبوۃ فی الاسلام کے دوسرے حصہ میں ہم بھی اس پر بحث کریں گے۔

بڑا انحصار اظہار علی الغیب مسیح موعود کی نبوت اور رسالت کے مسئلہ کا قرآن کریم کی اس آیت پر ہے فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول کہ اپنے غیب کا اظہار نہیں کرتا کسی پر مگر اس رسول پر جس سے راضی ہوتا ہے۔ اور چونکہ حضرت مسیح موعود نے اپنے لئے اظہار علی الغیب کا ہونا لکھا ہے۔ اس لئے آپ رسول ہیں۔ اگر اس توجیہ کو قبول کر لیا جائے۔ تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ حضرت مسیح موعود اپنے آپ کو حقیقی رسول اور نبی کیوں نہیں لکھتے تھے۔ اور کیوں آخر تک لکھتے رہے کہ یہ اظہار علی الغیب والی نبوت حقیقی نبوت نہیں۔ حالانکہ میاں صاحب کہتے ہیں کہ ۱۹۰۱ء کے بعد آپ کو حقیقی نبوت کے معنے معلوم ہو گئے تھے۔ یعنی صاحب شریعت ہونا حقیقی نبی ہونے کے لئے ضروری نہیں۔ چنانچہ آخری تقریر میں جو بدر ۲۵ر جون ۱۹۰۸ء میں چھپی ہے آپ فرماتے ہیں۔ "چونکہ دین زندہ ہے اس لئے ہر صدی کے سر پر موجودہ مفاسد کے لحاظ سے مصلح پیدا ہوتا ہے۔ جس سے خدا مکالمہ و مخاطبہ کرتا ہے۔ جب خدا کسی سے بکثرت ہمکلام ہو اور اپنے غیب کی باتیں کثرت سے اس پر ظاہر کرے تو یہ نبوت ہے مگر حقیقی نبوت نہیں۔"

اس سے معلوم ہوا کہ اظہار علی الغیب کو حضرت مسیح موعود نے حقیقی نبوت قرار نہیں دیا۔ اس کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ حقیقی نبوت سے مراد تشریعی نبوت ہے۔ یعنی حضرت مسیح موعود نے عوام الناس کے خیال کو مدنظر رکھ کر تشریعی نبوت کا نام حقیقی نبوت رکھ دیا ہے۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ سنہ ۱۹۰۱ء میں جو حضرت مسیح موعود کو نبوت کے حقیقی معنی سمجھ آگئے تھے اور اُن کو پتہ لگ گیا تھا کہ نبی حقیقت میں وہی ہوتا ہے۔ جس کو صرف کثرت مکالمہ و مخاطبہ حاصل ہو تو پھر یہ کیوں کہا کہ کثرت امور غیبیہ کا نام نبوت ہے مگر حقیقی نبوت نہیں۔ اس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ اگر یہ غلط فہمی تھی تو اس غلط فہمی میں آپ آخر عمر تک مبتلا رہے دوسرے بات یہ ہے کہ اگر حقیقی نبی کے معنے آپ صاحب شریعت ہی سمجھتے تھے۔ تو پھر سراج منیر میں حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو حقیقی نبی کیوں کہا۔ دیکھو صفحہ ۴۔ "بلکہ ان کے نزدیک مسیح اسرائیلی نبی کے واپس آنے کے لئے بھی ایک کھڑکی کھلی ہے۔ پس جب قرآن کے بعد بھی ایک حقیقی نبی آگیا۔ اور وحی نبوت کا سلسلہ شروع ہوا تو کہو کہ ختم نبوت کیونکر اور کیسا ہوا۔ یہ حوالہ صاف بتاتا ہے کہ میاں صاحب نے جو کہا ہے کہ حضرت مسیح موعود حقیقی نبی سے صاحب شریعت نبی مراد لیتے تھے۔ یہ بالکل غلط ہے اگر حقیقی سے مراد یہ لیتے تو مسیح کو کبھی حقیقی نبی نہ لکھتے۔ بلکہ یہاں صاف طور پہ حقیقی نبی کی تشریح کر دی ہے یعنی وہ جس پہ وحی نبوت نازل ہو۔

پھر دوسری بات یہ ہے کہ اگر اظہار علی الغیب کا مرتبہ ملنے سے ایک شخص نبی ......بن سکتا ہے اور ولایت کے مرتبہ سے نکل جاتا ہے اور ترقی پاکر نبی کا مرتبہ حاصل کر لیتا ہے۔ تو پھر یہ مرتبہ تو دوسرے اولیاء اللہ کو بھی حاصل ہے کیونکہ ضرورت الامام کے صفحہ ۱۳ پہ حضرت مسیح موعود تحریر فرماتے ہیں۔

"امام الزمان کی الہامی پیشگوئیاں اظہار علی الغیب کا مرتبہ رکھتی ہیں۔ یعنی غیب کو ہر ایک پہلو سے اپنے قبضہ میں کر لیتی ہیں جیسا کہ چابک سوار

گھوڑے کو قبضہ میں کرتا ہے۔ اور یہ قوت اور انکشاف اس لئے ان کے الہام کو دیا جاتا ہے کہ تا اس کے پاس الہام شیطانی الہامات سے مشتبہ نہ ہوں اور نہ دوسروں پر حجت ہو سکے۔"

اب یہاں ہر ایک امام الزمان کی الہامی پیشگوئیوں کو اظہار علی الغیب کا مرتبہ دیا گیا ہے اور اگر یہ شبہ ہو کہ امام الزمان سوائے نبی اور رسول کے کوئی ہوتا ہی نہیں تو اسی ضرورت الامام کے صفحہ ۲۴ کو دیکھا جاوے جہاں لکھا ہے

"یاد رہے کہ امام الزمان کے لفظ میں۔ نبی۔ رسول۔ محدث۔ مجدد سب داخل ہیں۔ مگر جو لوگ ارشاد اور ہدایت خلق کے لئے مامور نہیں ہوئے اور نہ وہ کمالات ان کو دیئے گئے۔ وہ گو ولی ہوں یا ابدال ہوں امام الزمان نہیں کہلا سکتے۔"

بہر حال محدث اور مجدد کی پیشگوئیوں کو وہی اظہار علی الغیب کا مرتبہ حاصل ہے جو رسول اور نبی کی پیشگوئیوں کو۔ پس اظہار علی الغیب سے کوئی شخص محدثیت کے مرتبہ سے نکل کر رسول نہیں بن سکتا۔ اور میاں صاحب کا بار بار اس آیت پر زور دینا کہ یہ قرآن کریم میں نبی کی تعریف ہے۔ بالکل بے معنی ہے۔ اگر یہ نبی کی تعریف ہے تو مسیح موعود اس کے اندر سارے محدثوں اور مجددوں کو کیوں داخل کرتے ہیں۔

اب میں اس اظہار علی الغیب والے اعتراض کا تحقیقی جواب دیتا ہوں کیونکہ بعض دلوں میں یہ خلش پیدا ہو گی کہ گویا ہم حضرت مسیح موعود نے مجددین اور محدثین کو داخل کیا ہے۔ مگر خدا تعالیٰ نے تو صرف لفظ رسول فرمایا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ جس غیب کا یہاں ذکر ہے حقیقی طور پر اس سے مراد صرف پیشگوئیاں نہیں۔ بلکہ وہ امور ہیں جو انبیاء کی معرفت ہدایت خلق کے لیے نازل کی جاتی ہیں۔ اور یہ امر اس ساری آیت کو پڑھنے سے واضح ہو جاتا ہے عالم الغیب فلا یظہر علیٰ غیبہ احدا الا من ارتضیٰ من رسول فانہ یسلک من بین یدیہ ومن خلفہ رصدا لیعلم ان قد ابلغوا رسالات ربھم غیب کا جاننے والا۔ سو وہ اپنے غیب کا اظہار کسی پر نہیں فرماتا۔ مگر رسول پر جسے پسند کرے۔ پس وہ اس کے آگے اور اس کے پیچھے پہرہ رکھتا ہے تاکہ جان لے کہ انھوں نے اپنے رب کے پیغاموں کو پہنچا دیا۔ (الجن) اب آخری الفاظ کو پڑھنے سے صاف ظاہر ہے کہ یہاں ان پیغاموں کا ذکر ہے جو ایک نبی خدا کی طرف سے اپنی قوم کی طرف لے کر آتا ہے۔ اور وہ جیسا کہ میں بار بار بتا چکا ہوں صرف پیشگوئیاں نہیں ہوتیں۔ بلکہ اولا اور مقصود بالذات وہ خدا کی رضا کی راہیں ہیں جن پر چل کر انسان اپنے مولا کریم کو خوش کر سکتا ہے۔ البتہ چونکہ پیشگوئیاں بھی ان کے لیے مؤیدات کے طور پر ہوتی ہیں اس لیے وہ بھی وحی نبوت میں شامل ہو جاتی ہیں۔ لیکن مقصود بالذات وہ پیغام ہدایت ہے جس کے پہنچانے کے لیے ایک نبی کو چنا جاتا ہے۔ اصل میں سب سے بڑی ٹھوکر لوگوں کو یہی لگتی ہے کہ وہ غیب کا حصر صرف پیشگوئیوں پر کر لیتے ہیں۔ حالانکہ اس آیت کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ صرف پیشگوئیاں نہیں بلکہ ان کے اندر شریعت اور ہدایت اور سب امور ضروری جمع ہوتے ہیں اور ایک حصہ پیشگوئیوں کا بھی ہوتا ہے۔ گویا یہ نبی کی وحی نبوت ہوتی ہے اسی لیے اس کے لیے ملائکہ کی حفاظت کا انتظام بھی خاص کیا جاتا ہے۔ کیونکہ ہدایت پر انحصار خلق اللہ کی فلاح کا ہوتا ہے۔ پس غیبہ میں یہاں ہر قسم کے احکام اور ہدایات داخل ہیں جو اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کو پہنچانے کا ارادہ کرتا ہے اور اسی کے لیے حفاظت ملائکہ کی ضرورت ہے۔ پس حقیقی طور پر اظہار علی الغیب تو خدا کے رسولوں اور نبیوں

کو بھی دیا جاتا ہے۔ مگر چونکہ ایک امر میں محدثین یعنی وہ لوگ جو خاص طور پر کمالات نبوت کو حاصل کرتے ہیں ایک قسم کے غیب کے اظہار میں جس میں صرف پیشگوئیاں یا مبشرات ہوتی ہیں ان کے ساتھ شریک ہوتے ہیں۔ اس لئے اُن کو بھی اس کے اندر داخل کر دیا گیا ہے یہی وجہ ہے کہ حضرت مسیح موعود نے محدثین اور مجددین کو اس اظہار علی الغیب کے مرتبہ میں داخل کر دیا ہے۔ کیونکہ پیشگوئیاں بھی اللہ تعالیٰ کے اس غیب کا جو وہ پورا رسولوں پر ظاہر کرتا ہے ایک حصہ ہیں۔

**مسیح موعود نے نبوت کا لفظ کیوں اختیار فرمایا**

اب میں سمجھتا ہوں کہ اس حصہ پر کافی بحث ہو چکی ہے۔ اور یہ بات اظہر من الشمس ہو گئی ہے کہ اس اُمت میں صرف مبشرات یعنی پیشگوئیوں کا دروازہ کھلا ہے۔ یہ پیشگوئیاں مویدات میں ہوتی ہیں نہ حقیقی مقصود اس لئے رسولوں اور مجددوں کو یکساں اس چشمہ سے سیراب کیا جاتا ہے۔ صرف اسی معنی میں حضرت مسیح موعود نے کثرت مکالمہ و مخاطبہ کو نبوت کہا ہے۔ باقی رہی یہ بات کہ ایسا لفظ کیوں اختیار کیا ہے سو حق یہ ہے کہ ہر ایک مجدد اپنے وقت کی ضرورتوں کے لحاظ سے کام کرتا ہے۔ آپ کے اس زمانہ میں سب سے بڑھ کر خدا کی صفت۔ مکالمہ کا انکار ہوا اس لئے آپ کو اس پہلو پر خاص زور دینا پڑا۔ مسلمان کہلانے والے بالکل اس بات کے منکر ہو گئے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں کے ساتھ مکالمہ مخاطبہ ہوتا ہے۔ اور اس طرح پر مذہب مردہ ہو چلا تھا۔ اگر آپ اگر اس پہلو پر زور نہ دیتے۔ چونکہ بیماری کی اصلاح کے لئے اس خاص پہلو پر بہت زور دینے کی ضرورت ہے کہ تا سوتے ہوئے جاگ اُٹھیں اور غافل متنبہ ہو جائیں۔ تو گو آپ کی غرض کو محدثیت کا لفظ بھی پورا کر سکتا تھا مگر آپ نے محض اس امر کو زیادہ طور پر واضح کرنے اور لوگوں کے سامنے لانے کے لئے لفظ نبوت کو لغوی معنی میں اختیار کیا۔ اور جب حدیث صحیح میں مبشرات کو ایک جزو نبوت یا ایک نوع نبوت قرار دیا گیا تھا تو یہ عین منشائے نبوی کے بھی مطابق تھا اسلئے آپ نے لفظ نبوت کو اختیار فرمایا اور سینکڑوں دفعہ اس کی تشریح بھی کر دی اور طرح طرح کے اصطلاحات سے اپنے اصل مقصد کو واضح کر دیا۔ اور یہاں تک بھی کہہ دیا کہ جس کو لفظ نبی ناگوار گذرتا ہے وہ اس کی جگہ کاٹ کر محدث کا لفظ رکھ دے۔ چنانچہ آپ کے لفظ یہ ہیں:۔

"تمام مسلمانوں کی خدمت میں گذارش ہے کہ اس عاجز کے رسالہ فتح الاسلام و توضیح مرام و ازالہ الاوہام میں جس قدر ایسے الفاظ موجود ہیں کہ محدث ایک معنی میں نبی ہوتا ہے یا یہ کہ محدثیت جزوی نبوت ہے۔ یا یہ کہ محدثیت نبوت ناقصہ ہے۔ یہ تمام الفاظ حقیقی معنوں پر محمول نہیں ہیں۔ بلکہ صرف سادگی سے ان کے لغوی معنوں کے رو سے بیان کئے گئے ہیں۔ ورنہ حاشا و کلا مجھے نبوت حقیقی کا ہرگز دعوےٰ نہیں ہے۔ بلکہ جیسا کہ میں کتاب ازالۃ الاوہام کے صفحہ ۱۳۷ میں لکھ چکا ہوں میرا اس بات پر ایمان ہے کہ ہمارے سید و مولیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں۔ سو میں تمام مسلمان بھائیوں کی خدمت میں واضح کرنا چاہتا ہوں کہ اگر وہ ان لفظوں سے ناراض ہیں اور ان کے دلوں پر یہ الفاظ شاق ہیں تو وہ ان الفاظ کو ترمیم شدہ تصور فرما کر بجائے اس کے محدث کا لفظ میری طرف سے سمجھ لیں۔ کیونکہ کسی طرح مجھ کو مسلمانوں میں تفرقہ اور نفاق ڈالنا منظور نہیں ہے۔ جس حالت میں ابتدا سے میری نیت میں جس کو اللہ جل شانہٗ خوب جانتا ہے اس لفظ نبی سے مراد نبوت حقیقی نہیں ہے۔ بلکہ صرف محدث مراد ہے جس کے معنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکلّم مراد لئے ہیں۔"

میں تو حضرت مسیح موعود کی صداقت کا یہ ثبوت سمجھتا ہوں کہ جو بات ابتدائے دعوے میں کہی وہی آخر دم تک کہی۔ شروع میں بھی یہی کہا کہ نبوت سے میری مراد محدث ہے۔ جو مکلم ہوتا ہے۔ مگر حقیقی نبوت نہیں۔

آخر میں بھی یہی کہا کہ کثرت امور غیبیہ کا نام میں نبوت رکھتا ہوں۔ مگر یہ حقیقی نبوت نہیں۔

پس جس طرح پہلے دن حضرت مسیح موعود نے اپنے مخالفین کو اعلان دیا تھا کہ چاہیں تو نبی کا لفظ کاٹ کر آپ کی تحریروں میں محدث کا لفظ سمجھ لیں۔ آج میں مسیح موعود کی جماعت

کے لوگوں کے سامنے بھی آپ کا اعلان دوہراتا ہوں کیونکہ
آپ اس اعلان میں آج بھی ایسے ہی صادق
ہیں جیسے اس وقت تھے اور یہ آپ کی
کمال صداقت کا ثبوت ہے۔

# باب ششم

## حضرت مسیح موعود کی نبوت

ہر ایک بحث کا پہلے اصولی رنگ میں طے ہونا ضروری ہوتا ہے۔ اس لئے قبل اس کے کہ ہم دیکھیں کہ حضرت مسیح موعود نے اپنے لئے کس قسم کی نبوت کا دعویٰ کیا یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ ان اصول کے لحاظ سے جو ہم نے قرآن اور حدیث سے اور خود حضرت مسیح موعود کی تحریروں سے پہلے ابواب میں باندھے ہیں حضرت مسیح موعود کی نبوت ثابت ہوتی ہے یا نہیں۔ سو یہاں ہم ان تمام امور پر ایک سرسری نظر ڈال لیتے ..... ہیں۔ اس کے متعلق ایک بات یاد رکھنی ضروری ہے کہ دعویٰ کی نوعیت پرکھنے کے لئے مجاز اور استعارہ کو چھوڑ کر حقیقت کی طرف رجوع کرنا لازمی ہے۔ گو مجاز اور استعارہ اپنے موقع پر کام دیتا ہے۔ مگر چونکہ اس سے کلام کا اصلی مفہوم بعض وقت الفاظ کے نیچے چھپ جاتا ہے اس لئے واضح اور قوی باتوں کو یا محکمات کو مقدم کرنا ضروری ہوگا۔ پھر جس قدر مجاز اور استعارہ ہوگا اس کو محکمات کے ماتحت کرنا پڑیگا۔

پہلے باب میں میں نے بیان کیا تھا کہ نبی کے لئے ضروری ہے کہ ہدایت لائے اور اس کے ذریعہ سے یعنی اپنے آپ کو بطور متبوع پیش کر کے لوگوں کا تزکیہ اور تکمیل نفوس کرے۔ میں امید کرتا ہوں کہ اس معیار کی رو سے ہر ایک کلمہ گو جو اس بات پر ایمان لاتا ہے کہ قرآن کریم نے تکمیل ہدایت کر دی اور اب کوئی نئی ہدایت نازل نہیں ہو سکتی یہ تسلیم کریگا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی بھی نہیں آسکتا۔ اور تزکیہ اور تکمیل نفوس کے لئے اب قیامت تک صرف قرآن ہی ایک کتاب ہوگی اور

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ایک بنی ہونگے۔ نبوت کا ایک تخت ہے جس پر ایک ہی بادشاہ بیٹھ سکتا ہے۔ دو اس پر نہیں بیٹھ سکتے۔ سو اگر تو زمانہ نبوت محمدیہ کا ختم ہو گیا ہے تو بیشک دوسرے بنی کے لئے قدم رکھنے کی جگہ ہے اور اگر کوئی شخص اب قیامت تک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس تخت سے نہیں اتار سکتا۔ بلکہ جو آئے گا وہ اپنی ساری عظمت کے باوجود ایک خادم ہو کر آئے گا تو بات سیدھی ہے کہ وہ نبی یا متبوع نہیں بلکہ تابع ہو کر آئے گا۔ وہ معلم نہیں بلکہ متعلم ہوگا۔ وہ استاد نہیں بلکہ شاگرد ہوگا۔ وہ آقا نہیں بلکہ غلام ہوگا۔ رہی یہ بات کہ من تو شدم تو من شدی۔ سو یہ ایک ایسا معاملہ ہے کہ اس میں تو جتنے بھی فنافی الرسول کے مقام کو حاصل کریں گے۔ وہ سب آجائیں گے۔ مگر وہ حقیقی طور پر ایک نہیں ہوتے اس میں وہی مجاز کا رنگ ہے جس کے متعلق میں پہلے لکھ چکا ہوں فنافی الرسول کے مقام پر پہنچنے کا ایک کو نہیں سینکڑوں کو دعویٰ ہے۔ مگر اس طرح پر باوجود محمدیت کی چادر میں آنے کے اور بروزی طور پر محمد و احمد ہو جانے کے وہ فی الواقع محمد نہیں ہو جاتے۔ پھر اس کے بعد وحی نبوت کے ہم نے چند امتیازات قائم کئے تھے۔ جن میں سب سے پہلا یہ امتیاز تھا کہ انبیا پر وحی نبوت حضرت جبرئیل لاتے ہیں اور اب چونکہ ثابت ہے کہ تا قیامت جبرئیل وحی نبوت لے کر نازل نہ ہونگے اس لئے نہ وحی نبوت آسکتی ہے نہ کوئی نبی ہو سکتا ہے۔

بعض لوگ کہہ دیا کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود کا الہام ہے کہ جاءنی ائل اور ائل کے معنے آپ نے جبرئیل کئے ہیں وہ اتنا بھی نہیں سوچتے کہ حضرت مسیح موعود نے صاف الفاظ میں جبرئیل کے اپنے اوپر وحی نبوت لانے سے انکار کیا ہے۔ اور ایک دفعہ نہیں بار بار انکار کیا ہے۔ بلکہ یہاں تک فرمایا ہے کہ اگر ایک دفعہ بھی جبرئیل وحی نبوت لے کر نازل ہو جاوے تو دین اسلام کی جڑ کٹتی ہے۔ اب کم از کم ایک شخص جو خود صاحب وحی ہے اس کو اتنا تو علم ہونا چاہیئے کہ اس پر جو وحی نازل ہوتی ہے وہ جبرئیل لے کر آتے ہیں یا اور کسی طرح پر آتی ہے۔ اب حضرت مسیح موعود تحفہ گولڑویہ میں جو ۱۹۰۲ء میں طبع ہوئی ہے اس میں بھی یہی لفظ تحریر فرماتے ہیں کہ اگر جبرئیل وحی نبوت لے کر آجائے تو ختم

نبوت ٹوٹ جاتی ہے۔ جس سے معلوم ہوا کہ اس وقت تک جبرئیل آپ پر وحی نہ لاتا تھا۔ یہی اس بات کا قطعی ثبوت ہے کہ آپ پر جبرئیل وحی نہیں لاتا تھا پس کسی الہام کے اس کے خلاف معنی کرنے سے یہ ماننا پڑیگا کہ ایک خاص وقت تک مثلاً ۱۹۰۰ء یا ۱۹۰۱ء تک تو بہرحال جبرئیل آپ پر وحی نہ لاتا تھا۔ پھر اس کے بعد جبرئیل نے وحی لانی شروع کی۔ اور اس طرح پر پہلا زمانہ آپ کا یعنی تحفہ گولڑویہ کی تصنیف تک ولایت کا زمانہ قرار دینا پڑے گا۔ اور اس کے بعد کبھی نبوت شروع ہوگئی جس کی صحیح تاریخ کا کوئی پتہ نہیں لگ سکتا۔ اور سچ تو یہ ہے کہ جاری آئل کے یہ معنی حضرت مسیح موعود نے کہیں نہیں کئے کہ جبرئیل مجھ پر وحی نبوت لے کر آتے ہیں اور نہ اور کسی جگہ یہ لفظ لکھے ہیں۔ باقی رہا مطلق جبرئیل کا آنا سو وہ ہم دکھا چکے ہیں کہ مومنین پر جبرئیل کا آنا ممنوع نہیں بلکہ جبرئیل تائید کے لئے مومنوں پر آتا ہے جیسا کہ ایدھم بروح منہ سے ثابت ہے۔ اور جیسا کہ حضرت حسان کے لئے نبی کریم صلعم کی دعا سے ثابت ہے ھاجھم وجبرئیل معك پس حضرت مسیح موعود کے الہام میں بھی صرف جبرئیل کا آنا ہے جبرئیل کا کلام لے کر آنا نہیں پس اس معیار کے رو سے نہ حضرت مسیح موعود کی وحی وحی نبوت ہے نہ آپ نبی ہیں۔

دوسرا امتیاز ہم نے یہ قائم کیا تھا کہ نبی اپنی وحی کی پیروی کرتا ہے۔ امتی اپنے نبی متبوع کی سو اس لحاظ سے بھی حضرت مسیح موعود امتی ہی قرار پاتے ہیں۔ جیسا کہ ان کے اقوال کثرت سے نقل کر چکا ہوں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ قرآن کی پیروی کرنے والے ہیں۔ اور قرآن وحدیث کو ہی اصل سرچشمہ ہدایت سمجھتے ہیں اور اپنی وحی کو ان کے ماتحت کرتے ہیں۔

تیسرا امتیاز یہ تھا کہ نبی کی وحی پہلی وحی کی مصدق ہوتی ہے۔ امتی کی خود محتاج تصدیق ہوتی ہے۔ اس بنا پر حضرت مسیح موعود نبی نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ آپ کی وحی قرآن شریف کی تصدیق نہیں کرتی۔ بلکہ قرآن کریم آپ کی وحی کی تصدیق کرتا ہے۔

چوتھا امتیاز یہ ہے کہ نبی مطاع ہوتا ہے امتی مطیع ہوتا ہے سو حضرت مسیح موعود نے ہمیشہ اپنے آپ کو مطیع کے رنگ میں ہی پیش کیا۔ حقیقی مطاع محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ہی ہیں جن کی اطاعت کی طرف آپ خود بھی لوگوں کو بلاتے ہیں باقی رہی یہ بات کہ آپ کی اطاعت کرنی بھی آپ کے مریدوں پر ضروری تھی سو یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے تحت ہے۔ یوں تو والدین کی۔ افسروں کی حاکموں کی اطاعت ضروری کی جاتی ہے مگر یہ تمام اطاعتیں اس حقیقی مطاع اُمت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے ماتحت ہیں۔

پانچواں امتیاز یہ ہے کہ نبی اپنی وحی کا پیرو ہوتا ہے امتی اجتہاد سے کام لیتا ہے اس کے لئے اس قدر دیکھ لینا کافی ہے کہ سات آٹھ ہزار صفحے حضرت مسیح موعود نے اپنے اجتہاد سے لکھ ڈالے اور جب کبھی کوئی بات آپ سے دریافت کی گئی تو وحی کا انتظار نہیں کیا بلکہ یا خود اجتہاد کرکے مسئلہ پر روشنی ڈالی یا اپنے کسی دوست کو حکم دیا کہ وہ مسئلہ بتا دے۔ پس اس معیار کی رو سے بھی آپ نبی نہیں ہو سکتے۔

پھر آپ نے اپنی ساری وحی لوگوں کو پہنچائی بھی نہیں۔ جیسا کہ خود میاں صاحب نے شہادت دی ہے کہ ہزاروں الہامات آپ کے ہیں جو شائع نہیں ہوئے (دیکھو حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۲۹۴)۔ حالانکہ نبی اگر وحی کا ایک لفظ بھی نہ پہنچائے تو وہ خدا کے حکم کا نافرمان ہے یہ چھٹا امتیاز تھا۔ پھر ساتواں یہ ہے کہ نبی کی وحی سابقہ شریعت یا کتاب میں ترمیم و تنسیخ کر سکتی ہے۔ امتی کی وحی نہیں کر سکتی۔ اب چونکہ قرآن میں تو ایک حرف کی بھی کمی بیشی نہیں ہو سکتی۔ پس اس لحاظ سے بھی آپ کی وحی وحی نبوت نہیں کہلا سکتی۔

پھر وحی نبوت تکمیل ہدایت کرتی ہے مگر ہدایت چونکہ قرآن میں کامل ہو چکی اس لئے آپ کی وحی وحی نبوت نہیں۔

پھر وحی نبوت عبادات میں پڑھی جاتی ہے اور حضرت مسیح موعود کی وحی کو عبادات میں پڑھنے کے لئے آج تک میاں صاحب نے بھی اپنے مریدوں کو غالباً اجازت نہیں دی

دسواں امتیاز یہ ہے کہ وحی نبوت پر ایمان لانا اصول دین میں داخل ہے اور اس لئے اس کا منکر حقیقی کافر ہے لیکن حضرت مسیح موعود اپنی بیعت نہ کرنے والوں کے خود جنازے پڑھتے رہے ہیں۔ اور آپ کا فتویٰ بھی موجود ہے کہ غیر احمدیوں کا جنازہ پڑھ لینا جائز ہے۔ اس کے جواب میں یہ کہنا کہ حضرت صاحب نے اپنے بیٹے فضل احمد کا جنازہ خود نہیں پڑھا کوئی فائدہ نہیں دے سکتا۔ جنازہ تو ہے ہی فرض کفایہ اگر ایک کا جنازہ نہ پڑھا ہو تو اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ سب کا جنازہ پڑھنا ناجائز سمجھتے تھے۔

علاوہ ازیں وُہ ایک خاص ناراضگی کا معاملہ تھا۔ اس کے برخلاف سید عابد علی شاہ صاحب بدوملّی والے کی شہادت موجود ہے کہ آپ نے باوجود اس علم کے کہ وہ غیر احمدی تھیں اُن کی والدہ کا جنازہ پڑھا۔ پھر آپ کا فتویٰ یہ ہے دیکھو مجموعہ فتاویٰ حصّہ اوّل صفحہ ۱۸۱

”یہ سوال ہوا کہ جو آدمی اس سلسلہ میں داخل نہیں اُس کا جنازہ جائز ہے یا نہیں حضرت اقدس مسیح موعود نے فرمایا۔ اگر اس سلسلہ کا مخالف تھا اور ہمیں بُرا کہتا تھا اور بُرا سمجھتا تھا تو اُس کا جنازہ نہ پڑھو۔ اور اگر خاموش تھا اور درمیانی حالت میں تھا۔ تو اُس کا جنازہ پڑھ لینا جائز ہے۔ بشرطیکہ نماز جنازہ کا امام تم میں سے ہو۔ ورنہ کوئی ضرورت نہیں متوفی اگر مکذّب اور مکفّر نہ ہو تو اُس کا جنازہ پڑھ لینے میں کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ علّام الغیوب خدا ہی کی ذات ہے۔“

یہ فتویٰ ۱۹۰۱ء کے بعد کا ہے اور اسی قسم کا ایک فتویٰ مئی ۱۹۰۲ء کا ہے جو شائع ہو چکا ہے۔ علاوہ ازیں حضرت مسیح موعود نے یہ کہیں نہیں کہا کہ جو شخص میری وحی پر ایمان نہیں لائیگا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہوگا۔ نہ ہی قرآن و حدیث نے یہ کہا ہے کہ جب مسیح موعود آئے۔ تو جو شخص اسکی وحی پر ایمان نہیں لائیگا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہوگا۔ بلکہ جب حضرت مسیح موعود سے آپکی زندگی کے آخری ایام میں مقام لاہور یہ سوال کیا گیا کہ

”ہم اللہ اور اس کی کتاب قرآن شریف اور اس کے رسول محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلّم کو صدق دل سے مانتے ہیں۔ اور نماز روزہ وغیرہ اعمال بھی بجا لاتے ہیں پھر ہمیں کیا ضرورت ہے کہ آپ کو بھی مانیں“

”فرمایا۔ دیکھو جس طرح جو شخص اللہ اور اُس کے رسول اور اُس کی کتاب کو ماننے کا دعوےٰ کرکے اُن کے احکام کی تفصیلات مثلاً نماز روزہ حج زکوٰۃ تقویٰ طہارت کو بجا نہ لاوے اور اُن احکام کو جو تزکیہ نفس ترک شر اور حصول خیر کے متعلق نافذ ہوئے ہیں چھوڑ دے وہ مسلمان کہلانے کا مستحق نہیں ہے۔ اور اس پر ایمان کے زیور سے آراستہ ہونے کا اطلاق صادق نہیں آ سکتا۔ اس طرح سے جو شخص مسیح موعود کو نہیں مانتا یا ماننے کی ضرورت نہیں سمجھتا وہ بھی حقیقت اسلام اور غایت نبوت اور غرض رسالت سے بیخبر محض ہے۔ اور وہ اس بات کا حقدار نہیں ہے کہ اُس کو سچا مسلمان خدا اور اُس کے رسول کا سچا تابعدار اور فرمانبردار کہہ سکیں۔ کیونکہ جس طرح سے اللہ تعالےٰ نے آنحضرت صلّے اللہ علیہ وسلّم کے ذریعہ سے قرآن شریف میں احکام دیئے ہیں

اسی طرح سے آخری زمانہ میں ایک آخری خلیفہ کے آنے کی پیشگوئی بھی بڑے زور سے بیان فرمائی ہے اور اس کے نہ ماننے والے اور اس سے انحراف کرنے والوں کا نام فاسق رکھا ہے" (حجتہ اللہ تقریر یہ لاہور)۔

اب اس قدر صراحت کے ہوتے ہوئے۔ جس میں اپنے اُوپر ایمان نہ لانے والے کو صاف الفاظ میں کافر کہنے سے انکار کیا ہے۔ اور یہ تقریر آپ کے آخری ایام کی ہے۔ جب تک بالمقابل نصریح سے یہ الفاظ نہ دکھائے جائیں کہ جو شخص میری وحی پر ایمان نہیں لاتا وہ کافر اور خارج از اسلام ہے۔ اُس وقت تک کسی شخص کو ان الفاظ پر بحث کرنیکا بھی حق نہیں۔ بہرحال اس معیار پر بھی آپ نبی ثابت نہیں ہوتے۔

گیارھواں امتیاز یہ ہے کہ وحی نبوت کتاب کہلاتی ہے۔ سو حضرت مسیح موعود نے کہیں اور کبھی بھی اپنی وحی کو کتاب نہیں لکھا ہے۔ بلکہ بار بار قرآن کریم کو خاتم الکتب کہا ہے۔ پس آپ کی وحی وحی نبوت نہیں۔

بارھواں امتیاز یہ ہے کہ وحی ولائیت میں سوائے مبشرات کے کچھ نہیں ہوتا سو حضرت مسیح موعود نے بار بار یہی کہا ہے کہ مجھے سوائے مبشرات کے کچھ نہیں دیا گیا پس یہ معیار بھی آپ کی وحی کو وحی ولائیت ہی ٹھیراتا ہے۔

پس ایک طرف ان سب معیاروں کو رکھو۔ دوسری طرف اس بات پر غور کرو کہ ختم نبوت کے بارے میں جو کچھ قرآن کریم اور حدیث صحیح میں آگیا ہے وہی ہر ایک مسلمان کا اصل مذہب ہونا چاہیئے۔ پس جب قرآن وحدیث نبوت کا دروازہ بند کرتے اور محدثیت کا دروازہ کھولتے ہیں۔ تو کوئی شخص مسلمان کہلا کر اس کے خلاف مذہب نہیں رکھ سکتا۔ تیسرا اس بات پر غور کرو۔ کہ حضرت مسیح موعود نے جو کام اپنا پیش کیا وہ مجددوں کا کام ہے یا اُس سے کچھ بڑھ کر۔ جب وہی کام ہے۔ گو نسبتاً بڑا ہو جو پہلے مجدد کرتے آئے اور اس کام کے کرنے کے لیئے پہلے کسی نبی کی ضرورت پیش نہیں آئی۔ تو اُسی کام کے کرنے کے لیئے اب نبی کس طرح آسکتا ہے۔ یہ سارے امور اصولی رنگ میں اس بات کا فیصلہ کرتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود کی نبوت وہی نبوت ہے۔ جس کو بالفاظ دیگر محدثیت کے نام سے یاد کیا گیا ہے +

# باب ہفتم (۷)

# حضرت مسیح موعود کی کتابوں میں اصطلاحات نبوت

**لغوی معنے میں نبوت**

جیسا کہ میں اُوپر بیان کر چکا ہوں۔ چونکہ حضرت مسیح موعود نے لفظ نبوت کا اپنی کتابوں میں بمعنی محدثیت استعمال کیا۔ اس لیئے لوگوں کو ٹھوکر سے بچانے کے لیئے بار بار خاص اصطلاحات اور تشریحات کے ذریعہ سے یہ سمجھایا ہے کہ میری نبوت کس قسم کی ہے۔ چنانچہ ان اصطلاحات میں سب سے پہلی اصطلاح یہی ہے کہ لفظ نبی کا لغوی معنے کی رُو سے استعمال کیا گیا ہے۔ اس بات کو میں پہلے کھول کر بتا چکا ہوں کہ ہمارے مذہب کی بُنیاد قرآن و حدیث پر ہے نہ کہ لُغت کی کتابوں پر۔ اگر کسی شخص نے نبوت کی حقیقت کو دیکھنا ہو۔ تو قرآن و حدیث پر تدبّر کرنا چاہیئے۔ اور دیکھنا چاہیئے۔ کہ وہاں نبی کا کیا کام بتایا گیا ہے۔ اور نبی کے لیئے کیا امتیازی نشان مقرر کیئے گئے ہیں۔ نہ یہ کہ لُغت کی کتابوں میں ان باتوں کو تلاش کیا جائے۔ اگر لغت کی ساری کتابیں نہ ہوتیں۔ تو بھی دین اسلام اور اُس کے حقائق ویسے کے ویسے ہی ہوتے۔ لُغت کی کتابیں عربی الفاظ کے معنے کی تشریح کرتی ہیں۔ نہ یہ کہ ہم اپنے عقاید کو اُن کتابوں سے سیکھیں۔ پس حضرت مسیح موعود نے درحقیقت اس امر کے اظہار کے لیئے۔ کہ نبی سے وُہ مراد نہیں۔ جو قرآن و حدیث نے بیان کیا ہے بلکہ صرف لفظ کے اشتقاق کی رُو سے اُس کا استعمال دُوسری جگہ پر بھی ہو سکتا ہے۔ اس لفظ کے لغوی معنے پر بار بار زور دیا ہے۔ چونکہ کل حوالجات کے دینے سے تو مضمون بہت طویل ہو جائے گا۔ اس لیئے میں صرف تین حوالجات پر اکتفا کرتا ہوں جن میں سے

پہلا حوالہ ابتدائی زمانہ کا۔ اور دُوسرا حوالہ خود غلطی کا ازالہ سے جسے تبدیلئ عقیدہ کا پہلا تحریری ثبوت بتایا جاتا ہے۔ اور تیسرا حوالہ حضرت مسیح موعود کی آخری تحریر سے اور آپ کی آخری تقریر بھی اسی کی موید ہے پیش کرتا ہوں کہ حضرت صاحب نے لفظ نبی صرف لغوی معنے میں نہ حقیقت نبوت کے لحاظ سے استعمال کیا ہے۔ چنانچہ سب سے پہلے اس اشتہار کو دیکھو جو ۳ر فروری ۱۸۹۲ء کو مخالفین کے اس اعتراض پر شائع کیا کہ خاتم النبیین کے بعد آپ اپنے لیئے لفظ نبی کا کیوں استعمال کرتے ہیں۔ جواباً آپ نے یہ اعلان کیا:۔ "تمام مسلمانوں کی خدمت میں گذارش ہے۔ کہ اس عاجز کے رسالہ فتح الاسلام و توضیح مرام و ازالۃ الاوہام میں جس قدر ایسے الفاظ موجود ہیں کہ محدث ایک معنے میں نبی ہوتا ہے یا یہ کہ محدثیت جزئی نبوت ہے یا یہ کہ محدثیت نبوت ناقصہ ہے۔ یہ تمام الفاظ حقیقی معنوں پر محمول نہیں۔ بلکہ صرف سادگی سے اُنکے لغوی معنوں کی رُو سے بیان کیئے گئے ہیں..... ابتداء سے میری نیت میں جس کو اللہ تعالیٰ جلشانہٗ خوب جانتا ہے۔ اس لفظ نبی سے مراد نبوت حقیقی نہیں ہے۔ بلکہ صرف محدث مُراد ہے۔ جس کے معنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکلم مراد لیئے ہیں"

اس سے ظاہر ہے۔ کہ لغوی معنے میں حقیقت نبوت بیان نہیں کی گئی۔ کیونکہ لغوی معنے کو حضرت مسیح موعود نے یہاں حقیقی کے بالمقابل رکھا ہے۔ اور یہ بھی صاف بتا دیا ہے کہ لغوی معنے کے رُو سے یہ لفظ نبوت قائمقام محدثیت کے ہے۔

اس کے بعد میں ایک غلطی کا ازالہ کو لیتا ہوں جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اس میں تبدیلئ عقیدہ کا اعلان ہے۔ اس میں بھی یہی اعتراف موجود ہے۔ کہ لفظ نبی کو لغوی معنے کی رُو سے آپ نے استعمال کیا ہے۔

"اور یہ بھی یاد رہے۔ کہ نبی کے معنے لغت کی رُو سے یہ ہیں کہ خدا کی طرف سے اطلاع پاکر غیب کی خبر دینے والا۔ پس جہاں یہ معنے صادق آئیں گے۔ نبی کا لفظ بھی صادق آئے گا"

کیا یہ عبارت صاف شہادت نہیں دیتی۔ کہ لفظ نبی کا استعمال لغت کے معنے کے لحاظ سے نبی کی اصل حقیقت کو ادا نہیں کرتا۔ کیونکہ یہاں فرماتے ہیں۔ کہ نبی کے معنے لغت کی رُو سے یہ ہیں خدا کی طرف سے اطلاع پاکر غیب کی خبر دینے والا۔ اب خدا کی

طرف سے اطلاع پاکر غیب کی خبر دینے والا تو ہر ایک محدث ہوگا کیونکہ زیادہ سے زیادہ اس میں معنًا یہ شرط سمجھی جا سکتی ہے کہ وہ غیب مصفا ہو۔ اور کثیر تحریروں میں حضرت مسیح موعود نے صاف صاف الفاظ میں اس بات کو بیان کیا ہے کہ محدث مصفا غیب کو پاتے ہیں۔ تو پس اگر ہر شخص جو خدا کی طرف سے اطلاع پاکر غیب کی خبر دے وہ فی الواقعہ نبی ہوتا ہے تو پھر ہر ایک محدث نبی ہوا۔ حالانکہ محدث حقیقتاً نبی نہیں۔ پس معلوم ہوا کہ یہاں بھی لفظ نبی کا اپنے حقیقی معنے میں نہیں بلکہ صرف بمعنیٰ محدث استعمال کیا ہے۔ اور محدث کا لفظ اس لیے استعمال نہیں کیا۔ جیسا کہ دوسری جگہ اسی اشتہار میں فرمایا۔ کہ تحدیث کے معنے لغت میں مکالمہ الٰہیہ کے نہیں ہیں۔ پھر ایک اور شہادت اس بات کی کہ یہاں لفظ نبی کا اپنی لغوی معنے میں در اصل بمعنی محدث ہی ہے۔ اسی اشتہار کے یہ الفاظ ہیں کہ "نبوت کی تمام کھڑکیاں بند کی گئیں مگر ایک کھڑکی سیرت صدیقی کی کھلی ہے یعنی فنافی الرسول کی" اب صدیقیت کا مرتبہ محدثیت کا مرتبہ ہے۔ جیسا کہ میاں صاحب نے بھی حقیقت النبوۃ میں اس بات کا اعتراف کیا ہے تو معلوم ہوا کہ وہ نبوت جس کا یہاں ذکر ہے وہ محدثیت کی کھڑکی سے ہی ملتی ہے اور فنافی الرسول کا لفظ بھی اس پر شاہد ہے۔ کیونکہ محدثیت کے مرتبہ کا نام ہی فنافی الرسول ہے۔ جیسا کہ اولیائے اُمت کی تحریریں اس پر شاہد ہیں پس غلطی کے ازالہ میں جو لغوی معنے لفظ نبی کے دیے ہیں۔ وہ صاف طور پر اسی حقیقت محدثیت کے ظاہر کرنے والے ہیں۔ اسی طرح پھر دوسری جگہ اسی اشتہار میں لفظ نبی کے لغوی معنے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ جہاں محدث کے لغوی معنے سے اسکا مقابلہ کیا ہے "مگر نبوت کے معنے اظہار امر غیب ہے اور نبی ایک لفظ ہے جو عربی اور عبرانی میں مشترک ہے یعنی عبرانی میں اسی لفظ کو نابی کہتے ہیں اور یہ لفظ نابا سے مشتق ہے۔ جس کے یہ معنے ہیں خدا سے خبر پاکر پیشگوئی کرنا" یہاں بھی صاف طور پر اشتقاق کی طرف توجہ دلا کر لفظ نبی کے معنے کیے ہیں اور یہ ظاہر ہے کہ جو معنے کسی لفظ کے اس کے اشتقاق کی رُو سے لُغت نے بتائے ہوں وہ ہر حال میں اُس کی پُوری حقیقت کو ظاہر نہیں کرتے۔ اور چونکہ نبوت ایک خاص منصب ہے اور یہ ایک خاص اصطلاح ہے۔ اس لیے اس کی حقیقت پر روشنی تو قرآن و حدیث ہی ڈالیں گے۔ ہاں اس کا استعمال اپنی لغوی اشتقاق کی رُو سے اس معنے میں جائز ہے۔ جیسا کہ ہم بیسیوں ایسے الفاظ کا استعمال کر لیتے ہیں۔ مگر غلطی کے ازالہ کو کوئی شخص جو غور سے پڑھے گا وہ صاف معلوم کر لیگا۔ کہ نبی کا لفظ اسی معنے میں استعمال کر رہے ہیں جو

مفہوم محدثیت کو ادا کرتا ہے۔ مثلاً علاوہ اس کے جو اوپر توجہ دلا چکا ہوں۔ یہ الفاظ کہ "ان معنوں سے کہ میں اپنے رسول مقتدا سے باطنی فیوض حاصل کرکے اور اپنے لیئے اس کا نام پاکر اسکے واسطہ سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے۔ رسول اور نبی ہوں"۔ اور یہ ظاہر ہے کہ کسی نبی متبوع کے فیض سے مستفیض ہو کر .......... علم غیب پانا یا "مکالمہ الٰہی پانا بھی وہ چیز ہے جس کو محدثیت کہا جاتا ہے۔ اور نبوت کی حقیقت اور محدثیت کی حقیقت میں بڑا موٹا فرق یہی ہے۔ کہ محدث کسی نبی متبوع کے فیض سے مکالمہ پاتا ہے۔ اور نبی کو خدا تعالےٰ خود چن لیتا ہے۔ اس میں شک نہیں۔ کہ مکالمہ موہبت ہے۔ مگر اس موہبت کے لیئے محدثیت میں یہ شرط ہے کہ اکتساب اور اتباع پہلے موجود ہو۔

اب میں حضرت مسیح موعود کے آخری ایام کی تحریر کو لیتا ہوں۔ یہ ایک خط ہے۔ جو حضرت مسیح موعود نے ۲۳ مئی ۱۹۰۸ء کو اخبار عام کے ایڈیٹر کے نام لکھا اور ۲۶ مئی کے اخبار عام میں شائع ہوا۔ اس کے لکھنے کی وجہ یہ ہوئی۔ کہ آپ کی اس تقریر سے جو ۱۷ مئی کو جلسہ دعوت میں ہوئی تھی۔ عام طور پر یہ خبر مشہور ہوئی۔ کہ آپ اپنی نبوت سے قطعاً انکار کرتے ہیں حالانکہ اِس تقریر میں آپ نے وہی بات کہی تھی جو شروع دعوے سے کہتے رہے۔ کہ میرا نام خدا نے نبی صرف اس لحاظ سے رکھا ہے۔ کہ وہ میرے ساتھ مکالمہ مخاطبہ کرتا ہے یہ نبوت ہے "مگر حقیقی نبوت نہیں" مطلب تو آپ کا صاف تھا۔ کہ اس کے اندر حقیقت نبوت کو نہیں پائی جاتی۔ مگر چونکہ یہ بھی ایک حصہ اسی نبوت کا ہے اس لیئے خدا تعالےٰ نے الہامات میں نبی نام رکھا۔ آخر اس بات سے تو آپ انکار نہیں کر سکتے تھے۔ نہ کبھی مدت العمر کیا۔ کہ خدا نے الہامات میں مجھے نبی کہا ہے اس کی تشریح بھی بار بار کی ہے۔ اور جس طرح پہلے کہتے رہے کہ خدا کا نبی کہنا ایک مجاز اور استعارہ ہے۔ لغت کے لحاظ سے ہی اسی طرح اب بھی کہا۔ مگر سطحی نظریں جس طرح اسوقت دھوکا کھاتی تھیں۔ اور اس لیئے کھاتی تھیں۔ کہ حضرت مسیح موعود کے ساتھ انھیں حد سے زیادہ بغض پیدا ہو گیا تھا۔ اسی طرح سطحی نظریں اب بھی دھوکا کھاتی ہیں۔ اور اس لئے کھاتی ہیں کہ انھیں حد سے زیادہ محبت آپ کے ساتھ ہے۔ گو اس کا نتیجہ یہ ہے کہ آپ کو بجائے ایک عظیم الشان انسان کے ایک نہایت گرے ہوئے اخلاق اور عادات کا انسان بنا کر دنیا کے سامنے پیش کرتی ہیں۔ جو کچھ اخبار عام میں لکھا ہے اسی قسم کی تشریحات پہلے بھی کرتے رہے ہیں

کبھی قطعی انکار نہیں کیا اور جب آپکا کام ہی یہ تھا۔ کہ اس زمانہ میں جو مکالمہ کا انکار ہو رہا ہے اُس کا علاج کریں تو پھر اس لفظ کو پورے طور پر ترک کر کے درحقیقت اپنے کام سے دست بردار ہونا تھا۔ جب حدیث صحیح مکالمہ الٰہیہ کا دروازہ کھولتی ہے۔ جب دوسری حدیث صحیح اس کو ایک جزو نبوت قرار دیتی ہے تو پھر کیا وجہ تھی۔ کہ اہل اسلام اس اصل حقیقت کو نہ سمجھیں جو اسلام نے قایم کی ہے۔ کہ گو اپنی حقیقت کی رُو سے نبوت کا دروازہ بند ہے کیونکہ ہدایت کا لانا انبیاء کے آنے کی علت غائی ہے وہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات میں کامل ہو چکا۔ مگر پیش گوئیوں اور مکالمات کا دروازہ جن کی ضرورت تائید دین کے لیئے ہے بند نہیں اور نہ قیامت تک بند ہوگا۔ سراج منیر میں جو ۱۸۹۷ء کی کتاب ہے۔ حضرت مسیح موعود نے وہی کچھ لکھا ہے۔ جو اخبار عام میں لکھا ہے۔

"جھوٹے الزام مجھ پر مت لگاؤ۔ کہ حقیقی طور پر نبوت کا دعوے کیا کیا تم نے نہیں پڑھا کہ محدث بھی ایک مرسل ہوتا ہے۔ کیا قرأت ولا محدث کی یاد نہیں رہی۔ پھر کیسی بیہودہ نکتہ چینی ہے۔ کہ مرسل ہونے کا دعوے کیا ہے۔ اے نادانوں بھلا بتلاؤ۔ کہ جو بھیجا گیا ہے اُس کو عربی میں مرسل یا رسول ہی کہیں گے یا اور کچھ کہیں گے۔ مگر یاد رکھو کہ خدا کے الہام میں اسجگہ حقیقی معنے مراد نہیں جو صاحب شریعت سے تعلق رکھتے ہیں۔ بلکہ جو مامور کیا جاتا ہے وہ مرسل ہی ہوتا ہے۔ یہ سچ ہے کہ وہ الہام جو خدا نے اپنے اس بندہ پر نازل فرمایا اُس میں اس بندہ کی نسبت نبی اور رسول اور مرسل کے لفظ بکثرت موجود ہیں۔ سو یہ حقیقی معنوں پر محمول نہیں ہیں ولکل ان یصطلح سو خدا کی یہ اصطلاح ہے۔ جو اُس نے ایسے الفاظ استعمال کیئے"

میں نے یہ حوالہ تو اور غرض سے دیا ہے۔ مگر جو لوگ اس بات کے ثبوت شایق ہیں کہ ۱۹۰۱ء کے بعد مسیح موعود نے کہا ہے کہ خدا کی اصطلاح نبوت یہ ہے۔ ان کو ایک خدا کی اصطلاح یہاں بھی ملجائے گی۔ یہاں میری غرض یہ ہے۔ کہ اگر اخبار عام والے خط میں رسول اور نبی کہلانے سے انکار نہیں کیا۔ تو سراج منیر میں بھی تو انکار نہیں کیا۔ اور اور پہلی تحریروں کا یہی حال ہے۔ اب اخبار عام والے خط کو لو۔ کہ کس صفائی کے ساتھ اس میں بیان کیا ہے کہ میں صرف نبی کے لغوی معنے کے لحاظ سے نبی کہلاتا ہوں۔

"سو میں صرف اس وجہ سے نبی کہلاتا ہوں۔ کہ عربی اور عبرانی زبان میں نبی

کے معنے ہیں۔ کہ خدا سے الہام پاکر بکثرت پیش گوئی کرنے والا۔ اور بغیر کثرت کے یہ معنے متحقق نہیں ہو سکتے۔ جیسا کہ صرف ایک پیسہ سے کوئی مال دار نہیں کہلا سکتا............ پس اسی بناء پر خدا نے میرا نام نبی رکھا ہے۔ اس زمانہ میں کثرت مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ اور کثرت اطلاع بر علوم غیب صرف مجھے ہی عطا کی گئی ہے"

اب یہاں حصر کر دیا ہے۔ کہ صرف لغت کے معنی کے لحاظ سے نبی کا نام مجھ پر آ سکتا ہے۔ یہ نہیں کہا۔ کہ حقیقت نبوت مجھ میں اسی طرح پائی جاتی ہے جس طرح انبیاء علیہم السلام میں پائی جاتی تھی۔ اور پھر ساتھ ہی یہ بتا دیا ہے۔ کہ اس زمانہ میں یہ کثرت امور غیبیہ مجھے دی گئی ہے۔ جس سے صاف مترشح ہوتا ہے۔ کہ پہلے زمانوں میں دوسرے لوگ بھی اسے پاتے تھے۔ اور اسی کی مزید تائید اس سے ہوتی ہے۔ کہ آگے فرماتے ہیں۔ کہ یہ نام محض عام لوگوں سے امتیاز کے لیئے خدا نے رکھ دیا ہے۔ کہ چونکہ قلیل مقدار میں خوابیں اور الہام عام لوگوں کو بھی ہو جاتے ہیں۔

"اور جس حالت میں عام طور پر لوگوں کو خوابیں بھی آتی ہیں۔ بعض کو الہام بھی ہوتا ہے...... اور باوجود کمی کے مشتبہ اور مکدر اور خیالات نفسانی سے آلودہ ہوتی ہیں۔ تو اس صورت میں عقل سلیم خود چاہتی ہے۔ کہ جس کی وحی اور علم غیب اس کدورت اور نقصان سے پاک ہو اس کو دوسرے معمولی انسانوں کے ساتھ نہ ملایا جائے بلکہ اُس کو کسی خاص نام کے ساتھ پکارا جائے۔ تاکہ اُس میں اور اُس کے غیر میں امتیاز ہو۔ اس لیئے محض مجھے امتیازی مرتبہ بخشنے کے لیئے خدا نے میرا نام نبی رکھ دیا۔ اور یہ مجھے ایک عزت کا خطاب دیا گیا ہے۔ تاکہ ان میں اور مجھ میں فرق ہو جائے"

اب یہاں معمولی انسانوں سے امتیاز کے لیئے نبی کا لفظ اختیار فرمایا ہے۔ جن کی خوابیں اور الہام باوجود کمی کے مشتبہ اور مکدر اور نفسانی خیالات سے آلودہ ہوں۔ کیا کوئی مسلمان کہلا کر یہ کہنے کی جرأت کر سکتا ہے کہ مجددین اور محدثین کی خوابیں اور الہام بھی باوجود کمی کے مشتبہ اور مکدر اور نفسانی خیالات سے آلودہ ہوتی ہے۔ پس ہرگز مجددین کے ساتھ امتیاز قایم نہیں کرتے۔ بلکہ عام لوگوں کے ساتھ۔ مجددین کے لیئے جو کثرت آپ نے بار بار تسلیم کی ہے۔ ۱۹۰۱ء سے پہلے بھی اور بعد بھی

ہے لیکن ۱۹۰۱ء سے پہلے بھی اور بعد بھی وہ صاف بتاتی ہے کہ آپ اسی گروہ میں اپنے آپ کو شامل کرتے ہیں۔ اور محدث کی بجائے لفظ نبی کا ایک خاص غرض کے لئے استعمال کیا ہے ورنہ مفہوم وہی ہے۔ اب یہ لغوی معنے میں لفظ نبی کا استعمال اور صرف لغوی معنے میں استعمال تینوں زمانوں کی تحریروں سے ظاہر ہے ابتدائی زمانہ درمیانی زمانہ اور آخری زمانہ۔ اور یہ وہ لفظ ہے جو شروع سے آخر تک استعمال کیا۔ اور یہ کبھی نہیں کہا کہ پہلے میں لغوی معنے کے لحاظ سے جو اپنے آپ پر نبی کے لفظ کا اطلاق جائز سمجھتا تھا۔ اس کا کچھ اور مطلب تھا اب جو لغوی معنے کے لحاظ سے لفظ نبی کا اطلاق جائز سمجھتا ہوں تو اس کا مطلب کچھ اور ہے کس قدر ظلم ہے۔ کہ جو کچھ ابتدا سے دعوی میں کہتے ہیں جو کچھ درمیانی زمانہ میں کہتے ہیں وہی آخری زمانہ میں کہتے ہیں۔ مگر محض بطور تحکم یہ کہا جاتا ہے کہ پہلے کچھ اور تھے پھر کچھ اور ہوگئے۔ اگر عقیدہ بدلتا تو پھر اس لفظ کو جو شروع سے اختیار کیا ہوا تھا۔ کہ میں محض لغوی معنے کی رو سے نبی کہلاتا ہوں ترک کر دیتے۔ اور یہ فرماتے کہ اب نبوت کی پوری حقیقت میرے اندر آگئی ہے لغوی معنی کا کوئی تعلق نہیں

**اُمتی نبی**

دوسری اصطلاح جو اپنی نبوت کی نوعیت کے اظہار کیلئے حضرت مسیح موعود نے اختیار فرمائی ہے وہ اُمتی نبی ہے۔ اور یہ اصطلاح بھی لغوی معنی والی اصطلاح کی طرح شروع دعوے سے لے کر آخر تک استعمال کی ہے۔ اور نہ کبھی اس اصطلاح کو تبدیل کیا۔ نہ اس اصطلاح کے مفہوم کو تبدیل کیا۔ یہ ایک بہت ہی سیدھی بات ہے جس سے انکار کرنا امتی کو چھوڑنا ہے کہ جب انسان اپنی تحریر میں ایک اصطلاح اختیار کرتا ہے اور صاف کھول کر بتا دیتا ہے کہ یہ اصطلاح میں فلاں معنے میں استعمال کرتا ہوں تو جب تک پھر وہ کھول کر یہ نہ کہے کہ اس اصطلاح کا استعمال میں نے اس معنے میں ترک کر دیا ہے جب جہاں وہ اس اصطلاح کو برتے گا وہی مفہوم لیا جائیگا۔ امتی اور نبی دو الگ الگ لفظ ہیں جن کی تشریح میں کھول کر بتا چکا ہوں۔ اب سب سے پہلے یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ اُمتی اور نبی کے مفہوم کو حضرت مسیح موعود نے خود ہی متباین قرار دیا ہے "اور پھر وہ باوجود اُمتی ہونے کے کسی طرح رسول نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ رسول اور امتی کا مفہوم متباین ہے" (ازالہ اوہام صفحہ ۵۷۵) اور یہ بھی کہ امتی میں متبع ہونا شرط ہے اور نبی میں متبع ہونا شرط ہے یعنی یہ ضروری ہے کہ اُمتی متبع ہو مستقل متبوع

اور یہ ضروری ہے کہ نبی متبع نہ ہو مستقل متبوع ہو۔ تو اسلئے جب مفہوم متباین ہوئے تو بظاہر یہ مشکل معلوم ہوتا ہے کہ اُمتی اور نبی دونوں لفظ ایک جگہ جمع ہوں۔ اسی لئے حضرت مسیح موعود ازالہ اوہام میں فرماتے ہیں:۔

"صاحب نبوّت تامہ ہرگز اُمتی نہیں ہو سکتا۔ اور جو شخص کامل طور پر رسول اللہ کہلاتا ہے اس کا کامل طور پر دوسرے نبی کا مطیع اور اُمّتی ہو جانا نصوص قرانیہ اور حدیثیہ کی رو سے بکلّی ممتنع ہے اللہ جلشانہٗ فرماتا ہے۔ وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ یعنی ہر ایک رسول مطاع اور امام بنانے کے لئے بھیجا جاتا ہے۔ اس غرض سے نہیں بھیجا جاتا کہ کسی دوسرے کا مطیع اور تابع ہو۔ ہاں محدث جو مرسلین میں سے ہے امتی بھی ہوتا ہے اور ناقص طور پر نبی بھی ہے امتی وہ اس وجہ سے کہ وہ بکلّی تابع شریعت رسول اللہ اور مشکوٰۃ رسالت سے فیض پانے والا ہوتا ہے اور نبی اس وجہ سے کہ خدا تعالیٰ نبیوں کا سا اس سے معاملہ کرتا ہے اور محدث کا وجود انبیاء اور امم میں بطور برزخ کے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے وہ اگرچہ کامل طور پر اُمتی ہے مگر ایک وجہ سے نبی بھی ہوتا ہے" صفحہ ۵۶۹ ؎

اب اس جگہ درحقیقت اُمتی نبی کی اصطلاح کا ایک قطعی فیصلہ کر دیا ہے۔ کامل نبی اور کامل اُمتی ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ کامل نبی وہی ہے جو بغیر کسی کے اتباع کے نبی بنایا گیا ہو اور کامل اُمتی وہ ہو جو ایک لمحہ کے لئے بھی نبی متبوع کی پیروی کی وجہ سے قدم باہر نہیں رکھ سکتا۔ پس اوّل تو یہ سمجھ لینا ضروری ہے کہ اُمتی نبی میں دو صورتیں جمع ہو سکتی ہیں۔ یعنی یہ کہ کامل امتی اور ناقص نبی ہو یا یہ کہ ناقص امتی اور کامل نبی ہو مفہوم متباین ہونے کی وجہ سے جیسا کہ حضرت مسیح موعود نے تحریر فرمایا ہے دونوں کامل مفہوم ایک شخص میں جمع نہیں ہو سکتے۔ پھر یہ بھی ظاہر ہے کہ ناقص امتی تو کامل مومن ہی نہیں ہو سکتا اس نے کامل نبی کیا بننا ہے پس اُمتی نبی کے معنے صرف یہ ہوئے کہ وہ کامل امتی اور ناقص نبی ہے پس یہ اصطلاح مسیح موعود کی نبوّت کے لئے فیصلہ کُن ہے دوسری بات جو یہاں معلوم ہوئی وہ یہ ہے کہ محدّث ہی درحقیقت اُمتی نبی ہوتا ہے۔ کیونکہ اس مقام برزخ پر وہی کھڑا ہے کہ اُمتی بھی ہو اور ایک وجہ سے نبی بھی۔ پس جہاں اُمتی نبی کی اصطلاح بولی جائیگی وہاں مراد محدث ہوگا۔ نہ کچھ اَور۔ کیونکہ سوا محدّث کے جسے برزخ کہا ہے یہ دونوں لفظ ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے ؎

اب اگر بعد کی تحریروں کو دیکھا جائے تو اس مفہوم سے ایک ذرہ بھر آپ ادھر اُدھر نہیں ہٹے۔ مثلاً ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم کے صفحہ ۱۸۱ پر آپ ایک سوال کو درج کر کے اس کا جواب دیتے ہیں۔ یہ سوال و جواب میں پہلے نقل کر چکا ہوں۔ سوال یہ ہے کہ آیا قرآن و حدیث سے ثابت ہو سکتا ہے کہ محدّث کو بھی نبی کہا گیا ہے۔ جواب یہ ہے کہ عربی اور عبرانی زبان میں نبی کے معنے صرف پیشگوئی کرنے والے کے ہیں۔ اور پھر فرماتے ہیں:۔

"اور اگر آپ پورے طور پر حدیثوں پر غور کرتے تو یہ اعتراض آپ کے دل میں ہرگز پیدا نہ ہوتا ..... اگر آنے والے عیسے کی نسبت حدیثوں میں صرف نبی کا لفظ استعمال پاتا اور اُمتی اس کا نام نہ رکھا جاتا تو دھوکا لگ سکتا تھا۔ مگر اب تو صحیح بخاری میں آنے والے عیسیٰ کی نسبت صاف کہا ہے کہ اِمامکم منکم۔ یعنے اے امتیو آنیوالا عیسیٰ بھی صرف ایک امتی ہے نہ اور کچھ" تو گویا محدّث کے سوال پر جواب یہ دیا ہے کہ آنیوالے عیسے کو صرف نبی نہیں کہا گیا۔ بلکہ اُمتی بھی کہا گیا ہے جس سے یہ صاف نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ چونکہ وہ اُمتی ہے اور نبی بھی اسلئے وہ محدّث ہی ہے نہ اور کچھ۔ اسیطرح اس سلسلۂ جواب میں آگے چل کر لکھتے ہیں:۔

"جس حالت میں یہ ثابت ہو گیا کہ آنیوالا مسیح اسی امت میں سے ہوگا۔ پھر اگر خدا تعالےٰ نے اس کا نام نبی رکھ دیا تو کیا حرج ہؤا۔ ایسے لوگ یہ نہیں دیکھتے کہ اسی کا نام اُمتی بھی تو رکھا گیا ہے۔ اور امتیوں کے تمام صفات اس میں رکھے گئے ہیں"۔

اب یہاں صاف طور پر مانا ہے کہ امتیوں کے تمام صفات اسمیں رکھے گئے ہیں اسلئے وہ کامل اُمتی ہوا اور جیسا کہ ازالہ اوہام سے ثابت ہے جو کامل اُمتی ہو وہ کامل نبی نہیں ہو سکتا۔ پس یہ محدّث ہی ہوا نہ اور کچھ۔ یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ جس طرح یہاں امتیوں کے تمام صفات کا اپنے اندر رکھا جانا مانا ہے۔ کہیں اور کبھی بھی نہیں کہا۔ کہ نبیوں کے تمام صفات میرے اندر رکھے گئے ہیں۔ بلکہ لفظ نبی کا اطلاق ہمیشہ اور بار بار ایک وجہ سے ایک معنی میں ہی کہا ہے اور تمام صفات نبوت کے اپنے اندر پائے جانے کا کبھی دعوےٰ نہیں کیا۔

**مسیح موعود مدعی نبوت نہیں** اِس جگہ یہ بھی سمجھ لینا چاہئے کہ حضرت مسیح موعود نے صرف نبی ہونے سے کھلا کھلا صریح انکار کیا ہے کیونکہ صرف نبی ہوگا وہ کامل نبی ہوگا۔ ہاں جب ایسے آپ کو نبی کہا ہے تو اسی

لحاظ سے کہ آپ اُمتی بھی ہیں اور نبی بھی گویا محدثیت والی نبوت سے آگے قدم نہیں رکھا چنانچہ حقیقۃ الوحی میں فرماتے ہیں "میں صرف نبی نہیں کہلا سکتا۔ بلکہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے اُمتی" اور یہاں تک فرمایا۔ کہ جو صرف نبی ہو اُسکو اُمتی قرار دینا کفر ہے۔ تو بس جو لوگ یہ کہہ دیتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود مُدّعی نبوّت ہیں وہ جھوٹے ہیں۔ ہاں آپ اس نبوت کے مُدّعی ہیں۔ جس کے ساتھ اُمتیت لازم طور پر لگی ہوئی ہے۔ جب ہم کسی شخص کو مدّعی نبوت کہیں گے تو اُس سے مُراد یہ ہوگی کہ وہ صرف نبوت کا مدّعی ہے۔ یا بالفاظ دیگر کامل نبوّت کا مدّعی ہے حالانکہ حضرت مسیح موعود بار بار فرماتے ہیں۔ کہ میں صرف نبی نہیں ہوں نہ صرف نبی کہلا سکتا ہوں بلکہ نبی اور اُمتی ہوں اور یہ بھی فرمایا "یہ مرکب نام ایک الگ نام ہے" گویا یہ وہی چیز نہیں جو نبی ہوتا ہے بلکہ اُس کی حقیقت میں اور صرف نبی ہونے کی حقیقت میں کوئی فرق ہے۔ اور پھر فرمایا "کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ سلم کے بعد کسی پر نبی کے لفظ کا اطلاق بھی جائز نہیں جب تک اُس کو اُمتی بھی نہ کہا جائے جس کے یہ معنے ہیں کہ ہر ایک انعام اُس نے آنحضرت کی پیروی سے پایا ہے نہ براہ راست"۔ پس جب نبی کے اکیلے لفظ کا اطلاق بھی جائز نہیں تو خالی نبوّت کا مدّعی وہ اپنے آپ کو کس طرح کہہ سکتے ہیں۔ بیشک آپ کی تحریرات میں ایسے الفاظ آجاتے ہیں۔ کہ میرا دعوے نبوت کا ہے مگر ساتھ ہی اس کے کوئی نہ کوئی تشریح یا توضیح ایسی ہوتی ہے جس سے صاف سمجھ آتا ہے کہ صرف نبوت کا دعوے نہیں۔ بلکہ ایسی محدثیت والی نبوّت کا دعوے ہے جس کا دروازہ اس امت میں کھلا ہے۔ اور اگر اتفاق سے کہیں ایسی تشریح رہ گئی ہو تو بھی معناً ماننی پڑیگی کیونکہ یہاں قاعدہ کلیہ باندھ دیا ہے۔ نبوّت کا دروازہ تو بند ہے۔ اور قطعاً بند ہے مگر نبوت اور امتیت یا محدثیت کا دروازہ کھلا ہے۔ اور قیامت تک کھلا رہیگا۔ اس کے متعلق کافی حوالجات ہو چکے ہیں۔ مگر اس جگہ میں دو مزید حوالے پیش کرتا ہوں۔ اول چشمہ معرفت کے حصہ دوم میں صفحہ ۹ پر تحریر ہے:

"بلکہ میرا ایک کو جو شرف مکالمہ الٰہیہ ملتا ہے وہ انہیں کے فیض اور انہیں کی وساطت سے ملتا ہے اور وہ اُمتی کہلاتا ہے نہ کوئی مستقل نبی"

اور ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم کے صفحہ ۱۸۶ پر ہے:۔

"بلکہ اس جگہ صرف یہ مقصود ہے۔ کہ خدا تعالے اس سے مکالمہ مخاطبہ کریگا اور غیب

کی باتیں اُس پر ظاہر کریگا۔ اسلئے باوجود اُمّتی ہونے کے وہ نبی بھی کہلائیگا۔ اور اگر یہ کہا جائے کہ اس امت پر قیامت تک دروازہ مکالمہ مخاطبہ اور وحی الہی کا بند ہے تو پھر اس صورت میں کوئی اُمّتی نبی کیونکر کہلا سکتا ہے۔ کیونکہ نبی کے لئے ضروری ہے کہ خدا اس سے ہمکلام ہو تو اس کا یہ جواب ہے۔ کہ اس اُمت پر یہ دروازہ ہرگز بند نہیں ہے"+

اب یہ دونوں حوالے صفائی سے ثابت کرتے ہیں کہ اُمّتی نبی سے مُراد صرف اس قدر ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فیض سے مکالمۂ الہیہ پائے۔ اور یہی محدثیت ہے۔ اور اسی کا دعویٰ حضرت مسیح موعود کا ہے نہ کہ نبوّتِ محض کا۔ اسلئے آپ کو عام الفاظ میں مُدّعیٔ نبوّت کہنا اسلام کے طریق کے خلاف ہے+

**حقیقی اور مجازی نبی** یہ تیسری اصطلاح ہے جو حضرت مسیح موعود نے ابتدائے دعوے سے لے کر اخیر تک اپنے کلام میں استعمال کی ہے۔ اور گو یہ اس قدر صاف اور سیدھی بات تھی۔ مگر اس کو بھی ایک عقدہ لاینحل بنا دیا گیا ہے۔ آپ کی تحریروں میں شروع سے لے کر آخر تک حقیقی نبی ہونے سے انکار رہے اور مجازی نبی ہونے کا اقرار رہے۔ اگر صرف حقیقی سے انکار ہوتا اور مجازی نبی ہونے کا اقرار نہ ہوتا تو شاید میاں صاحب کی جولانی طبع کے لیئے یہ گنجائش ہوتی کہ وہ حقیقی نبوّت سے خاص صاحبِ شریعت نبی ہونا مراد لیں مگر مجازی نبوّت کے بار بار کے اعلان کی وجہ سے میاں صاحب کی یہ کوشش سب سے بھدی ہے۔ اِس سے تو بہتر تھا کہ میاں صاحب مُریدین کو یہ کہہ دیتے کہ کفّارہ کے عقیدہ کی طرح اسبات پر ایمان لے آؤ کہ مجازی نبی بھی حقیقی نبی ہوُا کرتا ہے۔ بجائے اس کے کہ وہ مضحکہ خیز کوشش کرتے جو انہوں نے مجاز کی تشریح میں کی ہے۔ اور چند کتابوں کے حوالے دیکر یہ ثابت کرنا چاہا ہے۔ کہ ہم کو ان کتابوں کا بھی علم ہے۔ یہ حقیقی اور مجازی کی اصطلاح بھی ایسی ہے۔ کہ حضرت صاحب نے اس کو استعمال کرنے سے پہلے اس کے معنے بتا دیئے ہیں۔ اور جو شخص آپ کی تشریح کو قبول نہیں کرتا اس کا اختیار ہے جو چاہے کرے۔ لا اکراہ فے الدین۔ مگر مسیح موعود کی پیروی کا دعوے کرکے مسیح موعود کے پیش کردہ

معنوں کو قبول کرنے سے انکار کرنا اور خود نئے نئے معنے تراشنا جن پر ہر ایک عقلمند ہنسے گا پیروی کے دعوے کو باطل کرتا ہے حقیقی نبی ہونے سے انکار کے صاف معنے یہ ہیں کہ آپ میں وہ حقیقت نہیں پائی جاتی جو لفظ نبی کا اصل مفہوم شریعت کے نزدیک ہے۔ وہ حقیقت کیا ہے۔ میں شروع کتاب میں مفصل بیان کر چکا ہوں۔ اگر یہ درست نہیں تو میاں صاحب کا فرض ہے کہ حضرت مسیح موعود کی کسی کتاب سے یہ نکال کر دکھا دیں۔ کہ جو حقیقت نبوت کی ہے وہ مجھ میں کامل طور پر پائی جاتی ہے۔ ورنہ جب حضرت مسیح موعود حقیقی ہونے سے انکار کرتے ہیں۔ تو یہ ماننا پڑیگا۔ کہ حقیقت نبوت کی اپنے اندر کامل طور پر پائے جانے سے انکار کرتے ہیں۔ سوائے اس کے اس لفظ کے کچھ اَور معنے ہو ہی نہیں سکتے۔ اور حضرت صاحب نے خود اس کو واضح کر دیا ہے۔ جہاں ۳ فروری ۱۸۹۲ء کے اشتہار میں جس کی عبارت پہلے نقل ہو چکی ہے صاف طور پر لکھا ہے:۔

"اس لفظ نبی سے مراد نبوت حقیقی نہیں ہے
بلکہ صرف محدّث مراد ہے"

اب اس کے بعد کسی شخص کے دل میں جو طلب حق کی نیت سے اصل بات تک پہنچنے کا خواہشمند ہے شبہ نہیں رہ سکتا۔ حقیقی نبوت نہ ہونے سے مراد یہ ہے کہ محدثیت والی نبوت ہے۔ اور یہ فیصلہ کن تشریح اس لفظ کی ہے +

اسی پر بس نہیں بلکہ جس طرح حقیقی نبوت سے انکار کی تشریح صاف فرما دی کہ اس سے مراد محدثیت ہے۔ اسی طرح مجازی نبوت کی تشریح بھی فرما دی ہے۔ چنانچہ ازالہ اوہام میں بعض کوتہ اندیش دشمنوں کے (جن کے نقش قدم پر آج کوتہ اندیش دوست چل رہے ہیں) اس اعتراض کا جواب دیا ہے کہ دعوٰے نبوت کا کرتے ہیں اور لکھا ہے صفحہ ۴۲۱ و ۴۲۲ +

"نبوت کا دعوے نہیں بلکہ محدثیت کا دعویٰ ہے جو خدا تعالےٰ کے حکم سے کیا گیا ہے اور اس میں کیا شک ہے کہ محدثیت بھی ایک شعبہ قویہ نبوت کا اپنے اندر رکھتی ہے جس حالت میں رویا صالحہ نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے تو محدثیت جو قرآن شریف میں نبوت کے ساتھ ساتھ رسالت کے ہم پہلو بیان کی گئی ہے

جس کے لئے صحیح بخاری میں حدیث بھی موجود ہے۔ اسکو اگر ایک مجازی نبوّت قرار دیا جائے یا ایک شعبہ قویّہ نبوت کا ٹھیرایا جائے۔ تو کیا اِس سے نبوّت کا دعوے لازم آگیا"۔

اب یہاں یہ بھی بتا دیا کہ مجازی نبوّت سے مُراد محدثیت ہے نہ کچھ اَور حقیقی نبوت کے انکار سے مُراد محدثیت ہے۔ مجازی نبوّت کے اقرار سے مُراد محدثیّت ہے پس اِن دونوں

اِس کے بالمقابل یہ پیش کیا جاتا ہے کہ آپ نے براہین احمدیّہ حصّہ پنجم میں حقیقی نبوت کے معنے کچھ اَور کئے ہیں۔ وہ عبارت یہ ہے:۔

"اس کا جواب یہ ہے کہ تمام بدقسمتی دھوکہ سے پیدا ہوئی ہے۔ کہ نبی کے حقیقی معنوں پر غور نہیں کی گئی۔ نبی کے معنے صرف یہ ہیں۔ کہ خدا سے بذریعہ وحی خبر پانے والا ہو اور شرف مکالمۂ مخاطبۂ الٰہیہ سے مشرف ہو۔ شریعت کا لانا اس کے لئے ضروری نہیں اور نہ یہ ضروری ہے کہ صاحب شریعت نبی کا متبع نہ ہو"۔

جو عقلمند یہ حوالہ پیش کرتے ہیں وہ اتنا بھی نہیں سوچتے کہ اگر یہ حقیقی نبی کی تشریح ہے تو پھر تو ہر ایک شخص جو خدا سے بذریعہ وحی خبر پائے اور شرف مکالمہ سے مشرف ہو نبی بن گیا اور نبی بھی حقیقی نبی۔ پھر محدّثوں کے متعلق جب تم کو یہ اقرار ہے کہ وہ خدا سے بذریعۂ وحی خبر پاتے ہیں۔ تو ان سب کو حقیقی نبی کہو۔ افسوس ہے کہ لکھے پڑھے لوگوں کی یہ حالت ہو رہی ہے۔ کہ جو کچھ ہاتھ میں آتا ہے وہ اپنے مخالف پر اُٹھا پھینکتے ہیں اور اِتنا نہیں سوچتے کہ دعوے کیا ہے اور اسکی اصل دلیل کیا۔ اگر یہ حقیقی نبی ہے تو پھر تو اسلام میں ہزاروں حقیقی نبی گذر چکے۔ اور جناب میاں صاحب کے اقرار کے بموجب بھی گذر چکے جو صاحب کے معترف ہیں کہ اِس اُمّت میں ہزاروں لوگ شرف مکالمہ مخاطبہ سے مشرف ہو چکے ہیں حضرت مسیح موعود نے یہاں کب کہا کہ حقیقی نبی وہ ہے جو ایسا ہو وہ تو فرماتے ہیں۔ کہ نبی کے حقیقی معنوں پر غور نہیں کی گئی۔ اور حقیقی سے مراد آپ کے وہ معنے ہیں جو اصل اشتقاق لفظ کی رُو سے اُسے دیئے جا سکتے ہیں۔ چنانچہ وہی معنے یہاں بیان کئے ہیں۔ جن کو دوسری جگہ لغوی معنے کہا ہے۔ یا اشتقاق لفظ کی رُو سے معنے قرار دیا ہے۔ نادان اِتنا بھی نہیں سوچتے کہ نبوّت کی حقیقت کو قرآن و حدیث بتا سکتے ہیں لغت نہیں بتا سکتی۔ اگر لغت کی کوئی کتاب دُنیا میں نہ بھی ہوتی۔ تو ہم حقیقتِ نبوت سے ایسے ہی واقف ہوتے جیسے آج

ہیں لیکن اگر قرآن آیا ہوتا تو کروڑ لغت کی کتاب نبوت کی حقیقت ہم کو نہ سمجھا سکتی۔

## میاں صاحب کے حقیقت و مجاز کی تشریح

اب یہ حقیقی نبی ہونے کا اِنکار اور مجازی نبی ہونے کا اقرار مسلسل ساری تحریروں میں چلتا ہے۔ ابتدائی زمانہ درمیانی زمانہ آخری زمانہ۔ اگر میں سب کتابوں کے حوالے پیش کروں تو یہ مضمون بہت طویل ہو جاتا ہے۔ ضمیمہ میں ناظرین خود پڑھ سکتے ہیں۔ میاں صاحب کی ساری کوشش کا نتیجہ اور حقیقت و مجاز کی کتابوں پر عبور کا نتیجہ موٹے الفاظ میں کیا ہے۔ اول یہ کہ حضرت مسیح موعود حقیقی نبی سے مراد صاحب شریعت نبی لیتے تھے دوسرے یہ کہ مجازی طور پر نبی ہونے سے آپ کا یہ منشاء تھا کہ عوام الناس کی مقرر کردہ اصطلاح کی رُو سے میں مجازی نبی ہوں۔ اب ہم باقی باتوں کو چھوڑ کر اسی کو حضرت مسیح موعود کی کتابوں پر پیش کرتے ہیں۔ میاں صاحب کے الفاظ حسب ذیل ہیں صفحہ ۱۶۷

"عوام اپنی نادانی سے نبی کی جو حقیقت بتاتے ہیں۔ اس کے لحاظ سے حضرت مسیح موعود پر نبی کا لفظ مجازاً استعمال ہوتا ہے۔ مگر اس کے معنے صرف یہ ہونگے کہ آپ عوام کی اصطلاح کے رُو سے نبی نہ تھے یعنی شریعت جدیدہ نہ لائے تھے۔ اور یہ معنے نہ ہونگے کہ آپ شریعت کے معنوں سے بھی مجازی نبی نہ تھے"

اب مشکل یہ ہے کہ عوام نے اپنی نادانی سے جو حقیقت نبی کی بتائی وہی حقیقت بتانے میں مسیح موعود بھی شامل ہو گئے۔ یہ افسوس تو میاں صاحب پر کیا ہے کہ انہوں نے اکابر اُمت کا نام عوام رکھا۔ مگر کاش مسیح موعود کو ہی بچا لیا ہوتا۔ ایک طرف تو نبی کی اس تعریف کو کہ وہ شریعت لائے عوام کی نادانی کا نتیجہ بتاتے ہیں۔ اور دوسری طرف اپنی کتاب کے پہلے صفحہ پر ہی تحریر فرماتے ہیں:۔

"اور چونکہ حضرت مسیح موعود نے حقیقی نبوت کے معنے ہی یہ کیئے ہیں کہ جس کا پانے والا نئی شریعت لائے"

کیوں میاں صاحب! جو عوام اپنی نادانی سے معنے کرتے تھے وہی مسیح موعود نے کر دیئے آیا آپ کے پاس کوئی ذریعہ ہے جو عوام کے نادانی کے اس وسیع دائرہ سے مسیح موعود کو

کسی طرح باہر نکال لیں۔ مگر ہم اس کو بھی چھوڑتے ہیں۔ مسیح موعود سے بھی غلطی ہو گئی۔ جس کو میاں صاحب نے درست کر دیا۔ مگر مشکل یہ ہے کہ بات تو خود خدا تک پہنچتی ہے۔ دیکھو سراج منیر صفحہ ۳

"بار بار کہتا ہوں کہ یہ الفاظ رسول اور مرسل اور نبی کے میرے الہام میں میری نسبت خدا تعالےٰ کی طرف سے بیشک ہیں لیکن اپنے حقیقی معنوں پر محمول نہیں ہیں اور جیسے یہ محمول نہیں ایسے ہی وہ نبی کر کے پکارنا جو حدیثوں میں مسیح موعود کے لئے آیا ہے۔ وہ بھی اپنے حقیقی معنوں پر اطلاق نہیں پاتا۔ یہ وہ علم ہے جو خدا نے مجھے دیا ہے۔ جسے سمجھنا ہو سمجھ لے"

اگر چلو یہ خدا کا علم بھی منسوخ سہی۔ حقیقت الوحی میں الاستفتا کے صفحہ ۶۵ پہ فرماتے ہیں وسمیت نبیا من اللہ علے طریق المجاز لا علی وجہ الحقیقۃ۔ ترجمہ۔ اور میرا نام نبی اللہ کی طرف سے مجاز کے طور پر رکھا گیا نہ حقیقت کے طور پر۔ اب میاں صاحب لکھتے ہیں کہ آپ نادان عوام کی اصلاح کے رو سے مجازی نبی تھے۔ حضرت صاحب فرماتے ہیں خدا نے میرا نام مجازی طور پر نبی رکھا ہے۔ اور حقیقت الوحی منسوخ نہیں ہو سکتی۔ پھر یہ کس قدر جھوٹ ہے کہ حضرت مسیح موعود حقیقی نبی سے مراد صاحب شریعت نبی لیتے تھے۔ اگر یہ سچ ہے تو پھر حضرت مسیح کو سراج منیر میں کس طرح حقیقی نبی لکھ دیا۔ جہاں اس کے دوبارہ آنے کے متعلق لکھتے ہیں "پس جب قرآن کے بعد بھی ایک حقیقی نبی آگیا" (صفحہ ۴) اس سے صاف ظاہر ہے کہ آپ حقیقی نبی سے مراد صاحب شریعت نہ لیتے تھے۔ بلکہ جو اس کے معنے ہو سکتے ہیں وہی لیتے تھے۔ یعنی ایسا نبی جس میں وہ حقیقت نبوت پائی جائے۔ جسے شریعت نے حقیقت نبوت قرار دیا ہے۔ پھر بار بار حضرت مسیح موعود نے یہ بھی تو لکھا ہے کہ میرا نام نبی رکھنا مجازاً اور استعارہ ہے۔ مجاز کی تشریح تو کر دی۔ استعارہ پر بھی کچھ روشنی ڈالی ہوتی۔ اور یہ لفظ نہ صرف اربعین میں ہے جو منسوخ شدہ فہرست میں داخل ہو سکتی ہے۔ بلکہ نزول المسیح حاشیہ صفحہ ۵ پر یہی لفظ ہیں "کہ در مستعار طور پر رسول اور نبی کہا گیا" افسوس ہے کہ ایک اتنی کھلی بات کا انکار میاں صاحب نے کر کے

ناحق قوم کو غلطی میں ڈالا ہے۔

گو کہا جاتا ہے۔ کہ یہ اصطلاح ۱۹۰۱ء کے بعد متروک ہو گئی مگر اس میں بھی غور سے کام نہیں لیا گیا۔ توضیح مرام میں حضرت مسیح موعود نے مبشرات کو ایک جزو نبوت قرار دے کر جیسا کہ حدیث صحیح سے ثابت ہے مبشرات پانے والوں کو جو محدثین ہیں۔ جزوی نبی کہا ہے اور ان کے بالمقابل انبیاء حقیقی کی نبوت کو نبوت کاملہ تامہ کے نام سے پکارا ہے۔ تو یہ درحقیقت اپنے مطلب کو بیان کرنے کے لئے ایک لفظ اختیار کیا ہے۔ اگر اسی مطلب کو دوسرے پیرایہ میں بیان کر دیا جائے تو یہ نہیں کہا جائیگا کہ ایک اصطلاح کو ترک کر دیا ہے۔ لفظ جزئی نبی تو توضیح مرام کے بعد کہیں بھی نہیں لکھا۔ ۱۹۰۱ء پر کیا انحصار ہے۔ لیکن اس کا مفہوم تو پہلے اور پیچھے یکساں پایا جاتا ہے۔ خود ازالہ اوہام میں محدثیت کو ایک شعبہ نبوت تو بیہ کا قرار دیا ہے مگر جزئی نبی کا لفظ استعمال نہیں کیا۔ اس سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ جزئی نبی کی اصطلاح کو غلط قرار دیا ہے۔ بلکہ صرف اس کو اور پیرایہ میں بیان کر دیا ہے اور جب اس کے مقابل کی اصطلاح یعنی نبوت کاملہ تامہ کی اصطلاح آخر تک موجود پائی جاتی ہے تو دوسری اصطلاح کا مفہوم تو موجود ہے اس کو متروک نہیں کہا جا سکتا۔ مثلاً الوصیت میں ہے (صفحہ ۱۲)

"مگر اس کا کامل پیرو صرف نبی نہیں کہلا سکتا۔ کیونکہ نبوت کاملہ تامہ محمدیہ کی اس میں ہتک ہے" اب غور کرو کہ اگر صرف نبی کہلانے سے نبوت کاملہ تامہ محمدیہ کی ہتک ہے تو اسکا مطلب سوائے اسکے کچھ نہیں ہو سکتا۔ کہ کامل پیرو کی نبوت کاملہ تامہ نہیں بلکہ جزئی ہے۔ کیونکہ اگر کاملہ تامہ نہیں تو جزئی ہی ہو گی۔ اور یہی اشارہ لفظ صرف میں ہے۔ کیونکہ جو شخص صرف نبی کہلائیگا اسکی نبوت نبوت کاملہ ہو گی۔ بہرحال یہ صاف اور صریح انکار اس بات کا موجود ہے کہ کسی امتی کی نبوت کاملہ تامہ ہو۔ ورنہ پہلے متبوع نبی کی تامہ کاملہ نبوت کی کھلی کھلی ہتک ہے۔

حیرت یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود کے اس انکار کے ہوتے ہوئے جو ۱۹۰۱ء کے بعد کا ہے کہ آپکی نبوت کو تامہ کاملہ کہنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی ہتک ہے میاں صاحب نے اپنے متبعین کو یہ جرأت دلائی ہے کہ وہ علانیہ حضرت مسیح موعود کی نبوت کو نبوت کاملہ

کہتے ہیں۔ اور خود میاں صاحب نے گو حقیقتہ النبوت میں لفظ کامل نبی کا استعمال نہ کیا ہو مگر جب وہ صریحاً جزئی نبوت کا بار بار انکار کرتے ہیں تو اس کا مطلب سوائے اسکے کیا ہے کہ وہ حضرت مسیح موعود کی نبوت کو نبوت کاملہ قرار دیتے ہیں۔ اور انہی کے نقش قدم پر چلکر چھوٹے میاں بشیر احمد صاحب نے صاف صاف لکھا ہے کہ حضرت مسیح موعود کامل نبی تھے۔ ان لوگوں کو اتنا بھی خدا کا خوف نہیں کہ جب مسیح موعود صرف نبی کہنے کو بھی نبوت کاملہ تامہ محمدیہ کی ہتک فرماتے ہیں۔ حالانکہ اس میں صرف کے لفظ میں کامل کیطرف محض اشارہ ہے مگر انہوں نے مسیح موعود کی وصیت کو پس پشت پھینک کر کھلا کھلا اعلان کر دیا کہ حضرت مسیح موعود کی نبوت کاملہ ہے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہتک کی کوئی پرواہ نہ کی۔ کاش اتنا ہی غور کرتے کہ حضرت مسیح موعود نے ساری عمر میں ایکدفعہ بھی اپنے آپ کو کامل نبی نہیں کہا۔ اگر ایک دفعہ بھی یہ لفظ استعمال کیا ہوتا تو کسیکو حق ہو سکتا تھا۔ مگر جب وہ اس لفظ کو آنحضرت صلعم کی ہتک بتاتے ہیں اور خود اس لفظ کے استعمال کرنے سے ساری عمر پرہیز کرتے ہیں تو جو لوگ اب علانیہ آپ کو کامل نبی کہنے یا آپ کی جزئی نبوت کا انکار کرتے ہیں وہ سمجھ لیں کہ ان کا قدم مسیح موعود کے قدم پر نہیں +

پھر تعجب ہے کہ یہ کہا جاتا ہے کہ جزوی نبی کا لفظ متروک ہو گیا تھا۔ حالانکہ سلسلہ کی تحریروں میں برابر یہ لفظ لکھا جاتا رہا۔ مولینا مولوی سید محمد احسن صاحب نے سننہ مزوریہ بہ تعلق مباحثہ رامپور جو ۱۹۰۹ء میں ہوا لکھی۔ اور اس میں حضرت مسیح موعود کی نبوت کو اس عنوان کے نیچے رکھکر ثابت کیا "بحث نبوت جزوی تابع نبوت کلی" اور اس کتاب کے صفحہ ۴۳ پر لکھا ہے کہ "بذریعہ اتباع آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے تائید دین اسلام عند الضرورت نبی جزوی تابع نبوت کلیہ کے طفیل آ سکتا ہے۔ اور صفحہ ۴۷ پر ہے "ایسا معنا بجز ایسے شخص کے جو اللہ تعالٰے کی طرف سے مبعوث اور مامور ہو کر آیا ہو اور اسکو خزانے آسمانی دیئے گئے ہوں جسکو دوسرے لفظوں میں نبی جزوی ہم کہتے ہیں۔ یعنی جسکو کثرت سے الہامات اور مکالمات ہوتے ہوں اور کوئی نہیں ہو سکتا" اس میں صاف طور پر اعتراف ہے کہ کثرت الہامات اور مکالمات کا نام نبوت جزوی ہے نہ نبوت کاملہ اسیطرح خود رسالہ تشحیذ الاذہان میں جسکے ایڈیٹر میاں محمود احمد صاحب تھے۔ ماہ اکتوبر ۱۹۱۰ء میں مولوی صاحب موصوف کا ایک مضمون شایع ہوا ہے جس میں لکھا ہے کہ مبشرات والی نبوت جزوی نبوت ہے

اور حضرت مسیح موعود کا دعوےٰ جزوی نبوت کا ہی تھا ◆

"ہیں مبشرات کی پیشگوئیاں واسطے تابید اسلام کے نبوت کے ہی ذریعہ سے دی جائینگی اور یہی نبوت غیر تشریعی ہے یا نبوت جزوی دوسرے لفظوں میں کہو قرآن مجید کے متعدد آیات اس نبوت جزوی مبشرات کو قطعی طور پر ثابت کر رہی ہیں" اور اسکے حاشیہ میں لکھا ہے "ان تینوں حدیثوں سے حضرت اقدس کا دعوےٰ نبوت جزوی ثابت ہوتا ہے"

تعجب ہے کہ نبوت جزوی کا سبق انشارٹ کر اب ایسا فراموش کیا جاتا ہے کہ نبوت کاملہ کے اعلان پر کوئی زبان نہیں ہلتی نہ کوئی قلم اٹھتی ہے ◆

اور مولوی سرور شاہ صاحب نے اخبار بدر ۱۶ فروری ۱۹۱۱ء کے پرچہ میں "الفاظ نبی و مجدد کا استعمال" کے عنوان سے اپنے مضمون میں یہ لفظ لکھے ہیں "جس شخص کو اللہ تعالےٰ بکثرت شرف مکالمہ سے ممتاز کرے اور غیب کی خبروں سے مطلع کرے وہ نبی ہے۔ اس رنگ میں میرے نزدیک تمام مجددین سابق مختلف مدارج کے انبیاء گذرے ہیں"

اب کیا یہ نبوت جسکو تمام مجددین نے پایا کیسکے وہم وگمان میں نبوت کاملہ تھی ؟ اسیطرح پر اخبار بدر کے فائل کو اٹھا کر دیکھا جاوے تو کہیں لکھا ہوا پاتے ہیں "وہیں جب مبشرات جزو نبوت تامہ ہوئے تو صاحب مبشرات، صاحب نبوت جزوی ٹھیرا" (جلد ۷ نمبر ۱۶) کہیں ہے "نہ کوئی ایسا نبی آسکتا ہے جو صاحب شریعت جدیدہ یا صاحب نبوت تامہ ہو" کہیں ہے "کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی اور رسول آسکتے ہیں مگر وہ شریعت محمدیہ کے تابع اور امت محمدیہ میں داخل یعنی جزوی نبی ہونگے" ◆

ظلی اور بروزی نبوت

یہ وہ اصطلاحات ہیں جنکے متشابہات میں سے ہونیکی وجہ سے میاں صاحب نے بہت فایدہ اٹھایا ہے۔ یوں بھی کہدیا جاتا ہے کہ ہم مرزا صاحب کی نبوت کو ظلی اور بروزی مانتے ہیں۔ اور پھر یہ بھی کہدیا جاتا ہے کہ وہ نبوت بلحاظ نفس نبوت بعینہٖ ایسی ہے جیسی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت گویا ظل اور اصل ایک ہو گئے۔ ظلی یا بروزی نبوت کیا ہے پہلے سیدھے سادے الفاظ میں اسکو سمجھ لینا چاہئے۔ ظلی یا بروزی نبوت سادے الفاظ میں وہ نبوت ہے جو اتباع سے حاصل ہوتی ہے۔ اور وہ وہی نبوت ہے جسکو محدثیت کہا جاتا ہے۔ اسی پر فنا فی الرسول کا لفظ بولا جاتا ہے اسیکو ظلی اور بروزی نبوت کہا جاتا ہے۔ اور در حقیقت . . . حضرت مسیح موعود نے ازالہ اوہام میں اسی بات

کو واضح کر دیا ہے یہ ظلی نبوت یہ بروزی نبوت یہ فنا فی الرسول والی نبوت درحقیقت جزوی نبوت ہے

"اور نیز خاتم النبیین ہونا ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا کسی دوسرے نبی کے آنے سے مانع ہے ہاں ایسا نبی جو مشکوٰۃ نبوۃ محمدیہ سے نور حاصل کرتا ہے اور نبوت تامہ نہیں رکھتا جسکو دوسرے لفظوں میں محدث بھی کہتے ہیں وہ اس تحدید سے باہر ہے کیونکہ وہ بباعث اتباع اور فنا فی الرسول ہونے کے جناب ختم المرسلین کے وجود میں ہی داخل ہے جیسے جزو کل میں داخل ہوتی ہے" صفحہ ۵۷۹

گویا فنا فی الرسول کا مقام درحقیقت یہی ہے کہ تبع ایک جزو ہوتا ہے اور متبوع کل اور وہ جزو اس کل میں داخل ہو جاتا ہے۔ جزو کل میں داخل ہو سکتا ہے۔ مگر کل کل میں داخل نہیں ہوسکتا اسلئے جو نبوت بذریعہ اتباع اور فنا فی الرسول حاصل ہوگی وہ بھی ایک جزوی نبوت ہوگی نہ کہ کامل۔ اسی کی تائید میں وہ ہے جو مواہب الرحمن میں لکھا ہے +

"وہر کہ دعوے نبوت کند و ایں اعتقاد ندارد کہ او از امت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم است و ہر چہ یافت از فیضان او یافت و او یک ثمرہ ایست از باغ او و یکقطرہ از بارش او و سایہ تنک از روشنی او پس او لعنتی است و لعنت خدا بر او و بر انصار او و بر اتباع او و بر اعوان او برائے ما بجز حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہیچ پیغمبرے زیر آسمان نیست"

ترجمہ۔ اور جو شخص دعوائے نبوت کرتا ہے اور یہ اعتقاد نہیں رکھتا کہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی امت سے ہے اور جو کچھ پایا اسی کے فیضان سے پایا۔ اور وہ ایک پھل ہے اسکے باغ سے اور ایک قطرہ ہے اسکی بارش سے اور ہلکا سایہ اس کی روشنی سے سو وہ لعنتی ہے اور خدا کی لعنت اسپر اور اس کے انصار پر اور اس کے پیرووں پر اور اس کے مددگاروں پر ہمارے لئے بجز محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کوئی پیغمبر آسمان کے نیچے نہیں صفحہ ۶۹

اب یہاں جس نبوت کو ایک قطرہ بارش کا اور ایک پھل باغ کا کہا ہے وہ وہی نبوت فنا فی الرسول کی ہے۔ جیسا کہ اس سے پہلے صفحہ ۶۷ پر صاف لکھا ہے "وہ بلکہ او احمد است کہ در آئینہ دیگر تجلی کردہ" بلکہ وہ احمد ہے جو دوسرے آئینہ میں ظاہر ہوا ہے۔ پس ایک طرف اسکو وہی احمد اور وہی نبی بھی کہا ہے۔ دوسری طرف اسکو ایک جزو بھی قرار دیا ہے ایک مجازاً ہے اور دوسرا حقیقت اور اس قسم کا مجاز اولیاء کے کلام میں کثرت سے پایا جاتا ہے۔ جو شخص دیکھنا چاہے مکتوبات مجدد الف ثانی یا فتوح الغیب کو دیکھے۔

مثال کے طور پر دو مقام دیتا ہوں ۔مجدد الف ثانی کے مکتوبات کے صفحہ ۲۶۶ پر ہے۔

بحیثیت کمال متابعت و فرط محبت بلکہ بمحض عنایت و موہبت جمیع کمالات انبیاء متبوعہ خودرا جذب مے نمایند وبکلیت برنگ ایشاں منصبغ میگردند حتے کہ فرق نمے ماند درمیان متبوعان وتابعان ‘‘ اور فتوح الغیب مقالہ ۴ میں ہے

’’ فتکون کبریتا احمر........فرد الفرد وتر الوتر غیب الغیب سر السر فحینئذ تکون وارث کل رسول ونبی وصدیق بک تختم الولایۃ والیک تصدر الابدال وبک تنکشف الکروب........‘‘

اگر ان الفاظ میں مجاز کا رنگ نہ سمجھا جائے تو حضرت مسیح موعود نے تو ایک غلطی کا ازالہ میں یہ بھی لکھدیا ہے کہ میں وہی محمدؐ و احمدؐ ہوں اور وہی خاتم الانبیاء ہوں حالانکہ نہ تناسخ کے طور پر آپ محمدؐ و احمدؐ تھے نہ درحقیقت کوئی احمدی آپ کو خاتم الانبیا مانتا ہے اب میں چند حوالجات سے الفاظ ظلی و بروزی کی تشریح کرتا ہوں ۔اسکے معنے سمجھانے کے لئے پہلے میں چند ایسے حوالجات پیش کرتا ہوں جن پر کسی کو انکار کی گنجائش نہیں ہوسکتی حقیقۃ الوحی صفحہ ۴۴ پر ہے۔

’’مگر تاہم وہ لوگ جو اپنی نفسانی حیات سے مر کر خدا تعالے کی ذات کا مظہر اتم ہو گئے ہیں اور ظلی طور پر خدا تعالے ان کے اندر داخل ہو جاتا ہے۔ انکی حالت سب سے الگ ہے ۔جیسا کہ تم دیکھتے ہو۔کہ اگرچہ سورج آسمان پر ہے لیکن تاہم جب وہ ایک نہایت شفاف پانی یا مصفا آئینہ کے مقابل پر پڑتا ہے تو یوں دکھائی دیتا ہے کہ وہ اس پانی یا آئینہ کے اندر ہے لیکن دراصل وہ اس پانی یا آئینہ کے اندر نہیں ہے ۔بلکہ پانی یا آئینہ اپنی کمال صفائی اور آب و تاب کی وجہ سے لوگوں کو یہ دکھلا دیتا ہے کہ گویا وہ پانی یا آئینہ کے اندر ہے ‘‘ پھر اسی صفحہ پر آگے چلکر ہے۔

’’جب وہ آفتاب روحانی مصفے چیزوں پر اپنا نور ڈالتا ہے تو اپنا کل نور ان میں ظاہر کر دیتا ہے ۔یہانتک کہ اپنے چہرہ کی تصویر ان میں کھینچ دیتا ہے۔ جیسا کہ تم دیکھتے ہو کہ ایک مصفا پانی یا مصفا آئینہ کے مقابل پر جب سورج آتا ہے تو اپنی تمام صورت اس میں ظاہر کر دیتا ہے یہانتک کہ جیسا کہ آسمان پر سورج نظر آتا ہے ویسا ہی بغیر کسی فرق کے اس مصفا پانی یا آئینہ میں نظر آتا ہے ۔پس روحانی طور پر انسان کے لئے اس سے بڑھکر کوئی کمال نہیں

کہ وہ اس قدر صفائی حاصل کرے کہ خدا تعالےٰ کی تصویر اس میں کھینچی جائے اسی کی طرف اشارہ ہے جو اللہ تعالےٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے انی جاعل فی الارض خلیفہ یعنی میں اب زمین پر اپنا خلیفہ بنانے والا ہوں۔ یہ ظاہر ہے کہ تصویر ایک چیز کی اصل صورت کی خلیفہ ہوتی ہے۔ یعنی جانشین "۔

ان حوالجات سے ظاہر ہے کہ مومن کامل اللہ تعالےٰ کا ظل بھی ہوتا ہے۔ اور الہی صفات کو آئینہ کی طرح اپنے اندر لے لیتا ہے۔ مگر یوں نہیں کہیں گے کہ وہ واقعی خدا بن جاتا ہے۔ یہی حال اس ظل اور بروز کا ہے جو انبیاء کا ہوتا ہے۔ انبیاء کے صفات اور کمالات کو بیشک ایک انکا متبع اپنے اندر لے لیتا ہے۔ مگر ظلی بروز ہونے سے یہ مراد نہیں ہوتی کہ وہ نبی ہو جاتا ہے۔ ایسا ہی آخری حوالہ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ظل بمعنے خلیفہ یا جانشین بھی ہوتا ہے۔ چنانچہ حق یہی ہے کہ انبیاء کے ظل انکے روحانی خلفاء ہوتے ہیں۔ اور پھر صفحہ ۳۴۶ پر لکھا ہے۔

" اور ایک شخص کا عکس جو آئینہ میں ظاہر ہوتا ہے استعارہ کے رنگ میں گویا وہ اسکا بیٹا ہوتا ہے کیونکہ جیسا کہ بیٹا باپ سے پیدا ہوتا ہے ایسا ہی عکس اپنے اصل سے پیدا ہوتا ہے "۔

یہاں سے بھی اسی بات کی تائید ہوتی ہے جو اوپر لکھی گئی وہاں ظل کو بطور جانشین فرمایا ہے اور یہاں ظل یا عکس کو بیٹا قرار دیا ہے۔ سو اس میں کیا شک ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کامل متبعین کو آنجناب سے فرزندی کی نسبت ہے۔ اور اسی لئے وہ آپ کے خلفاء بھی ہیں۔ ایسا ہی ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۸ پر ہے۔

" اور جیسا کہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ وہ آئینہ جو ایک سامنے کھڑے ہونیوالے مونہہ کے تمام نقوش اپنے اندر لیکر اس مونہہ کا خلیفہ ہو جاتا ہے۔ اسیطرح ایک مومن بھی ظلی طور پر اخلاق اور صفات الہیہ کو اپنے اندر لیکر خلافت کا درجہ اپنے اندر حاصل کرتا ہے۔ اور ظلی طور پر اسی صورت کا مظہر ہو جاتا ہے۔ اور جیسا کہ خدا غیب الغیب ہے اپنی ذات میں وراء الورا ہے ایسا ہی یہ مومن کامل اپنی ذات میں غیب الغیب اور وراء الورا ہوتا ہے "۔

اب کیا ان الفاظ کو حقیقت پر محمول کرکے ایک مومن کامل کو سچ مچ غیب الغیب اور خدا کہہ سکتے ہیں۔ اگر نہیں تو جو معنے ظل اور عکس کے یہاں لیتے ہوں وہی نبی کے ظل اور اور احمد کے بروز کی صورت میں لو۔ اور ناحق مجازی کلمات کو حقیقت کا جامہ پہنا کر

ایک ضال قوم کے قدم بہ قدم نہ رکھو +

اب دیکھو کہ ظلی نبوت کے معنے حضرت مسیح موعود نے خود کیا کئے ہیں۔ حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۸ پر ہے "وہ ظلی نبوت جسکے معنے ہیں کہ محض فیض محمدی سے وحی پانا وہ قیامت تک باقی رہیگی تا کہ انسانوں کی تکمیل کا دروازہ بند نہ ہو اور تا یہ نشان دنیا سے نہ مٹ جائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمت نے قیامت تک یہی چاہا ہے کہ مکالمات اور مخاطبات الٰہیہ کے دروازے کھلے رہیں اور معرفت الٰہیہ جو مدار نجات ہے مفقود نہ ہو جائے" یہاں ظلی نبوت کے معنے کیسی صفائی سے بیان کر دیئے ہیں۔ فیض محمدی سے وحی پانا ہی ظلی نبوت ہے۔ اور یہ دروازہ امت محمدیہ میں کھلا رہا ہے۔ اور آیندہ کھلا رہیگا کیونکہ اسکے بغیر تکمیل نفس نہیں۔ گویا محدثیت ہی ظلی نبوت ہے۔ پھر بروز کیلئے حقیقی نبی ہونا ضروری نہیں جیسا کہ خود حضرت مسیح موعود ایام الصلح میں صفحہ ۱۶۳ پر فرماتے ہیں "تمام امت کا اس پر اتفاق ہے کہ غیر نبی بروز کے طور پر قائمقام نبی کا ہو جاتا ہے یہی معنے اس حدیث کے ہیں۔ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل ...... اور ایک حدیث میں ہے کہ علماء انبیاء کے وارث ہیں" پس ظل اور بروز درحقیقت محدثیت کی ہی شاخیں ہیں +

مستقل نبی

یہ لفظ درحقیقت امتی کے ہی مقابل پر ہے۔ امتی تو وہ ہے جو بباعث اتباع اور فنافی الرسول ایک مقام کو حاصل کرتا ہے اور مستقل نبی سے مراد درحقیقت نبی ہی ہے جو بغیر اتباع اور پیروی کسی رسول کے اپنے کمالات رکھتا ہے۔ پس مستقل نبوت کا انکار بھی تا بیتمام اسی بات کیلئے ہے کہ آپ امتی ہیں۔ یا بالفاظ دیگر آپکی نبوت محدثیت والی نبوت ہے۔ جو اتباع سے ملتی ہے۔ اور جو حقیقی نبوت نہیں بلکہ نبوت کی بعض صفات میں شریک ہوتی ہے۔ جیسا کہ چشمہ معرفت حصہ دوم صفحہ ۹ سے ظاہر ہے + "اور نہ کوئی ایسا نبی ہے جو ان کی امت سے باہر ہو بلکہ ہر ایک کو جو شرف مکالمہ الٰہیہ ملتا ہے وہ انہیں کے فیض اور انہی کی وساطت سے ملتا ہے اور وہ امتی کہلاتا ہے نہ کوئی مستقل نبی"۔ مگر یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ جو چیز بباعث اتباع ملتی ہے جسکو غیر مستقل نبوت کہا جائیگا وہ مبشرات کے سوا کچھ نہیں کیونکہ نبی کا حقیقی مفہوم صرف اسی امر داخل ہے کہ وہ اپنے کمالات بغیر پیروی کسی نبی متبوع کے رکھتا ہو +

اگر غور سے کام لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ یہ جسقدر اصطلاحات اپنی نبوت کے متعلق بیان کی ہیں ان تمام کا ماحصل یہ ہے کہ اس نبوت کا جسکا آپ دعوے کرتے ہیں بعض صفات میں نبوت حقیقی کے ساتھ اشتراک ہے۔ اور یہی محدثیت ہے +

# باب ہشتم

## خصوصیت مسیح موعود

مسیح موعود جیسا کہ ہم دکھا چکے ہیں مجددوں میں سے ایک مجدد اور محدثیت والی نبوۃ کے پانے والے ہیں۔ لیکن صرف اسی قدر سے آپ کا پورا مرتبہ معلوم نہیں ہوتا۔ بیشک اس اُمت میں مجددین کے آنے کا وعدہ ہے۔ اور قرآن کریم میں یہ وعدہ بدیں الفاظ ہے۔ کہ اس امت کے اندر خلفاء پیدا ہوتے رہیں گے۔ جس طرح سلسلہ بنی اسرائیل میں خلفاء پیدا ہوتے رہے۔ اب مسیح موعود کو پہلی خصوصیت تو یہ حاصل ہے کہ جس طرح سلسلہ موسوی کے آخر پر ایک عظیم الشان خلیفہ آیا جو اس سلسلہ کا خاتم الانبیاء تھا۔ اس لحاظ سے کہ اُس کے بعد کوئی نبی اس سلسلہ میں پیدا نہ ہونا تھا۔ اسی طرح یہاں بھی قریبًا اسی عرصہ کے بعد ایک عظیم الشان خلیفہ کے پیدا ہونے کی ضرورت تھی جو خاتم الخلفاء ہو۔ اور اسی طرح پر سلسلہ اسلامی کی سلسلہ موسویہ سے مشابہت تکمیل کو پہنچے۔ مگر چونکہ اسلامی سلسلہ کو خدا نے قیامت تک زندہ رکھنا ہے اور اُسکی زندگی کے سامانوں میں سے ایک یہ بھی مقدر فرمایا۔ کہ مجددین پیدا ہوتے رہیں گے۔ اس لیئے سلسلہ محمدیہ کا خاتم الخلفاء ان معنوں سے نہیں ہو سکتا۔ کہ اس کے بعد کوئی خلیفہ نہ آئے۔ بلکہ ضروری ہوُا۔ کہ وہ بلحاظ اپنی عظمت کے خاتم الخلفاء کہلائے۔ اگر سلسلہ محمدیہ بھی سلسلہ موسویہ کی طرح مسیح کے ساتھ ختم ہونے والا ہوتا۔ تو اس سلسلہ کے مسیح کو وہ عظمت حاصل نہ ہوتی۔ وہ محض ان کا آخری خلیفہ ہوتا۔ مگر جس صورت میں خلفائے محمدی کا سلسلہ ہمیشہ کے لیئے چلنے والا ہے۔ اس لیئے اس سلسلہ کا خاتم الخلفاء بھی ایک خاص معنے میں خاتم الخلفاء ہوُا۔

پھر دوسری خصوصیت یہ ہے۔ کہ مسیح موعود کے متعلق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم نے کھلی کھلی پیش گوئیاں بیان فرمائیں۔ اور وہ پیش گوئیاں معمولی کتابوں میں نہیں۔ بلکہ حدیث کی صحیح کتابوں میں پائی جاتی ہیں۔ اور بخاری میں بھی اس مسیح کے آنے کی پیش گوئی ہے۔ اور بعض پیش گوئیوں میں اسے عیسےٰ ابن مریم کہا گیا ہے۔ جو موسوی سلسلہ کے آخری خلیفہ کا نام تھا۔ اور صحیح مسلم میں ایک حدیث ایسی بھی ہے جس میں اس عیسےٰ ابن مریم کو نبی اللہ کے نام سے پکارا گیا ہے۔ اِن پیشگوئیوں نے آپ کے دعوے کو دوسرے مجددین کے دعووں سے ایک ممتاز رنگ دے دیا ہے کیونکہ یہ پیش گوئی صرف اسی قدر نہیں۔ بلکہ اُس کے ساتھ پھر ان نشانات کا بھی ذکر ہے۔ جو اس کے ظہور کے لیئے بطور دلیل ہونگے۔ حالانکہ اور کسی مجدد کے لیئے اِس قسم کے کوئی نشانات نہیں بتائے گئے۔ پھر اس کے ساتھ تیسری بات یہ ہے کہ مسیح موعود کے کام کو بھی ایک ممتاز رنگ دیا گیا ہے۔ کیونکہ اس کے آنے کے وقت اسلام پر بیرونی اور اندرونی انتہائی مصائب کا وقت ہے۔ اس لیئے اُس کے کام کو بھی خاص عظمت کا رنگ دیا گیا ہے۔ غرض احادیث نے آپ کی آمد۔ آپ کے نشانات آپکے کام کا خصوصیت سے ذکر کیا ہے۔ اور یہ تمام امور حضرت مسیح موعود کی خصوصیات میں سے ہیں۔

یہی خصوصیت ہے جس نے بعض لوگوں کو یہاں تک غلطی میں ڈالا۔ کہ اُنھوں نے حضرت مسیح موعود کو مجددین کے زمرہ سے نکال کر انبیاء میں داخل کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور اس بارہ میں بالخصوص حقیقت الوحی کا صفحہ ۳۹۰ و ۳۹۱ پیش کیا جاتا ہے جسکی عبارت میں پہلے نقل کرتا ہوں۔

"اب واضح ہو کہ احادیث نبویہ میں یہ پیشگوئی کی گئی ہے۔ کہ آنحضرت صلّے اللہ علیہ وسلّم کی امت میں سے ایک شخص پیدا ہوگا۔ جو عیسےٰ اور ابن مریم کہلائے گا۔ اور نبی کے نام سے موسوم کیا جائے گا۔ یعنی اس کثرت سے مکالمہ مخاطبہ کا شرف اُس کو حاصل ہوگا اور اس کثرت سے امورِ غیبیہ اس پر ظاہر ہونگے کہ بجز نبی کے کسی پر ظاہر نہیں ہو سکتے جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے فلا یظھر علیٰ غیبہٖ احدا الا من ارتضیٰ من رسول یعنی خدا اپنے غیب پر کسی کو پوری قدرت اور غلبہ نہیں بخشتا۔ جو کثرت اور صفائی سے حاصل ہو سکتا

ہے۔ بجز اس شخص کے جو اس کا برگزیدہ رسول ہو۔ اور یہ بات ایک ثابت شدہ امر ہے کہ جس قدر خدا تعالیٰ نے مجھ سے مکالمہ مخاطبہ کیا ہے۔ اور جس قدر امور غیبیہ مجھ پر ظاہر فرمائے ہیں۔ تیرہ سو برس ہجری میں کسی شخص کو آج تک بجز میرے یہ نعمت عطا نہیں کی گئی۔ اگر کوئی منکر ہو۔ تو بار ثبوت اس کی گردن پر ہے۔

غرض اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس اُمت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں۔ اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس اُمت میں سے گذر چکے ہیں اُن کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لیئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔ اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں کیونکہ کثرت وحی اور کثرت اُمور غیبیہ اس میں شرط ہے۔ اور وہ شرط ان میں پائی نہیں جاتی اور ضرور تھا کہ ایسا ہوتا۔ تاکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی صفائی سے پُوری ہو جاتی۔ کیونکہ اگر دُوسرے صلحا جو مجھ سے پہلے گذر چکے ہیں وہ بھی اسی قدر مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ اور امور غیبیہ سے حصہ پا لیتے تو وُہ نبی کہلانے کے مستحق ہو جاتے۔ تو اس صُورت میں آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی پیش گوئی میں ایک رخنہ واقع ہو جاتا۔ اس لیئے اللہ تعالیٰ کی مصلحت نے ان بزرگوں کو اس نعمت کو پُورے طور پر پانے سے روک دیا۔ تا جیسا کہ احادیث صحیحہ میں آیا ہے۔ کہ ایسا شخص ایک ہی ہوگا وُہ پیش گوئی پُوری ہو جائے"

آب سب سے پہلے میرا یہ سوال ہے۔ کہ کسی عبارت کے معنے کرلے میں کوئی اصول بھی مدنظر رکھا جائے گا یا نہیں۔ یہ تو ظاہر ہے کہ یہاں کوئی نیا اصول اس عبارت میں قائم نہیں کیا گیا۔ بلکہ ایک امر کا صرف اپنی ذات کے متعلق ذکر کیا ہے۔ اور قاعدہ یہ ہے کہ ایک امر کے ذکر کو اگر کسی قانون کے وہ مخالف ہو تو اس قانون کے ماتحت کر کے اسکی تاویل کی جائے گی۔ یہ نہیں ہوگا کہ ایک قانون کو جو محکمات میں داخل ہے ایک امر کی خاطر توڑا جائے۔ مثلاً قرآن کریم نے ایک قانون باندھا ہے۔ کہ سوائے خدا کے کوئی خلق نہیں کر سکتا۔ لیکن قرآن میں ہی حضرت مسیح کے متعلق دو دفعہ ذکر ہے انی اخلق لکم من الطین کھیئۃ الطیر فانفخ فیہ فیکون طیرا باذن اللہ میں خلق کرتا ہوں۔ تمہارے لیئے مٹی سے پرندے کی صورت کے مثل۔ پھر اس میں نفخ کرتا ہوں۔ پس وہ

اللہ کے اذن سے طیر ہو جاتا ہے۔ اب اگر ظاہر الفاظ پر جاویں تو ماننا پڑے گا۔ کہ حضرت مسیح پرندوں کو پیدا کیا کرتے تھے۔ اور یہ امر خلاف اس قانون کے ہو گیا جو قرآن کریم نے بیان کیا ہے کہ خدا کے سوا کوئی خلق نہیں کر سکتا۔ اس لیے چونکہ قانون تو توڑا نہیں جا سکتا اس لئے ہم مجبور ہونگے۔ کہ مسیح کی خصوصیت جو پرند پیدا کرنے کے متعلق ہے اور قانون کے خلاف پڑتی ہے۔ اس کی تاویل کر کے صرف عن الظاہر کریں۔ اسی طرح قرآن کریم نے ایک قانون بیان فرمایا۔ کہ مردے واپس نہیں آیا کرتے۔ مگر مسیح کے متعلق یہ ذکر کیا کہ وہ مُردوں کو زندہ کیا کرتے تھے۔ یا ایک شخص کا واقعہ لکھا۔ کہ سو سال مر کر وہ زندہ ہو گیا۔ تو اب کیا کریں گے۔ آیا ان واقعات کی خاطر قانون کو توڑ دیں یا قانون کی خاطر واقعات کی تاویل کریں۔ پھر مثلاً ایک قانون مسلّمہ ہے کہ خدا خالق ہے اور انسان مخلوق۔ نہ خدا انسان بن سکتا ہے۔ نہ انسان خدا۔ لیکن کسی نبی کی پیشگوئی میں ذکر آ گیا۔ کہ خدا خود ظاہر ہوگا۔ تو کیا پیشگوئی کی تاویل کر کے قانون کے ماتحت کریں گے یا قانون کو توڑیں گے۔ یا ان تینوں صورتوں میں ان امور کو مستثنیات میں داخل کریں گے۔ میں امید کرتا ہوں کہ وہ قوم جس نے نئے علم کلام کے ماتحت پرورش پائی ہے۔ اور جس کو طرز تحقیق کی راہ پر چلنے کی ہدائت کی گئی ہے۔ ان تینوں صورتوں میں قانون کو توڑنا پسند نہیں کرے گی۔ بلکہ ان امور یا مخصوصات کی تاویل کرے گی۔ بس یہی راہ حق ہے۔

اب منقولہ بالا عبارت میں ایک شخص کے نبی ہونے کا ذکر ہے۔ سوال تو سیدھا ہے کیا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد اس قسم کا سلسلۂ نبوت جاری ہے یا نہیں۔ جس قسم کی نبوت کا دعوے یہاں معلوم ہوتا ہے۔ دو ہی صورتیں ہیں۔ تیسری کوئی صورت نہیں اگر سلسلہ جاری ہے تو معلوم ہوا۔ کہ اور بھی نبی اس قسم کے اس اُمت میں ہونگے لیکن اگر اور نبی ہو گئے۔ تو پھر یہ کلام غلط ہو جاتا ہے۔ کہ "نبی کا نام پانے کے لیئے میں ہی مخصوص کیا گیا"۔ یا یہ اگر کوئی اور بھی نبی کا نام پالے تو "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی میں ایک رخنہ واقع ہو جاتا"۔ اس لیئے اور کسی کو نبی بنانے سے تو خود وہ عبارت غلط ٹھہرتی ہے۔ جس کے معنے کرنے ہیں۔ پس دوسری صورت یہ ہے کہ آنحضرت کے بعد اس قسم کی نبوت کا سلسلہ جاری نہیں۔ پس اگر جاری نہیں تو ایک بھی نبی نہیں ہو سکتا۔ خوب غور کر لو اور سوچ لو اس سے چارہ نہیں۔ اگر سلسلۂ نبوت کو آنحضرت کے بعد جاری کرتے ہو تو عبارت

یوں غلط ہوئی۔ کہ خصوصیت جاتی رہی۔ اگر سلسلہ نبوت جاری نہیں کرتے تو پھر ایک بھی نہیں ہوسکتا۔ اور اس ایک کے متعلق جو کچھ لکھا ہے اس کی تاویل کرنی پڑے گی۔ بلکہ اگر ضرورت ہو تو صرف عن انظاہر کرنا پڑے گا۔ جس طرح اوپر کی تین مثالوں میں کیا گیا۔ یہ پہلا جواب ہے۔ میاں صاحب نے اس کا جواب ایسے الفاظ میں دیا ہے کہ اصل حقیقت پر پردہ ڈالے رکھنے کی کوشش کی ہے۔ وہ کہتے ہیں پہلے تو کوئی نبی نہیں ہوا۔ آئندہ شاید کوئی نبی ہو جائے۔ اس کے متعلق ہم کچھ نہیں کہہ سکتے۔ مگر یہ گول مول جواب محض ٹالنے کے لیئے ہے۔ حضرت مسیح موعود تو اس عبارت میں صاف لکھتے ہیں۔ اور احادیث صحیحہ میں آیا ہے کہ ایسا شخص ایک ہی ہوگا"۔ اب اگر آپ کے بعد کوئی نبی ہو جائے تو بات تو وہی ہوئی جیسا پہلا نبی آنے سے۔ یعنی ایسا شخص ایک نہ رہا۔ اور جب ایک نہ رہا تو اس عبارت کی ساری غرض مفقود ہو گئی۔ پس اگر دوسرا نبی لاؤ تو حضرت صاحب کی عبارت غلط ٹھیرتی ہے۔ اور اگر کوئی نبی اور نہیں آسکتا۔ اور اصولاً دروازہ نبوت مسدود ہے تو پھر ایک کے قدم رکھنے کے لیئے بھی جگہ نہیں۔ بعض لوگ جو اپنے آپ کو دوسروں سے بڑھ کر مومن بتاتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہمیں کیا قرآن نے کہدیا کوئی نبی آنحضرت کے بعد نہیں آئے گا۔ ہم نے مان لیا۔ نبی کریم نے کہدیا ایک نبی آئے گا۔ ہم نے مان لیا۔ یہ احمقانہ جواب ایک تثلیث کے قائل کے مونھ میں سج سکتا ہے۔ مگر مسلمان کو خدا نے عقل سے کام لینے کا حکم دیا ہے۔ اس کو چاہیئے دونوں باتوں میں تطبیق کرے۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود کے کم از کم ان الفاظ سے تو انکار نہیں ہوسکتا۔ کہ آپ نے اسی حقیقت الوحی میں اس تحریر کے بعد یہ لکھا ہے کہ میرا نام اللہ کی طرف سے مجازی طور پر نبی رکھا گیا نہ حقیقی طور پر (الاستفتاء صفحہ ۶۵) پس جب باوجود نبی نام رکھنے کے اس نام کا رکھا جانا مجازی قرار دیا۔ تو بہرحال یہ ماننا پڑا کہ خصوصیت خواہ کچھ بھی ہو بہرحال آپ کا نام نبی مجازی طور پر رکھا گیا ہے۔ اور مجاز کا مفہوم ایسی چیز نہیں جس کے متعلق بہت بحث کی ضرورت ہو۔ اگر مجاز کو مجاز نہیں مانتے اور اس کو تاویلات رکیکہ سے حقیقت بنانا چاہتے ہو تو پھر اور بھی بہت سے مجاز ہیں۔ ان کو بھی حقیقت ماننا پڑے گا۔ مثلاً مسیح نے اپنے آپ کو ابن اللہ کہا۔ یہودیوں نے اس پر اعتراض کیا۔ کہ ہم تجھے اس کلمہ کفر کی وجہ سے سنگسار کریں گے۔ جواب میں مسیح نے یہ کہا کہ تمہارے

بڑے تو خدا بھی کہلائے۔ پھر اگر بیٹے آپنے آپ کو بیٹا کہا تو کیا ہو گیا۔ ظاہر ہے کہ ان کی مُراد یہ تھی۔ کہ جس طرح وہ مجازی معنے میں خدا تھے میں ابن اللہ ہوں۔ مگر مسیح کے بعد ایک قوم اُٹھی جنھوں نے مسیح کو حقیقی معنے میں ابن اللہ ٹھیرایا اور اس کی اپنی تاویل کی بھی کوئی پروا نہ کی۔ خیر وہاں تو مجاز معناً نکلتا تھا۔ مگر یہاں دُوسرے مسیح نے صراحت سے اپنا نام نبی رکھا جانے کو مجاز کہا۔ مگر اب ایک قوم اُٹھی ہے۔ اور وہ مجاز کو حقیقت بنا کر آپ کو واقعی نبی ٹھیراتی ہے۔ اب وہ غور کریں کہ آیا وہ اسی غلطی کے مُرتکب ہو رہے ہیں یا نہیں جس کے مرتکب ابن اللہ حقیقی طور پر بنانے والے ہوئے۔ اگر حضرت مسیح موعود اپنے آپ کو کھلے طور پر مجازی معنے میں نبی کہنے کے باوجود واقعی نبی بن سکتے ہیں۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ پہلے مسیح کو واقعی وُہ لوگ ابن اللہ نہ مان لیں۔ بات تو ایک ہی ہے۔ بلکہ حضرت مسیح نے تو ایسی صراحت سے مجازی طور پر ابن اللہ ہونا قبول نہیں کیا۔ جس صراحت سے مسیح موعود نے اپنا مجازی نبی ہونا قبول کیا ہے۔ پس بات تو صاف ہے۔ کہ جس خصوصیت کا ذکر عبارت منقولہ بالا میں ہے۔ وُہ بہر حال اس بعد کے بیان کو غلط نہیں ٹھیرا سکتی۔ کہ میرا نام مجازی طور پر نبی نہ کہا گیا۔ اگر منسُوخ ہی ہوگی تو پہلی عبارت پچھلی سے منسُوخ ہوگی۔

حقیقی جواب یہ ہے کہ اس عبارت میں ایک دفعہ نہیں دو دفعہ نہیں تین دفعہ نہیں بلکہ چار دفعہ اس امر کا ذکر کیا ہے جو اصل غرض ہے۔ اوّل تو عبارت ہی اسی طرح پہ شروع ہوتی ہے "احادیث نبویہ میں یہ پیش گوئی کی گئی ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اُمّت میں سے ایک شخص پیدا ہوگا جو عیسے اور ابن مریم کہلائے گا۔ اور نبی کے نام سے موسُوم کیا جائے گا" پھر دوبارہ اپنی خصوصیت کا ذکر کر کے لکھا۔ اور ضرور تھا کہ ایسا ہوتا تاکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم کی پیش گوئی صفائی سے پُوری ہو جاتی" پھر تیسری مرتبہ فرمایا۔ کہ اگر دُوسروں کو بھی یہ نام مل جاتا۔ تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم کی پیش گوئی میں ایک رخنہ واقع ہو جاتا" اور بالآخر چوتھی مرتبہ پھر اسی بات کا ذکر کر کے فرمایا "تا جیسا کہ احادیث صحیحہ میں آیا ہے کہ ایسا شخص ایک ہی ہوگا۔ وہ پیش گوئی پُوری ہو جائے" اب اپنے اصلی مطلب کو حضرت مسیح موعود نے چار دفعہ ظاہر کر دیا ہے۔ اور یہ بات وہی ہے جسکو میں شروع میں بیان کر چکا ہوں۔ کہ مسیح موعود کے آنے کا خصوصیت سے ذکر ہے اور ایک حدیث میں اس کو نبی اللہ کر کے بھی پکارا ہے۔ پس بات صرف یہ ہے کہ یہ خصوصیت آپکو

حاصل ہے کہ اور کسی مجدّد کا نام حدیث میں نبی اللہ نہیں آیا۔ آپ کا آیا ہے۔ مگر اس کے یہ معنے نہیں کہ آپ واقعی نبی اللہ بھی ہیں۔ کیونکہ پیش گوئی میں ایک لفظ کے آجانے سے یہ مطلب لازم نہیں ہوتا۔ کہ اس کی تاویل کوئی نہیں کی جائے گی۔ اس طرح پر تو ساری پیش گوئیوں پر پانی پھر جائے گا۔ مثلاً حضرت مسیح موعود نے ہی لکھا ہے کہ نبیوں کی پیش گوئیوں میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم کی آمد کو خدا کی آمد اور آپ کے ظہور کو خدا کا ظہور قرار دیا ہے۔ اور ایسی پیشگوئی اور کسی نبی کے متعلق نہیں تھی یوں تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ آپ کی یہ خصوصیت ہے مگر اس کے یہ معنے نہیں کہ آپ سچ مچ خدا ہیں۔ ہاں یہ بھی ضرور ہے کہ آخر آپ کو خدا جو پیشگوئیوں میں کہا گیا۔ تو اس کی کوئی وجہ ہوگی۔ اور وہ وجہ یہ ہے کہ انبیاء کے مقابلہ میں آپ کی شوکت آپ کا جلال۔ آپ کے کارنامے آپ کی کامیابیاں اس قدر بڑھ کر تھیں۔ کہ گویا ان دوسرے نبیوں کی نسبت سے آپ کا مرتبہ خدائی کے رنگ میں نظر آتا تھا۔ انبیاء کو کشفی نظر میں سارے انبیاء کے مقابلہ میں آپ کی ایسی عظمت دکھائی گئی کہ نبیوں کے کاموں کو اس سے کوئی نسبت ہی نہ تھی۔ حالانکہ کام تو وہی نبیوں والا تھا۔ مگر محض اس کام کی شوکت اور عظمت نے پیشگوئیوں میں آپ کے لئے خدا کا لفظ رکھوا دیا۔ گو آپ خدا نہ تھے۔ بلکہ نبی ہی تھے۔ بعینہٖ یہی صورت مسیح موعود کی پیش گوئی کی ہے۔ مجدّدوں کے لیئے ایک ہی عام پیش گوئی تھی۔ مگر آپ کے لیئے خصوصیت سے پیش گوئیاں تھیں۔ آپ کی آمد کے نشان بھی دیئے گئے۔ آپ کے کام کی عظمت بھی بتائی گئی۔ تو چونکہ دوسرے مجدّدوں کے مقابل میں آپ کے نشان اور پیش گوئیاں بہت زیادہ دکھائی گئیں۔ جن کی ضرورت اس زمانہ میں انکار مکالمہ الٰہیہ کی بیماری کے علاج کیلئے بھی فی الواقعہ تھی۔ اس لیئے آپ کی اُن خاص پیش گوئیوں میں آپ کا نام نبی اللہ بھی رکھدیا گیا۔ حالانکہ کام آپ کا سارا مجددوں والا تھا۔ مگر محض آپ کے کام کی عظمت اور آپ کی پیشگوئیوں کی شوکت کے اظہار کے لئے آپ کو پیش گوئی میں ایک خاص نام دے دیا گیا۔ جس طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم کو ایک خاص نام دے دیا گیا۔ اس نام دینے کے ماتحت ایک حقیقت بھی مضمر تھی۔ گو حقیقی طور پر نہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خدا تھے۔ نہ مسیح موعود نبی۔ مگر وہاں نبیوں کے کام کے مقابلہ میں خدائی کی شان جلوہ نما ہوئی۔ یہاں مجدّدوں کے کام کے مقابل میں نبوت کی شان جلوہ نما ہوئی۔ حقیقت تو صرف اس قدر تھی۔ جس کو کوتہ فہمی سے کچھ کا کچھ بنا لیا گیا۔ اور حضرت مسیح موعود کے چار دفعہ اس پیش گوئی کا ذکر کرنے سے صرف اس پیش گوئی والی خصوصیت

کی طرف ہی توجہ دلانا مقصود ہے نہ کچھ اور آپ کے یہ لفظ "تا جیسا کہ احادیث صحیحہ میں آیا ہے کہ ایسا شخص ایک ہی ہوگا۔ وہ پیش گوئی پوری ہو جائے" ہرگز صحیح نہیں ٹھیرتے جب تک کہ وہ تاویل الفاظ کی اختیار کی جائے جس کا ذکر میں نے کیا ہے۔ اور اس تاویل کے رو سے حضرت مسیح موعود کے وہ الفاظ بھی درست رہتے ہیں۔ جو آپ نے فرمایا کہ "جس قدر مجھ سے پہلے اولیا ر اور ابدال اور اقطاب اس اُمت میں سے گذر چکے ہیں۔ اُن کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لیئے میں ہی مخصوص کیا گیا" اس کا یہ مطلب نہیں کہ اُن کو کثرت سے مکالمہ مخاطبہ نہ ہوتا تھا یا کثرت سے ان کے نشانات ظاہر نہیں ہوئے۔ کیونکہ یہ تو وہ امور ہیں جن کا بیسیوں دفعہ اس کتاب حقیقت الوحی میں اعتراف ہے۔ پھر اس کا انکار کیونکر کر سکتے تھے۔ مطلب صرف یہ ہے کہ ان کے مقابل میں آپکو یہ حصہ اس قدر کثیر ملا کہ گویا آپ کی پیشگوئیوں میں نبوت کی شان جلوہ گر ہوئی اور اس لیئے حدیث میں یعنی پیشگوئی میں نبی کا نام پانے کے لیئے آپ ہی مخصوص کیئے گئے۔ ورنہ اگر اس کے یہ معنے لیئے جائیں کہ اور کسی کے الہام میں اس کا نام نبی نہیں رکھا گیا۔ تو اوّل تو جب آج کل بھی ہم دیکھتے ہیں کہ بیسیوں آدمیوں کے الہامات میں ان کا نام نبی رکھا جاتا ہے۔ گو وہ مامور بھی نہیں ہوتے تو پھر مجددین کے متعلق ہم کیوں ایسا قیاس کریں اور اگر یہ خصوصیت بھی ہوتی۔ تو اُس کو حدیث میں نبی نام پانے سے کیا تعلق۔ اور بار بار حدیث کی خصوصیت کا کیوں ذکر کیا۔ اصل بات یہی ہے۔ کہ خصوصیت صرف یہی ہے کہ حدیث میں آپ کا نام نبی اللہ رکھا گیا نہ یہ کہ فی الواقع آپ کو کوئی الگ قسم کی نبوت دی گئی۔ جس سے نہ صرف آپ کی اپنی ساری تحریریں ہی غلط ٹھیرتی ہیں اور سارے قایم کردہ اصول پاش پاش ہوتے ہیں اور ساری تحریریں بے اعتبار ٹھرتی ہیں بلکہ خود اسلام کا تار و پود سب بگڑ جاتا ہے۔ بلکہ ایسا عقیدہ دین اسلام کی بیخ پر ایک تبر ہے جس سے توبہ کرنی چاہیئے۔ اول تو ان الفاظ کے کوئی دوسرے معنے ہو ہی نہیں سکتے لیکن اگر ہو بھی سکیں تو معنے وہ اختیار کرنے چاہئیں جن سے مقرر کردہ اصول قایم رہیں۔ اب اس سوال کے ایک اور پہلو پر بھی غور کرو۔ کہ اگر مجددین سے کوئی الگ قسم کی نبوت حضرت مسیح موعود کو ملی تو آیا اس کا کوئی ظاہری نشان بھی نظر آتا ہے یعنی اس سے آپ کے منصب میں کوئی نئی بات پیدا ہو گئی۔ یا آپ کو کوئی ایسے حقوق پیدا ہو گئے جو مجددین کو حاصل ........... نہیں تھے

مثلاً مجددین دین میں کمی بیشی کرتے تھے محض تائید اور تجدید کرتے تھے۔ کیا مسیح موعود نے کوئی دین میں کمی بیشی کی۔ مجددین کو صرف لطائف قرآن بتائے جاتے تھے۔ کیا مسیح موعود کو اس سے بڑھ کر کچھ اور دیا گیا۔ مجددین کی وحی مبشرات پر مشتمل ہوتی تھی۔ کیا مسیح موعود کی وحی میں کچھ اور امور ایسے آگئے جو مجددین کی وحی میں آنے جائز نہ تھے۔ مجددین کے لئے ضروری تھا کہ اپنی وحی کو قرآن پر عرض کرتے کیا مسیح موعود کو ضروری نہ تھا کہ اپنی وحی کو قرآن پر عرض کرتے۔ غرض ظاہری علامت ایسی بتائیں کہ مسیح موعود چونکہ نبی تھے کیا ہے مجددوں کی طرح وہ ایک ایک لفظ میں قرآن کریم کے تابع تھے۔ قرآن کریم سے ایک حرف بھی تبدیل نہ کر سکتے تھے۔ جو کچھ پایا مجددوں کی طرح کمال اتباع اور فنا فی الرسول سے پایا۔ اگر آپ کے لئے بجائے مجددیت نبوت تجویز کی جاتی ہے تو کام میں بھی کوئی فرق دکھانا چاہئے۔ کم از کم اتنا ہی ہو کہ کسی مجدد کی وحی نماز میں نہیں پڑھی گئی۔ آپ کی وحی نماز میں پڑھی جائے۔ یا یوں کہا ہو کہ جس طرح بنی اسرائیل کے سلسلہ میں نبیوں کی کتابیں حضرت موسیٰ کی کتابوں کی ساتھ جمع ہوتی گئیں۔ مگر مجددوں کی وحی کو یہ پایہ حاصل نہیں کہ وہ بھی قرآن کریم کے ساتھ لگا دی جائے تو مسیح موعود کو جو نبی بنایا جاتا ہے۔ کیا آپ کی وحی کو قرآن کے ساتھ شامل ہونے کا پایہ مل سکتا ہے۔ غرض یا تو کوئی کسی قسم کا ظاہری فرق دکھایا جائے ورنہ جب کام وہی باتیں وہی تو خواہ مخواہ ایک فرضی طور پر دل خوش کرنے کے لئے ختم نبوت کو توڑنے کا اور ایک اصول میں ایک استثناء داخل کرنے کا کیا فائدہ ہے جس سے خواہ مخواہ اسلام میں فتنہ پڑتا ہے۔ ہاں ایک بات باقی رہ جاتی ہے۔ کہ مسلمان اس کے بغیر کافر نہیں بنتے سو یہ غور کا مقام ہے۔ کہ اہل قبلہ کلمہ گوؤں کی تکفیر میں اس قدر جوش دکھایا جاتا ہے۔ کہ اسلام کا کچھ رہے نہ رہے مسیح موعود کو کچھ فائدہ ہو نہ ہو مسلمان کسی طرح کافر بن جائیں۔

ایک اور بات جو پیش کی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود نے لکھا ہے۔ کہ اس امت میں ہزاروں اولیاء ہوئے اور ایک وہ بھی ہوا جو امتی بھی ہے اور نبی بھی۔ سو امتی اور نبی تو میں بتا چکا ہوں کہ محدثیت کے مفہوم کو ہی ادا کرتا ہے اس سے بڑھ کر کچھ نہیں۔ اور خود جہاں یہ نوٹ ہے وہاں اوپر کی عبارت کا سلسلہ صاف بتاتا ہے کہ ظلی نبوت کی ایک ہی قسم ہے جو اس امت میں ملتی ہے پس وہی اولیاء کو ملی اور وہی مسیح موعود کو اس میں بھی اشارہ حدیث کی پیشگوئی کی طرف ہے۔ کیونکہ ہزاروں اولیاء میں ایک کا خصوصیت سے ذکر احادیث میں ہے پس حضرت مسیح موعود نے بھی خصوصیت سے اس کا ذکر کر دیا ہے۔ یہ نہیں کہا کہ اس ایک کی نبوت کوئی الگ قسم ہے نبوت تو سب کی وہی ظلی نبوت ہے جس کا دروازہ قیامت تک کھلا ہے خصوصیت وہی ہے جو شروع میں بیان کر چکا ہوں۔

# باب ہشتم

## حقیقۃ النبوۃ کے دلائل مسیحِ موعود کی نبوت پر

**خدا کی اصطلاح** میاں صاحب نے حقیقۃ النبوۃ میں ایک تو چند اصطلاحات قائم کی ہیں کہ ان کی رو سے مسیح موعود نبی بنتے ہیں۔ جن میں سے پہلی اصطلاح کو وہ خدا کی اصطلاح لکھتے ہیں اور اسکے لئے یہ حوالہ دیتے ہیں:

"خدا کی یہ اصطلاح ہے جو کثرت مکالمات و مخاطبات کا نام اس نے نبوت رکھا ہے" + چشمہ معرفت صفحہ ۳۲۵

میں نہیں سمجھتا اس حوالہ سے میاں صاحب کا کیا مقصود ہے۔ لیجئے میں آپ کو ایک اور خدا کی اصطلاح بتاتا ہوں:۔

"جھوٹے الزام مجھ پر مت لگاؤ کہ حقیقی طور پر نبوت کا دعوے کیا۔ کیا تم نے نہیں پڑھا۔ کہ محدث بھی ایک مرسل ہوتا ہے ...... اے نادانوں بھلا بتلاؤ کہ جو بھیجا گیا ہے اسکو عربی میں مرسل یا رسول ہی کہیں گے یا کچھ اور کہینگے .... یہ سچ ہے کہ وہ الہام جو خدا نے اپنے اس بندہ پر نازل فرمایا اس میں اس بندہ کی نسبت نبی اور رسول اور مرسل کے لفظ بکثرت موجود ہیں۔ سو یہ حقیقی معنوں پر محمول نہیں ہیں۔ ولکل ان یصطلح سو خدا کی یہ اصطلاح ہے جو اس نے ایسے لفظ استعمال کئے"+

اب دونوں خدا کی اصطلاحوں کو تطبیق دیجئے کثرت مکالمات و مخاطبات کا نام اس نے نبوت رکھا۔ محدث کا نام مرسل رکھا۔ تو وہ نبوت بھی محدثیت ہوئی یا کچھ اور +

**نبیوں کی تعریف نبوت** دوسری اصطلاح انبیاء کے نزدیک نبیوں کی تعریف ہے۔ اسکی سند الوصیت ہے، + صفحہ ۱۲

"جبکہ وہ مکالمہ مخاطبہ اپنی کیفیت و کمیت کی رو سے کمال درجہ تک پہنچ جائے اور اس میں

کوئی کثافت اور کمی باقی نہ ہو اور کھلے طور پر امور غیبیہ پر مشتمل ہو تو وہی دوسرے لفظوں میں نبوت کے نام سے موسوم ہوتا ہے جس پر تمام نبیوں کا اتفاق ہے" +

اس کے معنے میاں صاحب یہ لیتے ہیں کہ یہ نبیوں کے نزدیک نبی کی تعریف ہے۔ اگر یہی نبوت کی حقیقت ہے تو پھر اسی الوصیت میں ایک ایسے نبی کو جو یہ سب کچھ پاتا ہے صرف نبی کہنے سے نبوت کاملہ تامہ محمدیہ کی ہتک کیوں ہوئی۔ اور پھر جیسا کہ کثرت مکالمہ کے حوالوں میں دکھا چکا ہوں یہ کثرت تو ہر ایک محدث کو حاصل ہے۔ اور نہیں تو باب سوم حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۸ ہی دیکھ لیں۔ جہاں اس امت کے سارے کاملین کے لئے ان کی زبان پر لذیذ و فصیح کلام کا جاری ہونا۔ غیب گوئی کی کامل طاقت اپنے اندر رکھنا زبردست پیشگوئیوں پر اس کا مشتمل ہونا۔ ان پیشگوئیوں کا دائرہ نہایت وسیع ہونا۔ حتٰی کہ وہ پیشگوئیاں کیا با عتبار کمیت اور کیا با عتبار کیفیت بے نظیر ہوتی ہیں" اور خدا کا کلام اس پر اسی طرح نازل ہوتا ہے جس طرح خدا کے پاک نبیوں اور رسولوں پر نازل ہوتا ہے"۔ پھر نبیوں کی تعریف کی رو سے یہ سب ہی نبی ہوئے۔ ایک مسیح موعود کی کیا خصوصیت ہے +

**اسلام کی اصطلاح** تیسری اصطلاح اسلام کی آپ نے دی ہے اور جو حوالہ دیا ہے اسمیں صاف لکھا ہے +

"ایسے لوگوں کو اصطلاح اسلام میں نبی اور رسول اور محدث کہتے ہیں" +

مگر محدث کے لفظ کو میاں صاحب یوں ہی ہضم کر گئے۔ اور صرف یہ لکھ کر چھٹکارا کرایا کہ محدث کے معنے یہاں نبی ہیں۔ گویا یہ بھی میاں صاحب کے اختیار میں ہے کہ محدث کو نبی بنا دیں (اور ایک محدث کو تو مسیح بنا ہی دیا) کیونکہ آپ نے یہ قانون بنا دیا۔ کہ ہر نبی محدث ہوتا ہے۔ یوں تو ہر نبی مومن بھی ہوتا ہے۔ ہر نبی انسان بھی ہوتا ہے پھر کیا یہ بھی جائز ہے کہ کہدیں کہ اصطلاح اسلام میں ان لوگوں کو نبی اور رسول اور مومن کہتے ہیں۔ اگر محدث بھی نبی ہو سکتا ہی تو نبی معنی محدث کیوں نہیں ہو سکتا

**قرآن کریم میں نبی کی تعریف** اس پر میاں صاحب نے آیت فلا یظھر علٰی غیبہ احدا پیش کی ہے۔ جس کے معنے میں بالتفصیل باب مبشرات میں لکھ چکا ہوں۔ مگر ایک آیت سے استدلال کر کے اسکو قرآن کریم میں نبی کی تعریف قرار دینا یہ بھی میاں صاحب کی ہی جرات ہے۔ گویا اور تو نبیوں کے متعلق قرآن کریم میں کچھ ذکر ہی نہیں +

اس کے بعد میاں صاحب نے کچھ دلائل حضرت مسیح موعود کی نبوت پر پیش کئے ہیں جنہیں دلیل اول یہ ہے۔ کہ قرآن میں مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد مرزا صاحب کے

حقیقی آیا ہے۔ تعجب ہے کہ خود مسیح موعود اس پیشگوئی کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حق میں سمجھتے ہیں۔ پھر کیا میاں صاحب کے صرف کہہ دینے سے ایک بات ثابت بھی ہو جاتی ہے میاں صاحب کہتے ہیں۔ ماں باپ نے آں حضرت کا نام احمد نہیں رکھا تھا۔ اوّل تو یہ جھوٹ ہے۔ مسیح موعود نے خود اسے تسلیم کیا ہے۔ اور نہ بھی رکھا ہو تو یہ کہاں ضروری ہے کہ پیشگوئی والا نام صحیح ماں باپ کا رکھا ہوا ہو۔ عیسیٰ بن مریم پیشگوئی میں نام ہو تو مرزا غلام احمد اُس کا مصداق ہو سکتا ہے۔ مگر احمد پیشگوئیوں میں ہو تو محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) اس کا مصداق نہیں ہو سکتا۔ پھر یہ محض جھک مارنا ہے کہ یہ پیشگوئی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے متعلق نہیں۔ انجیل کو پڑھ کر دیکھو جہاں فارقلیط والی پیشگوئی یوحنا کی کتاب میں لکھی ہے وہاں اسکی تعریف یہ لکھی ہے کہ وہ سب سچائی کی راہیں آکر بتائیگا۔ کیا سچائی کی راہیں بتانے والا

محمد رسول اللہ

تھا۔ یا مرزا غلام احمد۔ پھر پہلے شیعہ مذہب کو قبول کر لو۔ کیونکہ وہ بھی ایک ایک آیت میں حضرت علی کی صداقت کا ثبوت نکالتے ہیں۔ کیا اس کا نام کوئی شخص ایل رکھ سکتا ہے۔ وہی پیشگوئی خود مرزا صاحب بار بار آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حق میں بتائیں۔ آج یہ کہہ دیا جاتا ہے کہ اس کے اصل مصداق مرزا صاحب ہیں اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم طفیلی طور پر اسکے اندر آ سکتے ہیں +

دوسری دلیل نواس بن سمعان والی حدیث میں لفظ نبی اللہ کا آجانا ہے۔ اسکے متعلق میں بہت کچھ لکھ چکا ہوں افسوس ہے کہ اب میں اس کتاب کو لمبا کرنا نہیں چاہتا ورنہ اس ساری حدیث کو نقل کر کے میاں صاحب سے پوچھتا کہ اس کا کونسا حصہ ظاہر الفاظ کے رُو سے مرزا صاحب کے حق میں پورا ہوا ہے۔ جو آپ لفظ نبی اللہ پر اسقدر زور ہے۔ کیا دجال ان صفات کے ساتھ ظاہر ہوا ہے جو اس حدیث میں اسکی صفات لکھی ہیں کیونکہ وہ حدیث شروع دجال کے ذکر سے ہی ہوتی ہے وہ ابھری ہوئی آنکھ والا دجال آپ نے دیکھ لیا۔ کیا اسکے چالیس دن دیکھ لئے جو ایک دن ایک سال کا اور ایک ایک مہینہ کا تھا کیا اس دجال کا زمین پر ہوا کی سرعت کے ساتھ چلنا ملاحظہ کر لیا۔ کیا وہ دجال اپنے مومنوں پر مینہ برساتا اور اُن کو مالا مال کرتا ہے۔ اور دوسری قوم جو اس کا انکار کرتی ہے اُسے مفلس کر دیتا ہے۔ کیا خزانے اسکے پیچھے چلتے ہوئے نظر آتے

کیا کسی کو مار کر آپ کے سامنے زندہ کیا۔ پھر اس کے بعد مسیح ابن مریم آتا ہے کیا مسیح ابن مریم کو جو اس لفظ کا ظاہری مفہوم ہے اس لحاظ سے آپ نے دیکھ لیا۔ دمشق میں اُترتے ہوئے منارہ کے اُوپر زرد چادروں میں دو فرشتے ساتھ ان کے کندھوں پر ہاتھ۔ کافر اس کے دم سے مرتے اور اس کا دم اس حد تک پہنچتا۔ جہاں تک اُس کی نظر پہنچتی۔ پھر دجال کو باب لد کے قریب پاتا۔ پھر اس کے بعد یاجوج ماجوج نکلتے۔ پھر عیسے اپنے ساتھیوں کو لے کر طور پر چلا جاتا۔ پھر یاجوج ماجوج کے تیر آسمان پر چلتے۔ یہ اور اس قسم کی بیسیوں باتیں جن کا ذکر اس حدیث میں ہے اگر ایک بھی ظاہری معنے میں پوری ہوئی دکھا دو تو تمھیں حق پہنچتا ہے۔ کہ نبی اللہ کے لفظ کو بھی ظاہر پر حمل کرو۔ ورنہ جہاں باقی اس قدر استعارات کو قبول کرتے آپ کی طبیعت نہیں گھبراتی۔ ایک نبی اللہ کا لفظ جسکی تشریح خود مسیح موعود نے کر دی کہ وہ بھی مجازی ہے۔ اور اس سے محدث مراد ہے کیوں خواہ مخواہ اس کی وجہ سے لوگوں کو فتنہ میں ڈالتے ہو۔

پھر میں کہتا ہوں کہ کیا پیش گوئی میں ایک لفظ کے آجانے سے وہ سچ مچ وہی بنجایا کرتا ہے۔ تو چاہئیے اسی بناء پر عیسائی حضرت مسیح کو خدا بناتے ہیں۔ کہ پیش گوئیوں میں کہا گیا ہے۔ وہ قادر مطلق الفادامیگا خداوند ہے۔ پہلے پچھلی پیش گوئیوں کے الفاظ کو ظاہر پر حمل کرکے پھر نئی پیشگوئیوں تک پہنچنے کی گنجائش ہو تو ان کو اس بناء پر زیر بحث لائیے۔ پھر کیا آنحضرت صلعم کو پیش گوئیوں میں خدا نہیں کہا گیا۔ کیوں خدا نہیں مان لیتے۔

تیسری شہادت پُرانے انبیاء کی شہادت بتائی جاتی ہے۔ کوئی زرتشت کی شہادت ہے کوئی دانیال کی ہے۔ مگر میاں صاحب اس کی تشریح کرنے سے پہلے مرزا صاحب کو آپ میکائیل مان لیں۔ کیونکہ وُہ بھی تو پیش گوئی میں ہی آپ کا نام رکھا گیا ہے۔ جب اسقدر آپ کو پیش گوئیوں کے الفاظ کو ظاہر پر حمل کرنے کی مجبوری ہے۔ تو سب پیش گوئیوں کے سارے الفاظ ظاہر طور پر پُورے کرنے چاہئیں۔ اور سب سے پہلے تو عیسے ابن مریم ثابت کرنا ضروری ہے۔

چوتھی دلیل حضرت صاحب کے الہامات میں آپ کا نام نبی اور رسُول رکھا جانا ہے جس کی شرُوع سے لے کر آخر تک حضرت صاحب یہ تاویل کرتے ہیں کہ سمیت نبیا من اللہ علی طریق المجاز لا علی وجہ الحقیقۃ۔ اللہ نے مجازی طور پر میرا نام نبی

رکھا ہے نہ حقیقی طور پر۔ آپ کی مختلف دلیلوں کا خلاصہ تو یہ ہے کہ مجاز کوئی نہیں مرزا صاحب کو غلطی لگی تھی۔ پس یہ وہی بات ہے۔ ابن اللہ مجازی کوئی نہیں۔ یہ مقابلہ تو آپ پھر عیسائیوں کے ساتھ کر سکتے ہیں۔ کہ مجاز کو حقیقت بنانے میں اوّل نمبر آپ کا ہے یا اُن کا۔

اس کے بعد کی دلیلوں کا جواب میں دے چکا ہوں۔ جن کا تعلق اظہار علی الغیب والی آیت سے ہے۔ آئینہ کمالات اسلام میں صفحہ ۳۲۲ " رسول اور نبی اور محدث " کو فلا یظہر علی غیبہ والی آیت میں داخل کیا ہے۔ ضرورۃ الامام میں محدّثوں مجددوں کو اس میں داخل کیا ہے۔ حقیقۃ الوحی میں کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی میں رسلی کے لفظ میں سب اولیائے اُمّت کو داخل کیا ہے۔ (ص۲۸۵) اگر طالب حق ہے تو بیسیوں مثالیں آپ کو مل سکتی ہیں۔

ساتویں دلیل یہ ہے۔ کہ حضرت صاحب نے اپنے آپ کو نبی کے لفظ سے پکارا ہے۔ * تو کیا آپ کو شبلی رسول اللہ یاد نہیں۔ باقی خصوصیات کا جو جواب پچھلے باب میں دیا ہے اُسی پر دوسرے ایسے الفاظ کے بھی معنے کریں۔ جہاں یہ ذکر آجاتا ہے۔ کہ اُمّت میں ایک ایسا شخص ہے۔ جب اُمّت میں پیش گوئیوں کی وجہ سے ایک شخص مخصوص ہوا۔ تو اب میرا یا آپ کا کام نہیں کہ اس خصوصیت کو چھوڑ دیں۔ یا اس سے اُس کے منشاء کے خلاف کچھ اور مطلب نکالیں۔ حضرت مسیح موعود نے تو شریعت کے اوامر ونواہی بھی اپنے اوپر آنے لکھے ہیں۔ ان کی بناء پر انہیں صاحب شریعت کیوں نہیں مانتے غلطی کے ازالہ میں یہ بھی لکھا ہے۔ کہ میں وہی خاتم الانبیاء ہوں۔ خاتم الانبیاء کیوں نہیں مانتے۔ کس طرح ان باتوں کی تاویل ہو جاتی ہے۔ دوسری باتوں کی نہیں ہوتی۔

---

* حضرت صاحب نے بیشک بعض جگہ اپنے لئے لفظ نبی کا استعمال کیا ہے۔ مگر غلام احمد رسول اللہ یا نبی اللہ تو کبھی نہیں کہا گویہ کلمہ اب بعض غالی ایجاد کر رہے ہیں۔

(۱۰)

# باب دہم

# کیا حضرت مسیح موعود نے عقیدۂ نبوت میں تبدیلی کی

اس کے متعلق بھی میں بہت کچھ لکھ چکا ہوں۔ بالخصوص غلطی کے ازالہ کے متعلق اس کتاب میں بھی ذکر آچکا ہے۔ اور تمہید میں تو بہت تفصیل کے ساتھ اس پر بحث ہے۔ تبدیلی کے لیئے کوئی اعلان ہونا چاہیئے۔ وہ ہم مانگتے ہیں۔ اس کا پتہ نہیں بتایا جاتا۔ بلکہ گول مول بات کر کے یوں کہا جاتا ہے کہ ۱۹۰۰ء میں ہی تبدیلی شروع ہو گئی تھی۔ مگر پورا فیصلہ نومبر ۱۹۰۱ء میں ہوا۔ عجیب تماشہ ہے۔ وہ کونسا مسئلہ تھا۔ جو دو سال زیر غور رہا۔ اور اس پر مشورے ہوتے رہے کم از کم میں تو خود بھی ۱۹۰۰ء و ۱۹۰۱ء میں وہیں تھا۔ میں نے تو کبھی نہ دیکھا نہ سُنا کہ دو سال مرزا صاحب اس بات کو سوچ رہے ہیں کہ نبوت کا وہ عقیدہ درست ہے جو شائع کر چکے ہیں یا کوئی اور بنا کر پیش کریں۔ میاں صاحب کے مریدوں میں سے کوئی قسم کھا کر کہدے کہ ہاں ۱۹۰۰ء و ۱۹۰۱ء میں ایسے مشورے ہوا کرتے تھے۔ تبدیلی تو صرف اس قدر ہوئی تھی۔ کہ ہم درحقیقت مجدد نہیں تھے نبی تھے۔ اس میں دو سال کس بات کو سوچنے لگ گئے۔ آپ کو یہ خیال ہوگا۔ کہ جس طرح آپ نے تدریجاً جماعت کو نبوت کے مسئلہ میں پھنسا کر تباہ کیا ہے۔ یہی چالیں مرزا صاحب بھی کرتے ہونگے۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ دیکھو بارہ یا چودہ سال تک جو شخص ایک خاص عقیدہ قائم کر کے اُس کی تعلیم دے اُس پر اپنی جماعت کی بنیاد رکھے۔ ایک جماعت بنائے پیشوا کہلائے۔ خدا سے الہام پانے کا دعوٰے کرے۔ قرآن اور حدیث کے دلائل سے ہزاروں صفحے بھر دے۔ اس کے اس عقیدہ کی تبدیلی کا اعلان بھی کھلم کھلا ہونا چاہیئے۔ مگر کیا کوئی شخص حلف اُٹھا کر کہہ سکتا ہے۔ کہ مجھے یاد ہے۔ کہ ۱۹۰۱ء میں میں نے سمجھ لیا تھا۔ کہ اب مرزا صاحب

کہتے ہیں کہ میں نے اپنے آپ کو مجددوں میں شامل کرنے میں غلطی کی۔ میں درحقیقت نبیؐ ہوں۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ سوائے دعوائے مسیح موعود کے کوئی انقلاب عظیم آپ کی زندگی میں اس عرصہ میں آیا تھا۔ پھر جو مخالفوں کو قسمیں کھا کھا کر یقین دلاتے تھے۔ اور اُنکو افترا کا الزام دیتے تھے۔ اب وہ قسمیں کھانے میں اور الزام دینے میں خود نعوذ باللہ من ذالک جھوٹے ثابت ہوئے یا نہیں۔ جانتے ہو کسی مومن پر افترا کا جھوٹا الزام لگانے والا کیسا ہوتا ہے۔ جھوٹی قسمیں کھانے والا کیسا ہوتا ہے۔ افسوس کہ آپ ہم کو غیروں کے ساتھ ملنے کا الزام دیتے ہیں۔ مگر آپ خود تو مرزا صاحب کے مکفرین کے ساتھ جا ملے کہ جو وہ کہتے تھے اور جس کا انکار مرزا صاحب کرتے تھے وہ اب آپ کرنے لگے۔

یہاں میری غرض صرف اس حوالہ حقیقۃ الوحی کو دیکھنا ہے۔ جس پر تبدیلیٔ عقیدہ کی ہوائی عمارت کی بُنیاد ہے۔ یہ عبارت حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۱۴۸ سے ۱۵۰ تک ہے۔ اس ساری کو نقل کرنے کی ضرورت نہیں۔ میں اس خاص حصہ کو نقل کرتا ہوں۔ یہاں ایک سوال ہے۔ کہ تریاق القلوب میں آپ نے اپنے آپ کو مسیح پر جزئی فضیلت دی ہے۔ مگر بعد میں دافع البلاء میں (کیونکہ ریویو کا مضمون دافع البلاء سے ہی نقل کیا ہے) آپ نے لکھا ہے کہ میں "اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہوں" ان دونوں باتوں میں تناقض ہے۔ اس کا جواب حضرت مسیح موعود نے دیا ہے۔

"یاد رہے کہ اس بات کو اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ مجھے ان باتوں سے نہ کوئی خوشی ہے نہ کچھ غرض کہ میں مسیح موعود کہلاؤں یا مسیح ابن مریم سے اپنے تئیں بہتر ٹھیراؤں ..... یہ اسی قسم کا تناقض ہے کہ جیسے براہین احمدیہ میں میں نے یہ لکھا تھا کہ مسیح ابن مریم آسمان سے نازل ہوگا۔ مگر بعد میں یہ لکھا کہ آنے والا مسیح میں ہی ہوں ...... اسی طرح اوائل میں میرا یہی عقیدہ تھا کہ مجھ کو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہے۔ وہ نبی ہے اور خدا کے بزرگ مقربین میں سے ہے۔ اور اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا تو میں اُس کو جزئی فضیلت قرار دیتا تھا۔ مگر بعد میں جو خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی اُس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا۔ مگر اس طرح سے کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے اُمتی اور جیسا کہ میں نے نمونہ کے طور پر بعض

عبارتیں خدا تعالیٰ کی وحی کی اس رسالہ میں بھی لکھی ہیں ۔ ان سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ مسیح ابن مریم کے مقابل پر خدا تعالیٰ میری نسبت کیا فرماتا ہے میں خدا تعالیٰ کی تیئیس برس کی متواتر وحی کو کیونکر رد کر سکتا ہوں" ۔

اختصار اور سہولت کے لئے میں اس بحث کو چند سوالوں پر تقسیم کرتا ہوں :-

**اول** ۔ کیا اس سوال و جواب میں عقیدہ نبوت کی تبدیلی کا کوئی ذکر ہے ؟

**دوم** ۔ جس تبدیلی کا اس میں ذکر ہے ۔ اس کے دو زمانے کون سے ہیں ؟

**سوئم** ۔ کیا حضرت مسیح موعود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر کلی فضیلت کا دعویٰ کیا ہے اور کب!

سوال اول کا جواب یہ ہے کہ سائل کا سوال محض فضیلت کے متعلق ہے ۔ نہ نبوت کے متعلق اس نے یہ دریافت نہیں کیا ۔ کہ آپ پہلے اپنی نبوت سے انکار کرتے تھے ۔ اب اس کا اقرار کرتے ہیں نہ صرف اس سائل کے سوال میں ہی یہ امر نہیں بلکہ حضرت مسیح موعود پر جس قدر اعتراض کئے ہیں عجیب بات ہے کہ ان میں یہ اعتراض ایک دفعہ نہیں ہوا کہ آپ پہلے اپنی نبوت کا انکار کرتے تھے اب اقرار کرتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ خیال جو آج میاں صاحب کے دل میں پیدا ہوا ہے وہ نہ کبھی مسیح موعود کے پیرووں کے دل میں پیدا ہوا نہ مخالفوں کے دل میں نہ کبھی کسی دوست نے یہ سمجھا ۔ کہ حضرت مسیح موعود نے اپنا عقیدہ دربارہ نبوت تبدیل کر لیا ہے نہ کبھی کسی دشمن کو یہ اعتراض سوجھا کہ مرزا صاحب نے عقیدہ نبوت میں تبدیلی کر لی ہے سوا اس کے ایک حافظ محمد یوسف امرتسری نے ایک غلطی کا ازالہ نکلنے پر یہ اعتراض کیا تھا ۔ کہ اس میں آپ نے نبوت کا دعوے کیا ہے ۔ کیونکہ یہ شخص پہلے حسن ظن رکھنے والوں میں تھا مگر اسکو اسی وقت مولوی سید محمد احسن صاحب نے جواب دے کر الحکم میں شائع بھی کر دیا جس میں یہ قطعی طور پر ثابت کیا گیا ہے ۔ کہ غلطی کے ازالہ میں کوئی نیا دعوے نہیں ۔ بلکہ اٹھارہ یا بیس جگہ نبوت کا انکار دکھایا گیا ہے ۔ اور جزئی نبوت کا وہی پہلا دعوے موجود ہونا دکھایا گیا ہے ۔ مگر جو مخالف تھے وہ شروع سے ہی حضرت مسیح موعود کا دعوے نبوت کا سمجھتے تھے جیسے کہ آپ کی کثیر التعداد تحریروں سے ظاہر ہے جن میں بار بار یہ فرمایا ہے ۔ کہ میری طرف دعوے نبوت منسوب کرنا مجھ پر افترا ہے ۔ غرض اول تو یہ اعتراض ہی کبھی نہیں ہوا ۔ اور اگر کسی ایک آدھ آدمی نے کیا بھی ہو تو حضرت مسیح موعود نے اسکو اس قدر وقعت بھی نہیں دی ۔ کہ اس کا جواب اپنی کسی کتاب میں دیا ہو ۔ پس تبدیلی عقیدہ

نبوت کا ذکر نہ یہاں ہے نہ کہیں اور حضرت صاحب کی تحریروں میں ہے +

اگر یہ کہا جائے کہ اس جواب میں یہ لفظ بھی تو ہیں کہ صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا۔ تو اس سے یہ کہاں نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ عقیدہ نبوت میں آپ نے تبدیلی بھی کی۔ ان الفاظ سے کوئی عقلمند یہ نتیجہ نہیں نکال سکتا کہ پہلے میرا عقیدہ دربارہ نبوّت کچھ اور تھا بعد میں کچھ اور ہو گیا۔ تو یہ کس قدر ظلم ہے۔ کہ نہ تبدیلی عقیدہ نبوّت کا سوال۔ نہ جواب میں ایک حرف تک تصریح کے ساتھ لکھا ہے۔ کہ میں نے عقیدہ نبوّت میں کبھی تبدیلی کر لی تھی۔ نہ اور کہیں آپ کی کتابوں میں تبدیلیٔ عقیدہ نبوّت کا ذکر نہ کوئی اعلان کبھی تبدیلیٔ عقیدہ نبوّت کا آپ کی طرف سے شائع ہؤا نہ آپ کی ڈائری میں تبدیلیٔ عقیدہ نبوت کا کوئی ذکر پایا جاتا ہے نہ جماعت میں سے کوئی قسم کھا کر کہہ سکتا ہے۔ کہ فلاں وقت حضرت صاحب نے میرے سامنے یہ ذکر کیا تھا۔ کہ میں نے عقیدہ نبوّت میں تبدیلی کر لی ہے۔ مگر باوجود اس کے ایک شخص جس کی عمر اس مزعومہ تبدیلی کے وقت شاید بارہ یا تیرہ سال کی ہو گی اُٹھتا ہے اور کہہ دیتا ہے کہ حضرت مسیح موعود نے نومبر ۱۹۰۱ء میں اپنا عقیدہ نبوّت تبدیل کر لیا تھا۔ اور اس ایک آواز پر چاروں طرف سے آوازیں اُٹھتی ہیں کہ مسیح موعود نے اپنا عقیدہ نبوّت تبدیل کر لیا تھا۔ آؤ خدا کا خوف کرو تقلید کی پٹی آنکھوں سے اُتار دو اپنی عقل سے کام لو دیکھو۔ یہ میرے مطالبات ہیں تبدیلیٔ عقیدہ نبوت کا نام لینے سے پہلے ان میں سے کسی ایک مطالبہ کو ہی پُورا کر دو +

۱۔ حضرت مسیح موعُود نے کوئی اعلان کیا ہو۔ کہ آج میں اپنا عقیدہ نبوت تبدیل کرتا ہوں۔ اور پہلی کتابوں کو منسُوخ کرتا ہوں +

۲۔ آپ نے کسی اپنی تحریر میں یہ لکھا ہو کہ میں نے اپنا عقیدہ نبوّت تبدیل کر لیا تھا

۳۔ آپ کی کسی ڈائری میں یہ مذکور ہو کہ آپ نے فرمایا۔ میں نے عقیدہ نبوت تبدیل کر لیا ہے۔

۴۔ کوئی دوست یا دشمن قسم کھا کر کہہ دے کہ مرزا صاحب نے فلاں وقت میرے سامنے یہ لفظ کہے کہ میں نے اپنا عقیدہ نبوّت تبدیل کر لیا ہے۔ اور اپنی پہلی کتابوں کو منسُوخ کر دیا ہے +

۵۔ کسی دوست کو یا دشمن کو کوئی خط لکھا ہو کہ جس میں یہ ذکر ہو کہ میں نے اپنا عقیدہ نبوت تبدیل کر لیا ہے۔

اگر عقیدۂ نبوت میں تبدیلی کی تو یہ ایک واقعہ ہے اور اس واقعہ کی شہادت ان چار صورتوں سے ہی ہو سکتی ہے میری یا کسی کی سمجھ بھی کوئی چیز نہیں۔ واقعات کی شہادت دو۔ کہ کس کے سامنے حضرت مسیح موعود نے ایسا لکھا یا کہا۔ تمہارے پاس آپ کی تحریروں کے کتنے ہزار صفحات ہیں۔ تمہارے پاس اخباروں میں ڈائریاں ہیں تمہارے پاس مسودے ہیں۔ تمہارے مریدین اس جلسہ میں جمع ہوتے ہیں کسی سے حلفاً لا دو۔ تمہارے پاس حضرت مسیح موعود کے خطوط کے ذخیرے ہیں۔ فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار۔ مسیح موعود پر افترا کا بارگراں اپنی گردن پر مت لو۔ کچھ خدا کا خوف کرو +

اصل سوال تو یہیں طے ہو جاتا ہے۔ مگر باقی دو سوالوں پر بھی تھوڑی سی روشنی ڈالنا مفید ہوگا۔ جس تبدیلی کا یہاں ذکر ہے اس کے دو زمانے کون سے ہیں۔ سائل کا سوال تو خود غلط ہے۔ تریاق القلوب اس کے پاس اکتوبر ۱۹۰۲ء میں پہنچتی ہے۔ ریویو جون ۱۹۰۲ء میں تریاق القلوب کے اوپر جو تاریخ لکھی ہے۔ وہ ۲۵ اکتوبر ۱۹۰۲ء ہے۔ پس اس کا یہ کہنا کہ پہلے تریاق القلوب میں یوں لکھا۔ پھر ریویو میں یوں لکھا۔ واقعات سے جھوٹا ثابت ہوتا ہے۔ مگر مسیح موعود کا یہ کام نہ تھا۔ کہ ان چھوٹی چھوٹی باتوں پر صفحات کے صفحات سیاہ کرنے بیٹھتے میاں صاحب نے تو بیانات مریدین سے حقیقۃ النبوۃ کے بہت ورق سیاہ کر دیئے۔ مگر حضرت صاحب نے اسبات کی پروا بھی نہیں کی۔ اور یہ کہنا کہ اس معترض کو یہ علم ہوگا کہ تریاق القلوب پہلے لکھ کر رکھی ہوئی تھی۔ اور بھی جہالت ہے۔ خود میاں صاحب کو تو علم نہ ہوا اور القول الفصل میں صاف لکھ دیا کہ تریاق القلوب ۱۹۰۲ء کی کتاب ہے اور پہلے تبدیلی عقیدہ کی حد فاصل بھی ۱۹۰۲ء کو قرار دیا۔ چنانچہ یہی اسکی صحیح تاریخ قرار دیکر وہاں پر منسوخی کا فتویٰ ۱۹۰۲ء سے صادر ہوتا ہے۔ بعد میں مریدوں کی شہادتوں نے ۱۹۰۱ء کرا دیا چنانچہ القول الفصل کے صفحہ ۲۴ پر صاف لکھا ہے "پس ۱۹۰۲ء سے پہلے کی کسی تحریر سے حجت پکڑنا جائز نہیں" اور پھر حقیقۃ النبوۃ میں یہ جھوٹ بولا کہ مجھے اس وقت بھی علم تھا۔ مگر اس ڈر سے کہ بحث نہ چھڑ جائے یوں لکھ دیا۔ گویا آپ بحث چھڑنے کے ڈر سے بھی جھوٹ لکھ دیا کرتے تھے۔ بات کیا تھی۔ وہاں ایک سطر کا نوٹ دیدیتے۔ مگر افسوس کہ غلطی کے اعتراف کی بجائے ایک جھوٹ بول کر اپنے آپ کو غلطی سے پاک کرنا چاہا ہے۔ جس سے میاں صاحب کی قلبی کیفیت کا پتہ لگتا ہے۔ غرض چونکہ زمانہ کی تقسیم کے لحاظ سے سائل کا سوال ہی غلط تھا اسلئے حضرت مسیح موعود نے

زمانہ کی تقسیم کا جو ذکر سوال میں تھا۔ اسکو بالکل ترک کر دیا اور عام پیرایہ میں جواب دیا اسلئے ہم صرف جواب کو دیکھیں گے۔ کہ اس جواب میں زمانہ کی تقسیم کس لحاظ سے ہے۔ اِس میں شروع جواب میں ہی دو فقرے قابل غور ہیں۔ اول یہ کہ اوائل میں میرا یہی عقیدہ تھا۔ اور دوسرے وہ عقیدہ کیا تھا۔ مجھ کو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہے۔

اب اوائل کے لفظ کو لو۔ ایک شخص ۱۹۰۶ء میں ایک کتاب لکھنے بیٹھتا ہے۔ کیا وہ اُس زمانہ کو جس پر ابھی چار برس گذرے ہیں اوائل کا زمانہ کہہ سکتا ہے۔ کوئی عقلمند اس تاویل کو قبول نہیں کر سکتا۔ اوائل کے زمانہ سے مراد کوئی بہت پہلا زمانہ اس شخص کا لیا جا سکتا ہے۔ پھر آگے لکھا ہے۔ بعد میں جو خدا کی وحی بارش کی طرح نازل ہوئی۔ اب لازمًا یہ بعد کی وحی سے مُراد اوائل سے بعد کی ہے۔ اسلئے اگر میاں صاحب کے معنے اوائل والے قبول کیئے جائیں تو ۱۹۰۱ء کے بعد کی وحی لینی پڑیگی۔ جس کو ۱۹۰۶ء تک پانچ سال بنتے ہیں۔ مگر اور آگے چلکر آپ خود ہی اس وحی کی میعاد تئیس سال بتاتے ہیں۔ تو پس معلوم ہوا کہ نہ صرف اوائل کا لفظ ہی لمبے زمانہ کو چاہتا ہے بلکہ حضرت صاحب کی کھلی تصریح اس بات کا قطعی فیصلہ کرتی ہے کہ اس سے مُراد دعوے مسیحیت سے پہلے کا زمانہ ہے؛

دوسرا امر جو اِس زمانہ کا فیصلہ کرتا ہے وہ حضرت صاحب کے یہ لفظ ہیں یا سوانت یعنی اوائل کے زمانہ میں میرا یہ عقیدہ تھا۔ کہ مجھ کو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت۔ اب آؤ اور خدا کے خوف کو دل میں لے کر یہ فیصلہ کرو۔ کہ وہ کونسا زمانہ تھا۔ جب آپ اپنے آپ کو مسیح ابن مریم سے کوئی نسبت نہ دیتے تھے۔ کیا یہ زمانہ دعوے سے پہلے کا تھا یا دعوے مسیحیت کے بعد کا۔ کیا جب مسیح موعود ہونے کا دعوے کیا تو اس وقت اپنی مسیح ابن مریم سے کوئی نسبت نہ سمجھتے تھے کیا انہی دلیلوں پر خوش ہوتے ہو کہ ہم نے نبوت میں بھی فضیلت میں بعد دعوی کے تبدیلی ثابت کر دی۔ اور اگر آپ لوگ انکو ابھی تک سے تو میں حضرت مسیح موعود کے اس الہامی قصیدہ کی طرف توجہ دلاتا ہوں جسکو غالبًا آپ نے کہا۔ ایک جگہ فرماتے ہیں

اینک منم کہ حسب بشارات آمدم  عیسےٰ کجاست تا بنہد پا بہ منبرم

عیسےٰ کہاں ہے کہ میرے منبر پر پاؤں رکھے۔ دوسری جگہ فرماتے ہیں ؎

چوں کافر از ستم بہ پرستند مسیح را  غیورئیے خدا بسرش کرد ہمسرم

جب کافر ظلم کی رُو سے مسیح کی پرستش کرتے ہیں تو خدا کی غیوری نے مجھے اس کا ہمسر کر دیا کیا یہ الفاظ بتاتے ہیں۔ کہ اب تک آپ اپنی مسیح مریم سے کوئی نسبت ہی نہ سمجھتے تھے اور

جو مضمون اِس شعر میں ادا کیا ہے وہی دوسرے الفاظ میں حقیقت الوحی کے صفحہ ۱۵۰ پر فضیلت کی وجہ میں بیان کیا ہے:۔

"آسمان پر خدا تعالیٰ کی غیرت عیسائیوں کے مقابل پر بڑا جوش مار رہی ہے … پس خدا دکھلاتا ہے کہ اس رسول کے ادنیٰ خادم اسرائیلی مسیح ابن مریم سے بڑھ کر ہیں"۔

پس معاملہ تو صاف ہے پھر اور آگے چلو سراج منیر میں صاف لکھا ہے۔

"اور یہ سچ ہے کہ میں خدا کا فضل اپنے پر مسیح سے کم نہیں دیکھتا"۔ صفحہ ۴۔

کیا یہ بعینہٖ وہی لفظ نہیں جو حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۱۵۰ پر لکھے ہیں:۔

"اس لئے خدا نے چاہا کہ مجھے اُس سے کم نہ رکھے"۔

پھر اسی سراج منیر میں یہ بھی موجود ہے۔ صفحہ ۴

"اس کو کیا کہو گے جو کہہ گیا۔ ھو افضل من بعض الانبیاء"۔

اب فرمائیے۔ یہاں تو سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے انبیاء پر فضیلت کے مدعی ہیں آہ افسوس آتا ہے کہ یہ کس قسم کا علم ہے کہ مسیح موعود کچھ لکھتے ہیں اس پر تو کوئی کان نہیں دھرتا اور ایک آواز جو غیر مامور کے مُنہ سے نکل گئی۔ سب نے اسی سُر پر اپنی آواز کو درست کر لیا۔

اب میں چند الفاظ میں تیسرے سوال کو ختم کرتا ہوں۔ یاد رکھو اور خوب یاد رکھو کہ حضرت مسیح موعود نے فضیلت کا دعویٰ تو ضرور کیا ہے۔ مگر فضیلت کُلّی کا دعویٰ ہرگز نہیں کیا۔ کسی تحریر میں کسی تقریر میں فضیلت کُلّی کا لفظ نہیں دکھایا جاسکتا۔ اور کرتے بھی کس طرح کیا مسیح ابن مریم صاحب کتاب رسول نہ تھے۔ کیا یہ فضیلت نہ تھی۔ کیا نبیوں کو اللہ تعالےٰ کا اپنے ہاتھ سے بغیر اتباع کسی انسان کے پاک کرنا یہ کوئی فضیلت نہیں۔ ہاں "تمام شان میں بڑھ کر" ہونے کے معنے یہ نہیں کہ فضیلت کُلّی ہے۔ کیونکہ اگر یہ معنے ہوتے تو اپریل سنہ ۱۹۰۲ء میں تو دافع البلا میں یہ لکھیں کہ مسیح کو مجھ پر فضیلت کُلّی ہے۔ اور مئی سنہ ۱۹۰۲ء میں اپنی قلم سے ریویو میں یہ لکھیں کہ:۔

"ایسا ہی مثیل عیسیٰ بھی بہت سی باتوں میں عیسیٰ سے بڑھ کر ہے۔ اور یہ جزئی فضیلت ہے۔ جس کو خدا چاہتا ہے دیتا ہے" (ریویو مئی سنہ ۱۹۰۲ء)

اب اگر تمام شان سے مراد فضیلت کُلّی تھی تو اگلے مہینہ پھر کس طرح جزئی فضیلت

ہوگئی۔ اسیطرح ۱۹۰۷ء کی ڈائریوں میں جزئی فضیلت کا اعتراف پایا جاتا ہے پس تریاق القلوب کا مذہب منسوخ نہیں۔ بلکہ وہی حق ہے۔ وہاں بھی اپنے آپ کو اکمل قرار دے کر پھر تشریح کی ہے۔ کہ باایں بھی یہ فضیلت جزئی ہے۔ تمام شان سے کیا مطلب ہے، اس کی تشریح بھی خود حقیقۃ الوحی کرتی ہے صفحہ ۱۵۴

آنے والا مسیح جو آخری زمانہ میں آئیگا اپنے جلال اور قوی نشانوں کے لحاظ سے پہلے مسیح یا پہلی آمد سے افضل ہے .... آخری زمانہ کے مسیح کو اسکے کارناموں کی وجہ سے افضل قرار دیا ہے"

یہی حق ہے جو چاہے قبول کرے۔ وآخر دعوینا ان الحمد للہ رب العلمین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

# ضمیمہ النبوۃ فی الاسلام

## حوالجات کتب حضرت مسیح موعود متعلق مسئلہ نبوت

براہین احمدیہ حاشیہ نمبر ۱ صفحہ ۲۵۴

مسلم اور غیر مسلم کے خوابوں میں فرق

اور اس جگہ یاد رہے کہ اگرچہ کبھی کبھی ایسے لوگ بھی کہ جو مذہب اسلام سے خارج ہیں۔ کوئی کوئی سچی خواب دیکھ لیتے ہیں۔ مگر ان میں اور مسلمانوں کے خوابوں میں کہ جو خدا کے رسول مقبول کا کامل اتباع اختیار کرتے ہیں کئی طور سے صریح فرق ہے۔ منجملہ ان فرقوں کے ایک یہ ہے کہ مسلمانوں کو سچی خوابیں کثرت سے آتی ہیں۔ جیسا ان کی نسبت خدا تعالیٰ نے آپ وعدہ دے رکھا ہے۔ اور فرمایا ہے لھم البشریٰ فی الحیوۃ الدنیا لیکن کفار اور منکرین اسلام کو اس کثرت سے سچی خوابیں ہرگز نصیب نہیں ہوتیں بلکہ ان کا ہزارم حصہ بھی نصیب نہیں ہوتا۔ چنانچہ اس کا ثبوت ہماری ان ہزارہا سچی خوابوں کے ثبوت سے ہو سکتا ہے۔ جن کو ہم نے قبل از وقوع صدہا مسلمانوں اور ہندوؤں کو بتلا دیا ہے۔ اور جن کے مقابلہ سے غیر قوموں کا عاجز ہونا ہم ابتدا سے دعویٰ کر رہے ہیں +

کثرت

اہم امور

اور ایک یہ فرق ہے کہ مسلمان کی خواب اکثر اوقات نہایت عالیشان اور مہمات عظیمہ کی بشارت اور خوشخبری پر مشتمل ہوتی ہے۔ اور کافر کی خواب اکثر اوقات امور خسیسہ میں اور ہیچ اور

بے قدر ہوتی ہے۔ اور ذلت اور ناکامی کے مکروہ آثار اس میں نمودار ہوتے ہیں۔ اور اس کے
ثبوت کے لئے بھی ہماری ہی خوابوں پر بہ نظر انصاف غور کرنا کافی ہے۔ اور اگر کوئی منکر ہو تو ایسی
عالیشان خوابیں کسی غیر مذہب کی ہمارے سامنے پیش کر کے اور ثابت کر کے دکھلاوے۔ اور
ایک فرق یہ ہے کہ مسلمان کی خواب نہایت راست اور منکشف ہوتی ہے۔ اور کامل مسلمان
کو بہت ہی کم اتفاق ہوتا ہے کہ اس کی خواب بے اصل اور اضغاث احلام میں داخل ہو کیونکہ
وہ پاک دل اور پاک مذہب ہے۔ اور حضرت احدیت سے سچا رابطہ رکھتا ہے۔ برخلاف منکر
اسلام کے کہ جو بباعث ناپاک دلی اور ناراستیٔ مذہب کے گویا ایک نجاست میں پڑا ہوا ہے اس
کو بہت ہی کم اتفاق ہوتا ہے کہ اس کی کوئی خواب سچی ہو۔ پھر تجربہ سے یہ بھی ثابت ہوا ہے کہ
اگر کسی منکر اسلام کی شاذ و نادر کوئی بعض خواب کبھی سچی بھی ہو تو اس میں یہ شرط ہے کہ وہ منکر کوئی معاند
پادری یا پنڈت نہ ہو بلکہ کوئی سیدھا سادہ ہندو یا غریب عیسائی ہو جس کو اپنے مذہب پر کچھ ایسا
اعتقاد نہ ہو نہ اسلام سے کچھ بغض و کینہ ہو۔ اور پھر یہ بھی تجارب کثیرہ سے ثابت ہوا ہے کہ جو کسی غریب
ہندو یا عیسائی کی کبھی کسی حالت میں خواب سچی ہو جائے تو وہ خطا اور غلطی کی آمیزش سے بکلی پاک
اور صاف نہیں ہوتی۔ بلکہ کچھ نہ کچھ کمی بیشی اور پراگندگی اور افراط تفریط ضرور اس میں ہوتا ہے ہم کو
یاد ہے کہ محرم ۱۲۹۹ ہجری کی پہلی یا دوسری تاریخ میں ہم کو خواب میں یہ دکھائی دیا کہ کسی صاحب نے مدد
کتاب کے لئے پچاس روپیہ روانہ کئے ہیں۔ اسی رات آریہ صاحب نے بھی ہمارے
لئے خواب دیکھی کہ کسی نے مدد کتاب کے لئے ہزار روپیہ روانہ کیا ہے۔ اور جب انہوں نے
خواب بیان کی تو ہم نے اسی وقت ان کو اپنی خواب بھی سنا دی اور یہ بھی کہہ دیا کہ تمہاری خواب
میں انیس حصے جھوٹ مل گیا ہے۔ اور یہ اسی کی سزا ہے کہ تم ہندو اور دین اسلام سے خارج ہو

براہین احمدیہ حاشیہ نمبر ۱۱ صفحہ نمبر ۵۴۱

سو اب منصفان حق پسند خود سوچ سکتے ہیں کہ جس حالت میں حضرت خاتم الانبیاء کے ادنیٰ
خادموں اور کمترین چاکروں سے ہزارہا پیش گوئیاں ظہور میں آتی ہیں اور خوارق عجیبہ ظاہر ہوتے
ہیں تو پھر کس قدر بے حیائی اور بے شرمی ہے کہ کوئی کور باطن آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
کی پیش گوئیوں سے انکار کرے۔

اولیاء اللہ سے ہزارہا پیش گوئیاں ظہور میں آتی ہیں

براہین احمدیہ حاشیہ نمبر ۴ صفحہ ۵۴۵

یاد رکھنا چاہئے کہ عدم علم سے عدم شئے لازم نہیں آتا۔ کیا ممکن نہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

صحابہ کرام کے الہامات کیوں قلمبند نہیں ہوئے

نے اس قسم کے الہامات پائے ہوں ۔مگر مصلحت وقت سے عام طور پر ان کو شایع نہیں کیا۔ اور خداتعالیٰ کو ہر ایک نئے زمانہ میں نئے نئے مصالح ہیں۔ پس نبوت کے عہد میں مصلحت ربانی کا یہی تقاضا تھا کہ جو غیر نبی ہے اس کے الہامات نبی کی وحی کی طرح قلمبند نہ ہوں تا غیر نبی کا نبی کے کلام سے تداخل واقع نہ ہو جائے۔ لیکن اس زمانہ کے بعد جس قدر اولیاء اور صاحب کمالات باطنیہ گذرے ہیں ان سب کے الہامات مشہور و متعارف ہیں کہ جو ہر ایک عصر میں قلمبند ہوتے چلے آئے ہیں۔ اس کی تصدیق کے لئے شیخ عبدالقادر جیلانی اور مجدد الف ثانی کے مکتوبات

اولیاء اللہ کے الہامات کی کثرت

اور دوسرے اولیاء اللہ کی کتابیں دیکھنی چاہئے کہ کس کثرت سے ان کے الہامات پائے جاتے ہیں۔ بلکہ امام ربانی صاحب اپنے مکتوبات کی جلد ثانی میں جو مکتوب پنجاہ و یکم ہے اس میں صاف لکھتے ہیں کہ غیر نبی بھی مکالمات و مخاطبات حضرت احدیت سے مشرف ہو جاتا ہے۔ اور ایسا شخص محدث کے نام سے موسوم ہے۔ اور انبیاء کے مرتبہ سے اس کا مرتبہ قریب واقعہ ہوتا ہے۔ ایسا

غیر نبی کو مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ ہوتا ہے۔

ہی شیخ عبدالقادر جیلانی صاحب نے فتوح الغیب کے کئی مقامات میں اس کی تصریح کی ہے اور اگر اولیاء اللہ کے ملفوظات اور مکتوبات کا تجسس کیا جائے تو اس قسم کے بیانات ان کے کلمات میں بہت سے پائے جائیں گے۔ اور امت محمدیہ میں محدثیت کا منصب اس قدر بکثرت ثابت ہوتا ہے جس سے انکار کرنا بڑے غافل اور بے خبر کا کام ہے۔ اس امت میں آجتک ہزارہا اولیاء

اولیاء اللہ کے خوارق اور کرامات بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہیں۔

اللہ صاحب کمال گذرے ہیں جن کی خوارق اور کرامات بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ثابت اور متحقق ہو چکی ہیں۔ اور جو شخص تفتیش کرے اس کو معلوم ہوگا کہ حضرت احدیت نے جیسا کہ اس امت کا خیر الامم نام رکھا ہے۔ ایسا ہی اس امت کے اکابر کو سب سے زیادہ کمالات بھی بخشے ہیں جو کسی طرح چھپ نہیں سکتے۔ اور ان سے انکار کرنا ایک سخت درجہ کی حق پوشی ہے۔ اور نیز ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ الزام کہ صحابہ کرام سے ایسے الہامات ثابت نہیں ہوئے بالکل بیجا اور غلط ہے۔ کیونکہ احادیث صحیحہ کے رو سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے الہامات اور خوارق

صحابہ کرام کے الہامات اور خوارق بکثرت ہیں

بکثرت ثابت ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ساریہ کے لشکر کی خطرناک حالت سے باعلام الٰہی مطلع ہو جانا جس کو بیہقی نے ابن عمرؓ سے روایت کیا ہے۔ اگر الہام نہیں تھا تو اور کیا تھا۔ اور پھر ان کی یہ آواز کہ یا ساریۃ الجبل الجبل مدینہ میں بیٹھے ہوئے مونہہ سے نکلنا اور وہی آواز قدرت غیبی سے ساریہ اور اس کے لشکر کو دور دراز مسافت سے سنائی دینا اگر خارق عادت نہیں تھی تو اور کیا چیز تھی۔ اسی طرح جناب علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے بعض الہامات و کشوف

مشہور و معروف ہیں۔ ماسوا اس کے میں پوچھتا ہوں کہ کیا خدا تعالےٰ کا قرآن شریف میں اس بارہ میں شہادت دینا تسلی بخش امر نہیں ہے۔ کیا اس نے صحابہ کرام کے حق میں نہیں فرمایا۔ کنتم خیر امۃ اخرجت للناس پھر جس حالت میں خدا تعالےٰ اپنے نبی کریم کے اصحاب کو امم سابقہ سے جمیع کمالات میں بہتر و بزرگتر ٹھیراتا ہے۔ اور دوسری طرف بطور مشتے نمونہ از خروارے پہلی امتوں کے کاملین کا حال بیان کر کے کہتا ہے کہ مریم صدیقہ والدہ عیسےٰ اور ایسا ہی والدہ حضرت موسےٰ اور نیز حضرت مسیح کے حواری اور نیز خضر جن میں سے کوئی بھی نبی نہ تھا یہ حب ملہم من اللہ تھے۔ اور بذریعہ وحی اعلام اسرار غیبیہ مطلع کئے جاتے تھے۔ تو اب سوچنا چاہئے کہ اس سے کیا نتیجہ نکلتا ہے۔ کیا اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ امت محمدیہ کے کامل متبعین ان لوگوں کی نسبت بوجہ اولیٰ ملہم و محدث ہونے چاہئے۔ کیونکہ وہ حسب تصریح قرآن شریف خیر الامم ہیں۔ آپ لوگ کیوں قرآن شریف میں غور نہیں کرتے۔ اور کیوں سوچنے کے وقت غلطی کھا جاتے ہیں۔ کیا آپ صاحبوں کو خبر نہیں کہ صحیحین سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اس امت کے لئے بشارت دے چکے ہیں کہ اس امت میں بھی پہلی امتوں کی طرح محدث پیدا ہونگے۔ اور محدث بفتح دال وہ لوگ ہیں جن سے مکالمات و مخاطبات الٰہیہ ہوتے ہیں ✦

محدث سے مکالمہ مخاطبہ ہوتا ہے

براہین احمدیہ حاشیہ نمبر ۱۱ صفحہ ۳۵۲

وحی اللہ کے نزول کا اصل موجب خدا تعالےٰ کی رحمانیت ہے۔ کسی عامل کا عمل نہیں۔ اور یہ ایک بزرگ صداقت ہے۔ جس سے ہمارے مخالف برہمو وغیرہ بے خبر ہیں ✦

وحی کا آنا محض صفت رحمانیت کا تقاضا ہے

پھر بعد اس کے سمجھنا چاہئے۔ کہ کسی فرد انسانی کا کلام الٰہی کے فیض سے فی الحقیقت مستفیض ہو جانا اور اس کی برکات اور انوار سے متمتع ہو کر منزل مقصود تک پہنچنا۔ اور اپنی سعی اور کوشش کے ثمرہ کو حاصل کرنا یہ صفت رحیمیت کی تائید سے وقوع میں آتا ہے ✦

سرمہ چشم آریہ۔ حاشیہ صفحہ ۲۲

وہ نبی معصوم اپنی قوت قدسیہ میں نہایت ہی قوی الاثر تھا۔ ایسا کہ نہ کبھی ہوا۔ اور نہ ہوگا

آنحضرت کی قوت قدسیہ کی کوئی نظیر نہیں

سرمہ چشم آریہ صفحہ ۲۳ حاشیہ

لاکھوں مقدسوں کا یہ تجربہ ہے کہ قرآن شریف کے اتباع سے برکات الٰہی دل پر نازل ہوتی ہیں۔ اور ایک عجیب پیوند مولےٰ کریم سے ہو جاتا ہے۔ خدا تعالےٰ کے انوار اور الہام ان کے

قرآن شریف کے اتباع کی برکات لاکھوں مقدسوں نے پائیں

دلوں پر اترتے ہیں۔ اور معارف اور برکات ان کے مونہہ سے نکلتے ہیں۔ ایک قوی توکل ان کو عطا ہوتی ہے اور ایک محکم یقین ان کو دیا جاتا ہے۔ اور ایک لذیذ محبت الٰہی جو لذت وصال سے پرورش یاب ہے ان کے دلوں میں رکھی جاتی ہے۔ اگر ان کے وجودوں کو ہاون مصایب میں پیسا جائے اور سخت شکنجوں میں دیکر نچوڑا جائے تو ان کا عرق بجز حب الٰہی کے اور کچھ نہیں دنیا ان سے ناواقف اور وہ دنیا سے دور تر بلند تر ہیں خدا کے معاملات ان سے خارق عادت ہیں ......... جب وہ دعا کرتے ہیں تو وہ ان کی سنتا ہے۔ جب وہ پکارتے ہیں تو وہ ان کو جواب دیتا ہے۔ جب وہ پناہ چاہتے ہیں تو وہ ان کی طرف دوڑتا ہے۔ وہ باپوں سے زیادہ ان سے پیار کرتا ہے ✤

سرمہ چشم آریہ حاشیہ صفحہ ۲۷

نبیوں کے طریق کا اصل اعظم یہ ہے کہ ایمان کا ثواب تب مترتب اور بارآور ہوگا کہ جب غیب کی باتوں کو غیب ہی کی صورت میں قبول کیا جائے ✤

سرمہ چشم آریہ۔ صفحہ ۱۳۱۔

کشف اور الہام حق الیقین کے مرتبہ پر پہنچانے کے لئے ہے۔

انسان میں کشف اور الہام کے پانے کی بھی ایک قوت مخفی ہے۔ جب عقل انسانی اپنی حد مقرر تک چل کر آگے قدم رکھنے سے رہ جاتی ہے تو اس جگہ خدا تعالیٰ اپنے صادق اور وفادار بندوں کو کمال عرفان اور یقین تک پہنچانے کی غرض سے الہام اور کشف سے دستگیری فرماتا ہے۔ اور جو منزلیں بذریعہ عقل طے کرنے سے رہ گئی تھیں اب وہ بذریعہ کشف اور الہام طے ہو جاتی ہیں۔ اور سالکین مرتبہ عین الیقین بلکہ حق الیقین تک پہنچ جاتے ہیں ✤

سرمہ چشم آریہ صفحہ ۹۴۔

انسان کی قوتیں الٰہی قوتوں کی ظل ہیں۔

حقیقت میں انسان کو جس قدر قوتیں دی گئی ہیں۔ وہ سب الٰہی قوتوں کے اظلال و آثار ہیں۔ جیسے بیٹے کی صورت میں کچھ کچھ باپ کے نقوش آجاتے ہیں۔ ایسا ہی ہماری روحوں میں اپنے رب کے نقوش اور اس کی صفات کے آثار آگئے ہیں ✤

سرمہ چشم آریہ صفحہ ۱۴۳

اصفی واجلی مکالمہ الہیہ

برکات مکاشفات و مکالمہ و مخاطبہ الٰہی وغیرہ خوارق صراط مستقیم پر چلنے سے بے شک خدائے تعالیٰ کی طرف سے فرماں بردار روحوں کو اصفیٰ و اجلیٰ طور پر عطا کی جاتی ہیں ✤

سرمہ چشم آریہ صفحہ ۱۳۷

نبیوں کا رنگ و روپ کس طرح حاصل ہو سکتا ہے

خدا تعالیٰ کی کتابیں اور خدا تعالیٰ کے نبی اسی غرض اور مدعا سے آیا کرتے ہیں کہ تا وہ لوگوں کی آنکھوں کے سامنے نمونہ کی طرح ہو کر ان کو یہ ترغیب و تحریک دیں کہ جو شخص اُن کے نقش قدم پر چلے اور ان کے طریق میں محو ہو جائے۔ وہ آخر انہیں کا روپ ہو جائیگا۔ اور انہیں کے رنگ میں آجائے گا۔

سرمہ چشم آریہ حاشیہ صفحہ ۱۶۴ و ۱۶۵

ابنیت کا مقام ناقص ہے آنحضرت صلعم جمیع صفات الٰہیہ کے اکمل واتم مظہر ہیں

یہ نقطہ محمدیہ ظلی طور پر منبع جمیع مراتب الوہیت ہے۔ اسی وجہ سے تمثیلی بیان میں حضرت مسیح کو ابن سے تشبیہ دی گئی ہے۔ بباعث اسی نقصان کے جو ان میں باقی رہ گیا ہے کیونکہ حقیقت عیسویہ مظہر اتم صفات الوہیت نہیں ہے۔ بلکہ اس کی شاخوں میں سے ایک شاخ ہے۔ برخلاف حقیقت محمدیہ کے کہ وہ جمیع صفات الٰہیہ کا اتم و اکمل مظہر ہے۔ جس کا ثبوت عقلی و نقلی طور پر کمال درجہ پر پہنچ گیا ہے۔ سو اسی وجہ سے تمثیلی بیان میں ظلی طور پر خدائے قادر ذوالجلال سے آنحضرت کو آسمانی کتابوں میں تشبیہ دی گئی ہے جو ابن کیلئے بجائے اَب ہے۔ اور حضرت مسیح کی تعلیم کا اضافی طور پر ناقص ہونا اور قرآنی تعلیم کا سب الہامی تعلیموں سے اکمل واتم ہونا وہ بھی درحقیقت اسی بنا پر ہے کیونکہ ناقص پر ناقص فیضان ہوتا ہے اکمل پر اکمل۔

شحنۂ حق صفحہ ۳۷

اس امت کے الہامات وحی قرآن کے ظل ہیں۔

وہ قرآن شریف ہے جس کی صدہا روحانی خاصیتوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ سچے پیرو اس کے ظلی طور پر الہام پاتے ہیں اور تا دم مرگ رحمت اور برکت ان کے شامل ہوتی ہے سو یہ خاکسار اسی آفتاب حقیقت سے فیض یافتہ اور اسی دریائے معرفت سے قطرہ بردار ہے۔

فتح اسلام صفحہ ۵ طبع دوم

مسیح موعود مجدد ہو کر آیا

اور ایک بندہ کو مصلحت عام کے لئے خاص کر کے بغرض اعلاء کلمہ اسلام و اشاعت نور حضرت خیر الانام اور تائید مسلمانوں کے لئے اور نیز ان کی اندرونی حالت کے صاف کرنے کے ارادہ سے دنیا میں بھیجا۔ تعجب تو اس بات میں ہوتا کہ وہ خدا جو حامی دین اسلام ہے جس نے وعدہ کیا تھا کہ میں ہمیشہ تعلیم قرآنی کا نگہبان رہوں گا۔ اور اُسے سرد اور بے رونق اور بے نور ہونے نہ دوں گا۔ وہ اس تاریکی کو دیکھ کر اور ان اندرونی اور بیرونی

فسادوں پر نظر ڈال کر چپ رہتا اور اپنے اس وعدہ کو یاد نہ کرتا جس کو اپنے پاک کلام میں موکد طور پر بیان کر چکا تھا۔ پھر میں کہتا ہوں کہ اگر تعجب کی جگہ تھی تو یہ تھی کہ اس پاک رسول کی یہ صاف اور کھلی کھلی پیش گوئی خطا جاتی جس میں فرمایا گیا تھا کہ ہر ایک صدی کے سر پر خدا تعالیٰ ایک ایسے بندہ کو پیدا کرتا رہیگا کہ جو اس کے دین کی تجدید کرے گا۔

فتح اسلام صفحہ ۷

اصلاح خلق کے لئے مبعوث ہوئے

میں اس کو بار بار بیان کروں گا۔ اور اس کے اظہار سے میں رک نہیں سکتا کہ میں وہی ہوں جو وقت پر اصلاح خلق کے لئے بھیجا گیا۔ تا دین کو تازہ طور پر دلوں میں قائم کر دیا جائے میں اس طرح بھیجا گیا ہوں جس طرح سے وہ شخص بعد کلیم اللہ مرد خدا کے بھیجا گیا تھا جس کی روح ہیروڈیس کے عہد حکومت میں بہت تکلیفوں کے بعد آسمان کی طرف اٹھائی گئی سو جب دوسرا کلیم اللہ جو درحقیقت میں سب سے پہلا اور سید الانبیا ہے دوسرے فرعونوں کی سرکوبی کیلئے آیا جس کے حق میں ہے انا ارسلنا الیکم رسولا شاھدا علیکم کما ارسلنا الیٰ فرعون رسولا۔ تو اس کو بھی جو اپنی کارروائیوں میں کلیم اول کا مثیل مگر رتبہ میں اس سے بزرگ تر تھا۔ ایک مثیل المسیح قوت اور طبع اور خاصیت مسیح ابن مریم کی پاکر اسی مدت کے قریب جو کلیم اول کے زمانہ سے مسیح ابن مریم کے زمانہ تک تھی۔ یعنی چودھویں صدی میں آسمان سے اترا اور وہ اترنا روحانی طور پر تھا جیسا کہ کمل لوگوں کا صعود کے بعد خلق اللہ کی اصلاح کے لئے نزول ہوتا ہے۔ اور سب باتوں میں اسی زمانہ کے ہم شکل زمانہ میں اترا جو مسیح ابن مریم کے اترنے کا زمانہ تھا تا سمجھنے والوں کے لئے نشان ہو۔

قوت اور طبع اور خاصیت مسیح ابن مریم کی پائی

فتح اسلام حاشیہ صفحہ نمبر ۹

مجدد نائب رسول اور خلیفہ ہوتے ہیں نبیوں اور رسولوں کی تمام نعمتوں کے وارث

جو لوگ خدا تعالیٰ کی طرف سے مجددیت کی قوت پاتے ہیں وہ نرے استخوان فروش نہیں ہوتے بلکہ وہ واقعی طور پر نائب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور روحانی طور پر آنجناب کے خلیفہ ہوتے ہیں۔ خدا تعالیٰ انہیں ان تمام نعمتوں کا وارث بناتا ہے جو نبیوں اور رسولوں کو دی جاتی ہیں۔

فتح اسلام صفحہ ۸ حاشیہ

پس خدائے تعالیٰ نے ان کے لئے بھی ایک ایمان کی تعلیم دینے والا مثیل مسیح اپنی قدرت

کاملہ سے بھیجدیا۔ مسیح جو آنے والا تھا یہی ہے۔ چاہو تو قبول کرو جس کسی کے کان سننے کے ہوں سنے یہ خدا کا کام ہے ✦

فتح اسلام صفحہ ۹ حاشیہ

کلام الٰہی میں استعارہ جو ابراہیم کا دل رکھے وہ ابراہیم ہو جاتا ہے

خدا تعالیٰ ہمیشہ استعاروں سے کام لیتا ہے۔ اور طبع خاصیت اور استعداد کے لحاظ سے ایک کا نام دوسرے پر وارد کر دیتا ہے جو ابراہیم کے دل کے موافق دل رکھتا ہے۔ وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک ابراہیم ہے۔ اور جو عمر فاروق کا دل رکھتا ہے وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک عمر فاروق ہے۔ کیا تم یہ حدیث پڑھتے نہیں کہ اگر اس امت میں بھی محدث ہیں جن سے اللہ تعالیٰ کلام کرتا ہے تو وہ عمر ہے اب کیا اس حدیث کے یہ معنے ہیں کہ محدثیت حضرت عمرؓ پر ختم ہو گئی۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جس شخص کی روحانی حالت عمرؓ کی روحانی حالت کے موافق ہو گی وہی ضرورت کے وقت پر محدث ہو گا۔ چنانچہ اس عاجز کو بھی ایک مرتبہ اس بارے میں الہام ہوا تھا۔ فیک مادۃ فاروقیہ سو اس عاجز کو اور بزرگوں کی فطرتی مشابہت سے علاوہ جس کی تفصیل براہین احمدیہ میں بہ بسط تمام مندرج ہیں حضرت مسیح کی فطرت سے ایک خاص مشابہت ہے ✦

فتح اسلام صفحہ ۱۷ و ۱۸

صحابہ آنحضرت کی عکسی تصویریں تھیں۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی جماعت نے اپنے رسول مقبول کی راہ میں ایسا اتحاد اور ایسی روحانی یگانگت پیدا کر لی تھی کہ اسلامی اخوت کی رو سے سچ مچ عضو واحد کی طرح ہو گئی تھی۔ اور ان کے روزانہ برتاؤ اور زندگی اور ظاہر و باطن میں انوار نبوت ایسے رچ گئے تھے کہ گویا وہ سب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عکسی تصویریں تھے ✦

فتح اسلام صفحہ ۲۶-۲۷

مجدد ولیلۃ القدر میں آتے ہیں

ہر ایک زمانہ کی تاریکی پھیلنے کے وقت میں جو نبی اور رسول اور مصلح آتے رہے۔ کیا اس وقت پہلی کتابیں نہیں تھیں۔ سو بھائیو یہ تو ضروری ہے کہ تاریکی پھیلنے کے وقت روشنی آسمان سے اترے۔ ہر ایک مصلح اور مجدد جو خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے وہ لیلۃ القدر میں ہی اترتا ہے ✦

فتح اسلام صفحہ ۲۷

نبی اور اسکے قائمقام

نبی کی وفات یا اس کے روحانی قائمقام کی وفات کے بعد جب ہزار مہینہ جو بشری عمر

کے دور کو قریب الاختتام کرنے والا اور انسانی حواس کے الوداع کی خبر دینے والا گذر جاتا ہے تو یہ رات اپنا رنگ جمانے لگتی ہے تب آسمانی کارروائی سے ایک یا کئی مصلحوں کی پوشیدہ طور پر تخم ریزی ہو جاتی ہے جو نئی صدی کے سر پر ظاہر ہونے کیلئے اندر ہی اندر تیار ہو رہتے ہیں۔ اسی کی طرف اللہ جل شانہ اشارہ فرماتا ہے کہ لیلۃ القدر خیر من الف شہر یعنی اس لیلۃ القدر کے نور کو دیکھنے والا اور وقت کے مصلح کی صحبت سے شرف حاصل کرنے والا اس اسی برس کے بڈھے سے اچھا ہے ...... جس نے اس نورانی وقت کو نہیں پایا اس لئے کہ اس لیلۃ القدر میں خدا تعالیٰ کے فرشتے اور روح القدس اس مصلح کے ساتھ رب جلیل کے اذن سے آسمان سے اُترتے ہیں نہ عبث طور پر بلکہ اس لئے کہ تا مستعد دلوں پر نازل ہوں +

فتح اسلام صفحہ ۲۸-۲۹

اس زمانہ کا حصن حصین میں ہوں

اس زمانہ کا حصن حصین میں ہوں۔ جو مجھ میں داخل ہوتا ہے وہ چوروں اور قزاقوں اور درندوں سے اپنی جان بچائے گا۔ مگر جو شخص میری دیواروں سے دور رہنا چاہتا ہے ہر طرف سے اس کو موت درپیش ہے! ..... مجھ میں کون داخل ہوتا ہے؟ وہی جو بدی کو چھوڑتا۔ اور نیکی کو اختیار کرتا ہے۔ اور کجی کو چھوڑتا اور راستی پر قدم مارتا ہے۔ اور شیطان کی غلامی سے آزاد ہوتا اور خدا تعالیٰ کا ایک بندہ مطیع بن جاتا ہے۔ ہر ایک جو ایسا کرتا ہے وہ مجھ میں ہے۔ اور میں اس میں ہوں ......... میں نوردین کی بعض دینی خدمتوں کو جو اپنے مال حلال کے خرچ سے اعلاء کلمہ اسلام کے لئے وہ کر رہے ہیں ہمیشہ حسرت کی نظر سے دیکھتا ہوں کہ کاش وہ خدمتیں مجھ سے بھی ادا ہو سکتیں +

توضیح مرام طبع باردوم صفحہ ۷

مجاز کو حقیقت بنانا ایسا ہے جیسے خوبصورت معشوق کو دیو کی شکل میں دکھانا۔

مجازی کلمات کو حقیقت پر اُتارنا گویا ایک خوبصورت معشوق کا ایک دیو کی شکل میں خاکہ کھینچنا ہے۔ بلاغت کا تمام مدار استعارات لطیفہ پر ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے خدا تعالیٰ کے کلام نے بھی جو ابلغ الکلام ہے جس قدر استعاروں کو استعمال کیا ہے۔ اور کسی کے کلام میں یہ طرز لطیفہ نہیں ہے +

توضیح مرام صفحہ ۸۰

مسیح ثانی کسی رنگ کا نبوت کا دعوے نہیں کریگا۔

جناب ختم المرسلین نے مسیح اول اور مسیح ثانی میں مابہ الامتیاز قایم کرنے کے لئے صرف یہی نہیں

فرمایا کہ مسیح ثانی ایک مرد مسلمان ہوگا۔ اور شریعت قرآنی کے موافق عمل کریگا۔ اور مسلمانوں کی طرح صوم و صلوٰۃ وغیرہ احکام فرقانی کا پابند ہوگا۔ اور مسلمانوں میں پیدا ہوگا۔ اور ان کا امام ہوگا۔ اور کوئی جداگانہ دین نہ لائے گا۔ اور کسی جداگانہ نبوت کا دعوےٰ نہیں کریگا +

توضیح مرام صفحہ ۹ و ۱۰

مسیح کا مثیل کس قسم کا نبی ہوسکتا ہے

اگر یہ اعتراض پیش کیا جائے کہ مسیح کا مثیل بھی نبی چاہیئے۔ کیونکہ مسیح نبی تھا۔ تو اس کا اول جواب تو یہی ہے کہ آنے والے مسیح کے لئے ہمارے سید و مولےٰ نے نبوت شرط نہیں ٹھیرائی بلکہ صاف طور پر یہی لکھا ہے کہ وہ ایک مسلمان ہوگا اور عام مسلمانوں کے موافق شریعت فرقانی کا پابند ہوگا اور اس سے زیادہ کچھ بھی ظاہر نہیں کرے گا۔ میں مسلمان ہوں۔ اور مسلمانوں کا امام ہوں۔ ماسوا اس کے اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ عاجز خدا تعالےٰ کی طرف سے اس امت کے لئے محدث ہو کر آیا ہے۔ اور محدث بھی ایک معنے سے نبی ہی ہوتا ہے۔ گو اس کے لئے نبوت تامہ نہیں۔ مگر تاہم جزئی طور پر وہ ایک نبی ہی ہے کیونکہ وہ خدا تعالےٰ سے ہمکلام ہونے کا ایک شرف رکھتا ہے۔ امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جاتے ہیں۔ اور رسولوں اور نبیوں کی وحی کی طرح اس کی وحی کو بھی دخل شیطان سے منزّہ کیا جاتا ہے۔ اور مغز شریعت اس پر کھولا جاتا ہے اور بعینہ انبیاء کی طرح مامور ہو کر آتا ہے۔ اور انبیاء کی طرح اس پر فرض ہوتا ہے کہ اپنے تئیں بآواز بلند ظاہر کرے اور اس سے انکار کرنے والا ایک حد تک مستوجب سزا ٹھہرتا ہے اور نبوت کے معنے بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ امور متذکرہ بالا اس میں پائے جائیں +

ہر محدث جزئی طور پر نبی ہے

جو نبوت اس امت میں جاری ہے وہ محدثیت کے نام سے یا جزئی نبوت کے نام سے پکاری جاتی

اور اگر یہ عذر پیش ہو کہ باب نبوت مسدود ہے۔ اور وحی جو انبیاء پر نازل ہوتی ہے اس پر مہر لگ چکی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ نہ من کل الوجوہ باب نبوت مسدود ہوا ہے اور نہ ہر ایک طور سے وحی پر مہر لگائی گئی ہے۔ بلکہ جزئی طور پر وحی اور نبوت کا اس امت مرحومہ کے لئے ہمیشہ دروازہ کھلا ہے۔ مگر اس بات کو بحضور دل یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ نبوت جس کا ہمیشہ کے لئے سلسلہ جاری رہے گا نبوت تامہ نہیں۔ بلکہ جیسا کہ میں ابھی بیان کر چکا ہوں وہ صرف ایک جزئی نبوّت ہے جو دوسرے لفظوں میں محدثیت کے اسم سے موسوم ہے۔ جو انسان کامل کی اقتدا سے ملتی ہے جو مجمع جمیع کمالات نبوت تامہ ہے۔ یعنے ذات ستودہ صفات حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم

جو نبوت بالواسطہ ملتی ہے وہ جزئی نبوت ہے

| | |
|---|---|
| فاعلم ارشدك الله تعالےٰ۔ ان النبی | ترجمہ۔ سو جان لے اللہ تعالےٰ تجھے |

محدث والمحدث نبی باعتبار حصول
نوع من انواع النبوۃ وقد قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یبق
من النبوۃ الا المبشرات ای لم یبق
من انواع النبوۃ الا نوع واحد وھی
المبشرات من اقسام الرؤیا الصادقۃ
والمکاشفات الصحیحۃ والوحی الذی ینزل
علی خواص الاولیاء والنور الذی یتجلی
علی قلوب قوم موجع فانظر ایھا الناقد
البصیر الفہیم من ھذا اسد باب النبوۃ
علی وجہ کلی بل الحدیث یدل علی
ان النبوۃ التامۃ الحاملۃ لوحی الشریعۃ
قد انقطعت ولکن النبوۃ التی لیس فیھا
الا المبشرات فھی باقیۃ الی یوم
القیامۃ لا انقطاع لھا ابداً وقد علمت
وقرأت فی کتب الحدیث ان الرؤیا
الصالحۃ جزءٌ من ستۃ واربعین
جزءً من النبوۃ ای من النبوۃ التامۃ
فلما کان للرؤیا نصیبا من ھذہ المرتبۃ
فکیف الکلام الذی یوحی من اللہ تعالٰی
الی قلوب المحدثین فاعلم ایدک اللہ
ان حاصل کلامنا ان ابواب النبوۃ
الجزئیۃ مفتوحۃ ابداً ولیس فی ھذا
النوع الا المبشرات والمنذرات من
الامور المغیبۃ او اللطائف القرآنیۃ

ہدایت دے کہ نبی محدث ہے اور محدث بھی ہے
اس اعتبار سے کہ انواع نبوت میں سے ایک نوع
اسے حاصل ہے۔ اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے کہ نہیں باقی رہیں نبوت سے مگر مبشرات
یعنی نبوت کے انواع میں سے صرف ایک
نوع باقی رہ گئی ہے اور وہ مبشرات ہیں از قسم
رؤیا صادقہ اور صحیح مکاشفات اور وحی جو خواص
اولیاء پر اترتی ہے اور نور جو ایک دردمند
قوم کے دل پر اترتا ہے۔ پس دیکھ لے
اس سے اے تنقید کرنے والے بصیرت
سے کام لینے والے فہیم کہ کیا باب نبوت کلی
وجہ پر بند کیا گیا ہے۔ بلکہ حدیث دلالت
کرتی ہے اس بات پر کہ نبوت تامہ جو وحی
شریعت کی حامل ہوتی تھی وہ منقطع ہو چکی ہے
لیکن وہ نبوت جس میں سوائے مبشرات کے
کچھ نہیں وہ قیامت کے دن تک باقی ہے وہ
کبھی بھی منقطع نہیں ہوگی۔ اور تو نے جانا ہے
اور حدیث کی کتابوں میں پڑھا ہے کہ رؤیائے
صالحہ ایک جزو ہے نبوت کے چھیالیس اجزا
میں سے یعنی نبوت تامہ کے اجزاء میں سے پس
جب رؤیا کو بھی اس مرتبہ سے کچھ حظ حاصل
ہے۔ پس کس طرح ہوگا وہ کلام جو وحی کیا جاتا
ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے محدثوں کے دل
پر سو جان لے اللہ تعالیٰ تجھے مدد دے کہ
ہماری کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ نبوت جزوی کے

ہر محدث کو ایک قسم نبوت حاصل ہے اور وہ نبوت مبشرات والی ہے

مبشرات کی نبوت وہ ہے جو خواص اولیاء پر اترتی ہے۔

جو کلام محدثین کے دل پر نازل ہوتا ہے وہی مبشرات ہے

والعلوم اللدنیۃ واما النبوۃ التی تامتہ کاملتہ جامعتہ لجمیع کمالات الوحی فقد امنا بانقطاعہا من یوم نزل فیہ وما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین ۰

دروازے ہمیشہ کیلئے کھلے ہیں اور اس نوع میں کچھ نہیں سوائے مبشرات کے اور منذرات کے جو غیبی امور میں سے ہوں یا قرآنی لطائف کے اور لدنی علوم کے اور وہ نبوت جو تامہ کاملہ ہے جو اپنے اندر رکھتی ہے سارے کمالات وحی کو سو ہم اس کے منقطع ہونے پر ایمان لاچکے۔ اس دن سے جب یہ اترا۔ اور نہیں ہیں محمد باپ تمہارے مردوں میں سے کسی کے لیکن وہ اللہ کے رسول اور نبیوں کے ختم کرنے والے ہیں ۰

توضیح مرام صفحہ ۱۲-۱۳

اس کو روح امین کے نام سے بولتے ہیں۔ کیونکہ یہ ہر ایک تاریکی سے امن بخشتی ہے۔ اور ہر ایک غبار سے خالی ہے۔ اور اس کا نام شدید القویٰ بھی ہے۔ کیونکہ یہ اعلےٰ درجہ کی طاقت وحی ہے جس سے قوی تر وحی متصور نہیں اور اس کا نام ذوالافق الاعلےٰ بھی ہے کیونکہ یہ وحی الٰہی کے انتہائی درجہ کی تجلی ہے۔ اور اس کو ما اوحیٰ کے نام سے بھی پکارا جاتا ہے۔ کیونکہ اس کیفیت کا اندازہ تمام مخلوقات سے۔ قیاس اور گمان اور وہم سے باہر ہے۔ اور یہ کیفیت صرف دنیا میں ایک ہی انسان کو ملی ہے جو انسان کامل ہے جس پر تمام سلسلہ انسانیت کا ختم ہو گیا ہے۔ اور دائرہ استعدادات بشریہ کا کمال کو پہنچا ہے اور وہ درحقیقت پیدائش الٰہی کے خط ممتد کی اعلےٰ طرف کا آخری نقطہ ہے جو ارتفاع کے تمام مراتب کا انتہا ہے۔ حکمت الٰہی کے ہاتھ نے ادنےٰ سی خلقت سے اور اسفل سے اسفل مخلوق سے سلسلہ پیدائش کا شروع کر کے اس اعلےٰ درجہ کے نقطہ تک پہنچا دیا ہے جس کا نام دوسرے لفظوں میں محمدؐ ہے صلے اللہ علیہ وسلم جس کے معنے یہ ہیں کہ نہایت تعریف کیا گیا ہے۔ یعنے کمالات تامہ کا مظہر سو جیسا کہ فطرت کی رو سے اس نبی کا اعلےٰ اور ارفع مقام تھا ایسا ہی خارجی طور پر بھی اعلےٰ و ارفع مرتبہ وحی کا اس کو عطا ہوا۔ اور اعلےٰ و ارفع مقام محبت کا ملا یہ وہ مقام عالی ہے کہ میں اور مسیح دونوں اس مقام تک نہیں پہنچ سکتے۔ اس کا نام مقام جمع اور مقام وحدت تامہ ہے۔ پہلے نبیوں نے جو

آنحضرت کا مقام عالی قیاس اور وہم سے باہر ہے اور اسے کوئی نہیں پا سکتا

میں اور مسیح اس مقام تک نہیں پہنچ سکتے

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی خبر دی ہے اسی پتہ و نشان پر خبر دی ہے اور اسی مقام کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اور جیسا مسیح اور اس عاجز کا مقام ایسا ہے کہ اس کو استعارہ کے طور پر ابنیت کے لفظ سے تعبیر کر سکتے ہیں۔ ایسا ہی یہ وہ مقام عالیشان مقام ہے کہ گذشتہ نبیوں نے استعارہ کے طور پر صاحب مقام ہذا کے ظہور کو خدا تعالےٰ کا ظہور قرار دیدیا ہے۔ اور اس کا آنا خدا تعالےٰ کا آنا ٹھہرایا ہے۔ جیسا کہ حضرت مسیح نے بھی ایک مثال کو پیش کر کے فرمایا ہے ....... یعنے خدا تعالےٰ خود ظہور فرمائیگا تا باغبانوں کو قتل کر کے باغ کو ایسے لوگوں کو دیدے کہ اپنے وقت پر پھل دیا کریں۔ اس جگہ خدا تعالےٰ کے آنے سے مراد حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا آنا ہے۔ جو قرب اور محبت کا تیسرا درجہ اپنے لئے حاصل رکھتے ہیں ٭

آنحضرت کا ظہور خدا تعالےٰ کا ظہور ہے

توضیح مرام صفحہ ۱۴

اور یہ سب روحانی مراتب ہیں کہ جو استعارہ کے طور پر مناسب حال الفاظ میں بیان کئے گئے ہیں۔ یہ نہیں کہ حقیقی ابنیت اس جگہ مراد ہے یا حقیقی الوہیت مراد لی گئی ہے

مگر حقیقی الوہیت نہیں

حاشیہ توضیح مرام صفحہ ۱۳ و ۱۴

ہمارے سید و مولےٰ جناب مقدس خاتم الانبیاء کی نسبت صرف حضرت مسیح نے ہی بیان نہیں کیا کہ آنجناب کا دنیا میں تشریف لانا درحقیقت خدا تعالےٰ کا ظہور فرمانا ہے۔ بلکہ اس طرز کا کلام دوسرے نبیوں نے بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حق میں اپنی اپنی پیشگوئیوں میں بیان کیا ہے۔ اور استعارہ کے طور پر آنجناب کے ظہور کو خدا تعالےٰ کا ظہور قرار دیا ہے۔ بلکہ بوجہ خدائی کے مظہر اتم ہونے کے آنجناب کو خدا کر کے پکارا ہے۔ چنانچہ حضرت داؤد کے زبور میں لکھا ہے۔ تو حسن میں بنی آدم سے کہیں زیادہ ہے تیرے لبوں میں نعمت بٹائی گئی۔ اس لئے خدا نے تجھ کو ابد تک مبارک کیا (یعنے تو خاتم الانبیاء ٹھہرا) اے پہلوان تو جاہ و جلال سے اپنی تلوار حمایل کر کے اپنی ران پر لٹکا امانت اور حلم اور عدالت پر اپنی بزرگواری اور اقبال مندی سے سوار ہو کہ تیرا دہنا ہاتھ تجھے ہیبت ناک کام دکھائیگا۔ بادشاہ کے دشمنوں کے دلوں میں تیرے تیر تیزی کرتے ہیں۔ لوگ تیرے سامنے گر جاتے ہیں۔ اے خدا تیرا تخت ابدالاباد ہے تیری سلطنت کا عصا راستی کا عصا ہے۔ تو نے صدق سے دوستی اور شر سے دشمنی

دوسرے نبیوں نے بھی آنحضرت کی آمد کو خدا کا آنا قرار دیا ہے

آپ خدا کے مظہر اتم ہیں

پیشگوئی میں آپ کو خدا کہا گیا ہے

کی ہے اسی لئے خدا نے جو تیرا خدا ہے خوشی کے روغن سے تیرے مصاحبوں سے زیادہ تجھے معطر کیا ہے۔ دیکھو زبور ۴۵ ...... پھر یسعیاہ نبی کی کتاب میں ایسا ہی لکھا ہے۔ دیکھو یسعیاہ نبی کی کتاب باب ۴۲ ...... تیسرا مرتبہ کہ جو بزرگ ترین مراتب ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ثابت کیا ہے۔ یہ میری طرف سے ایک اجتہادی خیال نہیں بلکہ الہامی طور پر خدا تعالے نے مجھ پر کھول دیا ہے۔

الہاماً ظاہر ہوا کہ آنحضرت کے مرتبہ کو کوئی نہیں پا سکتا

توضیح مرام صفحہ ۳۲

جبرئیلی تاثیرات کا اختلاف صرف کمیت کے ہی متعلق نہیں بلکہ کیفیت کے بھی متعلق ہے یعنے صفائی قلب جو شرط انعکاس ہے تمام افراد ملہمین کی ایک ہی مرتبہ پر کبھی نہیں ہوتی جیسے تم دیکھتے ہو کہ سارے آئینے ایک ہی وجہ کی صفائی ہرگز نہیں رکھتے۔ بعض آئینے ایسے اعلےٰ درجہ کے آبدار اور مصفےٰ ہوتے ہیں کہ پورے طور پر جیسا کہ چاہیئے دیکھنے والے کی شکل ان میں ظاہر ہو جاتی ہے۔ اور بعض ایسے کثیف اور مکدر اور پرغبار اور دود آمیز جیسے ہوتے ہیں کہ صاف طور پر ان میں شکل نظر نہیں آتی۔

تمام افراد ملہمین ایک مرتبہ پر نہیں ہوتے

توضیح مرام صفحہ ۳۶

یاد رہے کہ یہ قوت جو روح القدس سے موسوم ہے ہر ایک دل میں یکساں برابر پیدا نہیں ہوتی۔ بلکہ جیسے کہ انسان کی محبت کامل یا ناقص طور پر ہوتی ہے۔ اسی اندازہ کے موافق یہ جبرئیلی نور اس پر اثر ڈالتا ہے۔

روح القدس کا نزول یکساں نہیں ہوتا

ازالہ اوہام طبع اول صفحہ ۵۹

ابتدا سے یہی مقرر ہے کہ مسیح اپنے وقت کا مجدد ہوگا

مسیح اپنے وقت کا مجدد

ازالہ اوہام حاشیہ صفحہ ۱۰۰

اپنے اس قوی ایمان سے جو نبی کے اتباع سے اس نے حاصل کیا ہے۔ صدیق اور فاروق اور حیدر کی طرح اسلامی برکتوں اور استقامتوں کو دکھلا کر مومنوں کے امن میں آجانے کا موجب ہوگا

ازالہ اوہام صفحہ ۱۰۷

اور جس زمانہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا کوئی نائب دنیا میں پیدا ہوتا ہے تو یہ تحریکیں ایک بڑی تیزی سے اپنا کام کرتی ہیں۔

ازالہ اوہام صفحہ ۱۲۳

مسیح سے کامل مشابہت کا الہام

اور مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ انت اشد مناسبۃ بعیسے ابن مریم واشبہ الناس بہ خلقا خلقا وزمانا۔

ازالہ اوہام صفحہ ۱۳۸

مسیح موعود کے کمالات نہ صرف آنحضرت کا ظل ہیں بلکہ بعض کمالات صحابہ کا ظل بھی ہیں

کوئی مرتبہ شرف و کمال کا اور کوئی مقام عزت اور قرب کا بجز سچے اور کامل متابعت اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ہم ہرگز حاصل کر ہی نہیں سکتے۔ ہمیں جو کچھ ملتا ہے ظلی اور طفیلی طور پر ملتا ہے۔ اور ہم اس بات پر بھی ایمان رکھتے ہیں کہ جو راستباز اور کامل لوگ شرف صحبت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہو کر تکمیل منازل سلوک کر چکے ہیں ان کے کمالات کی نسبت بھی ہمارے کمالات اگر ہمیں حاصل ہوں بطور ظل کے واقع ہیں۔ اور ان میں بعض ایسے جزئی فضائل ہیں جو اب ہمیں کسی طرح سے حاصل نہیں ہو سکتے ❊

ازالہ اوہام صفحہ ۱۳۹

الہام ولایت جس کا کبھی سلسلہ منقطع نہیں ہوا ❊

ازالہ اوہام صفحہ ۱۵۳

غیر نبی کو قطعی اور یقینی الہام ہوتا ہے۔

وہ شخص جس نے کشتی کو توڑا اور ایک معصوم بچہ کو قتل کیا جس کا ذکر قرآن شریف میں ہے وہ صرف ایک ملہم ہی تھا نبی نہیں تھا ❊

ازالہ اوہام صفحہ ۱۵۴

ہر ایک مجدد کا علوم لدنیہ اور آیات سماویہ کے ساتھ آنا ضروری ہے

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ ہر ایک صدی پر ایک مجدد کا آنا ضروری ہے۔ اب ہمارے علماء کہ جو بظاہر اتباع حدیث کا دم بھرتے ہیں۔ انصاف سے بتلاویں کہ کس نے اس صدی کے سر پر خدا تعالے سے الہام پا کر مجدد ہونے کا دعوے کیا ہے۔ یوں تو ہمیشہ دین کی تجدید ہو رہی ہے۔ مگر حدیث کا تو یہ منشاء ہے کہ وہ مجدد خدا تعالے کی طرف سے آئے گا۔ یعنے علوم لدنیہ و آیات سماویہ کے ساتھ۔ اب بتلاویں کہ اگر یہ عاجز حق پر نہیں ہے تو پھر وہ کون آیا جس نے اس چودھویں صدی کے سر پر مجدد ہونے کا ایسا دعوے کیا جیسا کہ اس عاجز نے کیا۔ کوئی الہامی دعاوی کیساتھ تمام مخالفوں کے مقابل پر ایسا کھڑا ہوا جیسا کہ یہ عاجز کھڑا ہوا ❊

ازالہ اوہام صفحہ ۱۹۹

ممکن ہے کہ آیندہ زمانوں میں میرے جیسے اور دس ہزار بھی مثیل مسیح آجائیں۔ ہاں اس زمانہ کے لئے میں مثیل مسیح ہوں اور دوسرے کی انتظار بے سود ہے ❊ — دس ہزار مثیل مسیح ہوسکتے ہیں۔

ازالہ اوہام صفحہ ۲۳۵ و ۲۳۶

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا درجہ جانتے ہو کہ صحابہ میں کس قدر بڑا ہے۔ یہاں تک کہ بعض اوقات ان کی رائے کے موافق قرآن شریف نازل ہو جایا کرتا تھا۔ اور ان کے حق میں یہ حدیث ہے کہ شیطان عمر کے سایہ سے بھاگتا ہے ❊ — اس امت میں نبی کوئی نہیں ہوسکتا اگر ہوتا تو عمر ہوتا

دوسری یہ حدیث ہے کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا ❊

تیسری یہ حدیث ہے کہ پہلی امتوں میں محدث ہوتے رہے ہیں۔ اگر اس امت میں کوئی محدث ہے تو وہ عمر ہے ❊

ازالہ اوہام صفحہ ۲۳۷

اب حاصل کلام یہ ہے کہ وہ دمشقی حدیث جو امام مسلم نے پیش کی ہے خود مسلم کی دوسری حدیث سے ساقط الاعتبار ٹھیرتی ہے۔ اور صریح ثابت ہوتا ہے کہ نواس راوی نے اس حدیث کے بیان کرنے میں دھوکا کھایا ہے ❊ — نواس بن سمعان والی حدیث ساقط الاعتبار ہے۔

ازالہ اوہام صفحہ ۲۵۳

بار بار یا احمد کے خطاب سے مخاطب کر کے ظلی طور پر مثیل سید الانبیا اور امام الاصفیا حضرت مقدس محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم قرار دیا ❊ — احمد الہامی نام بطور ظل آنحضرت و مثیل سید الانبیا

ازالہ اوہام صفحہ ۲۵۵

جو شخص نفسانی تمنا سے کسی امر غیب کا منکشف ہونا چاہتا ہے تو شیطان اس کی تمنا میں ضرور دخل دیتا ہے۔ بجز انبیا اور محدثین کے کہ ان کی وحی شیطان کے دخل سے منزہ کیجاتی ہے — محدثین کی وحی انبیا کیطرح دخل شیطان سے منزہ ہے

ازالہ اوہام صفحہ ۲۵۹

اور حضرت بایزید بسطامی قدس سرہ کے کلمات طیبہ مندرجہ ذیل جو تذکرۃ الاولیا میں حضرت فرید الدین عطار صاحب نے بھی لکھے ہیں اور دوسری معتبر کتابوں میں بھی پائے جاتے ہیں۔ اسی بنا پر ہیں جیسا کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں ہی آدم ہوں۔ میں ہی شیث ہوں۔ میں ہی نوح ہوں میں ہی ابراہیم ہوں۔ میں ہی موسٰے ہوں۔ میں ہی عیسٰے ہوں — اولیاء اللہ نبیوں کے نام پاتے

میں ہی محمد ہوں صلے اللہ علیہ وسلم وعلے اخوانہ اجمعین۔

ازالہ اوہام صفحہ ۲۶۰

اولیاء اللہ تمام انبیاء کے مثیل بلکہ انہیں کی صورت کے ہو جاتے ہیں

ایسا ہی سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ اپنی کتاب فتوح الغیب میں اس بات کی طرف اشارہ فرماتے ہیں کہ انسان بحالت ترک نفس واطلاق و فنا فی اللہ تمام انبیاء کا مثیل بلکہ انہیں کی صورت کا ہو جاتا ہے +

ازالہ اوہام صفحہ ۲۹۱ و ۲۹۲

ابن مریم جو آنے والا ہے کوئی نبی نہیں ہوگا بلکہ فقط امتی لوگوں میں سے ایک شخص ہوگا +

ازالہ اوہام صفحہ ۳۱۶ سے ۳۱۸

قران کریم خاتم الکتب ہے

اب اس حالت میں ایسی کتاب جو خاتم الکتب ہونے کا دعوے کرتی ہے۔ اگر زمانہ کے ہر ایک رنگ کے ساتھ مناسب حال اس کا تدارک نہ کرے تو وہ ہرگز خاتم الکتب نہیں ٹھہر سکتی۔ اور اگر اس کتاب میں مخفی طور پر وہ سب سامان موجود ہے۔ جو ہر یک حالت زمانہ کے لئے درکار ہے تو اس صورت میں ہمیں ماننا پڑے گا کہ قرآن شریف بلا ریب غیر محدود معارف پر مشتمل ہے۔ اور ہر ایک زمانہ کی ضروریات لاحقہ کا کامل طور پر متکفل ہے

کامل ملہمین پر آیات قرانی کے نزول کا مقصد

اب یہ بھی یاد رہے کہ عادت اللہ ہر ایک کامل ملہم کے ساتھ یہی رہی ہے۔ کہ عجائبات مخفیہ قران اس پر ظاہر ہوتے رہے ہیں۔ بلکہ بسا اوقات ایک ملہم کے دل پر قرآن شریف کی آیت الہام کے طور پر القا ہوتی ہے۔ اور اصل معنی سے پھیر کر کوئی اور مقصود اس سے ہوتا ہے +

ازالہ اوہام صفحہ ۳۴۹

مجازی نبی سے مراد محدث ہے۔

اور مسیح گذشتہ کی نسبت قطعی طور پر کہا ہے کہ وہ نبی تھا۔ لیکن آنے والے مسیح کو امتی کر کے پکارا ہے۔ جیسا کہ حدیث امامکم منکم سے ظاہر ہے۔ اور حدیث علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل میں اشارۃً مثیل مسیح کے آنے کی خبر دی ہے۔ چنانچہ اس کے مطابق آنیوالا مسیح محدث ہونے کی وجہ سے مجازاً نبی بھی ہے +

ازالہ اوہام۔ صفحہ ۴۱۶

اگر ظلی طور پر وہ بھی خدا تعالے کی طرف سے مثیل مسیح کا نام پاوے۔ اور موعود میں بھی داخل ہو تو کچھ حرج نہیں۔ کیونکہ گو مسیح موعود ایک ہی ہے۔ مگر اس ایک میں ہو کر سب موعود ہی ہیں

کیونکہ ایک ہی درخت کی شاخیں اور ایک ہی مقصد موعود کی روحانی یکانگت کی راہ سے متمم و مکمل ہیں اور ان کو ان کے پہلوؤں سے جنبش کر دیا گیا اور رکھنا چاہیئے کہ خدا تعالیٰ کے وعدے جو اس کے رسولوں اور نبیوں اور محدثوں کی نسبت ہوتے ہیں کبھی تو بلا واسطہ پورے ہوتے ہیں اور کبھی بالواسطہ ان کی تکمیل ہوتی ہے +

رسول نبی اور محدث کا وعدہ اسکے ظل کے ذریعے پورا ہو جاتا ہے

ازالہ اوہام صفحہ ۴۲۱ و ۴۲۲

(۱۱) سوال - رسالہ فتح اسلام میں نبوت کا دعوے کیا ہے -

محدثیت کا دعویٰ خدا کے حکم سے کیا گیا اسی کو مخالف نبوت کا دعوے کہتے تھے

اما الجواب - نبوت کا دعوے نہیں - بلکہ محدثیت کا دعوے ہے - جو خدا تعالےٰ کے حکم سے کیا گیا ہے - اور اس میں کیا شک ہے کہ محدثیت بھی ایک شعبہ قویہ نبوت کا اپنے اندر رکھتی ہے - جس حالت میں رویا صالحہ نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے تو محدثیت جو قرآن شریف میں نبوت کے ساتھ اور رسالت کے ہم پہلو بیان کی گئی ہے - جس کے لئے صحیح بخاری میں حدیث بھی موجود ہے - اس کو اگر ایک مجازی نبوت قرار دیا جائے یا ایک شعبہ قویہ نبوت کا ٹھیرایا جائے - تو کیا اس سے نبوت کا دعوے لازم آگیا ؟

مجازی نبوت کی اصطلاح محدثیت کے لئے ہے

......... وحی الٰہی پر صرف نبوت کاملہ کی حد تک کہاں مہر لگ گئی ہے ....... اے غافلو اس امت مرحومہ میں وحی کی نالیاں قیامت تک جاری ہیں مگر حسب مراتب +

ازالہ اوہام صفحہ ۴۵۸

یہ عام محاورہ کی بات ہے کہ جب کوئی شخص کسی کا ہم رنگ اور ہم خاصیت ہو کر آتا ہے تو کہتے ہیں کہ گویا وہی آگیا - متصوفین بھی ان باتوں کے عام طور پر قایل ہیں +

بروز گویا وہی ہوتا ہے -

ازالہ اوہام صفحہ ۵۲۲

مسیح کیونکر آسکتا وہ رسول تھا - اور خاتم النبیین کی دیوار روکیں اس کو آنے سے روکتی ہے سو اس کا ہم رنگ آیا وہ رسول نہیں - مگر رسولوں کے مشابہ ہے اور ان کا مثل ہے +

خاتم النبیین کی وجہ سے رسول نہیں آسکتا ہاں ایسے رسول کے مشابہ آسکتا ہے

ازالہ اوہام صفحہ ۵۳۲ و ۵۳۳

ہاں یہ بھی سچ ہے کہ آنے والے مسیح کو نبی کر کے بھی بیان کیا گیا ہے - مگر اس کو امتی کر کے بھی تو بیان کیا گیا ہے - بلکہ خبر دی گئی کہ اے امتی لوگو وہ تم میں سے ہی ہوگا - اور تمہارا امام ہوگا اور نہ صرف قولی طور پر اس کا امتی ہونا ظاہر کیا - بلکہ فعلی طور پر بھی دکھلا دیا - کہ وہ امتی لوگوں کے موافق صرف قال اللہ و قال الرسول کا پیرو ہوگا اور جمل معتقدات و معضلات دین نبوت سے نہیں بلکہ اجتہاد سے کریگا - اور نماز دوسروں کے پیچھے پڑھیگا - اب ان تمام اشارات سے صاف ظاہر ہے کہ وہ واقعی اور حقیقی طور پر نبوت تامہ کی صفت سے متصف

مسیح چونکہ ہم میں سے امام ہوگا - اسلئے وہ امتی اور قولی و فعلی طور پر نبوت تامہ نہیں رکھ سکتا -

محدث میں دونو شانوں کی ضرورت ہے نبوت اور امتی ہونا۔

کامل نبی صرف ایک شان نبوت رکھتا ہے

نہیں ہوگا۔ ہاں نبوت ناقصہ اس میں پائی جائے گی۔ جو دوسرے لفظوں میں محدثیت کہلاتی ہے۔ اور نبوت تامہ کی شانوں میں سے ایک شان اپنے اندر رکھتی ہے۔ سو یہ بات کہ اس کو امتی بھی کہا اور نبی بھی اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ دونوں شانیں امتیت اور نبوت کی اس میں پائی جائیں گی جیسا کہ محدث میں ان دونوں شانوں کا پایا جانا ضروری ہے لیکن صاحب نبوت تامہ تو صرف ایک شان نبوت ہی رکھتا ہے۔ غرض محدثیت دونوں رنگوں سے رنگین ہوتی ہے اسی لئے خداتعالےٰ نے براہین احمدیہ میں بھی اس عاجز کا نام امتی بھی رکھا اور نبی بھی ✣

ازالہ اوہام۔ صفحہ ۵۳۴

جبرئیل کا وحی لیکر آنا نبوت کیلئے لازم ملزوم ہے

جبرئیلی وحی پہ مہر لگ چکی

کیونکہ ممکن تھا کہ خاتم النبیین کے بعد کوئی اور نبی اسی مفہوم تام اور کامل کے ساتھ جو نبوت تامہ کی شرائط میں سے ہے آسکتا کیا یہ ضروری نہیں کہ ایسے نبی کی نبوت تامہ کے لوازم جو وحی اور نزول جبرئیل ہے اس کے وجود کے ساتھ لازم ہونی چاہئے۔ کیونکہ حسب تصریح قرآن کریم رسول اسی کو کہتے ہیں جس نے احکام و عقاید دین جبرائیل کے ذریعہ سے حاصل کئے ہوں۔ لیکن وحی نبوت پر تو تیرہ سو برس سے مہر لگ گئی ہے۔ کیا یہ مہر اس وقت ٹوٹ جائے گی . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . .

دراں ابن مریم خدائی نبود　　زموت فروتش رہائی نبود

رہا کن دخود را ز شرک ودوئی　　تو ہم کن چنیں ابن مریم توئی

ازالہ اوہام صفحہ ۵۳۹

نبیوں اور رسولوں کے مثیل بننے کا دعا۔

قرآن شریف اپنے زبردست ثبوتوں کے ساتھ ہمارے دعوے کا مصدق اور ہمارے مخالفین کے اوہام باطلہ کی بیخ کنی کر رہا ہے۔ اور وہ گذشتہ نبیوں کے واپس دنیا میں آنے کا دروازہ بند کرتا ہے۔ اور بنی اسرائیل کے مثیلوں کے آنے کا دروازہ کھولتا ہے۔ اس نے یہ دعا تعلیم فرمائی ہے اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم۔ اس دعا کا ماحصل کیا ہے یہی تو ہے کہ ہمیں اسے ہمارے خدا نبیوں اور رسولوں کا مثیل بنا" ✣

ازالہ اوہام صفحہ ۵۴۴

وحی نبوت کے آنے سے ختم نبوت باطل ہو جاتی ہے

اور یہ بات ہم کئی مرتبہ لکھ چکے ہیں کہ خاتم النبیین کے بعد مسیح ابن مریم رسول کا آنا فساد عظیم کا موجب ہے۔ اس سے یا تو یہ ماننا پڑیگا کہ وحی نبوت کا سلسلہ پھر جاری ہو جائیگا

اور یا یہ قبول کرنا پڑیگا کہ خدا تعالےٰ مسیح ابن مریم کو لوازم نبوت سے الگ کر کے اور
محض ایک امتی بنا کر بھیجے گا۔ اور یہ دونوں صورتیں ممتنع ہیں ۔

ازالہ اوہام صفحہ ۵۶۹

صاحب نبوت تامہ امتی نہیں ہو سکتا

صاحب نبوت تامہ ہرگز امتی نہیں ہو سکتا۔ اور جو شخص کامل طور پر رسول اللہ کہلاتا ہے
اُس کا کامل طور پر دوسرے نبی کا مطیع اور امتی ہو جانا نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کے رو سے
بکلی ممتنع ہے۔ اللہ جل شانہ فرماتا ہے وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ یعنی

رسول مطاع ہوتا ہے مطیع نہیں ہوتا

ہر ایک رسول مطاع اور امام بنانے کے لئے بھیجا جاتا ہے۔ اس غرض سے نہیں بھیجا
جاتا کہ کسی دوسرے کا مطیع اور تابع ہو۔ ہاں محدث جو مرسلین میں سے ہے امتی بھی ہوتا ہے
اور ناقص طور پر نبی بھی۔ امتی وہ اس وجہ سے کہ وہ بکلی تابع شریعت رسول اللہ اور
مشکوٰۃ رسالت سے فیض پانے والا ہوتا ہے۔ اور نبی اس وجہ سے کہ خدا تعالےٰ نبیوں

محدث ایک وجہ سے نبی ہوتا ہے

کا سا معاملہ اس سے کرتا ہے اور محدث کا وجود انبیاء اور امم میں بطور برزخ کے اللہ
تعالےٰ نے پیدا کیا ہے۔ وہ اگرچہ کامل طور پر امتی ہے مگر ایک وجہ سے نبی بھی ہوتا
ہے۔ اور محدث کیلئے ضرور ہے کہ وہ کسی نبی کا مثیل ہو۔ اور خدا تعالےٰ کے نزدیک وہی
نام پاوے جو اس نبی کا نام ہے ۔

ازالہ اوہام صفحہ ۵۷۲ و ۵۷۳

محمد صلعم اور مسیح کے آنے سے مراد مثیل کا آنا ہے

محمد بن عبداللہ کے آنے سے مقصود یہ ہے کہ جب دنیا ایسی حالت میں ہو جائے گی جو اپنی
درستی کے لئے سیاست کی محتاج ہوگی۔ تو اس وقت کوئی شخص مثیل محمد صلے اللہ علیہ سلم
ہو کر ظاہر ہوگا۔ اور یہ ضرور نہیں کہ درحقیقت اس کا نام محمد ابن عبداللہ ہو۔ بلکہ احادیث
کا مطلب یہ ہے کہ خدا تعالےٰ کے نزدیک اس کا نام محمد ابن عبداللہ ہوگا۔ کیونکہ وہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کا مثیل بن کر آئیگا۔ اسی طرح عیسےٰ بن مریم کے آنے سے مقصود یہ ہے
کہ جب عقل کی بد استعمالی سے دنیا کے لوگ یہودیوں کے رنگ پر ہو جائیں گے اور روحانیت
اور حقیقت کو چھوڑ دینگے۔ اور خدا پرستی اور حب الٰہی دلوں سے اٹھ جائیگی تو اس وقت
وہ لوگ اپنی روحانی اصلاح کے لئے ایک ایسے مصلح کے محتاج ہونگے جو روح اور
حقیقت اور حقیقی نیکی کی طرف ان کو توجہ دلاوے۔ اور جنگ اور لڑائیوں سے کچھ واسطہ
نہ رکھے اور یہ منصب مسیح ابن مریم کے لئے مسلم ہے کیونکہ وہ خاص ایسے کام کے لئے آیا

تھا۔ اور یہ ضرور نہیں کہ آنے والے کا نام درحقیقت عیسٰے بن مریم ہی ہو۔ بلکہ احادیث کا مطلب یہ ہے کہ خدا تعالےٰ کے نزدیک قطعی طور پر اس کا نام عیسےٰ بن مریم جیسے یہودیوں کا نام خدا تعالےٰ نے بندر اور سور رکھا اور فرمایا وجعلنا منہم القردۃ والخنازیر۔ ایسا ہی اس نے اس امت کے مفسد طبع لوگوں کو یہودی ٹھیرا کر اس عاجز کا نام مسیح ابن مریم رکھ دیا۔ اور اپنے الہام میں فرمایا جعلناک المسیح ابن مریم۔

ازالہ اوہام صفحہ ۵۷۵ تا ۵۷۹

امتی اور رسول ہونے کا مفہوم متبائن ہے

اس جگہ بڑے شبہات پیش آتے ہیں کہ جس حالت میں مسیح ابن مریم اپنے نزول کے وقت کامل طور پر امتی ہوگا تو پھر باوجود امتی ہونے کے کسی طرح رسول نہیں ہو سکتا کیونکہ رسول اور امتی کا مفہوم متبائن ہے۔ اور نیز خاتم النبیین ہونا ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا کسی دوسرے نبی کے آنے سے مانع ہے۔ ہاں ایسا نبی جو مشکوٰۃ نبوت محمدیہ سے نور حاصل کرتا ہے۔ اور نبوت تامہ نہیں رکھتا۔ جس کو دوسرے لفظوں میں محدث بھی کہتے ہیں۔ وہ اس تحدید سے باہر ہے۔ کیونکہ وہ بباعث اتباع اور فنا فی الرسول ہونے کے جناب ختم المرسلین کے وجود میں ہی داخل ہے۔ جیسے جزو کل میں داخل ہوتی ہے۔ لیکن مسیح ابن مریم جس پر انجیل نازل ہوئی جس کے ساتھ جبرئیل کا بھی نازل ہونا ایک لازمی امر سمجھا گیا ہے کسی طرح امتی نہیں بن سکتا۔ کیونکہ اس پر اس وحی کا اتباع فرض ہوگا جو وقتاً فوقتاً اس پر نازل ہوگی۔

ایسا نبی آسکتا ہے جو مشکوٰۃ نبوۃ محمدیہ سے نور حاصل کرے کیونکہ وہ محمدؐ کے وجود میں داخل ہے یہی محدث ہے

ازالہ اوہام صفحہ ۵۷۷

حضرت جبرئیل کا ایک فقرہ وحی کا لانا بھی منافی ختم نبوت ہے

اگر یہ کہو کہ مسیح کو وحی کے ذریعہ سے صرف اتنا کہا جائے گا کہ تو قرآن پر عمل کر اور پھر وحی مدت العمر تک منقطع ہو جائے گی اور کبھی حضرت جبرئیل ان پر نازل نہیں ہونگے۔ بلکہ وہ بکلی مسلوب النبوت ہو کر امتیوں کی طرح بن جائیں گے تو یہ طفلانہ خیال ہنسی کے لائق ہے۔ ظاہر ہے کہ اگرچہ ایک ہی دفعہ وحی کا نزول فرض کیا جائے اور صرف ایک ہی فقرہ حضرت جبرئیل لاویں اور پھر چپ ہو جاویں۔ یہ امر بھی ختم نبوت کا منافی ہے کیونکہ جب ختمیت کی مہر ہی ٹوٹ گئی۔ اور وحی رسالت پھر نازل ہونی شروع ہو گئی تو پھر تھوڑا یا بہت نازل ہونا برابر ہے۔ ہر ایک دانا سمجھ سکتا ہے کہ اگر خدا تعالےٰ صادق الوعد ہے۔ اور جو آیت خاتم النبیین میں وعدہ دیا گیا ہے۔ اور جو حدیثوں میں بتصریح

بیان کیا گیا ہے کہ اب جبرئیل بعد وفات رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہمیشہ کے لئے وحی نبوت لانے سے منع کیا گیا ہے۔ یہ تمام باتیں سچ اور صحیح ہیں۔ تو پھر کوئی شخص بحیثیت رسالت ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد ہرگز نہیں آسکتا۔ اگر ہم فرض کے طور پر مان بھی لیں کہ مسیح ابن مریم زندہ ہوکر پھر دنیا میں آئے گا تو ہمیں کسی طرح اس سے انکار نہیں ہوسکتا کہ وہ رسول ہے اور بحیثیت رسالت آئیگا اور جبرئیل کے نزول اور کلام الٰہی کے اترنے کا پھر سلسلہ شروع ہو جائیگا جیسا کہ یہ ممکن نہیں کہ آفتاب نکلے اور اس کے ساتھ روشنی نہ ہو اسیطرح ممکن نہیں کہ دنیا میں ایک رسول اصلاح خلق اللہ کے لئے آوے۔ اور اس کے ساتھ وحی الٰہی اور جبرئیل نہ ہو۔ علاوہ اس کے ہر ایک عاقل معلوم کرسکتا ہے کہ اگر سلسلہ نزول جبرئیل اور کلام الٰہی کے اترنے کا حضرت مسیح کے نزول کے وقت بکلی منقطع ہوگا تو پھر وہ قرآن شریف کو جو عربی زبان میں ہے کیونکر پڑھ سکیں گے۔ کیا نزول فرما کر دو چار سال تک مکتب میں بیٹھیں گے۔ اور کسی ملا سے قرآن شریف پڑھ لیں گے اگر فرض کرلیں کہ وہ ایسا ہی کریں گے تو پھر وہ بغیر وحی نبوت کے تفصیلات مسائل دینیہ مثلاً نماز ظہر کی سنت جو اتنی رکعت ہیں اور نماز مغرب کی سنت جو اتنی رکعات ہیں۔ اور یہ کہ زکوٰۃ کن لوگوں پر فرض ہے۔ اور نصاب کیا ہے کیونکر قرآن شریف سے استنباط کرسکیں گے۔ اور یہ تو ظاہر ہو چکا کہ وہ حدیثوں کی طرف رجوع بھی نہیں کریں گے۔ اور اگر وحی نبوت سے ان کو یہ تمام دیا جائیگا۔ تو بلاشبہ جس کلام کے ذریعہ سے یہ تمام تفصیلات ان کو معلوم ہونگی وہ بوجہ وحی رسالت ہونے کے کتاب اللہ کہلائے گی۔"

جبرئیل بعد وفات آنحضرت وحی نبوت لانے سے منع کیا گیا

رسول کیساتھ جبرئیل کا آنا لازمی ہے

ازالہ اوہام صفحہ ۵۸۳

"اور ظاہر ہے کہ یہ بات مستلزم محال ہے کہ خاتم النبیین کے بعد پھر جبرئیل کی وحی رسالت کے ساتھ زمین پر آمد و رفت شروع ہو جائے۔ ایک نئی کتاب اللہ گو مضمون میں قرآن شریف سے توارد رکھتی ہو پیدا ہو جائے اور جو امر مستلزم محال ہو۔ وہ محال ہوتا ہے فتدبر۔"

اگر مسیح کی وحی وحی رسالت ہو تو پھر اسکی ایک کتاب بھی ہوگی

ازالہ اوہام صفحہ ۵۸۶

"وہ وعدہ کر چکا ہے کہ بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کوئی رسول نہیں بھیجا جائیگا اور حدیثوں کے پڑھنے والوں نے یقیناً یہ بڑی بھاری غلطی کھائی ہے کہ صرف عیسٰی یا ابن مریم کے لفظ کو دیکھ کر اس بات کو یقین کر لیا ہے کہ مسیح ہی ابن مریم آسمان سے

مسیح موعود نبی اللہ صرف بمعنی محدث ہوسکتا ہے

نازل ہو جائے گا جو رسول اللہ تھا۔ اور اس طرف خیال نہیں کیا کہ اُس کا آنا گویا دین اسلام کا دنیا سے رخصت ہونا ہے۔ یہ تو اجماعی عقیدہ ہو چکا۔ اور مسلم میں اس بارہ میں حدیث بھی ہے کہ مسیح نبی اللہ ہونے کی حالت میں آئیگا۔ اب اگر مثالی طور پر مسیح یا ابن مریم کے لفظ سے کوئی اُمتی شخص مراد ہو جو محدثیت کا مرتبہ رکھتا ہو تو کوئی بھی خرابی لازم نہیں آتی

محدث ایسا نبی جو براہ راست نبوت حاصل نہیں کرتا

کیونکہ محدث من وجہ نبی بھی ہوتا ہے۔ مگر وہ ایسا نبی ہے جو نبوت محمدیہ کے چراغ سے روشنی حاصل کرتا ہے۔ اور اپنی طرف سے براہ راست نہیں بلکہ اپنے نبی کے طفیل سے علم پاتا ہے۔ جیسا کہ براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۳۹ میں ایک الہام اس عاجز کا درج ہے

ازالہ اوہام صفحہ ۶۱۴

وحی نبوت تاقیامت منقطع ہے

اکیسویں آیت یہ ہے کہ ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین یعنی محمد صلے اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی مرد کا باپ نہیں ہے مگر وہ رسول اللہ ہے اور ختم کرنے والا نبیوں کا۔ یہ آیت بھی صاف دلالت کر رہی ہے کہ بعد ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے کوئی رسول دنیا میں نہیں آئے گا۔ پس اس سے بھی بکمال وضاحت ثابت ہے کہ مسیح ابن مریم رسول اللہ دنیا میں آ نہیں سکتا کیونکہ

رسول کی حقیقت اور ماہیت میں داخل ہے کہ بذریعہ جبرئیل دینی علوم حاصل کرے

مسیح ابن مریم رسول ہے۔ اور رسول کی حقیقت اور ماہیت میں یہ امر داخل ہے کہ دینی علوم کو بذریعہ جبرئیل حاصل کرے۔ اور ابھی ثابت ہو چکا ہے کہ اب وحی رسالت تا بقیامت منقطع ہے۔

ازالہ اوہام صفحہ ۶۲۹

الہام ولایت کا قرآن سے مطابق ہونا ضروری ہے

اب خیال کرنا چاہئے کہ جس حالت میں قرآن کریم کے رو سے الہام اور وحی میں دخل شیطان ممکن ہے اور پہلی کتابیں توریت و انجیل اس دخل کی مصدق ہیں اور اسی بنا پر الہام ولایت یا الہام عامہ مومنین بجز موافقت و مطابقت قرآن کریم کے حجت بھی نہیں۔ تو پھر ناظرین کے لئے غور کا مقام ہے کہ کیونکر اور کن علامات بینہ سے میاں عبدالحق صاحب اور میاں محی الدین صاحب نے اپنے الہامات کو رحمانی الہامات سمجھ لیا ہے۔

ازالہ اوہام صفحہ ۶۴۷

نبی کا آنا خاتم الانبیا کی شان میں رخنہ ڈالنا ہے۔

اگر یہ کہا جائے کہ مثیل موسٰے یعنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تو موسٰے سے افضل ہیں تو پھر مثیل مسیح کیوں ایک اُمتی آیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مثیل موسٰے کی شان

نبوت ثابت کرنے کیلیے اور خاتم الانبیا کی عظمت دکھانے کے لئے اگر کوئی نبی آتا تو پھر خاتم الانبیاء کی شان عظیم میں رخنہ پڑتا۔ اور یہ تو ثابت ہے کہ اس مسیح کو اسرائیلی مسیح پر ایک جزئی فضیلت حاصل ہے۔ کیونکہ اس کی دعوت عام ہے اور اس کی خاص تھی +

مسیح محمدی کو مسیح اسرائیلی پر جزئی فضیلت ہو

ازالہ اوہام صفحہ ۷۶۱

قرآن کریم بعد خاتم النبیین کے کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا۔ خواہ وہ نیا رسول ہو یا پرانا ہو۔ کیونکہ رسول کو علم دین بتوسط جبرائیل ملتا ہے۔ اور باب نزول جبرائیل بہ پیرایہ وحی رسالت مسدود ہے۔ اور یہ بات خود ممتنع ہے کہ دنیا میں رسول تو آوے مگر سلسلہ وحی رسالت نہ ہو

نزول جبرئیل بپیرایہ وحی رسالت مسدود ہے

نہ نیا رسول آسکتا ہے

ازالہ اوہام صفحہ ۹۱۴

بخاری میں صفحہ ۵۲۱ میں مناقب حضرت عمر رضی اللہ عنہ میں یہ حدیث لکھی ہے۔ قد کان فی من قبلکم من بنی اسرائیل رجال یکلمون من غیر ان یکونوا انبیاء فان یک فی امتی منھم احد فعمر۔ یعنے تم سے پہلے بنی اسرائیل میں ایسے لوگ گذرے ہیں کہ خدا تعالے ان سے ہمکلام ہوتا تھا بغیر اس کے کہ وہ نبی ہوں سو اگر ایسے لوگ اس امت میں ہیں۔ تو وہ عمر ہے +

غیر نبی سے مکالمہ الہی کا ثبوت حضرت عمر کی ذات میں

ایسا ہی جمیع مشاہیر اولیاء کرام اپنے ذاتی تجارب سے اس بات کی گواہی دیتے آئے ہیں۔ کہ خدا تعالےٰ کے گو اپنے اولیا سے مکالمات ومخاطبات واقع ہوتے ہیں۔ اور کلام لذیذ رب عزیز کی بوقت دعا اور دوسرے اوقات میں بھی اکثر وہ سنتے ہیں۔ دیکھنا چاہئے کہ فتوح الغیب میں سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کس قدر جا بجا اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ کلام الٰہی اس کے مقرب اولیاء پر ضرور نازل ہوتا ہے۔ اور وہ کلام ہوتا ہے نہ فقط الہام اور حضرت مجدد الف ثانی صاحب اپنے مکتوبات کی جلد ثانی صفحہ ۹۹ میں ایک مکتوب بنام محمد صدیق لکھتے ہیں جس کی یہ عبارت ہے۔ اعلم ایھا الصدیق ان کلامہ سبحانہ مع البشر قد یکون شفاھا وذالک الافراد من الانبیاء وقد یکون ذالک لبعض الکمل من متابعیھم واذا کثر ھذا القسم من الکلام مع واحد منھم سمی محدثا وھذا غیر الالہام وغیر الالقاء فی الروع وغیر الکلام الذی مع الملک انما یخاطب بھذا الکلام الانسان الکامل واللہ یختص برحمتہ من یشاء یعنے اے دوست تمہیں معلوم ہو کہ اللہ جل شانہ کا بشر کے ساتھ کلام کرنا کبھی روبرو اور ہمکلامی کے رنگ میں ہوتا ہے۔ اور ایسے

کثرت سے مکالمہ مخاطبہ والے کو محدث کہتے ہیں۔

افراد جو خدا تعالے کے ہمکلام ہوتے ہیں وہ خواص انبیاء ہیں سے ہیں۔ کبھی یہ ہمکلامی کا مرتبہ بعض ایسے مکمل لوگوں کو ملتا ہے کہ نبی تو نہیں مگر نبیوں کے متبع ہیں۔ اور جو شخص کثرت سے شرف ہمکلامی کا پاتا ہے اس کو محدث بولتے ہیں۔ اور یہ مکالمہ الٰہی از قسم الہام نہیں۔ بلکہ غیر الہام ہے۔ اور یہ القاء فی الروع بھی نہیں ہے۔ اور نہ اس قسم کا کلام ہے جو فرشتہ کے ساتھ ہوتا ہے۔ اس کلام سے وہ شخص مخاطب کیا جاتا ہے۔ جو الشان کامل ہو۔ اور خدا تعالے جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت کے ساتھ خاص کر لیتا ہے ٭

## نشان آسمانی صفحہ ۱۰

مہدی کو آنحضرت نے مجدد قرار دیا ہے

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک مہدی کے ظہور کا زمانہ ہی زمانہ قرار دیا ہے جس میں ہم ہیں اور چودھویں صدی کا اس کو مجدد قرار دیا ہے ........ یہ ضرور ثابت ہوتا ہے کہ چودھویں صدی کے سر پر ملک ہند میں ایک عظیم الشان مجدد پیدا ہونے والا ہے ٭

## نشان آسمانی صفحہ ۱۶

مجدد دین کو نیا کرنے کے لئے آتے رہیں گے

خدا تعالے اس امت کی اصلاح کے لئے ہر ایک صدی پر ایسا مجدد مبعوث کرتا رہیگا جو اس کے دین کو نیا کریگا۔ لیکن چودھویں صدی کے لئے یعنے اس بشارت کے بارہ میں جو ایک عظیم الشان مہدی چودھویں صدی کے سر پر ظاہر ہوگا۔ اس قدر اشارات نبویہ پائے جاتے ہیں جو ان سے کوئی طالب منکر نہیں ہو سکتا۔ ہاں اس کیساتھ یہ بھی لکھا ہے کہ جب وہ ظہور کرے گا تو علماء اس کے کفر کا فتوے دینگے ٭

## نشان آسمانی صفحہ ۲۸

اس امت کیلئے سوائے آنحضرت کے کوئی نبی نہیں آئے گا ٭

نہ مجھے دعوائے نبوت و خروج از امت اور نہ میں منکر معجزات اور ملائیک اور نہ لیلۃ القدر سے انکاری ہوں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا قائل اور یقین کامل سے جانتا ہوں اور اس بات پر محکم ایمان رکھتا ہوں کہ ہمارے نبی صلعم خاتم الانبیاء ہیں۔ اور آنجناب کے بعد اس امت کے لئے کوئی نبی نہیں آئیگا۔ نیا ہو یا پرانا ہو۔ اور قرآن کریم کا ایک شعشہ یا نقطہ منسوخ نہیں ہوگا۔ ہاں محدث آئیں گے جو اللہ جل شانہ سے ہمکلام ہوتے ہیں اور نبوت تامہ کے بعض صفات ظلی طور پر اپنے اندر رکھتے ہیں ٭

محدث میں نبوت تامہ کے صفات ظلی طور پر

## نشان آسمانی صفحہ ۳۴

دعویٰ مجدد اور مثیل مسیح ہونے پر گیارہ سال گذر گئے

اس عاجز کے دعوائے مجدد اور مثیل مسیح ہونے اور دعوائے ہمکلام الٰہی ہونے پر اب بفضلہ

لگانے گیارھواں برس جاتا ہے ✦

نشانِ آسمانی صفحہ ۳۷

مسیح موعود پر ایمان بحیثیت مجدد الوقت

(حضرت صاحب نے اپنے دعوے کے متعلق شک کرنے والوں کو دعا کرنے کے وقت یوں دعا کرنے کو فرمایا ہے) کہ اس شخص کا تیرے نزدیک جو مسیح موعود اور مہدی اور مجدد الوقت ہونیکا دعوے کرتا ہے کیا حال ہے کیا صادق ہے یا کاذب اور مقبول ہے یا مردود۔ اپنے فضل سے یہ حال رویا یا کشف یا الہام سے ہم پر ظاہر فرما تا اگر مردود ہے تو اس کے قبول کرنے سے ہم گمراہ نہ ہوں۔ اور اگر مقبول ہے اور تیری طرف سے ہے تو اس کے انکار اور اس کی اہانت سے ہم ہلاک نہ ہو جائیں۔ ہمیں ہر ایک قسم کے فتنہ سے بچا کہ ہر ایک قوت تجھ کو ہی ہے۔ آمین۔

الحق مباحثہ لدھیانہ صفحہ ۲۷

محدث کا الہام حقیقی ہوتا ہے

محدث کا الہام دخل شیطانی سے محفوظ کیا جاتا ہے۔

الحق صفحہ ۷۹

استخراج مسائل وحی نبوت سے یا وحی ولایت سے آ نا ہے

یہ بھی میرا اعتقاد ہے کہ قرآن کریم سے تمام مسائل دینیہ کا استخراج و استنباط کرنا اور اس کی مجملات کی تفاصیل صحیحہ پر حسب منشاء الٰہی قادر ہونا ہر ایک مجتہد اور مولوی کا کام نہیں۔ بلکہ یہ خاص طور پر ان کا کام ہے جو وحی الٰہی سے بطور نبوت یا بطور ولایت عظمٰے مدد دیئے گئے ہوں ...... اور جو لوگ وحی ولایت عظمٰے کی روشنی سے منور ہیں اور الاالمطہرون کے گروہ میں داخل ہیں اُن سے بلاشبہ عادت اللہ یہی ہے کہ وہ وقتاً فوقتاً دقایق مخفیہ قرآن کے ان پر کھولتا رہتا ہے ✦

الحق لدھیانہ صفحہ ۹۱

حدیث صحیح وحی غیر متلو ہے۔

جو چیز قرآن سے باہر یا اس کے مخالف ہے وہ مردود ہے اور احادیث صحیحہ قرآن سے باہر نہیں۔ کیونکہ وحی غیر متلو کی مدد سے وہ تمام مسایل قرآن سے مستخرج اور مستنبط کئے گئے ہیں ہاں یہ سچ ہے کہ وہ استخراج اور استنباط بجز رسول اللہ یا ایسی شخص کے جو ظلی طور پر ان کمالات پر پہنچ گیا ہو۔ ہر ایک کا کام نہیں ✦

الحق لدھیانہ صفحہ ۹۹

استخراج مسائل میں امام ابوحنیفہ کی آنیوالے مسیح سے مناسبت روحانی

آپ کو امام صاحب کی شان معلوم نہیں وہ ایک بحر اعظم تھا۔ اور دوسرے سب اس کی شاخیں ہیں۔ اس کا نام اہل الرائے رکھنا ایک بھاری خیانت ہے! امام بزرگ حضرت

ابو حنیفہ رح کو علاوہ کمالات علم آثار نبویہ کے استخراج مسائل قرآن میں ید طولےٰ تھا۔ خدا تعالےٰ حضرت مجدد الف ثانی پر رحمت کرے۔ انہوں نے مکتوب ۵۵ میں فرمایا ہے کہ امام اعظم صاحب کی آنے والے مسیح کے ساتھ استخراج مسایل قرآن میں ایک روحانی مناسبت ہے

الحق لدہیانہ صفحہ ۱۰۶

ہر رسول نبی اور محدث کو وحی متلو کے ساتھ تین چیزیں ملتی ہیں مکاشفہ، رویا، وحی خفی

وحی متلو کا خاصہ ہے جو اس کے ساتھ تین چیزیں ضرور ہوتی ہیں۔ خواہ وہ وحی رسول کی ہو یا نبی کی یا محدث کی۔ اول مکاشفات صحیحہ جو اخبارات اور بیانات وحی کو کشفی طور پر ظاہر کرتے ہیں گو یا خبر کو معاینہ کر دیتے ہیں۔ ...... دویم وحی متلو کے ساتھ رویاء صالحہ دی جاتی ہے جو نبی اور رسول اور محدث کے لئے ایک قسم کی وحی میں ہی داخل ہوتی ہے اور باوجود کشف کے رویا کی اس لئے ضرورت ہوتی ہے کہ تا علم استعارات کا جو رویا پر غالب ہے۔ وحی یاب پر کھل جائے اور علوم تعبیر میں مہارت پیدا ہو +

سویم وحی متلو کے ساتھ ایک خفی وحی عنایت ہوتی ہے جو تفہیمات الٰہیہ سے نامزد ہو سکتی ہے۔ یہی وحی ہے جس کو وحی غیر متلو کہتے ہیں۔ اور متصوفہ اس کا نام وحی خفی اور وحی دل بھی رکھتے ہیں۔ اس وحی سے یہ غرض ہوتی ہے۔ کہ بعض مجملات اور اشارات وحی متلو کے منزل علیہ پر ظاہر ہوں سو یہ وہ تینوں چیزیں ہیں جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے او تیت الکتاب کے ساتھ مثلہ کا مصداق ہیں۔ اور ہر ایک رسول اور نبی اور محدث کو اس کی وحی کے ساتھ یہ تینوں چیزیں حسب مراتب اپنی اپنی حالت قرب کے دیجاتی ہیں +

تحفہ بغداد صفحہ ۷

نبی ختم ہو چکے وحی نبوت منقطع

| | |
|---|---|
| وقد ختم اللہ برسولنا النبیین۔ و قد انقطاع وحی النبوۃ فکیف یجئی المسیح ولا نبی بعد رسولنا ایجئی معطلا من النبوۃ کالمعزولین۔ | اور اللہ تعالےٰ نے نبیوں کو ہمارے رسول کے ساتھ ختم کر دیا اور وحی نبوت منقطع ہو گئی پھر مسیح کسطرح آسکتا ہے اور ہمارے رسول کے بعد تو کوئی نبی ہے ہی نہیں کیا وہ نبوت سے معزول شدوں کیطرح نبوت سے علیحدہ ہو کر آئیگا |

تحفہ بغداد صفحہ ۱۳

اولیاء سے کلام

| | |
|---|---|
| یا اخی انت تعلم ان کتب القوم مملوۃ من ذکر مکالمات اللہ باولیاء ومخاطبات حضرۃ الحق بعبادہ المقربین | اے بھائی تو جانتا ہے کہ اس قوم کی کتابیں اس ذکر سے بھری ہوئی ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کیساتھ مکالمات کرتا ہے اور حضرت حق کیلئے |

وهو الكريم الذي يلقي الروح
على من يشاء من عباده ويزيد من
يشاء في الإيمان واليقين اما قرأت
في فتوح الغيب الذي لسيدي
الشيخ عبد القادر جيلاني كيف
ذكر حقيقة المكالمات وقال ان الله
تعالى يكلم اوليائه بكلام بليغ لذيذ
وينبئهم من اسرار ويخبرهم من
اخبار ويعطيهم علم الانبياء ونور الانبياء
وبصيرة الانبياء ومعجزات الانبياء
ولكن وراثة لا اصالة ويجعلهم
متصرفين في الارض والسموات
وفي جميع ملكوت الله فانظر الى
مراتبهم ولا تتعجب فان الله
فياض يعطي عباده ما يشاء وليس
بضنين. والله قص علينا قصص
الملهمين في كتابه العزيز وانبأنا
انه كلم ام موسى عليه السلام وكلم
ذا القرنين وكلم الحواريين. وما كان
احد منهم نبيًّا ولا رسولًا ولكن
كانوا من عباده المحبوبين. اليس
من اعجب العجائب ان يكلم الله نساء
بني اسرائيل ويعطي لهن عزة مكالماته
وشرف مخاطباته وما يعطي الرجال
هذه الامة منها وهي امة خير

اپنے مقرب بندوں کے ساتھ مخاطبات ہیں
اور وہ کریم ہے جو اپنے بندوں میں سے جس پر
چاہتا ہے کلام نازل فرماتا ہے۔ اور جس کو چاہتا
ہے ایمان اور یقین میں بڑھاتا ہے۔ کیا تو نے
فتوح الغیب میں نہیں پڑھا جو سیدی شیخ عبد القادر
جیلانی کی تصنیف ہے کس طرح انہوں نے مکالمات
کی حقیقت کا ذکر فرمایا ہے اور کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ
اپنے اولیاء کے ساتھ لذیذ اور بلیغ کلام کے ساتھ
کلام کرتا ہے اور بعض اسرار پر انہیں اطلاع دیتا ہے
اور بعض خبروں سے انہیں واقف کرتا ہے۔ اور ان
کو نبیوں کا علم اور نبیوں کا نور اور نبیوں کی بصیرت
اور نبیوں کے معجزات عطا فرماتا ہے۔ مگر وراثت
کے طور پر نہ اصلی رنگ میں اور ان کو زمین اور آسمان اور
سارے ملکوت اللہ میں متصرف کرتا ہے۔ سو انکے مراتب
میں غور کر اور تعجب نہ کر کیونکہ اللہ تعالیٰ فیاض
ہے جو کچھ چاہتا ہے اپنے بندوں کو دیتا ہے
اور وہ بخیل نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ نے ملہموں
کا ذکر اس کتاب عزیز میں ہم پر بیان فرمایا ہے
اور ہم کو خبر دی ہے کہ اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام
کی ماں سے کلام کیا اور ذوالقرنین سے کلام کیا
اور حواریوں سے کلام کیا۔ اور ان میں سے کوئی
نہ نبی تھا نہ رسول لیکن اسکے محبوب بندوں میں
سے تھے۔ کیا یہ بہت ہی عجیب بات نہیں کہ اللہ تعالیٰ
بنی اسرائیل کی عورتوں سے کلام کرے اور ان کو
مکالمات کی عزت اور اپنے مخاطبات کا شرف عطا کر

ولیاء کو اسرار
نبیاء معجزات
علوم و بصیرت
نبیاء سب کچھ
دیا جاتا ہے
وراثتاً۔ نہ
اصالتاً

المرسلین وقد سماها خیر الامم وختم بها الامم کلها وقال ثلة من الاخرین یعنی فیها کثیر من المکملات و المکملین

اور اس امت کے مردوں کو اس میں سے کچھ حصہ نہ دے اور وہ خیر المرسلین کی امت ہے اور اسکا نام اسنے خیر الامم رکھا اور اسکے ساتھ سب امتوں کو ختم کیا اور فرمایا ایک گروہ آخرین میں سے یعنی انمیں سے تکمیل کو پہنچے ہوئے مرد اور تکمیل کو پہنچی ہوئی عورتیں ہونگی

تحفہ بغداد صفحہ ۱۷

وقد کفر مثلی کثیر من الاولیاء والاقطاب والائمة فبعضهم صلبوا وقتلوا وبعضهم اخرجوا من اوطانهم ودیارهم واوذوا حتی جاءهم نصر الله فما اضیعوا وما خیبوا وزادهم الله برکة وعزة وجعل کثیراً من افئدة تهوی الیهم بلغ اثار برکاتهم الی قرن الاخرین وکذالک بشرنی ربی وقال انی ساوتیک برکة ۔

اور میری طرح بہت سے اولیا اور قطبوں اور اماموں کو کافر کہا گیا پھر بعض ان میں سے صلیب پر چڑھائے گئے اور قتل کئے گئے اور بعض ان میں سے اپنے وطنوں اور گھروں سے نکالے گئے اور ان کو دکھ دیئے گئے یہانتک کہ اللہ تعالے کی مدد انکو پہنچی سو وہ ضایع نہ کئے گئے اور نہ ناکام رکھے گئے ۔ اور اللہ تعالے نے انکی عزت اور برکت کو بڑھایا اور بہت سے دلوں کو ان کی طرف مایل کر دیا اور انکی برکتوں کے نشان بعد کی نسلوں تک پہنچے ۔ اور اسیطرح میرے رب نے مجھے بشارت دی اور فرمایا میں تجھے برکت دونگا ۔

مجھ سے پہلے اولیا کو میری طرح دکھ دیا گیا اور میری طرح انکو نصرت ملی

تحفہ بغداد صفحہ ۱۷ ۔ حاشیہ

من کان یؤمن بالله وایاته فقد وجب علیه ان یؤمن بان الله یوحی الی من یشاء من عباده رسولا کان او غیر رسول ویکلم من یشاء نبیا کان او من المحدثین الا تری ان الله تعالے قد

جو شخص اللہ پر اور اس کی آیات پر ایمان لاتا ہے اسپر واجب ہے کہ اس بات پر ایمان لاوے کہ اللہ تعالے اپنے بندوں میں سے جسپر چاہے وحی بھیجے خواہ وہ رسول ہو یا غیر رسول اور جس سے چاہے کلام کرے خواہ وہ نبی ہو یا محدثوں میں سے ہو کیا تو نہیں دیکھتا کہ اللہ تعالے نے اپنی کتاب میں خبر دی ہے

غیر رسول اور محدث پر وحی نازل ہوتی ہے۔

اخبر فی کتابہ انہ کلم ام موسیٰ وقال لا تخافی ولا تحزنی انا رادوہ الیک وجاعلوہ من المرسلین وکذالک اوحی الی الحواریین وکلم ذالقرنین و اخبرنا بہ فی کتابہ ثم بشرلنا وقال ثلۃ من الاولین وثلۃ من الآخرین وفی ھذہ الآیات اشارۃ الی ان ھذہ الامۃ یکلم کما کلمت الامم من قبل۔

کما قال سیدی وحبیبی شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ فی کتابہ الفتوح تعلیما للسالکین ...... فارجع الی کتابہ فتوح الغیب

کہ اس نے موسیٰ کی ماں سے کلام کیا اور فرمایا نہ خوف کر اور نہ حزن کر ہم اسے تیری طرف لوٹا دیں گے اور اسے مرسلوں میں سے بنائیں گے اور اسی طرح پر حواریوں کی طرف وحی کی اور ذوالقرنین سے کلام کیا اور اس کی خبر ہمیں اپنی کتاب میں دی پھر ہم کو بشارت دی اور فرمایا ایک گروہ پہلوں میں سے اور ایک گروہ آخرین میں سے اور ان آیتوں میں اشارہ کیا کہ اس امت سے کلام کی جائیگی جسطرح پہلی امتوں سے کلام کی گئی۔

...... جیسا فرمایا سیدی وحبیبی شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے اپنی کتاب فتوح میں سالکوں کو تعلیم دیتے ہوئے ...... سو اس کی کتاب فتوح الغیب کو دیکھ۔

تحفہ بغداد حاشیہ صفحہ ۲۰ و ۲۱

وحی نبوت اور وحی ولایت میں فرق۔ وحی نبوت اکمل اور اتم ہوتی ہے

وقد ظھر من کلام الامام الموصوف ان الوحی کما ینزل علی الانبیاء کذالک ینزل علی الاولیاء ولا فرق فی نزول الوحی بین ان یکون نبی او ولی ...... ولکل حظ من مکالمات اللہ تعالیٰ ومخاطباتہ علی حسب المدارج نعم لوحی الانبیاء شان اتم واکمل واقوی اقسام الوحی وحی رسولنا خاتم النبیین۔

ترجمہ۔ اور امام موصوف کے کلام سے یہ ظاہر ہے کہ وحی جسطرح نبیوں پر اترتی ہے اسی طرح ولیوں پر اترتی ہے۔ اور وحی کے اترنے میں ولی کی طرف ہو یا نبی کی طرف کوئی فرق نہیں ...... اور ہر ایک کو اللہ تعالیٰ کے مکالمات اور مخاطبات سے حسب مدارج حصہ ملتا ہے ہاں انبیاء کی وحی کی شان اتم اور اکمل ہوتی ہے۔ اور وحی کی سب قسموں سے قوی تر وحی ہمارے رسول خاتم النبیین کی وحی ہے +

وقال المجدد الامام السرهندی الشیخ احمد رضی الله عنه فی مکتوب یکتب فیه بعض الوصایا الی مریده محمد صدیق اعلم ایها الصدیق ان کلامه سبحانه مع البشر قد یکون شفاها وذالك الافراد من الانبیاء وقد یکون ذالك لبعض الکمل من متابعیهم واذا کثر هذا القسم من الکلام مع واحد منهم یسمی محدثا وهذا غیر الالهام وغیر الالقاء فی الروع وغیر الکلام الذی مع الملك انما یخاطب بهذا الکلام الانسان الکامل والله یختص برحمته من یشاء -

اور امام مجدد سرہندی شیخ احمد رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک مکتوب میں جس میں بعض نصیحتیں اپنے مرید محمد صدیق کی طرف لکھی ہیں - فرمایا - جان لے اے صدیق کہ اللہ تعالےٰ کا کلام بشر کے ساتھ کبھی بہت قرب سے ہوتا ہے - اور یہ افراد انبیاء میں سے ہوتے ہیں - اور بعض وقت ان کے پیرووں میں سے کملوں کے ساتھ ہوتا ہے - اور جب اس قسم کا کلام ان میں سے ایک کیساتھ کثرت سے ہو تو اسکا نام محدث رکھا جاتا ہے اور یہ سوائے الہام کے اور سوائے دل میں القاء کے اور سوائے اس کلام کے ہوتی ہے جو فرشتے کے ساتھ ہو اور اس کلام سے انسان کامل مخاطب کیا جاتا ہے اور اللہ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت کیساتھ خاص کر لیتا ہے

محدث کیسے کثرت مکالمہ ہوتا ہے

تحفہ بغداد صفحہ ۲۷

والاحادیث کلها قد اتفقت علی ان المسیح الموعود من هذه الامة فان النبوة قد ختمت وان رسول خاتم النبیین

اور سب حدیثیں اس بات پر متفق ہیں کہ مسیح موعود اس امت میں سے ہوگا کیونکہ نبوت ختم کر دی گئی - اور ہمارے رسول خاتم النبیین ہیں *

نبوت ختم ہو چکی

تحفہ بغداد صفحہ ۲۸

ومعذالك اذا کان نبینا صلی الله علیه وسلم خاتم الانبیاء فلا شك انه من آمن بنزول المسیح الذی هو نبی من بنی اسرائیل فقد کفر بخاتم النبیین فیا حسرة

ترجمہ - ساتھ ہی یہ بھی سمجھ لینا چاہئے کہ جب ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں تو کوئی شک نہیں کہ جو شخص اس مسیح کے نزول پر ایمان لاتا ہے جو بنی اسرائیل کا ایک نبی ہے وہ خاتم النبیین کا کافر ہے - پس افسوس

خاتم النبیین کے بعد کسی نبی پر ایمان لانا ختم نبوت کا کفر ہے

| | |
|---|---|
| علے قوم یقولون ان المسیح ابن مریم نازل بعد وفات رسول اللہ .....فمن این یظہر نبی بعدہ الا تتفکرون یا معشر المسلمین وتتبعون الاوہام۔ | اس قوم پر جو کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مسیح ابن مریم اُترنے والا ہے۔ .....پھر کسطرح اسکے بعد نبی ظاہر ہو سکتا ہے اے مسلمانوں کے گروہ کیا تم فکر نہیں کرتے اور وہم کی پیروی کرتے ہو۔ |

اتمام الحجۃ صفحہ ۳

مسیح کو مجدد اور وارث رسل بنایا گیا۔

| | |
|---|---|
| وقد علمنی ربی من اسرارہ واخبرنی من اخبارہ وجعلنی مجدد ھذہ المائۃ وخصنی فی علوم بالبسط والسعۃ وجعلنی لرسلہ من الوارثین | ترجمہ۔ اور میرے رب نے مجھے بہت سے اسرار کا علم دیا اور بہت سی خبروں کی اطلاع دی اور اس صدی کا مجدد کیا اور اپنے علوم میں فراخی اور وسعت کے ساتھ مجھے مخصوص کیا اور اپنے رسولوں کا مجھے وارث کیا |

ایضاً صفحہ ۳

مسیح موعود ہونے کی وحی

| | |
|---|---|
| وبشرنی ان المسیح الموعود الذی یرقبونہ والمھدی المسعود الذی ینتظرونہ ھوانت نفعل ما نشاء فلا تکونن من الممترین وقال انا جعلناک المسیح ابن مریم | ترجمہ۔ اور مجھے بشارت دی کہ مسیح موعود جسکا وہ انتظار کرتے ہیں اور وہ مہدی مسعود جس کے منتظر ہیں وہ تو ہی ہے۔ ہم جو چاہتے ہیں کرتے ہیں پس تو جھگڑنے والوں میں سے نہ ہو اور فرمایا ہم نے تجھ کو مسیح ابن مریم بنایا۔ |

اتمام الحجۃ صفحہ ۱۳

آپ تجدید دین کے لئے مبعوث ہوئے

| | |
|---|---|
| وقد بعثت علے رأس المائۃ لاجدد الدین وانور وجہ الملۃ واللہ علے ذالک شہید | ترجمہ۔ اور میں صدی کے سر پر مبعوث کیا گیا تاکہ میں دین کی تجدید کروں اور مذہب کا چہرہ روشن کروں اور اللہ اسپر گواہ ہے۔ |

اتمام الحجۃ صفحہ ۱۷

مسیح نبی نہیں ہوگا

عیسٰے ایسی حالت میں نازل ہوگا جو اس شریعت کے مطابق حکم کریگا نہ نبی ہو کر۔

اتمام الحجۃ صفحہ ۳۲

اولیاء اللہ سے جنگ خدا سے جنگ ہے

| | |
|---|---|
| ایھا العجول اتق اللہ وخف اولیاء اللہ الودود ولا خوفک من الاسود | ترجمہ۔ اے جلد باز اللہ سے ڈر اور اللہ کے اولیاء سے خوف کر اور شیروں سے تجھ کو کوئی |

واذا رأیت رجلا تبتل الی اللہ و ما بقی لہ شیء یشغلہ عن ربہ فلا تتکلم فیہ ولا تجترء علی سبہ انحارب باللہ یا مسکین او تقتل نفسک کالمجانین واعلم ان اولیاء الرحمن یُطردون ویلعنون ویکفرون فی اوائل الزمان ویقال فیھم کل کلمۃ شر۔

خوف نہیں اور جب تو کسی شخص کو دیکھے کہ اسنے اللہ تعالیٰ کی طرف انقطاع کیا اور کوئی چیز باقی نہ رہی جو اسے اپنے رب سے دور کرتی اس تو اسکے بارہ میں کلام نہ کر اور نہ اس کو گالی دینے کی جرأت کر۔ اے مسکین کیا تو خدا سے جنگ کرتا ہے یا مجنونوں کی طرح اپنی جان کو قتل کرتا ہے۔ اور جان لے کہ پہلے پہلے رحمٰن کے اولیاء کو دھتکارا جاتا ہے۔ اور لعنت کیجاتی ہے۔ اور تکفیر کیجاتی ہے اور ہر ایک بری بات اسکے حق میں کہی جاتی ہے۔

آئینہ کمالات اسلام۔ صفحہ ۷

قد کنت اقمت من اللہ لاجدد الدین باذنہ

ترجمہ۔ میں اللہ تعالیٰ کیطرف سے کھڑا کیا گیا ہوں کہ اسکے اذن سے دین کی تجدید کروں۔

اللہ تعالیٰ نے تجدید دین کیلئے مبعوث کیا۔

آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۱

وھا انا اشھد بالرب العظیم واحلف باللہ الکریم علی انی مؤمن مسلم موحدٌ متبع لاحکام اللہ وسنن رسولہ وبریءٌ مما تظنون ومن سم الکفر وحلولہ والی الاری لغیر الشرع عزۃ۔ ولا لعالمہ درجۃ وامنت بکتاب اللہ واشھد ان خلافہ زندقۃ۔ ومن تفوہ بکلمۃٍ لیس لہ اصلٌ صحیحٌ فی الشرع ملھمًا کان او مجتھدًا فبہ الشیاطین متلاعبۃ وآمنت بان نبینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء وان کتابنا القرآن

ترجمہ۔ دیکھو میں رب عظیم کو شاہد ٹھیراتا ہوں اور اللہ کریم کی حلف اٹھاتا ہوں کہ میں مومن مسلم موحد ہوں پیروی کرنیوالا اللہ کے احکام اور اسکے رسول کی سنتوں کی بری ہوں اس سے جو تم گمان کرتے ہو اور کفر کے زہر اور اس کے حلول سے اور میں سوائے شرع کے کوئی عزت نہیں دیکھتا۔ اور نہ اس کے عالم کیلئے کوئی درجہ اور میں اللہ کی کتاب پر ایمان لایا اور گواہی دیتا ہوں کہ اسکا خلاف زندیقیت ہے اور جو شخص کوئی ایسی بات مونہہ سے نکالے کہ جسکا کوئی اصل صحیح شرع میں نہیں خواہ وہ ملہم ہو یا مجتہد ہو اسکے ساتھ شیاطین کھیلتے ہیں۔ اور میں ایمان لاتا ہوں اس بات پر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبیوں کے خاتم ہیں اور

حلف سے موکد اقرار عقائد۔

حلفیہ شہادت کہ اس وقت میں سوائے مصطفےٰ کے نبی نہیں

کریم وسیلۃ الاهتداء الا نبی لنا
نقتدی به الا المصطفٰی ولا کتاب
لنا نتبعه الا الفرقان المهیمن علی
الصحف الاولٰی وآمنت بان
رسولنا سید ولد آدم وسید
المرسلین بان الله ختم به النبیین
وبان القرآن المجید بعد رسول
الله محفوظ من تحریف المحرفین
وخطاء المخطئین ولا ینسخ ولا یزید
ولا ینقص بعد رسول الله ولا
یخالفه الهام الملهمین الصادقین
وکل ما فهمت من عویصات القرآن
او اُلهمت من الله الرحمٰن فقبلته
علٰی شریطة الصحة والصواب و
السمت وقد کشف علیّ انه صحیح
خالص یوافق الشریعة لا ریب
فیه ولا لبس ولا شک ولا شبهة
وان کان الالهامات ذالک
علٰی فرض المحال فنبذناه کله من
ایدینا کالمتاع الردی ومادة
السعال۔

ہماری کتاب قرآن کریم ہدایت کا ذریعہ ہے
سوائے مصطفٰے کے ہمارا کوئی نبی نہیں
جس کی ہم اقتدا کریں اور کوئی کتاب نہیں سوائے
فرقان کے جو محافظ ہے پہلے صحیفوں کا اور
میں ایمان لاتا ہوں اس بات پر کہ ہمارے رسول
آدم کی اولاد کے سردار ہیں اور رسولوں کے
سردار ہیں۔ اور کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کے ساتھ
نبیوں کو ختم کر دیا۔ اور کہ قرآن مجید بعد رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے تحریف کرنیوالوں
کی تحریف سے اور غلطیوں کے خطا سے محفوظ ہے
اور نہ منسوخ کیا جائیگا اور نہ زیادہ ہوگا اور
نہ کم ہوگا۔ رسول اللہ کے بعد۔ اور سچے ملہموں
کا الہام اسکے خلاف نہیں ہو سکتا۔ اور جو کچھ
مجھے قرآن کے مشکلات کا فہم دیا گیا یا اللہ رحمان سے
الہام کیا گیا میں نے اس کو صحت اور صواب کی شرط
پر قبول کیا ہے اور یہ مجھ پر کھولا گیا ہے کہ وہ صحیح
خالص ہے شریعت کے موافق ہے اس میں کچھ شک
نہیں اور نہ کوئی ملاوٹ ہے اور نہ شک و شبہ ہے
اور اگر فرض محال کے طور پر معاملہ اسکے خلاف ہو تو ہم
اس سب کو (یعنی اپنے الہامات کو) اپنے ہاتھوں سے
ردی چیز کی طرح اور کھانسی کے مادہ کی طرح پھینک دینگے

آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۷

صد ہزاراں یوسفے بینم دریں چاہ ذقن
واں مسیح ناصری شد از دم او بے شمار

حلفیہ شہادت کہ آنحضرتؐ کے ساتھ نبی ختم ہو گئے۔

اگر میرا الہام شریعت کے خلاف ہو تو اسکو ردی کی طرح پھینک دوں گا۔

آنحضرتؐ کی طفیل ہزار ہا مسیح ناصری ہو چکے ہیں

آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۱

اسلام کے کسی متفق علیہ عقیدہ سے انحراف نہیں۔

چنانچہ سب سے پہلے کافر اور مرتد ٹھیرانے میں میاں نذیر حسین صاحب دہلوی نے قلم اٹھائی۔ اور بٹالوی صاحب کے استفتاء کو اپنی کفر کی شہادت سے مزین کیا۔ اور میاں نذیر حسین نے جو اس عاجز کو بلا توقف وتامل کافر ٹھہرایا۔ باوجود اس کے جو میں پہلے اس سے ان کی طرف صاف تحریر کر چکا تھا کہ میں کسی عقیدہ متفق علیہا اسلام سے منحرف نہیں ہوں''

آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۴۰

آنحضرت کی نبوت کا زمانہ قیامت تک ہے۔

اور ہمارے سید ومقتدا ختم المرسلین کے زمانہ کی ضرورتیں درحقیقت کسی ایک نوع میں محدود نہ تھیں۔ اور یہ زمانہ بھی کوئی محدود زمانہ نہ تھا۔ بلکہ ایسا وسیع تھا جس کا دامن قیامت تک پھیل رہا ہے۔

آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۴۲

مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد آنحضرت کے حق میں نص صریح ہے۔

مسیح کی گواہی قرآن کریم میں اس طرح پر لکھی ہے کہ مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد۔ یعنے میں ایک رسول کی بشارت دیتا ہوں جو میرے بعد یعنے میرے مرنے کے بعد آئے گا۔ اور نام اس کا احمد ہوگا۔ پس اگر مسیح اب تک اس عالم جسمانی سے گذر نہیں گیا تو اس سے لازم آتا ہے کہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم بھی اب تک اس عالم میں تشریف فرما نہیں ہوئے۔ کیونکہ نص اپنے کھلے کھلے الفاظ سے بتلا رہی ہے کہ جب مسیح اس عالم جسمانی سے رخصت ہو جائیگا۔ تب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اس عالم جسمانی میں تشریف لائیں گے۔ وجہ یہ کہ آیت میں آنے کے مقابل پر جانا بیان کیا گیا ہے۔

آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۰

نبیوں رسولوں اور محدثوں کی ضرورت۔

یہی صورت اس روحانی بارش کی بھی ہے۔ جو ظاہری بارش کی طرح قدیم سے اپنے موسموں پر برستی چلی آئی ہے۔ یعنے اس طرح پر کہ خشک سالی کے ایام میں جبکہ خشک سالی اپنے کمال اور انتہا کو پہنچ جاتی ہے۔ یک دفعہ مستعد دلوں کی گرمی اور طلب اور خواہش کی حرارت نہایت جوش میں آجاتی ہے۔ تب وہ گرمی رحمت کے دریا تک جو ایک سمندر ناپیدا کنار ہے اپنے التہاب اور سوز کو پہنچا دیتی ہے۔ تب دریائے رحمت اس تشنہ زار کے لئے توجہ فرماتا ہے۔ اور فیض بے علت کے نورانی بخارات نکلنے شروع ہو جاتے ہیں تب وہ مقرب فرشتے جو اپنے نفس کی جنبش اور جوش سے سرد پڑے ہوئے اور نہایت لطیف

اور یفعلون ما یؤمرون کا مصداق ہیں۔ اُن فیوض کو قبول کر لیتے ہیں پھر اُن فرشتوں سے تعلق رکھنے والی طبیعتیں جو انبیاء اور رسل اور محدثین ہیں اپنے حقانی جوشوں سے اُن کو حرکت میں لاتی ہیں۔ اور خود واسطہ بن کر ایسے محل مناسب پر برسا دیتے ہیں جو استعداد اور طلب کی گرمی اپنے اندر رکھتا ہے۔ یہ صورت ہمیشہ اس عالم میں بوقت ضرورت ہوتی ہی رہتی ہے۔ ہاں اس بھاری برسات کے بعد جو عہد مقدس نبی صلے اللہ علیہ وسلم میں ہو چکی ہے۔ بڑی بڑی بارشوں کی ضرورت نہیں رہی۔ اور وہ مصفا پانی اب تک ضایع بھی نہیں ہوا۔ مگر چھوٹی چھوٹی بارشوں کی ضرورت ہے تا زمین کی عام سرسبزی میں فرق نہ آجائے۔

(حاشیہ: نبوت آنحضرت کا مصفے پانی ضایع نہیں ہوا اس لئے محدث آئیں گے)

آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۶۶

حال کے برہمو اور فلسفی اور نیچری اگر ان معجزات سے انکار کریں تو وہ معذور ہیں۔ کیونکہ وہ اس مرتبہ کو شناخت نہیں کر سکتے جس میں ظلی طور پر الٰہی طاقت انسان کو ملتی ہے۔ پس اگر وہ ایسی باتوں پر ہنسیں تو وہ اپنے ہنسنے میں بھی معذور ہیں۔ کیونکہ انہوں نے بجز طفلانہ حالت کے اور کسی درجہ روحانی بلوغ کو طے نہیں کیا۔

(حاشیہ: ظلی طور پر الٰہی طاقتیں ملتی ہیں)

آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۶۷

"اور ہمارے ہادی اور مقتدا صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ اقتداری خوارق نہ صرف آپ ہی دکھلائے۔ بلکہ ان خوارق کا ایک لمبا سلسلہ روز قیامت تک اپنی امت میں چھوڑ دیا۔ جو ہمیشہ اور ہر زمانہ میں حسب ضرورت زمانہ ظہور میں آتا رہا ہے۔ اور اس دنیا کے آخری دنوں تک اسی طرح ظاہر ہوتا رہے گا۔ اور الٰہی طاقت کا پرتوہ جس قدر اس امت کے مقدس روحوں پر پڑا ہے اس کی نظیر دوسری امتوں میں ملنی مشکل ہے۔"

(حاشیہ: اولیاء کے اقتداری خوارق ہمیشہ ظاہر ہوتے رہے اور ہوتے رہیں گے)

آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۶۷

لیکن یہ بات اس جگہ یاد رکھنے کے لایق ہے کہ اس قسم کے اقتداری خوارق گو خدا تعالے کی طرف سے ہی ہوتے ہیں۔ مگر پھر بھی خدا تعالے کے ان خاص افعال سے جو بلا توسط ارادہ غیری ظہور میں آتے ہیں کسی طور سے برابری نہیں کر سکتے اور نہ برابر ہونا ان کا مناسب ہے اسی وجہ سے جب کوئی نبی یا ولی اقتداری طور پر بغیر توسط کسی دعا کے کوئی ایسا امر خارق عادت دکھلا دے جو انسان کو کسی حیلہ اور تدبیر اور علاج سے اس کی قوت نہیں دی گئی تو نبی کا وہ

(حاشیہ: انبیا اور اولیاء کے اقتداری خوارق اور اللہ تعالیٰ کے بلا توسط افعال میں فرق ہے)

فعل خدا تعالےٰ کے ان افعال سے کم رتبہ پر رہے گا جو خود خدا تعالےٰ علانیہ اور بالجہر اپنی قوت کاملہ سے ظہور میں لاتا ہے۔ یعنے ایسا اقتداری معجزہ بہ نسبت دوسرے الٰہی کاموں کے جو بلا واسطہ اللہ شانہ سے ظہور میں آتے ہیں ضرور کچھ نقص اور کمزوری اپنے اندر موجود رکھتا ہوگا تا سرسری نگاہ والوں کی نظر میں تشابہ فی الخلق واقع نہ ہو۔

آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۱۰۴

جبرئیل کا غیر نبی کے پاس آنا جائز ہے۔ دیگر وحی نبوت لانا نہیں

اب ان احادیث سے ثابت ہوا کہ حضرت جبرائیل حسان کے ساتھ رہتے تھے۔ اور ہر دم ان کے رفیق تھے۔ اور ایسا ہی یہ آیت کریمہ بھی کہ ایدھم بروح منہ صاف اور کھلے کھلے طور پر بتلا رہی ہے کہ روح القدس مومنوں کے ساتھ رہتا تھا۔

آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۱۰۶

انبیاء پر وحی بتوسط جبرئیل نازل ہوتی ہے

بخاری نے اپنی صحیح میں اور ایسا ہی ابوداؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے اور ایسا ہی مسلم نے بھی اس پر اتفاق کیا ہے کہ نزول جبرئیل کا وحی کے ساتھ انبیاء پر وقتاً فوقتاً آسمان سے ہوتا ہے (یعنی وہ تجلی جس کی ہم تصریح کر آئے ہیں) اور اس کی تائید میں ابن جریر اور ابن کثیر نے یہ حدیث بھی لکھی ہے۔ عن النواس بن سمعان رضی اللہ تعالےٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اراد اللہ تبارک وتعالےٰ ان یوحی بامرہ تکلم بالوحی فاذا تکلم اخذت السموات منہ رجفۃ او قال رعدۃ شدیدۃ من خوف اللہ تعالےٰ فاذا سمع بذالک اھل السموات صعقوا وخروا للہ سجدا فیکون اول من یرفع راسہ جبرئیل علیہ الصلوات والسلام فیکلمہ اللہ من وحیہ بما اراد فیمضی بہ جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام علی الملئکۃ کلما مر بسماء سماء الی سماء یسئلہ ملائکتہا ماذا قال ربنا یا جبرئیل فیقول علیہ السلام قال الحق وھو العلی الکبیر۔ فیقولون کلھم مثل ما قال جبرئیل فینتھی جبرئیل بالوحی الی حیث امر اللہ تعالیٰ من السماء والارض۔ ترجمہ یعنی نواس بن سمعان سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ جس وقت خدا تعالےٰ ارادہ فرماتا ہے کہ کوئی امر وحی اپنی طرف سے نازل کرے تو بطور وحی متکلم ہوتا ہے۔ یعنی ایسا کلام کرتا ہے جو ابھی اجمال پر مشتمل ہوتا ہے۔ اور ایک چادر پوشیدگی کی اس پر ہوتی ہے۔ تب اس محجوب المفہوم کلام سے ایک لرزہ آسمانوں پر پڑ جاتا ہے

جس سے وہ ہولناک کلام تمام آسمانوں میں پھر جاتا ہے۔ اور کوئی نہیں سمجھتا کہ اس کے کیا معنی ہیں۔ اور خوف الٰہی سے ہر ایک فرشتہ کانپنے لگتا ہے۔ کہ خدا جانے کیا ہونے والا ہے۔ اور اس ہولناک آواز کو سن کر ہر ایک فرشتہ پر غشی طاری ہو جاتی ہے۔ اور وہ سجدہ میں گر جاتے ہیں۔ پھر سب سے پہلے جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام سجدہ سے سر اٹھاتا ہے اور خدا تعالےٰ اس وحی کے تمام تفصیلات اس کو سمجھا دیتا ہے۔ اور اپنی مراد اور منشاء سے مطلع کر دیتا ہے۔ تب جبرئیل اس وحی کو لے کر تمام فرشتوں کے پاس جاتا ہے جو مختلف آسمانوں میں ہیں۔ اور ہر یک فرشتہ اس سے پوچھتا ہے کہ یہ آواز ہولناک کیسی تھی۔ اور اس سے کیا مراد تھی۔ تب جبرائیل اُس کو یہ جواب دیتا ہے کہ یہ ایک امر حق ہے۔ اور خدا تعالےٰ نہایت بلند اور بزرگ ہے۔ یعنی یہ وحی ان حقایق میں سے ہے جن کا ظاہر کرنا اس العلی الکبیر نے قرین مصلحت سمجھا ہے۔ تب وہ سب اس کے ہمکلام ہو جاتے ہیں۔ پھر جبرئیل اس وحی کو اس جگہ پہنچا دیتا ہے جس جگہ پہنچا نے کے لئے اس کو حکم تھا۔ خواہ آسمان یا زمین۔

(اس سارے مضمون کا خلاصہ خود اس کتاب آئینہ کمالات اسلام میں حاشیہ پر صفحہ ۱۰۸ پر بدیں الفاظ دیا گیا ہے۔ وحی کس طور سے پیدا ہوتی اور پھر کیونکر انبیاء پر نازل ہوتی ہے)۔

آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۱۱۶

آنحضرت کے سارے اقوال وافعال میں خدا کا جلوہ

پس جس حالت میں ہمارے سید و مولےٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے دس لاکھ کے قریب قول وفعل میں سراسر خدائی کا ہی جلوہ نظر آتا ہے۔ اور ہر بات میں حرکات میں سکنات میں اقوال میں افعال میں روح القدس کے چمکتے ہوئے انوار نظر آتے ہیں۔

آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۱۲۷ و ۱۲۸

پہلی کتابیں مختص القوم ومختص الزمان تھیں

اول یہ کہ پہلے نبی اپنے زمانہ کے جمیع بنی آدم کے لئے مبعوث نہیں ہوتے تھے۔ بلکہ وہ صرف اپنی ایک خاص قوم کے لئے بھیجے جاتے تھے۔ جو خاص استعدادیں محدود اور خاص طور کے عادات اور عقاید اور اخلاق اور روش میں قابل اصلاح ہوتے تھے۔ پس اس وجہ سے وہ کتابیں قانون مختص القوم کی طرح ہو کر صرف اسی حد تک اپنے ساتھ ہدایت لاتی تھیں۔ جو اس خاص قوم کے مناسب حال اور ان کے پیمانہ استعداد کے موافق ہوتی تھی۔

دوسری وجہ یہ کہ ان انبیاء علیہم السلام کو ایسی شریعت ملتی تھی جو ایک خاص زمانہ تک محدود ہوتی تھی۔ اور خدا تعالےٰ نے ان کتابوں میں یہ ارادہ نہیں کیا تھا کہ دنیا کے اخیر تک وہ ہدایتیں جاری رہیں۔ اس لئے وہ کتابیں قانون مختص الزمان کی طرح ہو کر صرف اس زمانہ کی حد تک ہدایت لائی تھیں جو ان کتابوں کی پابندی کا زمانہ حکمت الٰہی نے اندازہ کر رکھا تھا۔

یہ دونوں قسم کے نقص جو ہم نے بیان کئے ہیں۔ قرآن کریم بکلی اُن سے مبرا ہے۔ کیونکہ قرآن کریم کے اتارنے سے اللہ جل شانہ کا یہ مقصد تھا کہ وہ تمام بنی آدم اور تمام زمانوں اور تمام استعدادوں کی اصلاح و تکمیل اور تربیت کر سکے۔

آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۱۶۰ و ۱۶۱

آنحضرت کا نور ان لوگوں کو دیا گیا جو کسی قدر آپ کا رنگ رکھتے ہیں

وہ اعلےٰ درجہ کا نور جو انسان کو دیا گیا یعنی انسان کامل کو وہ ملائک میں نہیں تھا۔۔۔۔۔۔ انسان کامل ہیں جن کا اتم اور اکمل اور اعلےٰ اور ارفع فرد ہمارے سید و مولا سید الانبیاء سید الاحیاء محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ سو وہ نور اُس انسان کو دیا گیا۔ اور حسب مراتب اسکے تمام ہمرنگوں کو بھی یعنے اُن لوگوں کو بھی جو کسی قدر وہی رنگ رکھتے ہیں۔

آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۱۶۲ و ۱۶۳

از ابتدا تا آخر آنحضرت جیسا کامل انسان کوئی نہیں۔

آنحضرت فرماتے ہیں۔ میں اول المسلمین ہوں یعنے دنیا کی ابتدا سے اس کے اخیر تک میرے جیسا اور کوئی کامل انسان نہیں جو ایسا اعلےٰ درجہ کا فنافی اللہ ہو جو خدا تعالےٰ کی ساری امانتیں اس کو واپس دینے والا ہو۔

آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۱۷۸

اولیاء کا تقوےٰ میں کمال اور انکی بڑی کرامت کشف نور کی عطا

اسی مقام سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ بڑی اور اعلےٰ درجہ کی کرامت جو اولیاء اللہ کو دیجاتی ہے جن کو تقوےٰ میں کمال ہوتا ہے۔ وہ یہی دیجاتی ہے کہ اُن کے تمام حواس اور عقل اور فہم اور قیاس میں نور رکھا جاتا ہے۔ اور اُن کی قوت کشفی نور کے پانیوں سے ایسی صفائی حاصل کر لیتی ہے جو دوسرے کو نصیب نہیں ہوتی۔

آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۱۸۶

القا اور الہام برعایت فطرت ہوتا ہے۔

القا اور الہام بھی جو فرشتے کرتے ہیں وہ بھی برعایت فطرت ہی ہوتا ہے مثلاً وہ الہام جو خدا کے برگزیدہ بندوں پر وہ نازل کرتے ہیں دوسروں پر نہیں کر سکتے۔

آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۱۹۰و۱۹۱

نجات صرف آنحضرت کی غلامی میں ہے

قل یا عبادی یعنے کہہ اے میرے غلامو ...... جو شخص نجات چاہتا ہے وہ اس کا یعنی نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا) غلام ہو جائے۔ یعنے ایسا اس کی اطاعت میں محو ہو جائے کہ گویا اس کا غلام ہے تب وہ گو کیسا ہی پہلے گنہگار تھا بخشا جائے گا +

آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۱۹۵

صحابہ کا مقام قرب تک پہنچایا جانا

وایدھم بروح منہ یعنے ان کو (صحابہ کو) روح القدس کے ساتھ مدد دی اور روح القدس کی مدد یہ ہے کہ دلوں کو زندہ کرتا ہے۔ اور روحانی موت سے نجات بخشتا ہے۔ اور پاکیزہ قوتیں اور پاکیزہ حواس اور پاک علم عطا فرماتا ہے۔ اور علوم یقینیہ اور براہین قطعیہ سے خداتعالےٰ کے مقام قرب تک پہنچا دیتا ہے +

آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۰۶ سے ۲۱۰

آخرین منہم کا گروہ صحابہ سے مشابہت رکھتا ہے۔

پھر اس قیامت کا نمونہ صحابہ تک ہی محدود نہ رہا بلکہ اُس خداوند قادر قدیر نے جس نے ہر قوم اور ہر زمانہ اور ہر ملک کے لئے اس بشیر و نذیر کو مبعوث کیا تھا ہمیشہ کے لئے جاودانی برکتیں اس کے سچے تابعداروں میں رکھ دیں اور وعدہ کیا کہ وہ نور اور وہ روح القدس جو اس کامل انسان کے صحابہ کو دیا گیا تھا۔ آنے والے متبعین اور صادق الاخلاص لوگوں کو بھی ملیگا جیسا کہ اس نے فرمایا۔ ھو الذی بعث فی الامیین رسولا منھم یتلوا علیھم ایاتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین وآخرین منھم لما یلحقوا بھم ھو العزیز الحکیم یعنے ہمارا خاص اور کامل بندے بجز صحابہ رضی اللہ عنہم کے اور بھی ہیں جن کا گروہ کثیر آخری زمانہ میں پیدا ہوگا اور جیسے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم کی تربیت فرمائی۔ ایسا ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اس گروہ کی بھی باطنی طور پر تربیت فرمائیں گے۔ یعنے وہ لوگ ایسے زمانہ میں آئیں گے کہ جس زمانہ میں ظاہری افادہ اور استفادہ کا سلسلہ منقطع ہو جائیگا۔ اور مذہب اسلام بہت سی غلطیوں اور بدعتوں سے پر ہو جائیگا۔ اور فقراء کے دلوں سے بھی باطنی روشنی جاتی رہے گی۔ تب خداتعالےٰ کسی نفس سعید کو بغیر وسیلہ ظاہری سلسلوں اور طریقوں کے صرف نبی کریم کی روحانیت کی تربیت سے کمال روحانی تک پہنچا دیگا۔ اور اس کو ایک گروہ بنائیگا۔ اور وہ گروہ صحابہ کے گروہ سے نہایت شدید مشابہت پیدا کرے گا۔ کیونکہ وہ تمام و کمال آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہی زراعت ہوگی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا فیضان اُن

جاری وساری ہوگا۔ اور صحابہ سے وہ ملیں گے۔ یعنی اپنے کمالات کے رو سے اُن کے مشابہ ہو جائیں گے۔ اور ان کو خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے وہی موقع ثواب حاصل کرنے کے حاصل ہو جائیں گے جو صحابہ کو حاصل ہوئے تھے ♦

آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۲۱و۲۲۲

مسیح موعود بھی آنحضرت کے فیوض کی ایک مثال ہے۔

جو شخص اس زمانہ میں بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرتا ہے وہ بلاشبہ قبر میں سے اٹھایا جاتا ہے۔ اور ایک روحانی زندگی اس کو بخشی جاتی ہے نہ صرف خیالی طور پر۔ بلکہ آثار صحیحہ صادقہ اس کے ظاہر ہوتے ہیں اور آسمانی مددیں اور سماوی برکتیں اور روح القدس کی خارق عادت تائیدیں اس کے شامل حال ہو جاتی ہیں۔ اور وہ تمام دنیا کے انسانوں میں سے ایک منفرد انسان ہو جاتا ہے۔ یہانتک کہ خدا تعالیٰ اس سے ہمکلام ہوتا ہے اور اپنے اسرار خاصہ اس پر ظاہر کرتا ہے۔ اور اپنے حقایق و معارف کھولتا ہے اور اپنی محبت اور عنایت کے چمکتے ہوئے علامات اس میں نمودار کر دیتا ہے اور اپنی نصرتیں اس پر اتارتا ہے۔ اور اپنی برکات اس میں رکھ دیتا ہے۔ اور اپنی ربوبیت کا آئینہ اس کو بنا دیتا ہے۔ اس کی زبان پر حکمت جاری ہوتی ہے۔ اور اس کے دل سے نکات لطیفہ کے چشمے نکلتے ہیں اور پوشیدہ بھید اس پر آشکار کئے جاتے ہیں اور خدا تعالیٰ ایک عظیم الشان تجلی اس پر فرماتا ہے۔ اور اس سے نہایت قریب ہو جاتا ہے۔ اور وہ اپنی استجابت دعاؤں میں اور اپنی قبولیتوں میں اور فتح ابواب معرفت میں اور انکشاف اسرار غیبیہ میں اور نزول برکات میں سب سے اوپر اور سب پر غالب رہتا ہے۔ چنانچہ اس عاجز نے خدا تعالیٰ سے مامور ہو کر انہیں امور کی نسبت اور اپنی اتمام حجت کی غرض سے کئی ہزار رجسٹری شدہ خط دیگر ممالک میں لکھے ♦

آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۲۴

اس امت کے کاملین نبی اور رسول نہیں مگر نبیوں اور رسولوں کی مانند ہیں۔

تمام جاودانی چشمے محض حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی طفیل دنیا میں آئے ہیں۔ یہی امت ہے کہ اگرچہ نبی تو نہیں مگر نبیوں کی مانند خدا تعالیٰ سے ہمکلام ہو جاتی ہے۔ اور اگرچہ رسول نہیں مگر رسولوں کی مانند خدا تعالیٰ کے روشن نشان اس کے ہاتھ پر ظاہر ہوتے ہیں۔ اور روحانی زندگی کے دریا اس میں بہتے ہیں۔ اور کوئی نہیں کہ اس کا مقابلہ کر سکے ♦

آئینہ کمالات اسلام حاشیہ صفحہ ۲۲۶

وحی جو بذریعہ جبرئیل انبیاء کو ملتی ہے۔

سرسید احمد خان سی ایس آئی کو اس بات سے انکار ہے کہ سچ مچ کسی کو مخاطبہ اور مکالمہ الٰہیہ

نصیب ہو سکے ..... اور اس وحی سے منکر ہیں جو بذریعہ جبرئیل علیہ السلام انبیاء کو ملتی ہے۔ اور الٰہی طاقتوں غیب گوئی اور دیگر خوارق کو اپنے اندر رکھتی ہے۔ اور خالصًا آسمان سے نازل ہوتی ہے نہ کہ کوئی فطرتی قوت۔

آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۳۷

اگر وہ طاعون حوادث میں پیسا بھی جائے۔ اور غبار سا کیا جائے تب بھی بغیر انی مع اللہ کے اور کوئی آواز اس کے اندر سے نہیں آتی۔ جب کسی کی حالت اس نوبت تک پہنچ جائے تو اس کا معاملہ اس عالم سے وراء الوراء ہو جاتا ہے۔ اور ان تمام ہدایتوں اور مقامات عالیہ کو ظلی طور پر لیتا ہے جو اس سے پہلے نبیوں اور رسولوں کو ملے تھے۔ اور انبیاء اور رسل کا وارث اور نائب ہو جاتا ہے۔ وہ حقیقت جو انبیاء میں معجزہ کے نام سے موسوم ہوتی ہے وہ اس میں کرامت کے نام سے ظاہر ہو جاتی ہے۔ اور وہی حقیقت جو انبیاء میں عصمت کے نام نامزد کی جاتی ہے اس میں محفوظیت کے نام سے پکاری جاتی ہے۔ اور وہی حقیقت جو انبیاء میں نبوت کے نام سے بولی جاتی ہے اس میں محدثیت کے پیرایہ میں ظہور پکڑتی ہے۔

آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۳۸

اگر باب نبوت مسدود نہ ہوتا تو ہر ایک محدث اپنے وجود میں قوت اور استعداد نبی ہو جانے کی رکھتا تھا۔ اور اسی قوت اور استعداد کے لحاظ سے محدث کا حمل نبی پر جائز ہے یعنے کہہ سکتے ہیں کہ المحدث نبی۔

آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۳۹

اور اس سوال کا جواب کہ جس شخص کو شرف مکالمہ الٰہیہ کا نصیب ہو وہ کب اور کن حالات میں افاضہ کلام الٰہی کا زیادہ تر مستحق ہوتا ہے۔ یہ ہے کہ شدائد اور مصائب کے نزول کے وقت اولیاء اللہ پر کلام الٰہی نازل ہوتا ہے تا ان کی تسلی اور تقویت کا موجب ہو۔ جب وہ نزول آفات اور حوادث فوق الطاقت سے نہایت شکستہ اور دردمند اور کوفتہ ہو جاتے ہیں اور حزن اور قلق انتہا کو پہنچ جاتا ہے۔ تب خدا تعالیٰ کی صفت کلام ان کے دل پر متجلی ہوتی ہے۔ اور کلمات طیبہ الٰہیہ سے ان کو سکینت اور تشفی بخشی جاتی ہے +

آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۴۷

ہر ایک صدی کے سر پر اور خاص کر ایسی صدی کے سر پر جو ایمان اور دیانت سے دور

محدث ان تمام ہدایتوں اور مقامات عالیہ کو محض ظلی طور پر پاتا ہے جو نبیوں کو ملے۔ نائب و وارث انبیا ہوتا ہے

وہی حقیقت جو انبیا میں نبوت کا نام رکھتی ہے محدثین میں محدثیت کا نام پاتی ہے

اگر باب نبوت مسدود نہ ہوتا تو ہر محدث نبی ہوتا۔

اولیا پر کلام الٰہی کا نزول

ہر صدی کے سر پر نبی کا قائم مقام پیدا ہوتا ہے اس کی نفی نہیں ہو سکتی۔

پڑ گئی ہے۔ اور بہت سی تاریکیاں اپنے اندر رکھتی ہے۔ ایک قایم مقام نبی کا پیدا کر دیتا ہے جس کے آئینہ فطرت میں نبی کی شکل ظاہر ہوتی ہے۔ اور وہ قایم مقام نبی متبوع کے کمالات کو اپنے وجود کے توسط سے لوگوں کو دکھلاتا ہے۔ اور تمام مخالفوں کو سچائی اور حقیقت نمائی اور پردہ دری کے رو سے ملزم کرتا ہے سچائی کے رو سے اس طرح کہ وہ نبی پر ایمان نہ لائے پس وہ دکھلاتا ہے کہ وہ نبی سچا تھا۔ اور اس کی سچائی پر آسمانی نشان بیہیں اور حقیقت نمائی کی رو سے اس طرح کہ اس نبی متبوع کے تمام مغلقات دین کا حل کر کے دکھلا دیتا ہے۔ اور تمام شبہات اور اعتراضات کا استیصال کر دیتا ہے۔ اور پردہ دری کی رو سے اس طرح کہ وہ مخالفوں کے پردے پھاڑ دیتا ہے۔

آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۵۴ و ۲۵۵

مجدد وقت مسیح کے نام پر آنا ضروری تھا کیونکہ بنیاد فساد عیسائیت

یہ تمام ضلالت وہی سخت دجالیت ہے جس سے ہر ایک نبی ڈراتا آیا ہے۔ جس کی بنیاد اس دنیا میں عیسائی مذہب اور عیسائی قوم نے ڈالی جس کے لئے ضرور تھا کہ مجدد وقت مسیح کے نام پر آوے۔ کیونکہ بنیاد فساد مسیح کی اُمت ہے اور میرے پر کشفاً ظاہر کیا گیا ہے۔ کہ یہ زہرناک ہوا جو عیسائی قوم سے دنیا میں پھیل گئی۔ حضرت عیسٰے کو اس کی خبر دی گئی۔ تب ان کی روح روحانی نزول کے لئے حرکت میں آئی اور اس نے جوش میں آکر اور اپنی اُمت کو ہلاکت کا مفسدہ پرداز پاکر زمین پر اپنا قایمقام اور شبیہ چاہا جو اس کا ایسا ہم طبع ہو کہ گویا وہی ہو۔ سو اسکو خدا تعالےٰ نے وعدہ کے موافق ایک شبیہ عطا کی اور اس میں مسیح کی ہمت اور سیرت اور روحانیت نازل ہوئی اور اُس میں اور مسیح میں بشدت اتصال کیا گیا گویا وہ ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے بنائے گئے اور مسیح کی توجہات نے اُس کے دل کو اپنا قرارگاہ بنایا۔ اور اس میں ہو کر اپنا تقاضا پورا کرنا چاہا پس ان معنوں سے اس کا وجود مسیح کا وجود ٹھیرا اور مسیح کے پرجوش ارادات اس میں نازل ہوئے جن کا نزول الہامی استعارات میں مسیح کا نزول قرار دیا گیا۔

حضرت مسیح سے شدت اتصال

آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۲۲

لا یظہر علی غیبہ آیت میں محدث بھی داخل ہے

اللہ جل شانہ خود مدعی صادق کے لئے یہ علامت قرار دیکر فرماتا ہے وان یک صادقًا یصبکم بعض الذی یعدکم اور فرماتا ہے فلا یظہر علٰی غیبہ احدًا الا من ارتضٰی من رسول۔ رسول کا لفظ عام ہے جس میں رسول اور نبی اور محدث داخل ہیں ۔۔۔۔۔۔

میں خلیفۃ اللہ اور مامور من اللہ اور مجدد وقت اور مسیح موعود ہوں +

آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۲۳

آپ اپنی وحی کو وحی ولایت اور وحی محدثیت قرار دیتے ہیں

کبھی دنیا میں یہ ہوا ہے کہ کاذب کی خدا تعالےٰ نے ایسی مدد کی ہو کہ وہ ۱۱ برس سے خدا تعالےٰ پر یہ افترا کر رہا ہو کہ اس کی وحی ولایت اور وحی محدثیت میرے پر نازل ہوتی ہے اور خدا تعالےٰ اس کی رگ جان نہ کاٹے۔ بلکہ اس کی پیشگوئیوں کو پورا کر کے آپ جیسے دشمنوں کو منفعل اور نادم اور لاجواب کرے"

آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۳۹

انبیاء اپنے اپنے دین پر چلاتے اور بعض احکام کو منسوخ کرتے اور بعض نئے احکام لاتے ہیں

ماسوا اس کے جو شخص ایک نبی متبوع علیہ السلام کا متبع ہے۔ اور اس کے فرمودہ پر اور کتاب اللہ پر ایمان لاتا ہے اس کی آزمایش انبیاء کی طرح کی آزمایش کرنا ایک قسم کی ناسمجھی ہے کیونکہ انبیاء اس لئے آتے ہیں کہ تا ایک دین سے دوسرے دین میں داخل کریں اور ایک قبلہ سے دوسرا قبلہ مقرر کرا دیں۔ اور بعض احکام کو منسوخ کریں اور بعض نئے احکام لاویں لیکن اس جگہ تو ایسے انقلاب کا دعوےٰ نہیں ہے وہی اسلام ہے جو پہلے تھا۔ وہی نمازیں ہیں جو پہلے تھیں۔ وہی رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم ہے جو پہلے تھا۔ اور وہی کتاب کریم ہے جو پہلے تھی۔ اصل دین میں سے کوئی ایسی بات چھوڑنی نہیں پڑی جس سے اس قدر حیرانی ہو مسیح موعود کا دعوےٰ اس حالت میں گراں اور قابل احتیاط ہوتا کہ جبکہ اس دعوے کے ساتھ نعوذ باللہ کچھ دین کے احکام کی کمی بیشی ہوتی اور ہماری عملی حالت دوسرے مسلمانوں سے کچھ فرق رکھتی اب جبکہ ان باتوں میں سے کوئی بھی نہیں۔ صرف مابہ النزاع حیات مسیح اور وفات مسیح ہے۔ اور مسیح موعود کا دعوےٰ اس مسئلہ کی درحقیقت ایک فرع ہے۔ اور اس دعوے سے مراد کوئی عملی انقلاب نہیں اور نہ اسلامی اعتقادات پر اس کا کچھ مخالفانہ اثر ہے۔ تو کیا اس دعوے کے تسلیم کرنے کے لئے کسی بڑے معجزہ یا کرامت کی حاجت ہے جس کا مانگنا رسالت کے دعوے میں عوام کا قدیم شیوہ ہے۔ ایک مسلمان جسے تائید اسلام کے لئے خدا تعالےٰ نے بھیجا جس کے مقاصد یہ ہیں کہ تا دین اسلام کی خوبیاں لوگوں پر ظاہر کرے۔ اور آج کل کے فلسفی وغیرہ الزاموں سے اسلام کا پاک ہونا ثابت کر دیوے۔ اور مسلمانوں کو اللہ اور رسول کی محبت کی طرف رجوع دلا دے۔ کیا اس کا قبول کرنا ایک منصف مزاج اور خدا ترس آدمی پر کوئی مشکل امر ہے +

آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۴۰ و ۳۴۱

چودھویں صدی کا مجدد ہونے کے لئے بجز اس احقر کے اور کس نے دعویٰ کیا ہے۔ اور کس نے منجانب اللہ آنے کی خبر دی ہے۔ اور ملہم ہونے اور مامور ہونے کا دعوےٰ کیا ہے تو اس کے جواب میں وہ بالکل خاموش ہیں۔ اور کسی شخص کو پیش نہیں کر سکتے جس نے ایسا دعوےٰ کیا ہو اور یہ یاد رکھنا چاہئے کہ مسیح موعود ہونیکا دعویٰ ملہم من اللہ اور مجدد من اللہ کے دعوے سے کچھ بڑا نہیں ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ جس کو یہ رتبہ حاصل ہو کہ وہ خدا تعالےٰ کا ہم کلام ہو اس کا نام منجانب اللہ خواہ مثیل مسیح اور خواہ مثیل موسےٰ ہو یہ تمام نام اس کے حق میں جائز ہیں۔

مسیح موعود کا دعویٰ ملہم من اللہ اور مجدد کے دعوے سے بڑا نہیں

مثیل مسیح ہونے میں کوئی اصلی فضیلت نہیں۔ اصلی اور حقیقی فضیلت ملہم من اللہ اور کلیم اللہ ہونے میں ہے پھر جس شخص کو مکالمہ الٰہیہ کی فضیلت حاصل ہو گئی اور کسی خدمت دین کے لئے مامور من اللہ ہو گیا تو اللہ جل شانہ وقت کے مناسب حال اس کا کوئی نام رکھ سکتا ہے۔ یہ نام رکھنا تو کوئی بڑی بات نہیں۔ اسلام میں موسےٰ عیسےٰ۔ داؤد۔ سلیمان۔ یعقوب۔ وغیرہ بہت سے نام نبیوں کے نام پر لوگ رکھ لیتے ہیں اس تفاول کی نیت سے کہ اُن کے اخلاق انہیں حاصل ہو جائیں۔ پھر اگر خدا تعالےٰ کسی کو اپنے مکالمہ کا شرف دیکر کسی موجودہ مصلحت کے موافق اس کا کوئی نام بھی رکھ دے تو اس میں کیا استبعاد ہے۔ اس زمانہ کے مجدد کا نام مسیح موعود رکھنا اس مصلحت پر مبنی ہوتا ہے کہ اس مجدد کا عظیم الشان کام عیسائیت کا غلبہ توڑنا اور اُن کے حملوں کو دفعہ کرنا اور ان کے فلسفہ کو جو مخالف قرآن ہے دلایل قویہ کے ساتھ توڑنا اور ان پر اسلام کی حجت پوری کرنا ہے۔ کیونکہ سب سے بڑی آفت اس زمانہ میں اسلام کے لئے جو بغیر تائید الٰہی دور نہیں ہو سکتی۔ عیسائیوں کے فلسفیانہ حملے اور مذہبی نکتہ چینیاں ہیں۔ جن کے دور کرنے کے لئے ضرور تھا کہ خدا تعالےٰ کی طرف سے کوئی آوے۔ اور جیسا کہ میرے پر کشفاً کھولا گیا ہے حضرت مسیح کی روح ان افتراؤں کی وجہ سے جو ان پر اس زمانہ میں کئے گئے اپنے مثالی نزول کے لئے شدت جوش میں تھی اور خدا تعالےٰ سے درخواست کرتے تھے کہ اس وقت مثالی طور پر اسکا نزول ہو سو خدا تعالےٰ نے اس کے جوش کے موافق اس کی مثال کو دنیا میں بھیجا تا وہ وعدہ پورا ہو جو پہلے سے کیا گیا تھا۔ یہ ایک سر اسرار الٰہیہ میں سے ہے کہ جب کسی رسول یا نبی کی شریعت اس کے فوت ہونے کے بعد بگڑ جاتی ہے۔ اور اس کی اصل تعلیموں اور ہدایتوں کو بدلا کر بیہودہ اور بے جا باتیں اس کی طرف منسوب کی جاتی ہیں۔ اور ناحق کا جھوٹ

مثیل مسیح ہونے میں کوئی اصلی فضیلت نہیں

افترا کر کے یہ دعوے کیا جاتا ہے کہ وہ تمام کفر اور بدکاری کی باتیں اس نبی نے ہی سکھلائی تھیں تو اس نبی کے دل میں ان فسادوں اور تہمتوں کے دور کرنے کے لئے ایک اشد توجہ اور اعلے درجہ کا جوش پیدا ہو جاتا ہے۔ تب اس نبی کی روحانیت تقاضا کرتی ہے کہ کوئی قایم مقام اس کا زمین پر پیدا ہو۔

آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۴۲

یوحنا والی پیشگوئی آنحضرت کے حق میں ہے

حضرت مسیح علیہ السلام کو دو مرتبہ یہ موقع پیش آیا کہ ان کی روحانیت نے قایم مقام طلب کیا۔ اول جب کہ ان کے فوت ہونے پر چھ سو برس گذر گئے۔ اور یہودیوں نے اس بات پر حد سے زیادہ اصرار کیا کہ وہ نعوذ باللہ مکار اور کاذب تھا اور اس کا ناجایز طور پر تولد تھا ........ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے جن کی بعثت کی اغراض کثیرہ میں سے ایک یہ بھی غرض تھی کہ ان تمام بے جا الزاموں سے مسیح کا دامن پاک کریں۔ اور اس کے حق میں صداقت کی گواہی دیں یہی وجہ ہے کہ خود مسیح نے یوحنا کی انجیل ۱۶ باب میں کہا ہے کہ میں تمہیں سچ کہتا ہوں کہ تمہارے لئے میرا جانا ہی فایدہ مند ہے۔ کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو تسلی دینے والا (یعنے محمد صلے اللہ علیہ وسلم) تم پاس نہ آئے گا پھر اگر میں۔ جاؤں تو اسے تم پاس بھیجدوں گا۔ اور وہ آکر دنیا کو گناہ سے اور راستی سے اور عدالت سے تقصیروار ٹھیرائیگا۔ گناہ سے اس لئے کہ وہ مجھ پر ایمان نہیں لائے راستی سے اس لئے کہ میں اپنے باپ پاس جاتا ہوں اور تم مجھے پھر نہ دیکھو گے۔ عدالت سے اس لئے کہ اس جہان کے سردار پر حکم کیا گیا ہے۔ جب وہ روح حق آئیگی تو تمہیں ساری سچائی کی راہ بتادیگی وہ روح حق میری بزرگی کرے گی اس لئے کہ وہ میری چیزوں سے پائیگی ۱۴۔ وہ تسلی دینے والا جسے باپ میرے نام سے بھیجیگا۔ وہی تمہیں سب چیزیں سکھاے گا۔ لوکا ۱۴ میں تمہیں سچ کہتا ہوں کہ تم مجھ کو نہ دیکھو گے اس وقت تک کہ تم کہو گے مبارک ہے وہ جو خداوند کے نام پر (یعنے مسیح علیہ السلام کے نام پر) آتا ہے۔ ان آیات میں مسیح کا یہ فقرہ کہ میں اسے تم پاس بھیجدونگا اس بات پر صاف دلالت کرتا ہے کہ مسیح کی روحانیت اس کے آنے کے لئے تقاضا کرے گی۔ اور یہ فقرہ کہ باپ اس کو میرے نام سے بھیجیگا۔ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ وہ آنے والا مسیح کی تمام روحانیت پائے گا اور اپنے کمالات کی ایک شاخ کے رو سے وہ مسیح ہوگا۔

آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۴۳

مسیح کا دوسرا نزول

پھر دوسری مرتبہ مسیح کی روحانیت اس وقت جوش میں آئی کہ جب نصاریٰ میں دجالیت کی صفت اتم اور اکمل طور پر آگئی اور جیسا کہ لکھا ہے کہ دجال نبوت کا دعوےٰ بھی کریگا۔ اور خدائی کا بھی۔ ایسا ہی انہوں نے کیا۔ نبوت کا دعوےٰ اس طرح پر کیا کہ کلام الٰہی میں اپنی طرف سے دخل دیئے وہ قواعد مرتب کئے اور وہ تنسیخ ترمیم کی جو ایک نبی کا کام تھا۔ جس حکم کو چاہا قایم کر دیا۔ اور اپنی طرف سے عقاید نامے اور عبادت کے طریقے گھڑ لئے

آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۴۴

نبوت کے دعوے میں ضروری ہے کہ اسکی ایک امت ہو اور ایک کتاب ہو۔

جو شخص نبوت کا دعوےٰ کریگا۔ اس دعوے میں ضرور ہے کہ وہ خدا تعالےٰ کی ہستی کا اقرار کرے اور نیز یہ بھی کہے کہ خدا تعالےٰ کی طرف سے میرے پر وحی نازل ہوتی ہے۔ اور نیز خلق اللہ کو وہ کلام سنا دے جو اسپر خدا تعالےٰ کی طرف سے نازل ہوا ہے۔ اور ایک امت بنا دے جو اس کو نبی سمجھتے اور اس کی کتاب کو کتاب اللہ جانتی ہے +

آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۴۶

حقیقت محمدیہ کا حلول کامل متبعین میں ہوتا رہا ہے صدہا ایسے لوگ گذرے ہیں جنکا ظلی طور پر نام محمد یا احمد تھا۔

اس جگہ یہ نکتہ بھی یاد رہنے کے لایق ہے کہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی روحانیت بھی اسلام کے اندرونی مفاسد کے غلبہ کے وقت ہمیشہ ظہور فرماتی رہتی ہے۔ اور حقیقت محمدیہ کا حلول ہمیشہ کسی کامل متبع میں ہو کر جلوہ گر ہوتا ہے۔ اور جو احادیث میں آیا ہے کہ مہدی پیدا ہوگا اور اسکا نام میرا ہی نام ہوگا اور اسکا خلق میرا ہی خلق ہوگا اگر یہ حدیثیں صحیح ہیں تو یہ اسی نزول روحانیت کی طرف اشارہ ہے۔ لیکن وہ نزول کسی خاص فرقہ میں محدود نہیں۔ صدہا ایسے لوگ گذرے ہیں کہ جن میں حقیقت محمدیہ متحقق تھی۔ اور عند اللہ ظلی طور پر ان کا نام محمد یا احمدؐ تھا +

آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۵۲

حدیث ادنیٰ درجہ کی وحی ہے وحی متلو وحی اکبر ہے اور اسکی غلطی کو دور کرتی ہے

اللہ جل شانہ آیت موصوفہ ممدوحہ میں فرماتا ہے۔ کہ اس ادنیٰ درجہ کی وحی میں جو حدیث کہلاتی ہے۔ بعض صورتوں میں شیطان کا دخل بھی ہو جاتا ہے۔ اور وہ اس وقت کہ جب نبی کا نفس ایک بات کے لئے تمنا کرتا ہے تو اس کا اجتہاد غلطی کر جاتا ہے۔ اور نبی کی اجتہادی غلطی بھی درحقیقت وحی کی غلطی ہے۔ کیونکہ نبی تو کسی حالت میں وحی سے خالی نہیں ہوتا۔ وہ اپنے نفس سے کھویا جاتا ہے۔ اور خدا تعالےٰ کے ہاتھ میں ایک آلہ کی طرح ہوتا ہے ...... جب ایسا نبی مستقل رائے قایم کرنے کے لئے ارادہ کر لیتا ہے۔ تب فی الفور وحی اکبر

جو کلام الٰہی اور وحی متلو اور مہیمن ہے نبی کو اس غلطی پر متنبہ کر دیتی ہے +

آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۶۷

یا اخوان انی ارسلت محدثا من الله الیکم و الی کل من فی الارض ........ وارسلنی علی راس هذه المائة۔

اے بھائیو میں اللہ کیطرف سے محدث بنا کر تمہاری طرف بھیجا گیا ہوں اور ان سب لوگوں کی طرف جو زمین میں ہیں ........ اور اس نے مجھے اس صدی کے سر پر بھیجا ہے +

میں اللہ کیطرف سے محدث بنا کر بھیجا گیا

آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۷۵۔

هذا ما الهمنی ربی فی وقتی هذا و من قبل ینعم علی من یشاء وهو خیر المنعمین و ان له عبادا من الاولیا یسمون فی السماء بتسمیة الانبیاء بما کانوا یشابهونهم فی جوهرهم وطبعهم وبما کانوا یاخذون نورا من نورهم وکانوا علی خلقهم مخلوقین فیجعلهم الله وارثهم ویدعوهم باسماء مورثیهم وکذالک یفعل وهو خیر الفاعلین ...... ان یرسل بعض الاولیاء علی قدم بعض الانبیاء فمن لبث علی قدم نبی یسمی فی الملاء الاعلی باسم ذالک النبی الامین

یہ وہ بات ہے جسکا الہام اسوقت اور اس سے پہلے بھی میرے رب نے میری طرف کیا۔ وہ جس پر چاہتا ہے انعام کرتا ہے اور وہ بہتر انعام دینے والوں کا ہے اور کہ اولیا میں سے اسکے بندے ہیں جنکے آسمان پر نبیوں کے نام رکھے جاتے ہیں کیونکہ وہ جوہر اور طبیعت میں ان سے مشابہ ہوتے ہیں اور اس لئے کہ ان کے نور سے نور لیتے ہیں اور ان کے خلق پر مخلوق ہوتے ہیں سو اللہ تعالٰے انکو انکے وارث بناتا ہے اور انکے مورثوں کے نام سے ان کو پکارتا ہے اور اسی طرح کرتا ہے اور وہ بہتر کرنیوالا کا ہے ........ کہ وہ بعض اولیار کو بعض انبیاء کے قدم پر بھیجتا ہے پس جو شخص کسی نبی کے قدم پر بھیجا جاتا ہے۔ ملا ءاعلے میں اسی نبی امین کا نام اسے دیا جاتا ہے۔

اولیا کے نام انبیاء کے نام پر رکھے جاتے ہیں اور انکے وارث ہوتے ہیں

آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۷۶

ان الله وتر یحب الوتر ولاجل ذالک قد استمرت سنته انه یرسل بعض الاولیاء علی قدم

اللہ وتر ہے اور وتر سے پیار کرتا ہے اور اسی لئے اس کی یہ سنت جاری ہے کہ وہ بعض اولیا کو بعض انبیا کے قدم پر بھیجتا ہے۔ پس جو

بعض اولیاء بعض انبیاء کے قدم پر آتے اور انکا نام پاتے ہیں

بعض الانبیاء فمن بعث علےٰ قدم نبی اسمیٰ فے الملاء الاعلےٰ باسم ذالک النبی الذی ین۔

جو شخص کسی نبی کے قدم پر مبعوث ہوتا ہے وہ ملاء اعلےٰ میں اسی نبی کے نام سے پکارا جاتا ہے ؂

آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۷۷

ماکان الله ان یرسل نبیًّا بعد نبینا خاتم النبیین وماکان ان یحدث سلسلۃ النبوۃ ثانیًا بعد انقطاعها وینسخ بعض احکام القرآن ویزید علیها۔

اللہ کو یہ شایاں نہیں کہ خاتم النبیین کے بعد نبی بھیجے اور نہیں شایاں اس کو کہ سلسلہ نبوت کو دوبارہ از سر نو شروع کر دے بعد اسکے کہ اسے قطع کر چکا ہے اور بعض احکام قرآن کے منسوخ کر دے اور ان پر بڑھا دے ؂

اللہ تعالیٰ سلسلہ نبوت کو ختم کرنے کے بعد دوبارہ شروع نہیں کریگا۔

آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۸۳

لست نبیی ولکن محدث الله وکلیم الله لاجدد دین المصطفےٰ ﷺ وبعثنی علےٰ راس المائتہ۔

میں نبی نہیں ہوں بلکہ اللہ کیطرف سے محدث اور اللہ کا کلیم ہوں تاکہ دین مصطفےٰ کی تجدید کروں اور اسنے مجھے صدی کے سر پر بھیجا ؂

میں نبی نہیں اللہ کا محدث ہوں

آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۴۲۳

ومن اعظم المنن انه جعلنی لهذا العصر ولهذا الزمان اماما وخلیفۃ وبعثنی علےٰ راس هذہ المائتہ مجددًا۔

اور اس کے بڑے سے بڑے احسانوں میں سے یہ ہے کہ اس نے مجھے اس زمانہ اور اس وقت کیلئے امام اور خلیفہ بنایا۔ اور مجھے اس صدی کے سر پر مجدد مبعوث کیا ؂

اس زمانے کا مجدد اور خلیفہ بنانا اسکا سب سے بڑا احسان ہے

آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۴۳۷

فانا النائب الذی ارسلنی الله فی زمان غلبۃ التنصر غیرۃ من عندہ

سو میں وہ نائب ہوں جس کو اللہ تعالےٰ نے اپنی غیرت کی وجہ سے نصرانیت کے غلبہ کے زمانہ میں بھیجا ؂

میں نائب رسول ہوں

آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۴۴

وظهور نبینا محمد صلے الله علیه وسلم فی المهدی خلقًا وسیرتًا ومامن

اور ہمارے نبی محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا ظہور مہدی میں خلق اور سیرت کے لحاظ

مہدی نے آنحضرت کے خلق اور سیرت سے حصہ لیا کیونکہ کامل محدث ہیں

محدث الا وله نصيب من تدليات الانبياء قليلا كان او اكثر

سے ہے اور کوئی محدث نہیں مگر اسکو انبیاء کے قرب میں سے حصہ دیا جاتا ہے تھوڑا ہو یا بہت

آئینہ کمالات صفحہ ۴۴۴

انبیاء کے ارواح عکسی طور پر نازل ہوتے ہیں

ومن اقسام نزول ارواح الانبياء والرسل نزولها انعكاسيا على كل من يناسب فطرتهم ويشابه جوهرهم وخلقتهم في الخلق والصدق والصفاء ۔

اور نبیوں اور رسولوں کی روحوں کے نزول کی قسموں میں سے ایک نزول ہے جو عکس کے رنگ میں ان لوگوں پر ہوتا ہے جو انکی فطرت سے مناسبت رکھتے ہیں اور انکے جوہر سے اور خلق اور صدق اور صفا میں انکی خلقت سے مشابہ ہیں

آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۴۵۸

انبیاء کا کلام استعارہ ہیں

اتعجبون من هذه الاستعارة ولا تعلمون ان الاستعارات حلل كلام الانبياء فهم في حلل ينطقون "

کیا تم اس استعارہ سے تعجب کرتے ہو اور نہیں جانتے کہ استعارات نبیوں کے کلام کا زیور ہوتے ہیں سو وہ حلل میں کلام کرتے ہیں ۔

آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۴۹۰

خدا نے مجھے ولایت کا لباس پہنایا

ووالله انى مامور من الله الذى ارسل نبينا وسيدنا محمدن المصطفى صلى الله عليه وسلم لهداية كافة الناس واعلم من الله انه لا يضيعني وقد خلع على حلل الولاية

اور اللہ کی قسم میں مامور ہوں اللہ کی طرف سے جس نے بھیجا ہمارے نبی اور سید محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام لوگوں کی ہدایت کیلئے اور میں اللہ کیطرف سے یہ جانتا ہوں کہ وہ مجھے ضایع نہیں کریگا اور اسنے مجھے ولایت کا لباس پہنایا"

آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۴۰

محدثین وارث انبیاء ہیں

الحمد لله الذى جعل العلماء الروحانيين المحدثين ورثة النبيين وادبهم فاحسن تاديبهم وازال كدوراتهم وجعلهم كالماء المعين ۔

سب تعریف اس اللہ کے لئے ہے جس نے علماء روحانی یعنی محدثین کو نبیوں کے وارث بنایا اور انکی تادیب کی سو بہت اچھی تادیب کی اور ان کی سب کدورتوں کو دور کیا اور ان کو صاف پانی کیطرح بنایا"

آنحضرت کی فضیلت کل مخلوق پر ہے

## آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۴۱

والصلوٰۃ والسلام علی السید الکریم الجلیل الطیب خاتم الانبیاء وفخر المرسلین الذی سبق الاولین والآخرین فی الاھتداء والاصطفاء والاجتباء والترحم علی عباد اللہ حتی سمی ببعض اسماء رب العالمین لاشرف الا وھو الاول فیہ ولا خیر الا وھو الدال علیہ ولا ھدایۃ الا وھو منبعھا ومن ابتغی الھدیٰ من سواہ فھو من الھالکین۔

اور صلوٰۃ اور سلام ہو سید جلیل طیب نبیوں کے خاتم اور مرسلوں کے فخر پر جو سبقت لیگیا پہلوں اور پچھلوں پر ہدایت میں اور اصطفا میں اور برگزیدگی میں اور اللہ کے بندوں پر رحم کرنے میں یہانتک کہ رب العالمین کے بعض نام اس کے نام رکھے گئے۔ کوئی بزرگی نہیں جس میں وہ سب سے اول نہ ہوں۔ اور کوئی نیکی نہیں جس کی طرف وہ رہنمائی کرنے والے نہ ہوں اور کوئی ہدایت نہیں جسکی آپ نے پیروی نہ کی ہو اور جو کوئی شخص اسکے سوا ہدایت تلاش کرے وہ ہلاک ہونیوالوں میں سے ہے

خدا نے تجدید دین کے لئے مجھے برگزیدہ کیا۔

## آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۶۷

اذا اصطفانی ربی لتجدید دینہ واظھار عظمۃ نبیہ ولنشر ریا ریاحینہ صلی اللہ علیہ وسلم امرنی لدعوۃ الخلق الی دین الاسلام وملۃ خیر الانام ورزقنی من الالھامات والمکالمات والمخاطبات والمکاشفات رزقا حسنا وجعلنی من المحدثین

جب چن لیا میرے رب نے مجھے اپنے دین کی تجدید کیلئے اور اپنے نبی کی عظمت کے اظہار کیلئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ریاحین کی خوشبو کے پھیلانے کیلئے اور مجھکو حکم دیا دین اور ملت خیر الانام کیطرف لوگوں کو بلانیکا اور مجھکو حصہ دیا الہامات سے اور مکالمات اور مکاشفات سے اچھا حصہ اور مجھے محدثوں میں سے بنایا ٭

تجدید دین کیلئے مبعوث کیا۔

## حمامۃ البشریٰ صفحہ ۴۔

فبعث عبدا من عبادہ لیؤید دینہ ویجدد تلقینہ بتیسیر براھینہ وتبیین سبل تعیین ویخلص وعدہ ویعز حبیبہ واصفیائہ ویخذل الاعدا

پس اللہ نے اپنے بندوں میں سے ایک بندہ کو مبعوث فرمایا تا کہ اپنے دین کی تائید اور اپنی تلقین کی تجدید اور اپنے براہین کی تیسیر اور اپنے راستوں کو تازہ اور اپنے وعدہ کو پورا کرے اور اپنے حبیب اور ایسی کی

من الخاسرین ۔

عزت ظاہر کرے اور دشمنوں کو خائب و خاسر کرے

## حمامۃ البشریٰ سے صفحہ ۸

ولعزۃ اللہ وجلالہ انی مومن مسلم واومن باللہ وکتبہ ورسلہ وملائکتہ والبعث بعد الموت وبان رسولنا محمد ن المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم افضل الرسل وخاتم النبیین وان ھؤلاء قد افتروا علی وقالوا ان ھذا الرجل یدعی انہ نبیٌ ویقول فی شان عیسی ابن مریم کلمات الاستخفف

اور اللہ تعالیٰ کی عزت و جلال کی قسم ہے کہ میں مومن اور مسلمان ہوں اور میں اللہ پر اسکی کتابوں اور رسولوں اور ملائکہ اور بعث بعد الموت پر ایمان رکھتا ہوں اور یہ بھی مانتا ہوں کہ ہمارے رسول محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم افضل الرسل خاتم النبیین ہیں اور ان لوگوں نے مجھپر افترا کیا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ یہ شخص نبی ہونے کا دعوے کرتا ہے اور عیسے بن مریم کی حقمیں کلمات حقارت اور استخفاف کہتا ہے ٭

میری طرف [illegible] دعوئے نبوت [illegible] منسوب کرنا افترا ہے ۔

## حمامۃ البشریٰ سے صفحہ ۹

ویقولون ان ھذا الرجل لا یومن بالملائکۃ ونزولھم وصعودھم ویحسب الشمس والقمر والنجوم اجسام الملائکۃ ولا یعتقد بان محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ومنتھی المرسلین لا نبی بعدہ و ھو خاتم النبیین فھذا کلھا مفتریات وتحریفات سبحان ربی ما تکلمت مثل ھذا ان ھو الا کذب واللہ یعلم انھم من الدجالین ۔

اور کہتے ہیں کہ یہ شخص ملایکہ اور انکے نزول و صعود کو نہیں مانتا ۔ اور شمس اور قمر اور ستارو‌ں کو فرشتوں کے اجسام مانتا ہے اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء اور ختم المرسلین نہیں مانتا ۔ حالانکہ ان کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا اور وہی خاتم الانبیاء ہیں ۔ یہ سب باتیں مفتریات اور تحریفات ہیں ۔ پاک ذات ہے میرا رب میں نے ایسی کوئی بات نہیں کہی اور یہ سراسر جھوٹ اور کذب ہے ۔ اور اللہ جانتا ہے کہ یہ لوگ دجال ہیں ٭

[illegible] ملایکہ [illegible] کو نبی نہیں مانتا

## حمامۃ البشریٰ سے صفحہ ۱۳

ووااللہ ما قلت قولاً فی وفات

اور سچا ہوں میں نے وفات مسیح اور ان کے عدم

المسیح وعدم نزوله وقیامی مقامه الا بعد الالهام المتواتر المتتابع النازل کالوابل وبعد مکاشفات صریحة بینة منیرة کفلق الصبح وبعد عرض الالهام علی القرآن الکریم والاحادیث الصحیحة النبویة وبعد استخارات وتضرعات وابتهالات فی حضرة رب العلمین۔

نزول اور بذات خود ان کے قایم مقام ہونیکے متعلق زبان اس وقت تک نہیں کھولی جبتک پے درپے بارش کی طرح الہام اور صبح روشن کی طرح صریح اور بیّن مکاشفے نہیں ہوئے اور باوجود اس کے جب تک الہامات کو قرآن کریم اور احادیث صحیحہ پر عرض نہیں کیا اور جبتک بدرگاہ رب العالمین استخارہ اور تضرع اور زاری نہیں کی اس امر کو زبان پر نہیں لایا +

مسیح موعود کا الہام متواتر ہوا اور اسے قرآن پر پیش کرنے کے بعد دعوےٰ کیا

حمامۃ البشریٰ سے صفحہ ۱۸

واما السلف الصالح فما تکلموا فی هذه المسئلة تفصیلا بل امنوا اجمالا بان المسیح عیسی بن مریم قد توفی کما ورد فی القرآن وامنوا بمجدد یاتی من هذه الامة فی اخر الزمان عند غلبة النصاری علی وجه الارض اسمه عیسی بن مریم

لیکن سلف صالحین نے تو اس مسئلہ میں تفصیلاً کلام نہیں کی بلکہ مجمل طور سے اس امر پر ایمان رکھتے رہے کہ مسیح عیسےٰ بن مریم فوت ہوگیا ہے جیسا کہ قرآن میں مذکور ہے اور اس امر پر ان کا ایمان رہا کہ آخری زمانہ میں ایک مجدد مسیح ابن مریم کے نام پر آئے گا جبکہ روئے زمین پر قوم نصاریٰ کا غلبہ ہو جائے گا +

سلف صالح کا مذہب یہی تھا کہ مسیح مجدد ہوگا

حمامۃ البشریٰ سے صفحہ ۲۰

لانه یخالف قول الله عز وجل ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول الله وخاتم النبیین الا تعلم ان الرب الرحیم المتفضل سمی نبینا صلی الله علیه وسلم خاتم الانبیاء بغیر استثناء وفسره نبینا فی قوله لا نبی بعدی ببیان واضح للطالبین ولو جوزنا ظهور نبی بعد نبینا صلی

کیونکہ یہ بات اللہ عزوجل کے اس قول کے مخالف ہے جو آیت ذیل میں ہے۔ محمد صلے اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی ایک شخص کے باپ تو نہیں مگر اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔ کیا نہیں جانتے کہ خدا رحیم وکریم نے ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو بغیر کسی استثنا کے خاتم الانبیاء قرار دیا ہے۔ اور ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بطور تفسیر آیہ مذکور فرمایا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں اور

آنحضرت کیلئے نبوت کے ختم ہونے میں کوئی استثنا نہیں

باب وحی نبوت بند ہے اب کھل نہیں سکتا

الله علیہ وسلم لجوزنا انفتاح باب وحی النبوة بعد تغلیقها وهذا خلف لما لا یخفی علی المسلمین وکیف یجئ نبی بعد رسولنا صلعم وقد انقطع الوحی بعد وفاته وختم الله به النبیین۔

رسول اللہ کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا۔

طالبین حق کیلئے یہ بات واضح ہے اور اگر ہم اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کے آنیکا جواز قبول کریں تو گویا ہم نے وحی نبوت کا دروازہ کھول دیا حالانکہ وہ بند ہو چکا تھا اور یہ امر خلاف ہے جیسے کہ مسلمانوں سے یہ بات مخفی نہیں۔ اور ہمارے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کس طرح کوئی نبی آ سکتا ہے جبکہ انکی وفات کے بعد وحی منقطع ہو گئی۔ اور اللہ تعالے نے آپ پر نبیوں کا خاتمہ کر دیا +

حمامة البشرے حاشیہ صفحہ ۲۰

والعجب من قومنا انهم کانوا یقرؤن فی البخاری وغیره من الصحاح ان المسیح الموعود من هذه الامة وامامهم منهم ولا یجئ نبی بعد رسول الله صلے الله علیه وسلم وهو خاتم النبیین۔

بخاری وغیرہ صحاح سے ثابت ہے کہ آنحضرت کے بعد نبی نہیں آ سکتا۔

اور مجھے اپنی قوم پر تعجب آتا ہے کہ وہ بخاری اور کتب صحاح میں پڑھتے ہیں کہ مسیح موعود اس امت میں سے ہوگا۔ اور انہیں میں کا ایک امام ہوگا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا کیونکہ وہ خاتم النبیین ہیں +

حمامة البشرے صفحہ ۲۲

وجاعل اتباعه فوق الذین کفروا الی یوم القیامة بارسال رسوله الکریم صلے الله علیه وسلم وبارسال عباد محدثین ملهمین الذین یصدقون المسیح

آنحضرت کے بعد محدث ملہم ہی تصدیق کریں گے

اور میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور محدثین ملہمین کے ذریعہ سے جو مسیح کی تصدیق کرینگے قیامت تک اسکے تابعداروں کو کافروں پر غالب کروں گا +

حمامة البشرے حاشیہ صفحہ ۲۳

والعجب ان هذه العلماء امنوا بان الله تعالی یوحی الی المسیح الی اربعین سنة وکانوا یعتقدون من قبل بان وحی النبوة قد انقطع فیا حسرة علیهم انهم یعلمون مضادة عقایدهم ثم لا یترکونها۔

وحی نبوت منقطع ہونیکا عقیدہ علما کا تھا۔

اور تعجب کہ یہ علما ایمان رکھتے ہیں کہ اللہ تعالے مسیح پر چالیس سال تک وحی کریگا حالانکہ پیشتر ازیں ان کا یہ اعتقاد تھا کہ وحی نبوت منقطع ہو چکی ہے۔ پس ہائے افسوس ان لوگوں پر کہ اپنے عقاید مضادہ کو جانتے ہیں اور چھوڑتے نہیں۔

### حمامۃ البشرےٰ صفحہ ۲۹

وجعلها آية لامة آخر الزمان فهذا هو الدليل الصريح على ان هذه الالفاظ غير محمولة على الحقيقة والمراد منها في الاحاديث مجدد عظيم ياتي على قدم المسيح ويكون نظيره ومثيله وما اطلق اسم المسيح عليه كما يطلق اسم البعض على البعض في عالم الرؤيا وهذه سنة جارية في الوحي والرؤيا وتجد نظيرها بكثرة في كتب الاحاديث وكتب تاويل الرؤيا فالمراد منه مثيل يكون للمسيح كوجود وينزل بمنزلة ذاته من شدة المماثلة

تاکہ اس کو امت آخر زمان کے لئے ایک نشان قرار دے پس یہ ایک صریح دلیل ہے اس بات کی کہ یہ الفاظ حقیقت پر محمول نہیں۔ اور اس سے مراد احادیث میں ایک عظیم الشان مجدد سے ہے جو مسیح کے قدم پر آئیگا اور وہ اسکا نظیر اور مثیل ہوگا اور مسیح کا نام اس پر اس طرح اطلاق پاتا ہے کہ عالم رویا میں ایک شخص کا نام دوسرے پر اطلاق پاتا ہے۔ اور یہی سنت وحی اور رویا میں جاری ہے اور آپ کو اس کی بکثرت نظیریں کتب احادیث اور کتب تاویل الرویا میں مل سکتی ہیں پس اس سے مراد یہ ہے کہ وہ مسیح کا مثیل ہوگا اور بوجہ شدت مماثلت اسکی ذات کی طرح نزول کریگا

قدم مسیح پر ایک مجدد ہی آنیوالا ہے

### حمامۃ البشرےٰ صفحہ ۳۰۔

واقامته في مقام عيسى وتسميته باسمه فله وجهين الاول ان المجدد لاياتي الا بمناسبة حال قوم يريد الله ان يتم حجته عليه فلما كانت الاعداء قوم النصارى اقتضت الحكمة الالهية ان يسمى المجدد مسيحا. والثاني ان المجدد لاياتي الا على قدم نبي يشابه زمان المجدد زمانه فهنا قد شابه زمان قومنا بزمان المسيح

اور اس کا عیسےٰ کی قایم مقام ہونے اور اسکے نام سے موسوم ہونیکی دو وجہیں ہیں۔ اول یہ کہ اللہ تعالے جس قوم پر حجت پوری کرنا چاہتا ہے اس قوم کے مناسب حال ہی مجدد آتا ہے پس بنائً علیہ جب دشمنان دین قوم نصارے تھے تو حکمت الہیہ کا اقتضا یہی تھا کہ وہ مجدد کو مسیح کے نام سے موسوم کرے۔ اور دوسری وجہ یہ کہ مجدد اسی نبی کے قدم پر آتا ہے کہ جس کا زمانہ اس مجدد کے زمانہ کے مشابہ ہو۔ پس یہی وجہ ہے کہ ہماری قوم کا زمانہ مسیح کے زمانہ کے مشابہ ہے +

مناسبت حال قوم اور مناسبت زمانہ کیوجہ سے اس مجدد کا نام مسیح رکھا گیا۔

## حمامۃ البشریٰ صفحہ ۴۱

مصلح رسول بھی ہوتے ہیں اور مجدد بھی

وکنت افکر فی ھذا حتی کشف اللہ علی ھذا السر فعلمت ان اللہ تبارک وتعالیٰ لا یرسل مصلحاً رسولاً کان او مجدداً الا باصلاحات اقتضتہا کوائف مفاسد الزمان واھل الارضین۔

اور میں اسی فکر میں لگا رہا یہانتک کہ اللہ تعالیٰ نے اس رازِ سربستہ کو کھولا اور میں نے جان لیا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جب کبھی کسی مصلح کو رسول یا مجدد بنا کر بھیجتا ہے تو مفاسد زمانہ اور اہل زمین کے حالات کے مقتضا کے بموجب برائے اصلاح بھیجتا ہے۔ اور کوئی غرض نہیں ہوتی +

## حمامۃ البشریٰ صفحہ ۴۳

میں آخر زمانہ کا مجدد و محدث بنا کر بھیجا گیا

وکذالک ارسلت مجدداً محدثاً لآخر الزمان ووجدت اعداء دین الاسلام لا یقاتلون المسلمین للدین۔

اور اسیطرح میں آخری زمانہ کیلئے مجدد محدث بنا کر بھیجا گیا ہوں اور میں نے دیکھا کہ دین اسلام کے دشمن دین کے لئے مسلمانوں سے مقاتلہ نہیں کرتے +

## حمامۃ البشریٰ صفحہ ۴۹

رسول اللہ کے بعد کسی نبی کی حاجت ہم کو نہیں کیونکہ آپکا فیض قیامت تک ہے۔

والی ھذا اشارۃ فی قولہ تعالیٰ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین فلو لم یکن لرسولنا صلی اللہ علیہ وسلم وکتاب اللہ القرآن مناسبۃ لجمیع الازمنۃ الآتیۃ واھلہا علاجاً ومداواۃ لما ارسل ذالک النبی العظیم الکریم لاصلاحہم ومداواتہم للدوام الی یوم القیامۃ فلا حاجۃ لنا الی نبی بعد محمد صلی اللہ علیہ وسلم وقد احاطت برکاتہ کل ازمنۃ وفیوضہ واردۃ علی قلوب الاولیاء والاقطاب والمحدثین بل علی الخلق

اور اللہ تعالیٰ کے اس قول ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین میں بھی اشارہ ہے پس اگر ہمارے رسول صلے اللہ علیہ وسلم اور اللہ کی کتاب قرآن کریم کو تمام آنے والے زمانوں اور ان زمانوں کے لوگوں کے علاج اور دوا کے رو سے مناسبت نہ ہوتی تو اس عظیم الشان نبی کریم کو انکے علاج کیواسطے قیامت تک ہمیشہ کیلئے ہرگز نہ بھیجتا۔ اور ہمیں محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کی حاجت نہیں کیونکہ آپ کی برکات ہر زمانہ پر محیط اور آپ کے فیوض اولیاء اور اقطاب اور محدثین کے قلوب پر بلکہ کل مخلوقات پر وارد ہو رہے ہیں خواہ انکو اسکا یہ بھی علم نہ ہو کہ انہیں کہاں

كلهم وان لم يعلموا انها فائضة منه فله المنة العظمى على الناس اجمعين.

صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک سے فیض پہنچ رہا ہے۔ پس اس کا احسان عظیم تمام لوگوں پر ہے ٭

حمامۃ البشریٰ صفحہ ۴۹

واعلم انه خاتم الانبياء ولا يطلع بعد شمسه الا الانجم التابعين الذين يستفيضون من نوره هو منبع الانوار وكاد يجئ نوره بساحة قوم منكرين.

اور جان لو کہ وہ خاتم الانبیاء ہے اور اسکے سورج کے سوائے ستاروں کے جو اسی کے تابع اور اسی کے نور سے مستفیض ہوتے ہیں کوئی سورج طلوع نہیں کر سکتا وہی منبع الانوار ہے۔ اور قریب ہے کہ اس کا نور قوم منکرین کے میدان پر آترے ٭

خاتم الانبیاء کے سورج کے بعد صرف ستارے طلوع کرینگے جو اسکے پیرو ہیں

حمامۃ البشریٰ صفحہ ۷۵۔

وكم من لطائف ونكات تخفى من اهل زمان ثم ياتي وقت اظهارها في زمان اخر فيبعث الله مجددا في ذلك الوقت وينطق مجدد ذلك الوقت بتلك النكات فيفصل مجملات اقتضت حالت الزمان تفصيلها وتلقى على لسانه معارف كتاب الله التي قد جاء وقت تبيينها.

اور کتنے لطایف اور نکات ہیں جو اہل زمانہ سے مخفی ہیں پھر ایک وقت آتا ہے کہ ان کا اظہار دوسرے زمانہ میں ہو جاتا ہے اور اسی وقت پھر اللہ تعالے ایک مجدد کو بھیج دیتا ہے جو نکات لیکر آتا ہے۔ اور حالت زمانہ کے مقتضا کے بموجب مجملات کی تفصیل کر دیتا ہے اور کتاب اللہ کے ان معارف کی تفصیل زبان سے کر دیتا ہے کہ جن کے بیان کرنے کا وقت آجاتا ہے ٭

مجدد وقت

حمامۃ البشریٰ صفحہ ۷۷

وما ضحكت على المسيح وما استهزئت بمعجزاته بل كان مرادي من كلها في كلها انا اوتينا دينا ونبيا كاملا ولا شك انا نحن خير امة اخرجت للناس فكم من كمال يوجد في الانبياء بالاصالة ويحصل لنا افضل منه و

میں نے نہ تو مسیح پر مضحکہ اڑایا اور نہ اس کے معجزات پر استہزا کیا بلکہ میری کل کلام کی مراد یہ تھی کہ ہمیں کامل دین دیا گیا ہے اور بلا شک ہم اعلے درجہ کی امت ہیں جو لوگوں کی بھلائی کے لئے کھڑے کئے گئے ہیں اور کتنے کمال ہیں جو نبیوں میں اصالتاً پائے جاتے ہیں اور ہمیں

پہلے انبیاء کے فضایل اصلی ہیں امت ظلی طور پر ان سے بہتر پا سکتی ہے

اولی منہ بالطریق الظلی وھذا فضل الله یؤتیہ من یشاء

ان سے بہتر اور افضل ظلی طریق سے مل جاتے ہیں اور یہ اللہ تعالٰے کا فضل ہے جسکو چاہتا دیتا ہے

حمامۃ البشرٰے صفحہ ۷۷۔۷۸

اس امت کا ایک معمولی آدمی جنت میں اس مکان کو پائیگا جسے نبی بھی نہیں پائیں گے۔

الا تری الی قول رسول الله صلے الله علیہ وسلم اذ قال ان فی الجنۃ مکانا لا ینالہ الا رجل واحد وارجو ان اکون انا ھو فبکی رجل من سماع ھذا الکلام وقال یا رسول الله صلے الله علیہ وسلم لا اصبر علے فراقك ولا استطیع ان تکون فی مکان وانا فی مکان بعید عنك محجوبا عن رویۃ وجہك فقال لہ رسول الله صلے الله علیہ وسلم انت تکون معی وفی مکانی فانظر کیف فضلہ علے الانبیاء الذین لا یجدون ذلك المکان

کیا تو نہیں دیکھتا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اس قول کی طرف کہ فرمایا جنت میں ایک مکان ہے اسکو صرف ایک ہی آدمی پائیگا۔ اور میں امید کرتا ہوں اسکا پانیوالا میں ہی ہونگا۔ ایک شخص اس بات کو سنکر رونے لگا اور کہنے لگا کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں تیرے فراق کی طاقت نہیں رکھتا اور نہ مجھ سے یہ برداشت ہو سکتی ہے کہ آپ ایک مکان میں ہوں اور میں آپ سے اتنے دور مکان میں محجوب ہو رہا اور آپکے دیدار سے مشرف نہو سکوں۔ اسکو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو میرے ساتھ اور میرے ہی مکان میں ہوگا پس دیکھو اس شخص کو انبیاء پر فضیلت ہے جنکو وہ مکان میسر نہیں آ سکتا

حمامۃ البشرٰے صفحہ ۷۸۔

کمالات انبیاء متفرق ہیں ہم ان سب کو آنحضرت کی پیروی سے پا سکتے ہیں۔

ولما کانت کمالات الانبیاء کاجزاء متفرقۃ وامرنا ان نطلبہا کلہا ونجمع مجموعۃ تلك الاجزاء فی انفسنا فلزم ان یحصل لنا شیئ بالظلیۃ ومتابعت رسول الله صلے الله علیہ وسلم مالم یحصل افرادہ من الانبیاء وقد اتفق علماء الاسلام انہ قد یوجد فضیلۃ جزئیۃ فی غیر نبی لا توجد فی نبی۔

اور جبکہ انبیاء کے کمالات اجزاء سے متفرقہ کیطرح ہیں اور ہمیں حکم ہے کہ ہم سب کے سب طلب کریں اور ان تمام اجزاء کے مجموعہ کو اپنے نفوس میں جمع کریں پس لازم ہوا کہ وہ شے ہمیں ظلی طور سے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی متابعت سے حاصل ہو جبکہ ہم تمام انبیاء سے فردا فردا حاصل نہیں کر سکتے اور علماء اسلام نے اس امر پر اتفاق کیا ہے کہ بعض جزئی فضیلت غیر نبی میں پائی جاتی ہے جو نبی میں نہیں پائی جاتی۔

حمامۃ البشرے صفحہ ۷۹

ومن اعتراضات المکفرین انهم
قالوا ان هذا الرجل ادعی النبوۃ
وقال انی من النبیین۔ اما الجواب
فاعلم یا اخی انی ما ادعیت النبوۃ
وما قلت لهم انی نبی ولکن تعجلوا
واخطئوا فی فهم قولی

اور مکفرین کے اعتراضوں میں سے ایک اعتراض یہ
ہے کہ یہ شخص نبوت کا مدعی ہے اور کہتا ہے کہ میں
نبی ہوں۔ سو اس کا جواب یہ ہے کہ اے بھائی
معلوم رہے میں نے نبوت کا دعوے نہیں کیا اور نہ میں نے
انہیں کہا ہے کہ میں نبی ہوں لیکن ان لوگوں نے جلدی
کی اور میرے قول کے سمجھنے میں غلطی کی۔

میں نے کبھی نبوت کا دعوےٰ نہیں کیا۔

حمامۃ البشرے صفحہ ۷۹

وما قلت للناس الا ما کتبت فی کتبی
من انی محدث ویکلمنی الله کما یکلم
المحدثین والله یعلم انه اعطانی
هذه المرتبۃ فکیف ارد ما
اعطانی الله ورزقنی من رزق اعرض
عن فیض رب العالمین وما کان
لی ان ادعی النبوۃ واخرج من الاسلام
والحق بقوم کافرین وها انی لا اصدق
الهاما من الهاماتی الا بعد ان
اعرضه علی کتاب الله واعلم
انه کلما یخالف القرآن فهو کذب
والحاد وزندقۃ فکیف ادعی
النبوۃ وانا من المسلمین والحمد
لله علی انی ما وجدت الهاما
من الهاماتی یخالف کتاب الله
بل وجدت کلها موافقا بکتاب
رب العلمین۔

میں نے لوگوں سے سوائے اسکے جو میں نے
اپنی کتابوں میں لکھا اور کچھ نہیں کہا کہ میں محدث
ہوں اور اللہ تعالےٰ مجھ سے اسی طرح کلام کرتا ہے
جسطرح محدثین سے اور اللہ جانتا ہے کہ اس نے
مجھے یہ مرتبہ عطا فرمایا ہے اور میں اس بات کو جو اللہ
نے مجھے عطا کی اور رحمت فرمائی کس طرح رد کر دوں
کیا میں رب العالمین کے فیض سے اعراض کروں
اور یہ مجھے کہاں حق پہنچتا ہے کہ میں ادعاء نبوت کروں
اور اسلام سے خارج ہو جاؤں اور قوم کافرین سے
جا کر مل جاؤں۔ اور میں تو اپنے الہاموں کو جب تک
کتاب اللہ پر عرض نہیں کر لیتا میں انکو سچا نہیں سمجھتا
اور میں جانتا ہوں کہ جب کبھی الہام قرآن کریم کے
مخالف ہو تو وہ جھوٹ اور الحاد اور زندقہ ہے اور
یہ کیونکر ممکن ہے کہ مسلمان ہو کر نبوت کا ادعا کروں
اور میں خدا تعالےٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ میں نے اپنے الہاموں
سے کوئی الہام ایسا نہیں پایا جو کتاب اللہ کے مخالف ہو
بلکہ میں نے ان الہاموں کو کل کا کل موافق کتاب اللہ پایا

میں نے صرف محدث ہونیکا دعوےٰ کیا ہے

جب تک کتاب اللہ پر اپنے الہام کو پیش نہ کروں اسے سچا نہیں جانتا۔

حمامۃ البشریٰ صفحہ ۸۰-۸۱

وكذالك علم الله عباده دعاء اهدنا الصراط المستقيم صراط الذين انعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين ۔ ومعلوم ان من انواع الهداية كشف والهام ورؤيا صالحة ومكالمات ومخاطبات وتحديث لينكشف بها غوامض القرآن ويزداد اليقين ۔ بل لا معنى لانعام من غير هذه الفيوض السماوية فانها اصل المقاصد للسالكين الذين يريدون ان تنكشف عليهم دقائق المعرفة ويعرفوا ربهم في هذه الدنيا ويزداد واحبًّا وايمانًا ويصلوا محبوبهم متبتلين فلاجل ذالك حث الله عباده على ان يطلبوا هذا الانعام من حضرته فانه كان عليما بما في قلوبهم من عطش الوصال واليقين والمعرفة فرحمهم وامد كل معرفة للطالبين ثم امرهم ليطلبوها في الصباح والمساء والليل والنهار وما امرهم الا بعد ما رضي باعطاء هذه النعماء بل بعد ما قدر لهم ان يرزقوا منها وبعد ما جعلهم ورثاء الانبياء الذين اوتوا من

اور اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو یہ دعا اہدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین سکھائی۔ اور معلوم رہے کہ ہدایت کے انواع میں سے کشف اور الہام اور رؤیا صالحہ اور مکالمات اور مخاطبات اور تحدیث ہیں کہ جنکے ذریعہ سے قرآن کے دقایق کھلتے اور یقین بڑھتا ہے بلکہ ان آسمانی فیوض کے سوائے انعام کے اور کوئی معنے نہیں کیونکہ ان سالکوں کے لئے جو دقایق معرفت کے انکشاف کے خواہشمند ہیں اور اسی دنیا میں اپنے رب کی معرفت اور از دیاد محبت وایمان اور اپنے محبوب سے وصال چاہتے ہیں یہی اصل مقاصد ہیں۔ اور اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو تحریص دلائی ہے کہ اس انعام کو میرے حضور سے طلب کریں۔ کیونکہ وہ علیم خدا لوگوں کے وصال اور یقین اور معرفت کی پیاس کو جانتا تھا۔ اس لئے اس نے ان پر رحم فرمایا اور طالبوں کو ہر ایک قسم کی معرفت سے امداد فرمائی۔ پھر ان کو حکم دیا کہ ان امور کو صبح اور شام اور رات اور دن کو طلب کرو۔ اور یہ امر جب ہی دیا جبکہ اس کی پہلے ہی سے مرضی تھی۔ کہ یہ نعمتیں ان کو دیجاویں بلکہ جب ہی ان امور کو مقدر کیا جبکہ اس نے پہلے ہی سے دیدینے کا ارادہ ٹھان لیا تھا۔ اور ان کو ورثا

اس امت کے کاملوں کو انبیاء کے کل انعام دیئے جاتے ہیں اور وہ وارث انبیاء کے کئے جاتے ہیں

قبلهم كل نعمت الهداية على طريق الاصالة فانظر كيف من الله علينا وامرنا في ام الكتاب لنطلب فيه هدايات الانبياء كلها ليكشف علينا كما كشف عليهم ولكن بالاتباع والطلبة و على قدر ظروف الاستعدادات والهمم فكيف نرد نعمت الله التى اعدت لنا ان لنا طلباء الهدى ابينه وكيف ننكرها بعد ما اخبرنا عن اصدق الصادقين

الانبیاء بنادیا جن انبیاء کو ان سے پہلے ہدایت کی کل نعمت بطریق اصلی ملی تھی۔ پس نگاہ کرو کہ کس طرح اللہ تعالےٰ نے ہم پر احسان کیا اور ہمیں ام الکتاب میں حکم دیا کہ ہم کل ہدایات انبیا طلب کریں تا کہ وہ ان پر منکشف ہو جاویں مگر بذریعہ اتباع اور طلب اور حسب مقدار ظروف استعداد اور ہمت کے طلب کرنا چاہئے پس ہم کسطرح اللہ تعالیٰ کی نعمت کو پھینکدیں جو ہمارے لئے مہیا کیگئی ہیں بشرطیکہ ہم انکے طالب ہوں اور جبکہ اصدق الصادقین نے اس بارہ میں ہمیں خبر کردی ہے تو کیونکر ان کا انکار کریں ؀

## حمامۃ البشریٰ صفحہ ۸۱

واما ما ثبت من سنت رسول الله واثاره فى هذا الباب فاعلم انه قال صلى الله عليه وسلم لقد كان فى من كان قبلكم من بنى اسرائيل رجال يكلمون من غير ان يكونوا انبياء فان يك فى امتى منهم احد فعمر وقال قد كان فيما مضى قبلكم من الامم محدثون انه ان كان فى امتى هذه منهم فانه عمر بن الخطاب وجاء فى البخارى فى اية وما ارسلنا من قبلك من رسول ولا نبى الا اذا تمنى الاية - عن ابن عباس انه كان يزيد فيه

اور وہ اس بارہ میں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت اور آثار سے ثابت ہے وہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تم سے پہلے بنی اسرائیل میں ایسے لوگ ہوتے تھے جو خدا تعالےٰ سے ہمکلامی کا شرف رکھتے تھے حالانکہ وہ نبی نہیں ہوتے تھے اور اگر میری امت میں کوئی اس قسم کا ہے تو منجملہ انکے ایک عمر بھی ہے اور فرمایا کہ اُن امتوں میں جو تم سے پہلے گذر چکی ہیں محدث ہوتے تھے اور اگر میری اس امت میں کوئی محدث ہے تو منجملہ ان کے ایک عمر بن خطاب ہے۔ اور بخاری میں اس آیت میں وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی الا اذا تمنی الآیۃ یوں آیا ہے ابن عباس سے روایت ہے کہ آیت مذکور میں

محدثوں کا آنا ثابت ہے

ولا محدث یعنے یقرء وما ارسلنا
من قبلك من رسول ولا نبی ولا
محدث وتجد هذا الذکر مفصلا

ولا محدث زیادہ کرتا تھا یعنے وہ یوں پڑھتا تھا
وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی ولا محدث اور
اسکا مفصل بیان فتح الباری میں ہے جسنے دیکھنا ہو دیکھے

حمامۃ البشرٰے صفحہ ۸۱

محدث اور نبوت کے مقام میں صرف قوت اور فعل کا فرق

وانی کتبت فی بعض کتبی ان مقام
التحدیث اشد تشبها بمقام النبوۃ
ولا فرق الا فرق القوۃ والفعل
وما فهموا قولی وقالوا ان هذا الرجل
یدعی النبوۃ والله یعلم ان قولهم
هذا کذب بحت لا یمازجه شیء
من الصدق ولا اصل له اصلا

اور میں نے اپنی بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ
تحدیث کا مقام مقام نبوت سے شدید مشابہت
رکھتا ہے اور سوائے قوت اور فعل کے ان میں
کوئی فرق نہیں لیکن ان لوگوں نے میرے قول کو
نہیں سمجھا بلکہ یہی کہا کہ یہ شخص نبوت کا مدعی ہے
اور اللہ جانتا ہے کہ ان کا یہ قول صریح کذب ہے
اور اسمیں رتی بھی سچائی کی چاشنی نہیں اور نہ اسکا کوئی اصل ہے

حمامۃ البشرٰے صفحہ ۸۱

کل اجزائے نبوت محدث میں پائے جاتے ہیں مگر بالقوہ اور اگر باب نبوۃ بند نہ ہوتا تو محدث نبی ہوتا۔

وانی والله امن بالله ورسوله
وامن بانه خاتم النبیین۔ نعم قلت
ان اجزاء النبوۃ توجد فی التحدیث
کلها ولکن بالقوۃ لا بالفعل فالمحدث
نبی بالقوۃ ولو لم یکن سد باب
النبوۃ لکان نبیًا بالفعل وجاز
علی هذا ان نقول النبی محدث
علی وجه الکمال لانه جامع لجمیع کمالات
علی الوجه الاتم الابلغ بالفعل و
کذالك جاز ان نقول ان المحدث
نبی بناء علی استعداد الباطنی اعنی
ان المحدث نبی بالقوۃ وکمالات
النبوۃ جمیعها مخفیة فضمرة فی التحدیث

اور بخدا میں لایزال میں اللہ اور اس کے رسول
پر ایمان رکھتا ہوں اور اس امر پر بھی میرا ایمان ہے
کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں
ہاں یہ سچ ہے کہ میں نے یہ کہا ہے کہ محدث میں
تمام اجزاء نبوت پائے جاتے ہیں لیکن بالقوہ
نہ بالفعل پس محدث بالقوہ نبی ہے اور اگر نبوۃ
کا دروازہ بند نہ ہوتا تو وہ بھی بالفعل نبی ہوتا اور
اور بنا ءعلیہ اس بات کا کہنا جایز ہے کہ
نبی کمال کی وجہ سے محدث ہے کیونکہ وہ
علے وجہ الاتم تمام کمالات کا بالفعل جامع ہوتا ہے اور
اسی طرح جایز ہے کہ ہم کہیں کہ محدث استعداد
باطنی کی وجہ سے نبی ہوتا ہے۔ کیونکہ محدث
بالقوہ نبی ہوتا ہے اور کمالات نبوت سب کے سب

وما حبس ظهورها وخروجها الى الفعل الا سد باب النبوة والى ذالك اشار النبي صلے الله عليه وسلم في قوله لو كان بعدي نبي لكان عمر۔ وما قال هذا الا بناءً على ان عمر كان محدثاً فاشار الى ان مادة النبوة وبذرها يكون موجوداً في التحديث

آنحضرت کے بعد اگر کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا

تحدیث میں مخفی اور مضمر ہوتے ہیں۔ اور باب نبوت کے بند ہونے کی وجہ سے اس کا ظہور اور خروج فعل تک ہی محبوس ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی کی طرف اپنے قول میں کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا اشارہ کیا ہے اور یہ بات صرف اس بنار پر کہی ہے کہ عمر محدث تھا پس یہ اشارہ پایا گیا کہ مادہ نبوت و تخم نبوت محدث میں موجود ہوتا ہے ٭

حمامۃ البشرے صفحہ ۸۲

ولا شك ان التحديث موهبة مجردة لا تنال بكسب البتة كما هو شان النبوة ويكلم الله المحدثين كما يكلم النبيين ويرسل المحدثين كما يرسل المرسلين ويشرب المحدث من عين يشرب فيها النبي فلا شك انه نبي لولا سد الباب وهذا هو السر في ان رسول الله صلے الله عليه وسلم اذا سمى الفاروق محدثاً فققا على اثره قوله لو كان بعدي نبي لكان عمر وما كان هذا الاشارة الا الى ان المحدث يجمع كمالات النبوة في نفسه ولا فرق الا فرق الظاهر والباطن والقوة والفعل۔ فالنبوة شجرة موجودة في الخارج مثمرة بالغة الى حدها۔ والتحديث كمثل بذر

محدث کا مرتبہ موہبت ہے اس سے کلام اور اسکی بعثت نبی کیطرح ہوتی ہے۔

اور اس میں کوئی شک نہیں کہ تحدیث محض ایک موہبت ہے جو کسب سے ہرگز نہیں ملتی جیسے کہ شان نبوت ہے اور محدث اسی طرح اللہ سے ہمکلام ہوتے ہیں جسطرح نبی ہمکلام ہوتے ہیں اور محدث اسیطرح بھیجے جاتے ہیں جسطرح رسول بھیجے جاتے ہیں اور محدث اسی چشمہ سے پیتے ہیں جس سے نبی پیتے ہیں اور کچھ شک نہیں کہ اگر نبوت کا دروازہ بند نہ ہوتا تو وہ نبی ہوتا اور اس میں یہ سر ہے کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فاروق کو محدث سے موسوم کیا اور ان کی اس حدیث پر کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا۔ غور کر۔ اور یہاں سوائے اس کے اور کوئی اشارہ نہیں کہ محدث کے نفس میں کمالات نبوت جمع ہوتے ہیں اور سوائے فرق ظاہر اور باطن اور قوت اور فعل کے اور کوئی فرق نہیں۔ پس نبوت ایک درخت ہے جو خارج میں موجود ہے اور ثمر وار ہے اور اپنی

محدث کمالات نبوت کو اپنے نفس میں جمع رکھتا ہے۔

**حدیث علماء امتی میں علماء سے مراد محدث ہیں**

فیه یوجد فی القوة کما یوجد فی الشجر بالفعل وفی الخارج. وهذا مثال واضح للذین یطلبون معارف الدین والیه اشار رسول الله صلی الله علیه وسلم فی حدیث علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل والمراد من العلماء المحدثون الذین یؤتون العلم من لدن ربهم ویکونون من المکلمین

حد کو پہنچنے والا ہے۔ اور تحدیث مثل تخم کے ہے جس میں وہ سب باتیں بالقوہ پائی جاتی ہیں جو شجر میں بالفعل پائی جاتی ہیں اور بالخارج اور یہ مثال ان لوگوں کے لئے واضح ہے جو دین کے معارف کے طلبگار ہیں اور اس بات کیطرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں اشارہ فرمایا ہے کہ میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہیں۔ اور علماء سے مراد وہ محدث ہیں جنکو اپنے رب کی جانب سے علم دیا جاتا ہے اور مکلمین میں سے ہیں

حمامۃ البشریٰ صفحہ ۸۲

**محدثیت اور نبوت میں فرق قوت اور فعل کا ہے**

وقد استصعب الفرق بین التحدیث والنبوة علی بعض الناس فالحق ان بینهما فرق القوة والفعل کما بینت آنفا فی مثال الشجرة وبذرها فخذها منی ولا تخف الا الله

اور بعض لوگوں پر تحدیث اور نبوت میں فرق گراں گذرا ہے۔ حق بات یہ ہے کہ ان کے درمیان فرق قوت اور فعل کا ہے جیسے کہ ابھی ہم نے شجر اور تخم کی مثال میں بیان کیا ہے پس اسکو مجھ سے لیلو اور اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرو

حمامۃ البشریٰ صفحہ ۸۳

**میرا دعوے دعوے نبوت نہیں۔**

فانظر این هذا واین ادعاء النبوة فلا تظن یا اخی انی قلت کلمة فیه رائحة ادعاء النبوة کما فهم المتهورون فی ایمانی وعرضی بل کلما قلت انما قلتها تبیینا لمعارف القرآن ودقائق الفرقان وانما الاعمال بالنیات ومعاذ الله ان ادعی النبوة بعد ما جعل الله نبینا وسیدنا محمدن المصطفی صلی الله علیه وسلم خاتم النبیین

پس دیکھو کہاں یہ اور کہاں ادعاء نبوت۔ اور اے برادر مت گمان کرو کہ میں نے جو بات کہی ہے اس میں نبوت کی کچھ بو پائی جاتی ہے جیسے کہ متہوروں نے میرے ایمان اور آبرو کی نسبت سمجھ لیا جب میں نے اس بارہ میں کچھ کہا ہے تو محض قرآن کے معارف اور دقایق کے بیان کرنے کے لئے کہا اور اعمال کا نتیجہ نیت پر ہے اور خدا کی پناہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ جب کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی اور سردار جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین بنا دیا میں نبوت کا مدعی بنا

## حمامۃ البشرےٰ صفحہ ۹۲

مجدد اعظم کا ظہور

ویکون الناس کان الله بدل مزاجھم وطبیعتھم وشحذ اذھانھم وافکارھم فاذا ظھرت واجتمعت ھذہ العلامات کلھا فتدل بدلالۃ قطعیۃ علی ان المجدد الاعظم قد ظھر والنور النازل قد نزل

اور لوگ ایسے ہو گئے ہیں کہ گویا اللہ تعالےٰ نے انکے مزاجوں انکی طبایع کو بدل دیا ہے اور انکے ذہنوں اور انکے فکروں کو تیز کر دیا ہے جب ایسی قسم کی یہ کل علامات ظاہر اور جمع ہو گئیں تو قطعی دلیل سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ مجدد اعظم بھی ظاہر ہو گیا اور جو نور نازل ہونے والا تھا وہ نازل ہو گیا +

## حمامۃ البشرےٰ صفحہ ۹۳

لیلۃ القدر میں مجدد مبعوث کیا جاتا ہے

ففی سورۃ القدر اشارۃ الی ان الله تعالیٰ قد وعد لھذہ الامۃ انہ لا یضیعھم ابدا بل اذا ما ضلوا و سقطوا فی ظلمات یاتی علیھم لیلۃ القدر وینزل الروح الی الارض یعنی یلقیہ الله علی من یشاء من عبادہ ویبعثہ مجددا وینزل مع الروح ملائکۃ یجذبون قلوب الناس الی الحق والھدایات فلا تنقطع ھذہ السلسلۃ الی یوم القیامۃ

اور سورہ قدر میں اشارہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اس امت کو وعدہ دیا کہ وہ اس کو ہرگز ضایع نہیں کریگا۔ بلکہ جب وہ گمراہ ہونگے اور ظلمات میں گر جائینگے تو ان پر ایک لیلۃ القدر آئیگی اور روح زمین پر نازل ہوگی یعنی اللہ تعالےٰ اپنے بندوں میں سے جسپر چاہیگا نازل کریگا اور اس کو مجدد بنا کر مبعوث کریگا۔ اور روح کیساتھ ملائکہ بھی نازل ہونگے جو لوگوں کے دلوں کو حق اور ہدایت کیطرف کھینچینگے۔ اور یہ سلسلہ قیامت کے روز تک منقطع نہیں ہوگا +

## حمامۃ البشرےٰ صفحہ ۱۰۹

مجدد بنا کر بھیجے گئے

اکان لکم عجبا بعثۃ مجدد ھلم انظروا فتن الزمان وفکروا

مجدد کے مبعوث ہونے پر آپ لوگوں کو تعجب ہے آؤ زمانہ کے فتنوں کو دیکھو اور فکر کرو۔

## حمامۃ البشرےٰ صفحہ ۱۱۱

ورای الله انی جئت منہ مجددا بوقت اضل الناس غول مبین

اور خدائے لایزال ہی کیطرف سے مجدد ہو کر آیا ہوں جبکہ شیطان نے لوگوں کو گمراہ کر دیا +

کرامات الصادقین صفحہ ۔ ۳

واضح ہو کہ موافق اس سنت غیر متبدلہ کے کہ ہر ایک غلبہ تاریکی کے وقت خدا تعالےٰ اس امت مرحومہ کی تائید کے لئے توجہ فرماتا ہے ۔ اور مصلحت عامہ کے لئے کسی اپنے بندہ کو خاص کر کے تجدید دین متین کے لئے مامور فرما دیتا ہے ۔ یہ عاجز بھی اس صدی کے سر پر خدا تعالےٰ کی طرف سے مجدد کا خطاب پا کر مبعوث ہوا اور جس نوع اور قسم کے فتنے دنیا میں پھیل رہے تھے ان کے رفع اور دفع اور قلع قمع کے لئے وہ علوم اور وسایل اس عاجز کو عطا کئے گئے ۔

مجدد وں کا آنا سنت غیر متبدل ہے۔

مجدد کا خطاب خدا کی طرف سے

کرامات الصادقین صفحہ ۵

وہ لیکن افسوس کہ بٹالوی صاحب نے یہ نہ سمجھا کہ نہ مجھے اور نہ کسی انسان کو بعد انبیاء علیہم السلام کے معصوم ہونے کا دعوےٰ ہے ۔

انبیاء کے سوا کسی کو معصوم ہونیکا دعویٰ نہیں اور نہ مجھے

کرامات الصادقین صفحہ ۲۵

بالآخر پھر میں عامہ ناس پر ظاہر کرتا ہوں کہ مجھے اللہ جل شانہ کی قسم ہے کہ میں کافر نہیں لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ میرا عقیدہ ہے ۔ اور لکن رسول اللہ و خاتم النبیین پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت میرا ایمان ہے ۔ میں اپنے اس بیان کی صحت پر اس قدر قسمیں کھاتا ہوں جس قدر خدا تعالےٰ کے پاک نام ہیں ۔ اور جس قدر قرآن کریم کے حرف ہیں ۔ اور جس قدر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے خدا تعالےٰ کے نزدیک کمالات ہیں ۔ کوئی عقیدہ میرا اللہ اور رسول کے فرمودہ کے خلاف نہیں ۔

ختم نبوت کے عقیدہ پر قسمیں

کرامات الصادقین صفحہ ۵۰

وامرسلنی ربی لتائید دینہ

فجئت لھذا القرن عبدا مجددا

مجدد

کرامات الصادقین صفحہ ۶۱

| | |
|---|---|
| وان رسول اللہ شمس منیرۃ | اور کہ رسول اللہ صلعم شمس منیر ہیں |
| لعد رسول اللہ بدرٌ و کوکبٌ | اور رسول اللہ کے بعد چاند اور ستارے |

آنحضرت صلعم کے بعد ظلی ہونگے

کرامات الصادقین صفحہ ۸۵

ثم یاخذ یدہ ویرقیہ الی اعلیٰ پھر اس کا ہاتھ پکڑتا ہے اور اسے ارتقاً

مراتب الارتقاء والعرفان ۔ ویدخلہ فی الذین خلوا من قبلہ من الصلحاء والاولیاء والرسل والنبیین فیعطی کمالا کمثل کمالھم وجمالا کمثل جمالھم وجلالا کمثل جلالھم وقد یقتضی الزمان والمصلحۃ ان یرسل ھذا الرجل علٰی قدم نبی خاص فیعطی لہ علمًا کعلمہ وعقلا کعقلہ ونورا کنورہ واسمًا کاسمہ ویجعل اللہ ارواحھما کمرایا متقابلۃ فیکون النبی کالاصل والولی کالظل

اور معرفت کے اعلےٰ مراتب کی طرف ترقی دیتا ہے اور اسے ان لوگوں میں داخل کرتا ہے جو گذر چکے اس سے پہلے صلحاء سے اور اولیاء سے اور رسولوں سے اور نبیوں سے پس اسے انکے کمال جیسا کمال عطا کرتا ہے اور انکے جمال جیسا جمال اور انکے جلال جیسا جلال اور زمانہ اور مصلحت اس بات کا اقتضا کرتے ہیں کہ اس آدمی کو ایک خاص نبی کے قدم پر بھیجا جائے سو اسے دیا جاتا ہے اس کے علم جیسا علم اور اسکی عقل جیسی عقل اور اسکے نور جیسا نور اور اسکے نام جیسا نام اور اللہ تعالےٰ ان دونوں کے ارواح کو دو متقابل آئینوں کی طرح رکھ دیتا ہے پس نبی مثل اصل کے ہوتا ہے اور ولی مثل ظل کے +

نبی اصل ہوتا ہے اور ولی ظل کمالات سب نبی ہی رکھتا ہے

کرامات الصادقین صفحہ ۸۹

ان کمالات النبیین لیست ککمالات رب العلمین وان اللہ احد صمد وحدہ لاشریک لہ فی ذاتہ ولا فی صفاتہ واما الانبیاء فلیسوا کذالک بل جعل اللہ لھم وارثین من المتبعین الصادقین فامنھم ورثاء ھم یجدون ما وجد انبیاءھم ان کانوا لھم متبعین

نبیوں کے کمالات رب العالمین کے کمالات کی طرح نہیں اور اللہ ایک صمد لاشریک ہے اپنی ذات میں اور صفات میں مگر نبی ایسے نہیں ہوتے بلکہ اللہ تعالےٰ نے انکے لئے سچے پیرووں میں انکے وارث بنائے ہیں پس انکی امت انکی وارث ہوتی ہے ۔ وہ پاتے ہیں وہی جو ان کے نبیوں نے پایا اگر وہ ان کے پیرو ہوں +

نبیوں کے وارث وہی کچھ پاتے ہیں جو نبیوں نے پایا

کرامات الصادقین صفحہ ۸۹

* وتدل اٰیۃ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم ان تراث السابقین من المرسلین والصدیقین

اور آیت اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ پہلوں کی وراثت جو مرسلین اور صدیقوں

نبیوں اور صدیقوں کے سب کمالات انکے وارثوں کو ملتے ہیں

حق واجب غیر مجذوذ ومفروض للاحقین من المومنین الصالحین الی یوم الدین وھم یرثون الانبیاء ویجدون ما وجدوا من انعامات اللہ۔ وھذا ھو الحق فلا تکن من الممترین ط

ہیں سے ہو گذرے ہیں حق واجب ہے جو کبھی منقطع نہیں ہوتا اور مقرر کیا گیا ہے ان سے ملنے والوں کیلئے جو مومن صالح ہوں قیامت کے دن تک اور وہ نبیوں کے وارث ہوتے ہیں اور پاتے ہیں جو پائے انہوں نے اللہ کے انعام اور یہی سچ ہے پس تو جھگڑنے والوں میں سے نہ ہو +

کرامات الصادقین صفحہ ۹۰

مسلمانوں کو ظل نبیا قرار دیا گیا ہے

فلا یخفی ان اللہ جعلنا فی ھذا الدین کاظلال الانبیاء واورثنا واعطانا المعلوم والمکتوم والمعکوم والمختوم ومن کل الالاء والنعماء

پس نہ مخفی رہے کہ اللہ تعالے نے اس دین میں ہمکو نبیوں کے ظلوں کی طرح بنایا ہے اور ہمکو وارث بنایا ہے اور دیا ہے جو معلوم ہے اور جو چھپا ہوا ہے اور جو نہاں ہے اور جس پر مہر لگائی گئی ہے اور ہر قسم کی نعمتوں اور برکتوں

سر الخلافہ صفحہ ۱۰

نبیوں کی طرح دکھ اٹھانے والے وارث رسل ہوتے ہیں

وانھم اوذوا کما اوذی النبیون ولعنوا کما لعن المرسلون فحقق بذلک میراثھم للمرسلین

اور انکو ایذا دیگئی جسطرح نبیوں کو ایذا دیگئی اور لعنت کئے گئے جسطرح مرسل لعنت کئے گئے اسلئے انکے لئے رسولوں کی میراث پانا متحقق ہو گیا +

سر الخلافہ صفحہ ۱۰

جب بلا وجہ کسی پر لعنت کی جائے تو وہ نبیوں کے مشابہ ہو جاتا ہے

فان مومنا اذا لعن وکفر من غیر ذنب وشتم وھجر وسب من غیر سبب فقد شابہ الانبیاء الخ

کیونکہ مومن پر جب بلا سبب کہ اس کا گناہ ہو لعنت کی جائے اور تکفیر کی جائے اور ہجو اور گالی سے پکارا جائے بلا سبب تو وہ انبیاء سے مشابہ ہو جاتا ہے +

سر الخلافہ صفحہ ۳۱

ابوبکر ظل رسول اللہ تھے اور کتاب نبوت کا اجمالی نسخہ

وانہ کان نسخۃ اجمالیۃ من کتاب النبوۃ وکان امام ارباب الفضل والفتوۃ ومن بقیۃ طین النبیین ولا تحسب قولنا ھذا نوعا من

اور آپ کتاب نبوۃ کے اجمالی نسخہ تھے اور ارباب فضل اور فتوت کے امام تھے اور نبیوں کی مٹی کا بقیہ تھے۔ اور ہمارے اس قول کو کسی قسم کا مبالغہ مت سمجھو ..... بلکہ یہ وہ حقیقت ہے

المبالغۃ ۔ بل ھو الحقیقۃ التی ظھرت علی من حضرۃ العزۃ ” ...... وکان کظل لرسولنا سیدنا صلی اللہ علیہ وسلم فی جمیع الاداب ۔

جو حضرت عزت کی طرف سے ظاہر ہوئی ہے اور وہ ہمارے رسول اور سید صلے اللہ علیہ وسلم کی طرح سارے آداب میں ظل کی مانند تھے ۔

سر الخلافۃ صفحہ ۵۶

مہدی خاتم الائمہ ہے اور صحابہ سے ملتا ہے ۔

وقال ثلۃ من الاولین و ثلۃ من الآخرین ۔ فلکل ثلۃ امام ولیس فیہ کلام فھذہ اشارۃ الی خاتم الائمۃ وھو المھدی الموعود اللاحق بالصحابۃ کما قال عز وجل وآخرین منھم لما یلحقوا بھم

خاتم الخلفاء کے معنے

اور فرمایا ایک گروہ پہلوں سے اور ایک گروہ پچھلوں سے اور ہر ایک گروہ کا ایک امام ہوتا ہے اور اس میں کوئی کلام نہیں ۔ پس یہ اشارہ ہے خاتم الائمہ کی طرف اور وہ مہدی موعود ہے جو صحابہ سے ملنے والا ہے ۔ جیسے کہ فرمایا اللہ عز وجل نے اور ان میں سے آخرین جو ابھی ان سے نہیں ملے ۔

جنگ مقدس صفحہ ۵۸

اولیاء اللہ کو مبشرات دی جاتی ہیں ۔

الا ان اولیاء اللہ لاخوف علیھم ولا ھم یحزنون ۔ الذین اٰمنوا وکانوا یتقون لھم البشریٰ فی الحیوۃ الدنیا وفی الاخرۃ لا تبدیل لکلمات اللہ ذالک ھو الفوز العظیم سورہ یونس یعنے خبردار رہو وہ لوگ جو خدا تعالےٰ کے دوست ہیں ان پر نہ کوئی ڈر ہے اور نہ وہ غمگین ہونگے وہ وہی لوگ ہیں جو ایمان لائے یعنے اللہ اور رسول کے تابع ہوگئے اور پھر پرہیزگاری اختیار کی ان کے لئے خدا تعالےٰ کی طرف سے اس دنیا کی زندگی اور نیز آخرت میں بشرےٰ ہے یعنی خدا تعالےٰ خواب اور الہام کے ذریعے سے اور نیز مکاشفات سے ان کو بشارتیں دیتا رہیگا ۔ خدا تعالےٰ کے وعدوں میں تخلف نہیں اور یہ بڑی کامیابی ہے جو ان کے لئے مقرر ہوگئی ۔ یعنے اس کامیابی کے ذریعہ سے ان میں اور غیروں میں فرق ہو جائے گا ۔ اور جو سچے نجات یافتہ نہیں اُن کے مقابل میں دم نہیں مار سکیں گے ۔ الخ

جنگ مقدس صفحہ ۶۷

دعوے نبوت کا انکار

اسی طرح میں بھی وہ بات پیش کرتا ہوں جو خدا تعالےٰ کی طرف سے مجھ کو معلوم ہے میرا دعوے نہ خدائی کا اور نہ اقتدار کا اور میں ایک مسلمان آدمی ہوں جو قرآن شریف کی پیروی کرتا ہوں اور قرآن شریف کی تعلیم کے رو سے اس موجودہ نجات کا مدعی ہوں ۔

میں مدعی الہام ہونے سے نبی نہیں بن گیا

میرا نبوت کا کوئی دعوےٰ نہیں۔ یہ آپ کی غلطی ہے یا آپ کسی خیال سے کہہ رہے ہیں کیا یہ ضروری ہے کہ جو الہام کا دعوےٰ کرتا ہے وہ نبی بھی ہو جاتا ہے میں تو محمدی اور کامل طور پر اللہ و رسول کا متبع ہوں اور ان نشانوں کا نام معجزہ رکھنا نہیں چاہتا۔ بلکہ ہمارے مذہب کے رو سے ان نشانوں کا نام کرامات ہے جو اللہ رسول کی پیروی سے دئے جاتے ہیں +

ہمارے نشانات کرامات ہیں

جنگ مقدس صفحہ ۱۸۸

خلیفے ہمیشہ آتے رہیں گے

مدت ہائے دراز تک خلیفے اور بادشاہ بھیجتا رہا ایسا ہی اس جگہ بھی کریگا۔ اور اس کو معدوم ہونے نہیں دیگا +

شہادت القرآن صفحہ ۲۴ (دوسرا ایڈیشن)

رسول سے مجدد مراد ہے

واذا الرسل اقتت میں الف لام عہد خارجی پر دلالت کرتا ہے یعنی وہ مجدد جس کا بھیجنا بزبان رسول کریم معہود ہو چکا ہے اور وہ اس عیسائی تاریکی کے وقت میں بھیجا جائیگا +

شہادت القرآن صفحہ ۲۷ (دوسرا ایڈیشن)

مرسل ہونے میں نبی اور محدث ایک ہی منصب رکھتے ہیں

مسیح موعود نے بھی چودھویں صدی کے سر پر ظہور کیا اور محمدی سلسلہ موسوی سلسلہ سے انطباق کلی پا گیا اور اگر یہ کہا جائے کہ موسوی سلسلہ میں تو حمایت دین کے لئے نبی آتے رہے۔ اور حضرت مسیح بھی نبی تھے تو اس کا جواب یہ ہے کہ مرسل ہونے میں نبی اور محدث ایک ہی منصب رکھتے ہیں۔ اور جیسا کہ خدا تعالےٰ نے نبیوں کا نام مرسل رکھا اور ایسا ہی محدثین کا نام بھی مرسل رکھا۔ اسی اشارہ کی غرض سے قرآن شریف میں وقفینا من بعدہ بالرسل آیا ہے۔ اور یہ نہیں آیا کہ قفینا من بعدہ بالانبیاء پس یہ اسی بات کی طرف اشارہ ہے کہ رسل سے مراد مرسل ہیں۔ خواہ وہ رسول ہوں یا نبی ہوں یا محدث ہوں۔

خدا نے محدث کا نام مرسل رکھا ہے

چونکہ ہمارے سید و رسول صلے اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور بعد آنحضرت صلعم کوئی نبی نہیں آسکتا اس لئے اس شریعت میں نبی کے قائمقام محدث رکھے گئے۔ اور اسی کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے کہ ثلۃ من الاولین و ثلۃ من الاخرین چونکہ ثلہ کا لفظ دونوں فقروں میں برابر آیا ہے اس لئے قطعی طور پر یہاں سے ثابت ہوا کہ اس امت کے محدث اپنی تعداد میں اور اپنے طولانی سلسلہ میں موسوی امت کے مرسلوں کے برابر ہیں +

شریعت اسلامی میں نبی کے قائمقام محدث رکھے گئے۔

اس امت کے محدث بنی اسرائیل کے انبیاء کے مثیل ہونے تھا یعنی اور مماثلت فی الانعامات

**شہادت القرآن صفحہ ۲۶ (دوسرا ایڈیشن)**

" اب چونکہ مماثلت فی الانعامات ہونا ازبس ضروری ہے۔ اور مماثلت تامہ تبھی متحقق ہوسکتی تھی کہ جب مماثلت فی الانعامات متحقق ہو پس اسی لئے یہ ظہور میں آیا کہ جیسے حضرت موسےٰ علیہ السلام کو قریباً چودہ سو برس تک ایسے خدام شریعت عطا کئے گئے کہ وہ رسول اور ملہم من اللہ تھے۔ اور اختتام اس سلسلہ کا ایک ایسے رسول پر ہوا جس نے تلوار سے نہیں بلکہ فقط رحمت اور خلق سے حق کی طرف دعوت کی۔ اسی طرح ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی وہ خدام شریعت عطا کئے گئے جو بر طبق حدیث علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل ملہم اور محدث تھے "

برکات نبوی کا ظہور خلفا کے ذریعہ ہوتا رہا

**شہادت القرآن صفحہ ۴۳ (دوسرا ایڈیشن)**

لیکن وہ نبی جو افضل الرسل اور خیر الانبیاء کہلاتا ہے۔ اور جس کی شریعت کا دامن قیامت تک ممتد ہے۔ اس کی برکات گویا اس کے زمانہ تک ہی محدود رہیں۔ اور خدا تعالےٰ نے نہ چاہا کہ کچھ بہت مدت تک اس کی برکات کے نمونے اس کی روحانی خلیفوں کے ذریعے سے ظاہر ہوں۔ ایسی باتوں کو سن کر تو ہمارا بدن کانپ جاتا ہے۔ مگر افسوس کہ وہ لوگ بھی مسلمان ہی کہلاتے ہیں کہ جو سراسر چالاکی اور بیباکی کی راہ سے ایسے بے ادبانہ الفاظ مونہہ پر لے آتے ہیں کہ گویا اسلام کی برکات آگے نہیں۔ بلکہ مدت ہوئی کہ ان کا خاتمہ ہو چکا ہے +

خلفاء قرآن کی حفاظت کیلئے بھیجے گئے اور نبی کی برکات سے حصہ پایا۔

**شہادۃ القرآن صفحہ ۔ ۴۱ (دوسرا ایڈیشن)**

پس یہ آیت درحقیقت اس دوسری آیت انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون کے لئے بطور تفسیر کے واقع ہے۔ اور اس سوال کا جواب دے رہی ہے کہ حفاظت قرآن کیونکر اور کس طور سے ہوگی سو خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ میں اس نبی کریم کے خلیفے وقتاً فوقتاً بھیجتا رہوں گا اور خلیفہ کے لفظ کو اس اشارہ کے لئے اختیار کیا گیا کہ وہ نبی کریم کے جانشین ہونگے اور اس کی برکتوں میں سے حصہ پاوینگے +

مجددوں محدثوں روحانی خلیفوں کا کام کیا ہے

**شہادۃ القرآن ۔ صفحہ ۴۲**

لیکن افسوس کہ معترض بے خبر ناحق آیت الیوم اکملت لکم دینکم کو پیش کر دیا ہم کب کہتے ہیں کہ مجدد اور محدث دنیا میں آکر دین میں سے کچھ کم کرتے ہیں یا زیادہ کرتے

ہیں۔ بلکہ ہمارا تو یہ قول ہے کہ ایک زمانہ گذرنے کے بعد جب پاک تعلیم پر خیالات فاسدہ کا ایک غبار پڑ جاتا ہے۔ اور حق خالص کا چہرہ چھپ جاتا ہے۔ تب اس خوبصورت چہرہ کو دکھلانے کے لئے مجدد اور محدث اور روحانی خلیفے آتے ہیں۔ نہ معلوم کہ بیچارہ معترض نے کہاں سے اور کس سے سن لیا کہ مجدد اور روحانی خلیفے دنیا میں آکر دین کی کچھ ترمیم و تنسیخ کرتے ہیں نہیں وہ دین کو منسوخ کرنے نہیں آتے۔ بلکہ دین کی چمک اور روشنی دکھانے کو آتے ہیں ✣

شہادت القرآن صفحہ ۴۴۔

اور درحقیقت سوچنے والے کے لئے یہ بات نہایت صاف اور روشن ہے کہ وہ خدا جس کا نام رحمٰن اور رحیم ہے۔ اتنی بڑی سزا دینے کے لئے کیونکر یہ قانون اختیار کر سکتا ہے کہ بغیر پورے طور پر اتمام حجت کے مختلف بلاد کے ایسے لوگوں کو جنہوں نے صدہا برس کے بعد قرآن اور رسول کا نام سنا اور پھر وہ عربی سمجھ نہیں سکتے قرآن کی خوبیوں کو دیکھ نہیں سکتے دائمی جہنم میں ڈال دے اور کس انسان کی کانشنس اس بات کو قبول کر سکتی ہے کہ بغیر اس کے کہ قرآن کریم کا منجانب اللہ ہونا اس پر ثابت کیا جائے یوں ہی اس پر چھری پھیر دی جائے۔ پس یہی وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے دائمی خلیفوں کا وعدہ دیا تا وہ ظلی طور پر انوار نبوت پاکر دنیا کو ملزم کریں۔ اور قرآن کریم کی خوبیاں اور اس کی پاک برکات لوگوں کو دکھلاویں یہ بھی یاد رہے کہ ہر ایک زمانہ کے لئے اتمام حجت بھی مختلف رنگوں سے ہوا کرتا ہے۔ اور مجدد وقت ان قوتوں اور ملکوں اور کمالات کے ساتھ آتا ہے جو موجودہ مفاسد کا اصلاح پانا ان کمالات پر موقوف ہوتا ہے۔ سو ہمیشہ خدا تعالیٰ اسی طرح کرتا رہیگا ✣

خلیفے ہمیشہ آتے رہیں گے اور ظلی طور پر انوار نبوت پاتے ہیں۔

شہادت القرآن صفحہ ۴۶

اور اس جگہ یہ بھی یاد رہے کہ دین کی تکمیل اس بات کو مستلزم نہیں جو اس کی مناسب حفاظت سے بکلی دست بردار ہو جائے مثلاً اگر کوئی گھر بناوے اور اس کے تمام کمرے سلیقہ سے تیار کرے۔ اور اس کی تمام ضرورتیں جو عمارت کے متعلق ہیں باحسن وجہ پوری کر دیوے اور پھر مدت کے بعد اندھیریاں چلیں اور بارشیں ہوں اور اس گھر کے نقش و نگار پر گرد و غبار بیٹھ جائے اور اس کی خوبصورتی چھپ جاوے اور اس کا کوئی وارث اس گھر کو صاف اور سفید کرنا چاہے مگر اس کو منع کر دیا جاوے کہ گھر تو تکمیل ہو چکا ہے تو ظاہر

مجدد تکمیل دین کے لئے نہیں آتے تجدید کے لئے آتے ہیں۔

ہے کہ یہ منع کرنا سراسر حماقت ہے۔ افسوس کہ ایسے اعتراضات کرنے والے نہیں سوچتے کہ تکمیل شئے دیگر ہے اور وقتاً فوقتاً ایک مکمل عمارت کی صفائی کرنا یہ اور بات ہے۔ یہ یاد رہے کہ مجدد لوگ دین میں کچھ کمی بیشی نہیں کرتے۔ ہاں گم شدہ دین کو پھر دلوں میں قائم کرتے ہیں۔ اور یہ کہنا کہ مجددوں پر ایمان لانا کچھ فرض نہیں خدا تعالےٰ کے حکم سے انحراف ہے کیونکہ وہ فرماتا ہے کہ ومن کفر بعد ذالک فاولئک ھم الفاسقون یعنی بعد اس کے جو خلیفے بھیجے جائیں۔ پھر جو شخص ان کا منکر ہے وہ فاسقوں میں سے ہے +

مجددوں کا منکر فاسق ہے۔

شہادت القرآن صفحہ ۵۰

ماسوا اس کے امت کو ہر ایک زمانہ میں نئی مشکلات بھی تو پیش آتی ہیں اور قرآن جامع جمیع علوم تو ہے۔ لیکن یہ ضروری نہیں کہ ایک ہی زمانہ میں اسکے تمام علوم ظاہر ہو جائیں۔ بلکہ جیسی جیسی مشکلات کا سامنا ہوتا ہے ویسے ویسے قرآنی علوم کھلتے ہیں اور ہر ایک زمانہ کی مشکلات کے مناسب حال ان مشکلات کو حل کرنے والے روحانی معلم بھیجے جاتے ہیں۔ جو وارث رسل ہوتے ہیں اور ظلی طور پر رسولوں کے کمالات کو پاتے ہیں اور جس مجدد کی کارروائیاں کسی ایک رسول کی منصبی کارروائیوں سے شدید مشابہت رکھتی ہیں وہ عند اللہ اسی رسول کے نام سے پکارا جاتا ہے +

مجدد وارث رسل ہیں ظلی طور پر رسولوں کے کمالات کو پاتے ہیں۔
جو مجدد جس نبی سے مشابہ ہو اس نبی کا نام پاتا ہے

شہادت القرآن صفحہ ۳۳

اللہ جل شانہ فرماتا ہے واما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض الجزو نمبر ۱۳ یعنے جو چیز انسانوں کو نفع پہنچاتی ہے وہ زمین پر باقی رہتی ہے۔ اب ظاہر ہے کہ دنیا میں زیادہ تر انسانوں کو نفع پہنچانے والے گروہ انبیاء ہیں کہ جو خوارق سے معجزات سے پیشگوئیوں سے حقایق سے معارف سے اپنی راستبازی کے نمونہ سے انسانوں کے ایمان کو قوی کرتے ہیں اور حق کے طالبوں کو دینی نفع پہنچاتے ہیں اور یہ بھی ظاہر ہے کہ وہ دنیا میں کچھ بہت مدت تک نہیں رہتے۔ بلکہ تھوڑی سی زندگی بسر کرکے اس عالم سے اٹھائے جاتے ہیں۔ لیکن آیت کے مضمون میں خلاف نہیں اور ممکن نہیں کہ خدا تعالےٰ کا کلام خلاف واقعہ ہو۔ پس انبیاء کی طرف نسبت دیکر معنے آیت کے یوں ہونگے کہ انبیاء من حیث الظل باقی رکھے جاتے ہیں اور خدا تعالےٰ ظلی طور پر ہر ایک ضرورت کے وقت میں کسی اپنے بندہ کو ان کی نظیر اور مثیل پیدا کر دیتا ہے جو انہیں کے رنگ میں ہو کر ان کی دائمی زندگی کا موجب ہوتا ہے۔ اور اسی ظلی وجود کے قایم رکھنے کے لئے خدا تعالےٰ نے اپنے بندوں کو یہ

انبیاء من حیث الظل باقی رکھے جاتے ہیں۔

اھدنا الصراط المستقیم انبیاء کے ظلی وجود کو قایم رکھنے کے لئے سکھائی گئی ہے

اولیاء اللہ خوارق تائید معرفت تامہ کاملہ وحی سب پاتے ہیں

دعا سکھلائی ہے اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم یعنے اے خدا ہمکو ہمیں وہ سیدھی راہ دکھا جو تیرے اُن بندوں کی راہ ہے جنپر تیرا انعام ہے۔ اور ظاہر ہے کہ خدا تعالےٰ کا انعام جو انبیاء پر ہوا تھا جس کے مانگنے کے لئے اس دعا میں حکم ہے وہ درم اور دینار کی قسم میں سے نہیں بلکہ وہ انوار اور برکات اور محبت اور یقین اور خوارق اور تائید سماوی اور قبولیت اور معرفت تامہ کاملہ اور وحی اور کشف کا انعام ہے۔ اور خدا تعالےٰ نے اس امت کو اس انعام کے مانگنے کے لئے تبھی حکم فرمایا کہ اول اس انعام کے عطا کرنے کا ارادہ بھی کر لیا ہے۔ پس اس آیت سے بھی کھلے کھلے طور پر یہی ثابت ہوا کہ خدا تعالےٰ نے اس امت کو ظلی طور پر تمام انبیاء کا وارث ٹھیراتا ہے تا انبیاء کا وجود ظلی طور پر ہمیشہ باقی رہے۔ اور دنیا ان کے وجود سے کبھی خالی نہ ہو۔

شہادت القرآن صفحہ ۴۵

روحانی معلم وارث انبیاء

پھر بعض اور آیات ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ ضرور خداوند کریم نے یہی ارادہ فرمایا ہے کہ روحانی معلم جو انبیاء کے وارث ہیں ہمیشہ ہوتے رہیں۔

شہادت القرآن صفحہ ۵۴

خلیفہ ظل رسول ہوتا ہے اور اس کے کمالات پاتا ہے۔

خلیفہ کے لفظ کو بھی جو استخلاف سے مفہوم ہوتا ہے تدبر سے نہیں سوچتے۔ کیونکہ خلیفہ جانشین کو کہتے ہیں۔ اور رسول کا جانشین حقیقی معنوں کے لحاظ سے وہی ہو سکتا ہے جو ظلی طور پر رسول کے کمالات اپنے اندر رکھتا ہو۔ اس واسطے رسول کریم نے نہ چاہا کہ ظالم بادشاہوں پر خلیفہ کا لفظ اطلاق ہو۔ کیونکہ خلیفہ درحقیقت رسول کا ظل ہوتا ہے۔

شہادت القرآن صفحہ ۵۸

نبی کے ہمرنگ ایک محدث کا پیدا ہونا ضروری ہے۔

ایسا ہی اس امت میں بھی ان ہی کے ہمرنگ اور اسی زمانہ کے مشابہ ایک محدث ایسے وقت میں پیدا ہونا ضروری تھا کہ جب امت بھی اسی طور پر بگڑ جائے کہ جیسے عیسےٰ علیہ السلام کے وقت میں یہودی بگڑے ہوئے تھے۔

شہادت القرآن صفحہ ۵۷ (دوسرا ایڈیشن)

موسوی اور محمدی سلسلہ میں فرق یہ ہے کہ موسوی سلسلہ میں تائید دین کیلئے نبی آتے تھے اب محدث آتے ہیں

اب جبکہ قرآن شریف کے رو سے بھی ثابت ہوا کہ اس امت مرحومہ میں سلسلہ خلافت دائمی اسی طور پر اور اسی کی مانند قایم کیا گیا ہے جو حضرت موسےٰ کی شریعت میں قایم کیا گیا تھا اور صرف اس قدر لفظی فرق رہا کہ اس وقت تائید دین عیسوی کے لئے نبی آتے تھے۔ اور اب محدث آتے ہیں۔"

شہادت القرآن صفحہ ۶۰

نفخ صور سے مراد کسی مہدی اور مجدد کی بعثت ہے +

ہاں مجدد دین کی بشارت میں توریت کی پیشگوئی اور قرآن کی پیشگوئی میں صرف پیرایہ بیان کا فرق ہے یعنے توریت میں تو اسرائیلی قوت کے ٹوٹنے اور عصا کے جاتے رہنے کے وقت میں جس سے مراد زوال سلطنت تھا سیلا کے آنے کی بشارت دی گئی ہے مگر قرآن میں اسلامی طاقت کے کم ہونے اور امواج فتن کے اٹھنے کے وقت جو عیسائی واعظوں کی دجالیت سے مراد ہے نفخ صور کی خوشخبری دی گئی ہے اور نفخ صور سے مراد قیامت نہیں ہے کیونکہ عیسائیوں کے امواج فتن کے پیدا ہونے پر تیرہ سو برس سے زیادہ گذر گیا ہے مگر کوئی قیامت برپا نہیں ہوئی بلکہ مراد اس سے یہ ہے کہ کسی مہدی اور مجدد کو بھیجکر ہدایت کی صور پھونکی جاوے +

شہادت القرآن صفحہ ۶۱

نفخ صور سے مجدد مراد ہے

اور جیسا کہ قرآن میں نفخ صور سے کسی مجدد کا بھیجنا مراد ہے تا عیسائی مذہب کے غلبہ کو توڑے ایسا ہی امواج فتن سے وہ دجالیت مراد ہے جو حدیثوں میں دجال معہود کے نام پر بیان کی گئی ہے

شہادت القرآن صفحہ ۶۱

صدی کا مجدد مسیح موعود کے رنگ میں

اس صدی کا مجدد حضرت مسیح کے رنگ میں آیا اور بوجہ قوی مشابہت کے مسیح موعود کہلایا اور یہ نام کچھ بناوٹی نہیں بلکہ حالات موجودہ کے مطابقت کی وجہ سے اسی نام کی ضرورت پڑی +

شہادت القرآن صفحہ ۶۴

مسیح موعود کے نام پر مجدد کا آنا ضروری ہے

ایک مجدد حضرت مسیح کے نام پر چودھویں صدی میں آنا ضروری ہے +

شہادت القرآن صفحہ ۶۷

اس صدی کا مجدد مسیح موعود چاہئے

باوجود اس کے تمام لوازم موجودہ بلند آواز سے بھی پکار رہے ہیں کہ اس صدی کا مجدد مسیح موعود ہو +

شہادت القرآن صفحہ ۷۶

خدا کے حکم سے مجدد ہوا ہوں

اور میں یقین رکھتا ہوں کہ خدا تعالے کسی مخالف کے مقابل پر مجھے مغلوب نہیں کریگا کیونکہ میں اس کی طرف سے ہوں اور اس کے دین کی تجدید کے لئے اس کے حکم سے آیا ہوں +

شہادت القرآن صفحہ ۷۶

میں مجدد ہوں

اور مجھے تعجب ہے کہ جس حالت میں مسلمانوں کو کسی مجدد کے ظاہر ہونے کے وقت خوش ہونا چاہئے

یہ پیچ وتاب کیوں ہے +

برکات الدعا صفحہ ۱۰

علم نبوت کے پہلے وارث صحابہ تھے

صحابہ رضی اللہ عنہم آنحضرت کے نوروں کو حاصل کرنے والے اور علم نبوت کے پہلے وارث تھے۔ اور خدا تعالے کا ان پر بڑا فضل تھا۔ اور نصرت الٰہی ان کی قوت مدرکہ کے ساتھ تھی۔ کیونکہ ان کا صرف قال بلکہ حال تھا +

برکات الدعا صفحہ ۱۲۔

وارث نبی متبوع کا پورا ہمرنگ بغیر نبوت اور تجدید احکام سب کچھ پاتا ہے

صاحب وحی محدثیت اپنے نبی متبوع کا پورا ہمرنگ ہوتا ہے۔ اور بغیر نبوت اور تجدید احکام کے وہ سب باتیں اس کو دی جاتی ہیں جو نبی کو دی جاتی ہیں ....... اور یہ راہ اس امت کے لئے کھلی ہے ....... خدا تعالے وعدہ کرچکا ہے کہ بجز مطہرین کے علم نبوت کسی کو نہیں دیا جائے گا +

برکات الدعا صفحہ ۱۳ و ۱۴

محدث مکالمہ پاتے اور انبیا سے اشد مشابہت رکھتے ہیں

اسلام کے زندہ ہونے کا ثبوت اور نبوت کی یقینی حقیقت جو ہمیشہ ہر ایک زمانہ میں منکرین وحی کو ساکت کرسکے اسی حالت میں قایم رہ سکتی ہے کہ سلسلہ وحی بر رنگ محدثیت ہمیشہ کے لئے جاری رہے۔ سو اس نے ایسا ہی کیا محدث وہ لوگ ہیں جو شرف مکالمہ الٰہی سے مشرف ہوتے ہیں اور ان کا جوہر نفس انبیاء کے جوہر نفس سے اشد مشابہت رکھتا ہے اور وہ خواص عجیبہ نبوت کے لئے بطور آیات باقیہ کے ہوتے ہیں تا یہ دقیق مسئلہ نزول وحی کا کسی زمانہ میں بے ثبوت ہو کر صرف بطور قصہ کے نہ ہو جائے اور یہ خیال ہرگز درست نہیں کہ انبیاء علیہم السلام دنیا سے بے وارث ہی گذر گئے اور اب ان کی نسبت کچھ رائے ظاہر کرنا بجز قصہ خوانی کے اور کچھ زیادہ وقعت نہیں رکھتا بلکہ ہر ایک صدی میں ضرورت کے وقت ان کے وارث پیدا ہوتے رہے ہیں اور اس صدی میں یہ عاجز ہے +

ہر صدی میں وارث نبی پیدا ہوتے رہے ہیں

برکات الدعا صفحہ ۱۵

وحی ولایت مسدود نہیں ہوئی

اور یہ کہنا کہ اب وحی ولایت کی راہ مسدود ہے اور نشان ظاہر نہیں ہوسکتے اور دعائیں قبول نہیں ہوتیں یہ ہلاکت کی راہ ہے +

برکات الدعا صفحہ ۱۷

عجیب جو وحی نازل ہوتی ہے وہ وحی ولایت ہے

میں نے دیکھا ہے کہ اس وحی کے وقت جو بر رنگ وحی ولایت میرے پر نازل ہوتی ہے

ایک خارجی اور شدید الاثر تصرف کا احساس ہوتا ہے +

برکات الدعا صفحہ ۷۲

مجدد وقت خواص انبیاء و رسل کے نمونہ پر۔

اکابر اولیاء سے بہتوں پر فضیلت

اور مصنف کو (یعنی براہین احمدیہ کے مصنف کو) اس بات کا بھی علم دیا گیا ہے کہ وہ مجدد وقت ہے۔ اور روحانی طور پر اس کے کمالات مسیح بن مریم کے کمالات سے مشابہ ہیں اور ایک کو دوسرے سے بشدت مناسبت و مشابہت ہے اور اس کو خواص انبیاء و رسل کے نمونہ پر محض بہ برکت متابعت حضرت خیر البشر و افضل الرسل صلے اللہ علیہ وسلم ان بہتوں پر اکابر اولیا سے فضیلت دی گئی ہے کہ جو اس سے پہلے گذر چکے ہیں +

نور الحق حصہ اول صفحہ ۵۱

عقیدہ نزول مسیح از آسمان ختم نبوت کے منافی ہے

فلا شك ان هذه العقيدة اعنى عقيدة نزول المسيح من السماء مبتلاة بامراض لا بمرض واحد يخالف بينات القران و يكذب امر ختم النبوة و يباين محاورات القوم

پس کچھ شک نہیں کہ اس عقیدہ کو نہ ایک بیماری بلکہ کئی بیماریاں لگی ہوئی ہیں۔ قران کی بینات کے مخالف ہے۔ ختم نبوت کے امر کی تکذیب کرتا ہے اور قوم عرب کے محاورات کے مغایر پڑا ہوا ہے +

نور الحق حصہ اول صفحہ ۷۳

روح سے مراد رسولوں نبیوں محدثوں کی جماعت ہے جن پر القائے روح ہوتا ہے اور وہ سب متکلم ہوتے ہیں۔

يوم يقوم الروح والملائكة صفًا لا يتكلمون الا من اذن له الرحمن وقال صوابًا واشير فى اية عسى ان يبعثك ربك مقامًا محمودًا الا انه تعالى لا يعطى هذا المقام المحمود الا نبيه وصفيه محمدن المصطفى خير الرسل وخاتم النبيين والقى فى روعى ان المراد من لفظ الروح فى اية يوم يقوم الروح جماعة الرسل والنبيين والمحدثين اجمعين الذين يلقى الروح عليهم

اس روز یعنے قیامت کے دن روح اور فرشتے کھڑے ہونگے اور شفاعت کے بارے میں کوئی بول نہیں سکیگا۔ مگر وہی جس کو خدا تعالیٰ کیطرف سے اجازت ملے اور کوئی نالایق شفاعت نہ کرے اور آیۃ عسی ان یبعث میں اشارہ فرمایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ مقام محمود بجز اپنے برگزیدہ نبی مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم کے اور کسی کو عنایت نہیں کریگا اور میرے دل میں ڈالا گیا اس آیت میں لفظ روح سے مراد رسولوں اور نبیوں اور محدثوں کی جماعت مراد ہے جن پر روح القدس ڈالا جاتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ

ویجعلون مکلمین کیے ہم کلام ہوتے ہیں،،

نورالحق صفحہ ۲۰ (جلد دوم)

مجھے راستبازوں کا وارث بنایا

وہ میرا رب ہے اس نے اپنے پاس سے میری مدد کی اور مجھے دوست پکڑا اور اس نے مجھ پر ان راستبازوں کے علوم کھولدیئے جو پہلے گذرے ہیں اور مجھے وارثوں میں سے کیا +

نورالحق صفحہ ۲۴ و ۲۵ (جلد دوم)

میں امام الآخرین ہوں

مگر تم جانتے ہو کہ میں کئی برس سے بامر رب العلمین کہہ رہا ہوں کہ میں مسیح موعود اور مہدی مسعود ہوں اور تم مجھے کافر ٹھیراتے اور لعنت کرتے اور جھٹلاتے ہو۔ ........ آنے والے امام کی قرآن کریم میں خبر دی ہے اور کہا کہ ایک گروہ پہلوں میں سے اور ایک گروہ پچھلوں میں سے ہوگا اور ہر ایک گروہ کے لئے ایک امام ہوتا ہے سو سوچو کیا اس میں کوئی کلام ہے۔ سو تم امام الآخرین سے کہاں بھاگتے ہو +

نورالحق صفحہ ۲۷ (حصہ دوم)

زمانہ مجدد کو چاہتا ہے

الوقت یدعو مصلحًا ومجدّدًا فانزلوا بنظرٍ طاھرٍ وجنانِ

وقت ایک مصلح اور مجدد کو بلا رہا ہے۔ سو تم ایک نظر اور پاک دل کیسا تھ دیکھو

انوارالاسلام صفحہ ۴۳

کیا اعتراض کہ نبوت کا دعویٰ کیا ہے کذب و افترا ہے

اور اگر یہ اعتراض ہے کہ نبوت کا دعوے کیا ہے اور وہ کلمہ کفر ہے تو بجز اس کے کیا کہیں کہ لعنت اللہ علے الکاذبین المفترین۔ اور اگر یہ اعتراض ہے کہ کسی نبی کی توہین کی ہے۔ اور وہ کلمہ کفر ہے تو اس کا جواب بھی یہی ہے کہ لعنت اللہ علے الکاذبین.... ......خدا تعالےٰ کے ساتھ بھی لڑنے سے نہیں ڈرتے عجب بات ہے کہ خدا تعالےٰ تو فرماتا ہے کہ جو السلام علیکم کہے اسکو کافر مت سمجھو +

ضیاءالحق صفحہ ۵۴

آنحضرت صلعم کا تابع مثیل انبیا ہو جاتا ہے۔

| | |
|---|---|
| سید شاں آنکہ نامش مصطفےٰ است | رہبر ہر زمرۂ صدق و صفا است |
| مے درخشد روئے حق در روئے او | بوئے حق آید ز بام و کوئے او |
| ہر کمال رہبری بر وے تمام | پاک روئے و پاک رویاں را امام |
| تابعش بحر معانی مے شود | از زمینی آسمانی میشود |

ہر کہ در راہ محمد زد قدم انبیاء را شد مثیل آں محترم

نور القرآن حصہ دوم صفحہ ۳۷

مومن ظلی طور پر خدا کا نور حاصل کر لیتا ہے۔

کہ جو شخص خدا سے محبت کرتا ہے وہ ظلی طور پر بقدر اپنی استعداد کے اس نور کو حاصل کر لیتا ہے۔ جو خدا تعالیٰ کی ذات میں ہے*

ضیاء الحق صفحہ ۴۳ و ۴۴

مجدد وقت

اگر کوئی بات کسی مجدد وقت کی کسی کو سمجھ نہ آوے تو کچھ مضایقہ نہیں کہ ڈرتے ڈرتے نیک نیتی اور پاک دل کے ساتھ اس مسئلہ میں بحث کرے مگر عداوت اور بدزبانی تک اس معاملہ کو نہ پہنچاوے*

ست بچن صفحہ ۶۶ و ۶۷

آنحضرت صلعم مقدسوں کے سردار ہیں کیونکہ انکی پیروی سے بڑے بڑے اولیا پیدا ہو

ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ کے مقدس اور پاک لوگ ابتداء سے ہوتے رہے ہیں جو اس سے الہام پاکر اس کی خبر لوگوں کو دیتے رہے۔ مگر سب سے بڑے اُن میں سے وہی ہیں جن کی بڑی تاثیریں دنیا میں پیدا ہوئیں۔ اور جن کی متابعت سے بڑے بڑے اولیا ہر ایک زمانہ میں ہوتے رہے۔ سو وہ جناب سید الانبیا محمد مصطفے صلے اللہ علیہ و سلم ہیں۔ جن کی امت کی تعداد انگریزوں نے سرسری مردم شماری میں بیس کروڑ لکھی تھی مگر جدید تحقیقات کی رو سے معلوم ہوا ہے۔ کہ دراصل مسلمان روئے زمین پر ۹۴ کروڑ ہیں*

ست بچن صفحہ ۸۶

انبیاء فطرتًا پاک ہوتے ہیں نہ اکتسابی

اسی طرح جو لوگ خدا تعالیٰ کے ہی ہو جاتے ہیں۔ اور اس کے پیچھے فرمانبردار بن کر دریائے رحمت الٰہی میں داخل ہو جاتے ہیں۔ بلاشبہ وہ بھی پاک ہو جاتے ہیں۔ مگر ایک اور قوم بھی ہے جو مچھلیوں کی طرح اس دریا میں ہی پیدا ہوتی ہے اور اس دریا میں ہی ہمیشہ رہتی ہے۔ اور ایک دم بھی اس دریا کے بغیر جی نہیں سکتی۔ وہ وہی لوگ ہیں جو یعنی پیدائشی پاک ہیں اور ان کی فطرت میں عصمت ہے انہیں کا نام نبی اور رسول اور پیغمبر ہے ............ جو لوگ ذکر اور عبادت اور محبت سے

خدا میں جو صفت حقیقی ہے مومن اسے ظلی طور پر پاتا ہے

اس کی یاد میں مصروف رہتے ہیں۔ خدا تعالیٰ اپنی صفت ان پر بھی ڈال دیتا ہے تب وہ بھی اس پاکی سے ظلی طور پر حصہ پالیتے ہیں۔ جو خدا تعالیٰ کی ذات میں حقیقی طور پر

موجود ہے۔ مگر بعض کے لئے رحمت الٰہی ابتدا سے ہی سبقت کرتی ہے۔ اور وہ مادر زاد مورد عنایت ہوتے ہیں +

نوٹس ملحقہ آریہ دھرم۔ صفحہ ۶۰

جس کو ہم اپنی پوری تحقیق کی رو سے سید المعصومین اور ان تمام پاکوں کا سردار سمجھتے ہیں جو عورت کے پیٹ سے نکلے اور اس کو خاتم الانبیا جانتے ہیں۔ کیونکہ اس پر تمام نبوتیں اور تمام پاکیزگیاں اور تمام کمالات ختم ہوگئے +

تمام نبوتیں اور کمالات آنحضرت صلعم پر ختم ہوگئے

اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ ۵۹۔ (طبع بار چہارم مطبع میگزین قادیان)

ہم اس کے کلام اور مخاطبات پر کسی زمانہ تک مہر نہیں لگاتے۔ بے شک وہ اب بھی ڈھونڈنے والوں کو الہامی چشمہ سے مالا مال کرنے کو طیار رہے۔ جیسا کہ پہلے تھا۔ اور اب بھی اس کے فیضان کے دروازے ایسے کھلے ہیں جیسے کہ پہلے تھے۔ ہاں ضرورتوں کے ختم ہونے پر شریعتیں اور حدود ختم ہوگئیں۔ اور تمام رسالتیں اور نبوتیں اپنے آخری نقطہ پر آکر جو ہمارے سید و مولے صلے اللہ علیہ وسلم کا وجود تھا۔ کمال کو پہنچ گئیں۔......

چونکہ تمام نبوتیں آنحضرت میں کمال کو پہنچیں اس لئے سب سے آخر میں آپ کی نبوت آئی

اس لئے آخر میں اس کی نوبت آئی۔ اور اس کی نبوت عام ٹھہری تا تمام ملکوں کو دوبارہ برکات کا حصہ دیوے۔ اور جو غلطی پڑ گئی تھی اس کو نکال دے۔ پس ایسی کامل کتاب کے بعد کس کتاب کا انتظار کریں جس نے سارا کام انسانی اصلاح کا اپنے ہاتھ میں لے لیا +

قرآن کامل کتاب ہے جس نے انسانی اصلاح کا کوئی پہلو باقی نہیں رکھا

اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ ۱۲۹

کروڑہا نیک بندوں کو الہام ہوتا رہا ہے۔ مگر ان کا مرتبہ خدا کے نزدیک ایک درجہ کا نہیں۔ بلکہ خدا کے پاک نبی جو پہلے درجہ پر کمال صفائی سے خدا کا الہام پانے والے ہیں وہ بھی مرتبہ میں برابر نہیں۔ خدا تعالے فرماتا ہے تلک الرسل فضلنا بعضھم علی بعض یعنی بعض نبیوں کو بعض نبیوں پر فضیلت ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ الہام محض فضل ہے اور فضیلت کے وجود میں اسکو دخل نہیں بلکہ فضیلت اس صدق اور اخلاص اور وفاداری کے قدر پر ہے جس کو خدا جانتا ہے۔ ہاں الہام بھی اگر اپنی بابرکت شرائط کے ساتھ ہو تو وہ بھی ان کا ایک پھل ہے +

انبیا کی وحی کمال صفائی میں پہلے درجہ پر ہے

الہام محض فضل ہے فضیلت کے وجود میں اسکو دخل نہیں

اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ ۱۳۰

اگر ایک صالح اور نیک بندہ کو بے حجاب مکالمہ الٰہی شروع ہو جائے اور مخاطبہ اور

مکالمہ الٰہی ہونا نادر الوقوع اور صدیقوں کا وارث بناتا ہے اسلام میں ایسے لوگ ہمیشہ ہوتے رہے

مکالمہ کے طور پر ایک کلام روشن لذیذ پُر معنی پُر حکمت پوری شوکت کے ساتھ اس کو سنائی دے اور کم سے کم بارہا اس کو ایسا اتفاق ہوا ہو کہ خدا میں اور اس میں عین بیداری میں دس مرتبہ سوال و جواب ہوا ہو اس نے سوال کیا خدا نے جواب دیا پھر اسی وقت عین بیداری میں اس نے کوئی اور عرض کی اور خدا نے اس کا بھی جواب دیا پھر گذارش عاجزانہ کی خدا نے اس کا بھی جواب عطا فرمایا۔ ایسا ہی دس مرتبہ تک خدا میں اور اس میں باتیں ہوتی رہیں اور خدا نے بارہا ان مکالمات میں اس کی دعائیں منظور کی ہوں عمدہ عمدہ معارف پر اس کو اطلاع دی ہو آنے والے واقعات کی اس کو خبر دی ہو اور اپنے بر ہنہ مکالمہ سے بار بار کے سوال و جواب میں اس کو مشرف کیا ہو تو ایسے شخص کو خدا تعالیٰ کا بہت شکر کرنا چاہئے اور سب سے زیادہ خدا کی راہ میں فدا ہونا چاہئے کیونکہ خدا نے محض اپنے کرم سے اپنے تمام بندوں میں سے اسے چن لیا اور ان صدیقوں کا اس کو وارث بنا دیا جو اس سے پہلے گذر چکے ہیں یہ نعمت نہایت ہی نادر الوقوع اور خوش قسمتی کی بات ہے جس کو ملے۔ اس کے بعد جو کچھ ہے وہ ہیچ ہے اس مرتبہ اور اس مقام کے لوگ اسلام میں ہمیشہ ہوتے رہتے ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ +

اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ ۱۳۱

یہی مقام مکالمہ و مخاطبہ کا خدا نے مجھے دیا ہے۔

میں بنی نوع پر ظلم کرونگا۔ اگر میں اس وقت ظاہر نہ کروں کہ وہ مقام جس کی میں نے یہ تعریفیں کی ہیں اور وہ مرتبہ مکالمہ اور مخاطبہ کا جس کی میں نے اس وقت تفصیل بیان کی وہ خدا کی عنایت نے مجھے عنایت فرمایا ہے +

تحفہ قیصریہ صفحہ ۔ ۴

خدا نے مجھے مکالمہ مخاطبہ کا شرف دیا جیسا پہلوں کو دیتا رہا ہے +

مجھے خدا نے جیسا کہ آگے بیان ہوگا ۔ اپنی خدمت میں لے لیا ۔ اور جیسا کہ وہ اپنے بندوں سے قدیم سے کلام کرتا آیا ہے ۔ مجھے بھی اس نے اپنے مکالمہ اور مخاطبہ کا شرف بخشا ۔ اور مجھے اس نے نہایت پاک اصولوں پر جو نوع انسان کے لئے مفید ہیں قائم کیا

تحفہ قیصریہ صفحہ ۔ ۲۱

میری روح میں بروز کے طور پر یسوع مسیح کی روح ہے

میں وہ شخص ہوں جس کی روح میں بروز کے طور پر یسوع مسیح کی روح سکونت رکھتی ہے +

تحفہ قیصریہ صفحہ ۲۲۔

میں حضرت یسوع مسیح کی طرف سے ایک سچے سفیر کی حیثیت میں کھڑا ہوں

(یسوع مسیح کی طرف سے بطور سفیر)

سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب صفحہ ۱۵

اسلام نے ہزاروں لوگوں کو اس درجہ کی پاک زندگی تک پہنچایا ہے جس میں کہہ سکتے ہیں کہ گویا خدا کی روح ان کے اندر سکونت رکھتی ہے۔ قبولیت کی روشنی ان کے اندر ایسی پیدا ہو گئی ہے کہ گویا وہ خدا کی تجلیات کے مظہر ہیں۔ یہ لوگ ہر ایک صدی میں ہوتے رہے ہیں اور ان کی پاک زندگی بے ثبوت نہیں اور نرا اپنے منہ کا دعوےٰ نہیں بلکہ خدا گواہی دیتا رہا ہے کہ ان کی پاک زندگی ہے ۔

(اسلام میں ہزاروں لوگوں سے خوارق ظاہر ہوتے رہے اور خدا ان سے ہمکلام ہوتا رہا)

یاد رہے کہ خدا تعالےٰ نے قرآن شریف میں اعلےٰ درجہ کی پاک زندگی کی یہ علامت
بیان فرمائی ہے کہ ایسے شخص سے خوارق ظاہر ہوتے ہیں اور خدا تعالےٰ ایسے شخصوں کی
دعا سنتا ہے اور ان سے ہمکلام ہوتا ہے۔ اور پیش از وقت ان کو غیب کی خبریں بتلاتا ہے
اور ان کی تائید کرتا ہے۔ سو ہم دیکھتے ہیں کہ ہزاروں اسلام میں ایسے ہوتے آئے ہیں چنانچہ ۸
اس زمانہ میں یہ نمونہ دکھلانے کے لئے یہ عاجز موجود ہے ۔

(اس زمانہ میں وہی سابقہ نمونہ میں دکھاتا ہوں)

سراج الدین کے چار سوالوں کا جواب صفحہ ۲۴

یسوع ناصری نے اپنا قدم قرآن کی تعلیم کے موافق رکھا ہے اس لئے اس نے خدا سے انعام پایا ایسا ہی جو شخص اس پاک تعلیم کو اپنا رہبر بنائے گا۔ وہ بھی یسوع کی مانند ہو جائے گا۔ یہ پاک تعلیم ہزاروں کو عیسےٰ مسیح بنانے کے لئے طیار ہے اور لاکھوں کو بنا چکی ہے ۔

(قرآن لاکھوں کو عیسےٰ مسیح بنا چکا)

سراج منیر صفحہ ۲ و ۳

جھوٹے الزام مجھ پر مت لگاؤ کہ حقیقی طور پر نبوت کا دعوےٰ کیا۔ کیا تم نے نہیں پڑھا کہ محدث بھی ایک مرسل ہوتا ہے۔ کیا قرأت ولا محدث کی یاد نہیں رہی پھر کیسی بیہودہ نکتہ چینی ہے کہ مرسل ہونے کا دعوےٰ کیا ہے! اے نادانوں! بھلا بتلاؤ کہ جو بھیجا گیا ہے اس کو عربی میں مرسل یا رسول ہی کہیں گے یا اور کچھ کہیں گے۔ مگر یاد رکھو کہ خدا کے الہام میں اس جگہ حقیقی معنے مراد نہیں۔ جو صاحب شریعت سے تعلق رکھتے ہیں۔ بلکہ جو مامور کیا جاتا ہے وہ مرسل ہی ہوتا ہے۔ یہ سچ ہے کہ وہ الہام جو خدا نے اپنے اس بندہ پر نازل فرمایا اس میں

(حقیقی طور پر نبوت کا دعوےٰ نہیں کیا محدث بھی مرسل ہوتا ہے۔)

اس بندہ کی نسبت نبی اور رسول اور مرسل کے لفظ بکثرت موجود ہیں۔ سو یہ حقیقی معنوں پر محمول نہیں ہیں ولکل ان یصطلح سو خدا کی یہ اصطلاح ہے جو اس نے ایسے لفظ استعمال کئے۔ ہم اس بات کے قایل اور معترف ہیں کہ نبوت کے حقیقی معنوں کی رو سے بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نہ کوئی نیا نبی آسکتا ہے اور نہ پرانا قرآن ایسے نبیوں کے ظہور سے مانع ہے۔ مگر مجازی معنوں کی رو سے خدا کا اختیار ہے کہ کسی ملہم کو نبی کے لفظ سے یا مرسل کے لفظ سے یاد کرے ...... عرب کے لوگ تو اب تک انسان کے فرستادہ کو بھی رسول کہتے ہیں۔ پھر خدا کو کیوں یہ حرام ہو گیا کہ مرسل کا لفظ مجازی معنوں پر بھی استعمال کرے۔ کیا قرآن میں سے فقالوا انا الیکم مرسلون بھی یاد نہیں رہا۔ انصافاً دیکھو کیا یہی تکفیر کی بنا ہے۔ اگر خدا کے حضور میں پوچھے جاؤ تو بتاؤ کہ میرے کافر ٹھیرانے کے لئے تمہارے ہاتھ میں کونسی دلیل ہے۔ بار بار کہتا ہوں کہ یہ الفاظ رسول اور مرسل اور نبی کے میرے الہام میں میری نسبت خدا تعالےٰ کی طرف سے بےشک ہیں۔ لیکن اپنے حقیقی معنوں پر محمول نہیں ہیں اور جیسے یہ محمول نہیں ایسے ہی وہ نبی کر کے پکارنا جو حدیثوں میں مسیح موعود کے لئے آیا ہے وہ بھی اپنے حقیقی معنوں پر اطلاق نہیں پاتا۔ یہ وہ علم ہے جو خدا نے مجھے دیا ہے جس نے سمجھنا ہو سمجھ لے۔ میرے پر یہی کھولا گیا ہے کہ حقیقی نبوت کے دروازے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بکلی بند ہیں۔ اب نہ کوئی جدید نبی حقیقی معنوں کی رو سے آسکتا ہے اور نہ کوئی قدیم نبی۔ مگر ہمارے ظالم مخالف ختم نبوت کے دروازوں کو پورے طور پر بند نہیں سمجھتے۔ بلکہ ان کے نزدیک مسیح اسرائیلی نبی کے واپس آنے کے لئے ابھی ایک کھڑکی کھلی ہے۔ پس جب قرآن کے بعد بھی ایک حقیقی نبی آگیا اور وحی نبوت کا سلسلہ شروع ہوا تو کہو کہ ختم نبوت کیونکر اور کیسا ہوا کیا نبی کی وحی وحی نبوت کہلائے گی یا کچھ اور۔

سراج منیر صفحہ ۴

تم تو قایل ہو کہ جزئی فضیلت ایک ادنےٰ شہید کو ایک بڑے نبی پر ہو سکتی ہے۔ اور یہ سچ ہے۔ کہ میں خدا کا فضل اپنے پر مسیح سے کم نہیں دیکھتا ..................

اس کو کیا کہو گے جو کہا گیا ہو افضل من بعض الانبیاء ؛

سراج منیر صفحہ ۴

توبہ کرو اور خدا سے ڈرو اور حد سے مت بڑھو اگر دل سخت نہیں ہو گئے تو اس قدر کیوں

نبی اور رسول اور مرسل کا لفظ میرے الہام میں مجازی طور پر ہے نہ حقیقی معنوں میں

آنحضرت صلعم کے بعد نہ نیا نبی آسکتا ہے نہ پرانا مجاز کے طور پر نبی یا مرسل کہنا جائز ہے۔

خدا پر ایسا مجازی استعمال حرام نہیں

حدیثوں میں نبی کا لفظ مسیح سے متعلق حقیقی معنی پر محمول نہیں

یہ علم خدا نے دیا

میرے پر کھولا گیا ہے کہ نبوت کے دروازے بکلی بند ہیں۔

مسیح حقیقی نبی ہے

جزئی فضیلت خدا کا فضل مجھ پر مسیح سے کم نہیں ایک قول کہ مسیح موعود بعض انبیا سے افضل ہے

دلیری ہے کہ خواہ نخواہ ایسے شخص کو کافر بنایا جاتا ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو حقیقی معنوں کے رو سے خاتم الانبیاء سمجھتا ہے۔ اور قرآن کو خاتم الکتب تسلیم کرتا ہے تمام نبیوں پر ایمان لاتا ہے اور اہل قبلہ ہے اور شریعت کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام سمجھتا ہے +

*حقیقی معنوں کے روسے آنحضرت خاتم الانبیاء ہیں*

سراج منیر صفحہ ۲۳

جس قدر دنیا میں نبی اور مرسل گذرے ہیں یا آگے مامور اور محدث ہوں کوئی شخص ان کے مریدوں میں اس حالت میں داخل نہیں ہو سکتا تھا۔ اور نہ ہوگا۔ جبکہ ان کو مکار اور منصوبہ باز سمجھتا ہو۔

*نبی اور رسول پہلے گذرے ایسے ہی مامور اور محدث ہوں گے۔*

سراج منیر صفحہ ۳۶

چودھویں پیشگوئی جو براہین کے اسی صفحہ ۲۳۹ میں ہے یہ ہے۔ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق لیظھرہ علے الدین کلہ لا مبدل لکلمات اللہ ظلموا وان اللہ علے نصرھم لقدیر۔ یعنے خدا وہ ہے جس نے اپنا رسول ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ اس دین کو تمام دینوں پر غالب کرے کوئی نہیں جو خدا کی باتوں کو ٹال سکے ان پر ظلم ہوا اور خدا ان کی مدد کریگا۔ یہ آیات قرآنی الہامی پیرایہ میں اس عاجز کے حق میں ہیں۔ اور رسول سے مراد مامور اور فرستادہ ہے جو دین اسلام کی تائید کیلئے ظاہر ہوا +

*الفاظ قرآنی ارسل رسولہ بالہدیٰ میرا الہام ہے اور رسول سے مراد مامور اور فرستادہ ہے*

سراج منیر صفحہ ۷۰

چونتیسویں پیشگوئی۔ یہ پیشگوئی کتاب براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۲۱ میں درج ہے اور وہ یہ ہے۔ وہ تجھے بہت برکت دیگا یہانتک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈینگے اور اسکے متعلق ایک کشف ہے اور وہ یہ ہے کہ عالم کشف میں مجھے دیکھا کہ زمین نے مجھ سے گفتگو کی۔ اور کہا یا ولی اللہ کنت لا اعرفک یعنی اے خدا کے ولی میں تجھکو پہچانتی نہ تھی +

*الہاماً ولی اللہ کہا گیا۔*

سراج منیر صفحہ ۷۳

سو آخری وصیت یہی ہے کہ ہر ایک روشنی رسول نبی امی کی پیروی سے پائی اور جو شخص پیروی کریگا وہ بھی پائیگا اور ایسی قبولیت اسکو ملیگی کہ کوئی بات اسکے آگے ان ہونی نہیں رہیگی وہ ہر ایک جگہ مبارک ہوگا اور الٰہی قوتیں اسکے ساتھ ہونگی

*جو شخص قرآن کی پیروی کریگا وہی پائیگا جو پہلے پایا۔*

حجۃ اللہ صفحہ ۱۴

میں نے تو ان کتابوں کی تالیف سے صرف خدا کا نشان پیش کیا تھا۔ کیونکہ یہ ولایت کامل طور پر ظل نبوت ہے۔ خدا نے نبوت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اثبات کے لئے پیشگوئیاں دکھلائیں +

حجۃ اللہ صفحہ ۱۷

الحمد للہ الذی جعلنی مظہر الایات ۔ وصیّرنی ظل سید الکاینات ۔ .........

اس خدا کو تمام تعریف ہے جس نے مجھے نشانوں کا جائے ظہور بنایا اور سرور کاینات کا ظل مجھے ٹھیرایا ...

فنصلی ونسلم علے ھذا النبی الامی الذی تنعکس انوارھا فی الصالحین والصالحات

پس ہم اس نبی امی پر درود اور سلام بھیجتے ہیں ۔ جس کے انوار نیک مردوں اور نیک عورتوں میں چمکتے ہیں

ونفتح باسمہ ابواب البرکات وتتم نورہٗ ۔

اور اس کے نام کے ساتھ برکتوں کے دروازے کھولے جاتے ہیں ؂

سرور کاینات کا ظل ہوں ۔

آنحضرت کے انوار صالح مرد اور صالح عورتوں میں منعکس ہوتے ہیں

حجۃ اللہ صفحہ ۹۳

علے راس مایۃ بعث رجل مجدد حدیث صحیح لا لقول ملفّق

صدی کے سر پر ایک مجدد آیا یہ حدیث صحیح ہے کوئی بناوٹی قول نہیں

مجدد ہو کر آیا ہوں

حاشیہ انجام آتھم کا صفحہ ۲۷

کیا ایسا بدبخت مفتری جو خود رسالت اور نبوت کا دعوے کرتا ہے ۔ قرآن شریف پر ایمان رکھ سکتا ہے ۔ اور کیا ایسا وہ شخص جو قرآن شریف پر ایمان رکھتا ہے اور آیت ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین کو خدا کا کلام یقین رکھتا ہے ۔ وہ کہہ سکتا ہے کہ میں بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد رسول اور نبی ہوں ۔ صاحب انصاف طلب کو یاد رکھنا چاہیئے کہ اس عاجز نے کبھی اور کسی وقت حقیقی طور پر نبوت یا رسالت کا دعوے نہیں کیا اور غیر حقیقی طور پر کسی لفظ کو استعمال کرنا اور لغت کے عام معنوں کے لحاظ سے اس کو بول چال میں لانا مستلزم کفر نہیں ۔ مگر میں اس کو بھی پسند نہیں کرتا کہ اس میں عام مسلمانوں کو دھوکہ لگ جانے کا احتمال ہے ۔ لیکن وہ مکالمات اور مخاطبات جو اللہ جل شانہ کی طرف سے مجھ کو ملے ہیں ۔ جن میں یہ لفظ نبوت اور رسالت کا بکثرت آیا ہے ان کو میں بوجہ مامور ہونے کے مخفی نہیں رکھ سکتا ۔ لیکن بار بار کہتا ہوں کہ ان الہامات میں جو لفظ مرسل یا رسول یا نبی کا میری نسبت آیا ہے وہ اپنے حقیقی معنوں پر مستعمل نہیں ہے ۔ اور اصل حقیقت جس کی میں علے رؤس الاشہاد گواہی دیتا ہوں یہی ہے جو ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیا ہیں اور آپ کے بعد

جو دعوے رسالت ونبوت کرے وہ مفتری ہے قرآن پر ایمان نہیں رکھتا

خاتم النبیین پر ایمان رکھکر نبی نہیں کہلا سکتا

حقیقی طور پر نبوت کا دعویٰ نہیں غیر حقیقی طور پر اور لغت کے لحاظ سے فقط استعمال کیا ہے

لفظ نبی حقیقی معنوں میں مستعمل نہیں

کوئی نبی نہیں آئے گا نہ کوئی پرانا اور نہ کوئی نیا۔ ومن قال بعد رسولنا و سیدنا انی نبی او رسول علی وجہ الحقیقت والافترا و ترک القرآن و احکام الشریعت الغراء وھو کافر کذاب

جو شخص بعد آنحضرتؐ کے حقیقی طور پر نبی ہونے کا مدعی ہو کذاب اور مفتری ہے

## حاشیہ انجام آتھم صفحہ ۲۸

لیکن یاد رکھنا چاہئے کہ جیسا کہ ابھی ہم نے بیان کیا ہے۔ بعض اوقات خدا تعالےٰ کے الہامات میں ایسے الفاظ استعارہ اور مجاز کے طور پر اس کے بعض اولیاء کی نسبت استعمال ہو جاتے ہیں اور وہ حقیقت پر محمول نہیں ہوتے۔ سارا جھگڑا یہ ہے جس کو نادان متعصب اور طرف کھینچ کر لے گئے ہیں۔ آنے والے مسیح موعود کا نام جو صحیح مسلم وغیرہ میں زبان مقدس حضرت نبوی سے نبی اللہ نکلا ہے۔ وہ انہی مجازی معنوں کے رو سے ہے جو صوفیہ کرام کی کتابوں میں مسلم اور ایک معمولی محاورہ مکالمات الٰہیہ کا ہے۔ ورنہ خاتم الانبیاء کے بعد نبی کیسا۔

یہ الفاظ مجاز اور استعارہ کے طور پر ہیں

حدیث میں بھی نبی اللہ مجازی معنوں میں ہے

## انجام آتھم صفحہ ۲۵

ہم کئی مرتبہ لکھ چکے ہیں کہ اس نالائق نذیر حسین اور اس کے ناسعادتمند شاگرد محمد حسین کا یہ سراسر افترا ہے کہ ہماری طرف یہ بات منسوب کرتے ہیں کہ گویا ہمیں معجزات انبیاء علیہم السلام سے انکار ہے یا ہم خود دعوےٰ نبوت کرتے ہیں یا نعوذ باللہ حضرت سید المرسلین محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء نہیں سمجھتے ........ اگر ہمیں ہمارے دعوے کے موافق قبول کرنے کے لئے یہی مابہ النزاع ہے تو ہم بلند آواز سے بار بار سناتے ہیں کہ ہمارے یہی عقاید ہیں جو ہم بیان کر چکے ہیں۔ ہاں ایک بات ضروری ہے جس کے لئے یہ اشتہار مباہلہ لکھا گیا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ خدا تعالےٰ نے اس عاجز کو شرف مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف فرما کر اس صدی چہاردہم کا مجدد قرار دیا ہے۔ اور ہر ایک مجدد کا بلحاظ حالت موجودہ زمانہ کے ایک خاص کام ہوتا ہے جس کے لئے وہ مامور کیا جاتا ہے۔ سو اس سنت اللہ کے موافق یہ عاجز صلیبی شوکت کے توڑنے کے لئے مامور ہے۔

یہ اعتراض کہ مدعی نبوت کا ہے محض افترا ہے

میرا دعویٰ صدی چہاردہم کا مجدد اور کسر صلیب کرنا ہے۔

## انجام آتھم صفحہ ۷۵

پس بدانید اے گروہ بزرگان و جماعت ہائے صاحبان بصیرت و فہم کہ خدائے عزوجل مرا بسر این صدی مجدد مبعوث فرمودہ است و بندہ را برائے مصلحت عامہ خاص گردانیدہ

خدا نے مجدد کو مبعوث کیا ہے۔

است و مرا آں علوم و معارف بخشید کہ برائے اصلاح ایں امت از واجبات اند

انجام آتھم صفحہ ۷۶

و از بزرگترین نعمت ہائے او کہ بر من ارزانی داشت آں رازیست کہ در دل من امانت نہاد آں رازے کہ بر اولیاء مکشوف نگردد و روحے کہ دمیدہ نشود. مگر در برگزیدگان او

مجھے اولیاء اور برگزیدہ لوگوں والی نعمت عطا کی ۔

انجام آتھم صفحہ ۸۰

مرا خبر داد کہ عیسٰے نبی اللہ وفات یافتہ است و ازیں دنیا برداشتہ شدہ و باناں پیوست کہ فوت شدہ اند و باز در دنیا نخواہد آمد بلکہ خدا بر وے حکم موت نافذ کرد و از باز آمدن نگہ داشت و آمد او را اجل مقدر پس نماند برائے او ایں گنجائش کہ باز در دنیا آید مگر بطور بروز چنانچہ پیشینیاں آمدند و گفت مرا او سبحانہ کہ توئی مسیح در پیرایہ بروز. و ایں ہماں وعدہ حقہ است کہ بطور راز و اشارہ گفتہ شدہ بود

پیرایہ بروز میں مسیح ہوں

انجام آتھم صفحہ ۱۲۹

مگر آنچہ در حدیث آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ذکر دمشق وغیرہ آمدہ است پس اکثر آں از قبیل استعارات و مجازات است و زیر آں اسرار اند چنانچہ در صحف سابقین ہمیں سنت گذشتہ است. باز از ممکنات کہ ما وقتے بدمشق نزول کنیم یا احدی از اتباع ما داخل شود

دمشقی حدیث استعارہ ومجاز ہے پھر ممکن ہے ہم یا ہمارا کوئی پیرو وہاں داخل ہو

انجام آتھم صفحہ ۱۴۳

و من از فضل خدا تعالٰے بکشوف صادقہ و رویا صالحہ و مکالمات الہیہ و کلمات الہامیہ و علوم نافعہ مخصوصم و خدائے من مرا علم و دین مرا معلومات وسیع داد. و برائے ایں امت مرا مجدد فرستاد. و نام من بلحاظ مفاسد موجودہ عیسٰے نہاد. زیرا کہ اکثر مفسدان از مسیحیان ہستند

انجام آتھم صفحہ ۱۴۳

و من برائے ایں آمدم کہ از اخلاق بد منع کنم و طریق اخلاص و توحید نمایم. و ہیچ دینے نداریم بجز دین اسلام و ہیچ کتابے نداریم بجز قرآن شریف و ہیچ پیغمبرے نداریم بجز حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کہ خاتم الانبیاء است

میرا کوئی پیغمبر نہیں سوائے آنحضرت کے

انجام آتھم صفحہ ۱۴۴

مگر ایں است کہ من برائے تازہ کردن دین و اصلاح امت بر سر ایں صدی فرستادہ شدہ ام

پس ایشان را بعض آں امور از علوم حکمیہ و واقعات صحیحہ یاد دہانیم کہ آنرا فراموش کردہ بودند و مرا پروردگار من بطریق بروزات روحانیہ عیسے بن مریم گردانید۔

انجام آتھم صفحہ ۱۷۲

واز نشانہائے خدا یکے این است کہ او در عدد نام من عدد زمانہ مرا پوشیدہ داشتہ است واگر خواہی در عدد غلام احمد قادیانی فکر کن۔پس این مہر خداست و درین اشارہ است۔کہ او تعالیٰ مرا مجدد ایں صدی گردانیدہ است۔

نام کے اعداد میں اشارہ کہ میں مجدد ہوں

ضمیمہ رسالہ انجام آتھم صفحہ ۱۹

مکالمہ الٰہیہ کی حقیقت یہ ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے نبیوں کی طرح اس شخص کو جو فنا فی النبی ہے۔اپنے کامل مکالمہ کا شرف بخشتے اور اس مکالمہ میں وہ بندہ جو کلیم اللہ ہو خدا سے گویا آمنے سامنے باتیں کرتا ہے وہ سوال کرتا ہے خدا اس کا جواب دیتا ہے۔گو ایسا سوال جواب پچاس دفعہ واقعہ ہو یا اس سے زیادہ بھی خدا تعالیٰ اپنے مکالمہ کے ذریعہ سے تین نعمتیں اپنے کامل بندہ کو عطا فرماتا ہے۔اول ان کی اکثر دعائیں قبول ہوتی ہیں۔اور قبولیت سے اطلاع دی جاتی ہے۔دوم اس کو خدا تعالیٰ بہت سے امور غیبیہ پر اطلاع دیتا ہے۔سوم اس پر قرآن شریف کے بہت سے علوم حکمیہ بذریعہ الہام کھولے جاتے ہیں۔پس جو شخص اس عاجز کا مکذب ہو کر پھر یہ دعوے کرتا ہے کہ یہ ہنر مجھ میں پایا جاتا ہے۔میں اس کو خدا تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں کہ ان تینوں باتوں میں میرے ساتھ مقابلہ کرے۔......

جو شخص فنا فی النبی ہو وہ نبیوں کی طرح کامل شرف مکالمہ پاتا ہے۔

...... مکذبین کے دلوں پر خدا کی لعنت ہے۔خدا ان کو نہ قرآن کا نور دکھلائیگا نہ بالمقابل دعا کی استجابت۔جو اعلام قبل از وقت کے ساتھ ہو اور نہ امور غیبیہ پر اطلاع دیگا لا یظہر علےٰ غیبہ احد الا من ارتضی من رسول

لا یظہر علیٰ غیبہ کے مصداق اہل حق ہوتے ہیں نہ جھوٹے

ضرورۃ الامام صفحہ ۴

جبکہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے امام الزمان کی ضرورت ہر ایک صدی کے لئے قایم کی ہے اور صاف فرمادیا ہے کہ جو شخص اس حالت میں خدا تعالیٰ کی طرف آئیگا کہ اس نے اپنے زمانہ کے امام کو شناخت نہ کیا وہ اندھا آئے گا اور جاہلیت کی موت مریگا

ہر صدی پر امام الزمان کو شناخت نہیں کیا تو وہ جاہلیت کی موت مرتے گا

ضرورت الامام صفحہ ۱۲

سچے کشوف اور الہامات کا سلسلہ ہے جو امام الزمان کے لئے ضروری ہوتا ہے امام الزمان

امام الزمان کا سلسلہ الہام بے نظیر ہوتا ہے

اکثر بذریعہ الہامات کے خدا تعالےٰ سے علوم اور حقایق اور معارف پاتا ہے اور اس کے الہامات دوسروں پر قیاس نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ وہ کیفیت اور کمیت میں اس اعلےٰ درجہ پر ہوتے ہیں جس سے بڑھ کر انسان کے لئے ممکن نہیں اور ان کے ذریعہ سے علوم کھلتے ہیں اور قرآنی معارف معلوم ہوتے ہیں اور دینی عقدے اور معضلات حل ہوتے ہیں اور اعلےٰ درجہ کی پیشگوئیاں جو مخالف قوموں پر اثر ڈال سکیں ظاہر ہوتی ہیں۔ غرض جو لوگ امام الزمان ہوں ان کے کشوف اور الہام ذاتیات تک محدود نہیں ہوتے بلکہ نصرت دین اور تقویت ایمان کے لئے نہایت مفید اور مبارک ہوتے ہیں اور خدا تعالےٰ ان سے نہایت صفائی سے مکالمہ کرتا ہے۔ اور ان کی دعا کا جواب دیتا ہے۔ اور بسا اوقات سوال اور جواب کا ایک سلسلہ منعقد ہو کر ایک ہی وقت میں سوال کے بعد جواب اور پھر سوال کے بعد جواب اور پھر سوال کے بعد جواب ایسے صفا اور فصیح الہام کے پیرایہ میں شروع ہوتا ہے کہ صاحب الہام خیال کرتا ہے کہ گویا وہ خدا تعالےٰ کو دیکھ رہا ہے۔ اور امام الزمان کا ایسا الہام نہیں ہوتا کہ جیسے ایک کلوخ انداز در پردہ ایک کلوخ پھینک جائے اور بھاگ جائے اور معلوم نہ ہو کہ وہ کون تھا۔ اور کہاں گیا۔ بلکہ خدا تعالےٰ ان سے بہت قریب ہو جاتا ہے اور کسی قدر پردہ اپنے پاک اور روشن چہرہ پر سے جو نور محض ہے اتار دیتا ہے۔ اور یہ کیفیت دوسروں کو میسر نہیں آتی۔ بلکہ وہ تو بسا اوقات اپنے تئیں ایسا پاتے ہیں کہ گویا ان سے کوئی ٹھٹھا کر رہا ہے۔ اور امام الزمان کی الہامی پیشگوئیاں اظہار علی الغیب کا مرتبہ رکھتی ہیں۔ یعنی غیب کو ہر ایک پہلو سے اپنے قبضہ میں کر لیتی ہیں۔ جیسا کہ چابک سوار گھوڑے کو اپنے قبضہ میں کرتا ہے۔ اور یہ قوت اور انکشاف اس لئے ان کے الہام کو دیا جاتا ہے کہ تا ان کے پاک الہام شیطانی الہامات سے مشتبہ نہ ہوں۔ اور تا دوسروں پر حجت ہو سکیں۔

امام الزمان کو اظہار علی الغیب دیا جاتا ہے

ضرورۃ الامام۔ صفحہ ۲۴

امام الزمان میں نبی رسول محدث مجدد سب داخل ہیں

سب اولیاء اور ابدال امام الزمان نہیں کہلا سکتے صرف وہی جو امام ہدایت خلق کے لئے مبعوث ہوتا ہے

یاد رہے کہ امام الزمان کے لفظ میں نبی رسول محدث مجدد سب داخل ہیں مگر جو لوگ ارشاد اور ہدایت خلق اللہ کے لئے مامور نہیں ہوئے اور نہ وہ کمالات ان کو دیئے گئے۔ وہ گو ولی ہوں یا ابدال ہوں امام الزمان نہیں کہلا سکتے.......... امام الزمان میں ہوں۔ اور مجھ میں خداوند تعالےٰ نے وہ تمام علامتیں اور تمام شرطیں جمع کی ہیں

### ضرورۃ الامام صفحہ ۲۵

نزول بروزی ہے حقیقی نہیں

نزول کے اجمالی معنوں میں یہ گروہ اہل سنت کا سچا ہے کیونکہ مسیح کا بروزی طور پر نزول ہونا ضروری تھا۔ ہاں نزول کی کیفیت بیان کرنے میں لوگوں نے غلطی کھائی نزول صفت بروزی تھا نہ کہ حقیقی ۔

### ضرورۃ الامام صفحہ ۲۹ کا نوٹ

خواب اور کشف پر استعارہ اور مجاز غالب ہوتا ہے

مجدد صاحب سرہندی کا کشف آنحضرت کو آپ کی بدولت خلیل اللہ کا مرتبہ ملا اور شاہ ولی اللہ کا کشف کہ آنحضرت نے آپکے ہاتھ پر بیعت کی

ہم انکار نہیں کرتے کہ آپ پر لدنی علم کے چشمے کھل جائیں۔ مگر ابھی تو نہیں خوابوں اور کشفوں پر استعارات اور مجازات غالب ہوتے ہیں۔ مگر آپ نے اپنے خواب کو حقیقت پر حمل کر لیا۔ مجدد صاحب سرہندی نے ایک کشف میں دیکھا تھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ان کی طفیل خلیل اللہ کا مرتبہ ملا اور اس سے بڑھ کر شاہ ولی اللہ صاحب نے دیکھا تھا کہ گویا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کے ہاتھ پر بیعت کی ہے۔ مگر انہوں نے بباعث بسطت علم کے وہ خیال نہ کیا جو آپ نے کیا۔ بلکہ تاویل کی ۔

### راز حقیقت کے صفحہ ۱۶ کا نوٹ

ختم نبوت کے بعد اسلام میں نبی نہیں آسکتا

نبی کا لفظ صرف دو زبانوں سے مخصوص ہے۔ اور دنیا کی کسی اور زبان میں یہ لفظ مستعمل نہیں ہوا یعنے ایک تو عبرانی میں یہ لفظ نبی آتا ہے اور دوسرے عربی میں اس کے سوا تمام دنیا کی اور زبانیں اس لفظ سے کچھ تعلق نہیں رکھتیں۔ لہذا یہ لفظ جو یوز آسف پر بولا گیا کتبہ کی طرح گواہی دیتا ہے کہ یہ شخص یا اسرائیلی نبی ہے یا اسلامی نبی۔ مگر ختم نبوت کے بعد اسلام میں کوئی اور نبی نہیں آسکتا۔ لہذا متعین ہوا کہ یہ اسرائیلی نبی ہے ۔

### راز حقیقت صفحہ ۱۶

اسلام میں آنحضرت کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا

نبی کا لفظ صرف دو ہی قوموں کے نبیوں میں مشترک تھا۔ یعنے مسلمانوں اور بنی اسرائیل کے نبیوں میں اور اسلام میں تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا ۔

### کتاب البریہ صفحہ ۲۸

نشانوں کا سرچشمہ مجدد الوقت ہوتا ہے۔

تیسرا سلسلہ آسمانی نشانوں کا جس کا سرچشمہ نبیوں کے بعد ہمیشہ امام الزمان اور مجدد الوقت ہوتا ہے۔ الخ

کتاب البریہ صفحہ ۲۸

اصل وارث ان نشانوں کے انبیاء علیہم السلام ہیں پھر جب ان کے معجزات اور نشان مدت مدید کے بعد منقول کے رنگ میں ہو کر ضعیف التاثیر ہو جاتے ہیں۔ اور خدا تعالےٰ ان کے قدم پر کسی اور کو پیدا کرتا ہے +

انبیا کے قدم پر نشان دکھانے والا کوئی اور بھیجا جاتا ہے

کتاب البریہ صفحہ ۶۷

اور قرآن میں وہ انواع و اقسام کی خوبیاں جمع کیں کہ وہ انسانی طاقتوں سے بڑھ کر معجزہ کی حد تک پہنچ گیا۔ اور ہمیشہ کے لئے بشارت دی کہ اس دین کی کامل طور پر پیروی کرنے والے ہمیشہ آسمانی نشان پاتے رہیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور ہم یقینی اور قطعی طور پر ہر ایک طالب حق کا ثبوت دے سکتے ہیں۔ کہ ہمارے سید و مولا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے آج تک ہر ایک صدی میں ایسے باخدا لوگ ہوتے رہے ہیں جن کے ذریعہ سے اللہ تعالےٰ غیر قوموں کو آسمانی نشان دکھلا کر ان کو ہدایت دیتا رہا ہے۔ جیساکہ سید عبدالقادر جیلانیؒ اور ابوالحسن خرقانیؒ اور ابو یزید بسطامیؒ۔ اور جنید بغدادی۔ اور محی الدین ابن العربیؒ اور ذوالنون مصریؒ۔ اور معین الدین چشتی اجمیریؒ اور قطب الدین بختیار کاکی۔ اور فرید الدین پاک پٹنی۔ اور نظام الدین دہلوی۔ اور شاہ ولی اللہ دہلوی۔ اور شیخ احمد سرہندی رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ اسلام میں گذرے ہیں۔ اور اور ان لوگوں کا ہزارہا تک عدد پہنچا ہے۔ اور اس قدر ان لوگوں کے خوارق علماء و فضلا کی کتابوں میں منقول ہیں کہ ایک متعصب کو باوجود سخت تعصب کے آخر ماننا پڑتا ہے کہ یہ لوگ صاحب خوارق و کرامات تھے +

کامل پیروی کرنے والے ہر صدی میں صاحب خوارق و کرامات ہوتے رہے۔

کتاب البریہ صفحہ ۶۷

میں سچ سچ کہتا ہوں کہ میں نے نہایت صحیح تحقیقات سے دریافت کیا ہے کہ جہاں تک بنی آدم کے سلسلہ کا پتہ لگتا ہے سب پر غور کرنے سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ جس قدر اسلام میں اور اسلام کی تائید میں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سچائی کی گواہی میں آسمانی نشان بذریعہ اس امت کے اولیا کے ظاہر ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ ان کی نظیر دوسرے مذاہب میں ہرگز نہیں اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس کی ترقی آسمانی نشانوں کے ذریعے سے ہمیشہ ہوتی رہی ہے +

اس امت کے اولیا کے ذریعے جس قدر نشان ظاہر ہوئے انکی نظیر کسی دوسرے مذہب میں نہیں

کتاب البریہ صفحہ ۹۰

رسالت کا دعویٰ آپ پر افترا ہے

رسالت کے دعوے کے بارہ میں مجھ کو خود ازالہ اوہام کے دیکھنے سے ۔ و نیز آپ کی وہ روحانی اور مردہ دلوں کو زندہ کرنے والی تقریر سے جو جلسہ مذاہب لاہور میں پیش ہوئی میری تسلی ہو گئی ہے ۔ جو محض افترا و بہتان ذات والا پر کسی نے باندھا ہے +

کتاب البریہ صفحہ ۱۴۷

جو نشانات آپ کے ذریعے سے ظہور میں آئے ان کی تعداد لاکھوں تک پہنچ گئی ہے

ہمارے نبی صلعم کے نشان اور معجزات دو قسم کے ہیں ۔ ایک وہ جو آنجناب کے ہاتھ سے یا آپ کے قول یا آپ کے فعل یا آپ کی دعا سے ظہور میں آئے ۔ اور ایسے معجزات شمار کی رو سے قریب تین ہزار کے ہیں ۔ اور دوسرے وہ معجزات ہیں جو آنجناب کی امت کے ذریعے سے ہمیشہ ظاہر ہوتے رہتے ہیں ۔ اور ایسے نشانوں کی لاکھوں تک نوبت پہنچ گئی ہے اور ایسی کوئی صدی بھی نہیں گذری جس میں ایسے نشان ظہور میں نہ آئے ہوں چنانچہ اس زمانہ میں اس عاجز کے ذریعے سے خدا تعالےٰ یہ نشان دکھلا رہا ہے ۔ ان تمام نشانوں سے جن کا سلسلہ زمانہ میں منقطع نہیں ہوتا ۔ ہم یقیناً جانتے ہیں کہ خدا تعالےٰ کا سب سے بڑا نبی اور سب سے زیادہ پیارا جناب مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہے +

کوئی صدی نہیں گذری جس میں نشان ظاہر نہ ہوئے ہوں

حاشیہ کتاب البریہ صفحہ ۱۶۸

خدا تعالےٰ نے الہاماً خبر دی کہ تو مجدد ہے

اور پھر جب تیرھویں صدی کا اخیر ہوا ۔ اور چودھویں صدی کا ظہور ہونے لگا تو خدا تعالےٰ نے الہام کے ذریعہ سے مجھے خبر دی کہ تو اس صدی کا مجدد ہے +

کتاب البریہ صفحہ ۱۷۳ - ۱۷۴

اس امت میں نبی کے آنیکا عقیدہ رکھنا خاتم الانبیا کے عقیدہ کے منافی ہے

پھر ایک طرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء قرار دیا اور دوسری طرف یہ عقیدہ بھی رکھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی ایک نبی آنے والا ہے یعنے حضرت عیسےٰ علیہ السلام جو کہ نبی ہیں +

حاشیہ کتاب البریہ صفحہ ۱۸۲

یہ کہنا کہ نبوت کا دعوے کیا ہے ہم پر افترا ہے

افترا کے طور پر ہم پر یہ تہمت لگاتے ہیں کہ گویا ہم نے نبوت کا دعوے کیا ہے اور گویا ہم معجزات اور فرشتوں کے منکر ہیں ۔ لیکن یاد رہے کہ یہ تمام افترا ہیں ۔ ہمارا ایمان ہے کہ ہمارے سید و مولا حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں ۔ اور ہم فرشتوں اور معجزات اور تمام عقاید اہل سنت کے قایل ہیں ۔ صرف یہ فرق ہے کہ ہمارے مخالف اپنی جہالت

سے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے نزول کا حقیقی طور پر انتظار کرتے ہیں۔ اور ہم بروزی طور پر جیسا کہ تمام متصوفین کا مذہب ہے۔ اور ہم مانتے ہیں کہ نزول مسیح کی پیشگوئی پوری ہوگئی ✦

حاشیہ کتاب البریہ صفحہ ۱۸۳

آثار صحیحہ سے ثابت ہے کہ ایک مجدد کا نام ہی مسیح ہے

آثار صحیحہ سے یہ ثابت ہے کہ جو شخص عیسائیت کے فتنہ کے وقت عیسےٰ پرستی کے فتنہ کو دور کرنے کے لئے صدی کے سر پر بطور مجدد کے ظاہر ہوگا اسی مجدد کا نام مسیح ہے

حاشیہ کتاب البریہ صفحہ ۱۸۳ و ۱۸۴

نبوت پر مہر لگ چکی ہے

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فصیح اور پر حکمت بیان میں یہ غیر موزون اور بے تعلق اور غیر معقول بات ہرگز مقصود نہ تھی کہ ایک نبی جو اپنی زندگی کے دن پورے کر کے عادت اللہ کے موافق خدا تعالےٰ اور نعیم آخرت کی طرف بلا یا گیا۔ پھر وہ اس دار تکالیف اور دار الفتن میں بھیجا جائے گا۔ اور وہ نبوت جس پر مہر لگ چکی ہے۔ اور وہ کتاب جو خاتم الکتب ہے فضیلت ختمیت سے محروم رہ جائے

حاشیہ کتاب البریہ صفحہ ۱۸۴۔

آنحضرت کا بار بار فرمانا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں

لا نبی بعدی کی صحت میں کبھی کلام نہیں۔ قرآن شریف کی قطعی شہادت کہ نبوت آنحضرت پر ختم ہو چکی

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بار بار فرمایا تھا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اور حدیث لا نبی بعدی ایسی مشہور تھی کہ کسی کو اس کی صحت میں کلام نہ تھا۔ اور قرآن شریف جس کا لفظ لفظ قطعی ہے اپنی آیت کریمہ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین سے بھی اس بات کی تصدیق کرتا تھا۔ کہ فی الحقیقت ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہو چکی ہے ✦

حاشیہ کتاب البریہ صفحہ ۱۸۵

کوئی نبی نبوت کے حقیقی معنوں کی رو سے نہیں آ سکتا

غرض قرآن شریف میں خدا تعالےٰ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نام خاتم النبیین رکھ کر اور حدیث میں خود آنحضرت نے لا نبی بعدی فرما کر اس امر کا فیصلہ کر دیا تھا کہ کوئی نبی نبوت کے حقیقی معنوں کے رو سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد نہیں آسکتا ✦

حاشیہ کتاب البریہ صفحہ ۲۵۶

میں مجدد ہوں

مجھے بتلایا گیا ہے کہ پھر آسمان زمین سے نزدیک ہوگا۔ بعد اس کے کہ بہت دور ہوگیا تھا۔ سو میں انہیں باتوں کا مجدد ہوں اور یہی کام ہیں جن کے لئے میں بھیجا گیا ہوں۔ اور منجملہ ان

امور کے جو میرے مامور ہونے کی علت غائی ہیں مسلمانوں کے ایمان کو قوی کرنا ہے۔ اور ان کو خدا اور اس کی کتاب اور اس کے رسول کی نسبت ایک تازہ یقین بخشنا ✦

حاشیہ کتاب البریہ صفحہ ۲۶۳

مجددوں کے ظہور کی حدیث میرے دعوے کو ثابت کرتی ہے

اور منجملہ ان دلایل کے کہ جو نصوص حدیثیہ سے صحت و صدق دعوے اس راقم پر قایم ہوئے ہیں وہ حدیث بھی ہے جو مجددوں کے ظہور کے بارے میں ابوداؤد اور مستدرک میں موجود ہے۔ یعنے یہ کہ اس امت کے لئے ہر ایک صدی کے سر پر مجدد پیدا ہوگا اور ان کی ضرورتوں کے موافق تجدید دین کرے گا اور فقرہ یجدد لہا جو حدیث میں موجود ہے یہ صاف بتلا رہا ہے کہ ہر ایک صدی پر ایسا مجدد آئے گا جو مفاسد موجودہ کی تجدید کرے گا ✦

حقیقۃ المہدی ۔ اشتہار عربی صفحہ ۳۰

نبی یعنی محدث

| | |
|---|---|
| فالحاصل ان العنایۃ الالٰہیۃ | حاصل کلام یہ کہ عنایت الٰہیہ فضل اور احسان سے |
| تقتضی بالفضل والاحسان ان | اس بات کے مقتضی ہوئے کہ اس زمانہ میں ایک |
| یبعث نبیًا او محدثًا فی ذالک الزمان | نبی یا محدث کو مبعوث کرے ✦ |

کشف الغطا ۔ صفحہ ۱۳

مسیح موعود سے مراد مسیح کا نمونہ ہے ۱۹ سال سے یہی معنے کئے

غرض مسیح موعود کا نام جو آسمان سے میرے لئے مقرر کیا گیا ہے۔ اس کے معنے اس سے بڑھ کر اور کچھ نہیں کہ مجھے تمام اخلاقی حالتوں میں خدائے قیوم نے حضرت مسیح کا نمونہ ٹھہرایا ہے ...... اور یہ معنے صرف اس نام کے معنے یعنی مسیح موعود کے آج ہی اس طور سے نہیں کئے بلکہ آج سے ۱۹ برس پہلے اپنی کتاب براہین احمدیہ میں بھی یہی معنے کئے ہیں

کشف الغطا صفحہ ۲۶

اسلام کا اعتقاد کہ آنحضرت کے بعد کبھی نبی نہیں آئے گا

اور اسلام کا اعتقاد ہے کہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کبھی نبی نہیں آئے گا ✦

ایام الصلح ۔ صفحہ ۲۶

چودھویں صدی پر مجدد کا انتظار

اور تیرھویں صدی میں جابجا خود وہ لوگ یہ وعظ کرتے تھے۔ کہ چودھویں صدی میں امام مہدی یا مسیح موعود آئے گا۔ اور کم سے کم یہ کہ ایک بڑا مجدد پیدا ہوگا۔ لیکن جب چودھویں صدی کے سر پر وہ مجدد پیدا ہوا اور نہ صرف خدا تعالےٰ کے الہام نے اس کا

نام مسیح موعود رکھا۔ بلکہ زمانہ کے فتن موجودہ نے بھی بزبان حال یہی فتوے دیا کہ اس کا نام مسیح موعود چاہیئے۔

ایام الصلح صفحہ ۲۷

آنحضرتؐ نے اس مجدد کا نام مسیح رکھا

اس مجدد کا کیا نام ہونا چاہیئے؟ کیا یہ سچ نہیں کہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ایسے مجدد کا نام مسیح موعود رکھا ہے؟ پس جبکہ زمانہ کی حالت موجودہ ہی مبتلا رہی ہے کہ چودھویں صدی کے مجدد کا نام مسیح موعود ہونا چاہیئے۔ یا بہ تبدیل الفاظ یوں کہو کہ ایسی صدی کا مسیح موعود ہی مجدد ہوگا۔

ایام الصلح صفحہ ۳۴

نبی رسول محدث کے متعلق پیشگوئیاں اور انکی تاویل

یہ بات نہایت کارآمد اور یاد رکھنے کے لایق تھی کہ جو لوگ اللہ تعالےٰ سے مامور ہوکر آتے ہیں۔ خواہ وہ رسول ہوں یا نبی یا محدث اور مجدد ان کی نسبت جو پہلی کتابوں میں یا رسولوں کی معرفت پیشگوئیاں کی جاتی ہیں ان کے دو حصے ہوتے ہیں۔ ایک وہ علامات جو ظاہری طور پر وقوع میں آتی ہیں۔ اور بینات کا حکم رکھتی ہیں۔ اور ایک وہ متشابہات جو استعارات اور مجازات کے رنگ میں ہوتی ہیں۔

ایام الصلح صفحہ ۳۵

حضرت عمرؓ کا وجود ظلی طور پر آنحضرتؐ کا وجود تھا

جیسا کہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشگوئی کہ قیصر و کسرے کے خزانوں کی کنجیاں آپ کے ہاتھ پر رکھی گئیں ہیں حالانکہ ظاہر ہے کہ پیشگوئی کے ظہور سے پہلے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فوت ہو چکے تھے۔ اور آنجناب نے نہ قیصر اور کسرے کے خزانوں کو دیکھا اور نہ کنجیاں دیکھیں۔ مگر چونکہ مقدر تھا کہ وہ کنجیاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ملیں۔ کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا وجود ظلی طور پر گویا آنجناب صلے اللہ علیہ وسلم کا وجود ہی تھا۔ اس لئے عالم وحی میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ قرار دیا گیا۔

ایام الصلح صفحہ ۴۱

توفی کے معنے میں براہین میں غلطی بشریت کی وجہ سے ہے

اس جگہ یاد رہے کہ میں نے براہین احمدیہ میں غلطی سے توفی کے معنے ایک جگہ پورا دینے کے کئے ہیں جس کو بعض مولوی صاحبان بطور اعتراض پیش کیا کرتے ہیں مگر یہ امر جائے اعتراض نہیں میں مانتا ہوں کہ وہ میری غلطی ہے الہامی غلطی نہیں۔

میں بشر ہوں اور بشریت کے عوارض مثلاً جیسا کہ سہو اور نسیان اور غلطی یہ تمام انسانوں کی طرح مجھ میں بھی ہیں۔ گو میں جانتا ہوں کہ کسی غلطی پر مجھے خدا تعالےٰ قایم نہیں رکھتا۔ مگر یہ دعوےٰ نہیں کرتا کہ میں اپنے اجتہاد میں غلطی نہیں کر سکتا۔ خدا کا الہام غلطی سے پاک ہوتا ہے۔ مگر انسان کا کلام غلطی کا احتمال رکھتا ہے۔ کیونکہ سہو و نسیان لازمہ بشریت ہے۔ الخ ؞

ایام الصلح صفحہ ۴۷

وحی نبوت بعد آنحضرت شروع نہیں ہو سکتی

علاوہ ان باتوں کے کہ مسیح ابن مریم کے دوبارہ آنیکو یہ آیت بھی روکتی ہے ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین اور ایسا ہی یہ حدیث بھی لا نبی بعدی یہ کیونکر جایز ہو سکتا ہے کہ باوجودیکہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں پھر کسی وقت دوسرا نبی آجائے اور وحی نبوت شروع ہو جائے؟ کیا یہ سب امور حکم نہیں کرتے کہ اس حدیث کے معنے کرنے کے وقت ضرور ہے کہ الفاظ کو ظاہر سے پھیرا جائے ؞

ایام الصلح صفحہ ۴۹

مجاز کو حقیقت نہ بناؤ

لیکن افسوس کہ ہر ایک استعارہ کو حقیقت پر حمل کر کے اور ہر ایک مجاز کو واقعیت کا پیرایہ پہنا کر ان حدیثوں کو ایسے دشوار گذار راہ کی طرح بنایا گیا جس پر کسی محقق معقول پسند کا قدم ٹھہر نہ سکے ؞

ایام الصلح صفحہ ۵۵

روحانی پیشواؤں نے ہر زمانہ میں معجزات اور معارف کا نمونہ دکھایا

انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون سو خدا تعالےٰ نے بموجب اس وعدہ کے چار قسم کی حفاظت اپنی کلام کی کی۔

اول۔ حافظوں کے ذریعہ سے ........

دوم۔ ایسے ائمہ اور اکابر کے ذریعہ سے جن کو ہر ایک صدی میں فہم قرآن عطا ہوا ہے ..........

تیسرے متکلمین کے ذریعہ سے ........

چوتھے روحانی انعام پانے والوں کے ذریعے سے جنہوں نے خدا کی پاک کلام کو ہر ایک زمانہ میں معجزات اور معارف کے منکروں کے حملہ سے بچایا ہے۔ سو یہ پیشگوئی کسی نہ کسی پہلو کی وجہ سے ہر ایک زمانہ میں پوری ہوتی رہی ہے۔ اور جس زمانہ میں کسی

پہلو پر مخالفوں کی طرف سے زیادہ زور دیا گیا تھا۔ اسی کے مطابق خدا تعالےٰ کی غیرت اور حمایت نے مدافعت کرنے والا پیدا کیا ہے ۔

ایام الصلح صفحہ ۵۶

خدا نے اس مجدد کا نام مسیح رکھا۔

اس لئے خدا نے چودھویں صدی کے سر پر اپنے وعدہ کے موافق جو انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون ہے اس فتنہ کی اصلاح کے لئے ایک مجدد بھیجا مگر چونکہ ہر ایک مجدد کا خدا تعالےٰ کے نزدیک ایک خاص نام ہے۔ اور جیسا کہ ایک شخص جب ایک کتاب تالیف کرتا ہے تو اس کے مضامین کے مناسب حال اس کتاب کا نام رکھ دیتا ہے ایسا ہی خدا تعالےٰ نے اس مجدد کا نام خدمات مفوضہ کے مناسب حال مسیح رکھا۔ کیونکہ یہ بات مقرر ہو چکی تھی کہ آخر الزمان کے صلیبی فتنوں کی مسیح اصلاح کرے گا۔ پس جس شخص کو یہ یہ اصلاح سپرد ہوئی۔ ضرور تھا کہ اس کا نام مسیح موعود رکھا جائے ۔

ایام الصلح صفحہ ۷۳

آپ کی ظلی طور سے آنحضرت سے مشابہت

اور آیت آخرین منھم میں یہ بھی اشارہ ہے کہ جیسا کہ یہ جماعت مسیح موعود کی صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعت سے مشابہ ہے۔ ایسا ہی جو شخص اس جماعت کا امام ہے وہ بھی ظلی طور پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے مشابہت رکھتا ہے ۔

ایام الصلح صفحہ ۷۴

نبوت ختم ہے صرف وحی ولایت کا سلسلہ جاری ہے

اگر کوئی کہے کہ حضرت عیسےٰ نبی اللہ ہو کر توریت کی تصدیق کے لئے آئے۔ پس ان کے مقابل پر تمہاری گواہی کیا قدر رکھتی ہے۔ اس جگہ بھی تصدیق جدید کے لئے کوئی نبی ہی چاہیئے تھا۔ سو اس کا جواب یہ ہے کہ اسلام میں اس نبوت کا دروازہ تو بند ہے جو اپنا سکہ جماتی ہو۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین اور حدیث میں ہے لا نبی بعدی اور باینہمہ حضرت مسیح کی وفات نصوص قطعیہ سے ثابت ہو چکی۔ لہٰذا دنیا میں ان کے دوبارہ آنے کی امید طمع خام اور اگر کوئی اور نبی نیا یا پرانا آوے تو ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کیونکر خاتم الانبیاء رہیں۔ ہاں وحی ولایت اور مکالمات الٰہیہ کا دروازہ بند نہیں ہے ........

ایام الصلح صفحہ ۷۵

حدیث صحیح سے ثابت ہے کہ محدث بھی نبیوں اور رسولوں کی طرح خدا کے مرسلوں

میں داخل ہے بخاری میں وما ارسلنا من رسول ولا نبی ولا محدث کی قرأت غور سے پڑھو۔ اور نیز ایک دوسری حدیث میں ہے کہ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل صوفیہ نے اپنے مکاشفات سے بھی اس حدیث کی رسول صلے اللہ علیہ وسلم سے تصحیح کی ہے۔ یہ بھی یاد رہے کہ مسلم میں مسیح موعود کے حق میں نبی کا لفظ بھی آیا ہے یعنے بطور مجاز اور استعارہ کے۔

حدیث علماء امتی کی صحت پہ شہادت

مسلم میں مسیح موعود کیلئے نبی کا لفظ استعارہ ہے

## ایام الصلح صفحہ ۸۶ و ۸۷

جن پانچ چیزوں پر اسلام کی بنا رکھی گئی ہے۔ وہ ہمارا عقیدہ ہے۔ اور جس خدا کے کلام یعنے قرآن کو پنجہ مارنا حکم ہے ہم اس کو پنجہ مار رہے ہیں۔ اور فاروق رضی اللہ عنہ کی طرح ہماری زبان پر حسبنا کتاب اللہ ہے اور حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا کی طرح اختلاف اور تناقض کے وقت جب حدیث اور قرآن میں پیدا ہو قرآن کو ہم ترجیح دیتے ہیں۔ بالخصوص قصوں میں جو بالاتفاق نسخ کے لایق بھی نہیں ہیں۔ اور ہم اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ خدا تعالے کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور سیدنا حضرت محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم اس کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ ملایک حق اور حشر اجساد حق اور روز حساب حق اور جنت حق اور جہنم حق ہے۔ اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ جو کچھ اللہ جل شانہ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے۔ اور جو کچھ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے وہ سب بلحاظ بیان مذکورہ بالا حق ہے۔ اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ جو شخص اس شریعت اسلام میں سے ایک ذرہ کم کرے یا ایک ذرہ زیادہ کرے یا ترک فرایض اور اباحت کی بنیاد ڈالے وہ بے ایمان اور اسلام سے برگشتہ ہے۔ اور ہم اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہیں کہ وہ سچے دل سے اس کلمہ طیبہ پر ایمان رکھیں کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور اسی پر مریں اور تمام انبیاء اور تمام کتابیں جن کی سچائی قرآن شریف سے ثابت ہے ان سب پر ایمان لاویں اور صوم اور صلوٰۃ اور زکوٰۃ اور حج اور خدا تعالے اور اس کے رسول کے مقرر کردہ تمام فرایض کو فرایض سمجھ کر اور تمام منہیات کو منہیات سمجھ کر ٹھیک ٹھیک اسلام پر کاربند ہوں۔ غرض وہ تمام امور جن پر سلف صالحہ کو اعتقادی اور عملی طور پر اجماع تھا اور وہ امور جو اہل سنت کی اجماعی رائے سے اسلام کہلاتے ہیں ان سب کا ماننا فرض ہے اور ہم آسمان اور زمین کو اس بات پر گواہ کرتے ہیں کہ یہی ہمارا مذہب

جو سلف صالحین کا اعتقاد تھا اور جو اہل سنت کی اجماعی رائے ہے وہی ہمارا عقیدہ ہے

اور جو شخص مخالف اس مذہب کے کوئی اور الزام ہم پر لگاتا ہے۔ وہ تقوےٰ اور دیانت کو چھوڑ کر ہم پر افترا کرتا ہے ✦

## ایام الصلح صفحہ ۱۴۸

بروز کے معنے

روحانیت کمل گاہے بر ارباب ریاضت چناں تصرف مے فرماید کہ فاعل افعال شاں میگردد وایں مرتبہ را صوفیا بروز مے گویند ........... ودر شرح فصوص الحکم مے نویسد یعنے بغرض بیان کردن نظیر بروز میگوید کہ محمد بود کہ بصورت آدم در مبدء ظہور نمود یعنے بطور بروز در ابتداء عالم روحانیت محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم در آدم متجلی شد وہم او باشد کہ در آخر بصورت خاتم ظاہر گردد یعنے در خاتم الولایت کہ مہدی است نیز روحانیت محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم بروز و ظہور خواہد کرد و تصرفہا خواہد نمود وایں را بروزات کمل گویند ✦

## ایام الصلح صفحہ ۱۴۶

آنحضرتؐ کے بعد اگر نبی آجائے تو صریح نص قرآنی کی تکذیب ہے

ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا خاتم الانبیاء ہونا بھی حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی موت کو ہی چاہتا ہے۔ کیونکہ آپ کے بعد اگر کوئی دوسرا نبی آجائے تو آپ خاتم الانبیا نہیں ٹھیر سکتے اور نہ سلسلہ وحی نبوت کا منقطع متصور ہو سکتا ہے۔ اور اگر فرض بھی کر لیں کہ حضرت عیسےٰ امتی ہو کر آئیں گے تو شان نبوت تو ان سے منقطع نہیں ہوگی۔ گو امتیوں کی طرح وہ شریعت اسلام کی پابندی بھی کریں۔ مگر یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ اس وقت وہ خداتعالےٰ کے علم میں نبی نہیں ہونگے۔ اور اگر خداتعالےٰ کے علم میں وہ نبی ہونگے تو وہی اعتراض لازم آیا کہ خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک نبی نبا دیں گیا اور ایسا آنحضرت صلعم کی شان کا استخفاف اور نص صریح قرآن کی تکذیب لازم آتی ہے۔ قرآن شریف میں مسیح ابن مریم کے دوبارہ آنے کا تو کہیں بھی ذکر نہیں۔ لیکن ختم نبوت کا بکمال تصریح ذکر ہے۔ اور پرانے یا نئے نبی کی تفریق کرنا یہ شرارت ہے۔ نہ حدیث میں نہ قرآن میں یہ تفریق موجود ہے۔ اور حدیث لانبی بعدی میں بھی نفی عام ہے۔ پس یہ کس قدر جرات اور دلیری اور گستاخی ہے کہ خیالات رکیکہ کی پیروی کر کے نصوص صریحہ قرآن کو عمداً چھوڑ دیا جائے اور خاتم الانبیا کے بعد ایک نبی کا آنا مان لیا جائے اور بعد اس کے جو وحی نبوت منقطع ہو چکی تھی۔ پھر سلسلہ وحی نبوت کا جاری کر دیا جائے کیونکہ جس میں شان نبوت باقی ہے اس کی وحی بلاشبہ نبوت کی وحی ہوگی ✦

ایام الصلح صفحہ ۱۴۷

مسلم اور بخاری میں فقرہ امامکم منکم اور امکم منکم صاف موجود ہے۔ یہ جواب سوال مقدر کا ہے یعنے جبکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں مسیح ابن مریم حکم عدل ہو کر آئے گا۔ تو بعض لوگوں کو یہ وسوسہ دامنگیر ہو سکتا تھا کہ پھر ختم نبوت کیونکر رہیگا اس کے جواب میں یہ ارشاد ہوا کہ وہ تم ہی میں سے ایک امتی ہوگا۔ اور بروز کے طور پر مسیح بھی کہلائے گا۔ چنانچہ مسیح کے مقابل پر جو مہدی کا آنا لکھا ہے اس میں بھی یہ اشارات موجود ہیں کہ مہدی بروز کے طور پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی روحانیت کا مورد ہوگا +

ختم نبوت قایم رکھنے کے لئے مسیح کو امتی فرمایا

ایام الصلح صفحہ ۱۵۱ و ۱۵۲

اور جس طرح بعض صفات کے لحاظ سے امام موعود کا نام احمد اور محمد رکھا گیا اسی طرح بعض دوسری صفات کے لحاظ سے عیسےٰ اور مسیح ابن مریم رکھا گیا۔ اب ظاہر ہے کہ احمد کے نام سے کوئی شخص یہ نہیں سمجھ سکتا کہ حقیقت میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم دوبارہ آجائیں گے۔ اسی طرح عیسےٰ کے نام سے یہ سمجھنا کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام دوبارہ دنیا میں آجائیں گے یہ ایک غلطی ہے کہ اس پیشگوئی کے سر اور مغز نہ سمجھنے سے پیدا ہوئی ہے۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ دونوں ناموں میں بروزی ظہور کی طرف اشارہ کیا گیا ہے +

مسیح موعود کا نام احمد رکھنے سے آنحضرت کا یہ منشا نہیں کہ خود آنحضرت دوبارہ آجائیں گے

دونوں ناموں میں بروزی ظہور کی طرف اشارہ ہے۔

ایام الصلح صفحہ ۱۵۲

ایسا ہی آپ نے لانبی بعدی کہکر کسی نئے نبی یا دوبارہ آنے والے نبی کا قطعاً دروازہ بند کر دیا +

لانبی بعدی دروازہ نبوت بند کر دیا

ایام الصلح صفحہ ۱۶۰

ان دونوں شانوں کا جامع ایک ہی شخص ہوگا جو آخر زمانہ میں پیدا ہوگا۔ اور اور اس کے وجود کا آدھا حصہ عیسوی شان کا ہوگا۔ اور آدھا حصہ محمدی شان کا سو وہی میں ہوں +

آدھا حصہ شان عیسوی آدھا شان محمدی کا ہے

ایام الصلح صفحہ ۱۶۲ و ۱۶۳

پھر یہ بھی سوچو کہ کیا دنیا میں کسی مسلمان کا اعتقاد ہو سکتا ہے کہ جب تک مسیح موعود نہیں آئے گا اس وقت تک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت معرض شک میں

مسیح کا آنا اسلئے نہیں کہ آنحضرت کی نبوت ثابت ہو سکی

ہے اور مسیح کی گواہی کی محتاج ہے؟ اور اگر فرض کریں کہ مسیح نہ آوے اور گواہی نہ دے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت شکی اور مشتبہ رہے ۔ نعوذ باللہ من ہذہ الخرافات والکفریات یہ کس قدر بیہودہ خیال ہے اور قریب ہے کہ کفر ہو جائے ۔ مسیح موعود کا آنا اس لئے نہیں کہ نعوذ باللہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت ابھی ثابت نہیں اس کی گواہی سے ثابت ہوگی ۔ بلکہ اس لئے کہ تا وہ مجددوں کے رنگ میں ظاہر ہو اور فتنہ صلیب کو دور کر کے دنیا میں توحید اور توحیدی ایمان کا جلال ظاہر کرے ۔

*محتاج ہے بلکہ اس لئے کہ وہ مجددوں کے رنگ میں ظاہر ہو*

ایام الصلح صفحہ ۱۶۳ و ۱۶۴

قولہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے لئے ایک نبی شاہد کی ضرورت ہے ۔

*آنحضرت کی نبوت کو مسیح موعود کی شہادت کی ضرورت نہیں۔*

اقول ۔ ایسا ہی اس نبی شاہد کی نبوت کے لئے کسی اور نبی کی ضرورت ہے ۔ وقس علے ہذا اور ہزار حیف ہے ان لوگوں کے ایمان پر جن کے نزدیک ابھی ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت ثابت نہیں ہوئی ۔ بلکہ جب مسیح آئے گا اور گواہی دے گا تب ثابت ہوگی ۔

قولہ ۔ مسیح نبی ہو کر نہیں آئے گا امتی ہو کر آئے گا ۔ مگر نبوت اس کی شان میں مضمر ہوگی ۔

*مسیح موعود میں شان نبوت کا ہونا ختم نبوت کے منافی ہے*

اقول ۔ جبکہ شان نبوت اس کے ساتھ ہوگی ۔ اور خدا کے علم میں وہ نبی ہوگا تو بلاشبہ اس کا دنیا میں آنا ختم نبوت کے منافی ہوگا ۔ کیونکہ در حقیقت وہ نبی ہے ۔ اور قرآن کے رو سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کا آنا ممنوع ہے ۔

قولہ نبی کا مثیل نبی ہوتا ہے ۔

*نبی کا مثیل نبی ہونا ضروری نہیں ۔*

اقول ۔ تمام امت کا اس پر اتفاق ہے کہ غیر نبی بروز کے طور پر قائم مقام نبی ہو جاتا ہے یہی معنے اس حدیث کے ہیں علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل یعنی میری امت کے علما مثیل انبیاء ہیں ۔ دیکھو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے علما کو مثیل انبیا قرار دیا اور ایک حدیث میں ہے کہ علما انبیا کے وارث ہیں اور ایک حدیث میں ہے کہ ہمیشہ میری امت میں سے چالیس آدمی ابراہیم کے قلب پر ہونگے ۔ اس حدیث میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو مثیل ابراہیم قرار دیا ۔ اور اللہ تعالےٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے اہدنا

الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم اس جگہ تمام مفسر قایل ہیں کہ صراط الذین انعمت علیہم کی ہدایت سے غرض تشبہ بالانبیاء ہے ۔ جو اصل حقیقت اتباع ہے ۔ اور صوفیوں کا مذہب ہے کہ جب تک انسان ایمان اور اعمال اور اخلاق میں انبیا علیہم السلام سے ایسی مشابہت پیدا نہ کرے کہ خود وہی ہو جائے ۔ تب تک اس کا ایمان کامل نہیں ہوتا ۔ اور نہ مرد صالح ہو سکتا ہے ۔ پس نہایت ظلم اور خیانت ہے کہ قبل اس کے کہ دین کی کتابوں کو دیکھا جائے دنیاداروں کے مقدمہ بازی کی طرح ایک خود تراشیدہ بات پیش کی جائے ۔ خدا نے انبیاء علیہم السلام کو اسی لئے دنیا میں بھیجا ہے کہ تا دنیا میں ان کے مثیل قایم کرے ۔ اگر یہ بات نہیں تو پھر نبوت لغو ٹھہرتی ہے ۔ نبی اس لئے نہیں آتے کہ ان کی پرستش کی جائے ۔ بلکہ اس لئے آتے ہیں کہ لوگ ان کے نمونہ پر چلیں اور ان سے تشبہ حاصل کریں اور ان میں فنا ہو کر گویا وہی بن جائیں ۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ پس خدا جس سے محبت کریگا کونسی نعمت ہے جو اس سے اٹھا رکھیگا اور اتباع سے مراد بھی مرتبہ فنا ہے جو مثیل کے درجہ تک پہنچاتا ہے اور یہ مسئلہ سب کا مانا ہوا ہے اور اس سے کوئی انکار نہیں کریگا مگر وہی جو جاہل سفیہ یا ملحد بیدین ہوگا +

نبی اس لئے آتے ہیں تا انکے پیرو ان میں فنا ہو کر وہی بن جائیں

حاشیہ ایام الصلح صفحہ ۱۷۱

قرآن شریف میں ہے فلا یظہر علےٰ غیبہ احداً الا من ارتضیٰ من رسول یعنے کامل طور پر غیب کا بیان کرنا صرف رسولوں کا کام ہے ۔ دوسرے کو یہ مرتبہ نہیں عطا ہوتا ۔ رسولوں سے مراد وہ لوگ ہیں جو خدا تعالےٰ کی طرف سے بھیجے جاتے ہوں خواہ وہ نبی ہوں یا رسول یا محدث اور مجدد ہوں +

آیت لا یظہر علےٰ غیبہ میں محدث بھی شامل ہیں کیونکہ وہ مامور ہیں ۔

اربعین نمبر ۳ صفحہ ۲۲

اے مومنو ! اگر تم ایک ایسے شخص کو پاؤ جو مامور من اللہ ہونے کا دعوےٰ کرتا ہے اور تم پر ثابت ہو جائے کہ وحی اللہ پانے کے دعوے پر تئیس برس کا عرصہ گذر گیا ۔ اور وہ متواتر اس عرصہ تک وحی اللہ پانے کا دعوےٰ کرتا رہا اور وہ دعوےٰ اس کی شایع کردہ تحریروں سے ثابت ہوتا رہا تو یقیناً سمجھ لو کہ وہ خدا کی طرف سے ہے کیونکہ ممکن نہیں کہ ہمارے سید و مولیٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی وحی اللہ پانے کی مدت اس شخص کو مل سکی جس شخص کو خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ وہ جھوٹا ہے ۔ ہاں اس بات کا واقعی طور پر ثبوت ضروری ہے کہ درحقیقت اس

۲۳ برس تک دعوے پر گذر جانا مامور من اللہ ہونیکا ثبوت ہے

شخص نے وحی من اللہ پانے کے دعوے میں تئیس برس کی مدت حاصل کر لی اور اسی مدت میں اخیر تک کبھی خاموش نہیں رہا۔ اور نہ اس دعوے سے دست بردار ہوا ۔

حاشیہ اربعین نمبر ۳ صفحہ ۲۵

رسول اور نبی کا لفظ میرے لئے مجازاً اور استعارۃً

اور اس جگہ میری نسبت کلام الٰہی میں رسول اور نبی کا لفظ اختیار کیا گیا ہے کہ یہ رسول اور نبی اللہ ہے۔ یہ اطلاق مجاز اور استعارہ کے طور پر ہے ۔

اربعین نمبر ۴ صفحہ ۶ و ۷

آنحضرت خاتم الانبیاء اور قرآن خاتم الکتب ہے بطور تجدید کوئی قرآنی حکم نازل ہو سکتا ہے

ہمارا یہ ایمان ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور قرآن ربانی کتابوں کا خاتم ہے۔ تاہم خدا تعالےٰ نے اپنے نفس پر یہ حرام نہیں کیا کہ تجدید کے طور پر کسی اور مامور کے ذریعہ سے یہ احکام صادر کرے کہ جھوٹ نہ بولو۔ جھوٹی گواہی نہ دو۔ زنا نہ کرو۔ خون نہ کرو اور ظاہر ہے کہ ایسا بیان کرنا شریعت ہے جو مسیح موعود کا بھی کام ہے ۔

اربعین نمبر ۴ صفحہ ۱۴

احمد کے رنگ میں آیا ہوں

احمد کے رنگ میں ہو کر میں ہوں اب اسم احمد کا نمونہ ظاہر کرنے کا وقت ہے یعنے جمالی طور کی خدمات کے ایام ہیں اور اخلاقی کمالات کے ظاہر کرنے کا زمانہ ہے ۔

اربعین نمبر ۴ صفحہ ۱۶

چار ضروری صفات کو ظلی طور پر لینے والا احمد ہے

خدا کی اصلی اخلاقی صفات چار ہی ہیں جو سورہ فاتحہ میں مذکور ہیں۔ (۱) رب العالمین سب کا پالنے والا (۲) رحمان۔ بغیر عوض کسی خدمت کے خود بخود رحمت کرنے والا (۳) رحیم کسی خدمت پر حق سے زیادہ انعام اکرام کرنے والا اور خدمت قبول کرنے والا اور ضائع نہ کرنے والا (۴) اپنے بندوں کی عدالت کرنیوالا سو احمد وہ ہے جو ان چاروں صفتوں کو ظلی طور پر اپنے اندر جمع کرلے۔

اربعین نمبر ۴ صفحہ ۱۹

اپنی وحی پر ایمان

مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے جیسا کہ توریت اور انجیل اور قرآن کریم پر ۔

اربعین نمبر ۴ صفحہ ۲۴

تجدید اور اصلاح کیلئے خدا نے بھیجا ہے

عین صدی کے سر پر خدا تعالےٰ نے تجدید اور اصلاح کے لئے اور خدمات ضروریہ کے مناسب حال ایک بندہ بھیجا۔ اور اس کا نام مسیح موعود رکھا ۔

اربعین نمبر ۴ صفحہ ۲۶ تا ۲۷

مجدد

مولوی عبداللہ صاحب غزنوی نے خواب میں دیکھا کہ ایک نور آسمان سے قادیان پر گرا

مولوی عبداللہ غزنوی کا خواب

(یعنے اس عاجز پر) اور فرمایا کہ میری اولاد اس نور سے محروم رہ گئی ........ اور ایک دوسری تقریب کے وقت عبداللہ صاحب موصوف غزنوی نے حافظ محمد یوسف صاحب کے حقیقی بھائی منشی محمد یعقوب صاحب کے پاس ذکر کیا۔ اور اس بیان میں میرا نام لیکر کہا کہ دنیا کی اصلاح کے لئے جو مجدد آنے والا تھا وہ میرے خیال میں مرزا غلام احمد ہے۔ یہ لفظ ایک خواب کی تعبیر میں فرمایا اور کہا کہ شاید اس نور سے مراد جو آسمان سے اترتا دیکھا گیا مرزا غلام احمد ہے۔

# ایک غلطی کا ازالہ

کتابوں سے واقفیت حاصل کرنے کی ضرورت

ہماری جماعت میں سے بعض صاحب جو ہمارے دعوے اور دلایل سے کم واقفیت رکھتے ہیں جنکو نہ بغور کتابیں دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ اور نہ وہ ایک معقول مدت تک صحبت میں رہکر اپنے معلومات کی تکمیل کر سکے۔ وہ بعض حالات میں مخالفین کے کسی اعتراض پر ایسا جواب دیتے ہیں کہ جو سراسر واقع کے خلاف ہوتا ہے۔ اس لئے باوجود اہل حق ہونے کے ان کو ندامت اٹھانی پڑتی ہے۔ چنانچہ

نبوت اور رسالت کا محض انکار نہیں

چند روز ہوئے کہ ایک صاحب پر ایک مخالف کی طرف سے یہ اعتراض پیش ہوا۔ کہ جس سے تم نے بیعت کی ہے وہ نبی اور رسول ہونے کا دعوے کرتا ہے اور اس کا جواب محض انکار کے الفاظ سے دیا گیا۔ حالانکہ ایسا جواب صحیح نہیں ہے۔ حق یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے۔ اس میں ایسے لفظ رسول اور مرسل اور نبی کے موجود ہیں نہ ایک دفعہ بلکہ صدہا دفعہ۔ پھر کیونکر یہ جواب صحیح ہو سکتا ہے۔ کہ ایسے الفاظ موجود نہیں ہیں۔ بلکہ اس وقت تو پہلے زمانہ

رسول اور نبی کا لفظ الہامات میں ہیں

کی نسبت بھی بہت تصریح اور توضیح سے یہ الفاظ موجود ہیں اور براہین احمدیہ میں بھی جس کو طبع ہوئے بائیس برس ہوئے۔ یہ الفاظ کچھ تھوڑے نہیں ہیں۔ چنانچہ وہ مکالمات الٰہیہ جو براہین احمدیہ میں شایع ہو چکے ہیں۔ ان میں سے ایک یہ وحی اللہ ہے۔ هو الذی ارسل رسوله بالهدی ودین الحق لیظهره علی الدین کله دیکھو صفحہ ۴۹۸ براہین احمدیہ۔ اس میں صاف طور پر اس عاجز کو رسول کر کے پکارا گیا ہے۔ پھر اس کے بعد اسی کتاب میں میری نسبت یہ وحی اللہ ہے جری اللہ

فی حلل الانبیاء یعنی خدا کا رسول نبیوں کے حلوں میں۔ دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۵۰۴۔ پھر اسی کتاب میں اس مکالمہ کے قریب ہی یہ وحی اللہ ہے محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی۔ پھر یہ وحی اللہ ہے جو صفحہ ۵۵۷ براہین میں درج ہے "دنیا میں ایک نذیر آیا" اس کی دوسری قراءت یہ ہے کہ دنیا میں ایک نبی آیا۔ اسی طرح براہین احمدیہ میں اور کئی جگہ رسول کے لفظ سے اس عاجز کو یاد کیا گیا۔ سو اگر یہ کہا جائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو خاتم النبیین ہیں پھر آپ کے بعد اور نبی کس طرح آسکتا ہے۔ اس کا جواب یہی ہے کہ بیشک اس طرح سے تو کوئی نبی نیا ہو یا پرانا نہیں آسکتا جس طرح سے آپ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آخری زمانہ میں اتارتے ہیں۔ اور پھر اس حالت میں ان کو نبی بھی مانتے ہیں۔ بلکہ چالیس برس تک سلسلہ وحی نبوت کا جاری رہنا اور زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بڑھ جانا آپ لوگوں کا عقیدہ ہے۔ بیشک ایسا عقیدہ تو معصیت ہے۔ اور آیت ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین اور حدیث لا نبی بعدی اس عقیدہ کے کذب صریح ہونے پر کامل شہادت ہے۔ لیکن ہم اس قسم کے عقاید کے سخت مخالف ہیں اور ہم اس آیت پر سچا اور کامل ایمان رکھتے ہیں جو فرمایا کہ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین اور اس آیت میں ایک پیشگوئی ہے جس کی ہمارے مخالفوں کو خبر نہیں۔ اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس آیت میں فرماتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پیشگوئیوں کے دروازے قیامت تک بند کر دیئے گئے۔ اور ممکن نہیں کہ اب کوئی ہندو یا یہودی یا عیسائی یا کوئی رسمی مسلمان نبی کے لفظ کو اپنی نسبت ثابت کر سکے۔ نبوت کی تمام کھڑکیاں بند کی گئیں مگر ایک کھڑکی سیرت صدیقی کی کھلی ہے یعنی فنا فی الرسول کی۔ پس جو شخص اس کھڑکی کی راہ سے خدا کے پاس آتا ہے اس پر ظلی طور پر وہی نبوت کی چادر پہنائی جاتی ہے جو نبوت محمدی کی چادر ہے۔ اس لئے اس کا نبی ہونا غیرت کی جگہ نہیں کیونکہ وہ اپنی ذات سے نہیں بلکہ اپنے نبی کے چشمہ سے لیتا ہے اور نہ اپنے لئے بلکہ اسی کے جلال کے لئے۔ اس لئے اس کا نام آسمان پر محمد اور احمد ہے۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ محمد کی نبوت آخر محمد کو ہی ملی گو بروزی طور پر مگر نہ کسی اور کو۔ پس یہ آیت کہ ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین اس کے معنے یہ ہیں کہ لیس محمد ابا احد من رجال الدنیا ولکن ھو اب لرجال الآخرۃ لانہ خاتم النبیین ولا سبیل الی فیوض اللہ من غیر توسطہ۔ غرض میری نبوت اور رسالت باعتبار محمد اور احمد ہونے کے ہے نہ میرے نفس کے رو سے اور یہ نام بحیثیت فنا فی الرسول مجھے ملا۔ لہٰذا خاتم النبیین کے مفہوم میں فرق نہ آیا۔ لیکن عیسیٰ کے اترنے سے ضرور

وحی نبوت کا سلسلہ اب جاری نہیں ہو سکتا

قرآن وحدیث میں لا نبی بعدی نبی کے آنے سے مانع ہیں

نبوت بذریعہ فنا فی الرسول مل سکتی ہے ظلی طور پر

جسے ظلی نبوت ملتی ہے اس کا نام آسمان پر محمد و احمد ہوتا ہے

نبوت باعتبار محمد و احمد ہونے کے

نبی کے لغوی معنی محمد پر صادق آسکتے ہیں

فرق آئیگا۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ نبی کے معنے لغت کے رو سے یہ ہیں کہ خدا کی طرف سے اطلاع پاکر غیب کی خبر دینے والا۔ پس جہاں یہ معنے صادق آئیں گے نبی کا لفظ بھی صادق آئیگا۔ اور نبی کا رسول ہونا شرط ہے کیونکہ اگر وہ رسول نہ ہو تو پھر غیب مصفّٰی کی خبر اس کو مل نہیں سکتی اور یہ آیت روکتی ہے لَا یُظْہِرُ عَلٰی غَیْبِہٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ۔ اب اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد ان معنوں کے رو سے نبی سے انکار کیا جائے تو اس سے لازم آتا ہے کہ یہ عقیدہ رکھا جائے کہ یہ امت مکالمات و مخاطبات الٰہیہ سے بے نصیب ہے کیونکہ جس کے ہاتھ پر اخبار غیبیہ منجانب اللہ ظاہر ہونگے بالضرورت اس پر مطابق آیت لَا یُظْہِرُ عَلٰی غَیْبِہٖ کے مفہوم نبی کا صادق آئیگا۔ اسی طرح جو خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجا جائیگا اسی کو ہم رسول کہینگے۔ فرق درمیان یہ ہے کہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک ایسا نبی کوئی نہیں جس پر جدید شریعت نازل ہو یا جس کو بغیر توسط آنجناب اور ایسی فنا فی الرسول کی حالت کے جو آسمان پر اس کا نام محمد اور احمد رکھا جائے یونہی نبوت کا لقب عنایت کیا جائے۔ وَمَنِ ادّعٰی فَقَدْ کَفَرَ۔ اس میں اصل بھید یہی ہے کہ خاتم النبیین کا مفہوم تقاضا کرتا ہے کہ جبتک کوئی پردہ مغایرت کا باقی ہے اس وقت تک اگر کوئی نبی کہلائیگا تو گویا اس مُہر کو توڑنے والا ہوگا جو خاتم النبیین پر ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص اسی خاتم النبیین میں ایسا گم ہو کہ بباعث نہایت اتحاد اور نفی غیریت کے اسی کا نام پالیا ہو اور صاف آئینہ کی طرح محمدی چہرہ کا انعکاس ہوگیا ہو تو وہ بغیر مُہر توڑنے کے نبی کہلائیگا کیونکہ وہ محمد ہے گو ظلی طور پر۔ پس باوجود اس شخص کے دعوےٰ نبوت کے جسکا نام ظلی طور پر محمد اور احمد رکھا گیا پھر بھی سیدنا محمد خاتم النبیین ہی رہا۔ کیونکہ یہ محمد ثانی اسی محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی تصویر اور اسی کا نام ہے مگر عیسیٰ بغیر مُہر توڑنے کے آ نہیں سکتا کیونکہ اسکی نبوت ایک الگ نبوت ہے۔ اور اگر بروزی معنوں کے رو سے بھی کوئی شخص نبی اور رسول نہیں ہوسکتا تو پھر اس کے کیا معنی ہیں کہ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ* سو یاد رکھنا چاہئے کہ ان معنوں کے رو سے مجھے نبوت اور رسالت سے

ان معنوں کے رو سے نبوت جاری ہے

بروزی طور پر نبی ہوسکتے ہیں

رسول بذریعہ فنافی الرسول ہوسکتا ہے

* یہ ضرور یاد رکھو کہ اس امت کیلئے وعدہ ہے کہ وہ ہر ایک ایسے انعام پائیگی جو پہلے نبی اور صدیق پاچکے پس منجملہ ان انعامات کے وہ نبوتیں اور پیشگوئیاں ہیں جنکے رو سے انبیاء علیہم السلام نبی کہلاتے رہے لیکن قرآن شریف بجز نبی بلکہ رسول ہونیکے دوسروں پر علوم غیب کا دروازہ بند کرتا ہے جیسا کہ آیت لَا یُظْہِرُ عَلٰی غَیْبِہٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ سے ظاہر ہے پس مصفّٰی غیب پانیکے لئے نبی ہونا ضروری ہوا۔ اور آیت اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ گواہی دیتی ہے کہ اس مصفّٰی غیب سے یہ امت محروم نہیں۔ اور مصفّٰی غیب حسب منطوق آیت نبوت اور رسالت کو چاہتا ہے اور وہ طریق براہ راست بند ہے اسلئے ماننا پڑتا ہے کہ اس موہبت کیلئے محض بروز اور ظلیت اور فنا فی الرسول کا دروازہ کھلا ہے فتدبّر۔ منہ

غیب کی خبریں پانے والا نبی کہلا سکتا ہے
تحدیث کے لغوی معنے نبوت نہیں
نبی کے لغوی معنے اظہار غیب ہے
ڈیڑھ سو پیشگوئی پوری ہو چکی ہے

انکار نہیں ہے۔ اسی لحاظ سے صحیح مسلم میں بھی مسیح موعود کا نام نبی رکھا گیا۔ اگر خدا تعالےٰ سے غیب کی خبریں پانے والا نبی کا نام نہیں رکھتا تو پھر بتلاؤ کس نام سے اس کو پکارا جائے۔ اگر کہو اس کا نام محدث رکھنا چاہئے تو میں کہتا ہوں کہ تحدیث کے معنے کسی لغت کی کتاب میں اظہار غیب نہیں ہے۔ مگر نبوت کے معنے اظہار امر غیب ہے۔ اور نبی ایک لفظ ہے جو عربی اور عبرانی میں مشترک ہے یعنی عبرانی میں اسی لفظ کو نابی کہتے ہیں اور یہ لفظ نابا سے مشتق ہے جس کے یہ معنے ہیں خدا سے خبر پاکر پیشگوئی کرنا۔ اور نبی کے لئے شارع ہونا شرط نہیں ہے۔ یہ صرف موہبت ہے جس کے ذریعہ سے امور غیبیہ کھلتے ہیں۔ پس میں جبکہ اس مدت تک ڈیڑھ سو پیشگوئی کے قریب خدا کی طرف سے پاکر بچشم خود دیکھ چکا ہوں کہ صاف طور پر پوری ہو گئیں تو میں اپنی نسبت نبی یا رسول کے نام سے کیونکر انکار کر سکتا ہوں۔ اور جبکہ خود خدا تعالےٰ نے یہ نام میرے رکھے ہیں تو میں کیونکر رد کر دوں یا کیونکر اس کے سوا کسی دوسرے سے ڈروں مجھے اس خدا کی قسم ہے جس نے مجھے بھیجا ہے اور جس پر افترا کرنا لعنتیوں کا کام ہے کہ اس نے مسیح موعود بنا کر مجھے بھیجا ہے اور میں جیسا کہ قرآن شریف کی آیات پر ایمان رکھتا ہوں ایسا ہی بغیر فرق ایک ذرہ کے خدا کی اس کھلی کھلی وحی پر ایمان لاتا ہوں جو مجھے ہوئی جس کی سچائی اس کے متواتر نشانوں سے مجھ پر کھل گئی ہے۔ اور میں بیت اللہ میں کھڑے ہو کر یہ قسم کھا سکتا ہوں کہ وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے وہ اسی خدا کا کلام ہے جس نے حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم پر اپنا کلام نازل کیا تھا۔ میرے لئے زمین نے بھی گواہی دی اور آسمان نے بھی۔ اس طرح پر میرے لئے آسمان بھی بولا اور زمین بھی کہ میں خلیفۃ اللہ ہوں۔ مگر پیشگوئیوں کے مطابق ضرور تھا کہ انکار بھی کیا جاتا۔ اس لئے جن کے دلوں پر پردے ہیں وہ قبول نہیں کرتے۔ میں جانتا ہوں کہ ضرور خدا میری تائید کرے گا جیسا کہ ہمیشہ اپنے رسولوں کی تائید کرتا رہا ہے کوئی نہیں کہ میرے مقابل پر ٹھہر سکے کیونکہ خدا کی تائید ان کے ساتھ نہیں اور جس جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے صرف ان معنوں سے کیا ہے کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں مگر ان معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول مقتدا سے باطنی فیوض حاصل کر کے اور اپنے لئے اس کا نام پاکر اس کے واسطہ سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے رسول اور نبی ہوں مگر بغیر کسی جدید شریعت کے۔ اس طور کا نبی کہلانے سے میں نے کبھی انکار نہیں کیا۔ بلکہ انہی معنوں سے خدا نے مجھے نبی اور رسول کر کے پکارا ہے سو اب بھی میں ان معنوں سے نبی اور رسول ہونے سے انکار نہیں کرتا۔ اور میرا یہ قول کہ

مستقل نبوت اور رسالت کا انکار اور مقتدائی الرسول کی نبوت کا اقرار

ستلہم رسولاً و نبیاً وردہ ام کتاب‘‘ اس کے معنے صرف اس قدر ہیں کہ میں صاحب شریعت نہیں ہوں ہاں یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے۔ اور ہرگز فراموش نہیں کرنی چاہئے کہ میں باوجود نبی اور رسول کے لفظ کے ساتھ پکارے جانے کے خدا کی طرف سے اطلاع دیا گیا ہوں کہ یہ تمام فیوض بلاواسطہ میرے پر نہیں ہیں بلکہ آسمان پر ایک پاک وجود ہے جس کا روحانی افاضہ میرے شامل حال ہے یعنی محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم۔ اس واسطہ کو ملحوظ رکھکر اور اس میں ہوکر اور اس کے نام محمدؐ اور احمد سے مسمّٰے ہوکر میں رسول بھی ہوں اور نبی بھی ہوں یعنی بھیجا گیا بھی اور خدا سے غیب کی خبریں پانے والا بھی۔ اور اس طور سے خاتم النبیین کی مہر محفوظ رہی۔ کیونکہ میں نے انعکاسی اور ظلی طور پر محبت کے آئینہ کے ذریعہ سے وہی نام پایا۔ اگر کوئی شخص اس وحی الٰہی پر ناراض ہو کہ کیوں خدا تعالےٰ نے میرا نام نبی اور رسول رکھا ہے تو یہ اس کی حماقت ہے۔ کیونکہ میرے نبی اور رسول ہونے سے خدا کی مُہر نہیں ٹوٹتی۔ یہ بات ظاہر ہے کہ جیسا کہ میں اپنی نسبت کہتا ہوں کہ خدا نے مجھے رسول اور نبی کے نام سے پکارا ہے۔ ایسا ہی میرے مخالف حضرت عیسٰی ابن مریم کی نسبت کہتے ہیں کہ وہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد دوبارہ دنیا میں آئیں گے اور چونکہ وہ نبی ہیں اس لئے ان کے آنے پر بھی وہی اعتراض ہوگا جو مجھ پر کیا جاتا ہے۔ یعنی یہ کہ خاتم النبیین کی مُہر ختمیت ٹوٹ جائے گی۔ مگر میں کہتا ہوں۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد جو درحقیقت خاتم النبیین تھے مجھے رسول اور نبی کے لفظ سے پکارے جانا کوئی اعتراض کی بات نہیں اور نہ اس سے مہر ختمیت ٹوٹتی ہے۔ کیونکہ بارہا بتلا چکا ہوں کہ میں بموجب آیت وَ اٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ بروزی طور پر وہی نبی خاتم الانبیاء ہوں۔ اور خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمدؐ اور احمدؐ رکھا ہے اور مجھے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ہی وجود قرار دیا ہے۔ پس اس طور سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے خاتم الانبیاء ہونے میں

*صاحب شریعت نہیں ہوں*

*تمام فیوض نبی متبوع کی وجہ سے ہیں۔*

*انعکاسی طور نبی کا نام پایا*

*بروزی طور پر بموجب آیت خاتم الانبیاء ہوں*

---

ہٰذا یہ کیسی عمدہ بات ہے کہ اس طریق سے نہ تو خاتم النبیین کی پیشگوئی کی مہر ٹوٹی۔ اور نہ امت کے کل افراد مفہوم نبوت سے جو آیت لَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖ کے مطابق ہے محروم رہے۔ مگر حضرت عیسےٰ کو دوبارہ اتارنے سے جن کی نبوت اسلام سے چھ سو برس پہلے قرار پا چکی ہے۔ اسلام کا کچھ باقی نہیں رہتا اور آیت خاتم النبیین کی صریح تکذیب لازم آتی ہے۔ اس کے مقابل پر ہم صرف مخالفوں کی گالیاں سنیں گے۔ سو گالیاں دیں۔ وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْٓا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ۔ منہ

*امت کے دوسرے افراد مفہوم نبوت سے محروم نہیں*

ظل اصل سے علیحدہ نہیں ہوتا

میری نبوت سے کوئی تزلزل نہیں آیا۔ کیونکہ ظل اپنے اصل سے علیحدہ نہیں ہوتا۔ اور چونکہ میں ظلی طور پر محمد ہوں صلے اللہ علیہ وسلم پس اس طور سے خاتم النبیین کی مہر نہیں ٹوٹی۔ کیونکہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت محمد تک ہی محدود رہی۔ یعنے بہرحال محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہی نبی رہا نہ اور کوئی یعنی جب کہ میں بروزی طور پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہوں۔ اور بروزی رنگ میں تمام کمالات محمدی مع نبوت محمدیہ کے میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہیں تو پھر کونسا الگ انسان ہوا جس نے علیحدہ طور پر نبوت کا دعوےٰ کیا۔

علیحدہ طور پر نبوت کا دعوےٰ نہیں

بھلا اگر مجھے قبول نہیں کرتے تو یوں سمجھ لو کہ تمہاری حدیثوں میں لکھا ہے کہ مہدی موعود خَلق اور خُلق میں ہمرنگ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہوگا۔ اور اس کا اسم آنجناب کے اسم سے مطابق ہوگا۔ یعنی اس کا نام بھی محمد اور احمد ہوگا اور اس کے اہلبیت میں سے ہوگا ٭ اور بعض حدیثوں میں ہے کہ مجھ میں سے ہوگا۔

مہدی کا نام محمد اور احمد لکھا ہے

یہ عمیق اشارہ اس بات کی طرف ہے۔ کہ وہ روحانیت کے رو سے × × × × × × × × × × ×

× × × × × × × × × × × × × × × × اسی نبی میں سے نکلا ہوا ہوگا۔ اور اسی کی روح کا روپ ہوگا۔

مہدی آنحضرت کا بروز ہے

اسپر نہایت قوی قرینہ یہ ہے کہ جن الفاظ کے ساتھ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے تعلق بیان کیا۔ یہانتک کہ دونوں کے نام ایک کر دیئے۔ ان الفاظ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اس موعود کو اپنا بروز بیان فرمانا چاہتے ہیں جیسا کہ حضرت موسےٰ کا یشوع بروز تھا۔ اور بروز کے لئے یہ ضرور نہیں کہ بروزی انسان صاحب بروز کا بیٹا یا نواسہ ہو۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ روحانیت کے تعلقات کے لحاظ سے شخص مورد

---

سلمان کے معنے

٭ حاشیہ۔ یہ بات میرے [illegible] کی تاریخ سے ثابت ہے کہ ایک دادی ہماری شریف خاندان سادات سے اور بنی فاطمہ میں سے تھی۔ اسکی تصدیق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی کی ہے اور خواب میں مجھے فرمایا کہ سلمان منا اھل البیت علٰی مشرب الحسن۔ میرا نام سلمان رکھا یعنے دو سلم۔ اور سلم عربی میں صلح کو کہتے ہیں یعنی مقدر ہے کہ دو صلح میرے ہاتھ پر ہوگی۔ ایک اندرونی کہ جو اندرونی بغض اور شحنا کو دور کریگی۔ دوسری بیرونی کہ جو بیرونی عداوت کے وجوہ کو پامال کرکے اور اسلام کی عظمت دکھا کر غیر مذہب والوں کو اسلام کیطرف جھکا دیگی۔ معلوم ہوتا ہے کہ حدیث میں جو سلمان آیا ہے اس سے بھی میں مراد ہوں۔ ورنہ اس سلمان پر دو صلح کی پیشگوئی صادق نہیں آتی۔ اور میں خدا سے وحی پاکر کہتا ہوں کہ میں بنی فارس میں سے ہوں۔ اور بموجب اس حدیث کے جو کنز العمال میں درج ہے بنی فارس بھی بنی اسرائیل اور اہلبیت میں سے ہیں اور حضرت فاطمہ نے کشفی حالت میں اپنی ران پر میرا سر رکھا اور مجھے دکھایا کہ میں اس میں سے ہوں۔ چنانچہ یہ کشف براہین احمدیہ میں موجود ہے۔ منہ

بروز صاحب بروز میں سے نکلا ہوا ہو اور ازل سے باہمی کشش اور باہمی تعلق درمیان ہو۔ سو یہ خیال آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شان معرفت کے سراسر خلاف ہے کہ آپ اس بیان کو تو چھوڑ دیں جو اظہار مفہوم بروز کے لئے ضروری ہے۔ اور یہ امر ظاہر کرنا شروع کر دیں کہ وہ میرا نواسہ ہوگا۔ بھلا نواسہ ہونے سے بروز کو کیا تعلق۔ اور اگر بروز کے لئے یہ تعلق ضروری تھا تو فقط نواسہ ہونے کی ایک ناقص نسبت کیوں اختیار کی گئی۔ بیٹا ہونا چاہئے۔ لیکن اللہ تعالےٰ نے اپنی کلام پاک میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کسی کے باپ ہونے کی نفی کی ہے۔ لیکن بروز کی خبر دی ہے۔ اگر بروز صحیح نہ ہوتا۔ تو پھر آیت و اٰخرین منھم میں اس موعود کے رفیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کیوں ٹھہرتے۔ اور نفی بروز سے اس آیت کی تکذیب لازم آتی ہے جسمانی خیال کے لوگوں نے کبھی اس موعود کو حسن کی اولاد بنایا اور کبھی حسین کی اور کبھی عباس کی لیکن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا صرف یہ مقصود تھا۔ کہ وہ فرزندوں کی طرح اس کا وارث ہوگا۔ اس کے نام کا وارث اس کے خُلق کا وارث اس کے علم کا وارث۔ اس کی روحانیت کا وارث۔ اور ہر ایک پہلو سے اپنے اندر اس کی تصویر دکھلائے گا۔ اور وہ اپنی طرف سے نہیں بلکہ سب کچھ اس سے لیگا۔ اور اس میں فنا ہو کر اس کے چہرہ کو دکھائے گا۔ پس جیسا کہ ظلی طور پر اس کا نام لیگا۔ اس کا خلق لیگا اس کا علم لے گا۔ ایسا ہی اس کا نبی لقب بھی لے گا۔ کیونکہ بروزی تصویر پوری نہیں ہو سکتی جب تک کہ یہ تصویر ہر ایک پہلو سے اپنے اصل کے کمال اپنے اندر نہ رکھتی ہو۔ پس چونکہ نبوت بھی نبی میں ایک کمال ہے اس لئے ضروری ہے کہ تصویر بروزی میں وہ کمال بھی نمودار ہو تمام نبی اس بات کو مانتے چلے آئے ہیں کہ وجود بروزی اپنے اصل کی پوری تصویر ہوتی ہے یہاں تک کہ نام بھی ایک ہو جاتا ہے۔ پس اس صورت میں ظاہر ہے کہ جس طرح بروزی طور پر محمد اور احمد نام رکھے جانے سے دو محمد اور دو احمد نہیں ہو گئے اسی طرح بروزی طور پر نبی یا رسول کہنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ خاتم النبیین کی مہر ٹوٹ گئی کیونکہ وجود بروزی کوئی الگ وجود نہیں۔ اس طرح پر تو محمد کے نام کی نبوت محمد صلے اللہ علیہ وسلم تک ہی محدود رہی۔ تمام انبیاء علیہم السلام کا اس پر اتفاق ہے کہ بروز میں دوئی نہیں ہوتی کیونکہ بروز کا مقام اس مضمون کا مصداق ہوتا ہے کہ

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی
تاکس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری۔

لیکن اگر حضرت عیسٰی علیہ السلام دوبارہ دنیا میں آئے۔ تو بغیر خاتم النبیین کی مُہر توڑنے

ہماری فرزند نہیں فرزندوں کی طرح وارث ہوگا۔

بروزی تصویر میں کمال نبوت کا ہونا ضروری ہے۔

بروز میں دوئی نہیں ہوتی

کے کیونکر دنیا میں آسکتے ہیں۔ غرض خاتم النبیین کا لفظ ایک الٰہی مہر ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر لگ گئی ہے۔ اب ممکن نہیں کہ کبھی یہ مہر ٹوٹ جائے۔ ہاں یہ ممکن ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نہ ایک دفعہ بلکہ ہزار دفعہ دنیا میں بروزی رنگ میں آجائیں اور بروزی رنگ میں اور کمالات کے ساتھ اپنی نبوت کا بھی اظہار کریں۔ اور یہ بروز خدا تعالےٰ کی طرف سے ایک قرار یافتہ عہد تھا۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے واٰخرین منھم لما یلحقوا بھم اور انبیاء کو اپنے بروز پر غیرت نہیں ہوتی کیونکہ وہ انہیں کی صورت اور انہی کا نقش ہے لیکن دوسرے پر ضرور غیرت ہوتی ہے دیکھو حضرت موسےٰ نے معراج کی رات جب دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے مقام سے آگے نکل گئے تو کیونکر رو رو کر اپنی غیرت ظاہر کی تو پھر جس حالت میں خدا تو فرمائے کہ تیرے بعد کوئی اور نبی نہیں آئے گا۔ اور پھر اپنے فرمودہ کے برخلاف عیسیٰ کو بھیجدے تو پھر کس قدر یہ فعل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی دلآزاری کا موجب ہوگا غرض بروزی رنگ کی نبوت سے ختم نبوت میں فرق نہیں آتا۔ اور نہ مُہر ٹوٹتی ہے۔ لیکن کسی دوسرے نبی کے آنے سے اسلام کی بیخکنی ہو جاتی ہے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اس میں سخت اہانت ہے کہ عظیم الشان کام دجال کشی کا عیسےٰ سے ہوا نہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے اور آیت کریمہ ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النبیین نعوذ باللہ اس سے جھوٹی ٹھہرتی ہے اور اس آیت میں ایک پیشگوئی مخفی ہے اور وہ یہ کہ اب نبوت پر قیامت تک مہر لگ گئی ہے اور بجز بروزی وجود کے جو خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا وجود ہے کسی میں یہ طاقت نہیں جو کھلے کھلے طور پر نبیوں کی طرح خدا سے کوئی علم غیب پاوے اور چونکہ وہ بروز محمدی جو قدیم سے موعود تھا وہ میں ہوں اس لئے بروزی رنگ کی نبوت مجھے عطا کی گئی۔ اور اس نبوت کے مقابل پر اب تمام دنیا بے دست و پا ہے کیونکہ نبوت پر مُہر ہے۔ ایک بروز محمدی جمیع کمالات محمدیہ کے ساتھ آخری زمانہ کے لئے مقدر تھا سو وہ ظاہر ہو گیا اب بجز اس کھڑکی کے اور کوئی کھڑکی نبوت کے چشمہ سے پانی لینے کے لئے باقی نہیں۔ خلاصہ کلام یہ کہ بروزی طور کی نبوت اور رسالت سے ختمیت کی مُہر نہیں ٹوٹتی۔ اور حضرت عیسےٰ کے نزول کا خیال جو مستلزم تکذیب آیت ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النبیین ہے وہ ختمیت کی مہر کو توڑتا ہے اور اس فضول اور خلاف عقیدہ کا تو قرآن شریف میں نشان نہیں اور کیونکر ہو سکتا کہ وہ آیت ممدوحہ بالا کے صریح برخلاف ہے۔ لیکن ایک بروزی نبی اور رسول کا آنا

آنحضرت ہزار دفعہ بروزی رنگ میں آسکتے ہیں اور اپنی نبوت کا بھی اظہار کر سکتے ہیں

اللہ تعالےٰ کا وعدہ آنحضرت سے کہ تیرے بعد کوئی اور نبی نہیں آئیگا۔

چونکہ بروز محمدی ہوں اس لئے بروزی نبوت پائی

بروزی نبوت سے ختمیت کی مہر نہیں ٹوٹتی

ایک بروزی نبی کا آنا قرآن شریف سے ثابت ہے

قرآن شریف سے ثابت ہو رہا ہے جیسا کہ آیت واٰخرین منھم سے ظاہر ہے اس آیت میں ایک لطافت بیان یہ ہے کہ اس گروہ کا ذکر تو اس میں کیا گیا جو صحابہ میں سے ٹھہرائے گئے ۔لیکن جگہ اس مورد بروز کا بتصریح ذکر نہیں کیا یعنے مسیح موعود کا جس کے ذریعہ سے وہ لوگ صحابہ ٹھہرے اور صحابہ کی طرح زیر تربیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سمجھے گئے۔ اس ترک ذکر سے یہ اشارہ مطلوب ہے کہ مورد بروز حکم نفی وجود کا رکھتا ہے ۔ اس لئے اس کی بروزی نبوت اور رسالت سے مہر ختمیت نہیں ٹوٹتی ۔پس آیت میں اس کو ایک وجود منفی کی طرح رہنے دیا ۔اور اس کی عوض میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو پیش کر دیا ہے ۔اور اسی طرح آیت انا اعطینٰک الکوثر میں ایک بروزی وجود کا وعدہ دیا گیا ۔جس کے زمانہ میں کوثر ظہور میں آئے گا ۔یعنی دینی برکات کے چشمے بہ نکلیں گے ۔اور بکثرت دنیا میں سچے اہل اسلام ہو جائیں گے ۔اس آیت میں بھی ظاہری اولاد کی ضرورت کو نظر تحقیر سے دیکھا اور بروزی اولاد کی پیشگوئی کی گئی اور گو خدا نے مجھے یہ شرف بخشا ہے کہ میں اسرائیلی بھی ہوں اور فاطمی بھی اور دونوں خونوں سے حصہ رکھتا ہوں ۔لیکن میں روحانیت کی نسبت کو مقدم سمجھتا ہوں جو بروزی نسبت ہے ۔ اب اس تمام تحریر سے مطلب میرا یہ ہے کہ جاہل مخالف میری نسبت الزام لگاتے ہیں کہ یہ شخص نبی یا رسول ہونے کا دعوے کرتا ہے ۔مجھے ایسا کوئی دعوے نہیں ہیں اس طور سے جو وہ خیال کرتے ہیں ۔ نہ نبی ہوں نہ رسول ہوں ۔ ہاں میں اس طور سے نبی اور رسول ہوں جس طور سے ابھی میں نے بیان کیا ہے ۔پس جو شخص میرے پر شرارت سے یہ الزام لگاتا ہے جو دعوے نبوۃ اور رسالت کا کرتے ہیں وہ جھوٹا اور ناپاک خیال ہے ۔مجھے بروزی صورت نے نبی اور رسول بنایا ہے اور اسی بنا پر خدا نے بار بار میرا نام نبی اللہ اور رسول اللہ رکھا مگر بروزی صورت میں ۔میرا نفس درمیان نہیں ہے ۔بلکہ محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم ہے اسی لحاظ سے میرا نام محمدؐ اور احمد ہوا ۔پس نبوت اور رسالت کسی دوسرے کے پاس نہیں گئی ۔محمدؐ کی چیز محمد کے پاس رہی علیہ الصلوۃ والسلام ✦

انا اعطینٰک الکوثر میں بروزی اولاد کی پیشگوئی اور ظاہری اولاد کی تحقیر

نبی رسول ہونے کا دعوے نہیں

بروزی صورت نے نبی اور رسول بنایا۔

خطبہ الہامیہ ۔الاعلان صفحہ ب

فبعث مثیل موسٰی من قوم بنی اسمٰعیل وجعل علماء امتہ کانبیاء سلسلۃ الکلیم وکمثرھم دوالمحمود بما کانوا ینتکسون

پس اس نے مثیل موسٰی کو بنو اسمٰعیل کی قوم سے مبعوث کیا اور اس کی امت کے علماء کو حضرت موسٰی کلیم اللہ کے سلسلہ انبیاء کی مانند کیا اور اس کے یہود کے نمونہ پر

وانی نبینا کلما اوتی موسیٰ وزیادة
واٰتاه من الکتاب والخلفاء کمثله
واحرق به قلوب الذین ظلموا واستکبروا
لعلهم یرجعون کما انه خلق
الازواج کلها کذالک جعل السلسلة
الاسماعیلیة زوجًا للسلسلة الا
سرائیلیة وذالک امر نطق به
القراٰن ولا ینکره الا العمون الا
تری قوله تعالیٰ فی سورة الجاثیه
ولقد اٰتینا بنی اسرائیل الکتاب
والحکم والنبوة ورزقناهم من
الطیبات وفضلناهم علی العٰلمین
واٰتیناهم بیّنات من الامر فما
اختلفوا الا بعد ما جاءهم العلم
بغیًا بینهم ان ربک یقضی بینهم
یوم القیامة فیما کانوا فیه یختلفون
(۳) ثم جعلناک علی شریعة من الامر
فاتبعها ولا تتبع اهواء الذین
لا یعلمون۔ فانظر کیف ذکر الله
تعالیٰ ههنا سلسلتین متقابلتین
سلسلة موسیٰ الی عیسیٰ وسلسلة
نبینا خیر الوریٰ الی المسیح الموعود
الذی جاء فی زمنکم هذا۔

تو ڑا یہ سبب اسکے کہ وہ تکبر کرتے تھے اور جو کچھ اسنے
موسیٰ کو دیا وہ ہمارے نبی صلعم کو بھی دیا بلکہ زیادہ دیا
اور اسکو کتاب بھی دیا اور اس کی مانند خلفا بھی دیئے
اور اسے ان لوگوں کے دلوں کو جلایا جنہوں نے ظلم کیا اور تکبر
کیا تا کہ وہ رجوع کریں۔ پس ایسا ہی اسنے سب جوڑے
جوڑے پیدا کیا اسیطرح اسنے اسماعیلیہ کے سلسلہ کو
اسرائیلیہ کے سلسلہ کیلئے جوڑا بنایا۔ اور یہ وہ بات ہے
جو قرآن شریف بھی بیان کرتا ہے اور اس کا انکار وہی
لوگ کرتے ہیں جو اندھے ہوتے ہیں۔ کیا تو خدا تعالیٰ کے
اس قول کو جو سورۃ جاثیہ میں ہے نہیں دیکھتا وہ یہ ہے
اور ضرور بالضرور ہمنے بنی اسرائیل کو کتاب اور حکم اور نبوت
دی اور پاکیزہ چیزیں انکو دیں اور انکو سب جہانوں پر بزرگی
دی اور انکو دین کی کھلی کھلی باتیں دیں پس انہوں نے
علم کے آنیکے بعد آپس کی سرکشی کے باعث اختلاف
کیا تحقیق تیرا رب قیامت کے دن انکے درمیان ان باتوں
میں فیصلہ کریگا جنمیں وہ اختلاف کرتے تھے پھر ہم نے
تجھکو دین کی شریعت پر قایم کیا پس تو اسکی اتباع کر
اور وہ لوگ جو بیعلم ہیں انکی خواہشوں کی پیروی نہ کریں
تو دیکھ کیونکر اللہ تعالیٰ نے ان دونوں سلسلوں کا
کا ذکر ایک دوسرے کے مقابل رکھکر کیا یعنے حضرت موسیٰ
کا سلسلہ حضرت عیسیٰ تک اور ہمارے نبی خیر الورے کا
سلسلہ حضرت مسیح موعود تک جو کہ تمہارے اس
زمانہ میں آیا +

خطبہ الہامیہ الاعلان۔ صفحہ (ج)

ومن فضل الله واحسانه انه

اور اللہ کا فضل اور اسکے احسان سے یہ ہے کہ

سیح محمدی بعض شانوں سے مسیح اسرائیلی سے بڑھ کر ہے

جعل هذا الفتح على يد المسيح المحمدي ليرى الناس انه اكمل من المسيح الاسرائيلي في بعض شئونه وذالك من غيرة الله التي هيجها النصارى باطراء مسيحهم. ولما كان شان المسيح المحمدي كذالك فما اكبر شان نبي هو من امته

اس نے اس فتح کو مسیح محمدی کے ہاتھ پر رکھا تاکہ لوگوں کو دکھائے کہ وہ مسیح اسرائیلی سے اپنی بعض شانوں میں زیادہ کامل ہے۔ اور یہ اللہ تعالےٰ کی غیرت سے ہے جس کو وہ جوش میں لائے ہیں اپنے مسیح کے متعلق غلو کرنے کی وجہ سے جب مسیح محمدی کی ایسی شان ہے تو کس قدر بلند شان ہوگی اس نبی کی جسکی امت میں سے وہ ہے۔

خطبہ الہامیہ صفحہ ۸ و ۹

خلیفہ کو ظلی طور پر صفات الٰہیہ کا رنگ دیا جاتا ہے

وبعد ذالك يكسى الانسان الكامل حلة الخلافة من الحضرة ويصبغ بصبغ صفات الالوهية على وجه الظلية تحقيقا لمقام الخلافة وبعد ذالك ينزل الى الخلق ليجذبهم الى الروحانية ....... ويجعل وارثا لكل من مضى من قبله من النبيين والصديقين واهل العلم والدراية وشموس القرب والولاية *

اور اسکے بعد انسان کامل کو حضرت احدیت کیطرف سے خلافت کا پیرایہ پہنایا جاتا ہے اور رنگ دیا جاتا ہے الوہیت کی صفتوں کے ساتھ اور یہ رنگ ظلی طور پر ہوتا ہے تا مقام خلافت متحقق ہو جائے اور پھر اسکے بعد خلقت کی طرف اترتا ہے تا انکو روحانیت کیطرف کھینچے ..... ..... یہ انسان ان سب کا وارث کیا جاتا ہے جو نبیوں اور صدیقوں اور اہل علم و درایت میں سے اور قرب اور ولایت کے سورجوں میں سے اس سے پہلے گذر چکے ہیں

خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۷ و ۱۸

مجدد و مہدی جو خدا کے حکم سے آیا

پس اس اندھیری رات کے وقت اور تند ہوا کی تاریکی کے وقت خدا کے رحم نے تقاضا کیا کہ آسمان سے نور نازل ہو۔ سو میں وہ نور ہوں اور وہ مجدد ہوں کہ جو خدا تعالےٰ کے حکم سے آیا ہے۔ اور بندہ مدد یافتہ ہوں۔ اور وہ مہدی ہوں جس کا آنا مقرر ہو چکا ہے۔ اور وہ مسیح ہوں جس کے آنے کا وعدہ تھا *

خطبہ الہامیہ صفحہ ۲۲۔

عیسیٰ ابن مریم اور احمد کا بروز

پس مجھ کو مسیح ابن مریم کا مظہر بنایا تاکہ ضرر اور گمراہی کے مادوں کو دور فرماوے۔ اور مجھ کو مہدی

احمد اکرم کا مظہر بنایا تا کہ لوگوں کو فایدہ پہنچاوے اور درایت اور ہدایت کی بارش کو دوبارہ اتارے +

خطبہ الہامیہ صفحہ ۳۵

سلسلہ ولایت کو ختم کرنے والا خاتم الاولیا

میں ولایت کے سلسلہ کو ختم کرنے والا ہوں۔ جیسا کہ ہمارے سید آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نبوت کے سلسلہ کو ختم کرنے والے ہیں۔ اور وہ خاتم الانبیاء ہیں اور میں خاتم الاولیا ہوں میرے بعد کوئی ولی نہیں۔ مگر وہ جو مجھ سے ہوگا اور میرے عہد پر ہوگا +

خطبہ الہامیہ صفحہ ۹۵ تا ۹۶

مسیح موعود اس امت کے خلیفوں میں آخری خلیفہ ہے

خدا نے سورہ نور میں ہم کو بشارت دی ہے کہ خلیفے اس امت سے ہونگے۔ پس ضرور اسی طریق پر خاتم الخلفا مسلمانوں میں سے پیدا ہوا۔ اور وہی بغیر کسی شک کے مسیح موعود ہے +

خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۱۱ و ۱۱۲

اس امت کے انعام یافتہ گروہ میں سے آخری اینٹ میں ہوں

اور اس امت کے یہود اور ان کی سیرت کو بھی دیکھا اور اس عمارت میں ایک اینٹ کی جگہ خالی تھی۔ یعنی منعم علیہم۔ پس خدا نے ارادہ فرمایا کہ اس پیشگوئی کو پورا کرے اور آخری اینٹ کے ساتھ بنا کو کمال تک پہنچاوے۔ پس میں وہی اینٹ ہوں +

خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۱۴

ترقیات میں بعض اس امت میں سے نبی ہو سکتے ہیں

یہ امت امت وسط ہے۔ اور ترقیات کے لئے ایسی استعداد رکھتی ہے کہ ممکن ہے کہ بعض ان میں سے انبیاء ہو جائیں

خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۶۷ و ۱۶۸

بروز خاتم النبیین

لاجرم خدا نے مجھ کو آدم بنایا اور مجھ کو وہ سب چیزیں بخشیں اور مجھ کو خاتم النبیین اور سید المرسلین کا بروز بنایا۔ اور بھید اس میں یہ ہے کہ خدا نے ابتدا سے ارادہ فرمایا تھا کہ اس آدم کو پیدا کرے گا کہ آخری زمانہ میں خاتم الخلفا ہوگا +

خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۷۰

آنحضرت کے ساتھ شاگردی کی نسبت

درحقیقت ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور میری نسبت اس کی جناب کے ساتھ استاد اور شاگرد کی نسبت ہے +

خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۷۳

آنحضرت آدم کی اولاد کے سردار ہیں

بعد اس کے اس آدم کو وجود کا خلعت پہنایا جس کا نام محمدؐ اور احمدؐ ہے صلے اللہ علیہ وسلم اور وہ

آدم کی اولاد کا سردار اور خلقت کا امام اور سب سے زیادہ تقی اور سعید ہے +

ضمیمہ خطبہ الہامیہ صفحہ (ب)

نبوت آنحضرت پر ختم ہوئی آپ کے بعد کوئی نبی نہیں مگر وہی جو آپکے نور سے منور اور آپکا وارث ہو

وقد ختمت النبوة على نبينا صلى الله عليه وسلم فلا نبي بعده الا الذي نوّر بنوره وجعل وارثه من حضرة الكبرياء اعلموا ان الختمية اعطيت من الازل لمحمد صلى الله عليه وسلم ثم اعطيت لمن علّمه روحه وجعله ظله فتبارك من علم و تعلم

اور نبوت ختم کی گئی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر پس کوئی نبی نہیں آپکے بعد مگر وہی جو اس کے نور سے منور کیا گیا اور حضرت کبریا کی طرف سے اس کا وارث بنایا گیا۔ جان لو کہ ختمیت ازل سے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو دی گئی پھر دی گئی اسے جسکو اس کی روح نے بنایا۔ اور اس کو اسکا ظل بنایا سو بابرکت ہے وہ جس نے سکھایا اور وہ جو شاگرد ہوا +

بابرکت ہے سکھانا اور شاگرد ہونا

اشتہار منارۃ المسیح ملحقہ خطبہ الہامیہ صفحہ (ح)

آنحضرت اتم اور اکمل مظہر صفات الٰہیہ ہیں

اور پھر قدم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم آسمانی سیر کے طور پر اوپر کی طرف گیا اور مرتبہ قاب قوسین کا پایا۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مظہر صفات الٰہیہ اتم اور اکمل طور پر تھے +

ضمیمہ رسالہ جہاد صفحہ ۳ و ۴

عکس کے طور پر مسیح ہوں۔

اور اس کا نام اسی طور سے مسیح رکھا جیسا کہ پانی یا آئینہ میں ایک شخص کا جو عکس پڑتا ہے۔ اس عکس کو مجازاً کہہ سکتے ہیں کہ یہ فلاں شخص ہے ...................

سو میں وہی اوتار ہوں جو حضرت مسیح کی روحانی شکل اور خو اور طبیعت پر بھیجا گیا ہوں +

ضمیمہ تحفہ گولڑویہ دوسری ایڈیشن صفحہ ۱۷

مدعی رسول یا نبی کی صداقت تئیس سال دعوے پر گذر جانے سے ثابت ہوتی ہے …

لیکن میری مخالفت کے لئے اب وہ قرآن شریف کے اس اصول کو بھی نہیں مانتے اور کہتے ہیں کہ اگر کوئی ایسا دعوے کرے کہ میں خدا کا نبی یا رسول یا مامور من اللہ ہوں جس سے خدا ہمکلام ہو کر اپنے بندوں کی اصلاح کے لئے وقتاً فوقتاً راہ راست کی حقیقتیں اس پر ظاہر کرتا ہے۔ اور اس دعوے پر ۲۳ یا ۲۵ برس گذر جائیں یعنی وہ میعاد گذر جائے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی میعاد تھی۔ اور وہ شخص اس مدت تک فوت نہ ہو اور نہ قتل کیا جائے تو اس سے لازم نہیں آتا کہ وہ شخص سچا نبی یا سچا رسول یا خدا کی طرف سے سچا مصلح اور مجدد ہے ۔ اور

حقیقت میں خدا اس سے ہمکلام ہوتا ہے ۰

ضمیمہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۲۱

نبی کریم کے نمونہ پر مجھے بھی ۲۳ برس وحی پانیکی مدت دی گئی

سو اس امت میں وہ ایک شخص میں ہی ہوں جس کو اپنے نبی کریم کے نمونہ پر وحی اللہ پانے میں ۲۳ برس کی مدت دی گئی۔ اور ۲۳ برس تک برابر یہ سلسلہ وحی کا جاری رکھا گیا ۰

حاشیہ ضمیمہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۲۴۔

رسول اور نبی کا لفظ میری نسبت مجاز اور استعارہ ہے

اس جگہ میری نسبت کلام الٰہی میں رسول اور نبی کا لفظ اختیار کیا گیا ہے کہ یہ رسول اور نبی اللہ ہے۔ یہ اطلاق مجاز اور استعارہ کے طور پر ہے۔ کیونکہ جو شخص خدا سے براہ راست وحی پاتا ہے اور یقینی طور پر خدا اس سے مکالمہ کرتا ہے جیسا کہ نبیوں سے کیا اس پر رسول یا نبی کا لفظ بولنا غیر موزون نہیں ہے بلکہ یہ نہایت فصیح استعارہ ہے اسی وجہ سے صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور انجیل اور دانیئل اور دوسرے نبیوں کی کتابوں میں بھی جہاں میرا ذکر کیا گیا ہے وہاں میری نسبت نبی کا لفظ بولا گیا ہے۔ اور بعض نبیوں کی کتابوں میں میری نسبت بطور استعارہ فرشتہ کا لفظ آگیا ہے۔ اور دانیئل نبی نے اپنی کتاب میں میرا نام میکائیل رکھا ہے۔ اور عبرانی میں لفظی معنے میکائیل کے ہیں خدا کی مانند ۰

فرشتہ کا لفظ بھی میرے لئے بطور استعارہ بولا گیا ہے اور میکائیل بھی۔

ضمیمہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۳۱

اسم احمد میں اشارہ ہے آخری مظہر کی طرف جس کا نام آسمان پر احمد ہے

ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد میں یہ اشارہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا آخر زمانہ میں ایک مظہر ظاہر ہوگا۔ گویا وہ اس کا ایک ہاتھ ہوگا جس کا نام آسمان پر احمد ہوگا۔ اور وہ حضرت مسیح کے رنگ میں جمالی طور پر دین کو پھیلائے گا۔ ایسا ہی یہ آیت واتخذوا من مقام ابراھیم مصلی اس طرف اشارہ کرتی ہے کہ جب امت محمدیہ میں بہت فرقے ہو جائیں گے۔ تب آخر زمانہ میں ایک ابراہیم پیدا ہوگا اور ان سب فرقوں سے وہ فرقہ نجات پائیگا کہ اس ابراہیم کا پیرو ہوگا ۰

آخری زمانہ میں ایک ابراہیم پیدا ہوگا۔

آنحضرت اللہ جل شانہ کا مظہر اتم ہیں۔

یاد رہے کہ جیسا کہ خدا تعالےٰ کے دو ہاتھ جلالی و جمالی ہیں۔ اسی نمونہ پر چونکہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم اللہ جل شانہ کے مظہر اتم ہیں۔ لہذا خدا تعالےٰ نے آپ کو بھی وہ دونوں ہاتھ رحمت اور شوکت کے عطا فرمائے۔ جمالی ہاتھ کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے کہ قرآن شریف میں ہے وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین یعنے ہم نے تمام دنیا پر رحمت کر کے تجھے بھیجا ہے۔ اور جلالی ہاتھ کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے وما رمیت

صحابہ آنحضرت کی صفت جلالی کا ظہور ہیں میں صفت جمالی کا

اذ رمیت ولکن اللہ رمٰی اور چونکہ خدا تعالیٰ کو منظور تھا کہ یہ دونوں صفتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنے اپنے وقتوں میں ظہور پذیر ہوں اس لئے خدا تعالیٰ نے صفت جلالی کو صحابہ رضی اللہ عنہم کے ذریعہ سے ظاہر فرمایا۔ اور صفت جمالی کو مسیح موعود اور اس کے گروہ کے ذریعہ سے کمال تک پہنچایا اسی کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے وآخرین منھم لما یلحقوا بھم۔

ضمیمہ حاشیہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۳۳ و ۳۴

آنحضرت سے نسبت شاگردی

بعض نادان کہتے ہیں کہ عربی میں کیوں الہام ہوتا ہے۔ اس کا یہی جواب ہے کہ شاخ اپنی جڑ سے علیحدہ نہیں ہو سکتی۔ جس حالت میں یہ عاجز نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی کنار عاطفت میں پرورش پاتا ہے۔ براہین احمدیہ کا یہ الہام بھی اس پر گواہ ہے کہ تبارک الذی من علم وتعلم۔ بہت برکت والا وہ انسان ہے جس نے اس کو فیض روحانی سے مستفیض کیا۔ یعنے سیدنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم۔ اور دوسرا بہت برکت والا یہ انسان ہے جس نے اس سے تعلیم پائی۔ تو پھر جب معلم اپنی زبان عربی رکھتا ہے ایسا ہی تعلیم پانے والے کا الہام بھی عربی میں ہونا چاہیئے تا مناسبت ضایع نہ ہو۔

تحفہ گولڑویہ صفحہ ۲۸

آخرین منھم کے رو سے ہیں قائمقام صحابہ اور صحابہ میں داخل ہوں

اور اس میں کچھ نہیں کہ اس جگہ منکم کے لفظ سے صحابہ کو خطاب کیا گیا ہے۔ اور وہی مخاطب تھے۔ لیکن ظاہر ہے کہ ان میں سے تو کسی نے مسیح موعود ہونے کا دعوےٰ نہیں کیا اس لئے منکم کے لفظ سے کوئی ایسا شخص مراد ہے جو خدا تعالےٰ کے علم میں قائمقام صحابہ ہے اور وہ وہی ہے جس کو اس آیت مقصلہ ذیل میں قائمقام صحابہ کیا گیا ہے یعنے کہ آخرین منھم لما یلحقوا بھم۔ کیونکہ اس آیت نے ظاہر کیا ہے کہ وہ رسول کی روحانیت سے تربیت یافتہ ہے اور اسی معنی کے رو سے صحابہ میں داخل ہے۔

تحفہ گولڑویہ صفحہ ۳۵

مسیح موعود بمطابق منطوق آخرین منھم صحابہ میں داخل ہے

اس امت کو دجال کے ساتھ مقابلہ پڑیگا۔ جیسا کہ حدیث نافع بن عتبہ سے مسلم میں صاف لکھا ہے کہ تم دجال کے ساتھ لڑو گے اور فتح پاؤ گے۔ اگرچہ صحابہ دجال کے ساتھ نہیں لڑے مگر حسب منطوق آخرین منھم مسیح موعود اور اس کے گروہ کو صحابہ قرار دیا۔

### تحفہ گولڑویہ صفحہ ۳۷

سلسلہ موسویہ اور محمدیہ میں درمیانی خلیفوں کی تعداد بارہ ہے

قرآن شریف میں حضرت موسےٰ اور حضرت عیسےٰ بن مریم کے درمیان بارہ خلیفوں کا ذکر فرمایا گیا۔ اور ان کا عدد بارہ ظاہر کیا گیا۔ اور یہ بھی ظاہر کیا گیا کہ وہ تمام بارہ کے بارہ حضرت موسےٰ علیہ السلام کی قوم میں سے تھے۔ مگر تیرہواں خلیفہ جو آخری خلیفہ ہے یعنے حضرت عیسےٰ علیہ السلام اپنے باپ کی رو سے اس قوم میں سے نہیں تھا۔ کیونکہ باپ نہ تھا جس کی وجہ سے وہ حضرت موسےٰ سے اپنی شاخ ملا سکتا یہی تمام باتیں سلسلہ خلافت محمدیہ میں پائی جاتی ہیں۔ یعنے حدیث متفق علیہ سے ثابت ہے کہ اس سلسلہ میں بھی درمیانی خلیفے بارہ ہیں۔ اور تیرھواں جو خاتم ولایت محمدیہ ہے وہ محمدی قوم میں سے نہیں ہے۔ یعنے قریش میں سے نہیں۔ اور یہی چاہئے تھا کہ بارہ خلیفے تو حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی قوم میں سے ہوتے۔ اور آخری خلیفہ اپنے آباؤ اجداد کے رو سے اس قوم میں سے نہ ہوتا تا تحقق مشابہت اکمل اور اتم طور پر ہو جاتا۔ سو الحمد للہ والمنۃ ایسا ہی ظہور میں آیا۔

تیرھواں خلیفہ خاتم ولایت محمدیہ ہے

### تحفہ گولڑویہ صفحہ ۳۹

خاتم الاولیا مسیح کے مقابلہ پر ہے۔

آخری خلیفہ سلسلہ محمدیہ کا جو تقابل کے لحاظ سے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے مقابل پہ واقع ہوا ہے جس کی نسبت یہ ماننا ضروری ہے کہ وہ اس امت کا خاتم الاولیاء ہے

### تحفہ گولڑویہ صفحہ ۴۰

سلسلہ محمدیہ کے تمام خلیفے خلفائے موسویہ کے مثیل ہیں

اس جگہ بھی سلسلہ خلفاء محمدی کے لئے کما کا لفظ موجود ہے اور یہ نص قطعی کلام الٰہی کی آفتاب کی طرح چمک کر ہمیں بتلا رہی ہے کہ سلسلہ خلافت محمدی کے تمام خلیفے خلفاء موسوی کے مثیل ہیں اسی طرح آخری خلیفہ جو خاتم ولایت محمدیہ ہے۔ جو مسیح موعود کے نام سے موسوم ہے وہ حضرت عیسےٰ سے جو خاتم سلسلہ نبوت موسویہ ہے مماثلت اور مشابہت رکھتا ہے۔ الخ

### تحفہ گولڑویہ صفحہ ۸۱

محدث غیب کی خبریں دیتے ہیں۔

پھر جب اللہ تعالےٰ اپنے رسولوں اور نبیوں اور محدثوں کو دنیا میں بھیجتا۔ اور وہ بڑے بڑے پوشیدہ واقعات اور عالم مجازات اور غیب کی خبریں دیتے تو لوگوں کے دل میں یہ گمان گذر سکتا تھا کہ شاید وہ جھوٹے ہیں۔ یا بعض امور میں نجوم وغیرہ سے مدد لیتے

ہیں یا دربیان کوئی اور فریب ہے۔ پس خدا نے ان شبہات کے دور کرنے کے لئے عام لوگوں میں رسولوں اور نبیوں کی جنس کا ایک مادہ رکھ دیا ہے اور نبوت کی بہت چیزوں اور بہت سی صفات لازمہ میں سے ایک صفت میں ان کو ایک حد تک شریک کر دیا ہے تا وہ لوگ خدا کے نبیوں اور ماموریں اور ملہمین کی تصدیق کے لئے قریب ہو جائیں۔ اور دلوں میں سمجھ لیں کہ یہ امور جائز اور ممکن ہیں تبھی تو ہم بھی کسی حد تک شریک ہیں +

تحفہ گولڑویہ صفحہ ۸۳

ختم النبیین میں نبوت کو صریح ختم کر چکا ہے

قرآن شریف جیسا کہ آیت ...... الیوم اکملت لکم دینکم اور آیت ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین میں صریح نبوت کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ختم کر چکا ہے اور صریح لفظوں میں فرما چکا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں۔ جیسا کہ فرمایا ہے ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین۔ لیکن وہ لوگ جو حضرت عیلے علیہ السلام کو دوبارہ دنیا میں واپس لاتے ہیں ان کا یہ عقیدہ ہے کہ وہ بدستور اپنی نبوت کے ساتھ دنیا میں آئیں گے۔ اور برابر پینتالیس برس تک ان پر جبرائیل علیہ السلام وحی نبوت لے کر نازل ہوتا رہیگا۔ اب بتلاؤ کہ ان کے عقیدہ کے موافق ختم نبوت اور ختم وحی نبوت کہاں باقی رہا۔ بلکہ ماننا پڑا کہ خاتم الانبیا حضرت عیلے ہیں +

جبرائیل کے وحی نبوت لانے سے ختم نبوت باقی نہیں رہتی۔

تحفہ گولڑویہ صفحہ ۸۴

جبرئیل کی وحی نبوت لانے سے دین اسلام باقی نہیں رہتا

اگر حضرت مسیح سچ مچ زمین پر اتریں گے اور پینتالیس برس تک جبرئیل وحی نبوت لیکر ان پر نازل ہوتا رہیگا تو کیا ایسے عقیدہ سے دین اسلام باقی رہ جائیگا۔ اور آنحضرت کی ختم نبوت اور قرآن کی ختم وحی پر کوئی داغ نہیں لگے گا +

تحفہ گولڑویہ صفحہ ۹۱

مجددانہ حیثیت اور لوازم میں عیلے کے مانند

اس امت میں بھی ایک آخری خلیفہ پیدا ہوگا تاکہ وہ اسی طرح محمدی سلسلہ خلافت کا خاتم الاولیا رہو اور مجددانہ حیثیت اور لوازم میں حضرت عیلے علیہ السلام کی مانند ہو +

تحفہ گولڑویہ صفحہ ۹۲

محمدی اور موسوی سلسلہ خلافت میں مماثلت ضروری ہے

نبوت محمدیہ کے خلیفے سلسلہ نبوت موسویہ کے مشابہ و مماثل ہیں وہ یہ آیت ہے وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنھم فی الارض کما

استخلف الذین من قبلھم الخ یعنے خدا نے ان ایمانداروں سے جو نیک کام بجالاتے ہیں وعدہ کیا ہے جو ان میں سے زمین پر خلیفے مقرر کریگا۔ انہی خلیفوں کی مانند جو ان سے پہلے گئے تھے۔ اب جب ہم مانند کے لفظ کو پیش نظر رکھکر دیکھتے ہیں کہ جو محمدی خلیفوں کی موسوی خلیفوں سے مماثلت واجب کرتا ہے تو ہمیں ماننا پڑتا ہے جو ان دو سلسلوں کے خلیفوں میں مماثلت ضروری ہے اور مماثلت کی پہلی بنیاد ڈالنے والا حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالے عنہ ہے اور مماثلت کا آخری نمونہ ظاہر کرنے والا وہ مسیح خاتم الخلفاء محمدیہ ہے جو سلسلہ خلافت محمدیہ کا سب سے آخری خلیفہ ہے ٭

تحفہ گولڑویہ صفحہ ۹۵

ابوبکر اور یوشع میں ایسی مشابہت کہ دونوں ایک ہیں۔

مثلاً یشوع اور ابوبکر میں وہ مشابہت درمیان رکھدی کہ گویا وہ دونوں ایک ہی وجود ہے یا ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے ہیں اور جس طرح بنی اسرائیل حضرت موسےٰ کی وفات کے بعد یوشع بن نون کی باتوں کے شنوا ہوگئے اور کوئی اختلاف نہ کیا اور سب نے اپنی اطاعت ظاہر کی یہی واقعہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو پیش آیا اور سب نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی جدائی میں آنسو بہا کر دلی رغبت سے حضرت ابوبکر کی خلافت کو قبول کیا۔ غرض ہر ایک پہلو سے حضرت ابوبکر صدیق کی مشابہت یشوع بن نون علیہ السلام سے ثابت ہوئی۔ خدا نے جس طرح حضرت یشوع بن نون کو اپنی وہ تائیدیں دکھلائیں کہ جو حضرت موسےٰ کو دکھلایا کرتا تھا۔ ایسا ہی خدا نے تمام صحابہ کے سامنے حضرت ابوبکر کے کاموں میں برکت دی اور نبیوں کی طرح اس کا اقبال چمکا ٭

حاشیہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۹۷

پس جیسا کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو یشوع بن نون سے مشابہت تھی یہاں تک کہ نام بھی متشابہ تھا ایسا ہی حضرت ابوبکر اور مسیح موعود کو بعض واقعات کے رو سے شدت مشابہت ہے ٭

حاشیہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۹۸

ابوبکر اور مسیح موعود میں مشابہت

ایسا ہی اس پیشگوئی سے جو مسیح موعود اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ میں مشترک ہے۔ یہ بھی سمجھا جاتا ہے کہ جس طرح شیعہ لوگ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تکفیر کرتے ہیں۔ اور ان کے مرتبہ اور بزرگی سے منکر ہیں۔ ایسا ہی مسیح موعود کی تکفیر کیجائیگی اور

ان کے مخالف ان کے مرتبہ ولایت سے انکار کرینگے کیونکہ اس پیشگوئی کے آخر میں یہ آیت ہے ومن کفر بعد ذالك فاولئك هم الفاسقون ۔

حاشیہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۹۹

ابوبکر اور مسیح موعود میں اتصال بھی ہے

بعض گمراہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مقام بلند سے منکر ہو جائیں گے اور ان کی تکفیر کریں گے پس اس آیت سے سمجھا جاتا ہے کہ مسیح موعود کی بھی تکفیر ہوگی ۔ کیونکہ وہ خلافت کے آخری نقطہ پر ہے جو خلافت کے پہلے نقطہ سے ملا ہوا ہے ۔ یہ بات بہت ضروری اور یاد رکھنے کے لایق ہے کہ ہر ایک دایرہ کا عام قاعدہ یہی ہے کہ اس کا آخری نکتہ پہلے نکتہ سے اتصال رکھتا ہے ۔ لہذا اس عام قاعدہ کے موافق خلافت محمدیہ کے دایرہ میں بھی ایسا ہی ہونا ضروری ہے ۔ یعنے یہ لازمی امر ہے کہ آخری نقطہ اس دائرہ کا جس سے مراد مسیح موعود ہے جو سلسلہ خلافت محمدیہ کا خاتم ہے وہ اس دایرہ کے پہلے نقطہ سے جو خلافت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا نقطہ ہے جو سلسلہ خلافت محمدیہ کے دایرہ کا پہلا نقطہ جو ابوبکر ہے وہ اس دایرہ کے انتہائی نقطہ سے جو مسیح موعود ہے اتصال تام رکھتا ہے جیسا کہ مشاہدہ اس بات پر گواہ ہے کہ آخر نقطہ ہر ایک دایرہ کا اس کے پہلے نقطہ سے جا ملتا ہے ۔ اب جبکہ اول اور آخر کے دونوں نقطوں کا اتصال ماننا پڑا تو اس سے یہ ثابت ہوا کہ جو قرآنی پیشگوئیاں خلافت کے پہلے نقطہ کے حق میں ہیں یعنے حضرت ابوبکر کے حق میں وہی خلافت کے آخری نقطہ کے حق میں بھی ہیں ۔ یعنے مسیح موعود کے حق ہیں ۔ اور یہی ثابت کرنا تھا +

تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۰۱

مثیل عین نہیں ہوتا

پس جیسا کہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم حضرت موسےٰ کے مثیل ہو کر ان کے عین نہیں ہو سکتے ایسا ہی تمام محمدی خلیفے جن میں سے آخری خلیفہ مسیح موعود ہے وہ موسوی خلیفوں کے جن میں سے آخری خلیفہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام ہیں کسی طرح عین نہیں ہو سکتے +

تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۰۳

اسلام کا مرکز مکہ اور مدینہ ہیں

اور سچ تو یہ ہے کہ مکہ اور مدینہ کی ریل کا تیار ہو جانا گویا تمام اسلامی دنیا میں ریل کا پھر جانا ہے ۔ کیونکہ اسلام کا مرکز مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ ہے +

تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۲۲

غرض آیت تبت یدا ابی لہب وتب جو قرآن شریف کے آخری سیپارہ میں چار

لیظہرہ علی الدین … اشارۃ النص مسیح موعود کے حق میں

آخری صورتوں میں سے پہلی صورت ہے جس طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے موذی دشمنوں پر دلالت کرتی ہے۔ ایسا ہی بطور اشارۃ النص اسلام کے مسیح موعود کے ایذا دہندہ دشمنوں پر اس کی دلالت ہے۔ اور اس کی مثال یہ ہے کہ آیت مثلاً ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علے الدین کلہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حق میں ہے۔ اور پھر یہی آیت مسیح موعود کے حق میں بھی ہے۔ جیساکہ تمام مفسر اس کی طرف اشارہ کرتے ہیں +

حاشیہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۳۰

مہدی ظلی طور پر آنحضرت کا وارث ہے

اس جگہ منّی کے لفظ سے قریش ہونا مراد نہیں۔ ورنہ یہ حدیث صرف مہدی کا قریش ہونا ظاہر کرتی اور کسی عالی مفہوم پر مشتمل نہ ہوتی۔ لیکن جس طرز سے ہم نے لفظ منّی کے معنی مراد لئے ہیں یعنی آنحضرت کے اخلاق اور کمالات اور معجزات اور کلام معجز نظام کا ظلی طور پر وارث ہونا اس سے صریح ثابت ہوتا ہے کہ مہدی افراد کاملہ میں سے اور اپنے کمالات اخلاق میں ظل النبی ہے۔ اور یہی عظیم الشان اشارہ ہے جو منّی کے لفظ سے نکلتا ہے +

تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۳۳

صحابہ کے رنگ میں دوسری جماعت

ایک پہلوں کی جماعت یعنے صحابہ کی جماعت جو زیر تربیت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہے دوسری پچھلوں کی جماعت جو بوجہ تربیت روحانی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے جیساکہ آیت واٰخرین منھم سے سمجھا جاتا ہے صحابہ کے رنگ میں ہیں یہی دو جماعتیں اسلام میں حقیقی طور پر منعم علیہم ہیں۔ اور خدا تعالےٰ کا انعام ان پر یہ ہے کہ ان کو انواع اقسام کی غلطیوں اور بدعات سے نجات دی ہے۔ اور ہر ایک قسم کے شرک سے ان کو پاک کیا ہے۔ اور خالص اور روشن توحید ان کو عطا فرمائی ہے جس میں نہ دجّال کو خدا بنایا جاتا ہے اور نہ ابن مریم کو خدائی صفات کا شریک ٹھہرایا جاتا ہے اور اپنے نشانوں سے اس جماعت کے ایمان کو قوی کیا ہے اور اپنے ہاتھ سے ان کو ایک پاک گروہ بنایا ہے۔ ان میں سے جو لوگ خدا کا الہام پانے والے اور خدا کے خاص جذبہ سے اس کی طرف کھینچے ہوئے ہیں نبیوں کے رنگ میں ہیں۔ اور جو لوگ ان میں سے بذریعہ اپنے اعمال کے صدق اور اخلاص دکھلانے والے اور ذاتی محبت سے بغیر کسی غرض کے اللہ تعالےٰ کی عبادت کرنے والے ہیں وہ صدیقوں کے رنگ میں ہیں۔ اور جو لوگ ان میں سے آخری نفسوں

کی امید پر دکھ اٹھانے والے اور جزا کے دن کا بچشم دل مشاہدہ کر کے جان کو ہتھیلی پر رکھنے والے ہیں۔ وہ شہیدوں کے رنگ میں ہیں اور جو لوگ ان میں سے ہر ایک فساد سے باز رہنے والے ہیں وہ صلحاء کے رنگ میں ہیں +

تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۴۸

سورہ مرسلات میں ایک آیت ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ قرب قیامت کی ایک بھاری علامت یہ ہے کہ ایسا شخص پیدا ہو جس سے رسولوں کی حدبست ہو جائے یعنی سلسلہ استخلاف محمدیہ کا آخری خلیفہ جس کا نام مسیح موعود اور مہدی معہود ہے ظاہر ہو جائے اور وہ آیت یہ ہے واذا الرسل اقتت۔

واذا الرسل اقتت رسل سے مراد خلفاء سلسلہ امت محمدیہ ہیں۔

تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۶۱

جیسا کہ تکمیل ہدایت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ سے ہوئی ایسا ہی تکمیل اشاعت ہدایت بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے ہو۔ کیونکہ یہ دونوں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے منصبی کام تھے۔ لیکن سنت اللہ کے لحاظ سے اس قدر طول عمر آپ کے لئے غیر ممکن تھا کہ آپ اس آخری زمانہ کو پاتے۔ اور نیز ایسا طول دشرک کے پھیلنے کا ایک ذریعہ تھا اس لئے خدا تعالٰے نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اس خدمت منصبی کو ایک ایسے امتی کے ہاتھ سے پورا کیا جو اپنی خو اور روحانیت کے رو سے گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود کا ایک ٹکڑا تھا یا یوں کہو کہ وہی تھا اور آسمان پر ظلی طور پر آپ کے نام کا شریک تھا +

مسیح موعود آنحضرت کے وجود کا ایک ٹکڑا اور ظلی طور پر آپ کے نام میں شریک ہے

تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۶۳

ایسا ہی آیت واخرین منھم لما یلحقوا بھم اس بات کو ظاہر کر رہی تھی کہ گویا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی حیات میں ہدایت کا ذخیرہ کامل ہو گیا۔ مگر ابھی اشاعت ناقص ہے اور اس آیت میں جو منھم کا لفظ ہے۔ وہ ظاہر کر رہا تھا کہ ایک شخص اس زمانہ میں جو تکمیل اشاعت کے لئے موزوں ہے مبعوث ہو گا جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے رنگ میں ہو گا اور اس کے دوست مخلص صحابہ کے رنگ میں ہونگے +

آخرین منھم میں ایک شخص کے اشاعت دین کیلئے مبعوث ہونیکا اشارہ ہدایت کامل ہو گئی۔

اعجاز احمدی صفحہ ۱۳

یہ سب مولوی محمد حسین کے سایہ ہیں وہ ان کا ایڈوکیٹ جو ہوا جبکہ ان کے ایڈوکیٹ کی

سایہ تابع اصل ہوتا ہے

ذلت ثابت ہو گئی تو کیا ان کی ذلت پیچھے رہ گئی۔ سایہ اصل کا ہمیشہ تابع ہوتا ہے +

اعجاز احمدی صفحہ ۲۴

نبی، رسول یا محدث اجتہادی غلطی کر سکتا ہے

اور بعض کا یہ خیال ہے کہ اگر کسی الہام کے سمجھنے میں غلطی ہو جائے تو امان اٹھ جاتا ہے۔ اور شک پڑ جاتا ہے کہ شاید اس نبی یا رسول یا محدث نے اپنے دعوے میں بھی دھوکا کھایا ہو۔ یہ خیال سراسر سفسطہ ہے اور جو لوگ نیم سودائی ہوتے ہیں وہ ایسی ہی باتیں کیا کرتے ہیں +

اعجاز احمدی صفحہ ۲۶

نبی کے دل میں نبوت کا یقین کامل ہوتا ہے

کہ جس یقین کو نبی کے دل میں اس کی نبوت کے بارے میں بٹھایا جاتا ہے وہ دلایل تو آفتاب کی طرح چمک اٹھتے ہیں اور اس قدر تواتر سے جمع ہوتے ہیں کہ وہ امر بدیہی ہو جاتا ہے۔ اور پھر بعض دوسری جزئیات میں اگر اجتہاد کی غلطی ہو بھی تو وہ اُس یقین کو مضر نہیں ہوتی ...... نبیوں اور رسولوں کو ان کے دعوے کے متعلق اور ان کی تعلیموں کے متعلق بہت نزدیک سے دکھایا جاتا ہے۔ اور اس میں اس قدر تواتر ہوتا ہے جس میں کچھ شک باقی نہیں رہتا لیکن بعض جزوی امور جو اہم مقاصد میں سے نہیں ہوتے انکو نظر کشفی دور سے دیکھتی ہے اور ان میں کچھ تواتر نہیں ہوتا۔ اس لئے کبھی ان کی تشخیص میں دھوکا بھی کھا لیتی ہے۔ پس حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے جو اپنی پیشگوئیوں میں دھوکے کھائے وہ اسی رنگ میں کھائے تھے

دعوے میں دھوکا نہیں کھاتا

مگر نبوت کے دعوے میں انہوں نے دھوکا نہیں کھایا کیونکہ وہ حقیقت نبوت قریب سے دکھائی گئی۔ اور بار بار دکھائی گئی +

اعجاز احمدی صفحہ ۷۰

مسیح موعود کیطرح آنحضرت کے اور بھی فرزند ہیں

فواللہ الذی خلق السماء لاجلہ لہ مثلنا ولد الی یوم محشر

مجھے اسکی قسم کہ جسنے آسمان بنایا کہ ایسا نہیں ہے بلکہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے میری طرح اور بھی بیٹے ایک قیامت تک ہونگے

اعجاز احمدی صفحہ ۷۱

اذا القوم قالوا یدعی الوحی عامدًا — عجبت فما فی ظل بدر بنورہ

جب قوم نے کہا کہ یہ تو عمداً وحی کا دعوے کرتا ہے — میں نے تعجب کیا کہ بدر یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ظل

وانّی لظل ان یخالف اصلہ — فما فیہ فی وجہی یلوح ویزہر

اور سایہ کیونکر اپنے اصل سے مخالف ہو سکتا ہے — پس جو روشنی جو اس میں ہے وہ مجھ میں چمک رہی ہے

وانی لذو نسب کامل اطیعہ ومن طینہ المعصوم طینی معطر

اور میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیطرح ذو نسب ہوں اور اس کی پاک مٹی کا مجھ میں خمیر ہے

کشتی نوح ۔ صفحہ ۱۳

محمد رسول اللہ کے سوا اب کوئی رسول نہیں

نوع انسان کے لئے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن ۔ اور تمام آدم زادوں کے لئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم سو تم کوشش کرو کہ سچی محبت اس جاہ و جلال کے نبی کے ساتھ رکھو اور اس کے غیر کو اس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو تا آسمان پر تم نجات یافتہ لکھے جاؤ ........ ..... اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم اس میں اور تمام مخلوق میں درمیانی شفیع ہے اور آسمان کے نیچے نہ اس کے ہم رتبہ کوئی اور رسول ہے اور نہ قرآن کے ہم رتبہ کوئی اور کتاب ہے ........ اب محمدی سلسلہ موسوی سلسلہ کے قایم مقام ہے ۔ مگر شان میں ہزارہا درجہ بڑھکر مثیل موسےٰ موسےٰ سے بڑھکر اور مثیل ابن مریم ابن مریم سے بڑھکر +

محمدی سلسلہ موسوی سلسلہ سے شان میں بڑھکر ہے ۔

کشتی نوح صفحہ ۱۵

خاتم الانبیاء کے بعد صرف بروزی نبوت ہے ۔ بروزی نبی کا تعلق ایسا ہے جیسا خادم کا مخدوم سے شاخ کا بیج سے

عقیدہ کے رو سے جو خدا تم سے چاہتا ہے وہ یہی ہے ۔ خدا ایک اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم اس کا نبی ہے ۔ اور وہ خاتم الانبیاء ہے اور سب سے بڑھکر ہے ۔ اب بعد اس کے کوئی نبی نہیں مگر وہی جس پر بروزی طور سے محمدیت کی چادر پہنائی گئی ۔ کیونکہ خادم اپنے مخدوم سے جدا نہیں اور نہ شاخ اپنی بیخ سے جدا ہے ۔ پس جو کامل طور پر مخدوم میں فنا ہو کر خدا سے نبی کا لقب پاتا ہے وہ ختم نبوت کا خلل انداز نہیں جیسا کہ تم جب آئینہ میں اپنی شکل دیکھو تو تم دو نہیں ہو سکتے ۔ بلکہ ایک ہی ہو اگرچہ بظاہر دو نظر آتے ہیں ۔ صرف ظل اور اصل کا فرق ہے +

کشتی نوح ۔ صفحہ ۱۶

مسیح محمدی مسیح موسوی سے افضل ہے

اور میں حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی شان کا منکر نہیں ۔ گو خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ مسیح محمدی مسیح موسوی سے افضل ہے لیکن تاہم میں مسیح ابن مریم کی بہت عزت کرتا ہوں +

کشتی نوح ۔ صفحہ ۴۳

کوئی فرد کامل طور پر نبیوں کے رنگ میں ظاہر ہوگا

ان تمام کتابوں میں خدا تعالےٰ کی یہ قدیم سنت ہے کہ جب وہ ایک قوم کو ایک کام سے منع کرتا ہے یا ایک کام کی رغبت دیتا ہے تو اس کے علم میں یہ مقدر ہوتا ہے کہ بعض

اس کام کو کریں گے اور بعض نہیں۔ پس یہ سورت پیشگوئی کر رہی ہے کہ کوئی فرد اس امت میں سے کامل طور پر نبیوں کے رنگ میں ظاہر ہوگا تا وہ پیشگوئی جو آیت صراط الذین انعمت علیہم سے مستنبط ہوتی ہے وہ اکمل اور اتم طور پر پوری ہو جائے

کشتی نوح صفحہ ۴۹

اس امت کے کامل فرد وارث انبیاء بنی اسرائیل ہیں

قرآنی دعا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے قبول ہو کر اخیار و ابرار مسلمان بالخصوص ان کے کامل فرد انبیاء بنی اسرائیل کے وارث ٹھہرائے گئے اور دراصل مسیح موعود کا اس امت میں سے پیدا ہونا یہ بھی اس دعا کی قبولیت کا نتیجہ ہے کیونکہ گو مخفی طور پر بہت سے اخیار و ابرار نے انبیاء بنی اسرائیل کی مماثلت کا حصہ لیا ہے۔ مگر اس امت کا مسیح موعود کھلے کھلے طور پر خدا کے حکم اور اذن سے اسرائیلی مسیح کے مقابل کھڑا کیا گیا ہے تا موسوی اور محمدی سلسلہ کی مماثلت سمجھ آ جائے ٭

مخفی طور پر حصہ مماثلت بہتوں نے لیا پر کھلا کھلا مسیح موعود نے

کشتی نوح صفحہ ۵۶

غلامی کا دعویٰ

اب سوچو کہ کیا مرتبہ ہے اس پاک رسول کا جس کی غلامی کی طرف میں منسوب کیا گیا ٭

تحفۃ الندوہ صفحہ ۴

مجھے مسیح موعود ماننا واجب ہے جسے تبلیغ پہنچی اور نہیں مانتا وہ مسلمان ہے مگر قابل مواخذہ

میں خدا کا ظلی اور بروزی طور پر نبی ہوں اور ہر ایک مسلمان کو دینی امور میں میری اطاعت واجب ہے اور مسیح موعود ماننا واجب ہے اور ہر ایک جس کو میری تبلیغ پہنچ گئی ہے۔ گو وہ مسلمان ہے مگر مجھے اپنا حکم نہیں ٹھہراتا۔ اور نہ مجھے مسیح موعود مانتا ہے اور نہ میری وحی کو خدا کی طرف سے جانتا ہے وہ آسمان پر قابل مواخذہ ہے۔ کیونکہ جس امر کو اس نے اپنے وقت پر قبول کرنا تھا اس کو رد کر دیا ٭

محمد حسین بٹالوی اور عبداللہ چکڑالوی کے مباحثہ پر حضرت اقدس کا ریویو صفحہ ۶و۷

نبوت براہ راست منقطع ہے ٭

ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین یعنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں کسی کا باپ نہیں ہے مگر وہ رسول اللہ ہے اور خاتم الانبیاء ہے۔ اب ظاہر ہے کہ لکن کا لفظ زبان عرب میں استدراک کے لئے آتا ہے یعنے تدارک مافات کے لئے سو اس آیت کے پہلے حصہ میں جو امر فوت شدہ قرار دیا گیا تھا یعنے جس کی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات سے نفی کی گئی تھی وہ جسمانی طور سے کسی مرد کا باپ ہونا تھا سو لکن کے لفظ کے ساتھ ایسے فوت شدہ امر کا اس طرح تدارک کیا گیا کہ

اتباع نبوی کی مہر سے کمال نبوت ملتا ہے کیونکہ وہ بیٹا اور وارث ہے

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء ٹھہرایا گیا جس کے یہ معنے ہیں کہ آپ کے بعد براہ راست فیوض نبوت منقطع ہوگئے۔ اور اب کمال نبوت صرف اسی شخص کو ملے گا جو اپنے اعمال پر اتباع نبوی کی مہر رکھتا ہو۔ اور اس طرح پر وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا بیٹا اور آپ کا وارث ہوتا۔ ماحصل اس آیت کا یہ ہوا کہ نبوت گو بغیر شریعت ہو اس طرح پر تو منقطع ہے کہ کوئی شخص براہ راست مقام نبوت حاصل کر سکے۔ لیکن اس طرح پر ممتنع نہیں کہ وہ نبوت چراغ نبوت محمدیہ سے مکتسب اور مستفاض ہو۔ یعنے ایسا صاحب کمال ایک جہت سے تو امتی ہو اور دوسری جہت سے بوجہ اکتساب انوار محمدیہ نبوت کے کمال بھی اپنے اندر رکھتا ہو۔ اب جبکہ یہ بات طے پا چکی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت مستقلہ جو براہ راست ملتی ہے اس کا دروازہ قیامت تک بند ہے +

نبوت جو چراغ نبوت محمدیہ سے مکتسب ہوئی

الھدے والتبصرۃ لمن یرے صفحہ ۱

اس امت سے نبیوں کی مانند لوگ پیدا ہوتے ہیں۔

والصلوۃ والسلام علے خاتم الرسل الذی اقتضے ختم نبوتہ ان تبعث مثل الانبیاء من امتہ۔ ترجمہ اور صلوۃ اور سلام خاتم رسل پر جس کی نبوت کے ختم نے چاہا کہ آپ کی امت سے نبیوں کی مانند لوگ پیدا ہوں +

الھدےٰ۔ صفحہ ۴

مقام ولایت کا اعتراف ولی ہلاک نہیں کئے جاتے

غرض خدا کے ولی جھوٹوں کی مانند ہلاک نہیں کئے جاتے اور ان کا انجام مفتریوں کا سا انجام نہیں ہوتا۔ بلکہ انہیں بچایا جاتا اور قبول کیا جاتا۔ اور نصرت دی جاتی ہے۔ اور کل جہان پر ایثار کیا جاتا ہے۔ وہ نہ تو ضائع کئے جاتے ہیں اور نہ ان کی ہتک کی جاتی ہے۔ بلکہ وہ اپنے پروردگار کے سامنے بامراد زندگی بسر کرتے ہیں اور وہ زمین پر حجۃ اللہ اور اہل زمین کے حق میں خدا کی رحمت ہوتے ہیں اور دنیا میں ماموروں کے انکار جیسی کوئی شقاوت نہیں اور ان مقبولوں کے مان لینے جیسی کوئی سعادت نہیں +

الھدےٰ۔ صفحہ ۱۴

نبوت کی نعمتیں بطور ظلیت وارثوں کو عطا ہوتی ہیں

سو ساری قلمیں خدا کے قبضے میں اور وہ کتا پیغمبروں کے معجزات میں سے ایک معجزہ ہیں پھر وہی قلمیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی قدر پر مقبولوں کو عطا ہوتی ہیں اس لئے کہ معجزات چاہتے ہیں کرامات کو تو کہ ان کا نشان قیامت تک باقی ہے۔ اور اپنے نبی علیہ السلام کے وارثوں کو بطور ظلیت کے آپ کی نعمتیں عنایت ہوتی ہیں اور اگر یہ قاعدہ جاری نہ رہتا تو

نبوت کے فیض بالکل باطل ہو جاتے ۔ اس لئے یہ وارث نقش ہوتے ہیں اس اصل کے جو گذر چکی ہوتی ہے اور گویا عکس ہوتے ہیں ایک صورت کے جو شیشہ میں نظر آتا ہے ان لوگوں نے فنا کی سلائیوں سے سرمہ آنکھ میں ڈالا ہوتا ہے اور ریاکاری کے انگن سے کوچ کر چکے ہوتے ہیں ........ سو ان لوگوں سے جو کچھ خارق عادت افعال یا اقوال پاک نوشتوں سے مشابہ تم دیکھتے ہو وہ ان کی طرف سے نہیں بلکہ وہ حضرت سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہوتے ہیں تاں ظلیت کے لباسوں میں ہوتے ہیں ۔ اور جنہیں اولیاء الرحمن کی نسبت ایسی بزرگی اور شان میں شک ہے تو پڑھ لو آیت صراط الذین انعمت علیہم غور اور فکر سے

اولیا آنحضرت کے عکس ہوتے ہیں

الہدیٰ ۔ صفحہ ۳۲

سنو خدا کی لعنت ان پر جو دعوے کریں کہ وہ قرآن کی مثل لا سکتے ہیں ۔ قرآن شریف معجزہ ہے جسکی مثل کوئی انس و جن نہیں لا سکتا ........ بلکہ وہ ایسی وحی ہے کہ اس کی مثل اور کوئی وحی بھی نہیں اگرچہ رحمان کی طرف سے اس کے بعد اور کوئی وحی بھی ہو اس لئے کہ وحی رسانی میں خدا کی تجلیات ہیں اور یہ یقینی بات ہے کہ خدا تعالےٰ کی تجلی جیسی کہ خاتم الانبیاء پر ہوئی ایسی کسی پر نہ پہلے ہوئی اور نہ کبھی پیچھے ہوگی ۔ اور جو شان قرآن کی وحی کی ہے وہ اولیاء کی وحی کی شان نہیں ۔ اگرچہ قرآن کے کلمات کی مانند کوئی کلمہ انہیں وحی کیا جائے ✦

قران کے بعد کوئی وحی اسکی مانند نہیں

اولیاء کی وحی کی شان وہ نہیں جو شان قران ہے

دافع البلاء ۔ صفحہ ۵

وہ قادر خدا قادیان کو طاعون کی تباہی سے محفوظ رکھے گا ۔ تا تم سمجھو کہ قادیان اسی لئے محفوظ رکھی گئی کہ وہ خدا کا رسول اور فرستادہ قادیان میں تھا ........

خدا کا رسول یعنی فرستادہ

دافع البلاء ۔ صفحہ ۶

پس اس بیماری کے دفع کے لئے وہ پیغام جو خدا نے مجھے دیا ہے وہ یہی ہے کہ لوگ مجھے سچے دل سے مسیح موعود مان لیں ✦

ایمان مسیح موعود ہونے پر ہو

دافع البلاء صفحہ ۷

اگر تیرا پاس مجھے نہ ہوتا اور تیرا اکرام مد نظر نہ ہوتا تو میں اس گاؤں کو ہلاک کر دیتا ۔ میں رحمان ہوں جو دکھ کو دور کرنے والا ہے ۔ میرے رسولوں کو میرے پاس کچھ خوف اور غم نہیں ۔ میں نگہ رکھنے والا ہوں میں اپنے رسول کے ساتھ کھڑا ہونگا اور اس کو ملامت کروں گا جو میرے رسول کو ملامت کرتا ہے ✦

رسول کا لفظ

## دافع البلاء صفحہ ۸ و ۹

پس خدا نے نہ چاہا کہ اپنے رسول کو بغیر گواہی چھوڑے اس لئے اس نے آسمان اور زمین دونوں کو اس کی سچائی کا گواہ بنا دیا۔ .......... خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ میں آخری دنوں میں طاعون بھیجوں گا تاکہ میں اُن خبیثوں اور شریروں کا مونہہ بند کر دوں جو میرے رسول کو گالیاں دیتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ محض انکار اس بات کا موجب نہیں ہوتا کہ ایک رسول کے انکار سے دنیا میں کوئی تباہی بھیجی جاوے۔ بلکہ اگر لوگ شرافت اور تہذیب سے خدا کے رسولوں کا انکار کریں اور دست درازی اور بدزبانی نہ کریں تو ان کی سزا قیامت میں مقرر ہے۔ اور جس قدر دنیا میں رسولوں کی حمایت میں مری بھیجی گئی ہے وہ محض انکار سے نہیں بلکہ شرارتوں کی سزا ہے +

## دافع البلاء صفحہ ۱۰

رسول کا لفظ

بہرحال جب تک کہ طاعون دنیا میں رہے۔ گو ستر برس تک رہے۔ قادیان کو اسکی خوفناک تباہی سے محفوظ رکھے گا کیونکہ یہ اس کے رسول کا تخت گاہ ہے۔ اور یہ تمام امتوں کے لئے نشان ہے +

## دافع البلاء صفحہ ۱۱

سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا +

## دافع البلاء صفحہ ۱۳

آنحضرت کے ظل کے طور پر

سچا شفیع میں ہوں جو اس بزرگ شفیع کا سایہ ہوں اور اس کا ظل جس کو اس زمانہ کے اندھوں نے قبول نہ کیا .......... خدا نے اس امت سے مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھکر ہے اور اس نے اس دوسرے مسیح کا نام غلام احمدؐ رکھا تا یہ اشارہ ہو کہ عیسائیوں کا مسیح کیسا خدا ہے جو احمدؐ کے ادنےٰ غلام سے بھی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ یعنے وہ کیسا مسیح ہے جو اپنے قرب اور شفاعت کے مرتبہ میں احمدؐ کے غلام سے بھی کمتر ہے +

پہلے مسیح سے تمام شان میں بڑھکر ہوں

## دافع البلاء صفحہ ۲۱

مسیح احمدؐ کے ادنےٰ غلام کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

اگر تجربہ کے رو سے خدا کی تائید مسیح ابن مریم سے بڑھکر میرے ساتھ نہ ہو تو میں جھوٹا ہوں۔ خدا نے ایسا کیا نہ میرے لئے بلکہ اپنے نبی مظلوم کے لئے .......... گو پہلے زمانوں میں

بعض رسولوں کی تائیدیں اور رسول بھی ان کے زمانہ میں ہوتے تھے جیسا کہ حضرت موسیٰ کے ساتھ ہارون۔ لیکن خاتم الانبیاء اور خاتم الاولیاء اس طریق سے مستثنیٰ ہے ۔

تریاق القلوب صفحہ ۲

مجدد ہونیکا دعوے
ابدال ہونیکا دعویٰ
مسیح ہونیکا دعویٰ

رسید مژدہ ز غیبم کہ من ہماں مردم — کہ او مجدد ایں دین و رہنما باشد
ز آہ زمرۂ ابدال بایدت ترسید — علی الخصوص اگر آہ میرزا باشد
منم مسیح بہانگ بلند مے گویم — منم خلیفۂ شاہے کہ بر سما باشد

تریاق القلوب صفحہ ۳

محمد و احمد ہونیکا دعویٰ

منم مسیح زمان و منم کلیم خدا — منم محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشد

تریاق القلوب صفحہ ۷

آنحضرت کی پیروی سے روح القدس ملتی ہے

میں اس زندگی میں سے نور لیتا ہوں جو ہمارے نبی متبوع کو ملی ہے ....... اے تمام وہ لوگو جو زمین پر رہتے ہو اے تمام وہ انسانی روحو جو مشرق اور مغرب میں آباد ہو۔ میں پورے زور کے ساتھ آپ کو اس طرف دعوت کرتا ہوں کہ اب زمین پر سچا مذہب صرف اسلام ہے۔ اور سچا خدا بھی وہی خدا ہے جو قرآن نے بیان کیا ہے۔ اور ہمیشہ کی روحانی زندگی والا نبی اور جلال اور تقدس کے تخت پر بیٹھنے والا حضرت محمد مصطفےٰ صلعم ہے جس کی روحانی زندگی اور پاک جلال کا ہمیں یہ ثبوت ملا ہے کہ اس کی پیروی اور محبت سے ہم روح القدس اور خدا کے مکالمہ اور آسمانی نشانوں کے انعام پاتے ہیں ۔

تریاق القلوب صفحہ ۱۶

مجدد

اور جس نے دعوے کیا اس کا نام بھی غلام احمد قادیانی اپنے حروف کے اعداد سے اشارہ کر رہا ہے ۔ یعنے ۱۳۰۰ تیرہ سو عدد جو اس نام سے نکلتا ہے ۔ وہ بتلا رہا ہے کہ تیرھویں صدی کے ختم ہونے پر یہی مجدد آیا جس کا نام تیرہ سو کا عدد پورا کرتا ہے ۔

تریاق القلوب صفحہ ۲۰

اس صدی کے مجدد کا کام کسر صلیب ہونا چاہیے

وہ مجدد جو اس چودھویں صدی کے سر پر بموجب حدیث نبوی کے آنا چاہئے تھا وہی راقم ہے ۔ یہ بات جلد عقلمند اور منصف مزاج کو سمجھ آ سکتی ہے کہ ہر ایک مجدد ان مفاسد کے دور کرنے کے لئے مبعوث ہوتا ہے جو زمین پر سب سے زیادہ خطرناک اور سب سے زیادہ موجب ہلاکت اور نیز سب سے زیادہ کثرت میں ہوتے ہیں ۔ اور انہی خدمات کے مناس

حال اس مجدد کا نام آسمان پر ہوتا ہے۔ اور جبکہ یہ بات واقعی اور صحیح ہے تو صاف ظاہر ہے کہ اس پرآشوب زمانہ میں جبکہ لوگ چاروں طرف عیسائیت کی پرزہر تعلیم سے ہلاک ہوتے جاتے ہیں بڑا کام مجدد کا یہ ہونا چاہئے کہ اہل اسلام کی ذریت کو اس زہر سے بچاوے اور صلیبی فتنوں پر اسلام کو فتح بخشے اور جبکہ اس صدی کے مجدد کا یہ کام ہوا تو بلاشبہ آسمان پر اس کا نام کاسر الصلیب ہوا اور یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ جبکہ چودھویں صدی کے مجدد کی یہ خدمت ہوئی کہ وہ صلیب کو شکست دیوے تو اس سے یہ فیصلہ ہوا کہ چودھویں صدی کا مجدد مسیح موعود ہونا چاہئے کیونکہ یہی منصب مسیح موعود کا ہے۔ اس لئے چودھویں صدی کا مجدد حق رکھتا ہے کہ اس کو مسیح موعود کہا جائے۔ کیونکہ وہ اس زمانہ کا مجدد ہے۔ اور اس زمانہ میں مجدد کی خاص خدمت کسر شوکت صلیب ہے۔

تریاق القلوب صفحہ ۶۱

اس رسول کو علوم دیکر بھیجا

حق بات یہ ہے کہ خدا نے اس رسول کو یعنے مجھکو بھیجا ہے۔ اور اور اس کے ساتھ زمانہ کی ضرورت کے موافق ہدایت یعنے راہ دکھلانے کے علم اور تسلی دینے کے علم اور ایمان قوی کرنے کے علم اور دشمن پر حجت پوری کرنے کے علم بھیجے ہیں اور اس کے ساتھ دین کو ایسی چمکتی ہوئی شکل کے ساتھ بھیجا ہے جس کا حق ہونا اور خدا کی طرف سے ہونا بدیہی طور پر معلوم ہو رہا ہے۔ خدا نے اس رسول کو یعنے کامل مجدد کو اس لئے بھیجا ہے کہ تا خدا اس زمانہ میں یہ ثابت کر کے دکھلاوے کہ اسلام کے مقابل پر سب دین اور تمام تعلیمیں ہیچ ہیں اور اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو تمام دینوں پر ہر ایک برکت اور دقیقہ معرفت اور آسمانی نشانوں میں غالب ہے۔ یہ خدا کا ارادہ ہے کہ اس رسول کے ہاتھ پر ہر ایک طرح پر اسلام کی چمک دکھلاوے۔ کون ہے جو خدا کے ارادوں کو بدل سکے۔

تریاق القلوب صفحہ ۶۳

انبیاء کے طریق پر سب نعمتیں دیں

پھر ایک فقرہ ان پیشگوئیوں میں سے یہ ہے کہ خدا ہر ایک قسم کی نعمت تجھ پر پوری کریگا۔ اب بتلاؤ کہ جس طریق پر جو خدا تعالے کا نبیوں سے معاملہ ہے۔ کون سی نعمت باقی رہی ہے کہ خدا نے مجھ پر پوری نہیں کی۔

تریاق القلوب صفحہ ۶۷

لیکن ان کے مقابل پر ایک دوسری قسم کے ولی ہیں جو رسول یا نبی یا محدث کہلاتے ہیں

اور وہ خدا تعالےٰ کی طرف سے ایک منصب حکومت اور قضا کا لیکر آتے ہیں۔ اور لوگوں کو حکم ہوتا ہے کہ ان کو اپنا امام اور سردار اور پیشوا سمجھ لیں۔ اور جیسا کہ وہ خدا تعالےٰ کی اطاعت کرتے ہیں اس کے بعد خدا کے ان نائبوں کی اطاعت کریں۔

بعض ولی نبی یا رسول یا محدث کہلاتے ہیں

تریاق القلوب صفحہ ۶۸

جب میری عمر چالیس برس تک پہنچی تو خدا تعالےٰ نے الہام کے ذریعہ سے میرے پر ظاہر کیا کہ تو اس صدی کا مجدد اور صلیبی فتنوں کا چارہ گر ہے اور یہ اس طرف اشارہ تھا کہ تو ہی مسیح موعود ہے۔

خدا نے الہام کیا کہ تو مجدد ہے

تریاق القلوب صفحہ ۷۷

(از خط راجہ جہانداد خان مصدقہ حضرت مسیح موعود مندرجہ کتاب ہذا)

(۱) رسالت کے دعوے کے بارے میں مجھ کو خود ازالہ اوہام کے دیکھنے سے وغیرہ آپ کی وہ روحانی اور مردہ دلوں کو زندہ کرنے والی تقریر سے جو جلسہ مذاہب لاہور میں پیش ہوئی۔ میری تسلی ہو گئی۔ جو محض افترا و بہتان ذات والا پر کسی نے باندھا۔

رسالت کا دعوےٰ افترا ہے

تریاق القلوب صفحہ ۱۲۲

یہ بات یاد رکھنے کے لائق ہے۔ کہ جبکہ خدا تعالےٰ اپنے فضل عظیم اور کرم عمیم سے کسی شخص کو اپنی خلعت ولایت اور رتبہ کرامت سے مشرف اور سرافراز فرماتا ہے تو چار چیزوں میں اس کو جمیع اس کے ابنائے جنس اور تمام ہمعصر لوگوں سے امتیاز کلی بخشتا ہے۔ اور ہر ایک شخص جو وہ امتیاز اس کے شامل حال ہوتی ہے۔ اس کی نسبت قطعی اور یقینی طور پر ایمان رکھنا لازم ہو جاتا ہے کہ وہ خدا تعالےٰ کے ان کامل بندوں اور اعلےٰ درجے کے اولیاء میں سے ہے جن کو اس نے اپنے ہاتھ سے چنا ہے اور اپنی نظر خاص سے ان کی تربیت فرمائی ہے۔ اور وہ چار چیزیں جو کامل اولیا اور مردان خدا کی نشانی ہے۔ چار کمال ہیں جو بطور نشان اور خارق عادت کے ان میں پیدا ہوتے ہیں۔ اور ہر ایک کمال ہیں وہ دوسروں سے بین اور صریح طور پر ممتاز ہوتے ہیں۔ بلکہ وہ چاروں کمال معجزہ کی حد تک پہنچے ہوئے ہوتے ہیں۔ اور ایسا آدمی کبریت احمر کا حکم رکھتا ہے۔ اور اس مرتبے پر وہی شخص پہنچتا ہے جس کو عنایت ازلی نے

خلعت ولایت کے ساتھ چار نشان بطور معجزہ لائے جاتے ہیں۔

قدیم سے دنیا کو فایدہ پہنچانے کے لئے منتخب کیا ہوا ور وہ چار کمال جو بطور چار نشان اور چار معجزہ کے ہیں جو ولی اعظم اور قطب الاقطاب اور سید الاولیاء کی نشانی ہے یہ ہیں +

تریاق القلوب صفحہ ۱۳۰

انبیاء صاحب شریعت یا احکام جدیدہ اسکے ماسوا محدث ہیں جنکے انکار سے کافر نہیں ہوتا

ابتدا سے میرا یہی مذہب ہے کہ میرے دعوے کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا دجال نہیں ہوسکتا۔ (حاشیہ یہ نکتہ یاد رکھنے کے لایق ہے کہ اپنے دعوے کے انکار کرنے والے کو کافر کہنا۔ یہ صرف ان نبیوں کی شان ہے جو خدا تعالے کی طرف سے شریعت اور احکام جدیدہ لاتے ہیں۔ لیکن صاحب الشریعت کے ماسوا جس قدر ملہم اور محدث ہیں گو وہ کیسی ہی جناب الٰہی میں اعلے شان رکھتے ہوں اور خلعت مکالمہ الٰہیہ سے سرفراز ہوں ان کے انکار سے کوئی کافر نہیں بن جاتا) ........... میں کسی کلمہ گو کا نام کافر نہیں رکھتا جب تک وہ میری تکفیر اور تکذیب کرکے اپنے تئیں خود کافر نہ بنا لیوے +

حاشیہ در حاشیہ تریاق القلوب صفحہ ۱۴۲

نبی رسول۔ محدث پر الزام لگائے جاتے ہیں

ہر ایک رسول یا نبی یا محدث یا مورمن اللہ جو دنیا میں آتا ہے خدا تعالے کی یہی عادت ہے کہ شریر اور خبیث آدمی اسپر انواع و اقسام کے الزام لگایا کرتے ہیں۔ اور امتحان کے لئے ان کو الزام لگانے کا موقعہ بھی دیا جاتا ہے +

تریاق القلوب صفحہ ۱۵۶

مسیح موعود کے بعد کوئی کامل انسان کسی عورت کے پیٹ سے نہ نکلے گا

جیسا کہ الہام یا آدم اسکن انت و زوجک الجنت میں اس کی طرف ایک لطیف اشارہ ہے۔ اور بعض گذشتہ اکابر نے خدا تعالے سے الہام پاکر یہ پیشگوئی بھی کی تھی کہ وہ انسانی آدم جو مہدی کامل اور خاتم ولایت ہے اپنی جسمانی خلقت کے رو سے جوڑا پیدا ہوگا یعنی آدم صفی اللہ کی طرح مذکر و مونث کی صورت پر پیدا ہوگا اور خاتم الاولاد ہوگا۔ کیونکہ آدم نوع انسانی میں سے پہلا مولود تھا سو ضرور ہوا کہ وہ شخص کہ جسپر بکمال و تمام دورہ حقیقت آدمیہ ختم ہو وہ خاتم الاولاد ہو یعنی اسکی موت کے بعد کوئی کامل انسان کسی عورت کے پیٹ سے نہ نکلے +

تریاق القلوب صفحہ ۱۵۷-۱۵۸

مسیح پر فضیلت جزئی فضیلت ہے

اس جگہ کسی کو یہ وہم نہ گذرے کہ اس تقریر میں اپنے نفس کو حضرت مسیح پر فضیلت دی ہے

کیونکہ یہ ایک جزئی فضیلت ہے جو غیر نبی کو نبی پر ہو سکتی ہے اور تمام اہل علم اور معرفت اس فضیلت کے قایل ہیں اور اس سے کوئی محذور لازم نہیں آتا اور نہ میں اکیلا اس کا قایل ہوں جس قدر اکابر اور عارف مجھ سے پہلے گذرے ہیں وہ تمام آخری آدم کو ولایت عامہ کا خاتم سمجھتے ہیں اور حقیقت آدمیہ کی بروزات کا تمام دایرہ اس پر ختم کرتے ہیں۔ اور اپنے کشوف صحیحہ کے رو سے اسی کا نام آخری آدم رکھتے ہیں اور اسی کا نام مہدی معہود اور اسی کا نام مسیح موعود رکھتے ہیں +

تریاق القلوب ضمیمہ (۵) صفحہ (۴۷)

ہر مسلمان نبیوں کے کمال لئے دعا کرتا ہے

میری یہ دعا بدعت نہیں ہے۔ بلکہ ایسی دعا کرنا اسلام کی عبادات میں سے ہے جو نمازوں میں ہمیشہ پانچ وقت مانگی جاتی ہے۔ کیونکہ ہم نماز میں یہ دعا کرتے ہیں کہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم اس سے یہی مطلب ہے کہ خدا سے ہم اپنی ترقی ایمان اور بنی نوع کی بھلائی کے لئے چار قسم کے نشان چار کمال کے رنگ میں چاہتے ہیں۔ نبیوں کا کمال۔ صدیقوں کا کمال۔ شہیدوں کا کمال۔ صلحا کا کمال +

تریاق القلوب اشتہار واجب الاظہار صفحہ (۴۳)

محمدؐ اور احمدؐ نبی صلعم کے دو نام ہیں۔

اور اس فرقہ کا نام مسلمان فرقہ احمدیہ اس لئے رکھا گیا کہ ہمارے نبی صلعم کے دو نام تھے۔ ایک محمد صلے اللہ علیہ وسلم دوسرا احمد صلے اللہ علیہ وسلم۔ اور اسم محمد جلالی نام تھا۔ اور اس میں یہ مخفی پیشگوئی تھی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم۔ ان دشمنوں کو تلوار کے ساتھ سزا دینگے جنہوں نے تلوار کے ساتھ اسلام پر حملہ کیا اور صدہا مسلمانوں کو قتل کیا۔ لیکن اسم احمد جمالی نام تھا جس سے یہ مطلب تھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم دنیا میں آشتی و صلح پھیلائیں گے۔ سو خدا نے ان دونوں ناموں کی اس طرح پر تقسیم کی کہ اول آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مکہ کی زندگی میں اسم احمد کا ظہور تھا۔ اور ہر طرح سے صبر و شکیبائی کی تعلیم تھی۔ اور پھر مدینہ کی زندگی میں اسم محمد کا ظہور ہوا۔ اور مخالفوں کی سرکوبی خدا کی حکمت اور مصلحت نے ضروری سمجھی۔ لیکن یہ پیشگوئی کی گئی تھی۔ کہ آخری زمانہ میں پھر اسم احمد ظہور کریگا اور ایسا شخص ظاہر ہوگا جس کے ذریعے سے احمدی صفات یعنے جمالی صفات ظہور میں آئیں گی۔ اور تمام لڑائیوں کا خاتمہ ہو جائیگا۔ پس اسی وجہ سے مناسب معلوم ہوا کہ اس فرقہ کا نام فرقہ احمدیہ رکھا جائے +

## مواہب الرحمن صفحہ ۶۶ تا ۶۷

## اندکے ذکر در بارہ عقاید ما

ما مسلمانیم بکتاب الٰہی قرآن شریف ایمان مے آریم کہ سیدنا محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم نبی خدا و رسول خدا ست و دین او بہتر ادیان ہست و ایمان مے آریم کہ او خاتم الانبیاء است بعدا و پیغمبری نیست مگر آنکہ از فیض او پرورش یافتہ باشد و موافق وعدہ او ظاہر شدہ و خدارا مکالمات و مخاطبات است باولیائے خود دریں امت و ایشاں را رنگ انبیاء دادہ مے شود و در حقیقت انبیاء نیستند۔ زیرا کہ قرآن حاجت شریعت را بکمال رسانیدہ است و دادہ نمے شوند مگر فہم قرآن و نہ زیادہ مے کنند و نہ کم مے کنند از آن قرآن و ہر کہ زیادہ کرد و کم کرد پس او از شیطانان است کہ بدکار اند و از لفظ ختم نبوت مرا ختم کمالات نبوت است بر رسول ما صلے اللہ علیہ وسلم و او از ہمہ پیغمبراں افضل است و اعتقاد مے داریم کہ بعد او ہیچ پیغمبرے نیست مگر آنکہ از امت او باشد و از روحانیت او فیض یافتہ باشد پس در ہمچنیں نبوت وجود غیری نیست و نہ مقام غیرت است +

اس امت میں نبی اس لئے نہیں ہو سکتے کہ قرآن نے تکمیل شریعت کر دی

ختم نبوت سے کمالات مراد ہیں

وہ نبوت مل سکتی ہے جو آنحضرتؐ کے فیض سے ملے

## مواہب الرحمن صفحہ ۶۸ و ۶۹

و برائے تدبر کنندہ حاجت تفصیل نیست و او از روئے جسمانیت پدر ہیچکس از مرداں نیست و لکن او پدر است از روئے فیض رسالت برائے آنکہ در روحانیت کامل کردہ شود۔ و او خاتم الانبیاء است و نشانی است برائے مقبولاں و در حضرت باری عز اسمہ ہرگز کسے داخل نشود مگر آنکہ با او نقش خاتم او و نشان سنت او ست و ہیچ عمل و عبادت منظور نخواہد شد مگر بعد اقرار رسالت او و بعد ثبوت بر دین او و ملت او۔ و ہلاک شد آن کس کہ ترک کرد او را و در جمیع سنن او بقدر طاقت و وسعت پیروی او نکرد و ہیچ شریعت بعد او نیست و نہ ہیچ کتابے ناسخ کتاب و شریعت او است و ہیچکس مبدل کلمہ او نیست و ہیچ بارشے ہمچوں باران او نیست و ہر کہ بمقدار یک ذرہ از قرآن خارج باشد پس او از ایمان خارج شد و ہرگز نجات نخواہد یافت تا بوقتیکہ پیروی نکند ہمہ آں اعمال را کہ از پیغمبر ما صلے اللہ علیہ وسلم ثابت اند و ہر کہ بمقدار یکذرہ از وصیت او ترک کرد پس او بزیر افتاد و ہر کہ دعوائے نبوت از یں امت کند و اعتقاد او ایں نباشد کہ پرورش او از آن حضرتؐ شدہ است و ایں اعتقاد ندارد کہ بجز آں پیشوا او چیزے نیست و قرآن خاتم شریعت است

مقرب وہی ہو سکتا ہے جسکے ساتھ آنحضرتؐ کی مہر کا نقش ہو

دعوائے نبوت اگر اس اعتقاد سے نہ ہو کہ اسکی بارش کا ایک قطرہ ہے تو اسپر لعنت ہے

پس ہلاک شد و نفس خود را بکافران و بدکاران ملحق کرد و ہر کہ دعوائے نبوت کند و این اعتقاد ندارد کہ او از امت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم است و ہر چہ یافت از فیضان او یافت و او یک ثمرہ ایست از باغ او و یک قطرہ از بارش او و سایہ تنک از روشنی او۔ پس او لعنتی است ولعنت خدا برو و بر انصار او و بر اتباع او و بر اعوان او۔ برائے ما بجز حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیچ پیغمبرے زیر آسمان نیست و ہیچ کتابے بجز قرآن نداریم۔ پس ہر کہ مخالفت قرآن کند او بسوئے جہنم خویش را کشیدہ است و ہر کہ انکار از حدیث پیغمبر بکند آن حدیثہا کہ تنقید آن شدہ و مخالفت قرآن ندارند او برادر شیطان است و او خرید برائے نفس خود لعنتے و ایمان را ضایع کرد۔ قرآن مقدم بر ہر چیز است و وحی حکم یعنے مسیح موعود مقدم است بر احادیث ظنیہ بشرطیکہ آن وحی مسیح موعود بقرآن مطابقت کلی دارد۔ و بشرطیکہ قصہ ہائے آن حدیث بقصہ ہائے قرآن مطابقت ندارند یعنے در قصہ ہائے آن احادیث و قرآن شریف باہم مخالفت باشد۔ این اعتقاد برائے این ضروری است کہ وحی مسیح موعود ثمرۂ تازہ است کہ از درخت یقینی چیدہ شدہ است پس ہر کہ وحی امام موعود را قبول نکرد و برائے روایات غیر مشہود آن را از دست انداخت پس او در گمراہی واضح افتاد و بموت جاہلیت بمرد۔

تذکرۃ الشہادتین صفحہ (۱)

اس دنیا کے لوگ تیرھویں صدی ہجری کو ختم کر کے چودھویں صدی کے سر پر پہنچ گئے تھے تب میں نے اس حکم کی پابندی سے عام لوگوں میں بذریعہ تحریری اشتہارات اور تقریروں کے یہ ندا کرنی شروع کی کہ اس صدی کے سر پر جو خدا کی طرف سے تجدید دین کے لئے آنے والا تھا وہ میں ہی ہوں ........ اور پھر جب اس پر چند سال گذرے تو بذریعہ وحی الٰہی میرے پر بتصریح کھولا گیا۔ کہ وہ مسیح جو اس امت کے لئے ابتدا سے موعود تھا۔ اور وہ آخری مہدی جو تنزل اسلام کے وقت اور گمراہی پھیلنے کے زمانہ میں براہ راست خدا سے ہدایت پانے والا اور اس آسمانی مایدہ کو نئے سرے انسانوں کے آگے پیش کرنے والا تقدیر الٰہی میں مقرر کیا گیا تھا جس کی بشارت آج سے تیرہ سو برس پہلے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے دی تھی۔ وہ میں ہی ہوں۔

ہمارا پیغمبر ایک ہی ہے یعنی آنحضرت صلعم

قرآن ہر چیز پر مقدم ہے وحی مسیح موعود ظنی حدیثوں پر مقدم ہے

پہلے مجھ پر کھولا گیا کہ تو مجدد ہے پھر کہ تو مسیح موعود ہے

تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۱۱

پھر یہ کہنا کہ ان یہودیوں کی اصلاح کے لئے اسرائیلی عیسے آسمان سے نازل ہوگا بالکل غیر معقول بات ہے کیونکہ اول تو باہر سے ایک نبی کے آنے سے مہر نبوت ٹوٹتی ہے اور قرآن شریف صریح طور پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیا ٹھہراتا ہے ۔

باہر سے نبی نہیں آسکتا۔

تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۱۴

ہر ایک کامل جو اس امت کے لئے آتا ہے وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فیض سے پرورش یافتہ ہے اور اس کی وحی محمدی وحی کی ظل ہے یہی ایک نکتہ ہے جو سمجھنے کے لائق ہے

جسقدر کاملین اس امت میں مبعوث ہوئے آنحضرت کے فیض سے پرورش پائی اور انکی وحی وحی محمدی کی ظل تھی

تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۱۹

مگر ہمیں معلوم نہیں کہ حدیثوں میں کہاں اور کس جگہ لکھا ہے کہ وہی اسرائیلی نبی جس کا عیسے نام تھا جس پر انجیل نازل ہوئی تھی باوجود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے خاتم الانبیا ہونے کے پھر دنیا میں آجائے گا۔ اگر صرف عیسے یا ابن مریم کے نام پر دھوکا کھانا ہے تو قرآن کریم کی سورۃ تحریم میں اس امت کے بعض افراد کا نام عیسے اور ابن مریم رکھدیا گیا ہے۔ ایمان دار کے لئے اس قدر کافی ہے کہ اس امت کے بعض افراد کا نام بھی عیسے یا ابن مریم رکھا گیا ہے ۔

اس امت کے بعض افراد کا نام قرآن نے عیسے اور مریم رکھا ہے

تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۲۱

جب عیسائیوں نے اپنی بدقسمتی سے اس رسول مقبول کو قبول نہ کیا (یعنے نبی کریم صلعم کو) اور اس کو اتنا اوڑایا کہ خدا بنا دیا (یعنے عیسے علیہ السلام کو) تو خدا تعالے کی غیرت نے تقاضا کیا کہ ایک غلام غلمان محمدی سے یعنے یہ عاجز اس کا مثیل کرکے اس امت میں سے پیدا کیا اور اس کی نسبت اپنے فضل اور انعام کا زیادہ اس کو حصہ دیا تا عیسائیوں کو معلوم ہو کہ تمام فضل خدا تعالے کے اختیار میں ہے۔ غرض عیسے بن مریم کے مثیل آنے کی ایک یہ بھی غرض تھی کہ اس کی خدائی کو پاش پاش کر دیا جائے ۔

فضل اور انعام کا حصہ مسیح کی نسبت مجھے زیادہ دیا

تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۲۹

ہم ابھی لکھ چکے ہیں کہ حضرت عیسے علیہ السلام میں مذہبی پہلو کے رو سے ۲ خصوصیتیں تھیں جنکا اسلام کے آخری خلیفہ میں پایا جانا ضروری ہے تا اس میں اور حضرت عیسے میں مشابہت تامہ ثابت ہو۔ پس اول موعود ہونے کی خصوصیت ہے۔ اسلام میں اگرچہ ہزارہا ولی اور اہل اللہ گذرے ہیں مگر ان میں کوئی موعود نہ تھا لیکن وہ جو مسیح کے نام پر آنے والا تھا وہ موعود تھا۔

اس امت میں ہزاروں گذرے مگر موعود ایک ہی ہے ۔

ایسا ہی حضرت عیسٰے علیہ السلام سے پہلے کوئی نبی موعود نہ تھا۔ صرف مسیح موعود تھا۔

تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۳۷ و ۳۸

خلفاء اور نبی ہیں موعود صرف آخری ہے

اور اگر بفرض محال قرآن کریم کے مخالف ایک لاکھ حدیث بھی ہو وہ سب باطل اور جھوٹ اور کسی باطل پرست کی بناوٹ ہے۔ حق وہی ہے جو قرآن نے فرمایا اور حدیثیں وہ ماننے کے لائق ہیں جو اپنے قصوں میں قرآن کے بیان کردہ قصوں سے مخالف نہیں پھر بعد اس کے یہ فیصلہ بھی قرآن شریف نے ہی سورہ نور میں لفظ منکم کے ساتھ ہی کر دیا ہے کہ اس دین کے تمام خلیفے اس امت میں سے پیدا ہونگے۔ اور وہ خلفاء سلسلہ موسوی کے مثیل ہونگے اور صرف ایک ان میں سے سلسلہ کے آخر میں موعود ہوگا جو عیسٰے بن مریم کے مشابہ ہوگا باقی موعود نہیں ہونگے۔ یعنے نام لیکر ان کے لئے کوئی پیشگوئی نہیں ہوگی۔ اور یہ منکم کا لفظ بخاری میں بھی موجود ہے اور مسلم میں بھی ہے جس کے یہی معنے ہیں کہ وہ مسیح موعود اسی امت میں سے پیدا ہوگا۔

تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۴۲ و ۴۳

نبی و ولی کی پیشگوئی

اب سوچ لو کہ ہر ایک بلا جو خدا کے علم میں ہے اگر کسی نبی یا ولی کو اس کی اطلاع دی جائے تو اس کا نام اس وقت پیشگوئی ہوگا جب وہ نبی یا ولی دوسروں کو اس بلا سے اطلاع دے اور یہ ثابت شدہ بات ہے کہ بلا ٹل سکتی ہے پس ضرورتًا یہ نتیجہ نکلا کہ ایسی پیشگوئی کے ظہور میں تاخیر ہو سکتی ہے جو کسی بلا کی پیشخبری کرے۔

تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۴۳

آنحضرت کے بعد نبی کوئی نہیں ایک کو صرف مماثلت کے لحاظ سے نبی کہا گیا۔

میں نے ایک موقع پر ایک اعتراض کا جواب بھی ان کو یعنے صاحبزادہ عبداللطیف صاحب کو سمجھایا تھا جس سے وہ بہت خوش ہوئے تھے۔ اور وہ یہ ہے کہ جس حالت میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مثیل موسٰے ہیں اور آپ کے خلفاء مثیل انبیاء بنی اسرائیل ہیں تو پھر کیا وجہ کہ مسیح موعود کا نام احادیث میں نبی کرکے پکارا گیا ہے مگر دوسرے تمام خلفاء کو یہ نام نہیں دیا گیا۔ سو میں نے ان کو یہ جواب دیا۔ کہ جب کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء تھے اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں تھا۔ اس لئے اگر تمام خلفاء کو نبی کے نام سے پکارا جاتا تو امر ختم نبوت مشتبہ ہو جاتا اور اگر کسی فرد کو بھی نبی کے نام سے پکارا جاتا تو عدم مشابہت کا اعتراض باقی رہ جاتا کیونکہ موسٰے کے خلفاء نبی ہیں اسلئے حکمت الٰہی نے یہ تقاضا کیا کہ پہلے بہت سے خلفاء کو رعایت ختم نبوت بھیجا جائے اور ان کا نام نبی نہ

رکھا جائے اور یہ مرتبہ ان کو نہ دیا جائے تا ختم نبوت پر یہ نشان ہو۔ پھر آخری خلیفہ یعنے مسیح موعود کو نبی کے نام سے پکارا جائے تا خلافت کے امر میں دونوں سلسلوں کی مشابہت ثابت ہو جائے اور ہم کئی دفعہ بیان کر چکے ہیں کہ مسیح موعود کی نبوت ظلی طور پر ہے۔ کیونکہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا بروز کامل ہونے کی وجہ سے نفس نبی سے مستفیض ہو کر نبی کہلانے کا مستحق ہو گیا ہے جیسا کہ ایک وحی میں خدا تعالے نے مجھ کو مخاطب کر کے فرمایا تھا یا احمد جعلت مرسلاً اے احمد تو مرسل بنایا گیا یعنی جیسے کہ تو بروزی رنگ میں احمد کے نام کا مستحق ہوا حالانکہ تیرا نام غلام احمد تھا سو اسی طرح بروز کے رنگ میں نبی کے نام کا مستحق ہے۔ کیونکہ احمد نبی ہے نبوت اس سے منفک نہیں ہو سکتی +

تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۸۵ -

[illegible] نبینا [illegible] و کما اسلم تزعمون - کذالک لئلا یشتبه علی الناس حقیقة ختم النبوۃ ولعلهم یتادبون ثم لما مر علی ذالک دهر اراد الله ان یظهر مشابهة السلسلتین فی نبوۃ الخلفاء لئلا یعترض المعترضون - ولیزیل الله وساوس قوم یریدون ان یروا مشابهة فی النبوۃ وکذالک یصرون - فارسلنی وسمانی نبیًا بمعنی فصلته من قبل لا بمعنے یظن المفسدون +

اور [illegible] خلفاء کا نام نبی کیوں نہ رکھا گیا جیسا تم سمجھتے ہو اسی طرح ضروری تھا کہ تا ختم نبوت کی حقیقت لوگوں پر مشتبہ نہ ہو جائے اور تا کہ وہ سیکھ لیں۔ پھر جب ایک زمانہ گذر گیا تو اللہ تعالے نے ارادہ کیا کہ دونوں سلسلوں کی مشابہت خلفاء کی نبوت میں ظاہر کرے تا کہ معترض اعتراض نہ کریں۔ اور تا اللہ تعالے اس قوم کے وسوسوں کو دور کرے جو چاہتے ہیں کہ نبوت میں مشابہت دیکھیں۔ اور اسی طرح اصرار کرتے ہیں سو اس نے مجھے بھیجا اور میرا نام نبی رکھا اس معنی سے جس کی میں پہلے تفصیل کر چکا ہوں نہ اس معنے سے جو مفسد خیال کرتے ہیں +

[illegible] نام نبی [illegible] گیا۔ وہ بھی ظلی معنی ہیں

"تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۸۵

وانی نبی من معنی وفرد من الامة بمعنے وکذالک ورد فی امری افلا یفکرون فی ما عندهم انه منکم وانه

اور میں ایک معنی سے نبی ہوں اور ایک معنے سے امت کا ایک فرد ہوں اور اسی طرح میرے معاملہ میں وارد ہوا کیا نہیں پڑھتے اس میں جو

ایک معنی سے نبی ہوں ایک امتی

بنی اھاتان صفتان توحدان انکے پاس ہے کہ وہ تم میں سے ہے اور وہ نبی ہے
فی عیسےٰ + کیا یہ دونوں صفتیں عیسےٰ میں پائی جاتی ہیں +

### لیکچر اسلام سیالکوٹ ۔ صفحہ ۔ ۶

ختم نبوت دو وجہ سے ہوا یعنی تاخر زمانہ اور جمع کمالات

ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم روحانیت قایم کرنے کے لحاظ سے آدم ثانی تھے ۔ بلکہ حقیقی آدم وہی تھے ۔ جن کے ذریعہ اور طفیل سے تمام انسانی فضایل کمال کو پہنچے اور تمام نیک قوتیں اپنے اپنے کام میں لگ گئیں اور کوئی شاخ فطرت انسانی کی بے بار و بر نہ رہی ۔ اور ختم نبوت آپ پر نہ صرف زمانہ کی تاخر کی وجہ سے ہوا بلکہ اس وجہ سے بھی کہ تمام کمالات نبوت آپ پر ختم ہوگئے ۔

آنحضرت صفات الٰہیہ کے مظہر اتم تھے

اور چونکہ آپ صفات الٰہیہ کے مظہر اتم تھے اس لئے آپ کی شریعت صفات جلالیہ وجمالیہ دونوں کی حامل تھی ۔ اور آپ کے دو نام محمدؐ اور احمد صلے اللہ علیہ وسلم اسی غرض سے ہیں ۔ اور آپ کی نبوت عامہ میں کسی قوم کی تخصیص نہیں ۔ بلکہ وہ ابتدا سے تمام دنیا کے لئے ہے +

### لیکچر اسلام سیالکوٹ صفحہ ۷

میں مجدد ہوں اور مسیح میرے بعد وہی ہوگا جو میرے لئے ظل ہو

چونکہ یہ آخری ہزار ہے اس لئے ضرور تھا کہ امام آخر الزمان اس کے سر پر پیدا ہو اور اس کے بعد کوئی امام نہیں اور نہ کوئی مسیح ۔ مگر وہ جو اس کے لئے بطور ظل کے ہو ........ اور یہ امام جو خدا تعالےٰ کی طرف سے مسیح موعود کہلاتا ہے وہ مجدد صدی بھی ہے اور مجدد الف آخر بھی +

### لیکچر اسلام سیالکوٹ صفحہ ۳۱

مجھے آخری زمانہ میں مبعوث کیا

ایسا ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے آخری زمانہ میں مسیح ابن مریم کے رنگ اور صفت میں اس راقم کو مبعوث فرمایا +

### لیکچر اسلام سیالکوٹ صفحہ ۳۰

نبی رسول ۔ محدث خدا سے کامل تعلق اور مخلوق سے کامل ہمدردی رکھتے ہیں ۔

ایسے شخص میں ایک طرف تو خدا تعالےٰ کی ذاتی محبت ہوتی ہے ۔ اور دوسری طرف بنی نوع کی ہمدردی اور اصلاح کا بھی ایک عشق ہوتا ہے ۔ اسی وجہ سے ایک طرف تو خدا کے ساتھ اس کا ایسا رابطہ ہوتا ہے کہ جو اس کی طرف ہر وقت کھینچا چلا جاتا ہے اور دوسری طرف نوع انسان کے ساتھ بھی اس کو ایسا تعلق ہوتا ہے ۔ جو ان مستعد طبایع کو اپنی طرف کھینچتا ہے ۔ جیسا کہ آفتاب زمین کے تمام طبقات کو اپنی طرف کھینچ رہا ہے ۔ اور خود بھی ایک طرف

کھینچا جا رہا ہے یہی حالت اس شخص کی ہوتی ہے۔ ایسے لوگوں کو اصطلاح اسلام میں نبی اور رسول اور محدث کہتے ہیں۔ اور وہ خدا کے پاک مکالمات اور مخاطبات سے مشرف ہوتے ہیں اور خوارق ان کے ہاتھ پر ظاہر ہوتے ہیں۔

### لیکچر اسلام سیالکوٹ صفحہ ۳۳

بروز کرشن

میرا اس زمانہ میں خدا تعالےٰ کی طرف سے آنا محض مسلمانوں کی اصلاح کے لئے ہی نہیں ہے۔ بلکہ مسلمانوں اور ہندوؤں اور عیسائیوں تینوں قوموں کی اصلاح منظور ہے۔ اور جیسا کہ خدا نے مجھے مسلمانوں اور عیسائیوں کے لئے مسیح موعود کر کے بھیجا ہے۔ ایسا ہی میں ہندوؤں کے لئے بطور اوتار کے ہوں اور میں عرصہ بیس برس سے یا کچھ زیادہ برسوں سے اس بات کو شہرت دے رہا ہوں کہ میں ان گناہوں کے دور کرنے کے لئے جن سے زمین پر ہو گئی ہے جیسا کہ مسیح ابن مریم کے رنگ میں ہوں۔ ایسا ہی راجہ کرشن کے رنگ میں بھی ہوں جو ہندو مذہب کے تمام اوتاروں میں سے ایک بڑا اوتار تھا۔ یا یوں کہنا چاہئے کہ روحانی حقیقت کے رو سے میں وہی ہوں۔ یہ میرے خیال اور قیاس سے نہیں ہے۔ بلکہ وہ خدا جو زمین و آسمان کا خدا ہے اس نے یہ میرے پر ظاہر کیا ہے۔ بلکہ نہ ایک دفعہ بلکہ کئی دفعہ مجھے بتلایا ہے کہ تو ہندوؤں کے لئے کرشن اور مسلمانوں اور عیسائیوں کے لئے مسیح موعود ہے ......... لیکن یہ خدا کی وحی ہے جس کے اظہار کے بغیر میں رہ نہیں سکتا۔

### لیکچر اسلام سیالکوٹ صفحہ ۵۰

سچے مامور کے لئے تین علامتیں

ہر ایک نبی کی سچائی تین طریقوں سے پہچانی جاتی ہے۔ اول عقل سے یعنی دیکھنا چاہئے کہ جس وقت وہ نبی یا رسول آیا ہے عقل سلیم گواہی دیتی ہے یا نہیں کہ اس وقت اس کے آنے کی ضرورت بھی تھی یا نہیں اور انسانوں کی حالت موجودہ چاہتی تھی یا نہیں کہ ایسے وقت میں کوئی مصلح پیدا ہو؟

دوسرے پہلے نبیوں کی پیشگوئی یعنے دیکھنا چاہئے کہ پہلے کسی نبی نے اس کے حق میں یا اس کے زمانہ میں کسی کے ظاہر ہونے کی پیشگوئی کی ہے یا نہیں۔ تیسرے نصرت الٰہی اور تائید آسمانی یعنے دیکھنا چاہئے کہ اس کے شامل حال کوئی تائید آسمانی بھی ہے یا نہیں؟

یہ تین علامتیں سچے مامور من اللہ کی شناخت کے لئے قدیم سے مقرر ہیں۔ اب اے دوستو خدا نے تم پر رحم کر کے یہ تینوں علامتیں میری تصدیق کے لئے ایک ہی جگہ جمع کر دی ہیں اب چاہو تم قبول کرو یا نہ کرو ۔

تجلیات الٰہیہ صفحہ ۸و۹

نبی سے مراد اس زمانہ میں کامل طور سے شرف مکالمہ پانا اور تجدید دین کے لئے مامور ہونا ہے

وما کنا معذبین حتےٰ نبعث رسولاً پھر یہ کیا بات ہے کہ ایک طرف تو طاعون ملک کو کھا رہی ہے اور دوسری طرف ہیبت ناک زلزلے پیچھا نہیں چھوڑتے۔ اے غافلو! تلاش تو کرو شاید تم میں خدا کی طرف سے کوئی نبی قائم ہو گیا ہے* جس کی تم تکذیب کر رہے ہو۔ اب ہجری صدی کا بھی چوبیسواں سال ہے۔ بغیر قائم ہونے کسی مرسل الٰہی کے یہ وبال تم پر کیوں آ گیا جو ہر سال تمہارے دوستوں کو تم سے جدا کرتا اور تمہارے پیاروں کو تم سے علیحدہ کر کے داغ جدائی تمہارے دلوں پر لگاتا ہے۔ آخر کچھ بات تو ہے کیوں تلاش نہیں کرتے۔ اور تم کیوں اس آیت موصوفہ بالا میں غور نہیں کرتے جو خدا تعالےٰ فرماتا ہے وما کنا معذبین حتےٰ نبعث رسولاً یعنے ہم کسی بستی پر غیر معمولی عذاب نازل نہیں کرتے جب تک ہم ان پر اتمام حجت کے لئے ایک رسول نہ بھیج دیں

تجلیات الٰہیہ صفحہ ۱۲

عذاب سے قبل خدا کا فرستادہ ہونا ضروری ہے

خدا کسی قوم پر ایسے سخت عذاب نازل نہیں کرتا۔ اور نہ کبھی اس نے کئے جب تک اس قوم میں اس کی طرف سے کوئی رسول نہ آیا ہو یعنے جب تک اس کا بھیجا ہوا ان میں ظاہر نہ ہوا ہو۔

تجلیات الٰہیہ صفحہ ۱۳

مسیح موعود اللہ کا بھی بروز ہے

انت منی بمنزلۃ بروزی وعد اللہ ان وعد اللہ لا یبدل یعنے خدا ......

* حاشیہ: نبی کے لفظ سے اس زمانہ کے لئے صرف خدا تعالےٰ کی یہ مراد ہے کہ کوئی شخص کامل طور پر شرف مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ حاصل کرے اور تجدید دین کے لئے مامور ہو یہ نہیں کہ وہ کوئی دوسری شریعت لاوے۔ کیونکہ شریعت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ختم ہے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی پر نبی کے لفظ کا اطلاق بھی جائز نہیں۔ جب تک اس کو امتی بھی نہ کہا جائے جس کے یہ معنے ہیں کہ ہر ایک انعام اس نے آنحضرت کی پیروی سے پایا ہے۔ نہ براہ راست
۱۲ منہ

چہرہ ظاہر کریگا اور اپنے وجود کو دکھلا دے گا۔ اور تو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ میں ہی ظاہر ہوگیا۔ یعنے تیرا ظہور بعینہٖ میرا ظہور ہوگا۔

تجلیات الٰہیہ صفحہ ۲۴ و ۲۵

بغیر شریعت نبی ہوسکتا ہے مگر وہی جو امتی ہو یعنی ظل ہو

اور سب کے بعد ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے ایسا ہمکلام ہوا کہ آپ پر سب سے زیادہ روشن اور پاک وحی نازل کی۔ ایسا ہی اس نے مجھے بھی اپنے مکالمہ مخاطبہ کا شرف بخشا۔ مگر یہ شرف مجھے محض آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے حاصل ہوا۔ اگر میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی امت نہ ہوتا اور آپ کی پیروی نہ کرتا تو اگر دنیا کے تمام پہاڑوں کے برابر میرے اعمال ہوتے۔ تو پھر بھی میں کبھی یہ شرف مکالمہ مخاطبہ ہرگز نہ پاتا۔ کیونکہ اب بجز محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں۔ شریعت والا نبی کوئی نہیں آسکتا۔ اور بغیر شریعت کے نبی ہوسکتا ہے۔ مگر وہی جو پہلے امتی ہو۔ پس اسی بنا پر میں امتی بھی ہوں اور نبی بھی اور میری نبوت یعنے مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا ایک ظل ہے۔ اور بجز اس کے میری نبوت کچھ بھی نہیں وہی نبوت محمدیہ ہے جو مجھ میں ظاہر ہوئی۔ اور چونکہ میں محض ظل ہوں اور امتی ہوں۔ اس لئے آنجناب کی اس سے کچھ کسر شان نہیں۔

میری نبوت الگ کوئی نہیں

چشمہ مسیحی۔ صفحہ ۱۳

آنحضرت کی پیروی سے تمام رسولوں کے کمالات حاصل ہوسکتے ہیں اور مسیح سے بڑھ سکتا ہے

میں عیسےٰ مسیح کو ہرگز ان امور میں اپنے پر کوئی زیادت نہیں دیکھتا یعنے جیسے اس پر خدا کا کلام نازل ہوا ایسا ہی مجھ پر بھی ہوا اور جیسے اس کی نسبت معجزات منسوب کئے جاتے ہیں۔ میں یقینی طور پر ان معجزات کا مصداق اپنے نفس کو دیکھتا ہوں۔ بلکہ ان سے زیادہ اور یہ تمام شرف مجھے صرف ایک نبی کی پیروی سے ملا ہے جس کے مدارج اور مراتب سے دنیا بے خبر ہے۔ یعنے سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم۔

چشمہ مسیحی۔ صفحہ ۱۴

آنحضرت کی پیروی سے ایک شخص عیسےٰ سے بڑھکر بھی ہوسکتا ہے

وہ خدا جس کو دنیا نہیں جانتی ہم نے اس خدا کو اس کے نبی کے ذریعہ سے دیکھ لیا۔ اور وہ وحی الٰہی کا دروازہ جو دوسری قوموں پر بند ہے ہمارے پر محض اسی نبی کی برکت سے کھولا گیا۔ اور وہ معجزات جو غیر قومیں صرف قصے اور کہانیوں کے طور پر بیان کرتے ہیں ہم نے اس نبی کے ذریعہ سے معجزات بھی دیکھ لئے اور ہم نے اس نبی کا وہ مرتبہ پایا جس کے

آگے کوئی مرتبہ نہیں مگر تعجب کہ دنیا اس سے بے خبر ہے۔ مجھے کہتے ہیں کہ مسیح موعود ہونے کا کیوں دعوے کیا۔ مگر میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس نبی کی کامل پیروی سے ایک شخص عیسےٰ سے بڑھ کر بھی ہو سکتا ہے۔ اندھے کہتے ہیں کہ یہ کفر ہے میں کہتا ہوں کہ تم خود ایمان سے بے نصیب ہو۔ پھر کیا جانتے ہو کہ کفر کیا چیز ہے۔ کفر تمہارے اندر ہے اگر تم جانتے کہ اس آیت کے کیا معنی ہیں کہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم تو ایسا کفر منہ پر نہ لاتے۔ خدا تو تمہیں یہ ترغیب دیتا ہے کہ تم اس رسول کی کامل پیروی کی برکت سے تمام رسولوں کے متفرق کمالات اپنے اندر جمع کر سکتے ہو۔ اور تم صرف ایک نبی کے کمالات حاصل کرنا کفر جانتے ہو ٭

آنحضرت کی پیروی سے تمام نبیوں کے کمالات ایک انسان کے اندر جمع ہو سکتے ہیں جو ایک نبی کے کمالات حاصل کرنا کفر ہے

چشمہ مسیحی ۔ صفحہ ۳۸

فبھداھم اقتدہ یعنے تمام نبیوں کو جو ہدایتیں ملی تھیں ان سب کا اقتدا کر۔ پس ظاہر ہے کہ جو شخص تمام متفرق ہدایتوں کو اپنے اندر جمع کریگا اس کا وجود ایک جامع وجود ہو جائے گا۔ اور تمام نبیوں سے وہ افضل ہوگا۔ پھر جو شخص اس نبی جامع الکمالات کی پیروی کریگا ضرور ہے کہ ظلی طور پر وہ بھی جامع الکمالات ہو۔ پس اس دعا کے سکھلانے میں جو سورہ فاتحہ میں ہے یہی راز ہے کہ تا کاملین امت جو نبی جامع الکمالات کے پیرو ہیں وہ بھی جامع الکمالات ہو جائیں

جامع کمالات نبی کی پیروی سے ظلی طور پر جامع کمالات ہو کر نبیوں سے افضل ہو سکتا ہے

حاشیہ چشمہ مسیحی ۔ صفحہ ۴۰

اور بالآخر یاد رہے کہ اگر ایک امتی کو جو محض پیروی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے درجہ وحی اور الہام اور نبوت کا پاتا ہے نبی کے نام کا اعزاز دیا جائے تو اس سے مہر نبوت نہیں ٹوٹتی کیونکہ وہ امتی ہے۔ اور اس کا اپنا وجود کچھ نہیں۔ اور اس کا کمال نبی متبوع کا کمال ہے۔ اور وہ صرف نبی نہیں کہلاتا بلکہ نبی بھی اور امتی بھی مگر کسی ایسے نبی کا دوبارہ آنا جو امتی نہیں ہے ختم نبوت کے منافی ہے ٭

نبی کا نام لغزازاً کمال پیروی کی وجہ کو دیا جا سکتا ہے مگر وہ صرف نبی نہیں کہلا سکتا

چشمہ مسیحی صفحہ ۴۵

نبی کا کمال یہ ہے کہ وہ دوسرے شخص کو ظلی طور پر نبوت کے کمالات سے متمتع کر دے اور روحانی امور میں اس کی پوری پرورش کر کے دکھلا دے۔ اسی پرورش کی غرض سے نبی آتے ہیں۔ اور ماں کی طرح حق کے طالبوں کو گود میں لیکر خدا شناسی کا دودھ پلاتے ہیں۔ پس اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس یہ دودھ نہیں تھا تو نعوذ باللہ آپ کی نبوت ثابت نہیں ہو سکتی۔ مگر خدا تعالےٰ نے قرآن شریف میں آپ کا نام سراج منیر

نبی کا کمال یہ ہے کہ ظلی طور دوسرے کو کمالات نبوت سے متمتع کرے

رکھا ہے جو دوسروں کو روشن کرتا ہے ......... گذشتہ مذہبوں میں عورتوں کو بھی الہام ہوا۔ جیسا کہ موسےٰ کی ماں اور مریم کو۔ مگر تم مرد ہو کر ان عورتوں کے برابر بھی نہیں؂

سیرۃ الابدال صفحہ ۲

انبیا کی علامت کہ بعض ان میں سے مرسل ہوتے ہیں

وللاتقیاء علامات یعرفون بہا ولا ولی الا التقی یاتیان منہم قوم یرسلون لاصلاح الناس عند مفاسد الخناس

اور اتقیا کیلئے علامتیں ہیں جنسے وہ پہچانے جاتے ہیں اور متقی ہی ولی ہوتا ہے۔ اے جوانو! ان میں سے ایک قوم ہے جو شیطان کے فسادوں کے وقت لوگوں کی اصلاح کیلئے مرسل ہوتے ہیں؂

سیرۃ الابدال صفحہ ۵

اولیا اور انبیا ایک چشمہ سے پیتے ہیں

وبینہم وبین الانبیاء خنولہ یشربون مما کانوا یشربون

اور انکے اور نبیوں کے درمیان رشتہ قریبی ہے وہ اس چشمہ سے پانی پیتے ہیں جس سے وہ پیتے ہیں

سیرۃ الابدال صفحہ ۶

لوگوں کی اصلاح کیلئے بھیجے جاتے ہیں

ثم یرسلون الی الناس فیدعون الناس الی الصلاح

پھر لوگوں کی اصلاح کے لئے بھیجے جاتے ہیں اور لوگوں کو صلاحیت کی طرف بلاتے ہیں۔

الوصیت ۔ صفحہ ۱۰

نبوت محمدیہ تمام نبوتوں کا خاتمہ ہے

تمام نبوتیں اور تمام کتابیں جو پہلے گذر چکیں ان کی الگ طور پر پیروی کی حاجت نہیں رہی کیونکہ نبوت محمدیہ ان سب پر مشتمل اور حاوی ہے۔ اور بجز اس کے سب راہیں بند ہیں۔ تمام سچائیاں جو خدا تک پہنچاتی ہیں اسی کے اندر ہیں۔ نہ اس کے بعد کوئی نئی سچائی آئے گی اور نہ اس سے پہلے کوئی ایسی سچائی تھی جو اس میں موجود نہیں۔ اس لئے اس نبوت پر تمام نبوتوں کا خاتمہ ہے اور ہونا چاہئے تھا۔ کیونکہ جس چیز کے لئے ایک آغاز ہے اس کے لئے ایک انجام بھی ہے۔ لیکن یہ نبوت محمدیہ اپنی ذاتی فیض رسانی سے قاصر نہیں

نبوت محمدیہ نبوتوں سے بڑھکر فیض رسان ہے

بلکہ سب نبوتوں سے زیادہ اس میں فیض ہے۔ اس نبوت کی پیروی خدا تک بہت سہل طریق سے پہنچا دیتی ہے۔ اور اس کی پیروی سے خدا تعالےٰ کی محبت اور اس کے مکالمہ اور مخاطبہ کا اس سے بڑھ کر انعام مل سکتا ہے جو پہلے ملتا تھا۔ مگر اس کا کامل پیرو صرف نبی نہیں کہلا سکتا۔ کیونکہ نبوت کاملہ تامہ محمدیہ کی اس میں ہتک ہے۔ ہاں امتی اور نبی دونوں لفظ اجتماعی حالت میں اس پر صادق آسکتے ہیں۔ کیونکہ اس میں نبوت تامہ

نبوت محمدیہ کاملہ تامہ ہے اسلئے کامل پیرو کی نبوت ایسی نہیں اس لئے وہ صرف نبی نہیں کہلا سکتا

کاملہ تامہ محمدیہ کی ہتک نہیں۔ بلکہ اس نبوت کی چمک اس فیضان سے زیادہ ظاہر ہوتی ہے اور جبکہ وہ مکالمہ مخاطبہ اپنی کیفیت اور کمیت کی رو سے کمال درجہ تک پہنچ جائے اور اس میں کوئی کثافت اور کمی باقی نہ ہو اور کھلے طور پر امور غیبیہ پر مشتمل ہو تو وہی دوسرے لفظوں میں نبوت کے نام سے موسوم ہوتا ہے جس پر تمام نبیوں کا اتفاق ہے پس یہ ممکن نہ تھا کہ وہ قوم جس کے لئے فرمایا گیا کنتم خیر امۃ اخرجت للناس۔ اور جن کے لئے یہ دعا سکھائی گئی ہے کہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم۔ ان کے تمام افراد اس مرتبہ عالیہ سے محروم رہتے اور کوئی ایک فرد بھی اس مرتبہ کو نہ پاتا اور ایسی صورت میں صرف یہی خرابی نہیں تھی کہ امت محمدیہ ناقص اور ناتمام رہتی۔ اور سب کے سب اندھوں کی طرح رہتے۔ بلکہ یہ بھی نقص تھا کہ آنحضرت صلعم کی قوت فیضان پر داغ لگتا تھا۔ اور آپ کی قوت قدسیہ ناقص ٹھہرتی تھی۔ اور ساتھ اس کے وہ دعا جس کا پانچ وقت نماز میں پڑھنا تعلیم کیا گیا تھا۔ اس کا سکھلانا بھی عبث ٹھہرتا تھا۔ مگر اس کی دوسری طرف یہ خرابی بھی تھی۔ کہ اگر یہ کمال کسی فرد امت کو براہ راست بغیر پیروی نور نبوت محمدیہ کے مل سکتا تو ختم نبوت کے معنے باطل ہوتے تھے۔ پس ان دونوں خرابیوں سے محفوظ رکھنے کے لئے خدا تعالیٰ نے مکالمہ مخاطبہ کاملہ تامہ مطہرہ مقدسہ کا شرف ایسے بعض افراد کو عطا کیا جو فنا فی الرسول کی حالت تک اتم درجہ تک پہنچ گئے۔ اور کوئی حجاب درمیان نہ رہا۔ اور امتی ہونے کا مفہوم اور پیروی کے معنے اتم اور اکمل درجہ پر ان میں پائے گئے ایسے طور پر کہ ان کا وجود اپنا وجود نہ رہا بلکہ ان کی محویت کے آئینہ میں آنحضرت صلعم کا وجود منعکس ہو گیا۔ دوسری طرف اتم اور اکمل طور پر مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ نبیوں کی طرح ان کو نصیب ہوا پس اس طرح پر بعض افراد نے باوجود امتی ہونے کے نبی ہونے کا خطاب پایا۔ کیونکہ ایسی صورت کی نبوت نبوت محمدیہ سے الگ نہیں۔ بلکہ اگر غور سے دیکھو تو خود وہ نبوت محمدیہ ہی ہے جو ایک پیرایہ جدید میں جلوہ گر ہوئی۔ یہ ہی معنی اس فقرہ کے ہیں۔ جو آنحضرت صلعم نے مسیح موعود کے حق میں فرمایا۔ کہ نبی اللہ و امامکم منکم یعنی وہ نبی بھی ہے اور امتی بھی ہے ؂

مکالمہ الٰہی جب کیفیت اور کمیت کے رو سے کمال کو پہنچ جائے تو اسکا نام نبوت ہے

بعض افراد امت محمدیہ نے باوجود امتی ہونیکے نبی کا خطاب پایا

حقیقت الوحی صفحہ ۴ و ۵

اولیاء اللہ کامل طور پر شرف مکالمہ رکھتے ہیں

باب سوم ان لوگوں کے بیان میں جو خدا تعالےٰ سے اکمل اور اصفےٰ طور پر وحی پاتے ہیں۔ اور کامل طور پر شرف مکالمہ اور مخاطبہ ان کو حاصل ہے۔ اور خوابیں بھی ان کو فلق الصبح کی طرح سچی آتی ہیں۔ اور خدا تعالےٰ سے اکمل اور اتم اور اصفےٰ تعلق رکھتے ہیں جیسا کہ خدا تعالےٰ کے پسندیدہ نبیوں اور رسولوں کا تعلق ہوتا ہے۔

---

حقیقت الوحی صفحہ ۱۴-۱۵

اولیاء پر خدا کا کلام نبیوں رسولوں کی طرح نازل ہوتا ہے

خدا تعالےٰ سے کامل تعلق پیدا کرنے والے اس شخص سے مشابہت رکھتے ہیں۔ جو اول دور سے آگ کی روشنی دیکھے۔ اور پھر اس سے نزدیک ہو جائے۔ یہاں تک کہ اس آگ میں اپنے تئیں داخل کر دے . . . . . . . . . . . . . . . اور وہ غیب کے دروازے اس کی پیشگوئیوں پر کھولے جاتے ہیں۔ جو دوسروں پر نہیں کھولے جاتے خدا کا کلام اس پر اسی طرح نازل ہوتا ہے۔ جیسے کہ خدا کے پاک نبیوں اور رسولوں پر نازل ہوتا ہے۔

حقیقت الوحی حاشیہ صفحہ ۱۵

اولیاء کو رسولوں میں داخل کیا ہے

ایک بڑی علامت کامل تعلق کی یہ ہوتی ہے کہ جس طرح خدا ہر ایک چیز پر غالب ہے اسی طرح وہ ہر ایک دشمن اور مقابلہ کرنے والے پر غالب رہتا ہے کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی

حقیقت الوحی صفحہ ۲۰

مقبولین کیلئے کثرت نشانات

خدا کے مقبول بندے جو الوار سچائی میں غرق کئے جاتے ہیں۔ اور آتش محبت سے ان کی ساری نفسانیت جلائی جاتی ہے۔ وہ اپنی ہر شان میں کیا بہ اعتبار کمیت اور کیا بہ اعتبار کیفیت غیروں پر غالب ہوتے ہیں۔ اور غیر معمولی طور پر خدا کی تائید اور نصرت کے نشان اس کثرت سے ان کے لئے ظاہر ہوتے ہیں۔ کہ دنیا میں کسی کو مجال نہیں ہوتی

کہ ان کی نظیر پیش کر سکے +

حقیقت الوحی صفحہ ۲۱ و ۲۲

تیسری قسم میں دوسرے ملہمین کو بھی داخل کیا

پھر تیسری قسم کے ملہم اور خواب بین وہ لوگ ہیں۔ جن کے خوابوں اور الہاموں کی حالت اس جسمانی نظارہ سے مشابہ ہے۔ جبکہ ایک شخص اندھیری اور شدید البرودات میں نہ صرف آگ کی کامل روشنی ہی پاتا ہے۔ اور اس میں چلتا ہے۔ بلکہ اس کے گرم حلقے میں داخل ہو کر بکلی سردی سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ اس مرتبہ تک وہ لوگ پہنچتے ہیں۔ جو شہوات نفسانیہ کا چولہ آتش محبت الٰہی میں جلا دیتے ہیں.....

حقیقت الوحی صفحہ ۲۳

تیسری قسم کی وحی کامل فرد پر نازل ہوتی ہے۔

وہ وحی کامل جو اقسام ثلاثہ میں سے تیسری قسم کی وحی ہے جو کامل فرد پر نازل ہوتی ہے

حقیقت الوحی صفحہ ۲۳

اولیا میں صفات الٰہیہ کا پورا انعکاس اور چہرہ حضرت احدیت کا پورا ظہور

اور اس نفس پر صفات الٰہیہ کا انعکاس پورے طور پر ہو جاتا ہے۔ اور پورے طور پر چہرہ حضرت احدیت ظاہر ہوتا ہے +

حقیقت الوحی صفحہ ۲۴

خدا کی ذات کا مظہر اتم اور خدا ظلی طور پر ان کے اندر داخل ہوتا ہے

مگر تاہم وہ لوگ جو اپنی نفسانی حیات سے مرکر خدا تعالےٰ کی ذات کا مظہر اتم ہو جاتے ہیں۔ اور ظلی طور پر خدا تعالےٰ ان کے اندر داخل ہو جاتا ہے۔ انکی حالت سب سے الگ ہے +

حقیقت الوحی صفحہ ۲۵

خدا کا عکس انکے وجود میں

پس روحانی طور پر انسان کے لئے اس سے بڑھکر کوئی کمال نہیں۔ کہ وہ اس قدر صفائی حاصل کرے کہ خدا تعالےٰ کی تصویر اس میں کھنچی جائے +

حقیقت الوحی صفحہ ۲۵

ظل یا تصویر خلیفہ ہے

یہ ظاہر ہے۔ کہ تصویر ایک چیز کی اصل صورت کی خلیفہ ہوتی ہے۔ یعنی جانشین +

حقیقت الوحی صفحہ ۲۵

تیسری قسم کے لوگوں کے مراتب میں فرق مگر قسم ایک ہے

تیسری قسم کے لوگ بھی جن کا خدا تعالےٰ سے کامل تعلق ہوتا ہے۔ کامل اور مصفا الہام پاتے ہیں۔ قبول فیوض الٰہیہ میں برابر نہیں ہوتے۔ اور ان سب کا دائرہ

استعداد فطرت باہم برابر نہیں ہوتا۔ بلکہ کسی کا دایرہ استعداد فطرت کم درجہ پہ وسعت رکھتا ہے۔ اور کسی کا زیادہ وسیع ہوتا ہے کسی کا بہت زیادہ اور کسی کا اس قدر جو خیال اور گمان سے برتر ہے÷

حقیقت الوحی صفحہ ۲۷و۲۸

اس امت پر مکالمہ مخاطبہ کا دروازہ بند نہیں اور رسول صلعم کی مہر سے نبوت مل سکتی ہے

مگر جس کامل انسان پہ قرآن شریف نازل ہوا اس کی نظر محدود نہ تھی اور اس کی عام غمخواری اور ہمدردی میں کچھ قصور نہ تھا۔ بلکہ کیا باعتبار زمان اور کیا باعتبار مکان اس کے نفس کے اندر کامل ہمدردی موجود تھی اس لئے قدرت کی تجلیات کا پورا اور کامل حصہ اس کو ملا اور وہ خاتم الانبیاء رہے۔ مگر ان معنوں سے نہیں کہ آیندہ اس سے کوئی روحانی فیض نہیں ملیگا۔ بلکہ ان معنوں سے کہ وہ صاحب خاتم ہے بجز اس کی مہر کے کوئی فیض کسی کو نہیں پہنچ سکتا اور اس کی امت کے لئے قیامت تک مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ کا دروازہ کبھی بند نہ ہوگا۔ اور بجز اس کے کوئی نبی صاحب خاتم نہیں ایک وہی ہے جس کی مہر سے ایسی نبوت بھی مل سکتی ہے جس کے لئے امتی ہونا لازمی ہے۔ اور اس کی ہمت اور ہمدردی نے امت کو ناقص حالت پر چھوڑنا نہیں چاہا۔ اور ان پہ وحی کا دروازہ جو حصول معرفت کی اصل جڑھ ہے بند رہنا گوارا نہیں کیا۔ ہاں اپنی ختم رسالت کا نشان قایم رکھنے کے لئے یہ چاہا کہ فیض وحی آپ کی پیروی کے وسیلہ سے ملے۔ اور جو شخص امتی نہ ہو اس پر وحی الٰہی کا دروازہ بند ہو۔ سو خدا نے ان معنوں سے آپ کو خاتم الانبیاء ٹھہرایا۔ لہذا قیامت تک یہ بات قایم ہوئی کہ جو شخص سچی پیروی سے اپنا امتی ہونا ثابت نہ کرے اور آپ کی متابعت میں اپنا تمام وجود محو نہ کرے ایسا انسان قیامت تک نہ کوئی کامل وحی پا سکتا ہے۔ اور نہ کامل ملہم ہوسکتا ہے۔ کیونکہ مستقل نبوت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پہ ختم ہوگئی ہے۔ مگر ظلی نبوت جس کے معنے ہیں کہ محض فیض محمدی سے وحی پانا وہ قیامت تک باقی رہےگی تا انسانوں کی تکمیل کا دروازہ بند نہ ہو تا یہ نشان دنیا سے مٹ نہ جائے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہمت نے قیامت تک یہی چاہا ہے۔ کہ مکالمات و مخاطبات الٰہیہ کے دروازے کھلے رہیں÷

ظلی نبوت قیامت تک باقی ہے اور وہ مکالمہ مخاطبہ ہے

حاشیہ۔ اس جگہ یہ سوال طبعًا ہو سکتا ہے کہ حضرت موسیٰ کی امت میں

پہلے تمام انبیاء کا تعلق اللہ تعالیٰ سے براہ راست تھا

بہت سے نبی گذرے ہیں۔ پس اس حالت میں موسیٰ کا افضل ہونا لازم آتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جس قدر نبی گذرے ہیں ان سب کو خدا نے براہ راست چن لیا تھا۔ حضرت موسیٰ کا اس میں کچھ بھی دخل نہ تھا۔ لیکن اس امت میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی برکت سے ہزارہا اولیا ہوئے ہیں۔ اور ایک وہ بھی ہوا جو امتی بھی ہے اور نبی بھی اس کثرت فیضان کی کسی نبی میں نظیر نہیں مل سکتی۔ اسرائیلی نبیوں کو الگ کر کے باقی تمام لوگ اکثر موسوی امت میں ناقص پائے جاتے ہیں۔ رہے انبیاء سو ہم بیان کر چکے ہیں کہ انہوں نے حضرت موسیٰ سے کچھ نہیں پایا بلکہ وہ براہ راست نبی کئے گئے۔ مگر امت محمدیہ میں سے ہزارہا لوگ محض پیروی کی وجہ سے ولی کئے گئے +

اس امت میں ہزارہا اولیاء ہوئے اور ایک وہ بھی ہے جو امتی بھی ہے اور نبی بھی

پہلے انبیاء کا افاضہ کمال کم درجہ پہ تھا

حقیقت الوحی صفحہ ۲۹

مسیح آئی تو بجائے قرآن شریف کے انجیل پڑھتے

اور جب لوگ قرآن شریف پڑھیں گے۔ تو وہ (یعنی حضرت عیسےٰ) انجیل کھول بیٹھیگا +

حقیقت الوحی صفحہ ۲۹

مستقل نبوت آنحضرت کے بعد نہیں

کیا کوئی عقل تجویز کر سکتی ہے کہ اسلام کے لئے یہ مصیبت کا دن بھی باقی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی ایسا نبی بھی آئے گا کہ جو مستقل نبوت کی وجہ سے آپ کی ختم نبوت کی مہر کو توڑ دیگا۔ اور آپ کی فضیلت خاتم الانبیاء ہونے کی چھین لیگا۔ اور آپکی پیروی سے نہیں بلکہ براہ راست مقام نبوت حاصل رکھتا ہوگا۔ اور اسکی عملی حالتیں شریعت محمدیہ کے مخالف ہونگی۔ اور قرآن شریف کی صریح مخالفت کر کے لوگوں کو فتنہ میں ڈالیگا اور اسلام کی ہتک عزت کا موجب ہوگا۔ یقیناً سمجھو کہ خدا ہرگز ایسا نہیں کریگا۔ بیشک حدیثوں میں مسیح موعود کے ساتھ نبی کا نام موجود ہے۔ مگر ساتھ اس کے امتی کا نام بھی تو موجود ہے۔ اور اگر موجود بھی نہ ہوتا تو مفاسد مذکورہ بالا پر نظر کر کے ماننا پڑتا کہ ہرگز ایسا ہو نہیں سکتا کہ کوئی مستقل نبی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد آوے۔ کیونکہ ایسے شخص کا آنا صریح طور پر ختم نبوت کے منافی ہے +

حقیقت الوحی صفحہ ۳۲

صحابہ کا رجوع آنحضرت کے دوبارہ آنیکے عقیدہ سے

صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس عقیدہ سے رجوع کر لیا کہ گویا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم دوبارہ دنیا میں آئیں گے .........

بعض صحابہ کے دل میں وسوسہ پیدا ہوا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم حقیقت میں

فوت نہیں ہوئے۔ بلکہ غایب ہو گئے ہیں۔ اور پھر دنیا میں آئیں گے +

حقیقت الوحی صفحہ ۴۶

تین لاکھ سے زیادہ نشان

اگر خدا تعالےٰ کے نشانوں کو جو میری تائید میں ظہور میں آچکے ہیں۔ آج کے دن تک شمار کیا جائے۔ تو وہ تین لاکھ سے بھی زیادہ ہونگے +

حقیقت الوحی صفحہ ۴۷

قوم کے پیشوا کی خوابیں اور الہام

اور اس کو گمراہ کرنے کے لئے وہ شیطان بعض اوقات ایسی خوابیں یا الہام پیش کر دیتا ہے جن کی وجہ سے وہ اپنے تئیں قوم کا پیشوا یا رسول کہتا ہے۔ اور ہلاک ہو جاتا ہے +

حقیقت الوحی صفحہ ۴۸

وحی صرف کامل افراد کے لئے

اس حالت کا نام حق الیقین ہے۔ اور یہ مرتبہ محض کامل افراد کو حاصل ہوتا ہے ...... جو خدا تعالےٰ سے کامل تعلق رکھتے ہیں۔ اور حقیقت میں وحی کا لفظ انہی کی وحی پر اطلاق پاتا ہے +

حقیقت الوحی صفحہ ۵۱

کامل افراد کے لئے ہر قسم کے نشان دکھائے جاتے ہیں۔

اور کرامات کی اصل بھی یہی ہے۔ کہ جب انسان اپنے تمام وجود کے ساتھ۔ خدا کا ہو جاتا ہے۔ اور اس میں اور اس کے رب میں کوئی حجاب باقی نہیں رہتا۔ اور وہ وفا اور صدق کے تمام ان مراتب کو پورے کر کے دکھاتا ہے۔ جو حجاب سوز ہیں۔ تب وہ خدا کا اور اس کی قدرتوں کا وارث ٹھہرایا جاتا ہے۔ اور خدا تعالےٰ طرح طرح کے نشانات اس کے لئے ظاہر کرتا ہے جو بعض بطور دفع شر ہوتے ہیں اور بعض بطور افاضہ خیر۔ اور بعض اس کی ذات کے متعلق ہوتے ہیں۔ اور بعض اس کے اہل وعیال کے متعلق اور بعض اس کے دشمنوں کے متعلق اور بعض اس کے دوستوں کے متعلق۔ اور بعض اس کے اہل وطن کے متعلق اور بعض عالمگیر اور بعض زمین سے اور بعض آسمان سے۔ غرض کوئی نشان ایسا نہیں ہوتا جو اس کے لئے دکھلایا نہیں جاتا +

حقیقت الوحی صفحہ ۵۱

خدا کا ظہور کامل انسان میں بمنزلہ اس کی توحید اور تفرید کے ہیں

ظاہر خدا کا نام ہے۔ وہ اپنا ظہور کسی کو نہیں بخشتا۔ مگر انہیں کو جو اس کے لئے بمنزلہ اس کی توحید اور تفرید کے ہیں +

حقیقت الوحی صفحہ ۵۲

یہی ولایت ہے جس سے آگے کوئی درجہ نہیں

خدا کو اپنا حقیقی محبوب قرار دیکر اس کی پرستش کرنا یہی ولایت ہے ۔جس سے آگے کوئی درجہ نہیں ۔مگر یہ درجہ بغیر اس کی مدد کے حاصل نہیں ہو سکتا ۔

حقیقت الوحی صفحہ ۵۲ و ۵۳

مرتبہ صدیقیت پر انعام مکالمہ

یہ وہ مرتبہ ہے ۔کہ بجز صدیقوں کے کسی کو حاصل نہیں ہو سکتا ۔یہی وہ عبادت ہے جس کے ادا کرنے کے لئے انسان مامور ہے ۔ اور جو شخص یہ عبادت بجا لاتا ہے تب تو اس کے اس فعل پر خدا کی طرف سے بھی ایک فعل مترتب ہوتا ہے ۔جس کا نام انعام ہے ......

..............................................

خوارق اور نشان بھی انعام ہیں

حضرت احدیت میں یہ قاعدہ ہے کہ جب خدمت مقبول ہو جاتی ہے تو اس پر ضرور کوئی انعام مترتب ہوتا ہے ۔چنانچہ خوارق اور نشان جن کی دوسرے لوگ نظیر پیش نہیں کر سکتے ۔ یہ بھی خدا تعالےٰ کے انعام ہیں ۔جو خاص بندوں پر ہوتے ہیں ..........

..............................................

اب خلاصہ اس تمام کلام کا یہ ہے ۔کہ کسی کو بجز درجہ ثالثہ کے پاک اور مطہر وحی کا انعام نہیں مل سکتا ۔ اور اس انعام کو پانے والے وہ لوگ ہوتے ہیں جو اپنی ہستی سے مر جاتے ہیں ۔

حقیقت الوحی صفحہ ۵۴

فرد کامل کی نظیر کسی میں پائی نہیں جاتی

ان کے ساتھ کسی کا اشتباہ واقع نہیں ہو سکتا ۔ اور ان کی نظیر کسی فرد میں پائی نہیں جاتی ۔

حقیقت الوحی صفحہ ۵۵

اولیاء کی پیشگوئیاں اہم امور کے متعلق اور اس کثرت سے کہ سمندر کی طرح ہوتی ہیں ۔

اور یاد رہے کہ جیسا کہ تیسری قسم کے لوگوں کی خوابیں نہایت صاف ہوتی ہیں ۔ اور پیشگوئیاں ان کی تمام دنیا سے بڑھ کر صحیح نکلتی ہیں اور نیز وہ عظیم الشان امور کے متعلق ہوتی ہیں ۔ اور اس قدر ان کی کثرت ہوتی ہے کہ گویا ایک سمندر ہے ۔ ایسا ہی اس کے معارف اور حقایق بھی کیفیت اور کمیت میں تمام بنی نوع سے بڑھ کر ہوتے ہیں ۔

حقیقت الوحی صفحہ ۵۹ و ۶۰

معرفت الٰہی نبیوں کی معرفت ملتی ہے

مگر سنت اللہ اسی طرح پر جاری ہے ۔کہ وہ معرفت عام لوگوں کو نبیوں کی معرفت ملتی ہے اور ان کی روشنی سے وہ روشنی حاصل کرتے ہیں ۔جو کچھ ان کو دیا گیا ۔ اس کی پیروی سے سب کچھ پا لیتے ہیں ۔

## حقیقت الوحی صفحہ ۶۲

سو میں نے محض خدا کے فضل سے نہ اپنے کسی ہنر سے اس نعمت سے کامل حصہ پایا ہے جو مجھ سے پہلے نبیوں اور رسولوں اور خدا کے برگزیدوں کو دی گئی تھی اور میرے لئے اس نعمت کا پانا ممکن نہ تھا اگر میں اپنے سید و مولےٰ فخر الانبیاء اور خیر الورےٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے راہوں کی پیروی نہ کرتا۔ سو میں نے جو کچھ پایا اسی پیروی سے پایا اور میں اپنے سچے اور کامل علم سے جانتا ہوں کہ کوئی انسان بجز پیروی اس نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے خدا تک نہیں پہنچ سکتا۔ اور نہ معرفت کاملہ کا حصہ پا سکتا ہے۔

نبیوں کی نعمت سے کامل حصہ پایا

## حاشیہ حقیقت الوحی۔ صفحہ ۶۷

یہ نکتہ بھی یاد رکھنے کے لایق ہے کہ جب آسمان سے مقرر ہو کر ایک نبی یا رسول آتا ہے تو اس نبی کی برکت سے عام طور پر ایک نور حسب مراتب استعدادات آسمان سے نازل ہوتا ہے۔ اور انتشار روحانیت ظہور میں آتا ہے۔ تب ہر ایک شخص خوابوں کے دیکھنے میں ترقی کرتا ہے۔ اور الہام کی استعداد رکھنے والے الہام پاتے ہیں۔ اور روحانی امور میں عقلیں بھی تیز ہو جاتی ہیں۔ کیونکہ جیسا کہ جب بارش ہوتی ہے ہر ایک زمین کچھ نہ کچھ اس سے حصہ لیتی ہے۔ ایسا ہی اس وقت ہوتا ہے جب رسول کے بھیجنے سے بہار کا زمانہ آتا ہے تب ان ساری برکتوں کا موجب دراصل وہ رسول ہوتا ہے۔

کسی نبی یا رسول کے نزول کے وقت ہر ایک شخص اپنی استعداد کے مطابق سچے خواب اور الہام پاتا ہے

## حقیقت الوحی صفحہ ۶۴

ان کامل راستبازوں کے آئینہ صافی میں عکسی طور پر خدا نازل ہوا تھا۔ اور ایک شخص کا عکس جو آئینے میں ظاہر ہوتا ہے۔ استعارہ کے رنگ میں گویا وہ اس کا بیٹا ہوتا ہے۔ کیونکہ جیسا کہ بیٹا باپ سے پیدا ہوتا ہے ایسا ہی عکس اپنے اصل سے پیدا ہوتا ہے۔ پس ایسے دل میں جو نہایت صافی ہے۔ اور کوئی کدورت اس میں باقی نہیں رہی۔ تجلیات الٰہیہ کا انعکاس ہوتا ہے۔ تو وہ عکسی تصویر استعارہ کے رنگ میں اصل کے لئے بطور بیٹے کے ہو جاتی ہے ......

جیسا کہ استعارہ کے رنگ میں ان نبیوں کو پہلے نبیوں کی کتابوں میں بیٹا کر کے پکارا گیا ہے۔ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو بعض پیشگوئیوں میں خدا کر کے پکارا گیا ہے۔

راستبازوں کے آئینے میں خدا عکسی طور پر نازل ہوا

عکسی تصویر بطور بیٹے کے ابنیت کا اصل مفہوم

ہمارے نبی رسول اللہ صلعم کو خدا کر کے پکارا گیا ہے

## حقیقت الوحی صفحہ ۶۶

لیکن وہ امور جو خاص طور کے غائب ہیں۔ وہ خدا تعالےٰ کے خاص بندوں سے مخصوص ہیں وہ

معمولی خواب نبیوں اور کاملین میں امتیاز کے چار نشان
۱۔ نہایت صاف
۲۔ خارق عادت کثرت
۳۔ عظیم الشان ہوتے ہیں بے نظیر
۴۔ قبولیت کے نمونے

لوگ عام لوگوں کی خوابوں اور الہاموں سے چار طور کا امتیاز رکھتے ہیں۔ ایک یہ کہ اکثر اس کے مکاشفات نہایت صاف ہوتے ہیں۔ اور شاذ و نادر مشتبہ ہوتا ہے۔ مگر دوسرے لوگوں کے مکاشفات اکثر مکدر اور مشتبہ ہوتے ہیں۔ اور شاذ و نادر کوئی صاف ہوتا ہے۔ دوسرے یہ کہ وہ عام لوگوں کی نسبت اس قدر کثیر الوقوع ہوتے ہیں کہ اگر مقابلہ کیا جائے تو وہ مقابلہ ایسا فرق رکھتا ہے۔ جیسا کہ ایک بادشاہ اور ایک گدا کے مال کا مقابلہ کیا جائے۔ تیسرے ان سے ایسے عظیم الشان نشان ظاہر ہوتے ہیں۔ کہ کوئی دوسرا شخص ان کی نظیر پیش نہیں کر سکتا چوتھے ان کے نشانوں میں قبولیت کے نمونے اور علامتیں پائی جاتی ہیں۔ اور محبوب حقیقی کی محبت اور نصرت کے آثار ان میں نمودار ہوتے ہیں +

حقیقت الوحی۔ صفحہ ۶۷

میرے نشان تین لاکھ سے بھی زیادہ ہیں

میری تائید میں اس نے وہ نشان ظاہر فرمائے ہیں جو آج کی تاریخ سے جو ۱۶ جولائی ۱۹۰۶ء ہے۔ اگر میں ان کو فرداً فرداً شمار کروں تو میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ وہ تین لاکھ سے بھی زیادہ ہیں +

حقیقت الوحی صفحہ ۷۲

میرا نام رسل رکھا کیونکہ سب رسولوں کے نام مجھ میں ہیں

کتب اللہ لاغلبن انا و رسلی وھم من بعد غلبھم سیغلبون ۔ خدا نے لکھ چھوڑا ہے کہ میں اور میرے رسول غالب رہیں گے اور وہ مغلوب ہونیکے بعد جلد غالب ہو جائینگے*

حاشیہ*۔ اس وحی الٰہی میں خدا نے میرا نام رسل رکھا۔ کیونکہ جیسا کہ براہین احمدیہ میں لکھا گیا ہے۔ خدا تعالیٰ نے مجھے تمام انبیاء علیہم السلام کا مظہر ٹھہرایا ہے۔ اور تمام نبیوں کے نام میری طرف منسوب کئے ہیں میں آدم ہوں میں شیث ہوں میں نوح ہوں میں ابراہیم ہوں میں اسحق ہوں میں اسمٰعیل ہوں میں یعقوب ہوں میں یوسف ہوں میں موسےٰ ہوں میں داؤد ہوں میں عیسےٰ ہوں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نام کا میں مظہر اتم ہوں۔ یعنی ظلی طور پر محمدؐ اور احمدؐ ہوں +

حقیقت الوحی صفحہ ۷۴ و ۷۸

الہام میں نبی بھی آیا ہے۔

فتح الولی فتح قربناہ نجیا ۔ من عادیٰ لی نبیّاً فقد اذنتہ للحرب

حاشیہ حقیقت الوحی۔ صفحہ ۸۷

آپکو ابناء الفارس کہا گیا۔

خذوا التوحید التوحید یا ابناء الفارس یعنے توحید کو پکڑو توحید کو پکڑو اے فارس کے بیٹو

حقیقت الوحی صفحہ ۷۹

جری اللہ فی حلل الانبیاء یہ رسول خدا ہے تمام نبیوں کے پیرایہ میں یعنے ہر ایک نبی کی ایک خاص صفت اس میں موجود ہے ۔

حاشیہ حقیقت الوحی صفحہ ۹۶ و ۹۷

(آنحضرت کو افاضۂ کمالات کی مہر)

یہ وحی الٰہی کہ خدا کی فیلنگ اور خدا کی مہر نے کتنا بڑا کام کیا اس کے یہ معنے ہیں کہ خدا نے اس زمانہ میں محسوس کیا کہ یہ ایسا فاسد زمانہ آگیا ہے جس میں ایک عظیم الشان مصلح کی ضرورت ہے ۔ اور خدا کی مہر نے یہ کام کیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے والا اس درجہ کو پہنچا کہ ایک پہلو سے وہ امتی ہے اور ایک پہلو سے نبی ۔ کیونکہ اللہ جل شانہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صاحب خاتم بنایا یعنے آپ کو افاضہ کمال کے لئے مہر دی جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی ۔ اسی وجہ سے آپ کا نام خاتم النبیین ٹھہرا ۔ یعنے آپ کی پیروی کمالات نبوت بخشتی ہے اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے ۔ اور یہ قوت قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی ۔ یہی معنے اس حدیث کے ہیں کہ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل یعنے میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہونگے ۔

حقیقت الوحی صفحہ ۹۷

(پہلے انبیاء کی نبوت کسی نبی کی پیروی کا نتیجہ نہیں بلکہ موہبت تھی بنی اسرائیل کے انبیاء مستقل نبی تھے موسیٰ اور عیسیٰ کا افاضہ کم ہوا)

بنی اسرائیل میں اگرچہ بہت نبی آئے ۔ مگر ان کی نبوت موسے کی پیروی کا نتیجہ نہ تھا ۔ بلکہ وہ نبوتیں براہ راست خدا کی ایک موہبت تھیں حضرت موسے کی پیروی کا اس میں ایک ذرہ کچھ دخل نہ تھا ۔ اسی وجہ سے میری طرح ان کا یہ نام نہ ہوا ۔ کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی بلکہ وہ انبیاء مستقل نبی کہلائے ۔ اور براہ راست ان کو منصب نبوت ملا ۔ . . . . . . حضرت موسے اور حضرت عیسے کی امت اولیاء اللہ کے وجود سے عموماً محروم رہی تھی اور کوئی شاذو نادر ان میں ہوا تو وہ حکم معدوم کا رکھتا ہے ۔

حاشیہ حقیقت الوحی صفحہ ۱۰۱

(حدیث سے ثابت ہے کہ اس امت میں بنی اسرائیلی نبیوں سے مشابہ لوگ پیدا ہونگے اور ایک ایسا ہوگا کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی)

یہ کس قدر ظلم ہے جو نادان مسلمانوں کا عقیدہ ہے ۔ کہ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی امت مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ سے بے نصیب ہے ۔ اور خود حدیثیں پڑھتے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی امت میں اسرائیلی نبیوں کی مشابہ لوگ پیدا ہونگے ۔ اور ایک ایسا ہوگا ۔ کہ ایک پہلو سے نبی ہوگا اور ایک پہلو سے امتی ۔ وہی مسیح موعود کہلائیگا ۔

حقیقت الوحی صفحہ ۱۱۰

آنحضرت پر ایمان لانا حقیقت اسلام ہے

مگر یہ بات کسی ادنے عقل والے پر بھی پوشیدہ نہیں۔ کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانہ سے ہمارے اس زمانہ تک تمام اسلامی فرقوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اسلام کی حقیقت یہی ہے۔ کہ جیسا کہ ایک شخص خدا تعالےٰ کو واحد لاشریک سمجھتا ہے۔ اور اس کی ہستی وجود اور وحدانیت پر ایمان لاتا ہے۔ ایسا ہی اس کے لئے ضروری ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ایمان لاوے اور جو کچھ قرآن شریف میں مذکور و مسطور ہے۔ سب پر ایمان رکھے۔

حقیقت الوحی صفحہ ۱۱۱

نبی پر ایمان لانا ضروری قرار دینے ہیں یہی لئے آنحضرت نے مسلمانوں کو محمد رسول اللہ سکھایا

اور اگر خدا تعالےٰ کی تمام کتابوں کو غور سے دیکھا جاوے۔ تو معلوم ہوگا۔ کہ تمام نبی یہی سکھلاتے آئے ہیں۔ کہ خدا تعالےٰ کو واحد لاشریک مانو۔ اور ساتھ اس کے ہماری رسالت پر بھی ایمان لاؤ۔ اسی وجہ سے اسلامی تعلیم کا ان دو فقروں میں خلاصہ تمام امت کو سکھلایا گیا کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔

حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۱۵ و ۱۱۶

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انبیاء اور تمام اولین و آخرین پر فضیلت ہے

میں ہمیشہ تعجب کی نگاہ سے دیکھتا ہوں کہ یہ عربی نبی جس کا نام محمدؐ ہے ہزار ہزار درود اور سلام اس پر یہ کس عالی مرتبہ کا نبی ہے۔ اس کے عالی مقام کا انتہا معلوم نہیں ہو سکتا۔ اور اس کی تاثیر قدسی کا اندازہ کرنا انسان کا کام نہیں۔ افسوس کہ جیسا حق شناخت کا ہے اس کے مرتبہ کو شناخت نہیں کیا گیا۔ وہ توحید جو دنیا سے گم ہو چکی تھی وہی ایک پہلوان ہے جو دوبارہ اس کو دنیا میں لایا اس نے خدا سے انتہائی درجہ پر محبت کی اور انتہائی درجہ پر بنی نوع کی ہمدردی میں اس کی جان گداز ہوئی اس لئے خدا نے جو اس کے دل کے راز کا واقف تھا اس کو تمام انبیاء اور تمام اولین و آخرین پر فضیلت بخشی اور اس کی مرادیں اس کی زندگی میں اس کو دیں وہی ہے جو سر چشمہ ہر ایک فیض کا ہے۔ اور وہ شخص جو بغیر اقرار افاضہ اس کے کے کسی فضیلت کا دعوٰی کرتا ہے۔ وہ انسان نہیں ہے بلکہ ذریت شیطان ہے۔ کیونکہ ہر ایک فضیلت کی کنجی اس کو دی گئی ہے۔ اور ہر ایک معرفت کا خزانہ اس کو عطا کیا گیا ہے۔ جو اس کے ذریعہ سے نہیں پاتا وہ محروم ازلی ہے۔ ہم کیا چیز ہیں اور ہماری حقیقت کیا ہے۔ ہم کافر نعمت ہوں گے اگر اس بات کا اقرار نہ کریں کہ توحید حقیقی ہم نے اسی نبی کے ذریعہ سے پائی اور زندہ خدا کی شناخت ہمیں اس کامل نبی کے ذریعہ اور اس کے نور سے ملی ہے اور خدا کے مکالمات اور مخاطبات کا شرف بھی جس سے ہم اس کا چہرہ دیکھتے ہیں اسی بزرگ نبی کے ذریعہ سے

میرا صاحب توحید محمد رسول اللہ سے پائی۔ اور نبی وہ ہے جس سے توحید ملے

ہمیں میسر آیا ہے ٭

حقیقت الوحی صفحہ ۱۱۸

پس جیسا کہ ہم لکھ چکے ہیں وہ کامل توحید جو سرچشمہ نجات ہے بجز نبی کامل کی پیروی کے حاصل ہو ہی نہیں سکتی ٭

کامل توحید جو سرچشمہ نجات ہے بجز کامل نبی کی پیروی کے حاصل ہو ہی نہیں سکتی

حقیقت الوحی صفحہ ۱۲۴

یہ تو ہم بیان کر چکے ہیں۔ کہ وہ امر جس کا نام توحید ہے۔ اور جو مدار نجات ہے۔ اور جو شیطانی توحید سے ایک علیحدہ امر ہے۔ وہ بجز اس کے کہ وقت کے نبی یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا جائے۔ اور ان کی اطاعت کی جائے میسر نہیں آسکتا۔ اور صرف توحید خشک بجز اطاعت رسول کے کچھ چیز نہیں۔ بلکہ اس مردہ کی طرح ہے جس میں روح نہیں۔ اب یہ بیان کرنا رہ گیا کہ کیا قرآن شریف نے ہمارے بیان کے مطابق انسانی نجات کو اطاعت رسول کے ساتھ وابستہ فرمایا ہے۔ یا اس کے برخلاف قرآنی تعلیم ہے۔ سو اس حقیقت کے سمجھانے کے لئے ہم آیات ذیل پیش کرتے ہیں :۔ قولہ تعالےٰ

وقت کا نبی جس پر ایمان لانا ضروری ہے آنحضرت ہیں جس نبی پر ایمان لانے سے نجات وابستہ ہے وہ کونسا نبی ہے

قل اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول الجزو ۱۸ سورہ نور ترجمہ۔ کہہ خدا کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو

یا ایھا الذین آمنوا لا تقدموا بین یدی اللہ ورسولہ واتقوا اللہ ان اللہ سمیع علیم۔ الجزو ۲۶ اے ایماندارو خدا اور اسکے رسول کے حکم سے بڑھ کر کوئی بات نکرو الخ . . . جو شخص محض اپنی خشک توحید پر بھروسہ کر کے رسول سے اپنے تئیں مستغنی سمجھتا ہے اور رسول سے قطع تعلق کرتا ہے اور اس سے بالکل اپنے تئیں علیحدہ کر لیتا ہے۔ اور گستاخی سے قدم آگے رکھتا ہے وہ خدا کا نافرمان ہے اور نجات سے بے نصیب ٭

من کان عدوًا للہ وملئکتہ ورسلہ وجبریل ومیکال فان اللہ عدو للکافرین الجزو ۱ (سورہ بقرہ) . . . جو شخص توحید خشک کا تو قایل ہے مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا مکذب ہے وہ درحقیقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا دشمن ہے۔ لہذا بموجب منشاء اس آیت کے خدا اس کا دشمن ہے۔ اور وہ خدا کے نزدیک کافر ہے تو پھر اس کی نجات کیونکر ہو سکتی ہے ٭

یا ایھا الذین آمنوا آمنوا باللہ ورسولہ والکتاب الذی نزل علے رسولہ والکتاب الذی انزل من قبل ومن یکفر باللہ وملئکتہ ورسلہ والیوم الاخر

فقد ضل ضلالاً بعیداً الجزو ۵..... وہ حق سے بہت دور جا پڑا یعنے نجات سے محروم رہا وماکان لمومن ولامومنۃ اذا قضی اللہ ورسولہ امراً ان یکون لھم الخیرۃ من امرھم ومن یعص اللہ ورسولہ فقد ضل ضلالاً مبیناً الجزو ۲۲..... رسول قطع تعلق کرنے میں اس سے بڑھکر اور کیا وعید ہوگا کہ خدائے عزوجل فرماتا ہے کہ جو شخص رسول کی نافرمانی کرے اس کے لئے دائمی جہنم کا وعدہ ہے۔ مگر میاں عبدالحکیم کہتے ہیں کہ جو شخص نبی کریم کا مکذب اور نافرمان ہو اگر وہ توحید پر قایم ہو تو وہ بلاشبہ بہشت میں جائیگا۔ مجھے معلوم نہیں کہ ان کے پیٹ میں کس قسم کی توحید ہے کہ باوجود نبی کریم کی مخالفت اور نافرمانی کے جو توحید کا سرچشمہ ہے بہشت تک پہنچا سکتی ہے لعنت اللہ علے الکاذبین۔

وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ الجزو ۵..... بمنشا اس آیت کے نبی واجب الاطاعت ہے۔ پس جو شخص نبی کی اطاعت سے باہر ہو۔ وہ کیونکر نجات پاسکتا ہے۔

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفر لکم ذنوبکم واللہ غفور رحیم۔ قل اطیعوا اللہ والرسول فان تولوا فان اللہ لا یحب الکافرین الجزو ۳..... گناہوں کی مغفرت اور خدا تعالےٰ کا پیار آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے سے وابستہ ہے اور جو لوگ ایمان نہیں لاتے وہ کافر ہیں۔

حقیقت الوحی صفحہ ۱۳۳

خدا تعالیٰ کی کتابوں پر ایمان لانے پر نجات کا حصر کردیا

اور نجات پانا صرف اسی بات میں حصر کردیا ہے کہ لوگ خدا تعالےٰ کی کتابوں پر ایمان لائیں اور اس کی بندگی کریں۔

حقیقت الوحی صفحہ ۱۴۲

خدا تعالےٰ کے نبی پر ایمان لانا ضروری ہے

جو لوگ محض خدا تعالےٰ پر ایمان لاتے ہیں ان کا ایمان معتبر نہیں ہے جبتک خدا کے رسول پر ایمان نہ لاویں یا جب تک اس ایمان کو کامل نہ کریں۔ اس بات کو یاد رکھنا چاہئے کہ قرآن شریف میں اختلاف نہیں ہے۔ پس یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ صدہا آیتوں میں تو خدا تعالےٰ یہ فرماوے کہ صرف توحید کافی نہیں ہے۔ بلکہ اس کے نبی پر ایمان لانا نجات کے لئے ضروری ہے بجز اس صورت کے کہ کوئی اس نبی سے بے خبر رہا ہو۔

### حقیقت الوحی صفحہ ۱۴۷

جو خدا کے نبی کو شناخت نہیں کرتا وہ صراط مستقیم نہیں پاتا

پھر خدا نے اُس کو نابینا رکھا۔ ایسا اندھا رہا۔ کہ خدا کے نبی کو شناخت نہ کر سکا۔ اسی کی موید یہ حدیث ہے من مات ولم یعرف امام زمانہ فقد مات میتۃ الجاھلیۃ یعنے جس شخص نے اپنے زمانے کے امام کو شناخت نہ کیا وہ جاہلیت کی موت پر مر گیا۔ اور صراط مستقیم سے بے نصیب رہا۔

### حقیقت الوحی صفحہ ۱۴۹

براہین احمدیہ کے بعد بارش کیطرح وحی کہ مسیح موعود تو ہے

اگرچہ خدا تعالےٰ نے براہین احمدیہ میں میرا نام عیسےٰ رکھا۔ اور یہ بھی مجھے فرمایا کہ تیرے آنے کی خبر خدا اور رسول نے دی تھی۔ مگر چونکہ ایک گروہ مسلمانوں کا اس اعتقاد پر جما ہوا تھا۔ اور میرا بھی یہی اعتقاد تھا۔ کہ حضرت عیسےٰ آسمان پر سے نازل ہونگے۔ اس لئے میں نے خدا کی وحی کو ظاہر پر حمل کرنا نہ چاہا۔ بلکہ اس وحی کی تاویل کی۔ اور اپنا اعتقاد وہی رکھا جو عام مسلمانوں کا تھا۔ اور اسی کو براہین احمدیہ میں شایع کیا۔ لیکن بعد اس کے اس بارے میں بارش کی طرح وحی الٰہی نازل ہوئی۔ کہ وہ مسیح موعود جو آنے والا تھا تو ہی ہے۔

### حقیقت الوحی صفحہ ۱۴۹ و ۱۵۰

مسیح ابن مریم پر فضیلت

اسی طرح اوائل میں میرا یہی عقیدہ تھا کہ مجھ کو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہے وہ نبی ہے اور خدا کے بزرگ مقربین میں سے ہے۔ اور اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا تو میں اسکو جزئی فضیلت قرار دیتا تھا۔ مگر بعد میں جو خدا تعالےٰ کی وحی بارش کیطرح میرے پر نازل ہوئی اس نے مجھے اس عقیدہ پر قایم نہ رہنے دیا اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا۔ مگر اس طرح سے کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی۔

### حاشیہ حقیقت الوحی صفحہ ۱۵۰

یاد رہے کہ بہت سے لوگ میرے دعوے میں نبی کا نام سن کر دھوکہ کھاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ گویا میں نے اس نبوت کا دعوےٰ کیا ہے جو پہلے زمانوں میں براہ راست نبیوں کو ملی ہے۔ لیکن وہ اس خیال میں غلطی پر ہیں میرا ایسا دعوےٰ نہیں ہے۔ بلکہ خدا تعالےٰ کی مصلحت اور حکمت نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے افاضہ روحانیہ کا کمال ثابت کرنے کے لئے یہ مرتبہ بخشا ہے کہ آپ کے فیض کی برکت سے مجھے نبوت کے مقام تک پہنچایا۔ اس لئے میں صرف نبی نہیں کہلا سکتا۔ بلکہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی

اسی وجہ سے حدیث اور میرے الہام میں جیساکہ میرا نام نبی رکھا گیا ایسا ہی میرا نام امتی بھی رکھا ہے تا معلوم ہو کہ ہر ایک کمال مجھکو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور آپ کے ذریعہ سے ملا ہے +

حقیقت الوحی صفحہ ۱۵۰

یہ بارش کیطرح وحی تئیس سال پر پھیلی ہوئی ہے

میں خدا تعالےٰ کی تئیس برس کی متواتر وحی کو کیونکر رد کرسکتا ہوں۔ میں اس کی اس پاک وحی پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں۔ جیساکہ ان تمام خدا کی وحیوں پہ ایمان لاتا ہوں جو مجھ سے پہلے ہوچکی ہیں۔ اور میں یہ بھی دیکھتا ہوں کہ مسیح ابن مریم آخری خلیفہ موسٰے علیہ السلام کا ہے۔ اور میں آخری خلیفہ اس نبی کا ہوں جو خیر الرسل ہے۔ اس لئے خدا نے چاہا کہ مجھے اس سے کم نہ رکھے +

میرا مرتبہ خدا نے مسیح سے کم نہیں رکھا

آنحضرت کے ادنے خادم مسیح سے بڑھکر ہیں۔

آسمان پہ خدا تعالےٰ کی غیرت عیسائیوں کے مقابلہ پہ بڑا جوش مار رہی ہے۔ انہوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شان کے مخالف وہ توہین کے الفاظ استعمال کئے ہیں۔ کہ قریب ہے۔ کہ ان سے آسمان پھٹ جائیں۔ پس خدا دکھلاتا ہے۔ اس رسول کے ادنے خادم اسرائیلی مسیح ابن مریم سے بڑھکر ہیں +

حقیقت الوحی صفحہ ۱۵۱

توریت محتاج انجیل ہے قرآن کسی کا محتاج نہیں

لیکن قرآن شریف سے ہم کوئی امر زیادہ بیان نہیں کرسکتے۔ کیونکہ اس کی تعلیم اتم اور اکمل ہے۔ اور وہ توریت کیطرح کسی انجیل کا محتاج نہیں +

حقیقت الوحی صفحہ ۱۵۲

خواص کے مدارج

پس اس امت مرحومہ کی فطرت عالیہ کا اس سے اندازہ ہوسکتا ہے۔ کہ اس کو حکم ہوا ہے کہ تمام گذشتہ متفرق کمالات کو اپنے اندر جمع کرو۔ یہ تو عام طور پر حکم ہے۔ اور خواص کے مدارج خاصہ اسی سے معلوم ہوسکتے ہیں +

حقیقت الوحی صفحہ ۱۵۲

ہم آنحضرت کے تمام کمالات کو ظلی طور پر حاصل کرسکتے ہیں۔

پس اگر ہماری فطرت کو وہ قوتیں نہ دی جاتیں۔ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے تمام کمالات کو ظلی طور پہ حاصل کرسکیں تو یہ حکم ہمیں ہرگز نہ ہوتا کہ اس بزرگ نبی کی پیروی کرو۔ کیونکہ خدا تعالےٰ فوق الطاقت کوئی تکلیف نہیں دیتا جیساکہ خود فرماتا ہے لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا اور چونکہ وہ جانتا تھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ

وسلم جامع کمالات تمام انبیاء کے ہیں اس لئے اس نے ہماری پنج وقتہ نماز میں ہمیں یہ دعا پڑھنے کا حکم دیا کہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم یعنے اے ہمارے خدا ہم سے پہلے جس قدر نبی اور رسول اور صدیق اور شہید گذر چکے ہیں ان سب کے کمالات ہم میں جمع کر +

حقیقت الوحی صفحہ ۱۵۳

مجھے آنحضرت کی متابعت سے کمالات ملے ہیں۔

خلاصہ کلام یہ کہ چونکہ میں ایک ایسے نبی کا تابع ہوں جو انسانیت کے تمام کمالات کا جامع تھا اور اس کی شریعت اکمل اور اتم تھی اور تمام دنیا کی اصلاح کے لئے تھی۔ اس لئے مجھے وہ قوتیں عنایت کی گئیں۔ جو تمام دنیا کی اصلاح کے لئے ضروری تھیں۔ تو پھر اس امر میں کیا شک ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو وہ فطرتی طاقتیں نہیں دی گئیں جو مجھے دی گئیں کیونکہ وہ ایک خاص قوم کے لئے آئے تھے۔ اور اگر وہ میری جگہ ہوتے تو اپنی اس فطرت کی وجہ سے وہ کام انجام نہ دے سکتے جو خدا کی عنایت نے مجھے انجام دینے کی قوت دی وھذا تحدیث نعمۃ اللہ ولا فخر۔

حقیقت الوحی صفحہ ۱۵۴

مسیح سے بڑھکر مجھ پر عنایت کی گئی +

اور تمام نبیوں کے نام میرے نام رکھے۔ مگر مسیح ابن مریم کے نام سے خاص طور پر مجھے مخصوص کر کے وہ میرے پر رحمت اور عنایت کی گئی جو اس پر نہیں کی گئی تا لوگ سمجھیں کہ فضل خدا کے ہاتھ میں ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے +

حقیقت الوحی صفحہ ۱۵۵

میری نبوت آنحضرت کے کمال فیضان سے ہے اسلئے میں نبی بھی ہوں اور امتی بھی

عزیزو! جبکہ میں نے یہ ثابت کر دیا کہ مسیح ابن مریم فوت ہو گیا ہے۔ اور آنے والا مسیح میں ہوں تو اس صورت میں جو شخص پہلے مسیح کو افضل سمجھتا ہے اس کو نصوص حدیثیہ قرآنیہ سے ثابت کرنا چاہیئے کہ آنے والا مسیح کچھ چیز ہی نہیں نہ نبی کہلا سکتا ہے نہ حکم جو کچھ ہے پہلا ہے۔ خدا نے اپنے وعدہ کے موافق مجھے بھیج دیا۔ اب خدا سے لڑو۔ ہاں میں صرف نبی نہیں بلکہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی بھی تا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ اور کمال فیضان ثابت ہو +

حقیقت الوحی صفحہ ۱۶۴

کافر کہنے والے اور نہ ماننے والے ایک ہیں اس کی وجہ

یہ عجیب بات ہے۔ کہ آپ کافر کہنے والے اور نہ ماننے والے کو دو قسم کے انسان ٹھہراتے

ہیں۔ حالانکہ خدا کے نزدیک ایک ہی قسم ہے۔ کیونکہ جو شخص مجھے نہیں مانتا۔ وہ اسی وجہ سے نہیں مانتا۔ کہ وہ مجھے مفتری قرار دیتا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ خدا کا افترا کرنے والا سب کافروں سے بڑھکر ہے۔ جیسا کہ فرماتا ہے۔ ومن اظلم ممن افتریٰ علی اللّٰہ کذبا او کذب بآیاتہٖ

حقیقت الوحی صفحہ ۱۶۴

اصل وجہ کفر تکفیر اور تکذیب ہے

اگر میں مفتری نہیں اور مومن ہوں۔ تو اس صورت میں وہ میری تکذیب اور تکفیر کے بعد کافر ہوئے۔ اور مجھے کافر ٹھہرا کر اپنے کفر پر مہر لگا دی +

حقیقت الوحی صفحہ ۱۶۵

کفر اسی قسم کا ہے جیسے سارق اور زانی کا

اور حدیث شریف میں یہ بھی ہے۔ کہ ما زنا زانٍ وھو مومنٌ ما سرق سارق وھو مومنٌ یعنی کوئی زانی زنا کی حالت میں۔ اور کوئی چور چوری کی حالت میں مومن نہیں ہوتا۔ پھر منافق نفاق کی حالت میں کیونکر مومن ہو سکتا ہے +

حقیقت الوحی صفحہ ۱۷۰ و ۱۷۱

محکمات و متشابہات میں فیصلہ؟ کثیر کو مقدم کرو

نبیوں کی کتابوں میں جس طرح خدا پر ایمان لانے کی تاکید ہے۔ ایسا ہی اس کے رسولوں پر بھی ایمان لانے کی تاکید ہے۔ اور متشابہات کی یہ علامت ہے کہ ان کے ایسے معنے ماننے سے جو مخالف محکمات کے ہیں فساد لازم آتا ہے۔ اور نیز دوسری آیات سے جو کثرت کے ساتھ ہیں مخالف پڑتی ہیں۔ خدا تعالیٰ کے کلام میں تناقض ممکن نہیں۔ اس لئے جو قلیل ہے بہر حال کثیر کے تابع کرنا پڑتا ہے +

حقیقت الوحی صفحہ ۱۷۲

مخالف بھی ہو تو کثیر کو مقدم کرو

اور اگر بالفرض وہ دو تین آیتیں ان صدہا آیتوں کے مخالف ہوتیں۔ تب بھی چاہئے تھا۔ کہ قلیل کو کثیر کے تابع کیا جاتا +

حقیقت الوحی صفحہ ۱۷۸

میرے سارے منکر نہ کافر نہیں اور نہ دوزخ میں پڑینگے

از انجملہ ایک یہ کہ ڈاکٹر عبد الحکیم خان اپنے رسالہ المسیح الدجال وغیرہ میں میرے پر یہ الزام لگاتا ہے کہ گویا میں نے اپنی کتاب میں یہ لکھا ہے کہ جو شخص میرے پر ایمان نہیں لائے گا گو وہ میرے نام سے بھی بے خبر ہوگا۔ اور گو وہ ایسے ملک میں ہوگا۔ جہاں تک میری دعوت نہیں پہنچی تب بھی وہ کافر ہو جائیگا اور دوزخ میں پڑیگا۔ یہ ڈاکٹر مذکور کا سراسر افترا ہے

بلکہ کسی کتاب یا کسی اشتہار میں ایسا نہیں لکھا۔ اسپر فرض ہے کہ جو ایسی کوئی میری کتاب پیش کرے جس میں یہ لکھا ہے ۔

حقیقت الوحی صفحہ ۱۹۳

آخری مجدد مسیح موعود

اور یہ بھی اہل سنت میں متفق علیہ امر ہے کہ آخری مجدد اس امت کا مسیح موعود ہے ۔

حقیقت الوحی صفحہ ۲۳۷

الہام لاتذرنی فرداً باوجود اولاد کے روحانی اولاد مانگی

رب لا تذرنی فرداً وانت خیر الوارثین ۔ یعنے خدا کی وحی میں میری طرف سے یہ دعا تھی کہ اے میرے خدا مجھے اکیلا مت چھوڑ جیسا کہ اب میں اکیلا ہوں ۔ اور تجھ سے بہتر کوئی وارث نہیں ۔ یعنے اگرچہ میں اس وقت اولاد بھی رکھتا ہوں ۔ اور والد بھی اور بھائی بھی ۔ لیکن روحانی طور پر ابھی میں اکیلا ہی ہوں ۔ اور تجھ سے ایسے لوگ چاہتا ہوں جو روحانی طور پر میرے وارث ہوں ۔ یہ دعا اس آیندہ امر کے لئے پیشگوئی تھی کہ خدا تعالیٰ روحانی تعلق والوں کی ایک جماعت میرے ساتھ کر دیگا ۔ جو میرے ہاتھ پر توبہ کریں گے ۔

حقیقت الوحی صفحہ ۲۷۴

الہام میں آپ کو محمد صلعم کا غلام کہا گیا

وہ رسول محمد عربی جس کو گالیاں دی گئیں جس کے نام کی بے عزتی کی گئی ۔ جس کی تکذیب میں بدقسمت پادریوں نے کئی لاکھ کتابیں اس زمانہ میں لکھ کر شایع کر دیں ۔ وہی سچا اور سچوں کا سردار ہے اس کے قبول میں حد سے انکار کیا گیا ۔ مگر آخر اسی رسول کو تاج عزت پہنایا گیا ۔* اس کے غلاموں اور خادموں میں سے ایک میں ہوں ۔ جس سے خدا مکالمہ مخاطبہ کرتا ہے ۔ اور جس پر خدا کے غیبوں اور نشانوں کا دروازہ کھولا گیا ہے ۔

---

* حاشیہ ۔ اس کے متعلق ایک الہامی شعر بھی ہے ۔ جو یہ ہے :-

بر تر گمان و وہم سے احمد کی شان ہے

جس کا غلام دیکھو مسیح الزمان ہے

وہ خدا جو مریم کے بیٹے کے دل پر اترا تھا وہی میرے دل پر بھی اترا ہے ۔ مگر اپنی تجلی میں اس سے زیادہ ۔ وہ بھی بشر تھا اور میں بھی بشر ہوں ۔ اور جس طرح دھوپ دیوار پر پڑتی ہے اور دیوار نہیں کہہ سکتی کہ میں سورج ہوں ۔ اسی لئے ہم دونوں ان تجلیات سے اپنے نفس کی کوئی ذاتی عزت نہیں نکال سکتے ۔

## حقیقت الوحی صفحہ ۳۴۴

احمد ظلی نام ہے

یا احمد بارک اللہ فیک ۔ یعنے اے احمدؐ (یہ ظلی طور پر اس عاجز کا نام ہے) خدا نے تجھ میں برکت رکھدی ◆

## حاشیہ حقیقت الوحی صفحہ ۳۸۹

نبی رسول محدث پیشگوئی کرتے ہیں

جس بلا سے اللہ تعالےٰ بذریعہ کسی نبی یا رسول یا محدث کے اطلاع دیتا ہے وہ ایسی بلا سے زیادہ رد ہونے کے لایق ہوتی ہے جس کی اطلاع نہیں دی جاتی ۔ کیونکہ اطلاع دینے سے سمجھا جاتا ہے کہ خدا تعالےٰ کا یہ ارادہ ہے کہ اگر کوئی شخص توبہ استغفار یا دعا کرے ۔ یا صدقہ خیرات دے تو وہ بلا رد کی جائے ۔ اور اگر وعید کی پیشگوئی رد نہیں ہو سکتی تو یہ کہنا پڑیگا کہ بلا رد نہیں ہو سکتی اور یہ برخلاف معتقدات دین ہے ۔ اور نیز اُس صورت میں یہ اعتقاد رکھنا پڑیگا کہ بروقت نزول بلا صدقہ وخیرات اور توبہ ودعا سب لاحاصل ہے ◆

## حقیقت الوحی صفحہ ۳۹۰

جس نبوت کا دعوےٰ قرآن شریف کے رو سے منع ہے وہ نہیں کیا

نبوت سے مراد صرف کثرت مکالمہ مخاطبہ

قول مجدد سرہندی کہ جس سے کثرت مکالمہ ومخاطبہ ہو وہ نبی ہے

اور پھر ایک اور نادانی یہ ہے کہ جاہل لوگوں کو بھڑکانے کے لئے کہتے ہیں کہ اس شخص نے نبوت کا دعوےٰ کیا ہے ۔ حالانکہ یہ انکا سراسر افترا ہے ۔ بلکہ جس نبوت کا دعوےٰ کرنا قرآن شریف کے رو سے منع معلوم ہوتا ہے ۔ ایسا کوئی دعوےٰ نہیں کیا گیا ۔ صرف یہ دعوےٰ ہے کہ ایک پہلو سے میں امتی ہوں اور ایک پہلو سے میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی فیض نبوت کی وجہ سے نبی ہوں ۔ اور نبی سے مراد صرف اس قدر ہے کہ خدا تعالےٰ سے بکثرت شرف مکالمہ مخاطبہ پاتا ہوں ۔ بات یہ ہے کہ جیسا کہ مجدد صاحب سرہندی نے اپنے مکتوبات میں لکھا ہے کہ اگرچہ اس امت کے بعض افراد مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ سے مخصوص ہیں اور قیامت تک مخصوص رہیں گے ۔ لیکن جس شخص کو بکثرت اس مکالمہ ومخاطبہ سے مشرف کیا جائے اور بکثرت امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جائیں وہ نبی کہلاتا ہے ◆

## حقیقت الوحی صفحہ ۳۹۱

تیرہ سو برس میں میرے برابر کثرت مکالمہ ومخاطبہ نہیں ہے ۔

غرض اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گذر چکے ہیں ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں ۔ کیونکہ کثرت وحی اور کثرت امور غیبیہ اس میں شرط

ہے۔ اور وہ شرط ان میں پائی نہیں جاتی +

حاشیہ حقیقت الوحی صفحہ ۳۹۱

خدا کے کلام میں یہ امر قرار یافتہ تھا کہ دوسرا حصہ اس امت کا وہ ہوگا جو مسیح موعود کی جماعت ہوگی اس لئے خدا تعالےٰ نے اس جماعت کو دوسروں سے علیحدہ کر کے بیان کیا جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ و آخرین منہم لما یلحقوا بہم۔ یعنے امت محمدیہ میں سے ایک اور فرقہ بھی ہے جو بعد میں آخری زمانہ میں آنے والے ہیں + — امت میں سے ایک اور گروہ

اشتہار خدا مسیح کا حامی ہو جو کہ حقیقت الوحی کے آخر پر ہے

یعنے تو نے یہ غور نہ کی کہ کیا اس زمانہ میں اور اس نازک وقت میں امت محمدیہ کے لئے کسی دجال کی ضرورت ہے یا کسی مصلح اور مجدد کی + — زمانہ مجدد کی ضرورت بتاتا ہے۔

تتمہ حقیقت الوحی صفحہ ۴۹

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو۔
اس سے بہتر غلام احمدؑ ہے — غلام احمد

حاشیہ۔ اکثر نادان اس مصرعہ کو پڑھکر نفسانی جوش ظاہر کرتے ہیں ۔۔۔۔۔۔۔ مگر اسی مصرع کا مطلب صرف اس قدر ہے کہ امت محمدیہ کا مسیح امت موسویہ کے مسیح سے افضل ہے کیونکہ ہمارا نبی موسیٰ سے افضل ہے + — امت محمدیہ کا مسیح موسوی مسیح سے افضل ہے

تتمہ حقیقت الوحی صفحہ ۵۲

اور ظاہر ہے کہ نذیر کا لفظ اس مرسل کے لئے خدا تعالےٰ استعمال کرتا ہے جس کی تائید میں یہ مقدر ہوتا ہے کہ اس کے منکروں پر کوئی عذاب نازل ہوگا۔ کیونکہ نذیر ڈرانے والے کو کہتے ہیں۔ اور وہی نبی ڈرانے والا کہلاتا ہے جسکے وقت میں کوئی عذاب نازل ہونا مقدر ہوتا ہے + — نذیر وہ مرسل جسکے منکروں پر عذاب نازل ہو

تتمہ حقیقت الوحی صفحہ ۶۰

خدا تعالےٰ کے ملہم کے لئے یہ ضروری ہے کہ اس کلام کے ساتھ جو اس پر نازل ہوتا ہے۔ خدا کا فعل بھی ہو کیونکہ جیسا کہ سورج طلوع کرتا ہے اور اس کے ساتھ سورج کی تیز شعاعیں بھی ہونی ضروری ہیں ایسا ہی خدا کا کلام کبھی اکیلا نازل نہیں ہوتا۔ بلکہ اس کے ساتھ خدا کا فعل بھی ہوتا ہے یعنے انواع اور اقسام کے معجزات اور انواع اور اقسام کے تائیدات اور برکات ساتھ ہوتی ہیں۔ ورنہ کمزور انسان کیونکر سمجھ سکتا ہے کہ یہ خدا کا کلام ہے۔ پس جس شخص نے خدا کے کلام نازل ہونیکا — دعوائے الہام کیلئے کم سے کم دو نبین ہو کہلا الہام چاہئے

دعوے کیا اور اس کے ساتھ وہ کھلے کھلے معجزات و تائیدات شامل نہیں۔ اس کو خدا سے ڈرنا چاہئے۔ اور ایسا دعوے ترک کرنا چاہئے اور پھر یہ دعوے صرف اس قدر بات سے صادق نہیں ٹھیر سکتا کہ وہ ایک دو نشان جو سچ ہو گئے ہیں پیش کرے۔ بلکہ کم سے کم دو تین سو خدا کے کھلے کھلے نشان چاہئے جو اس کی تصدیق کریں۔ اور پھر علاوہ اس کے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ کلام قرآن شریف سے مخالف نہ ہو ۔

### تتمہ حقیقت الوحی صفحہ ۶۵

آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا

وما کنا معذبین حتے نبعث رسولاً اس سے بھی آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے۔ اور وہی مسیح موعود ہے ۔

### تتمہ حقیقت الوحی صفحہ ۶۷

مسیح موعود کی جماعت آنحضرت کے اصحاب کا ایک فرقہ

وہ آنحضرت صلعم کا بروز ہوگا۔ اس لئے محمد اور احمد میرا نام رکھا

اگر رجل فارسی مسیح موعود نہیں تو کیوں مسیح موعود کا منصبی کام رجل فارسی کے سپرد کیا گیا۔ اس سے ثابت ہے کہ رجل فارسی اور مسیح موعود ایک ہی شخص کے نام ہیں۔ جیسا کہ قرآن شریف میں اسی کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ اور وہ یہ کہ وآخرین منہم لما یلحقوا بھم یعنے آنحضرت ؐ کے اصحاب میں سے ایک اور فرقہ ہے جو ابھی ظاہر نہیں ہوا۔ یہ تو ظاہر ہے کہ اصحاب وہی کہلاتے ہیں جو نبی کے وقت میں ہوں۔ اور ایمان کی حالت میں اس کی صحبت سے مشرف ہوں۔ اور اس سے تعلیم اور تربیت پاویں۔ پس اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آنے والی قوم میں ایک نبی ہوگا کہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا بروز ہوگا اس لئے اس کے اصحاب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کہلائینگے ........ اور خدا تعالے نے آج سے چھبیس برس پہلے میرا نام براہین احمدیہ میں محمدؐ اور احمدؐ رکھا ہے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا بروز مجھے قرار دیا ہے ۔

### تتمہ حقیقت الوحی صفحہ ۶۸

کثرت مکالمہ و مخاطبہ کا نام نبوت رکھتا ہوں

نبوت کی بحث صرف لفظی نزاع ہے

اور یہ کہنا کہ نبوت کا دعوے کیا ہے کس قدر جہالت کس قدر حماقت اور کس قدر حق سے خروج ہے۔ اے نادانو! میری مراد نبوت سے یہ نہیں ہے کہ میں نعوذ باللہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مقابل پر کھڑا ہو کر نبوت کا دعوے کرتا ہوں یا کوئی نئی شریعت لایا ہوں۔ صرف مراد میری نبوت سے کثرت مکالمت و مخاطبت الٰہیہ ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے حاصل ہے سو مکالمہ و مخاطبہ کے آپ لوگ بھی قایل ہیں۔ پس یہ صرف لفظی نزاع ہوئی یعنے آپ لوگ جس امر کا نام مکالمہ و مخاطبہ رکھتے ہیں میں اس کی کثرت کا نام بموجب حکم الٰہی نبوت

لکل ان یسطلع

رکھتا ہوں ولکل ان یصطلح ٭

تتمہ حقیقت الوحی صفحہ ۸۴ و ۸۵

سب انبیاء کے نام دیئے گئے تا ہر ایک کی صفت کا ظہور مجھ میں آئے

اور دنیا میں کوئی نبی نہیں گذرا جس کا نام مجھے نہیں دیا گیا سو جیسا کہ براہین احمدیہ میں خدا نے فرمایا ہے۔ میں آدم ہوں۔ میں نوح ہوں میں ابراہیم ہوں میں اسحاق ہوں۔ میں یعقوب ہوں۔ میں اسمٰعیل ہوں۔ میں موسیٰ ہوں۔ داؤد ہوں۔ میں عیسیٰ ابن مریم ہوں میں محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہوں یعنی بروزی طور پر جیسا کہ خدا نے اسی کتاب میں یہ سب نام مجھے دیئے اور میری نسبت جری اللہ فی حلل الانبیاء فرمایا یعنے خدا کا رسول نبیوں کے پیرایوں میں سو ضرور ہے کہ ہر ایک نبی کی شان مجھ میں پائی جائے۔ اور ہر ایک نبی کی ایک صفت کا میرے ذریعہ ظہور ہو۔ مگر خدا نے یہی پسند کیا کہ سب سے پہلے ابن مریم کے صفات مجھ میں ظاہر کرے ........ اور ہر ایک نبی کا مجھے نام دیا گیا ہے۔ چنانچہ جو ملک ہند میں کرشن نام ایک نبی گذرا ہے جسکو رودر گوپال بھی کہتے ہیں ...... اس کا نام بھی مجھے دیا گیا ہے۔ پس جیسا کہ آریہ قوم کے لوگ کرشن کے ظہور کا ان دنوں میں انتظار کرتے ہیں وہ کرشن میں ہی ہوں۔ اور یہ دعویٰ صرف میری طرف سے نہیں بلکہ خدا تعالےٰ نے بار بار میرے پر ظاہر کیا ہے کہ جو کرشن آخری زمانہ میں ظاہر ہونے والا تھا وہ تو ہی ہے آریوں کا بادشاہ اور بادشاہت سے مراد صرف آسمانی بادشاہت ہے ٭

تتمہ حقیقت الوحی صفحہ ۱۰۳

ایک آدھ خواب سے مامور من اللہ نہیں بنتا۔

ہاں یہ بھی ممکن ہے۔ کہ کسی کو کبھی شاذ و نادر کے طور پر کوئی سچی خواب آجائے یا سچا الہام ہو جائے مگر وہ صرف اسقدر سے مامور من اللہ نہیں کہلا سکتا۔ اور نہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ نفسانی تاریکیوں سے پاک ہے۔ بلکہ اس قدر رویا اور الہام میں قریباً تمام دنیا شریک ہے۔ اور یہ کچھ بھی چیز نہیں۔ اور یہ مادہ کبھی کبھی خواب یا الہام ہونیکا محض اس لئے انسانوں کی فطرت میں رکھا گیا ہے تا ایک عقلمند انسان خدا کے برگزیدہ رسولوں پر بدظنی نکر سکے اور سمجھ سکے کہ وحی اور الہام کا ہر ایک انسان کی فطرت میں تخم داخل ہے۔ پھر اس کی کامل ترقی سے انکار کرنا حماقت ہے ٭

تتمہ حقیقت الوحی صفحہ ۱۰۴

ملہم اور مکلم جو مبعوث ہوتے ہیں انکو کثرت سے نشان دیئے جاتے ہیں۔

لیکن وہ لوگ جو خدا کے نزدیک ملہم اور مکلم کہلاتے ہیں۔ اور مکالمہ اور مخاطبہ کا شرف رکھتے ہیں اور دعوت خلق کے لئے مبعوث ہوتے ہیں۔ ان کی تائید میں خدا تعالےٰ کے نشان بارش کی طرح برستے ہیں۔ اور دنیا ان کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ اور فعل الٰہی اپنی کثرت

کے ساتھ گواہی دیتا ہے کہ جو کلام وہ پیش کرتے ہیں۔ وہ کلام الٰہی ہے۔ اگر الہام کا دعوے کرنے والے اس علامت کو مد نظر رکھتے تو وہ اس فتنہ سے بچ جاتے ✦

تتمہ حقیقت الوحی صفحہ ۱۳۶

کثرت سے معجزات

کہ اس نے میرا دعوے ثابت کرنے کے لئے اس قدر معجزات دکھلائے ہیں کہ بہت ہی کم نبی ایسے آئے ہیں جنہوں نے اس قدر معجزات دکھائے ہوں بلکہ سچ تو یہ ہے کہ اس نے اس قدر معجزات کا دریا رواں کر دیا ہے کہ باستثنا ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے باقی تمام انبیاء علیہم السلام میں ان کا ثبوت اس کثرت کے ساتھ قطعی اور یقینی طور پر محال ہے ✦

تتمہ حقیقت الوحی صفحہ ۱۴۸ و ۱۴۹

میری اتنی تائید کی ہے جو بہت کم نبیوں کی کی ہے

خدا نے میرے ہزار ہا نشانوں سے میری تائید کی ہے کہ بہت ہی کم نبی گذرے ہیں۔ جن کی یہ تائید کی گئی لیکن پھر بھی جن کے دلوں پر مہریں ہیں وہ خدا کے نشانوں سے کچھ بھی فایدہ نہیں اٹھاتے ✦

الاستفتا ضمیمہ حقیقت الوحی صفحہ ۱۶

ولا یقول ھذا العبد الا ما قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم ولا یخرج قدمًا من الھدیٰ ویقول ان اللہ سمانی نبیًا بوحیہ وکذالک سمیت من قبل علےٰ لسان رسولنا المصطفٰےؐ ولیس مرادہ من النبوۃ الا کثرۃ مکالمۃ اللہ وکثرۃ انباء من اللہ وکثرۃ ما یوحیٰ ویقول ما نعنی من النبوۃ ما یعنی فی الصحف الاولےٰ۔ بل ھی درجۃ لا تعطی الا من اتباع نبینا خیر الوریٰ وکل من حصلت لہ ھذہ الدرجۃ یکلمہ اللہ ذالک الرجل بکلام اکثر واجلیٰ

نبوت سے مراد کثرت مکالمہ ومخاطبہ ہے

پہلے صحیفوں والی نبوت نہیں

کامل اتباع جسے حاصل ہو اسکے ساتھ مکالمہ کثرت سے ہوتا ہے

یہ بندہ وہی کہتا ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اور ایک قدم بھی اس ہدایت سے باہر نہیں ہوتا۔ اور کہتا ہے کہ تحقیق اللہ تعالے نے اپنی وحی میں میرا نام نبی رکھا اور ایسا ہی پہلے سے ہمارے رسول مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا نام نبی رکھا ہے اور نبوت سے اسکی مراد سوائے کثرت مکالمات الٰہیہ اور کثرت اخبار الٰہیہ اور کثرت وحی کے اور کچھ نہیں۔ اور کہتا ہے کہ اس نبوت سے وہ نبوت مراد نہیں جو پہلے صحیفوں میں گذر چکی ہے بلکہ یہ ایک درجہ ہے جو ہمارے نبی خیر الوریٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کے بغیر کسی کو نہیں ملتا اور ہر ایک شخص جس کو یہ درجہ حاصل ہو اس شخص سے اللہ تعالےٰ کثرت سے اور نہایت صفائی سے کلام کرتا ہے

حاشیہ الاستفتاء ضمیمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶

وان قال قائل كيف يكون نبيا من هذه الامة وقد ختم الله على النبوة۔

فالجواب۔ انه عزوجل ما سمى هذا الرجل نبيًّا الا لاثبات كمال نبوة سيدنا خير البرية فان ثبوت كمال النبي لا يتحقق الا بثبوت كمال الامة ومن دون ذالك ادعاء محض لا دليل عليه عند اهل الفطنة ولا معنى لختم النبوة على فرد من غير ان تختتم كمالات النبوة على ذالك الفرد ومن الكمالات العظمى كمال النبي في الافاضة وهو لا يثبت من غير نموذج يوجد في الامة ثم مع ذالك ذكرت غير مرة ان الله ما اراد من نبوتي الا كثرة المكالمة والمخاطبة وهو مسلم عند اكابر اهل السنة فالنزاع ليس الا نزاعا لفظيا فلا تستعجلوا يا اهل العقل والفطنة ولعنة الله على من ادعى خلاف ذالك مثقال ذرة ومعها لعنة الناس والملائكة۔

سوال۔ اگر کوئی کہنے والا یہ کہے کہ اس امت میں سے کیونکر نبی ہو سکتا ہے جبکہ اللہ تعالےٰ نے نبوت پر مہر لگا دی ہے۔

جواب۔ پس اس کا جواب یہ ہے کہ تحقیق اللہ تعالےٰ نے اس شخص کا نام نبی اس لئے رکھا ہے تاکہ ہمارے سردار خیر البریہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا کمال ثابت ہو پس تحقیق اس نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے کمال کا ثبوت متحقق نہیں ہو سکتا جبتک اس امت کا کمال ثابت نہ ہو۔ اور اسکے سوا کوئی دعوے کرنا عقلمندوں کے نزدیک بلا دلیل ہے۔ اور اس کامل فرد پر نبوت کے ختم ہونے سے یہ مراد ہے کہ نبوت کے تمام کمالات اس فرد پر ختم ہو گئے۔ اور بڑے کمالات میں سے نبی کا کمال افاضہ میں ہوتا ہے اور وہ ثابت نہیں ہو سکتا جبتک کہ کوئی نمونہ اسکی امت میں نہ پایا جائے علاوہ ازیں میں کئی مرتبہ بیان کر چکا ہوں کہ میری نبوت سے اللہ تعالےٰ کی مراد سوائے کثرت مکالمہ اور مخاطبہ کے اور کچھ نہیں اور یہ اہل سنت کے اکابر کے نزدیک مسلم ہے پس صرف لفظی نزاع ہے پس اے عقلمندو اور دانا و جلدی نہ کرو اور اللہ تعالےٰ کی لعنت اس شخص پر ہو جو اسکے خلاف ذرہ بھر دعوے کرے۔ اور ساتھ ہی تمام لوگوں اور تمام فرشتوں کی لعنت اس پر ہو۔

## الاستفتاء صفحہ ۱۷

والنبي الذي ليس فيه صفة الافاضة لا يقوم دليل على صدقه ولا يعرفه من أتى وليس مثله إلا كمثل راع لا يهش على غنمه ولا يسقي ويبعدها عن الماء والمرعى وتعلمون ان ديننا دين حيّ ونبينا يحيي الموتى وانه جاء كصيب من السماء ببركات عظمى وليس لدين ان ينافس محمدًا في هذه الصفات العليا۔

اور وہ نبی جس میں افاضہ کی صفت نہیں ہے اسکی سچائی پر کوئی دلیل قایم نہیں ہوتی اور جو شخص اسکے پاس آئیگا اسکو نہیں پہچانیگا۔ اس کی مثال صرف ایک گڈریا کی ہے جو کہ اپنے ریوڑ پر پتے نہیں جھاڑتا اور نہ ہی پانی پلاتا ہے اور اس کو پانی اور چارہ سے دور رکھتا ہے۔ اور تم جانتے ہو کہ تحقیق ہمارا دین ایک زندہ دین ہے اور ہمارا نبی صلے اللہ علیہ وسلم مردوں کو زندہ کرتا ہے اور تحقیق آپ بارش کی مانند آیا جو بڑی بڑی برکتیں لیکر آئی اور وہ دین نہیں ہے جسمیں یہ اعلےٰ صفات نہ ہوں۔

جس نبی میں صفت افاضہ نہو وہ نبی نہیں

## الاستفتا ضمیمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۳

وان نبينا خاتم الانبياء لا نبي بعده الا الذي ينور بنوره ويكون ظهوره ظل ظهوره فالوحي لنا حقّ وملك بعد الاتباع۔ وهو ضالة فطرتنا وجدناه من هذا النبي المطاع فاعطينا مجانًا من غير الاشتراء والمؤمن الكامل هو الذي رزق من هذه النعمة على سبيل الموهبة والذي لم يرزق منه شيئًا يخاف عليه سوء الخاتمة۔

اور تحقیق ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیا ہیں۔ انکے بعد کوئی نبی نہیں مگر وہی جو انکے نور سے منور کیا گیا اور اسکا ظہور اسکے ظل کا ظہور ہوگا پس وحی ہمارے لئے حق ہے اور اتباع کے بعد ہماری ملک ہے۔ اور یہ ہماری فطرت کی کھوئی ہوئی چیز ہے جسکو ہم نے اس نبی مطاع سے پایا پس بغیر خریدنیکے ہم نے اس کو مفت پالیا۔ اور مومن کامل وہ ہے جو بطور موہبت اس نعمت سے رزق دیا جاتا ہے اور جو شخص اس نعمت سے کچھ بھی نہیں دیا جاتا اسکے برے خاتمہ کا اندیشہ ہے۔

ایسا نبی جو آنحضرت کے نور سے منور کیا جاتا ہے

نبی مطاع آنحضرت ہی ہیں۔

مومن کامل اس نعمت سے حصہ پاتا ہے

## الاستفتا ضمیمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۴

والنبوة قد انقطعت بعد نبينا صلى الله عليه وسلم ولا كتاب

اور نبوت ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد تحقیق منقطع ہو گئی اور قرآن شریف کے

نبوت منقطع ہو گئی

بعد الفرقان الذي هو خير
الصحف السابقة۔ ولا شريعة
بعد الشريعة المحمدية۔ بيد اني
سميت نبيًّا على لسان خير البرية
وذالك امر ظلي من بركات المتابعة
وما ارى في نفسي خيرًا ووجدت
كلما وجدت من هذه النفس المقدسة
وما عنى الله من نبوتي الا كثرة
المكالمة والمخاطبة ولعنة الله
على من اراد فوق ذالك او حسب
لنفسه شيئًا او اخرج عنقه من
الربقة النبوية وان رسولنا
خاتم النبيين وعليه انقطعت سلسلة
المرسلين فليس حق احد ان يدعى
النبوة بعد رسولنا المصطفى على
الطريقة المستقلة وما بقى
بعده الا كثرة المكالمة۔ وهو
بشرط الاتباع لا بغير متابعة
خير البرية۔ ووالله ما حصل
لى هذا المقام الا من انوار اتباع
الاشعة المصطفوية وسميت
نبيًّا من الله على طريق المجاز
لا على وجه الحقيقة۔

پیچھے جو سب صحیفوں سے بہتر ہے اور کوئی کتاب نہیں
اور شریعت محمدیہ کے پیچھے اور کوئی شریعت نہیں
آنحضرت صلعم جو سب مخلوقات سے بہتر ہیں انہوں نے
میرا نام نبی رکھا اور اسکی متابعت کی برکتوں میں سے
یہ ایک ظلی امر ہے اور میں اپنے نفس میں کوئی خوبی
نہیں دیکھتا اور جو کچھ میں نے پایا اس مقدس نفس سے
ہی پایا اور میری نبوت سے اللہ تعالےٰ کی مراد
سوائے کثرت مکالمہ اور مخاطبہ کے اور کچھ نہیں
اور اللہ تعالےٰ کی لعنت اس شخص پر جو اس سے اوپر
کچھ ارادہ کرے یا اپنے آپ کو کچھ سمجھے یا اپنی گردن
کو اس نبی کی اطاعت کی رسی سے باہر نکالے
اور تحقیق ہمارے رسول صلے اللہ علیہ وسلم خاتم
النبیین ہیں اور انپر مرسلین کا سلسلہ منقطع ہو
گیا۔ اور ہمارے رسول مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم
کے بعد کسی شخص کا حق نہیں کہ مستقل طور پر نبوت
کا دعوےٰ کرے اور ان کے بعد سوائے کثرت
مکالمہ کے اور کچھ باقی نہیں۔ اور وہ بھی بغیر
اتباع آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے جو سب
مخلوق سے بہتر ہیں حاصل نہیں ہو سکتا اور قسم
ہے اللہ کی یہ مقام مجھکو حاصل نہیں ہوا مگر محمد
مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی شعاؤں کی اتباع
کے انوار سے۔ اور میرا نام اللہ تعالےٰ کی طرف سے
نبی رکھا گیا مجاز کے طریق پر نہ علے وجہ الحقیقت۔

براہین احمدیہ حصہ پنجم ۔ صفحہ ۴۴

*مسیح موعود مجدد ہے*

اگر درمیانی زمانے میں یہ غلطیاں نہ پڑتیں تو پھر مسیح موعود کا آنا فضول اور انتظار کرنا بھی فضول تھا ۔ کیونکہ مسیح موعود مجدّد ہے ۔ اور مجدد غلطیوں کی اصلاح کے لئے ہی آیا کرتے ہیں ٭

براہین احمدیہ حصہ پنجم ۔ حاشیہ صفحہ ۵۲

*قرآن کی تین تجلیات*

قرآن شریف کے لئے تین تجلیات ہیں ۔ وہ سیدنا حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے سے نازل ہوا ۔ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے ذریعے سے اس نے زمین پر اشاعت پائی اور مسیح موعود کے ذریعے بہت سے پوشیدہ اسرار اس کے کھلے ولکل امر وقت معلوم ۔ اور جیسا کہ آسمان سے نازل ہوا تھا ویسا ہی آسمان تک اس کا نور پہنچا ۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت میں اس کے تمام احکام کی تکمیل ہوئی ۔ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے وقت میں اس کے ہر ایک پہلو کی اشاعت کی تکمیل ہوئی ۔ اور مسیح موعود کے وقت میں ۔ اس کے روحانی فضائل اور اسرار کے ظہور کی تکمیل ہوئی ٭

براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۵۳

*قوم بعد آنحضرتؐ وحی غیر تشریعی کو منقطع خیال کرتی ہے*

اور قوم پر تو اس قدر بھی امید نہ تھی ۔ کہ وہ اس امر کو بھی تسلیم کر سکیں ۔ کہ بعد زمانہ نبوت وحی غیر تشریعی کا سلسلہ منقطع نہیں ہوا ۔ اور قیامت تک باقی ہے ۔ بلکہ صریح معلوم ہوتا تھا کہ ان کی طرف سے وحی کے دعوے پر تکفیر کا انعام ملیگا ۔ اور سب علماء متفق ہو کر درپے ایذا و بیخ کنی ہو جائیں گے ۔ کیونکہ اُن کے نزدیک بعد سیدنا جناب ختمی پناہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وحی الٰہی پر قیامت تک مہر لگ گئی ہے ۔ اور بالکل غیر ممکن ہے کہ اب کبھی سے مکالمہ ومخاطبہ الٰہیہ ہو ٭

براہین احمدیہ حصہ پنجم ۔ صفحہ ۸۹

*مسیح موعود خاتم ولایت ہے*

ایسا ہی براہین احمدیہ کے حصص سابقہ میں خدا تعالے نے میرا نام احمدؐ اور محمدؐ بھی رکھا ۔ اور یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے ۔ کہ جیسا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خاتم نبوت ہیں ۔ ویسے ہی یہ عاجز خاتم ولایت ہے ٭

براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۵۸

*دس لاکھ نشان کس حساب سے ہیں*

یہ سات قسم کے نشان ہیں جن میں سے ہر ایک نشان ہزارہا نشانوں کا جامع ہے ۔ مثلاً یہ پیشگوئی کہ یاتیک من کل فج عمیق جس کے یہ معنے ہیں کہ ہر ایک جگہ سے اور دور دراز

ملکوں سے نقد اور جنس کی امداد آئے گی۔ اور خطوط بھی آئینگے۔ اب اس صورت میں ہر ایک جگہ سے جواب تک کوئی روپیہ آتا ہے یا پارچات یا دوسرے ہدیئے آتے ہیں یہ سب بجائے خود ایک ایک نشان ہیں کیونکہ ایسے وقت میں ان تمام باتوں کی خبر دی گئی تھی۔ جبکہ انسانی عقل اس کثرت مدد کو دور از قیاس و محال سمجھتی تھی۔ ایسا ہی یہ دوسری پیشگوئی یعنی یاتون من کل فج عمیق جس کے یہ معنے ہیں کہ دور دور سے لوگ تیرے پاس آئیں گے۔ یہاں تک کہ وہ سڑکیں ٹوٹ جائیگی جنپر وہ چلینگے اس زمانہ میں وہ پیشگوئی بھی پوری ہو گئی چنانچہ اب تک کئی لاکھ انسان قادیان میں آچکے ہیں۔ اگر خطوط بھی اس کے ساتھ شامل کئے جائیں جن کی کثرت کی خبر بھی قبل از وقت گمنامی کی حالت میں دیگئی تھی تو شاید یہ اندازہ کروڑ تک پہنچ جائے گا۔ مگر ہم صرف مالی مدد اور بیعت کنندوں کی آمد پر کفایت کر کے ان نشانوں کو تخمیناً دس لاکھ نشان قرار دیتے ہیں۔

براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۶۷

خدا تعالےٰ نے اپنے کلام عزیز میں فرماتا ہے۔ کہ ہر ایک مومن پر غیب کامل کے امور ظاہر نہیں کئے جاتے بلکہ محض ان بندوں پر جو اصطفاء اور اجتباء کا مرتبہ رکھتے ہیں۔ ظاہر ہوتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ قرآن شریف میں ایک جگہ فرماتا ہے۔ لا یظہر علے غیبہ احداً الا من ارتضی من رسول یعنی اللہ تعالےٰ اپنے غیب پر کسی کو غالب نہیں ہونے دیتا۔ مگر ان لوگوں کو جو اس کے رسول اور اس کی درگاہ کے پسندیدہ ہوں۔

غیب کامل کے امور اصطفاء اور اجتباء والوں پر نازل ہوتے ہیں (لا یظہر علے غیبہ کے معنے)

ضمیمہ براہین احمدیہ صفحہ (۵۶) حصہ پنجم

اور جس طرح روح سے جسم میں تازگی اور آنکھ اور کان وغیرہ اعضاء کی قوتوں میں توانائی آجاتی ہے اسیطرح اس مرتبہ پر یاد الٰہی جو عشق اور محبت کے جوش سے ہوتی ہے مومن کی روحانی قوتوں کو ترقی دیتی ہے۔ یعنی آنکھ میں قوت کشف نہایت صاف اور لطیف طور پر پیدا ہو جاتی ہے۔ اور کان خدا تعالےٰ کے کلام کو سنتے ہیں اور زبان پر وہ کلام نہایت لذیذ اور اجلیٰ اور اصفیٰ طور پر جاری ہو جاتا ہے اور رؤیا صادقہ بکثرت ہوتے ہیں۔ جو فلق صبح کیطرح ظہور میں آجاتے ہیں اور بباعث علاقہ صافیہ محبت جو حضرت عزت سے ہوتا ہے مبشر خوابوں سے بہت سا حصہ ان کو ملتا ہے یہی وہ مرتبہ ہے جس مرتبہ پر مومن کو محسوس ہوتا ہے۔ کہ خدا کی محبت اس کے لئے روٹی اور پانی کا کام دیتی ہے۔

کثرت امور غیبیہ پر مومن اطلاع پاتے ہیں

ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۵۷

کامل مومن میں الوہیت کے آثار

اس مومن سے الوہیت کے آثار اور افعال ظاہر ہوتے ہیں جیسا کہ لوہا بھی اس درجہ پہ آگ کے آثار اور افعال ظاہر کرتا ہے۔ مگر یہ نہیں کہ وہ مومن خدا ہو گیا ہے۔ بلکہ محبت الٰہیہ کا کچھ ایسا ہی خاصہ ہے جو اپنے رنگ میں ظاہر وجود کو لے آتی ہے اور باطن میں عبودیت اور اس کا ضعف موجود ہوتا ہے۔

ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۸۱

صفات الٰہی مومن ظلی طور پہ لیتا ہے

اور جیسا کہ ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ وہ آئینہ جو ایک سامنے کھڑے ہونے والے منہ کے تمام نقوش اپنے اندر لیکر اس منہ کا خلیفہ ہو جاتا ہے۔ اسی طرح ایک مومن بھی ظلی طور پہ اخلاق اور صفات الٰہیہ کو اپنے اندر لیکر خلافت کا درجہ اپنے اندر حاصل کرتا ہے۔ اور ظلی طور پر الٰہی صورت کا مظہر ہو جاتا ہے۔ اور جیسا کہ خدا غیب الغیب ہے۔ اور اپنی ذات میں ورار الورار ہے۔ ایسا ہی یہ مومن کامل اپنی ذات میں غیب الغیب اور ورار الورار ہوتا ہے دنیا اس کی حقیقت تک پہنچ نہیں سکتی۔

ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۱۴

احکام الٰہی کی تبلیغ ضروری ہوتی ہے بشارت کی نہیں

پھر اس نادان مولوی کے اس قول پہ مجھے تعجب آتا ہے کہ وہ کہتا ہے کہ سچے نبی یا ملہم کا یہ نشان نہیں ہے کہ جس بات کی تبلیغ کا خدا اس کو حکم دے۔ وہ دانستہ اور عمداً پچیس برس تک اس کو چھپائے رکھے۔ اس نادان کو اب تک یہ بھی معلوم نہیں کہ تبلیغ الٰہی احکام کے متعلق ہوتی ہے۔ نہ ایسی پیشگوئیوں کے متعلق جن کی اشاعت کے لئے ملہم مامور ہی نہیں بلکہ اختیار رکھتا ہے چاہے ان کو شایع کرے یا نہ کرے۔

ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۳۱

خدا کا معاملہ مسیح موعود سے وہی ہے جو اس امت کے دیگر کاملین سے

جبکہ میں دیکھتا ہوں کہ خدا میری دعائیں سنتا اور بڑے بڑے نشان میرے لئے ظاہر کرتا اور مجھ سے ہمکلام ہوتا اور اپنے غیب کے اسرار پر مجھے اطلاع دیتا ہے اور دشمنوں کے مقابل پر اپنے قوی ہاتھ کے ساتھ میری مدد کرتا ہے اور ہر میدان میں مجھے فتح بخشتا ہے۔ اور قرآن شریف کے معارف اور حقائق کا مجھے علم دیتا ہے تو میں ایسے قادر اور غالب خدا کو چھوڑ کر اس کی جگہ کس کو قبول کر لوں۔

ضمیمہ براہین احمدیہ صفحہ ۱۳۳

یوں تو قرآن شریف سے ثابت ہے کہ ہر ایک نبی آنحضرت صلعم کی امت میں داخل ہے جیسے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ لتؤمنن بہ ولتنصرنہ پس اس طرح تمام انبیاء علیہم السلام آنحضرت صلعم کی امت ہوئے اور حضرت عیسیٰ کو امتی بنانے کے کیا معنے ہیں۔ اور کونسی خصوصیت۔

(تمام انبیاء آنحضرت کی امت میں حضرت عیسیٰ کو خاص طور پر امتی بنانے کے ...)

ضمیمہ براہین احمدیہ صفحہ ۱۳۴

مگر انجیل کی تعلیم پر قایم ہوگا۔ وہ مسلمانوں کے حلال اور حرام کا پابند نہ ہوگا۔ اور اپنے طور کی نماز بھی علیحدہ پڑھے گا۔ اور بجائے قرآن شریف کے انجیل کو نماز میں پڑھیگا اور اپنے تئیں مستقل طور پر پیغمبر سمجھتا ہوگا نہ امتی +

(مسیح انجیل کو نماز میں پڑھیگا)

ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۳۹

سو سچے دین کا متبع اگر خود نفس امارہ کے حجاب میں نہ ہو۔ خدا تعالےٰ کی کلام کو سن سکتا ہے سو ایک امتی کو اس طرح کا نبی بنانا سچے دین کی ایک لازمی نشانی ہے ...... اگر نبی کے صرف یہ معنے کئے جائیں کہ اللہ جل شانہ اس سے مکالمہ و مخاطبہ رکھتا ہے۔ اور بعض اسرار غیب کے اس پر ظاہر کرتا ہے۔ تو اگر ایک امتی ایسا نبی ہو جائے تو اس میں حرج کیا ہے۔ جبکہ خدا تعالےٰ نے قرآن شریف میں اکثر جگہ یہ امید دلائی ہے کہ ایک امتی شرف مکالمہ الہیہ سے مشرف ہو سکتا ہے۔ اور خدا تعالےٰ کو اپنے اولیا سے مکالمات اور مخاطبات ہوتے ہیں +

(ایک امتی کس طرح کا نبی بن سکتا ہے)

براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۴۳

جس طرح خدا تعالےٰ نے اس امت کو وہ دعا سکھلائی ہے جو سورت فاتحہ میں ہے۔ ساتھ ہی اس نے یہ ارادہ بھی فرمایا ہے کہ اس امت کو وہ نعمت عطا بھی کرے جو نبیوں کو دی گئی تھی۔ یعنی مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ جو سرچشمہ تمام نعمتوں کا ہے ........ ظاہر ہے کہ حضرت موسےٰ کی ماں اور حضرت عیسےٰ کی ماں دونوں عورتیں تھیں۔ اور بقول ہمارے مخالفین کے نبیہ نہیں تھیں۔ تاہم خدا تعالےٰ کے یقینی مکالمات اور مخاطبات ان کو نصیب تھے اور اب اگر اس امت کا ایک شخص اس قدر طہارت نفس میں کامل ہو کہ ابراہیم کا دل پیدا کرلے اور اتنا خدا تعالےٰ کا تابعدار ہو جو تمام نفسانی چولا پھینکدے۔ اور اتنا خدا تعالےٰ کی محبت میں محو ہو۔ کہ اپنے وجود سے فنا ہو جائے۔ تب بھی وہ باوجود اس قدر تبدیلی کے موسیٰ کی ماں کیطرح بھی وحی الٰہی نہیں پا سکتا۔ کیا کوئی عقلمند خدا تعالےٰ کی طرف ایسا بخل منسوب

(نعمت مکالمہ مخاطبہ انبیاء کا اصلی انعام اس امت کو ملا مرتبہ جو بنی اسرائیل کی عورتوں کو ملا)

کرسکتا ہے۔ اب ہم بجز اس کے کیا کہیں کہ لعنت اللہ علے الکاذبین۔

ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۸۱

محدث کو بھی نبی کہا گیا ہے ایسے نبی اس امت میں ہوتے رہیں گے

قولہ۔ احادیث میں نازل ہونے والے عیسےٰ کو نبی اللہ کے نام سے پکارا گیا ہے۔ تو کیا قرآن اور حدیث سے ثابت ہو سکتا ہے۔ کہ محدث کو بھی نبی کہا گیا ہے

اقول۔ عربی اور عبرانی زبان میں نبی کے معنے صرف پیشگوئی کرنے والے کے ہیں۔ جو خدا تعالےٰ سے الہام پاکر پیشگوئی کرے پس جبکہ قرآن شریف کے رو سے ایسی نبوت کا دروازہ بند نہیں ہے جو بتوسط فیض اور اتباع۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کسی انسان کو خدا تعالےٰ سے شرف مکالمہ ومخاطبہ حاصل ہو اور وہ بذریعہ وحی الٰہی کے مخفی امور پر اطلاع پاوے۔ تو پھر ایسے نبی اس امت میں کیوں نہیں ہونگے۔ اسپر کیا دلیل ہے۔ ہمارا مذہب نہیں ہے کہ ایسی نبوت پر مہر لگ گئی ہے

کس نبوت کا دروازہ بند ہے

صرف اس نبوت کا دروازہ بند ہے جو احکام شریعت جدیدہ ساتھ رکھتی ہو یا ایسا دعوےٰ ہو جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے الگ ہو کر دعوےٰ کیا جائے۔ لیکن ایسا شخص جو ایک طرف اس کو خدا تعالےٰ اس کی وحی میں امتی بھی قرار دیتا ہے۔ پھر دوسری طرف اس کا نام نبی بھی رکھتا ہے۔ یہ دعوےٰ قرآن شریف کے احکام کے مخالف نہیں ہے۔ کیونکہ یہ نبوت بباعث امتی ہونے کے دراصل آنحضرت کی نبوت کا ایک ظل ہے۔ کوئی مستقل نبوت نہیں ہے +

امتی نبی ہونا ظلی نبوت ہے

ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۸۳

آنحضرت کی پوری اتباع

بلکہ دنیا میں صرف اسلام ہی یہ خوبی اپنے اندر رکھتا ہے کہ وہ بشرط سچی اور کامل اتباع ہمارے سید و مولا آنحضرت ؐ کے مکالمات الٰہیہ سے مشرف کرتا ہے +

ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۳۸ و ۱۳۹

بعض یہ کہتے ہیں کہ اگرچہ یہ سچ ہے کہ صحیح بخاری اور مسلم میں لکھا ہے کہ آنیوالا عیسےٰ اسی امت میں سے ہوگا۔ لیکن صحیح مسلم میں صریح لفظوں میں اس کا نام نبی اللہ رکھا ہے۔ پھر کیونکر ہم مان لیں کہ وہ اسی امت میں سے ہوگا +

نبی کے حقیقی لغوی معنے

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ تمام بدقسمتی دھوکہ سے پیدا ہوئی ہے کہ نبی کے حقیقی معنوں پر غور نہیں کی گئی۔ نبی کے معنے صرف یہ ہیں کہ خدا سے بذریعہ وحی خبر پانیوالا ہو اور شرف مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ سے مشرف ہو۔ شریعت کا لانا اس کے لئے ضروری نہیں اور نہ یہ ضروری ہے

امتی لغوی معنوں میں نبی ہو سکتا ہے

کہ صاحب شریعت رسول کا متبع نہ ہو۔ پس ایک امتی کو ایسا نبی قرار دینے سے کوئی محذور لازم نہیں آتا۔ بالخصوص اس حالت میں کہ وہ امتی اپنے اسی نبی متبوع سے فیض پانے والا ہو بلکہ فساد اس حالت میں لازم آتا ہے کہ اس امت کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک مکالمات الٰہیہ سے بے نصیب قرار دیا جائے وہ دین۔ دین نہیں ہے۔ اور نہ وہ نبی۔ نبی ہے جس کی متابعت سے انسان خدا تعالےٰ سے اس قدر نزدیک نہیں ہو سکتا کہ مکالمات الٰہیہ سے

ہر نبی کی پیروی سے مکالمات الٰہیہ ملتے نہیں

مشرف ہو سکے۔ وہ دین لعنتی اور قابل نفرت ہے جو یہ سکھلاتا ہے کہ صرف چند منقولی باتوں پر انسانی ترقیات کا انحصار ہے اور وحی الٰہی آگے نہیں بلکہ پیچھے رہ گئی ہے۔ اور خدائے حی قیوم کی آواز سننے اور اس کے مکالمات سے قطعی نا امیدی ہے۔ اور اگر کوئی آواز بھی غیب سے کسی کے کان تک پہنچتی ہے تو وہ ایسی مشتبہ آواز ہے کہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ خدا کی آواز ہے

غیر نبی کی وحی یقینی ہو سکتی ہے

یا شیطان کی۔ سو ایسا دین بہ نسبت اس کے کہ اس کو رحمانی کہیں شیطانی کہلانے کا زیادہ مستحق ہوتا ہے۔ دین وہ ہے جو تاریکی سے نکالتا اور نور میں داخل کرتا ہے۔ اور انسان کی خدا شناسی کو صرف قصوں تک محدود نہیں رکھتا۔ بلکہ ایک معرفت کی روشنی اس کو عطا کرتا ہے +

ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۸۲

مسیح موعود صرف ایک امتی ہے

ہاں اگر آنیوالے عیسٰی کی نسبت حدیثوں میں صرف نبی کا لفظ استعمال پاتا اور امتی اس کا نام نہ رکھا جاتا تو دھوکہ لگ سکتا تھا۔ مگر اب تو صحیح بخاری میں آنیوالے عیسٰے کی نسبت صاف لکھا ہے کہ امامکم منکم یعنے اے امتیو! آنیوالا عیسٰی بھی صرف ایک امتی ہے۔ اور نہ کچھ ایسا ہی صحیح مسلم میں بھی اس کی نسبت یہ لفظ ہیں امکم منکم۔ یعنے وہ عیسٰے تمہارا امام ہوگا اور تم میں سے ہوگا یعنے ایک فرد امت میں سے ہوگا۔ اب جبکہ ان حدیثوں سے ثابت ہے کہ آنیوالا عیسٰی امتی ہے

مسیح موعود کا نام نبی ان معنوں سے نہیں جو مستقل نبی کے لئے مستعمل ہیں

سو کلام الٰہی میں اس کا نام نبی رکھنا ان معنوں سے نہیں ہے جو ایک مستقل نبی کے لئے مستعمل ہوتے ہیں۔ بلکہ اس جگہ صرف یہ مقصود ہے کہ خدا تعالےٰ اس سے مکالمہ مخاطبہ کریگا۔ اور غیب کی باتیں اس پر ظاہر کریگا کہ اس لئے باوجود امتی ہونے کے وہ نبی بھی کہلائیگا اور اگر یہ کہا جائے کہ اس امت پر قیامت تک دروازہ مکالمہ مخاطبہ اور وحی الٰہی کا بند ہے تو پھر اس صورت میں کوئی امتی نبی کیونکر کہلا سکتا ہے۔ کیونکہ نبی کے لئے ضروری ہے کہ خدا اس سے ہمکلام ہو تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس امت پر یہ دروازہ ہرگز بند نہیں ہے۔ اور اگر اس امت پر یہ دروازہ بند ہوتا تو یہ امت ایک مردہ امت ہوتی اور خدا تعالےٰ سے دور اور مہجور ہوتی اور اگر یہ دروازہ اس امت

پر بند ہوتا تو کیوں قرآن میں یہ دعا سکھلائی جاتی کہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم

ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۸۳

خاتم الانبیاء سے مراد ہے کہ نعمت مکالمہ صرف آنحضرت کی پیروی سے مل سکتی ہے

اور آنحضرت صلعم کو خاتم الانبیا فرمایا گیا ہے۔ اس کے یہ معنے نہیں ہیں کہ آپ کے بعد دروازہ مکالمات اور مخاطبات الہٰیکا بند ہے۔ اگر یہ معنے ہوتے یہ امت ایک لعنتی امت ہوتی جو شیطان کیطرح ہمیشہ سے خدا تعالے سے دور و مہجور ہوتی۔ بلکہ یہ معنی ہیں کہ براہ راست خدا تعالے سے فیض وحی بند ہے۔ اور یہ نعمت بغیر اتباع آنحضرت صلعم کے کسی کو ملنا محال اور ممتنع اور یہ خود آنحضرت صلعم کا فخر ہے کہ ان کی اتباع میں یہ برکت ہے کہ جب ایک شخص پورے طور پر آپ کی پیروی کرنے والا ہو تو وہ خدا تعالے کے مکالمات اور مخاطبات سے مشرف ہو جاوے ⁂

ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۸۴

اس امت میں مکالمہ پانیوالا ایک گروہ ہمیشہ رہیگا۔

یاد رہے کہ خدا تعالے کی صفات کبھی معطل نہیں ہوتی ہیں جیسا کہ وہ ہمیشہ سنتا رہیگا ایسا ہی وہ ہمیشہ بولتا بھی رہیگا۔ اس دلیل سے زیادہ تر صاف اور کونسی دلیل ہو سکتی ہے کہ خدا تعالے کے سننے کیطرح بولنے کا سلسلہ بھی کبھی ختم نہیں ہوگا۔ اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک گروہ ہمیشہ ایسا رہیگا جن سے خدا تعالے مکالمات و مخاطبات کرتا رہیگا۔ اور میں نہیں سمجھ سکتا کہ نبی کے نام پر اکثر لوگ کیوں چڑ جاتے ہیں جس حالت میں یہ ثابت ہو گیا ہے کہ آنیوالا مسیح اسی امت میں سے ہوگا پھر اگر خدا تعالے نے اس کا نام نبی رکھدیا تو ہرج کیا ہوا۔ ایسے لوگ یہ نہیں دیکھتے

امتی اور نبی کرکے نام ہے جو پہلے مسیح پر نہیں بولا گیا

کہ اسی کا نام امتی بھی تو رکھا گیا ہے۔ اور امتیوں کے تمام صفات اس میں رکھے گئے ہیں پس یہ مرکب نام ایک الگ نام ہے۔ اور کبھی حضرت عیسٰے اسرائیلی اس نام سے موسوم نہیں ہوئے اور مجھے خدا تعالے نے میری وحی میں بار بار امتی کرکے بھی پکارا ہے اور نبی کرکے بھی پکارا ہے ⁂

ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۸۳

علماء کو نبیوں سے مشابہت

اسی وجہ سے حدیث میں آیا ہے۔ کہ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل۔ یعنی میری امت کے علماء ربانی بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہیں۔ اس حدیث میں بھی علماء ربانی کو ایک طرف امتی کہا اور دوسری طرف نبیوں سے مشابہت دی ہے ⁂

ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۸۸

سو یہ تمام باتیں ظہور میں آگئیں۔ ایسا ہی احادیث صحیحہ میں آیا تھا۔ کہ وہ مسیح موعود صدی کے سر پر آئیگا۔ اور وہ چودھویں صدی کا مجدد ہوگا......

مسیح موعود چودھویں صدی کا مجدد ہے۔

اسی طرح خدا تعالےٰ کی طرف سے دو نام میں نے پائے۔ ایک میرا نام امتی رکھا گیا۔ جیسا کہ میرے نام غلام احمد سے ظاہر ہے۔ دوسرے میرا نام ظلی طور پر نبی رکھا گیا ہے۔ جیسا کہ خدا تعالےٰ نے حصص سابقہ براہین احمدیہ میں میرا نام احمد رکھا۔ اور اسی نام سے بار بار مجھکو پکارا۔ اور یہ اسی بات کیطرف اشارہ تھا کہ میں ظلی طور پر نبی ہوں۔ پس میں امتی بھی ہوں اور ظلی طور پر نبی بھی ہوں

امتی بھی ہوں اور ظلی طور پر نبی بھی۔

حاشیہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۸۸

کوئی شخص اس جگہ نبی ہونے کے لفظ سے دھوکا نہ کھاوے میں بار بار لکھ چکا ہوں۔ کہ یہ وہ نبوت نہیں ہے۔ جو ایک مستقل نبوت کہلاتی ہے۔ کوئی مستقل نبی امتی نہیں کہلا سکتا۔ مگر میں امتی ہوں۔ پس یہ صرف خدا تعالےٰ کی طرف سے ایک اعزازی نام ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے حاصل ہوا تا حضرت عیلے سے تکمیل مشابہت ہو۔

کوئی مستقل نبی امتی نہیں کہلا سکتا۔ نبی کا نام بغرض تکمیل مشابہت عیسےٰ
مسیح نبی ایک اعزازی نام ہے۔

براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۸۹

کل برکتہ من محمد صلعم فتبارک من علم وتعلم۔ یعنی ہر ایک برکت آنحضرت صلعم کیطرف سے ہے۔ پس بہت برکت والا وہ انسان ہے جسنے تعلیم کی یعنی آنحضرت صلعم اور پھر بعد اس کے بہت برکت والا ہے جسنے تعلیم پائی یعنی یہ عاجز۔ پس اتباع کامل کی وجہ سے میرا نام امتی ہوا۔ اور پورا عکس نبوت حاصل کرنے سے میرا نام نبی ہوگیا۔ پس اس طرح پر مجھے دو نام حاصل ہوئے جو لوگ بار بار اعتراض کرتے ہیں کہ صحیح مسلم میں آنیوالا عیلے کا نام نبی رکھا گیا ہے ان پر لازم ہے کہ یہ ہمارا بیان توجہ سے پڑھیں۔ کیونکہ جس مسلم میں آنیوالے عیلے کا نام نبی رکھا گیا ہے۔ اسی مسلم میں آنیوالے عیلے کا نام امتی بھی رکھا گیا ہے اور نہ صرف حدیثوں میں بلکہ قرآن شریف سے بھی یہی مستنبط ہوتا ہے۔

عکسی نبوت حاصل کرنے سے نام نبی ہوگیا

براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۹۲-۱۹۳

پھر ہم اپنے پہلے مقصد کی طرف رجوع کرکے کہتے ہیں کہ یہ بالکل غلط اور بیہودہ کا کھانا ہے۔ کہ حدیثوں میں مسیح موعود کے بارے میں نبی کا نام دیکھکر یہ سمجھا جائے کہ وہ حضرت عیلے ہی ہیں کیونکہ انہیں حدیثوں میں اگرچہ آنے والے عیلے کا نام نبی رکھا گیا ہے۔ مگر اس کے ساتھ ایک

عیسیٰ کو امتی قرار دینا کفر ہے۔ کیونکہ خدا نے اُسے نبی کہا ہے [illegible]

اپنپر عمل کریں اور کرادیں

ایسی شرط لگا دی گئی ہے کہ اس شرط کے لحاظ سے ممکن ہی نہیں کہ اس نبی سے مراد حضرت عیسیٰ اسرائیلی ہوں ۔ کیونکہ باوجود نبی نام رکھنے کے اس عیسےٰ کو انہیں حدیثوں میں امتی بھی قرار دیا ہے اور جو شخص امتی کی حقیقت پر نظر غور ڈالیگا وہ بداہت سمجھ لیگا کہ حضرت عیسےٰ کو امتی قرار دینا ایک کفر ہے کیونکہ امتی اس کو کہتے ہیں کہ جو بغیر اتباع آنحضرت صلعم اور بغیر اتباع قرآن شریف محض ناقص اور گمراہ اور بے دین ہو اور پھر آنحضرت صلعم کی پیروی اور قرآن شریف کی پیروی سے اس کو ایمان اور کمال نصیب ہو...... پس میں اپنے مخالفوں کو یقیناً کہتا ہوں کہ حضرت عیسےٰ امتی ہرگز نہیں ہیں ۔ گو وہ بلکہ تمام انبیاء آنحضرت صلعم کی سچائی پر ایمان رکھتے تھے مگر وہ ان ہدایتوں کے پیرو تھے جو ان پر نازل ہوئی تھیں ۔ اور براہ راست خدا نے ان پر تجلی فرمائی تھی یہ ہرگز نہیں تھا کہ آنحضرت صلعم کی پیروی اور کہ آنحضرت صلعم کی روحانی تعلیم سے وہ نبی بنے تھے تا وہ امتی کہلاتے ان کو خدا تعالیٰ نے الگ کتابیں دی تھیں اور ان کو ہدایت تھی کہ ان کتابوں پر عمل کریں ۔ اور کرادیں جیسا کہ قرآن شریف اس پر گواہ ہے ؂

براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ب

عیسےٰ بنی اسرائیل کے خاتم الانبیا ہیں

اور نیز یہ راز بھی کہ آخر پر بنی اسرائیل کے خاتم الانبیا کا نام جو عیسےٰ ہے اور اس امت کے خاتم انبیاء کا نام جو احمد اور محمد ہے (صلعم) یہ دونوں نام بھی میرے نام کیوں رکھ دیئے ۔ ان تمام چھپی ہوئی حقیقتوں کا بھی انکشاف ہوگیا ؂

نزول المسیح ۔ صفحہ ۲ و ۳

خدا کا رسول محض بحیثیت بروز ہوں

کتب اللہ لاغلبن انا و رسلی یعنے خدا نے ابتدا سے لکھ چھوڑا ہے اور قانون اور اپنی سنت قرار دیدیا ہے کہ وہ اور اس کے رسول ہمیشہ غالب رہیں گے ۔ پس چونکہ میں اس کا رسول یعنے فرستادہ ہوں مگر بغیر کسی نئی شریعت اور نئے دعوے اور نئے نام کے بلکہ اسی نبی کریم خاتم الانبیاء کا نام* پاکر اور اسی میں ہو کر اور اسی کا مظہر بن کر آیا ہوں ؂

* حاشیہ ۔ یہ قول اس حدیث کے مطابق ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آنیوالا مہدی اور مسیح موعود میرا اسم پائیگا اور کوئی نیا اسم نہیں لائیگا یعنے اسکی طرف سے کوئی نیا دعوے نبوت اور رسالت کا نہیں ہوگا ۔ بلکہ جیسا کہ ابتدا سے قرار پاچکا ہے وہ محمدی نبوت کی چادر کو ہی ظلی طور پر اپنے اوپر لیگا ۔ اور اپنی زندگی اسی کے نام پہ ظاہر کریگا ۔ اور مرکر بھی اسی کی قبر میں جائیگا تا یہ خیال نہ ہو کہ کوئی علیحدہ وجود ہے اور یا علیحدہ رسول آیا بلکہ

بروزی طور پر وہی آیا جو خاتم الانبیا تھا مگر ظلی طور پر اس راز کے لئے کہا گیا کہ مسیح موعود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں دفن کیا جائے گا۔ کیونکہ رنگ دوئی اس میں نہیں آیا پھر کیونکہ علیحدہ قبر میں تصور کیا جائے۔ دنیا اس نکتہ کو نہیں پہچانتی۔ اگر اہل دنیا اس بات کو جانتے کہ اس کے کیا معنے ہیں کہ اسمہ کا سمی و یدفن معی فی قبری۔ تو وہ شوخیاں نہ کرتے اور ایمان لاتے

رسول اور نبی باعتبار ظلیت اور انعکاس ہوں نئے نام اور دعوے سے

اس نکتہ کو یاد رکھو کہ میں رسول اور نبی نہیں ہوں یعنے باعتبار نئی شریعت اور نئے دعوے اور نئے نام کے اور میں رسول اور نبی ہوں یعنے باعتبار ظلیت کاملہ کے میں وہ آئینہ ہوں جس میں محمدی شکل اور محمدی نبوت کا کامل انعکاس ہے۔ اگر میں کوئی علیحدہ شخص نبوت کا دعوے کرنیوالا ہوتا تو خدا تعالے میرا نام محمدؐ اور احمدؐ اور مصطفٰے اور مجتبٰے نہ رکھتا اور نہ خاتم الانبیاء کی طرح خاتم الاولیاء کا مجھکو خطاب دیا جاتا۔ بلکہ میں کسی علیحدہ نام سے آتا ۔

نزول المسیح ۔ حاشیہ صفحہ ۴

بعض افراد امت گذشتہ نبیوں کے کمال پائینگے

زیر آیت اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم و لا الضالین ۔ یہ آیت صاف کہہ رہی ہے کہ اس امت کے بعض افراد کو گذشتہ نبیوں کا کمال دیا جائیگا ۔

نزول المسیح حاشیہ صفحہ ۵ ۔

حقیقت اور بروز میں فرق

اگر رجعت حقیقی ہو تو پھر سب میں حقیقی چاہیئے نہ صرف حضرت عیسےٰ میں کیا وجہ کہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی رجعت تو بروزی طور پر مہدی کے لباس میں ہو اور عیسٰے کی رجعت واقعی طور پر ۔

حاشیہ نزول المسیح صفحہ ۵

مستعار طور پر رسول اور نبی کہا گیا ۔

محمدی مسیح کا نام ابن مریم رکھا گیا ۔ اور پھر اسی خاتم الخلفاء کا نام باعتبار ظہور عین صفات محمدیہ کے محمدؐ اور احمدؐ رکھا گیا اور مستعار طور پر رسول اور نبی کہا گیا ۔ اور اسی کو آدم سے لیکر اخیر تک تمام انبیاء کے نام دیئے گئے ۔

نزول المسیح صفحہ ۴۸ و ۴۹

مسیح موعود کا نام نبی اور رسول رکھا گیا ۔

خدا تعالے نے اور اس کے پاک رسول نے بھی مسیح موعود کا نام نبی اور رسول رکھا ہے اور تمام خدا تعالے کے نبیوں نے اس کی تعریف کی ہے اور اس کو تمام انبیاء کے صفات کاملہ کا مظہر ٹھہرایا ہے . . . . . . . . میں مسیح موعود ہوں اور وہی ہوں جس کا نام سردار انبیاء نے نبی اللہ رکھا ہے اور اس کو سلام کہا ہے ۔ اور اپنا دوسرا بازو اس کو قرار دیا ہے ۔ اور خاتم الخلفاء

ٹھہرایا ہے وہ مجھے اسی طرح افضل سمجھے گا۔ جس طرح خدا اور رسول نے مجھے فضیلت دی ہے۔

نزول المسیح صفحہ ۸۹

غیر نبیوں کو یقینی الہام

جس حالت میں موسےٰ کی ماں کو بھی یقینی الہام ہوا۔ جس پر پورا یقین رکھکر اس نے اپنے بچے کو معرض ہلاکت میں ڈال دیا ..........

پھر اس طرح مریم کو بھی یقینی الہام ہوا۔ جس پر بھروسہ کرکے اس نے قوم کی کچھ پرواہ نہیں کی .........

اسی طرح خضر جو نبی نہیں تھا۔ اور اس کو علم لدنی دیا گیا تو کیا اس کا الہام ظنی تھا۔ یقینی نہیں تھا۔ تو کیوں اس نے ناحق ایک بچے کو قتل کر دیا۔ اور اگر صحابہ رضی اللہ عنہم کا یہ الہام کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دینا چاہیئے [illegible] ظنی تھا تو کیوں انہوں نے اس پر عمل کیا .........

پہلی امتوں میں بعض وحی پاتے تھے مگر نبی نہ تھے اس امت میں بھی ایسے ہونے ضروری ہیں

پس اگر ایک شخص اپنی نابینائی سے میری وحی سے منکر ہے تاہم اگر وہ مسلمان کہلاتا ہے اور پوشیدہ دہریہ نہیں تو اس کے ایمان میں یہ بات داخل ہونی چاہیئے۔ کہ یقینی قطعی مکالمہ الٰہیہ ہو سکتا ہے۔ اور جیسا کہ خدا تعالےٰ کی وحی یقینی پہلی امتوں میں اکثر مردوں اور عورتوں کو ہوتی رہی ہے۔ اور وہ نبی بھی نہ تھے۔ اس امت میں بھی اس یقینی اور قطعی وحی کا وجود ضروری ہے تا یہ امت بجائے افضل الامم ہونے کے احقر الامم نہ ٹھہر جائے

نزول المسیح صفحہ ۹۴

خدا کے کلام میں شک نہیں

اور پھر اس کے ساتھ نشانوں کی بارش اور معجزات اور تائیدوں کا سلسلہ کیا یہ ایسا امر ہے کہ اس قدر مسلسل مکالمات اور مخاطبات اور آیات بینات کے بعد پھر خدا کے کلام میں شک رہے۔

نزول المسیح صفحہ ۱۰۸

اس امت میں ایک قوم ہوگی جو نبیوں کی طرح مکالمہ پاتی تھی

لا یمسہ الا المطہرون۔ پس وہ ناپاکوں کے دلوں پر معجزہ کے طور اثر نہیں کر سکتا بجز اس کے کہ اس کا اثر دکھلانے والا بھی قوم میں ایک موجود ہو۔ اور وہ وہی ہوگا جس کو یقینی طور پر نبیوں کی طرح خدا تعالےٰ کا مکالمہ اور مخاطبہ نصیب ہوگا غرض تمام برکات اور یقین کے حصول کا ذریعہ خدا کا مکالمہ اور مخاطبہ ہے۔

نزول المسیح صفحہ ۱۰۹

کیونکہ وہ یہ دعا سکھلاتا ہے کہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم

دعا اہدنا الصراط المستقیم میں اس امت کیلئے یقینی وحی کا وعدہ

اس دعا میں اس انعام کی امید دلائی گئی ہے جو پہلے نبیوں اور رسولوں کو دیا گیا ہے اور ظاہر ہے کہ ان تمام انعامات میں بزرگتر انعام وحی یقینی کا انعام ہے۔ کیونکہ گفتار الٰہی قائمقام دیدار الٰہی ہے کیونکہ اس سے پتہ لگتا ہے کہ خدا موجود ہے۔ پس اگر کسی کو اس امت میں سے وحی یقینی نصیب ہی نہیں اور وہ اس بات پر جرأت نہیں کر سکتا کہ اپنی وحی کو قطعی طور پر مثل انبیاء علیہم السلام کے یقینی سمجھے اور نیز اس کی ایسی وحی ہو کہ انبیاء کی طرح ترک متابعت اور ترک عمل یقینی طور پر نیا کا ضرر متصور ہو سکے۔ ایسی دعا سکھلانا محض دھوکا ہوگا۔ کیونکہ اگر خدا کو یہ منظور ہی نہیں کہ بموجب دعا اہدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم انبیاء علیہم السلام کے انعامات میں اس امت کو بھی شریک کرے ✣

اگر وحی قطعی میں امت کو ملنی ہی نہ تھی تو اس نے کیوں یہ دعا سکھلائی

## نزول المسیح صفحہ ۱۳۶

صاف اور صریح غیب لا یظہر کے ماتحت ملتا ہے

علم غیب تو خاصہ خدا ہے۔ اگر الہامات خدا کی طرف سے نہیں تو کیا نعوذ باللہ شیطان ایسے صاف اور صریح غیب پر قادر ہے۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فلا یظہر علے غیبہ احد الا من ارتضی من رسول یعنی صاف اور صریح غیب محض برگزیدہ رسولوں کو دیا جاتا ہے ✣

## لجۃ النور صفحہ ۳۷ و ۳۸

ولایت ظل نبوت ہے پس اصل کے کمالات ظل کو ملتے ہیں

پس بیان کن کہ کدام کمال در تو پوشیدہ است اگر تو در قول خود صادقی۔ آیا عصا ہمچو عصائے موسے ترا دادہ اند یا نشان خون برائے نافرمان یا دست سفید او برائے آنکہ بہ بیند یا ترا معجزہ ہمچو معجزہ قرآن دادہ شد یا بلاغت بیان ترا بخشیدہ شد ہمچو بلاغت بیان پیغمبر آخر الزمان زیرا نکہ نبی بر قدم رسول خود مے آید و او را ازاں خوارق دادہ مے شود کہ رسول متبوع را عنایت شدہ و اہل دلہا برین متفق اند کہ ولایت ظل نبوت است پس ہر چہ اصل را از انواع کمال باشد ظل را نیز رسید بند تا آں نشان ظلیہ باشد ........ پس از شرائط ولایت کاملہ این است کہ ولی را اعجاز در کلام باشد تا بوجہ تحقق ظلیت تشبہ تام حاصل گردد و در دل تو ایں وسوسہ نگذرد کہ بدیں نوع کرامت کہ بلاغت بیان است در معجزہ قرآن فرقے واقع مے شود چرا کہ ظل بذات خود چیزے نیست و ظل در ماہیت خود ہماں اصل است کہ بصورت ظل ظاہر شدہ مثل صورتہا کہ در آئینہ منعکس مے شوند ✣

ہر ظل بذات خود کچھ چیز نہیں

لجۃ النور ۔ صفحہ ۴۰

کلام اولیاء کلام انبیاء کا ظل ہے۔

باز بداں کہ کلام اولیاء برائے کلام انبیاء ہمچو سایہ است مثل اشکال منعکسہ و آئینہ ہائے باہم متقابل و ہر دو از یک چشمہ بیروں مے آیند و ہر چہ برائے اصل ثابت است برائے ظل نیز ثابت است و تفرقہ جایز نیست ‌+

مجموعہ اشتہارات حصہ اول صفحہ ۴

مجدد وقت ہو۔ اکابر اولیاء میں سے بعضوں پر فضیلت دی گئی ہے۔

اور مصنف کو اس بات کا بھی علم دیا گیا ہے کہ وہ مجدد وقت ہے۔ اور روحانی طور پر اس کے کمالات مسیح ابن مریم کے کمالات سے مشابہ ہیں اور ایک کو دوسرے سے بشدت مناسبت اور مشابہت ہے اور اس کو خواص انبیاء و رسل کے نمونہ پر محض بہ برکت متابعت حضرت خیر البشر و افضل الرسل صلے اللہ علیہ وسلم ان بہتوں پر اکابر اولیاء سے فضیلت دی گئی ہے کہ جو اس سے پہلے گذر چکے ہیں +

مجموعہ اشتہارات حصہ اول صفحہ ۱۳

ظلی طور پر انبیاء سے مشابہت

تو مجھ سے ایسا ہے جیسے انبیاء بنی اسرائیل (یعنے ظلی طور پر ان سے مشابہت رکھتا ہے)

حاشیہ ۔ امتی کا کمال یہی ہے کہ اپنے نبی متبوع سے بلکہ تمام انبیاء متبوعین علیہم السلام سے مشابہت پیدا کرے یہی کامل اتباع کی حقیقت اور علت غائی ہے۔ جس کے لئے سورہ فاتحہ میں دعا کرنے کے لئے ہم لوگ مامور ہیں بلکہ یہی انسان کی فطرت میں تقاضا پایا جاتا ہے اور اسی وجہ سے مسلمان لوگ اپنی اولاد کے نام بطور تفاؤل عیسے۔ داؤد۔ موسے۔ یعقوب محمد وغیرہ انبیاء علیہم السلام کے نام پر رکھتے ہیں۔ اور مطلب یہ ہوتا ہے کہ تا وہی اخلاق و برکات بطور ظلی ان میں بھی پیدا ہو جائیں فتدبر۔

مجموعہ اشتہارات حصہ اول صفحہ ۲۹

ولایت نبوت کے اعتقاد کی پناہ ہے جس طرح نبوت اقرار وجود باری تعالے کی پناہ

سوائے سچائی کے ساتھ بجان و دل پیار کرنے والو! اور اے صداقت کے بھوکو اور پیاسو یقیناً سمجھو کہ ایمان کو اس آشوب خانہ سے سلامت لے جانے کے لئے ولایت اور اس کے لوازم کا یقین نہایت ضروریات سے ہے ولایت نبوت کے اعتقاد کی پناہ ہے اور نبوت اقرار وجود باری تعالے کے لئے پناہ۔ پس اولیاء انبیاء کے وجود میخوں کی مانند ہیں۔ اور انبیاء خدا تعالے کا وجود قایم کرنے کے لئے نہایت مستحکم کیلوں کے مشابہ ہیں +

مجموعہ اشتہارات حصہ اول صفحہ ۹۷

محدث کو نبی لغوی معنی کے لحاظ سے کہا گیا ہے نبوت حقیقی کا دعویٰ نہیں

تمام مسلمانوں کی خدمت میں گذارش ہے کہ اس عاجز کے رسالہ فتح الاسلام و توضیح مرام و ازالہ اوہام میں جس قدر ایسے الفاظ موجود ہیں کہ محدث ایک معنی میں نبی ہوتا ہے۔ یا یہ کہ محدثیت جزوی نبوت ہے یا یہ کہ محدثیت نبوت ناقصہ ہے۔ یہ تمام الفاظ حقیقی معنوں پر محمول نہیں ہیں بلکہ صرف سادگی سے ان کے لغوی معنے کے رو سے بیان کئے گئے ہیں ورنہ حاشا و کلا مجھے نبوت حقیقی کا ہرگز دعوے نہیں ہے۔ بلکہ جیسا کہ میں کتاب ازالہ اوہام کے صفحہ ۱۳۷ میں لکھ چکا ہوں میرا اس بات پر ایمان ہے کہ ہمارے سید و مولےٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں۔ سو میں تمام مسلمان بھائیوں کی خدمت میں واضح کرنا چاہتا ہوں کہ اگر وہ ان لفظوں سے ناراض ہیں اور ان کے دلوں پر یہ الفاظ شاق ہیں تو وہ ان الفاظ کو ترمیم شدہ تصور فرما کر بجائے اس کے محدث کا لفظ میری طرف سے سمجھ لیں۔ کیونکہ کسی طرح مجھکو مسلمانوں میں تفرقہ اور نفاق ڈالنا منظور نہیں ہے جس حالت میں ابتدا سے میری نیت میں جسکو اللہ تعالےٰ جل شانہ خوب جانتا ہے اس لفظ نبی سے مراد نبوت حقیقی نہیں ہے بلکہ صرف محدث مراد ہے جس کے معنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مکلم مراد لئے ہیں یعنے محدثوں کی نسبت فرمایا ہے عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم قد کان فیمن قبلکم من بنی اسرائیل رجال یکلمون من غیر ان یکونوا انبیاء فان یک فی امتی منھم احد فعمر صحیح بخاری جلد اول صفحہ ۵۲۱ پارہ ۱۴ باب مناقب عمرؓ

مجموعہ اشتہارات حصہ دوم صفحہ ۱۰۴

مسیح موعود چودھویں صدی کا مجدد ہوگا

جو چودھویں صدی کے سر پر ایک مجدد موعود آنے والا تھا جس کی نسبت بہت سے راستباز ملہموں نے پیشگوئی کی تھی کہ وہ مسیح موعود ہوگا وہ میں ہی ہوں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے لے کر شاہ ولی اللہ تک مقدس لوگوں نے الہام پا کر یہ پیشگوئی کی تھی کہ وہ آنے والا مسیح موعود چودھویں صدی کا مجدد ہوگا۔

مجموعہ اشتہارات حصہ دوم صفحہ ۱۲۴

تجدید دین کے لئے مامور کیا گیا

مجھے خدا تعالےٰ نے اس چودھویں صدی کے سر پر اپنی طرف سے مامور کر کے دین متین اسلام کی تجدید اور تائید کے لئے بھیجا ہے تاکہ میں اس پر آشوب زمانہ میں قرآن کی خوبیاں

اور حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی عظمتیں ظاہر کروں +

مجموعہ اشتہارات حصہ سوم صفحہ ۲۲۳

نبوت کے مدعی پر لعنت بھیجتا ہوں

ان کا یہ کہنا صحیح نہیں ہے (کنکا یعنے مولوی غلام دستگیر کا) کہ "میں تو نبوت کا مدعی نہیں کہ تا فوری عذاب نازل کروں۔ ان پر واضح رہے کہ ہم بھی نبوت کے مدعی پر لعنت بھیجتے ہیں اور لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے قایل ہیں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور وحی نبوت نہیں بلکہ وحی ولایت جو زیر سایہ نبوت محمدیہ اور بہ اتباع آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم اولیاء اللہ کو ملتی ہے۔ اس کے ہم قایل ہیں اور اس سے زیادہ جو شخص ہم پر الزام لگاوے وہ تقوے اور دیانت کو چھوڑتا ہے ........ غرض جبکہ نبوت کا دعوے اس طرف بھی نہیں۔ صرف ولایت اور مجددیت کا دعوے ہے۔ اپریل ۱۸۹۶؁ء

میری وحی وحی نبوت نہیں وحی ولایت ہے

نبوت کا دعوے نہیں صرف ولایت اور مجددیت کا ہے

مجموعہ اشتہارات حصہ چہارم صفحہ ۳۲۳

نبوت اور ختم نبوت کے بارہ میں میرا مذہب وہی ہے جو اہل سنت وجماعت کا

اور دوسرے الزامات جو میرے پر لگائے جاتے ہیں کہ یہ شخص لیلۃ القدر کا منکر ہے اور معجزات کا انکاری اور معراج کا منکر اور نیز نبوت کا مدعی اور ختم نبوت سے انکاری ہے۔ یہ سارے الزامات باطل اور دروغ محض ہیں ان تمام امور میں میرا وہی مذہب ہے جو دیگر اہل سنت وجماعت کا مذہب ہے ......... اب میں مفصلہ ذیل امور کا مسلمانوں کے سامنے صاف صاف اقرار اس خانہ خدا مسجد میں کرتا ہوں کہ میں جناب خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم ختم نبوت کا قایل ہوں اور جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو اس کو بے دین اور دایرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں +

ختم نبوت کے منکر کو بیدین اور دایرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں

۲۳۔ اکتوبر ۱۸۹۱؁ء از مقام دہلی

مجموعہ اشتہارات حصہ چہارم صفحہ ۳۴۳

نبیوں کی مانند اور خدا کا مرسل

بھلا یہ کیونکر ہو سکے کہ ایک شخص کو تو خدا تعالے یہ الہام کرے کہ تو خدا تعالے کا برگزیدہ اور اس زمانہ کے تمام مومنوں سے بہتر اور افضل اور مثیل الانبیاء اور مسیح موعود اور مجدد چودہویں صدی اور خدا کا پیارا اور اپنے مرتبہ میں نبیوں کی مانند اور خدا کا مرسل ہے۔ اور اس کی درگاہ میں وجیہ اور مقرب اور مسیح ابن مریم کی مانند ہے اور ادھر دوسرے کو یہ الہام کرے کہ یہ شخص فرعون اور کذاب اور مسرف اور فاسق اور کافر اور ایسا اور ایسا ہے +

چشمہ معرفت صفحہ ۸۲ و ۸۳

اور چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا زمانہ قیامت تک ممتد ہے اور آپ خاتم الانبیاء

(امت میں سے ایک نائب وخاتم الخلفا)

پس اس لئے خدا نے یہ نہ چاہا کہ وحدت اقوامی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی کمال تک پہنچ جائے کیونکہ یہ صورت آپ کے زمانہ کے خاتمہ پر دلالت کرتی تھی یعنے شبہ گذرتا تھا کہ آپ کا زمانہ وہیں تک ختم ہو گیا کیونکہ جو آخری کام آپ کا تھا وہ اسی زمانہ میں انجام تک پہنچ گیا اس لئے خدا نے تکمیل اس فعل کی جو تمام قومیں ایک قوم کی طرح بن جائیں اور ایک ہی مذہب پر ہو جائیں۔ زمانہ محمدی کے آخری حصہ میں ڈالدی جو قریب قیامت کا زمانہ ہے اور اس تکمیل کے لئے اسی امت میں سے ایک نائب مقرر کیا جو مسیح موعود کے نام سے موسوم ہے اور اسکا نام خاتم الخلفا ہے پس زمانہ محمدی کے سر پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہیں اور اس کے آخر میں مسیح موعود ہے اور ضرور تھا کہ یہ سلسلہ دنیا کا منقطع نہ ہو جب تک کہ وہ پیدا نہ ہولے کیونکہ وحدت اقوامی کی خدمت اسی نائب النبوت کے عہد سے وابستہ کی گئی ہے اور اسی کی طرف یہ آیت اشارہ کرتی ہے۔ اور وہ یہ ہے ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ

چشمہ معرفت صفحہ ۱۸۰ و ۱۸۱

(نبوت یعنی پیشگوئیاں)

اسلام کی رو سے جیسا کہ پہلے زمانہ میں خدا تعالے اپنے خاص بندوں سے مکالمہ مخاطبہ کرتا تھا۔ اب بھی کرتا ہے اور ہم میں اور ہمارے مخالف مسلمانوں میں صرف لفظی نزاع ہے اور وہ یہ کہ ہم خدا کے ان کلمات کو جو نبوت یعنے پیشگوئیوں پر مشتمل ہوں نبوت کے اسم سے موسوم کرتے ہیں اور ایسا شخص جس کو بکثرت ایسی پیشگوئیاں بذریعہ وحی دیجائیں یعنے اس قدر کہ اس کے زمانہ میں اس کی کوئی نظیر نہ ہو اس کا نام ہم نبی رکھتے ہیں کیونکہ نبی اس کو کہتے ہیں جو خدا کے الہام سے بکثرت آیندہ کی خبریں دے۔ مگر ہمارے مخالف مسلمان مکالمہ الٰہیہ کے قایل ہیں لیکن اپنی نادانی سے ایسے مکالمات کو جو بکثرت پیشگوئیوں پر مشتمل ہوں نبوت کے نام سے موسوم نہیں کرتے حالانکہ نبوت صرف آیندہ کی خبر دینے کو کہتے ہیں جو بذریعہ وحی الہام ہو اور ہم سب اس بات پر اتفاق رکھتے ہیں کہ شریعت قرآن شریف پر ختم ہو گئی ہے صرف مبشرات یعنے پیشگوئیاں باقی ہیں +

(پیشگوئیاں کرنیوالے کو نبی کہتے ہیں)

(صرف مبشرات باقی ہیں)

چشمہ معرفت حاشیہ صفحہ ۱۸۰

قرآن شریف مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کے سلسلہ کو بند نہیں کرتا۔ جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے یلقی الروح من امرہ علی من یشاء من عبادہ یعنے خدا جسپر چاہتا ہے اپنا کلام نازل کرتا ہے اور

فرماتا ہے لہم البشری فی الحیواۃ الدنیا یعنے مومنوں کے لئے بشر الہام باقی رہ گئے ہیں گو شریعت ختم ہوگئی ہے۔ کیونکہ عمر دنیا ختم ہونے کو ہے پس خدا کا کلام بشارتوں کے رنگ میں قیامت تک باقی ہے۔

چشمہ معرفت ۔صفحہ ۲۵۴

*انجیل کے بعد جلد بعد انسان کی پرستش شروع ہو گئی*

انجیل پر ابھی تیس برس بھی نہیں گذرے تھے کہ بجائے خدا کی پرستش کے ایک عاجز انسان کی پرستش نے جگہ لے لی یعنے حضرت عیسےٰ خدا بنائے گئے اور تمام نیک اعمال کو چھوڑ کر ذریعہ معافی گناہ یہ ٹھیرا دیا کہ ان کے مصلوب ہونے اور خدا کا بیٹا ہونے پر ایمان لایا جاوے۔

چشمہ معرفت صفحہ ۲۵۶

*انجیل کی تعلیم کا اختلاف توریت سے*

توریت کی تعلیم یہ تھی کہ دانت کے بدلے دانت اور آنکھ کے بدلے آنکھ اور ناک کے بدلے ناک اور انجیل کی یہ تعلیم تھی کہ شر کا ہرگز مقابلہ نہ کرو۔

حاشیہ چشمہ معرفت صفحہ ۲۵۶

*قرآن کے کامل پیرو سے کھلے کھلے نشان ظاہر ہوتے ہیں*

ایک بڑی خوبی اس میں یہ ہے کہ وہ کامل پیروی کرنے والے کو خدا سے ایسا نزدیک کر دیتا ہے کہ وہ مکالمہ الہیہ کا شرف پالیتا ہے۔ اور کھلے کھلے نشان اس سے ظاہر ہوتے ہیں اور تزکیہ نفس اور ایمانی استقامت اس کو حاصل ہوتی ہے۔

چشمہ معرفت صفحہ ۲۸۸

*کروڑہا پاک فطرت ہوئے اور ہونگے مگر سب سے بہتر اور سب سے اعلےٰ سب سے خوبتر محمد صلعم ہیں*

دنیا میں کروڑہا ایسے پاک فطرت گذرے ہیں اور آگے بھی ہونگے ۔لیکن ہم نے سب سے بہتر اور سب سے اعلےٰ اور سب سے خوبتر اس مرد خدا کو پایا ہے جس کا نام ہے محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی یا ایہا الذین امنو صلوا علیہ وسلموا تسلیما

چشمہ معرفت صفحہ ۲۹۲

*کامل تبع پر بارش کی طرح نشان وارد ہوتے ہیں*

یاد رہے کہ گناہ کی رغبت کا جذام نہایت خطرناک جذام ہے۔ اور یہ جذام کسی طرح دور ہی نہیں ہوسکتا جب تک کہ خدا کی زندہ معرفت کی تجلیات اور اس کی ہیبت اور عظمت اور قدرت کے نشان بارش کی طرح وارد نہوں۔

چشمہ معرفت ۔صفحہ ۲۹۹

*گویا اس زمانہ میں بھی وہ نبی ہم میں موجود ہیں*

ہم ایسی تازہ بتازہ برکتیں اس نبی کے دائمی فیض سے پاتے ہیں کہ گویا اس زمانہ میں بھی وہ نبی

ہم میں موجود ہے۔ اور اس وقت بھی اس کے فیوض ہماری ایسی ہی رہنمائی کرتے ہیں کہ جیسا اس پہلے زمانہ میں کرتے تھے۔

چشمۂ معرفت صفحہ ۳۰۰ و ۳۰۱

اور وہ کلام اکثر امور غیبیہ پر مشتمل ہوتا ہے اور اپنے اندر ایک شوکت اور طاقت اور تاثیر رکھتا ہے۔ اور ایک آہنی میخ کی طرح دل میں دھنس جاتا ہے۔ اور خدا کی خوش بو اس سے آتی ہے یہ تمام لوازم اس لئے اس کے ساتھ لگائے گئے ہیں کہ بعض ناپاک طبع انسان شیطانی الہام بھی پاتے ہیں۔

اور صرف اسی پر بس نہیں۔ بلکہ خدا کے کلام کی یہ بھی نشانی ہے کہ وہ زبردست معجزات پر مشتمل ہوتا ہے۔ اور معجزات کیا باعتبار کثرت اور کیا باعتبار کیفیت اپنے اندر مابہ الامتیاز رکھتے ہیں یعنے کثرت مقدار اور صفائی قدر کیفیت کی وجہ سے کوئی دوسرا ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اور جس پر وہ کلام نازل ہوتا ہے اس کو ایک خاص نصرت اور حمایت الٰہی ملتی ہے۔

جو نشانات کامل متجلی پر وارد ہوتے ہیں کثرت مقدار اور صفائی کیفیت کی وجہ سے کوئی انکا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اور انکے اندر ایک شوکت اور طاقت ہوتی ہے۔

حاشیہ

جس شخص پر خدا کا کلام نازل ہوتا ہے اور سچ مچ وہ مکالمہ الٰہیہ سے مشرف پاتا ہے اس کو اس مکالمہ کے ساتھ اور لوازم نصرت اور مدد بھی عطا کئے جاتے ہیں منجملہ ان کے یہ کہ اس پر کوئی غالب نہیں آسکتا۔ بلکہ وہ ہر ایک پر خود غالب ہوتا ہے۔

چشمۂ معرفت صفحہ ۳۰۴

پس اسی وجہ سے عادت اللہ قدیم سے اس طرح پر جاری ہے کہ جو خدا کی طرف سے رسول آتے ہیں ان کو خدا ایسے امور غیبیہ پر اطلاع دیتا ہے جن کا علم انسانی طاقتوں سے برتر ہوتا ہے۔ پس جب ان کی وہ پیشگوئیاں بکثرت پوری ہو جاتی ہیں جو دنیا کے حالات کے متعلق ہیں تو وہی پیشگوئیاں ان خبروں کے لئے معیار ہو جاتی ہیں۔

پیشگوئیاں کیوں کی جاتی ہیں

چشمۂ معرفت صفحہ ۳۱۵

اور چودھویں صدی کا آغاز شروع ہوا تو ضرور تھا کہ خدا تعالےٰ کی قدیم سنت کے موافق موجودہ مفاسد کی اصلاح اور دین کے تجدید کے لئے کوئی پیدا ہوتا سو اگرچہ اس عاجز کو کیسا ہی تحقیر کی نظر سے دیکھا جائے۔ مگر خدا نے اس امت کا خاتم الخلفاء اسی اپنے بندے کو ٹھیرایا۔

چودھویں صدی کے مجدد اور خاتم الخلفاء

چشمہ معرفت ۔صفحہ ۳۱۷

اور خدا تعالےٰ نے اس بات کے ثابت کرنے کے لئے کہ میں اس کی طرف سے ہوں اس قدر نشان دکھلائے ہیں کہ اگر وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جائیں ۔تو ان کی بھی ان سے نبوت ثابت ہوسکتی ہے ۔لیکن چونکہ یہ آخری زمانہ تھا ۔اور شیطان کا معہ اپنے تمام ذریت کے آخری حملہ تھا اس لیئے خدا نے شیطان کو شکست دینے کے لئے ہزارہا نشان ایک جگہ جمع کردیئے ۔

اس قدر نشان ہیں کہ ہزار نبی پر تقسیم کئے جائیں تو ان سے انکی نبوت ثابت ہوسکتی ہے

چشمہ معرفت صفحہ ۳۱۸

خدا آسمان سے قرنا میں اپنی آواز پھونکے گا ۔وہ قرنا کیا ہے ؟ وہ اس کا نبی ہوگا ۔جو اس کی آواز کو پاکر اسلام اور توحید کی طرف لوگوں کو دعوت کریگا ۔

خدا کی قرنا اس کا نبی ہوگا

چشمہ معرفت ۔صفحہ ۳۱۹

اور میری کتابوں کے یہودیوں کی طرح معنے محرف مبدل کرکے اور بہت کچھ اپنی طرف سے ملاکر میرے پر صدہا اعتراض کئے گئے ہیں ۔کہ گویا میں ایک مستقل نبوت کا دعوےٰ کرتا ہوں اور قرآن کو چھوڑتا ہوں ۔اور گویا میں خدا کے نبیوں کو گالیاں نکالتا ہوں ۔اور توہین کرتا ہوں اور گویا میں معجزات کا منکر ہوں ۔سو میری تمام شکایت خدا تعالےٰ کی جناب میں ہے ۔اور میں یقیناً جانتا ہوں کہ وہ اپنے فضل سے میرے حق میں فیصلہ کریگا ۔کیونکہ میں مظلوم ہوں ۔

مستقل نبوت کا دعوےٰ نہیں

چشمہ معرفت ۔صفحہ ۳۲۴ و ۳۲۵

اور جانتا ہوں کہ تمام نبوتیں اس پر ختم ہیں اور اس کی شریعت خاتم الشرائع ہے مگر ایک قسم کی نبوت ختم نہیں ۔یعنے وہ نبوت جو اس کی کامل پیروی سے ملتی ہے اور جو اس کے چراغ میں سے نور لیتی ہے وہ ختم نہیں کیونکہ وہ محمدی نبوت ہے ۔یعنے اس کا ظل ہے اور اسی کے ذریعہ سے ہے اور اسی کا مظہر ہے٭ اور اسی سے فیضیاب ہے ۔خدا اس شخص کا دشمن ہے جو قرآن شریف کو منسوخ کی طرح قرار دیتا ہے ۔اور محمدی شریعت کے برخلاف چلتا ہے ۔اور اپنی شریعت چلانا چاہتا ہے ۔اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی نہیں کرتا بلکہ آپ کچھ بننا چاہتا ہے مگر خدا اس شخص سے پیار کرتا ہے جو اس کی کتاب قرآن شریف کو اپنا دستورالعمل قرار دیتا ہے اور اس کے رسول حضرت محمد صلے اللہ

تمام نبوتیں ختم ہیں ایک قسم کی نہیں

ظلی نبوت ملتی ہے

علیہ وسلم کو درحقیقت خاتم الانبیاء سمجھتا ہے۔ اوراس کے فیض کا اپنے تئیں محتاج جانتا ہے پس ایسا شخص خدا تعالٰے کی جناب میں پیارا ہو جاتا ہے۔ اور خدا کا پیار یہ ہے کہ اس کو اپنی طرف کھینچتا ہے اوراس کو اپنے مکالمہ مخاطبہ سے مشرف کرتا ہے۔ اوراس کی حمایت میں اپنے نشان ظاہر کرتا ہے۔ اورجب اس کی پیروی کمال کو پہنچتی ہے تو ایک ظلی نبوت اس کو عطا کرتا ہے جو نبوت کا ظل ہے یہ اس لئے کہ تا اسلام ایسے لوگوں کے وجود سے تازہ رہے اور تا اسلام ہمیشہ مخالفوں پر غالب رہے ......... نبوت اور رسالت کا لفظ خدا تعالٰے نے اپنی وحی میں میری نسبت صدہا مرتبہ استعمال کیا ہے. مگر اس لفظ سے صرف وہ مکالمات مخاطبات الٰہیہ مراد ہیں جو بکثرت ہیں اور غیب پر مشتمل ہیں اس سے بڑھ کر کچھ نہیں۔ ہر ایک شخص اپنی گفتگو میں ایک اصطلاح اختیار کرسکتا ہے لکل ان یصطلح سو خدا کی یہ اصطلاح ہے جو کثرت مکالمات و مخاطبات کا نام اس نے نبوت رکھا ہے یعنی ایسے مکالمات جن میں اکثر غیب کی خبریں دی گئی ہیں اور لعنت ہے اس شخص پر جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض سے علیحدہ ہو کر نبوت کا دعوٰی کرے مگر یہ نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ہے نہ کوئی نئی نبوت +

*(حاشیہ: خدا کا پیار یہ ہے کہ مکالمہ مخاطبہ سے مشرف کرتا ہے اسکی حمایت میں نشان ظاہر کرتا ہے۔ اور اُسکو ایک ظلی نبوت عطا کرتا ہے۔)*

حاشیہ چشمہ معرفت صفحہ ۳۲۴

ہم بارہا لکھ چکے ہیں کہ حقیقی اور واقعی طور پر تو یہ امر ہے کہ ہمارے سید و مولے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور آنجناب کے بعد مستقل طور پر کوئی نبوت نہیں اور نہ کوئی شریعت ہے اور اگر کوئی ایسا دعوے کرے تو بلاشبہ وہ بے دین اور مردود ہے لیکن خدا تعالٰے نے ابتدا سے ارادہ کیا تھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کمالات متعدیہ کے اظہار اور اثبات کے لئے کسی شخص کو آنجناب کی پیروی اور متابعت کی وجہ سے وہ مرتبہ کثرت مکالمات اور مخاطبات الٰہیہ بخشے کہ جو اس کے وجود میں عکسی طور پر نبوت کا رنگ پیدا کردے۔ سو اس طور سے خدا نے میرا نام نبی رکھا یعنے نبوت محمدیہ میرے آئینہ نفس میں منعکس ہوگئی اور ظلی طور پر نہ اصلی طور پر مجھے یہ نام دیا گیا۔ تا میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فیوض کا کامل نمونہ ٹھہروں +

*(حاشیہ: میری نبوت آنحضرت کی نبوت کا عکس ہے۔ اور یہ نام مجھے اصلی طور پر نہیں بلکہ ظلی طور پر دیا گیا ہے۔)*

چشمہ معرفت صفحہ ۳۲۴

کہ ہم اس حصہ سے کہ جو نبیوں اور رسولوں اور صدیقوں کو قدیم سے ملتا آیا ہے محروم نہ رہے بلکہ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ کئی گذشتہ نبیوں کی نسبت یہ حصہ ہمیں زیادہ ملا ہے +

اور یہ بات بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اولیاء اللہ کے بھی کئی درجات ہوتے ہیں۔ اور

*(حاشیہ: کئی گذشتہ نبیوں کی نسبت ہمیں زیادہ ملا ہے۔ اولیاء اللہ کے درجات ہوتے ہیں۔)*

جیسا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وفضلنا بعضھم علٰے بعض۔ بعض بعض پر فضیلت رکھتے ہیں۔ بلکہ بعض اس مقام تک پہنچ جاتے ہیں۔ کہ ادنےٰ درجہ کے صلحا ان کو شناخت نہیں سکتے ؎

چشمہ معرفت حصہ دوم صفحہ ۹

پہلے زمانوں میں جو نبی ہوتا تھا۔ وہ کسی گذشتہ نبی کی امت نہیں کہلاتا تھا۔ گو اس کے دین کی نصرت کرتا تھا۔ اور اس کو سچا جانتا تھا۔ مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ایک خاص فخر دیا گیا ہے کہ وہ ان معنوں سے خاتم الانبیا ہیں کہ ایک تو تمام کمالات نبوت ان پر ختم ہیں۔ اور دوسرے یہ کہ ان کے بعد کوئی نئی شریعت لانے والا رسول نہیں اور نہ کوئی ایسا نبی ہے جو ان کی امت سے باہر ہو بلکہ ہر ایک کو جو شرف مکالمہ الٰہیہ ملتا ہے وہ انہیں کے فیض اور انہیں کی وساطت سے ملتا ہے۔ اور وہ امتی کہلاتا ہے۔ نہ کوئی مستقل نبی . . . . . . . . ہمیں بڑا فخر ہے کہ جس نبی علیہ السلام کا ہم نے دامن پکڑا ہے۔ خدا کا اس پر بڑا ہی فضل ہے۔ وہ خدا تو نہیں مگر اس کے ذریعہ سے ہم نے خدا کو دیکھ لیا ہے۔ اس کا مذہب جو ہمیں ملا ہے۔ خدا کی طاقتوں کا آئینہ ہے ؎

پہلے زمانوں میں جو نبی ہوتا تھا۔ وہ گذشتہ نبی کی امت نہیں کہلاتا تھا

چشمہ معرفت حصہ دوم صفحہ ۳۳

وہ تمام معجزات ایک لاکھ کے قریب ہیں۔ بلکہ غالبًا وہ ایک لاکھ سے بھی زیادہ ہیں ؎

میرے معجزات ایک لاکھ کے قریب ہیں

چشمہ معرفت حصہ دوم صفحہ ۳۶

اور جس قدر لوگ بیعت کے لئے آجتک قادیان میں آئے وہ ایک لاکھ سے بھی زیادہ ہوں گے ؎

جو لوگ بیعت کیلئے آئے ایک لاکھ سے بھی زیادہ ہونگے

چشمہ معرفت حصہ دوم صفحہ ۴۰

غرض قرآن شریف کی زبردست طاقتوں میں سے ایک یہ طاقت ہے کہ اس کی پیروی کرنے والے کو معجزات اور خوارق دئے جاتے ہیں۔ اور وہ اس کثرت سے ہوتے ہیں کہ دنیا ان کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ . . . . لھم البشرٰی فی الحیوٰۃ الدنیا۔ اور یہ وعدہ ہے کہ ایدھم بروح منہ ویجعل لکم فرقانا۔ . . . ترجمہ ان آیات کا یہ ہے کہ جو لوگ قرآن شریف پر ایمان لائیں گے ان کو مبشر خوابیں اور الہام دیئے جائینگے۔ یعنی بکثرت دیئے جائینگے ؎

قرآن کی پیروی کرنیوالا معجزات دیئے جاتے ہیں اس کثرت سے کہ دنیا اسکا مقابلہ نہیں کر سکتی

چشمہ معرفت حصہ دوم صفحہ ۴۱

ایک قطرہ کو ایک دریا کے ساتھ کچھ نسبت نہیں۔ اور ایک پیسہ کو ایک خزانہ سے کچھ مشابہت نہیں۔ اور پھر فرمایا کہ کامل پیروی کرنے والے کی روح القدس سے تائید کی جائیگی یعنے انکے

کامل پیروی کرنے والے کو روح القدس سے تائید ملتی ہے

اور عقل کو غیب سے ایک روشنی ملیگی اور ان کی کشفی حالت نہایت صفا کی جائیگی۔ اور ان کے کلام اور کام میں تاثیر رکھی جائیگی +

چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ قدیم سے خدا تعالےٰ کا یہ وعدہ پورا ہوتا چلا آتا ہے اور اس زمانہ میں ہم خود شاہد رویت ہیں + وعدہ ربانی قدیم سے پورا ہوتا چلا آتا ہے

چشمہ معرفت حصہ دوم صفحہ ۵۱-۵۲

اور خدا وہ معاملات اس سے شروع کر دیتا ہے جو خاص اپنے پیاروں اور مقبولوں سے کرتا آیا ہے۔ یعنے اس کی اکثر دعائیں قبول کر لیتا ہے۔ اور معرفت کی باریک باتیں اس کو سکھلاتا ہے۔ اور بہت سی غیب کی باتوں پر اس کو اطلاع دیتا ہے اور اس کی منشار کے مطابق دنیا میں تصرفات کرتا ہے اور عزت اور قبولیت کے ساتھ دنیا میں اس کو شہرت دیتا ہے۔ اور جو شخص اس کی دشمنی سے باز نہ آوے اور اس کے ذلیل کرنے کے درپے رہے آخر اس کو ذلیل کر دیتا ہے اور اس کی خارق عادت طور پر تائید کرتا ہے اور لاکھوں انسانوں کے دلوں میں اس کی الفت ڈال دیتا ہے۔ اور عجیب و غریب کرامتیں اس سے ظہور میں لاتا ہے اور بعض خدا کے الہام سے لوگوں کے دلوں کو اس کی طرف کشش ہو جاتی ہے۔ تب وہ انواع واقسام کے تحائف اور نقد اور جنس کے ساتھ اس کی خدمت دوڑتے ہیں اور خدا اس سے نہایت لذیذ اور پر شوکت کلام کے ساتھ مکالمہ مخاطبہ کرتا ہے جیسا کہ ایک دوست ایک دوست سے کرتا ہے۔ وہ خدا جو دنیا کی آنکھ سے مخفی ہے وہ اس پر ظاہر ہو جاتا ہے اور ہر ایک غم کے وقت اپنے کلام سے اس کو تسلی دیتا ہے۔ وہ اُس سے سوال وجواب کے طور پر اپنی فصیح اور لذیذ اور پر شوکت کلام کے ساتھ باتیں کرتا ہے اور سوال کا جواب دیتا ہے + مقبولوں کے علامات

چشمہ معرفت حصہ دوم صفحہ ۵۹

جو شخص اس خدا کی طرف سچے دل سے رجوع کرتا ہے اور وفاداری اور صدق قدم سے اس کی طرف آتا ہے۔ اس کا انجام یہ ہوتا ہے کہ جیسا کہ خدا بے مثل ہے وہ بھی بے مثل ہو جاتا ہے۔ اور آسمانی برکتوں کے دروازے اس پر کھولے جاتے ہیں۔ اور جیسا کہ خدا نے آسمان اور زمین میں کئی قسم کی قدرتیں دکھلائی ہیں ایسا ہی اس کے ہاتھ پر بھی کئی قسم کی قدرتیں ظاہر ہوتی ہیں اور خوارق ظہور میں آتے ہیں جو دوسرے انسان ان پر قادر نہیں ہو سکتے اور آسمانی برکتوں کے دروازے اس پر کھولے جاتے ہیں اور مقابلہ کے وقت کوئی اس پر غالب نہیں آسکتا کیونکہ کامل پیرو خدا کی صفات کا مظہر ہو جاتا ہے

خدا اس کی زبان ہو جاتا ہے جس سے وہ بولتا ہے۔ اور خدا اس کے ہاتھ ہو جاتا ہے۔ جس سے طرح طرح کے تصرفات زمین پر ظاہر کر سکتا ہے۔ نہیں کہہ سکتے کہ وہ خدا ہے یا خدا کا بیٹا ہے۔ مگر جو شخص قرآن شریف کا پیرو ہو کر محبت اور صدق کو انتہا تک پہنچا دیتا ہے۔ وہ ظلی طور پر خدا تعالیٰ کی صفات کا مظہر ہو جاتا ہے۔ یہ سب نتیجہ اس زبردست طاقت اور خاصیت کا ہوتا ہے جو خدا کے کلام قرآن شریف میں ہم مشاہدہ کرتے ہیں۔

چشمہ معرفت حصہ دوم صفحہ ۶۰

سچا پیرو اس مقام ولایت تک پہنچ جاتا ہے

کہ جس طرح قرآن شریف اور آنحضرت صلعم کی سچی پیروی سے انسان جماعت اولیاء اللہ میں داخل ہو سکتا ہے۔

میں نے قرآن شریف میں ایک زبردست طاقت پائی ہے۔ میں نے آنحضرت صلعم کی پیروی میں ایک عجیب خاصیت دیکھی ہے جو کسی مذہب میں وہ خاصیت اور طاقت نہیں۔ اور وہ یہ کہ سچا پیرو اس کا مقام ولایت تک پہنچ جاتا ہے۔ خدا اس کو نہ صرف اپنے قول سے مشرف کرتا ہے بلکہ اپنے فعل سے اسکو دکھلاتا ہے کہ میں وہی خدا ہوں جس نے زمین اور آسمان پیدا کیا تب اس کا ایمان بلندی میں دور دور کے ستاروں سے بھی آگے گذر جاتا ہے۔ چنانچہ میں اس امر میں صاحب مشاہدہ ہوں خدا مجھ سے ہمکلام ہوتا ہے اور ایک لاکھ سے بھی زیادہ میرے ہاتھ پر اس نے نشان دکھلائے ہیں۔

چشمہ معرفت حصہ دوم صفحہ ۴۶

قرآن نے ہزارہا عاشق بنائے ہیں میں بھی انہیں سے ایک ناچیز بندہ ہوں

اسی طرح خدا تعالیٰ نے جو کچھ اپنی خوبیوں کا قرآن شریف میں ذکر کیا ہے وہ تمام حسن اور محبوبانہ اخلاق کے بیان میں ہے اور اس کے پڑھنے سے صریح معلوم ہوتا ہے کہ وہ پڑھنے والے کو خدا کا عاشق بنانا چاہتا ہے چنانچہ اس نے ہزارہا عاشق بنائے۔ اور میں بھی ان میں سے ایک ناچیز بندہ ہوں۔

خط حضرت مسیح موعود

(از اخبار الحکم نمبر ۲۹ جلد ۳۔ ۱۷ اگست ۱۸۹۹ء)

رسول اور نبی سے کیا مراد ہے

محبی عزیزی اخویم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عنایت نامہ پہنچا۔ حال یہ ہے کہ اگرچہ عرصہ بیس سال سے متواتر اس عاجز کو الہام ہوا ہے۔ اکثر دفعہ ان میں رسول یا نبی کا لفظ آگیا ہے۔ جیسا کہ یہ الہام ہوا ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق اور جیسا کہ یہ

الہام ہوا۔ جری اللہ فی حلل الانبیاء۔ اور جیساکہ یہ الہام ہوا۔ دنیا میں ایک نبی آیا۔ مگر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا۔ ایسے ہی بہت سے الہام ہیں جن میں اس عاجز کی نسبت نبی یا رسول کا لفظ آیا ہے۔ لیکن وہ شخص غلطی کرتا ہے۔ جو ایسا سمجھتا ہے۔ کہ اس نبوت اور رسالت سے مراد حقیقی نبوت اور رسالت ہے جس سے انسان خود صاحب شریعت کہلاتا ہے۔ بلکہ رسول کے لفظ سے اسی قدر مراد ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کی طرف سے بھیجا گیا۔ اور نبی کے لفظ سے صرف اسی قدر مراد ہے کہ خدا تعالےٰ سے علم پاکر پیشگوئی کرنے والا یا معارف پوشیدہ بتانے والا سو چونکہ ایسے لفظوں سے جو محض استعارہ کے رنگ میں ہیں اسلام میں فتنہ پڑتا ہے۔ اور اس کا نتیجہ سخت بد نکلتا ہے۔ اس لئے اپنی جماعت کی معمولی بول چال اور دن رات کے محاورات میں یہ لفظ نہیں آنے چاہئیں۔ اور دلی ایمان سے سمجھنا چاہئے کہ نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوگئی ہے۔ جیساکہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین۔ اس آیت کا انکار کرنا یا استخفاف کی نظر سے دیکھنا درحقیقت اسلام سے علیحدہ ہونا ہے۔ جو شخص انکار میں حد سے گذرتا ہے۔ جس طرح کہ وہ ایک خطرناک حالت میں ہے۔ اسی طرح وہ جو شیعوں کی طرح اعتقاد میں حد سے گذر جاتا ہے۔ جاننا چاہئے کہ خدا تعالےٰ نے اپنی تمام نبوتوں اور رسالتوں کو قرآن شریف اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ختم کر دیا ہے۔ اور ہم محض دین اسلام کے خادم بن کر دنیا میں آئے ہیں۔ اور دنیا میں بھیجے گئے ہیں۔ نہ اس لئے کہ اسلام کو چھوڑ کر کوئی اور دین بنا دیں۔ ہمیشہ شیطان کی رہزنی سے اپنے تئیں بچانا چاہئے۔ اور اسلام سے محبت سچی رکھنی چاہئے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عظمت کو بھلانا نہیں چاہئے۔ ہم خادم دین اسلام ہیں۔ اور یہی ہمارے ظہور کی علت غائی ہے۔ اور نبی اور رسول کے لفظ استعارہ اور مجاز کے رنگ میں ہیں۔ رسالت لغت عرب میں بھیجے جانے کو کہتے ہیں۔ اور نبوت یہ ہے کہ خدا سے علم پاکر پوشیدہ حقایق اور معارف کو بیان کرنا سو اسی حد تک مفہوم کو ذہن میں رکھکر دل میں اس کے معنے کے موافق اعتقاد کرنا مذموم نہیں ہے۔ مگر چونکہ اسلام کی اصطلاح میں نبی اور رسول کے یہ معنے ہوتے ہیں کہ وہ کامل شریعت لاتے ہیں۔ یا بعض احکام شریعت سابقہ کو منسوخ کرتے ہیں یا نبی سابق کی امت نہیں کہلاتے۔ اور براہ راست بغیر استفادہ کسی نبی کے خدا تعالےٰ سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس لئے ہوشیار رہنا چاہئے۔ کہ اس جگہ بھی یہی معنے نہ سمجھ لیں۔ کیونکہ ہماری کتاب بجز قرآن کریم کے نہیں ہے۔ اور کوئی دین بجز اسلام کے نہیں ہے۔ اور ہم اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ ہمارے

نبوت آنحضرت پر ختم ہوگئی

اپنی جماعت کی معمولی بول چال میں اور دن رات کے محاورات میں یہ لفظ نہیں آنے چاہئیں

نبی اور رسول مجاز کے رنگ میں ہیں۔

اسلام میں نبی کے معنے

نبی صلے اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء اور قرآن شریف خاتم الکتب ہے۔ سو دین کو بچوں کا کھیل نہیں بنانا چاہیئے۔ اور یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ ہمیں بجز خادم اسلام ہونے کے اور کوئی دعوے بالمقابل نہیں۔ اور جو شخص ہماری طرف اس کے خلاف منسوب کرے۔ وہ ہم پر افترا کرتا ہے ہم اپنے نبی کریم کے ذریعہ فیض و برکات پاتے ہیں۔ اور قرآن کے ذریعہ سے ہمیں فیض معارف ملتا ہے سو مناسب ہے کہ کوئی شخص اس ہدایت کے برخلاف کچھ بھی دل میں نہ رکھے۔ ورنہ وہی خدا تعالےٰ کے نزدیک اس کا جواب دہ ہوگا۔ اگر ہم اسلام کے خادم نہیں ہیں تو ہمارا سب کاروبار عبث اور مردود اور قابل مواخذہ ہے۔ زیادہ خیریت والسلام۔ مورخہ ۱۷۔ اگست ۱۸۹۹ء

ہمیں بجز خادم اسلام ہونے کے اور کوئی دعویٰ نہیں اگر کوئی اسکے خلاف عقیدہ رکھے تو وہ خود اللہ تعالےٰ کے نزدیک قابل مواخذہ ہے

ف نوٹ۔ ایک قرأت اس الہام میں یہ بھی ہے کہ دنیا میں ایک نذیر آیا۔ اور یہی قرأت براہین میں درج ہے۔ اور فتنہ سے بچنے کے لئے یہ دوسری قرأت درج نہیں کی گئی +

---

## خط بنام اخبار عام

جناب ایڈیٹر صاحب اخبار۔ پرچہ اخبار عام ۲۳ مئی ۱۹۰۸ء کے پہلے کالم کی دوسری سطر میں میری نسبت یہ خبر درج ہے کہ گویا میں نے جلسہ دعوت میں نبوت سے انکار کیا۔ اس کے جواب میں واضح ہو کہ اس جلسہ میں میں نے صرف یہ تقریر کی تھی کہ میں ہمیشہ اپنی تالیفات کے ذریعہ سے لوگوں کو اطلاع دیتا رہا ہوں۔ اور اب بھی ظاہر کرتا ہوں کہ یہ الزام جو میرے ذمہ لگایا جاتا ہے کہ گویا میں ایسی نبوت کا دعوےٰ کرتا ہوں جس سے مجھے اسلام سے کچھ تعلق باقی نہیں رہتا اور جس کے یہ معنے ہیں کہ میں مستقل طور پر اپنے تئیں ایسا نبی سمجھتا ہوں کہ قرآن شریف کی پیروی کی کچھ حاجت نہیں رکھتا اور اپنا علیحدہ کلمہ اور علیحدہ قبلہ بناتا ہوں اور شریعت اسلام کو منسوخ کی طرح قرار دیتا ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اقتدا اور متابعت سے باہر جاتا ہوں یہ الزام صحیح نہیں ہے بلکہ ایسا دعوےٰ نبوت کا میرے نزدیک کفر ہے اور نہ آج سے بلکہ اپنی ہر ایک کتاب میں ہمیشہ میں یہی لکھتا آیا ہوں کہ اس قسم کی نبوت کا مجھے کوئی دعوےٰ نہیں اور یہ سراسر میرے پر تہمت ہے اور جس بنا پر میں اپنے تئیں نبی کہلاتا ہوں وہ صرف اس قدر ہے کہ میں خدا تعالےٰ کی ہمکلامی سے مشرف ہوں اور وہ میرے ساتھ بکثرت بولتا اور کلام کرتا ہے۔ اور میری باتوں کا جواب دیتا ہے اور بہت سی غیب کی باتیں میرے پر ظاہر کرتا اور آیندہ زمانوں کے وہ راز میرے پر کھولتا ہے کہ جبتک

نبی صرف اسلئے کہلاتا ہوں کہ خدا کثرت سے میرے ساتھ ہمکلام ہوتا ہے

انسان کو اس کے ساتھ خصوصیت کا قرب نہ ہو۔ دوسرے پر وہ اسرار نہیں کھولتا۔ اور انہیں امور کی کثرت کی وجہ سے اس نے میرا نام نبی رکھا ہے۔ سو میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں۔ اور اگر میں اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہوگا۔ اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے تو میں کیونکر انکار کر سکتا ہوں۔ میں اس پر قایم ہوں۔ اس وقت تک جو اس دنیا سے گذر جاؤں۔ مگر میں ان معنوں سے نبی نہیں ہوں کہ گویا میں اسلام سے اپنے تئیں الگ کرتا ہوں یا اسلام کا کوئی حکم منسوخ کرتا ہوں۔ میری گردن اس جوئے کے نیچے ہے۔ جو قرآن شریف نے پیش کیا اور کسی کو مجال نہیں کہ ایک نقطہ یا ایک شعشہ قرآن شریف کا منسوخ کر سکے۔ سو میں صرف اس وجہ سے نبی کہلاتا ہوں کہ عربی اور عبرانی زبان میں نبی کے یہ معنے ہیں کہ خدا سے الہام پا کر بکثرت پیشگوئی کرنے والا۔ اور بغیر کثرت کے یہ معنی تحقق نہیں ہو سکتے جیسا کہ صرف ایک پیسہ سے کوئی مالدار نہیں کہلا سکتا۔ سو خدا نے مجھے اپنے کلام کے ذریعہ سے بکثرت علم غیب عطا کیا ہے اور ہزارہا نشان میرے ہاتھ پر ظاہر کئے ہیں اور کر رہا ہے۔ میں خود ستائی سے نہیں بلکہ خدا کے فضل اور اس کے وعدہ کی بنا پر کہتا ہوں کہ اگر تمام دنیا ایک طرف ہو اور ایک طرف صرف میں کھڑا کیا جاؤں اور کوئی ایسا امر پیش کیا جائے جس سے خدا کے بندے آزمائے جاتے ہیں تو مجھے اس مقابلہ میں خدا غلبہ دیگا اور ہر ایک پہلو کے مقابلہ میں خدا میرے ساتھ ہوگا اور ہر ایک میدان میں وہ مجھے فتح دیگا۔ بس اسی بنا پر خدا نے میرا نام نبی رکھا ہے اس زمانہ میں کثرت مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ اور کثرت اطلاع بر علوم غیب صرف مجھے ہی عطا کی گئی ہے اور جس حالت میں عام طور پر لوگوں کو خوابیں بھی آتی ہیں بعض کو الہام بھی ہوتا ہے اور کسی قدر ملونی کیساتھ علم غیب سے بھی اطلاع دیجاتی ہے مگر وہ الہام مقدار میں نہایت قلیل ہوتا ہے اور اخبار غیبیہ بھی اسمیں نہایت کم ہوتی ہیں اور باوجود کمی کے مشتبہ اور مکدر اور خیالات نفسانی سے آلودہ ہوتی ہیں تو اس صورت میں عقل سلیم خود چاہتی ہے کہ جسکی وحی اور علم غیب اس کدورت اور نقصان سے پاک ہو اسکو دوسرے معمولی انسانوں کیساتھ نہ ملایا جائے بلکہ اسکو کسی خاص نام کے ساتھ پکارا جائے تا کہ اس میں اور اسکے غیر میں امتیاز ہو اس لئے محض مجھے امتیازی مرتبہ بخشنے کیلئے خدا نے میرا نام نبی رکھدیا اور یہ مجھے ایک عزت کا خطاب دیا گیا ہے تا کہ ان میں اور مجھ میں فرق ظاہر ہو جائے۔ ان معنوں سے میں نبی ہوں اور امتی بھی ہوں تا کہ ہمارے سید و آقا کی وہ پیشگوئی پوری ہو کہ آنیوالا مسیح امتی بھی ہوگا اور نبی بھی ہوگا ورنہ حضرت عیسیٰ جنکے دوبارہ آنے کے بارے میں ایک جھوٹی امید اور جھوٹی طمع لوگوں کو دامنگیر ہے وہ امتی کیونکر بن سکتے ہیں۔ کیا آسمان سے اتر کر نئے سرے وہ مسلمان ہونگے یا کیا اسوقت ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء نہیں رہیں گے۔

والسلام علیٰ من اتبع الہدٰے

الراقم خاکسار المفتقر الی اللہ الاحد غلام احمد عفی اللہ عنہ۔ ۲۳ مئی ۱۹۰۸ء از شہر لاہور

صرف لغوی معنی کے لحاظ سے نبی کہلاتا ہوں۔

عام لوگوں سے فرق کرنے کے لئے نبی نام رکھا گیا۔

1465
70
95

75
20

٢٢٥
١٩٨
٥٢٠

DUE DATE